سلسلۂ انجمن ترقی اردو

نمبر ۱۶

مشاہیر یونان و روم

یعنی حکیم پلوٹارک یونانی کی شہرۂ آفاق کتاب

پے رے لل لایوز (PARALLEL LIVES) کا اردو ترجمہ

جلد اوّل مع مقدمۂ مترجم

مترجمہ

سیّد ہاشمی فرید آبادی

باہتمام

اسحاق علی علوی مالک مطبع

قیمت عہ

مطبوعاتِ انجمن ترقیِ اُردو

فلسفۂ تعلیم ہربرٹ اسپنسر جس کے متعلق یورپ و امریکہ کے ارباب علم کا خیال ہے کہ ارسطو کے بعد اس پایہ کا دوسرا شخص پیدا نہیں ہوا - یہ اُسی کی لاجواب کتاب کا نہایت اعلے درجے کا ترجمہ ہے - جس کے مطالعے سے مسئلۂ تعلیم پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور بڑی حد تک اس منزل مین رہنمائی ہوتی ہے - قیمت عہ

القمر مین جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے چاند کی حقیقت و ماہیت پر علمی نقطۂ نظر کی رو سے بحث کی گئی ہے - جدید معلومات کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے - قیمت ۱۲ ار

القول الاظہر ترجمۂ فوز الاصغر (از ابن مسکویہ) اس کتاب مین تین اُمہات مسائل پر بحث کی گئی ہین - پہلا صانع عالم کا ثبوت نہایت فلسفیانہ دلائل سے - دوسرا نفس اور اُس کے ادراکات کے بیان مین - اور تیسرا اثبات نبوت مین ہے - اس مین مسٹر جو ڈارون کی تھیوری کہی جاتی ہے موجود ہے - قابل دید اور نہایت دل چسپ کتاب -

رہنمایانِ ہند جس مین بتایا گیا ہے کہ ہندوون کا اصل مذہب کیا ہے اور اُس مین کیا کیا تبدیلیان ہوئی ہین - اس کے بعد سری کرشن جی - سدھارتھ گوتم بدھ کی جامع و مقدس سوانح عمری و فلسفہ آموز تعلیمات و دیگر رہنمایان مثل شنکر اچارج - رامانج - گورکھ ناتھ - اور کبیر کے مختصر تذکرات و تلقینات اور راما نند کے سربرآوردہ مرید شعرا ر باکمال بابا تلسی داس، اور جے دیو کے حالات نہایت خوبی کے ساتھ درج کیے گئے ہین - قیمت عہ

نپولین اعظم قیصر ولیم جو یورپ کی موجودہ مصیبتون کا بانی سمجھا جاتا ہے - اسی نامور شہنشاہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے جس کی مکمل سوانح عمری دیکھنے سے انسان کے حیرت انگیز کمالات اور قابلیتون کا کسی قدر صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے - قیمت جلد اول عہ جلد دوم عا ر جلد سوم ہے جلد چہارم عا ر جلد پنجم عا

امرائے ہنود اس کتاب مین عہد مغلیہ کے ہندو علما و وزرا - اکابر و مشاہیر - عہدہ داران و امرا کے مفصل حالات ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے عہد مین ہندوون کے ساتھ کیسی مساوات برتی جاتی تھی - قیمت عہ

فہرست مضامین

صفحات

سوانح — صفحات

غلط نامہ

افسوس ہے کہ اس کتاب کی چھپائی خاطر خواہ صحت وخوبی کے ساتھ نہیں ہوئی - اور ہر چند اب تمام اسقام کا رفع کرنا محال ہے تاہم ناظرین کو حسب ذیل غلطیوں کی کتاب شروع کرتے وقت ضرور اصلاح کر لینی چاہیے - ورنہ بعض اوقات مطلب سمجھنا دشوار ہوگا ۔ ع م

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
مقدمۂ مترجم:			
۱۲	۵	محافظ اور	محافظ
۱۶	۸	ریشہ دوانیوں نے	ریشہ دوانیوں سے
۱۷	۸	اور اب	اور اب کے
۴۰	آخری	تقریر	تقرر
۵۵	۳	اسکپیو	اسکپیو (یا سپیو)
اصل کتاب:-			
۱	نوٹ میں	اسکای تھیہ یا اسکای تھیین	اسکای تھیہ یا سیدہ سیدیں
۳	۱ و ۲	ہیلوپس	ہیلوپس
۵	۱۰	مدیق	تصدیق
۸	۲۰	اس کا باپ	اس کا باپ
۹	۶	کی بیٹی	کے بیٹے
۱۵	۱	کھے	رکھے
۲۰	۱۸	جیوس	خیوس
۲۴	۵	رکھا گیا تھا	رکھا تھا
۲۵	۶	نقل کی جاتی ہیں	نقل کی جاتی ہے
۲۸	۱ و ۳	آسے اونیہ	آئی اونیہ

(تھی سی اس کی سوانح عمری میں جا بجا چیوں کتابت ہو گیا ہے اس مشہور دیوتا کا نام سیچیوں - نپ چون، پڑھا جائے)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۱	چر	پر
۳۰	۷	ازر	اندر
۴۴	۱۴	جرمانس	جرمانئی
۴۹	آخری	دیکھتے	دیکھنے
۵۱	۱۸	نجوی	نجومی
۵۹	۱۲	جنگ مغلوبہ	جنگ ہم گروہ
۶۰	۷	غنیم	غنم
۶۲	۸ و ۱۳	گال	غال
۶۶	۱۸	لوسس	لوکس
۷۰	۱۲	تے	سکتے
"	"	ادہ	مادہ
۷۲	۱۳	کے	نے
"	۱۷	واون	والون
۷۷	۲	اسکی بیو	سی بیو
[illegible]	۵	گال	غالیہ
۸۶	۲۰	(نومیٹر) کو	(نومیٹر کو)
۹۷	۱۰	ارچی لوس	ارکی لوس
۱۰۱	۳	بھی بدتر	بدتر
۱۰۷	۱۰	ہر ایک کی	ہر ایک کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۰	لیوٹی چی دش	لیوٹی کی ڈس
۱۲۷	۲	اسی	اس
〃	آخری	گھیرا	گھرا
۱۴۱	۴	سنے	نے
۱۴۲	۱	آبسے	آبسنے
۱۵۷	۷	وسزاہے جو	وہ سزاہے جو
		قِسیم دوشیزگی	قسم دوشیزگی
۱۶۲	۱۸	پیٹون	پیتون
۱۶۳	آخری	نایانیون	یونانیون
۱۶۴	۱۶	پرسند	پرسند
۱۸۶	۳	ملکہ امری	ملکداری
〃	۱۴	ہیری انڈر	پیری انڈر
		Heriander	Periander
۱۸۹	۲	اتے تون	اتے پتون
۱۹۰	۸	ایسے لوگون کو	ایسے لوگون کی
۱۹۲	۹	تیس چھیبو	"تیس چھو"
۱۹۴	۱	اہالو	ایاکو
〃	〃	وزیری	وریڑی
〃	۱۱	الس مین	الکیون
۱۹۹	۲	مطالب یہ کہاکر	مطلب یہ کہ اگر
〃	۱۵	بادشاست ملک	بادشاہت ایک
۲۰۹	۱	جاسکتی تھی	جاسکتی تھین
〃	〃	متولی	موتی
۲۱۱	۱۳	وک	ملک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۶	آخری	اورمحبت	محبت
۲۱۸	۱۴	پہلے	پہلی
۲۲۰	۳	ناٹک نویس بھی	ناٹک نویس ہی
〃	نوٹ مین	جرنیل	جرنیل بادشاہ
۲۲۱	۴	ۓ	ۓ
۲۲۹	۱۴	مارکس	مرقس
۲۳۰	۴	مارکس کے	مرقس سے
۲۳۲	۱۳	ہرشخص اپنے آپ	ہرشخص اپنے سے
۲۳۳	۹	لاتینی	لاطینی
۲۳۴	۱۲	دکھائی دیتی	دکھائی نہ دیتی
۲۳۷	۱۴	بولتے ہین جو	بولتے ہین جو
		سکوتس	پیکوس
۲۳۸	۸	کسی اپنے اسکے	اُس کے کسی
۲۳۹	۳	شہروی آے	وی آی
			(اور ہرجگہہ بھی یہ نام وی آی ہی پڑھنا چاہیے)
۲۴۳	آخری	کرنیکے	کرین گے
۲۴۴	۸	جلنے من	جلتے مین
〃	۱۵	ہتی	ہی
۲۵۵	۵	اُس نے	×
〃	۹	مدیر	مدبّر
۲۶۰	۶	دوکشتیان	وہ پرانی کشتیان
〃	۱۱	جزایرایجین	جزیرہ اجی نا
〃	۱۲	جزایرایجین	جزیرۂ اجی نا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٦٠	١۵	جزائر ایجین	جزیرہ اجی نا
٢٦۵	٦	جزیرہ بیوشیہ	علاقہ بیوشیہ
٣٠٠	آخری	خودروہ کے	خودرومہ سے
٣١٢	١٠	لوٹ لیا	لوٹ گیا
٣١۵	۵	ہای ری نیز	پائی رے نیز
〃	١٤	دولتمندتر	دولتمندترین
٣٤٤	٣	لیکن اس کا	لیکن اس کے
٣٤۵	٢	درجو	اورجو
٣٤٧	١۵	وریسان	وہ پریشان
٣۵٠	١۵	جارکردے	جارکردی
〃	٢٠	ویاہین	دیاہین
٣۵١	عنوان	Maximou	maximus

(فے سیئس کی سوانح عمری خلاف سلسلہ لکھ دی گئی ہے ورنہ دراصل اگلی (یعنی فارقلیس کی) سوانح عمری کے بعد آنی چاہیے)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣۵١	٧	فینی	فیبئی
٣٦٦	١١	اردگردکا	اردگردکے
٣٧٩	۵	ظلم وماریٹ	ظلم اورماریٹ
٣٨۵	٩و١٣ وغیرہ	اسکیپیو	سکیپیو
٣٩٠	۵	لڑانے	لڑائے
٣٩١	٨	تباثیر	یہ تاثیر
٣٩٢	نوٹ مین	مرحشین	مرضنین
٣٩٤	٨	قرمینی Permenide	اقرمےنی ڈس Permenides
٣٩٦	١٨	دادری	دادری
٣٩٨	١٦	سلاستی	سلاسےتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٩٩	نوٹ مین	اوریس	اولمپس
٤٠٦	١٤	جواہرات آسے	جواہرات سے
٤٠٩	٢	تیارکرے	تیارکرنے
٤١٣	١٤	اس طرح جلتا	اس طرح چلتا
٤١٤	١	ترک کرتے	ترک کرنے
٤١٩	٣	استاٹیہ	اکاڈیمہ
٤٢١	۵	توحی علاقہ	قومی علاقہ
〃	١٠	جالیونس	کلیپس
٤٢٤	٨	برآمدہوئی	برآمدہوتی
٤٢٦	٧	سوبر	سوپہ
٤٢٧	〃	تاخیرسے	تاخیرسے
٤٢٨	۵	اُول	اول
٤٣٠	١٧	آجیبا	آجی نا
٤٣١	١٩	کری ٹس ہو	کری ٹس جو
٤٣٢	١٢	ستاری نوس	شاری نوس
٤٣۵	٩	ایا	ایا
٤٣٨	١	کیئے	لئے
٤٣٩	آخری	ہم	تاہم
٤٤٢	〃	دل مین نہ پایے	دل مین نہ پاسکے
٤٤۵	٢	اب سے پہلے	اب پہلے
〃	٣	سرسبزادو	سرسبزاورسر

تمت

دیباچہ

از جناب مولوی عبد الحق صاحب۔ بی۔ اے
سکرٹری انجمن ترقی اُردو، اورنگ آباد۔ دکن

پڑھنے کی عادت بہت اچھی ہے۔ مطالعہ ایک شریفانہ فعل ہی نہین حکیمانہ فعل ہے۔ لیکن، پڑھنے پڑھنے مین فرق ہے اور کتاب کتاب مین فرق ہے ؛ مین ایک بد معاش اور پاجی آدمی سے باتین یا بے تکلفی کرتے ہوے جھجکتا ہون اور آپ بھی میرے اس فعل کو بُری نظر سے دیکھتے ہین۔ لیکن مین اس سے زیادہ بدمعاش اور پاجی کتاب پڑھتا ہون نہ آپ کو ناگوار گذرتا ہے اور نہ مجھے ہی کچھ ایسی شرم آتی ہے بلکہ اُس کی ہر بات شربت کے گھونٹ کی طرح حلق سے اُترتی چلی جاتی ہے۔ پاجی آدمی کی تو شاید کوئی حرکت ناگوار ہوتی اور مین اس سے بیزار ہوجاتا مگر یہ چپکے چپکے دل مین گھر کر رہی ہے اور اس کی ہر بات دلرُبا معلوم ہوتی ہے ؛

اگر مین کسی روز بازار مین جاؤن اور چوک مین سے کسی محض اجنبی شخص کو ساتھ لے آؤن اور اس سے بے تکلفی اور دوستی کی باتین شروع کر دون اور پہلے ہی روز اس طرح سے اعتبار کرنے لگون جیسے کسی پرانے دوست پر، تو آپ کیا کہین گے ؟ ۔ لیکن اگر ریل کسی اسٹیشن پر ٹھیرے اور مین اپنی گاڑی سے اُتر کر سیدھا بک اسٹال (کتب فروش کی الماری) پر پہونچون اور پہلی کتاب جو میرے ہاتھ لگے وہ خرید لاؤن اور کھول کے

شوق سے پڑھنے لگون، تو شاید آپ کچھ نہ کہین گے۔ حالانکہ یہ فعل پہلے فعل سے زیادہ مجنونانہ ہے اُس کے لیے تو کوئی عذر ہو بھی سکتا ہے مگر اس کے لیے کوئی عذر ممکن نہین ہے؛

مین ایک بڑے آباد شہر یا مجمع مین جاتا ہون کبھی ایک طرف نکل جاتا ہون کبھی دوسری طرف جا پھونچتا ہون اور بغیر کسی مقصد کے ادھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہون افسوس کہ باوجود آدمیون کی کثرت کے مین وہان اپنے تئین اکیلا اور تنہا پاتا ہون اور اس ہجوم مین تنہائی کا بار اور بھی گران معلوم ہوتا ہے۔ میرے کتب خانے مین بیسیون الماریان کتابون کی ہین۔ مین کبھی ایک الماری کے پاس جا کھڑا ہوتا ہون اور کوئی کتاب نکال کر پڑھنے لگتا ہون اور کبھی دوسری الماری مین سے کوئی کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگتا ہون۔ مین اس طرح سینکڑون کتابین پڑھ جاتا ہون لیکن اگر مین غور کرون تو مین دیکھونگا کہ مین نے کچھ بھی نہین پڑھا۔ اس وقت میری آوارہ خوانی مجھے ستائیگی اور جس طرح ایک بھرے پُرے شہر مین میری تنہائی میرے لیے وبال تھی اسی طرح اس مجمع شرفا و علما ادبا و شعرا مین مین یکہ و تنہا اور حیران ہونگا۔؛

بغیر کسی مقصد کے پڑھنا فضول ہی نہین مضر بھی ہے جس قدر ہم بغیر کسی مقصد کے پڑھتے ہین اسی قدر ہم ایک با معنے مطالعہ سے دور ہوتے جاتے ہین؛

ملٹن نے ایک جگہ کہا ہے کہ "اچھی کتاب کا گلا گھونٹنا ایسا ہی ہے جیسے کسی انسان کا گلا گھونٹنا"، جس سے اس کی مراد یہ ہے کہ فضول اور معمولی کتابون کے پڑھنے مین عزیز وقت ضائع کرنا اچھی کتاب کا گلا گھونٹنا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت مین وہ ہمارے لیے مردہ ہے؛

لوگ کیون فضول، معمولی اور ادنے درجے کی کتابین پڑھتے ہین؟ کچھ تو اس لیے کہ ان مین نیاپن ہے کچھ اس خیال سے کہ ایسا کرنا داخل فیشن ہے اور کچھ اس غرض سے

کہ اس سے معلومات حاصل ہوتی ہین۔ پہلی دو وجہین تو طفلانہ ہین۔ تیسری وجہ
البتہ بظاہر معقول ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہم معمولی، ذلیل اور ادنے
معلومات کو اپنے دماغ مین بھرتے ہین تاکہ اعلیٰ معلومات کی گنجایش باقی نہ رہے۔
اگر ہم اپنے مطالعے کا ایک سیاہہ تیار کرین اور اُس مین صبح سے شام تک
جو کچھ پڑھتے ہین لکھ لیا کرین اور ایک مدت کے بعد اسے دیکھین تو معلوم ہوگا کہ ہم
کیا کیا کر گذرے۔ اُس مین ہم بہت سی ایسی تحریرین پائینگے جن کا ہمین مطلق خیال
نہین۔ بہت ایسے ناول ہونگے جن کے ہیروون تک کے نام یاد نہین۔ بہت ایسی
کتابین، کہ جنکی نسبت اگر ہم سے کوئی یہ کہتا کہ ہم پڑھ چکے ہین تو ہمین کبھی یقین نہ آتا۔
بہت سی ایسی تاریخین، سفرنامے، رسالے وغیرہ ہونگے جنھین پڑھ کر خوش تو کیا
پچتائے ہی ہونگے۔ اگر ہم علی گڈھ کالج کے طالب علمون کے نام، اُن کے حلیے،
اُن کے وطن، اُن کے محلے، اُن کی کتب نصاب تعلیم اور اُن کے شجرے یاد کرنے
شروع کر دین اور اُسے "معلومات" کے نام سے موسوم کرین تو لوگ کیا کہین گے۔
غرض ایسا ہی کچھ حال اُس سیاہہ کا ہوگا۔ اُس کا اکثر حصہ خرافات کی ایک عجیب بے بہت فہرست
اور ہماری ورق گردانی اور تضیع وقت و دماغ کی ایک عمدہ یادگار ہوگی۔
ملٹن نے کیا خوب کہا ہے "عمدہ کتاب حیات ہی نہین بلکہ ایک لافانی چیز
ہے" اس قول مین مطلق مبالغہ نہین۔ عمدہ کتاب خود ہی لافانی نہین بلکہ اپنے لکھنے
والے کو، اُن کو جن کا اس مین ذکر ہے اور بعض اوقات پڑھنے والون کو بھی لافانی بنا دیتی
ہے۔ عمدہ کتابون نے انسانون کے اخلاق وطبائع اور ان کے افکار پر بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔
خیالات مین عظیم الشان تغیر پیدا کیا ہے۔ قومون مین ہل چل اور انقلابات بپا کیے
ہین اور ملکون کی کایا پلٹ مین حیرت انگیز مدد دی ہے۔ اور یہی عمدہ کتاب کی نشانی ہے۔
مین آج آپ کو ایک ایسی ہی کتاب کا حال سناتا ہون۔ یہ آج کل کی نہین، صدی دو صدی

کی نہین بلکہ سنہ عیسوی کی پہلی صدی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ اب تک زندہ ہے یہ لافانی ہے۔ اس نے بہت سے مردہ دلون کو زندہ دل بنا دیا۔ بہت سے سوتے ہوون کو بیدار اور غافلون کو ہشیار کر دیا۔ بہت سی قومون مین قومیت و انسانیت کی روح پھونک دی۔ اور اس مین اب بھی اسی سحرکاری کی قوت موجود ہے بشرطیکہ ہمین اپنی آوارہ خوانی سے فرصت ہو ؛

جب رومہ کی قدیم سلطنت خانہ جنگیون کی بدولت پارہ پارہ ہوگئی تیز مذہب عیسوی کے تازہ فروغ نے یونان قدیم کی تہذیب و حکمت کو برباد کر دیا تو چوتھی صدی سے تیرھوین صدی عیسوی تک براعظم یورپ مین سخت جمود کی کیفیت طاری رہی۔ علماے مذہبی کی تلقین اور حاکمانہ تعلیم نے لوگون کو دنیا اور معاملات دنیا کی جانب سے بالکل بے پروا کر دیا تھا ہر دل پر آنے والی زندگی کا ہول اور قیامت کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ جو لوگ تارک الدنیا نہ تھے، حیات ظاہری کے مسائل پر غور کرنا انھین بھی ناگوار اور تضیع اوقات معلوم ہوتا تھا۔ دماغون مین اوہام پرستی اور متعصبانہ تنگدلی اور قومی عزت و غیرت کے تمام اصولون سے بے خبری کے سوا کسی چیز کے سمانے کی گنجایش نہ تھی اور شخصی بادشاہون کے طفلانہ فرمان اور خودغرض پادریون کے خلاف عدل و انسانیت احکام کی تابعداری زندگی کا فریضۂ مسلمہ بن گئی تھی ؛

صدیون تک اسی حالت خراب مین پڑے رہنے کے بعد آخر کار اہل مغرب مین حرکت پیدا ہوئی اور اندلس کی اسلامی درسگاہون کے طفیل سے اور اُن یونانی پناہ گزینون کے اثر سے جو ترکی فتح قسطنطنیہ کے بعد جنوبی یورپ مین بھاگ آے تھے، یونان قدیم کے فلسفہ و حکمت اور رومی قوانین و نظام سلطنت کا علم ان ممالک مین پھیلا اور محض اس کی بدولت ذہنی ترقیون کا وہ دور یورپ مین شروع ہوا جسے

بجا طور پر اہل یورپ عہد بیداری (رینشاۃ الثانیہ) سے تعبیر کرتے ہین۔ شوق علم و مطالعہ کے اس احیا نے ایک طرف تو اُس زبردست اصلاح مذہبی کی تخم پاشی کی جو عیسائیون کے نئے فرقے پراٹسٹنٹون کی تحریک کی سنگ بنیاد تھی اور دوسری طرف عدل و مساوات رواداری اور معقولیت، آزادخیالی اور جمہوریت، اور ایثار وحب وطن کا دلون مین گہرا نقش بٹھا دیا اور درحقیقت محض قدیم علم ادب کا طفیل تھا کہ استبداد و مطلق العنانی کا زور ٹوٹا اور لوگون کے خیالات مین وہ غیر معمولی تلاطم ہوا جس کا سب سے خوفناک مظاہرہ انقلاب فرانس تھا؛

اس طرح تقریباً پانسو برس کی محنت و مطالعہ کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ گویا اسی درخت کا پھل تھا جسے دو ہزار برس پہلے اہل یونان کے ہاتھون نے بویا تھا؛

لیکن ان یونانی کتابون مین جو یورپ کے ایسے ذہنی انقلابات کا سبب ہین اگر ہم بغور تلاش و امتیاز کرنا چاہین تو ہمین معلوم ہوگا کہ پلوٹارک متوطن شیرونیہ (علاقہ بیوشیہ، یونان) کی کتاب "مشاہیر یونان و رومہ" بھی منجملہ ان چند کتابون کے ہے جنھون نے مغرب کو قعر مذلت سے نکال کر اوج کمال پر پہونچا دیا اور اعلےٰ انسانی خصائل کا ایسا سبق دیا جو کبھی فراموش نہ ہوگا؛

مذہب ہو یا دنیوی معاشرت، سیاسیات ہو یا دینیات بغیر اخلاق کے چارہ نہین۔ جب تک ان کی تہ زمین اخلاق نہ ہو کامیابی ممکن نہین۔ لیکن قابل غور اور اہم سوال یہ ہے کہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کیونکر دی جاے کہ نوجوانون کے دلون مین اعلیٰ اور پاکیزہ خیالات اس طرح متمکن ہو جائین کہ دنیوی لالچ، خودغرضانہ خواہشات، دوستی اور مروت انھین ڈانوان ڈول نہ کر سکے؟ بعض کا خیال ہے کہ صرف مذہبی تعلیم ہی سے اخلاق درست ہو سکتے ہین۔ بعض کی راے ہے کہ اخلاق کی کتابین پڑھانے اور وعظ و پند کے ذریعے سے اخلاق سکھا سکتے ہین۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ پہلا طریقہ حکم و فرمان

مبنی ہے اور بہت طبائع اُسے قبول کرنے کی صلاحیت نہین رکھتین اور اسلیے اکثر محروم
رہ جاتی ہین۔ اور دوسرا طریقہ بے مزہ اور روکھا پھیکا ہے۔ خصوصاً نوجوان طبیعتین اُس
سے بھاگتی ہین اور واعظون کے وعظ اور ناصحون کی نصیحتین رائگان جاتی ہین۔ ایک
تیسری تدبیر اصلاحِ اخلاق کی صحبت ہے۔ بے شک یہ ایک کارگر اور مؤثر تدبیر ہے
لیکن ہر کہین اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ سیرت کے کامل نمونے کہان نصیب ہوتے ہین
علاوہ اس کے ان طریقون مین دل کشی نہین جو نصیحت کی تلخی کو کم کرنے کے لیے نہایت
ضروری ہے ایک اور کمی بھی ہے یعنی ان سے بڑائی حاصل کرنے کا دلون مین ولولہ اور
جوش پیدا نہین ہوتا۔ اب صرف ایک ہی طریقہ باقی ہے جو مؤثر بھی ہے، دلکش بھی ہے
اور طبیعتون مین ولولہ اور جوش بھی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُن لوگون کے حالات پڑھنے
کے لیے دیے جائین جنھون نے دنیا مین ایسے بڑے بڑے کام کیے ہین جو کبھی مٹنے والے
نہین۔ بشرطیکہ اُن کا لکھنے والا اس گُر سے واقف ہو ؎

پلوٹارک اس گُر کو خوب سمجھتا تھا۔ اس نے یونان و رومہ کے سپوتون کے حالات
لکھنے مین ایسے دلاویز طریقے سے کام لیا ہے کہ خودبخود پڑھنے کی رغبت ہوتی ہے۔ اور دوسری
بات جو پلوٹارک کی سبق آموز اور زندہ جاوید کتاب کی وقعت کو بڑھانے والی ہے وہ اس کی
تاریخی حیثیت اور صاحب کتاب کی غیر معمولی وسعتِ نگاہ ہے۔ اسکی مساعی تحقیق و جستجو کو سیر
کرنے کے لیے اوّل تو کتابون کا ایک ذخیرۂ کثیر اس کے سامنے تھا جو اب ناپید ہے اور
دوسرے وہ پہلی صدی عیسوی کا آدمی ہے اور اس لیے یونان و رومہ کی تہذیب و معاشرت
کا جیسا صحیح اندازہ وہ کر سکتا ہے اس زمانے مین ممکن نہین۔ پس تاریخی اعتبار سے ان ملکون
کی کوئی قدیم تاریخ مکمل بلکہ معتبر نہین سمجھی جاتی جب تک کہ مؤلف اس بات کا ثبوت نہ دے
کہ اس نے پلوٹارک کی لکھی ہوئی سوانح عمریون کو طالب علمانہ شوق و جانکاہی سے پڑھا ہے۔
آپ اس کتاب مین حبِ وطن، کامل ایثار، بے نفسی، جان نثاری اور اولوالعزمی

کی ایسی زندہ اور سچی تصویرین کھینچ گئے کہ اُن کو پڑھکر انسان بے خود ہو جاتا ہے اور اس کا دل بے اختیار سچے جذبات سے اُبلنے لگتا ہے اور خواہ کیسا ہی آدمی ہو یہ ممکن نہین کہ اس کے پڑھنے کے بعد وہ متاثر نہو اور اُن انسانی اعلیٰ خوبیون کا دائمی اثر اس کے دل پر باقی نہ رہے۔ دنیا مین سیکڑون آدمی ایسے گذرے ہین کہ اس کتاب نے اُن پر جادو کا سا اثر کیا ہے اور اس کی بدولت انھین حیات جاوید حاصل ہوئی ہے ؛

رُاسیو جو فرانس کا ایک بڑا حکیم گذرا ہے اور جو اُن چند برگزیدہ لوگون مین سے تھا جو انقلاب فرانس کا پیش خیمہ تھے اس کتاب کو پڑھ پڑھکر آپے سے باہر ہو ہو جاتا اور لڑکپن کے زمانے مین بھی اُس سے اُن بے نفس اولوالعزم لوگون کی تقلید مین عجیب و غریب حرکتین سرزد ہو جاتی تھین۔ وہ اس کتاب کو بہت عزیز رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے پڑھنے سے اس پر نئی کیفیت طاری ہوتی تھی ؛

فرانس کے عہد بیداری کے ایک دوسرے نامور مصنف مونٹین کی نسبت لکھا ہے کہ وہ پلوٹارک کے مطالعے سے بے انتہا متاثر ہوا تھا اور اپنی کامیابی کے لیے علاوہ دیگر یونانی فلسفیون کے پلوٹارک کا بھی رہین منت تھا ؛

پلوٹارک کو انسانی سیرت اور باطن کی تصویر کھینچنے مین کمال حاصل ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا زندہ تصویرین ہمارے سامنے موجود ہین اور تھوڑی دیر کے لیے ہم خود اپنے اردگرد کے حالات سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہین۔ شکسپیر کے کلام کا مشہور نقاد ریلے لکھتا ہے کہ شکسپیر جو پلوٹارک کا بہت کچھ زیر بار احسان ہے بعض اوقات کیرکٹر (سیرت) کی تصویر اُتارنے مین پلوٹارک کے حیرت انگیز بیان کو نہین پہونچتا ؛

فردوسی بھی اس بارے مین کمال رکھتا ہے اور شاہنامے کے پڑھنے کے بعد ہم رستم و افراسیاب، سیاوش و سہراب وغیرہ کو نہین بھول سکتے۔ لیکن حبّ وطن، کامل ایثار اور انسان کے اخلاقی کمالات کی وہ تصویرین جو دل مین گھر کر لیتی ہین اور جو تزکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق کا

زبردست آلہ ہین اس مین نہین پائی جاتین، پلوٹارک کو اس خصوصیت مین سب پر تفوق حاصل ہے اور جسے یقین نہ ہو وہ بروٹس لکرگس اور کیٹو (خرد) وغیرہ کے حالات پڑھ کر دیکھ لے اور سوچے کہ ان اعلیٰ صفات کی حامل کوئی اور کتاب بھی ہے ؟

اگر اس کتاب کے پڑھنے کے بعد کوئی اس سے متاثر نہ ہوا اور اس کے دل مین اخلاقی کمالات کا جوش اور ولولہ پیدا نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ خدا سے خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگے کہ خدا اُس کے حال پر رحم کرے !

مجھے سچی اور قلبی مسرت ہے کہ آخر یہ دلچسپ اور رفیع المنزلت کتاب جو دنیا کی امہات کتب مین سے ہے انگریزی سے اُردو مین ترجمہ ہوئی اور ہمارے اہل ملک کے سامنے (منجملہ پانچ جلدون کے) اس کی پہلی جلد آج پیش کی جا رہی ہے۔ خدا کرے کہ اُسے یہان بھی وہی تاثیر اور قبولیت نصیب ہو جسکی وہ مستحق ہے ؟

مین اس امر پر بھی خاص مسرت کا اظہار کرتا ہون کہ انجمن ترقی اُردو کی خوش نصیبی سے اُسے مترجم بھی ایسا ہی قابل اور محقق ملا ہے ؟ سید ہاشمی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ جس جان کاہی، شوق اور محنت سے کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے اور میری راے مین یہ اُردو ترجمہ بلحاظ طرز بیان، سلاست، اظہار مطالب انگریزی ترجمے پر فوقیت رکھتا ہے علاوہ اس کے لائق مترجم نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ کتاب کے شروع مین ایک تاریخی مقدمہ (جو گویا یونان اور رومہ کی قدیم تاریخ کا ایک خلاصہ ہے) اضافہ کر دیا ہے جس سے اردو ترجمے کی وقعت اور بڑھ گئی ہے۔ یہ بہت ضروری تھا۔ اسلیے کہ ان سوانح عمریون مین خاص تاریخی سلسلہ نہین ہے اور بہت سی باتین اُس وقت تک سمجھ مین نہین آسکتین نہ کتاب کا پورا لطف آسکتا ہے جب تک کہ یونان و رومہ کی تاریخ سے واقفیت نہ ہو۔ پس یقین ہے کہ اُردو خوان پبلک کے لیے یہ نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگا ؟

اورنگ آباد دکن۔ ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۱۶ع

جغرافیائی نوٹ

عہد قدیم مین لفظ یونان کسی خاص یا معیّن الحدود ملک پر اطلاق نہ پاتا تھا بلکہ اُن تمام علاقون کو یونان کہہ دیتے تھے کہ جہان یونانی زبان و معاشرت اور یونانی نسل کے لوگ آباد ہون۔ چنانچہ جزائر اسے جئین ایشیاے کوچک، صقلیہ اور اطالیہ کی ساحلی نوآبادیان بھی قریب قریب اُسی حق کے ساتھ اپنے ان دور دست علاقون کو ہیلاس، (یونان) کہ سکتی تھین جو یونان خاص کی بستیون کو حاصل تھا اصل یہ ہے کہ تمام یونانیون پر کبھی کوئی واحد قومی سلطنت نہ قائم ہوسکی اور مُلک کے پہاڑی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین کٹے ہوے ہونے کی وجہ سے اُن کی چھوٹی چھوٹی جماعتین جہان تہان بس گئین اور انھون نے اپنے اپنے علاقے اور ضلعون مین علیحدہ خودمختار ریاستین بنالین۔ پھر شہری آزادی کی لذتون نے، جو شاید بنی انسان مین من حیث القوم سب سے پہلے یونانیون ہی نے چکھی تھین، اُنھین ہمیشہ ایک وسیع تر اشتراک اور واحد قومی حکومت کے شیرازے مین منسلک ہونے سے باز رکھا، چنانچہ حکیم ارسطو نے جب تمام یونانیون کی تاریخ مرتب کی، جو بدنصیبی سے اب ناپید ہے، تو ڈیڑھ سو سے زیادہ خودمختار یونانی ریاستون کے حالات اُسے جمع کرنے پڑے جن مین ہمیشہ تغیر اور انقلابات ہوتے رہتے تھے۔ پس ایسے تغیر پذیر مجموعے کا جغرافیائی تعین کرنا، یقیناً نہ اُس وقت آسان تھا نہ اب کچھ آسان ہے ؎

بہرحال، نقشۂ منسلکہ کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ ایشیائی نوآبادیون کے علاوہ، خاص یونان اُس زمانے مین بھی قریب قریب اُسی علاقے پر مشتمل تھا جو موجودہ یونان کا

ملک کہلاتا ہے۔ اس میں سے اگر ہم مقدونیہ اور ایپرس کو خارج کر دیں جو کبھی صحیح معنوں میں یونان نہیں سمجھے گئے تو یونان قدیم کا رقبہ ۲۰ ہزار مربع میل سے کچھ زیادہ تھا اور اس کے بڑے بڑے سترہ ضلعے حسب ذیل تھے (جن میں متعدد خود مختار ریاستیں شامل تھیں) :-

(۱) شمالی یونان - اس میں صرف ایک ضلع تھا : تھسلی ؛

(۲) وسطی یونان - اکرنانیہ، اطولیہ، لوکرس، ڈورس، مگارس (یا مگارا)

فوکیس (یا فوسشیہ)، اٹی کا اور بیوشیہ ؛

(۳) جنوبی یونان - (جسے پی لو پی نی سس یا لوپیشیہ یا پیلوپیہ کہتے تھے اور جو اب جزیرہ نمائے موریہ کے نام سے موسوم ہے) کورنتھیا،

سکیانیا، اکائیہ، ایلس، آرگولس، ارکیڈیا،

مسینیہ اور لقونیہ ؛

۱ — یونان

تمہید — یونان کی قدیم تاریخ موجودہ یورپ کی تمدنی اور ذہنی ترقیوں کا پہلا باب ہے، جس وقت اور قومیں خانہ بدوش قبائل کی صورت مین زندگی بسر کر رہی تھین، یونان مین منتظم شہر آباد تھے اور جب کہ اوہام پرست ایشیائی شخصی بادشاہون کی ذلیل غلامی کو فخر انسانیت جانتے تھے' اہل یونان اُس وقت پوری طرح اس اصول کو سمجھ چکے تھے کہ کوئی حکومت مطلق العنان نہ ہونی چاہیے، لیکن اس خارجی فرق کے علاوہ اُن کی بڑی وجہ فضیلت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اولادآدم مین سب سے پہلے انھون نے مدنی الطبع انسان کی زندگی اور تعلقات زندگی پر غور کیا اور ہمیشہ عقل و تدبر کو اپنا دلیل راہ بنایا جس کی وجہ سے معاملات ملکداری مین اُن کی نظر سب سے پہلے اُس سرشتۂ اعتدال تک پہونچی جو راعی اور رعایا کے حقوق و فرائض کا صحیح وزن بتاتا ہے۔ اور دوسری طرف ذہنی ترقیون کے لحاظ سے وہ اُس میدان تلاش مین درآئے کہ جہان انسان اسباب و علل کی جستجو کرنا سیکھتا ہے اور نیز اپنا مافی الضمیر اور اپنی ہمدردی نوع کے خیالات ایک خوش نما اور دلنشین پیرائے مین ظاہر کرنا چاہتا ہے، یہی باعث ہے کہ تاریخ یونان کی دلچسپیان کچھ اُسی وقت سے نہین جب سے کہ شہور و سنین کا تعین یا واقعات کا مفصل احوال ملتا ہے

ملتا ہے۔ بلکہ اُس وقت سے شروع ہوتی ہین جب سے کہ اُس متمدن اور با اصول زندگی کی جھلک ہمین نظر آتی ہے جس کی وسعت یافتہ صورت کا نام یورپ کی جدید تہذیب ہےؔ؏

قدیم یونان کی یہ تاریخ بعثت مسیح سے تین صدی قبل تک تقریباً ایک ہزار سال کے حالات پر مشتمل ہے اور ظاہر ہے کہ اُس پر مبسوط بحث کرنے کی اس مختصر مضمون مین گنجایش نہین۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اُس کا ایک سرسری خاکا، پلوٹارکس لایوز کا اردو ترجمہ پڑھنے والون کے سامنے پیش کر دیا جاے کہ انھین کتاب کے مطالب سمجھنے مین مدد ملے اور وہ ایک تصور وہان کی عام حالت کا اپنے ذہن مین قائم کر لین ؔ؏

اب آسانی کی غرض سے ہم ان تاریخی حالات کو پانچ دَور مین تقسیم کرینگے جن مین پہلا یونانی قومون کے باہر سے آکر یونان مین بسنے اور مختلف ریاستین آباد کرنے کے متعلق ہے اور ہمین چھٹی صدی قبل مسیح کے سرے تک لے آتا ہے۔ دوسرے دَور مین آی اونی (جس کو بگاڑ کر اہل مشرق نے "یونانی" بنایا ہے) یا 'اہل یونان کی ایشیائی آبادیون' کی بغاوت اور ایرانی لشکرکشی کا ذکر ہے (سنہ ۵۰۲ تا سنہ ۴۷۹ ق م)۔ تیسری مین اُن ۷۴ برس کے حال سے بحث ہے کہ جن مین مدینۃ الحکما اتھنز یا (ایثنا) کی حکومت اوج کمال پر تھی۔ چوتھے مین پولیپنشی (پی لوپی نی سسی) لڑائیان' اسپارٹی اقتدار اور پھر تھیبہ کے تفوق حاصل کرنے کے مجمل واقعات و نتائج ہین (سنہ ۴۳۱ تا سنہ ۳۶۲ ق م) اور آخری دور مین فیلقوس اور سکندر کے عہد سے گذر کر یونان کے رومیون کے ہاتھون مفتوح ہونے کا احوال ہے (سنہ ۱۴۶ ق م) ؔ؏

پہلا دَور۔ یونانی قومون کے گروہ اور ریاستین ؔ؏

عام خیال کے بموجب اہل یورپ کی نکاس وسط ایشیا سے ہے اور وہین کی پہلی رَو تھی جس مین ٹیوٹانی، لِتھوآنی اور اسلاقی قومون کے اجداد ادھر آئے ؔ؏ اس کے بعد ایک دوسرا گروہ آیا اور (یونانی، اطالوی اور قلطی) تین شاخون مین بٹ کر جنوبی یورپ مین پھیل گیا۔ لیکن جہان تک ہیلاسی (ہِلِ نیز یعنی یونانی) قوم کا تعلق ہے وہ ایک ہی وقت مین ملک

یونان ہی میں نہیں آئی بلکہ ایشیاے کوچک کے علاقون (فرغیہ، لڈیہ وغیرہ) سے بتدریج اٹھ اٹھ کر مقدونیہ، تھسلی اور پھر یونان خاص میں پہونچی اور قدیم باشندون پر غالب آکر مستقلاً یہین آباد ہو گئی - ان قدیم باشندون کا عام نام پلاس جی قوم ہے اور ان کو بعض جدید اہل تحقیق نے اُنہی کا ہم نسل بتایا ہے جو بعد مین اِدھر آئے - بالفاظ دیگر یہ اُسی ہیلاسی خاندان کی ایک پرانی شاخ تھی اور محض چند صدی پہلے چلے آنے کی وجہ سے ایک غیر نام ونسل کی قوم سمجھی گئی ورنہ اوس مین اور ہیلاسیون مین وہی رشتہ ہے جو خود ہیلاسی نسل کے آیندہ مختلف گروہون مین تھا، یہ بعد کے گروہ تعداد مین تین اور کم سے کم دو تھے: آی اونین، ڈورین اور ای اولین (یولین) جن مین آخر الذکر دو ہین جو کچھ عرصہ پہلے اپنے اصلی جتھے سے جدا ہو گئے تھے: ان کے عقب ڈورین یورپ مین آئے اور جزیرہ نماے یونان کے منتہاے جنوب تک پہونچے اور وہان اپنی چھوٹی چھوٹی سلطنتین قائم کین ؎

لیکن قبل اس کے کہ ڈورین لوگون مین (جو اب ہنے نئے وطن بوئیشیہ کے باشندے کہے جا سکتے ہین) کسی تمدن کی صلاحیت پیدا ہو اور وہ اپنی بدوی زندگی چھوڑ کر لطف حضریت سے آشنا ہون، آی اونی گروہ تمدن کے کئی درجے طے کر چکا تھا: ایشیاے کوچک مین زیادہ عرصے رہنے کی وجہ سے وہی سب سے زیادہ سامی قومون کے اثر مین آیا، جن مین کنعانی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین - یہ چھوٹی سی اولی العزم قوم حضرت مسیح سے دو ہزار برس پہلے اُن علاقون مین آباد تھی جو اب فلسطین اور لبنان کے نام سے مشہور ہین — جہان تک تاریخ گواہی دیتی ہے یہ لوگ عصر قدیم کے نہایت بلند حوصلہ تاجر اور سب سے بڑے جہاز ران تھے اور اُن کی نوآبادیان ایک طرف ساحل افریقہ پر ٹیونس (قرطاجنہ) سے پرے تک اور دوسری طرف جزائر یونان، قبرس اور غالباً خاص یونان کے مشرقی ساحلون پر پڑی ہوئی تھین ؎ اُنھین سے آی اونیون نے تہذیب کی الف بے تے پڑھی

اور انھین کی تعلیم سے فن تحریر، بعض قدیم صنّاعیان اور ایشیائی دیوتاؤن کی پرستش یونان مین رائج ہوئی ہے لیکن کنعانیون کا اثر (جنھین یونانی فنیشی یا فنیقی کہتے تھے) ساحلی علاقون سے آگے نہین بڑھا اور فرغیہ اور لڈیہ کے اندرونی علاقون مین دوسری سامی قومین تھین جنھون نے آرین مہاجرین کا خیر مقدم کیا۔ خصوصاً لڈیہ مین آنے والے جو سامیون کو مغلوب نہ کر سکے تھے انھین مین گھل مل گئے اور پھر غالباً اسی مرکب قوم کی ایک شاخ آبنائے دردانیال کے ایشیائی کنارون تک پھیلی اور وہان ٹروائے کی سلطنت بنائی جس کے پایۂ تخت ایلیم اور ٹروائے کے کھنڈر تھوڑے دن ہوے ترکی قلعے "قوم قلعے" کے قریب جنوب مشرق مین نکلے ہین ؎

لیکن اب وقت ہے کہ ہم ڈورین مہاجرین کی طرف متوجہ ہون اور دیکھین کہ انھون نے اپنے جدید وطن پلوپنیشیہ مین کیا کیا ؎

آرگس | مہاجرین کے اس ٹڈی دل نے معلوم ہوتا ہے خاکنائے کورنتھ سے گذر کر سیدھا جنوب کا رخ کیا اور سمندر تک پھونچ کر ملک کے جنوب مشرقی علاقون مین آباد ہو گئے چنانچہ ارکیڈیا، ایلیس اور اکائیہ کے ضلع عرصے تک ڈوری اثرات سے خالی رہے اور سب سے زیادہ آرگولس کا علاقہ اُن کے تسلط مین آیا اور اس کے مرکزی شہر آرگس مین اُن کی ایک مقتدر ریاست قائم ہوئی جس کے پانچ مقوم شہر حلیف تھے: فلی اس، ٹریزن، سکیان، کورنتھ اور ایجی ڈورس۔ آرگس کا یہ تفوق جزیرہ نمائے پلوپنیشیہ پر بہت دن قائم رہا حتےٰ کہ ضلع لقونیہ سے ایک نیا حریف اُٹھا جس کے زور و اقتدار کے آگے نہ صرف آرگس بلکہ تمام یونان کی ریاستین ماند پڑ گئین یہ اسپارٹہ تھا جو کوہ ٹے گی ٹس کے دامن مین یوری ٹاس (یوروٹاس) ندی کے کنارے آباد ہو گیا

اسپارٹہ[1] | اس علاقے مین جب ڈورین مہاجر آئے تو اُس وقت یہان کئی قدیم قومین آباد

---

[1] اسپارٹہ (یا اس پارٹ) کے لفظی معنی جُتی زمین کے ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یونانی دستور کے خلاف یہ بستی پہاڑی یا اُبھان پر ہونے کے بجائے معمولی کاشت کی زمین پر بسائی گئی تھی ۔۔۔ ۱۲

تھین، بلکہ یولین اور اکائین عناصر تو آخر تک وہان موجود رہے۔ یہی وجہ تھی کہ
نئے آنے والون کو یہان سب سے زیادہ عرصے تک مصروف اور آمادہ جنگ رہنا پڑا
اور اسی لیے لس ڈی مونی (یا لک ڈی مونین جو یہان آ بسنے والون نے اپنا علیحدہ قومی
نام قرار دے لیا تھا) کچھ مدت مین یونان کے سب سے زیادہ جنگجو لوگ سمجھے جانے لگے ؛
مگر ابتدا مین اسپارٹہ اس ضلعے (لقونیہ) کا ایک معمولی گاؤن تھا اور اُسے ایک مرکزی اور
اقوامی صدر مقام کی حیثیت بہت دن مین اور رفتہ رفتہ حاصل ہوئی۔ اور کچھ عجب
نہین کہ وہان وقت واحد مین دو بادشاہ ہونے کا دستور بھی اسی عہد ارتقائی کی یادگار ہو اور
اصلی آبادی کو ملانے کی غرض سے اُس کا بھی ایک بادشاہ لیا جانا ضروری سمجھا گیا ہو کیونکہ
ایک طرف تو ایسے تثنیۂ حکومت کی کوئی نظیر کسی ڈورین ریاست مین نہین نظر آتی اور
دوسری طرف ایک نامور اسپارٹی بادشاہ کلیومن (کلیومینز) کو بہت دن بعد ہم اکائی النسل
ہونے کا مدعی پاتے ہین ؛ پس یہ بالکل ممکن ہے کہ اسپارٹی بادشاہون کے یہ دو سلسلے
ڈورین اور اکائین خاندانون کی آمیزش کا نتیجہ ہون۔ اگرچہ اہل اسپارٹہ بالعموم اس
سے انکار کرتے رہے ؛

یونیشیہ مین اس قوت کا عروج بظاہر اُس امیرانہ نظام حکومت کا معلول ہے
جس نے اسپارٹہ کے شہریون کو فن سپاہگری کے لیے وقف کرا دیا تھا، اور جسے قدیم یونانی
لگرگس مقنن کا نتیجۂ فکر بتاتے ہین۔ لیکن جدید تحقیقاتین اسے تسلیم کرنے مین متامل ہین اور
تمام اسپارٹی آئین و قوانین کا بانی ایک ہی شخص کی ذات کو نہین مانتین ؛ بہرحال اس نام نہاد
مقنن اور اُس کے نظام حکومت کا مشرح بیان لگرگس کی سوانح عمری مین موجود ہے جسے ہمارے
ناظرین اصل کتاب مین ملاحظہ فرمائین گے ؛

واضح رہے کہ خانہ بدوش قومون کو نظرانداز کرنے کے بعد بھی عہد گذشتہ مین لوگون کا
مصروف جنگ وجدال رہنا ایک عام بات تھی ؛ بااین ہمہ کسی قوم کے ہر فرد کا اسطرح بلا استثنا

جنگ آزما ہونا، ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور یہی باعث تھا کہ اس عجیب طرز معاشرت کو اختیار کرنے کے بعد جب اہل اسپارٹہ کو دوسری یونانی ریاستوں سے مقابلے پیش آئے تو ان میں باہم اسی قدر فرق تھا جس قدر کہ ایک پیشہ ور سپاہی اور معمولی شہری میں ہوا کرتا ہے۔ مگر جس وقت پانسو برس کے بعد اور یونانیوں کو بھی ضرورت و تجربے نے ایسا ہی جنگ جو بنا دیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پہلا سا فرق اُن میں نہ رہا اور اسپارٹہ کی فوقیت کا طلسم بھی ٹوٹ گیا۔

البتہ اوّل اوّل اسپارٹہ نے اس فوقیت سے وہی فائدہ اُٹھایا جو ایسی فوجی تعلیم کا قدرتی نتیجہ ہے۔ یعنی بہ تدریج اپنی سلطنت اور حکومت کو وسعت دینی شروع کی جس کی ابتدا مسینیا کی لڑائیاں سمجھنی چاہییں۔ یہ ڈورین ریاست لقونیہ کے مغربی ہمسائے میں واقع تھی اور پولیٹیہ کی سب سے زرخیز و دولتمند سرزمین مانی جاتی تھی اور جب اس پر حملہ ہوا تو ارگس، ارکیڈیا اور سکیان کی کئی ریاستیں بھی اس کے ساتھ تھیں جنھیں اندیشہ تھا کہ اگر اس نوخیز قوت (اسپارٹہ) نے زور پکڑا تو ایک نہ ایک دن وہ انھیں بھی آزادی اور خود مختاری کی نعمت سے محروم کر دیگی۔ اور پھر شاید اُن سے اُس کا وہی سلوک ہوگا جو اسپارٹہ کے لوگ اپنی بدنصیب لقونی رعایا (ہیلاٹون) کے ساتھ کرتے تھے۔ اور واقعی جب سو برس کی جد و جہد کے بعد قسمت نے مسینیا کو دغا دی تو ڈورین نسل ہونے کے باوجود مغرور لس ڈی مونیون نے انھیں اس حالت ردی کو پہونچا دیا (۶۲۰ ق م) پھر انھوں نے ارگولس کی طرف رخ کیا جس کی مرکزی ریاست آرگس چندروز سے اپنا اثر و اقتدار کھو کر عالم انتزاع میں تھی۔ مگر اس کے مقابلے میں اسپارٹہ تھوڑی سی زمین پر قابض ہو جانے کے سوا کچھ زیادہ فائدہ حاصل کر سکا اور جلد ہی ارکیڈیا کی طرف پلٹ پڑا جس کی پاتون نے ہمیشہ اس کی ہوس پرستیوں میں مشکلات پیدا کی تھیں اور اس کے دشمن اہل مسینیہ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن ان لڑائیوں میں بھی اُسے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور جنوبی ارکیڈیا

کی ریاست ٹیگیہ کے مقابلے میں ہزیمت اٹھانی پڑی جس کے بعد خود اہل ٹیگیہ نے اس شرط پر صلح کر لی کہ اسپارٹا اُن کی خود مختاری میں دخل نہ دیگا اور اس کے بدلے میں وہ اس کے تفوق کو تسلیم کر لیں گے اور آئندہ سے اُس کے حلیف بن جائیں گے ؛

اس واقعہ سے لس ڈی مونیون کو یہ مفید سبق ملا کہ پیلوپونیشیہ کی تمام ریاستوں کو فتح کرنے کی نسبت اپنے زیر اثر حلیف بنانا زیادہ بہتر و سہل ہوگا۔ چنانچہ اس ارادے میں عملی کوشش کرنے کا سب سے اچھا موقع اُس وقت اُن کے ہاتھ آیا جب کہ اولمپی تہوار کے متعلق یونانیوں میں جھگڑا ہوا ؛ یہ مقدس تہوار شہر اولمپیہ میں جہاں زیوس دیوتا کا ایک پرانا معبد تھا، ہر چوتھے سال منایا جاتا تھا (اس تہوار کو قدیم یونانی اولمپیاڈ کے نام سے موسوم کرتے اور اسی سے اپنا سمت لیتے تھے۔ دیکھو سوانح عمری تیوما) اور اس کی مراسم نذر و نیاز وغیرہ کا انتظام ایلس اور پیزا والوں کے سپرد تھا۔ زائرین کی تعداد کثیر اطراف و جوانب سے وہاں آکے جمع ہوا کرتی تھی اور اُن کی طرف سے ایک "امفک ٹیونی" (یعنی متحد ہمسایوں کی انجمن) بھی وہاں قائم تھی ؛ اب جب مذکورۂ بالا دونوں شہروں میں تنازعہ ہوا (جیسا کہ فی المثل عبد المطلب کے زمانے میں اہل مکہ اور بنی ہاشم میں پیدا ہوا تھا) تو اسپارٹا نے نہ صرف اپنی رائے کے موافق ایلس کے حق میں فیصلہ کر دیا بلکہ آئندہ سے اس مذہبی انجمن کی عام نگرانی بھی اپنے ذمے لے لی اور اسی ذریعے سے تھوڑے دن میں تمام پیلوپونیشیہ کی سربرآوردہ ریاست بن بیٹھا ؛

یہی اسپارٹا کی فوقیت تسلیم کیے جانے کا زمانہ یونانی ریاستوں کے بعض اہم ملکی تغیرات کا زمانہ ہے ؛ ڈورین مہاجرین کے آنے سے پہلے ملک کے قدیم باشندوں میں شخصی اور موروثی بادشاہت کا طریقہ رائج تھا مگر اب کئی صدی سے اس کی صورت بدل رہی تھی اور (خصوصاً اسپارٹا نظام حکومت کے اثر سے) وہاں حکومت خواص (یعنی اولی گارکی) شخصیت کی جگہ لیتی جاتی تھی ؛ اس طرز حکمرانی میں سارا اقتدار چند خاندانی امرا کا ہوتا ہے

جو دیوتاؤن کی اولاد مین ہونے کے علاوہ اس بات کے بھی مدّعی ہوتے ہین کہ شریعت مذہبی کو سمجھنا اور قانون بنانا صرف ہمارا کام ہے اور اس کی نگرانی کا منصب بھی خدا کی طرف سے ہمین کو دیا گیا ہے جس مین دوسرے کا دخل نہین۔ اس طرح گویا سلطنت کے تمام اختیارات انھین امرا کے ہاتھ مین آجاتے اور باقی شہری آزاد سمجھے جانے کے باوجود امور ملکداری مین کوئی حصہ نہ رکھتے تھے۔ لیکن اب ساتوین صدی قبل مسیح سے، ہم اس حالت کو بدلتا اور ایک نئی قسم کا انقلاب ہوتا دیکھتے ہین جو بالکل عجیب طور پر حکومت جمہوری کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اور جس سے ہمارا مطلب حکومت جابرانہ کا نزالا رواج ہے۔ حاکم جابر سے (جو یونانی لفظ "ٹرنوس" کا ترجمہ ہے) ایسا شخص مراد ہے جس کے اختیارات قانون کے خلاف اور نیز ماوراے قانون ہون۔ شخصی بادشاہ جنھین نظام سلطنت کے رو سے مطلق العنانی میراث مین ملی ہو، ٹرنوس نہین کہلا سکتے۔ اسی طرح (مقررہ) قانون کے خلاف حکومت حاصل کرنے والا خواہ کیسا ہی عدل و اعتدال پسند ہو، نہین ہو سکتا کہ ٹرنوس نہ کہلائے۔ اور اس تعریف مین جابر کی ذات و خاندان سے بھی کچھ بحث نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ کبھی تو ہم اسے ایک امیر گھرانے کا فرد پاتے ہین جو عوام الناس کی طرفداری مین اپنے ہمسرون سے لڑتا ہے اور پھر حکومت خواص کو توڑ کر خود بادشاہ بن بیٹھتا ہے، جیسا کہ مثلاً پی سس ٹراٹس ایتھنزی تھا (چھٹی صدی ق م)۔ کبھی وہ عوام ہی مین سے خروج کرتا ہے اور تمام مزاحمتون کو دفع کرنے کے بعد مطلق العنانی حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ آرتا خورث سکیانی تھا اور کبھی ہم اس مکروہ خطاب کا مخاطب خود کسی بادشاہ کو پاتے ہین جو تمام آئین و قوانین مروجہ کی قیود کو توڑ کر کوس لمن الملک بجاتا ہے اور جس کی مثال حکیم ارسطو نے فیدان شاہ آرگس بتلائی ہے وقس علیٰ ہذا۔ لیکن عقلاً و اخلاقاً یہ طرز حکومت خواہ کسی قدر قابل نفرین و مذمت ہو اس مین شبہ نہین کہ اس برائی مین بعض اچھے پہلو بھی تھے اور ان مین سب سے زیادہ اہل یونان کو جس بات سے فائدہ پہونچا وہ یہ تھی کہ یہ جابر حاکم اکثر تالیف قلوب کے لیے اس قسم کے مذہبی تہوارون کی

بنیاد ڈالتے تھے جن مین خاص و عام سب شریک ہوسکین - حالانکہ حکومت خواص کے زمانے مین امرا کبھی اس کو جایز نہ رکھتے تھے اور گویا اسی سبب سے قوم مین وہ شہری اتحاد بھی پیدا نہ ہوسکتا تھا جو ہمیشہ کسی نہ کسی قسم کی مساوات پر مبنی ہوا کرتا ہے ٭ دوسرے حکومت جابرانہ کا قائم کرنے والا لازمی طور پر بعض عمدہ اوصاف سے متصف اور اکثر علم وفن کا قدردان ہوتا اور ملک کو ایسے شخص مقتدر سے جو فائدے پہونچ سکتے ہین وہ ظاہر ہین ٭

نوآبادیان | اہل یونان کی جابرانہ حکومتون کا عہد ہی اُن کا دعہدِ استعمار سمجھا جاتا ہے جس مین وطنی جھگڑون اور آبادی کی کثرت نے بڑی مدد دی اور صقلیہ اور جنوبی اطالیہ کے ساحلون پر اُن کی متعدد نوآبادیان قائم ہوگئین - پھر جب اہل فوشیہ نے سنہ ق م مین مسالیہ (موجودہ مارسیلز) کی بنیاد ڈالی تو اُس کے ذریعے ایک نیا سلسلہ یونانی نوآبادیون کا ساحل اندلس پر پھیل گیا اور اگر اہل قرطاجنہ جو گویا بحر روم مین کنعانی تجارت کے نگہبان تھے مخالفت نہ کرتے تو غالبًا اندلس کے زرخیز مشرقی کنارون پر بھی یونانیون کا ویسا ہی جھتہ بن جاتا جیسا کہ اطالیہ مین بنا اور تاریخ مین مِگنا ہیلاس (مہا یونان) کے نام سے مشہور ہوا ٭

یورپ کے مثل ایشیا مین بھی بہت سی نوآبادیان بسائی گئی تھین اور بحر اشین (یا اسود) اور پروپونٹس (یا مارمورا) کے کنارون سے یہ سلسلہ ایشیاے کوچک کے جنوب تک اور پھر مصر سے ساحل طرابلس تک چلا جاتا تھا جس سے بطور سرسری اُس اولوالعزمی کا اندازہ ہوجاتا ہے جو نوآبادیان بسانے مین اہل یونان سے ظہور مین آئی ٭

ان آبادیون کے نام اور مفصل احوال کو ہم نے عمدًا قلم انداز کردیا ہے لیکن یہ لکھنا باعث دلچسپی اور ضروری ہے کہ جس طرح اہل قبایل (دور قدیم مین) صرف قبیلے تک اپنی قومیت کو محدود سمجھتے تھے اسی طرح اس عہد کے یونانی اپنے گاؤن یا شہر کی حدود کو اپنی قومی سلطنت کی حدود جانتے تھے ٭ اُن کے ذہن مین اس سے وسیع تر ملک کا تصوّر پیدا نہین ہوا تھا اور

گویا وہ اُس تمدّن کے بالکل ابتدائی درجے مین تھے جس نے آج دنیا کو بڑی بڑی قومی سلطنتون مین منقسم کر رکھا ہے ٭ یہی اسباب تھے کہ ہر یونانی نوآبادی ایک شہری سلطنت کی صورت مین قائم ہوتی اور بسانے والے شہر سے بھی اُس کا تعلق محض عزیزانہ ہوتا تھا ورنہ سیاسی طور پر وہ بالکل آزاد رہتی۔ البتہ مذہبی معاملات مین وطن اصلی کی اتباع کرنا ضروری سمجھا جاتا اور جب کوئی گروہ ہجرت کرتا تو اُس کا سردار اپنے وطن کے مقدس آتش کدے سے تھوڑی سی آگ ضرور ہمراہ لے جاتا تھا کہ نئی آبادی مین اُسی سے آتش کدہ روشن کیا جائے ٭ باقی ایک عام اور وسیع معنون مین اُن دور دراز بستیون کو بھی جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین، اسی طرح ہیلاس کہہ سکتے تھے جس طرح ایتھنز و اسپارٹہ کو۔ اور لفظ ہیلاس کے جغرافیائی تعین نہ ہو سکنے کی یہی وجہ ہے ٭

اٹی کا | اب ہم یونان کے سب سے معروف حصۂ ملک پر ایک نظر ڈالتے ہین جو بظاہر تاریخ کی روشنی مین آنے سے پہلے ایک منتظم ریاست بن چکا تھا اور ایتھنز جس کا پایۂ تخت تھا۔ یہ علاقہ بحر ایجیئن کا ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ہے جس کے شمال مین خلیج یٹالی اور رود بار اگری پو ہین، جنوب مین خلیج ایجی نا (یا سارونی) اور مشرق مین بحر اے جیین ٭ اُس کی ساحلی زمین بہت شاداب، ہموار، بلند اور تاجرانہ نوآبادیون کے لیے نہایت موقع کی مرکزی سرزمین ہے اور اسی واسطے اگر ہم ماقبل تاریخ افسانون کو درایت کی خراد پر چڑھائین اور بعض مذہبی مراسم کو پیش نظر رکھین تو پتہ چل سکتا ہے کہ ضرور یہان قدیم سے ایشیائی مہاجر آ کر بستے رہے ہین۔ مگر ان مین سب سے زیادہ جس قوم کا اثر پڑنا چاہیے وہ کنعانی تاجر ہین جن کی سلامیس مین نوآبادی تھی۔ یہ لفظ سلامہ (بمعنی سلامتی) سے نکلا ہے اور غالبًا ہمارا "سلام علیک" بھی اسی کنعانی بزرگ کی اولاد ہے ٭ لیکن ان اثرات سے قطع نظر کر کے اٹیکائی باشندون کی اُس تقسیم کو مورخین بالعموم پسند کرتے ہین جو ہیروڈوٹس نے زمانے والے کی تھی۔ اس کی رو سے وہان کے سب سے پہلے (پلاس جوی) باشندے "کرانادی" کہلائے

تھے - اُن کے بعد "لکرویڈی"، کا دور آیا پھر "ایتھنزی" یا اتینی کا اور آخرین کو "دُآمی اونی"، کے نام سے موسوم ہوئے ۔

لیکن یہان یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ مذکورۂ بالا اسباب کے باوجود اٹیکا کی آبادی مین اُس قسم کی بڑی بڑی تبدیلیان اور اُلٹ پلیٹ کبھی نہین ہوئی جیسی کہ پونیشیہ وغیرہ کے علاقون مین، جہان ڈورین گروہون نے اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے بار بار اصلی باشندون کو ملک سے نکال دیا تھا - اور اسی لیے اُن کے مقابلے مین اہل اٹیکا دعوے کرتے تھے کہ ہم اس وطن کے اصلی باشندے ہین اور یقیناً ان کی آبادی کا جزو اعظم وہان غیر معیّن زمانے سے آباد بھی تھا جن مین نئے آنے والے آن آن کر مل جاتے تھے - یہ حقیقت زیادہ قابل لحاظ اُس وقت ہو جاتی ہے جب کہ اور یونانیون سے بہت پہلے ہم اٹیکائی ریاست کو قومی معنون مین متحد پاتے ہین اور جب کہ زمانۂ تاریخ کے آغاز ہی مین ہمین نظر آتا ہے کہ وہان شخصیت کی بساط اُلٹ چکی ہے اور حکومت خواص کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے ۔ باقی وہان کے دیرینہ آئین و مراسم اور مختلف ذاتون (یا فرقون) کا سراغ شاہ تھیسی اس کے عہد تک چلایا جا سکتا ہے جسکا تفصیلی حال ہماری کتاب کی پہلی سوانح عمری ہے - البتہ نظام ملکداری کی وہ تبدیلی یہان بالاجمال بیان کرنی ضروری ہے جو شاید دیگر ریاستون کی نسبت جس قدر زیادہ تیز تھی اُسی قدر تدریجی بھی زیادہ تھی ۔ چنانچہ سب سے اول تو وہان صرف مذہبی اختیارات بادشاہ سے چھینے گئے اور اُسے بیسی لیس کے بجاے محض آرکن کہنے لگے (اول الذکر کے معنی دینی اور دنیاوی حاکم کے ہین اور لفظ آخر صرف دنیاوی حاکم پر اطلاق پاتا ہے) اگرچہ ابھی تک یہ نہ صرف دوامی بلکہ موروثی منصب تھا ۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد ان غیر معقول حقوق کے خلاف بھی ہم جد و جہد ہوتی سنتے ہین اور اب آرکن (دس سال کے لیے) محض ایک میعادی حاکم رہ جاتا ہے ۔ آخر مین یہ دس سال کی شرط بھی باقی نہین رہتی اور بادشاہی ایک کے بجاے نو آرکنون کے ہاتھون مین منقسم

نظر آتی ہے جو ہر سال معمولی عہدہ داروں کے مثل مقرر کر لیئے جاتے ہین (۶۱۳ سنہ ق م)
ان مین پہلا آرکن ایونی مس کہلاتا تھا کہ سرکاری کاغذات پر اُسی کی مہر اور نام ثبت ہوتے
تھے، دوسرا مذہبی معاملات مین حاکم اعلےٰ ہونے کی وجہ سے بیسی لیئس کے لقب سے
ملقب تھا اور تیسرے کے سپرد (پول مارک) یعنی سپہ سالار کے فرائض ہوتے تھے۔ باقی ماندہ
چھے قوانین کے محافظ اور تھس مو تھے ٹی کہلاتے تھے

اس اصلاح کے بعد اور قوانین سولن سے پہلے اٹیکا کی تاریخ مین دو واقعے ––
تقنین ڈریکو اور فتنۂ کیلن، اور یادگار ہین۔ خیال رہے کہ اب تک قانون بنانے اور سمجھنے کا
صرف امرا کو حق تھا جو بلا تحریر انھین سینہ بسینہ ورثے مین پہونچ جاتے تھے اس ناقص
طریقے مین عوام کی بڑی بڑی حق تلفیان کی جاتی تھین اور اسی بنا پر ان مین شورش پیدا
ہوئی اور ڈریکو وہ شخص ہے جو آخر کار ان زبانی اور روایتی قوانین کی تحریر پر مامور ہوا،
اور اُن شدید سزاؤن کی وجہ سے جو اُس کے مرتبہ مجموعے مین تھین آج تک بدنام ہے۔
حالانکہ وہ قوانین اُس غریب کے وضع کردہ نہ تھے۔ (۶۲۰ سنہ ق م) اس مجموعے کا ملک
پر جو اثر ہوا اُسے قطعی طور پر بتانا مشکل ہے مگر اس مین شبہ نہین معلوم ہوتا کہ لوگون مین انھین
دنون سخت بے چینی پیدا ہوئی تھی جس کا ثبوت کیلن کی کوشش انقلاب ہے (۶۱۲ سنہ ق م)
یہ شخص تھیا جن کا داماد تھا جو مگارا مین حکومت آئینی کو اُلٹ کر بادشاہ (جابر) بن بیٹھا تھا
شاید اُسی کی تقلید مین، کیلن نے بہت سی امیدین دلا کر عوام کو اپنے ساتھ ملا لیا اور حکومت
کے علی الرغم قلعۂ شہر پر قابض ہو گیا، لیکن اُس وقت لوگون نے اُسے کچھ مدد نہ دی اور
اُسے جان بچا کے بھاگنے کے سوا سے کوئی چارۂ کار نہ نظر آیا۔ اُس کے طرفدار جو شہر سے
نہ بھاگ سکے ایک مندر مین پناہ گزین ہو گئے اور وہین مگاکلیس آرکن کے حکم سے مارے
گئے۔ اس فعل مین مذہب کی صریح توہین تھی اور اسی کی بنا پر اتھنز مین وہ فساد برپا ہوا
جسے سولن نے مٹانے کی کوشش کی تھی اور جس کا حال اُس کی سوانح عمری مین بوضاحت تحریر ہے

سولن کا مجموعۂ قوانین تاریخ مین ایک مشہور و معروف چیز ہے اور اُسی نے اٹیکا کے دولت مند سودخوارون کا زور توڑ کر ایک حد تک جمہوریت کا راستہ صاف کیا۔ تاہم اس مین امارت پسندی کے عناصر موجود تھے اور دوسری طرف اُس کا پورا فائدہ اس وجہ سے نہ ظاہر ہو سکا کہ تھوڑے ہی دن بعد پی سس ٹراٹس نے حکومت غصب کر لی اور ۵۴۷ھ سے ۵۱۰ھ قبل مسیح تک اٹیکا مین جبر و شخصیت کا دور دورا رہا۔ پھر جب اُسے اسپارٹہ کی فوجی امداد نے اس جابرانہ حکومت سے نجات دلائی تو اُس وقت بھی قوانین سولن اُس آزاد خیالی کے مناسب حال نہ ثابت ہوے جو اب لوگون مین پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُن مین بہت کچھ ردّ و بدل کرنا پڑا اور اصلاحات کلیس تن (کلیس تھینیز) وجود مین آئین۔

کلیس تن یون تو کیلن کے طرفدارون کا سرگروہ اور اپنے ہمنام سکیان کے جابر بادشاہ کا نواسہ تھا، لیکن درحقیقت ایتھنزی جمہوریت کی بنیاد اُسی نے ڈالی اور دولت کی تفریق (جس کی بنا پر سولن نے چار طبقون مین قوم کو تقسیم کر دیا تھا) اُسی نے توڑی۔ اور عوام و خواص سب کو ملا کر دس قبیلے بنائے جو انتظام سلطنت مین برابر کے حصہ دار ہوے اور مجلس عوام کے لیے پچاس ارکان منتخب کرتے تھے۔ اس طرح مجلس (بولہ) مین کل پانچ سو ارکان کی تعداد ہوتی لیکن سرکاری کاروبار اپنے اپنے وار سے ایک وقت مین ۵۰ ارکان کی انتظامی کمیٹی انجام دیتی جس کا صدرنشین بھی یہی جماعت انتخاب کر لیتی تھی فرائض سپہ سالاری کے لیے ہر قبیلہ ایک جرنیل (اس ٹرے ٹجی) کا تقرر علٰحدہ کرتا تھا اور یہی وہ جماعت ہے جو بعد مین معاملات خارجہ کا انصرام بھی کرنے لگی تھی۔ حاکمانِ عدالت کی امداد کے واسطے عام شہریون کی جوریان ترتیب دی گئی تھین، حالانکہ پہلے یہ حق یا آرکنون کو حاصل تھا یا اُس قدیم مجلس بزرگان کو جسے وہ اریوپےگس کہتے تھے۔ لیکن سب سے انوکھا قانون فتواے عام (اوس ٹرے سزم) کا تھا جو خانہ جنگی اور

ملکی فتنۂ و فساد رُوکنے کی غرض سے وضع کیا گیا تھا؛ اس کی صورت کار یہ ہوتی تھی کہ مجلس عوام سلطنت کو خطرے مین دیکھکر بذریعۂ اعلان تمام اہل ملک کو مدعو کرتی اور ایک خاص مقام مین جمع ہوکر ہر شہری کو اختیار تھا کہ ٹھیکرے پر کسی ایک شخص کا نام جسے وہ سلطنت کے واسطے خطرناک سمجھتا ہو، تحریر کردے؛ پھر اگر ایک ہی نام ایسے چھ ہزار ٹھیکرون پر لکھا ملتا تو اُس شخص کو جلا وطن کردیتے تھے اگرچہ یہ جلا وطنی صرف دس سال کے واسطے ہوتی اور شخص فتوے زدہ کے مال واملاک پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

مختصر طور پر کلیس تن کا نظام حکومت یہ تھا جس کی حکومت خواص کے طرفدارون نے سخت مخالفت کی اور ایساغورث کو اپنا سردار بنا کر پھر اہل اسپارٹہ کو مدد کے لیے بلایا، اور کلیس تن پر جابرانہ حکومت کی تیاریان کرنے کا الزام لگایا؛ اسپارٹی بادشاہ بھی دو مرتبہ فوجین لے کر اٹیکا مین آئے اور کلیس تن کو فرار ہونا پڑا لیکن ہر مرتبہ دشمنان مساوات کو شکست ہوئی اور آخر پانچ سال کی جد وجہد کے بعد اتھنز، مفاسد سے پاک اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر سربلند ہوا اور اُس اصول کے لیے لڑا جس کے کثیر المنفعت ثمرات نہ صرف اُسے بلکہ تمام یونان کو عنقریب میسر آنے والے تھے (۵۰۸ ق م) — کیونکہ اب ہم اُس زمانے کے قریب آپہونچے ہین جس مین یونان کو سب سے پہلی اور سب سے بڑی تاریخی لڑائیان غیر ملکیون سے لڑنی ہین؛ بے شبہ یونانیون کو اس عہد تک "قوم" کہنا (جدید معنون مین) صحیح نہین ہو سکتا، لیکن تمام اختلافات کے باوجود ہم اُن مین مذہب و معاشرت، آداب و تربیت کی وہ یکسانیت پاتے ہین جو ایک مشترک یونانی تہذیب اور یونانی اخلاق کی مرصوص بنیادین ہین؛ ہم دیکھتے ہین کہ ڈیلفی کا مندر (جس کی مذہبی انجمن کا اثر پہلے چند ریاستون پر محدود تھا) اب تمام ہیلاس کا دینی مرکز ہے اور اسی خصوصیت کی وجہ سے غیر ملکی بادشاہون تک سے خراج عقیدت وصول کر رہا ہے؛ یہی نہین بلکہ ملکی معاملات مین بھی اُس کی رائے ایک وزن رکھتی ہے، یونانی ریاستون کے باہمی جھگڑے فیصلے کے لیے اُس کے آگے پیش ہوتے ہین اور ریاستون کے

نئے نظام اُس کی پسندیدگی حاصل کیے بغیر ناقص سمجھے جاتے ہین؛ اس کے علاوہ، بین الیونان اتحاد کو وہ میلے اور تہوار بھی تقویت پہونچاتے ہین جو اولمپیہ کے مثل اور کئی مقامات پر منائے جانے لگے ہین؛ اور اسی طرح صنعت وحرفت کے وہ ممتاز نمونے جو بابل و اشور یا مصر و کنعان کے طرز سے جداگانہ خاص اہل یونان کی محنت و فکر کا نتیجہ ہین؛

لیکن سب سے بڑھکر یونانی قومیت کا خیال تازہ کرنے والی چیز، ہومر کی شاعری ہے وہ یونانی اور غیر یونانی اقوام مین ایک مابہ الامتیاز فرق دکھلاتی ہے اور اُن بزرگون کا کارنامہ سناتی ہے جو یونانی نسل کی ہر شاخ کے اجداد تھے؛ مگر متحدہ یونانیون کے غیر ملکیون سے لڑنے کا یہ منظوم افسانہ پھر افسانہ ہے۔ ہان البتہ اب وہ تاریخی وقت آتا ہے جس مین نسل یونانی کے عناصر اتحاد کی آزمایش ہوگی اور معلوم کیا جائے گا کہ اُن مین مِل کر کام کرنے کی کس قدر قابلیت رہے؛

دوسرا دور — ایرانی لڑائیون کے ذکر مین؛

ایشیاے کوچک کے مغربی ساحل پر خالص آئےاونی باشندون کے بارہ شہر تھے جنھین دیگر یونانی النسل (ڈورین، یولین) آبادیون سے (مذہب و معاشرت مین) ایک امتیاز اور علٰحدگی حاصل تھی۔ لیکن سیاسی لحاظ سے یہ آپس مین علٰحدہ اور خود مختار ریاستین تھین اور ان مین کوئی ملکی رشتۂ اتحاد نہ تھا، چنانچہ ایک ایک کر کے انھین لڈیہ کے بادشاہون نے فتح کر لیا تھا (اندازاً سنہ ۵۵۰ ق م) تاہم یہ فاتحین، خصوصاً آخری شاہ لڈیہ (کریسس) اُن پر ہمیشہ مہربان رہے اور انھین ہر طرح کی دینی اور دنیاوی آزادی حاصل رہی۔ یہان تک کہ ایرانیون کے زبردست ہاتھون نے لڈیہ کا تخت اُلٹ دیا، کریسس گرفتار ہوا اور اُس کی سلطنت ایک ایرانی صوبہ بن گئی۔ اُسی وقت آئےاونی شہرون پر بھی آفت نازل ہوئی اور نئے حملہ آورون نے یزدان پرستی کے جوش مین تمام یونانی مندر جلا کے خاک کر دیے اور یونان و ایران مین پہلی بناے منافرت قائم کی؛

باین ہمہ، دارا سے اول کے عہد مین یہ آئی اونی شہر نہ صرف اُس کے مطیع و باجگزار ہی رہے بلکہ اُس کی یورپین کشورکشائیون مین نہایت مفید ثابت ہوے۔ خصوصاً شہر ملطہ کا حاکم جابر ہسٹائیس بڑے نازک وقت اُس کے کام آیا کہ جب ایرانی فوجین دریاے ڈینیوب پار دور تک شمال مین بڑھ گئین اور اُن کے بعض یونانی مددگارون نے دریا کا پل توڑ دینا چاہا کہ دارا اُنھین برفانی علاقون مین محصور و ہلاک ہو جائے، تو اُس وقت اسی ہسٹائیس نے مخالفت کی اور عجمیون کو ایک بڑی آفت سے بچا لیا (سنہ ۵۱۳ ق م)؛ اس کے صلے مین دارا نے اُسے نومفتوح تھسلی کی حکومت دی مگر تھوڑے ہی دن بعد اُس کی حریصانہ ریشہ دوانیون نے متوہم ہو کر اپنے دارالسلطنت سوس مین بلا لیا اور اُس کے داماد ارستاغورث کو ملطہ کا حاکم مقرر کیا؛

سنہ ۵۰۰ ق م مین ارستاغورث کو ایک لڑائی پیش آئی اور اس نے ایشیاے کوچک کے ایرانی صوبہ دار سے دو سو جنگی جہاز مدد کے لیے مانگے۔ لیکن لڑائی مین ناکامی ہوئی اور ان جہازون کو بہت نقصان پہونچا۔ اُس وقت ارستاغورث صوبہ دار مذکور کی باز پرس سے ڈرا اور اپنا مفر اس مین سوچا کہ علانیہ ایرانیون سے بغاوت کی جائے؛ ان منصوبون مین ہسٹائیس کے خفیہ پیغامون نے بھی اُس کی ہمت بڑھائی جو دارالسلطنت سوس مین مجبوراً رہتے رہتے گھبرا گیا تھا اور یقین رکھتا تھا کہ اگر آئی اونیہ مین کوئی فساد اُٹھا تو وہی اس کے فرو کرنے کے لیے بھیجا جائیگا؛ غرض بغاوت ہوئی اور نہ صرف آئی اونی بلکہ تمام ایشیائی یونانی ارستاغورث کے ہم آہنگ ہو گئے اور اس کی صداے استعانت پر اری ٹیریا اور ایتھنز تک نے کچھ جہاز بھیجے۔ پھر اِن متحدہ فوجون نے لڈیہ کے صدر مقام سارڈس (سردیش۔ موجودہ سَرت) پر اچانک حملہ کیا اور اُسے آگ لگا دی لیکن بہت جلد ساحل کی طرف پسپا کر دیے گئے؛

یونان پر فوجکشی ۱۔

جب یہ خبرین دارا کو پہونچین تو نہایت غضبناک ہوا اور چند سال مین آئی اونیہ کو قرار واقعی سزا دینے کے بعد اُس نے ایتھنز اور اری ٹیریا کی ایسی

سرکوبی کرنے کا عزم کیا جو دولت ایران کے مقابل اٹھنے والون کے لیے ہمیشہ ہمیش
کو سبق آموز ہو۔ اس مقصد کے واسطے ایک طاقتور بیڑا اور بڑی فوج تیار کی گئی اور
سپہ سالار مردانوس کی ماتحتی مین آبنائے دردانیال اتر کر اس علاقے مین بڑھی جسے
اب تراقیہ (یا تھریس) کہتے ہین۔ مگر جس وقت ایرانی جہاز جالسی ڈیس کے سہ شاخہ
جزیرہ نما مین کوہ اوتھوس کے گرد جنوب مین بڑھ رہے تھے ایک سخت سمندری طوفان نے
انھین پہاڑون سے ٹکرا کے تباہ کر دیا اور یہ مہم خائب و خاسر واپس آئی (سنہ ۴۹۳ ق م)۔
دوسری مہم سنہ ۴۹۰ ؁ مین دوسری مہم ارتافرنس اور داتی (ڈے ٹس) کی زیر قیادت پھر روانہ
کی گئی اور اب کے یونانی غدارون کی مدد سے اس نے اری ٹیریا کو بہ آسانی فتح کر لیا۔ اس کے
بعد حملہ آورون نے ایتھنز کا رخ کیا اور ہپیاس کو اپنا رہنما بنایا جو پی سس ٹراٹس جابر کا جلاوطن شدہ
بیٹا اور ایتھنز کی حکومت کا پرانا دعوے دار تھا۔ اُسی کے مشورے سے ایرانی جہاز خلیج میراتھان
مین لنگر انداز ہوئے کہ ایتھنز سے تقریباً ۲۵ میل شمال مین لڑائی اور پیش قدمی کے لیے یہی سب سے بہتر میدان تھا۔

جنگ میراتھان — ایتھنزی سپاہ کی تعداد نو ہزار تھی اور اُن مین ایک ہزار جانباز پلاٹیہ کے آئے ہوئے
تھے جس نے کل قابل جنگ آبادی کو اپنے حلیف کے واسطے سینہ سپر ہونے بھیج دیا تھا۔ اسپارٹہ سے
کمک کا انتظار تھا کہ وہ لوگ ماہ کامل ہوئے بغیر کوچ کرنا بد شگونی سمجھتے تھے اور اسکی تاریخین
ابھی تک نہ آئی تھین۔ ایتھنز کے مقررہ دس جرنیلون مین سے پانچ کی رائے یہ تھی کہ اُن کے آئے
بغیر لڑائی نہ لڑی جائے لیکن کالی ماخس سپہ سالار اوّل (پول مارک) کی رائے نے فریق ثانی کا
پلہ جھکا دیا اور اسی دن ایتھنزیون نے پہاڑی سے اُتر کر دشمن پر حملہ کیا۔ مقابلے مین اوّل ہی اوّل یونانی
قلب بہت دب گیا تھا مگر جب اُن کے بازوون نے دونون طرف سے یورش کی تو ایرانی گویا
نرغے مین آ گئے اور آخر سخت نقصان اُٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ میدان کامل طور پر ایتھنزیون کے
ہاتھ آیا اور فتح کا سہرا مل ٹیاڈس (مل طیدس) جرنیل کے سر بندھا جو اُس دن فوج کی کمان پر تھا۔
اس جلیل الشان فتح کے بعد مل ٹیاڈس نے خود دلائی سے پاروس پر چڑھائی کی اور

شکست کھا کے زخمی اور نہایت بدنام ہوا اور کمال غیر دلعزیزی کے عالم مین جان دی لیکن
اُس کے بعد ریاست مین جو شخص صاحب اثر ہوا، اتھنز کی سیاسی عظمتون کا ایک معنی کر
باقی وہی ہے ۔ یہ تھمس طاکلیس (تھِمِس ٹاکلِیس) تھا جس نے اپنی تمام کوششین بحری قوت
بڑھانے پر مرتکز کر دین اور بہت پہلے سے قوم کو وہ قیامت خیز حملہ سنبھالنے کے لیے تیار کیا
جو ایران کی جانب سے طوفان کی طرح پھر ہیلاس پر آنے والا تھا ؛ ان کوششون مین
اوّل اوّل ارسطیدیش نے بہت رکاوٹین ڈالین جو طاکلیس کی نسبت زیادہ نیک نام اور مقتدر
شہری تھا اور جس کے نزدیک طاکلیس کی راے سراسر پُرخطا تھی ۔ لیکن حسن اتفاق سے،
جب ان تنازعات نے فتواے عام طلب کرنے کی نوبت پہونچائی تو ارِسطی دیش ہی ہار
مین رہا اور دس سال کے لیے جلاوطن کر دیا گیا (سنہ ۴۸۲) ؛ اور اب اُس کے کامیاب حریف
کو پورا موقع مل گیا کہ اپنی منشا کے موافق اتھنز کو اُس راستے پر ڈال دے جس پر چل کر وہ آخر
مین "ملکۂ بحر" کے معزز خطاب سے مخاطب ہوا ؛

تیسری مہم اب کی دارا نے جس پیمانے پر حملے کی تیاریان کین اُن کے آگے پہلی دونون مہمون
کی کچھ حقیقت نہ تھی ۔ زیادہ تر اس لیے کہ اب کی صرف چند گستاخ ریاستون کی تنبیہ مقصود نہ تھی
بلکہ تمام ملک کی تسخیر کا ارادہ تھا ؛ مگر خود دارا اسی زمانے مین مرگیا اور زرکسیز[ع۱] اُسکا جانشین
ہوا جو قابلیت حکمرانی یا جنگجوئی مین اپنے باپ کا ہم پلّہ نہ تھا ۔ لیکن کامل یقین رکھتا تھا کہ تمام

ع۱ ہم نے ہرچند کوشش کی کہ قدیم بادشاہان عجم کے اصلی نام اور کارنامے ایرانی تاریخون سے معلوم اور ان
واقعات سے مطابق کرین لیکن اُس مین کوئی قابل اطمینان کامیابی نہ ہوئی اور اب اس مسئلے کو ہم علیحدہ ایک بحث کا محتاج
سمجھتے ہین اور یہان بجنسہ اُن نامون کی پیروی کرین گے جنھین یونانی تلفظ نے کچھ کا کچھ کر دیا ہے ؛ ایرانی مہمات
کے متعلق بھی اتنا لکھنا ضروری ہے کہ قدیم یونان (اور موجودہ یورپ بھی) جن فتوحات پر اس قدر نازان ہے
اُن کے حالات مین درایتاً بہت کچھ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر جہان تک روایت کا تعلق ہے اُن پر حرف گیری کی اس
لیے گنجایش نہین کہ خود ایرانیون نے اپنی کوئی مستند تاریخ نہین چھوڑی اور اُن کی مذہبی کتابین تک ضعیف روایتون سے مملو ہین ؛

بنی انسان ایرانی بادشاہون کے غلام پیدا کیے گئے ہین "

آخر چار برس کی مسلسل کوشش نے جو سپاہ عظیم تیار کی وہ یونانی روایت کے بموجب دس لاکھ لڑنے والون پر مشتمل تھی اور خود زرکسیز اس ٹڈی دل کا سپہ سالار تھا۔ ساردس مین جاڑا گذارنے کے بعد یہ لوگ ۴۸۰ ق م کے موسم بہار مین آبنائے دردانیال پر آپہونچے جہان بارہ سو جہاز کا زبردست بیڑا اُن کی امداد پر پہلے سے تیار تھا "

مگر اس پہاڑ کے ٹکراتے وقت اندرون یونان کی حالت بھی مورخین کے نزدیک کچھ بُری نہ تھی۔ یونیشیہ کی آبادی اُس وقت غالباً بیس لاکھ کے قریب تھی اور ایتھنزی شہریون کا شمار ہیروڈوٹس نے تیس ہزار بتایا ہے۔ اسی پر اور علاقون کو بھی قیاس کر لینا چاہیے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی تک سوسائٹی عیش پسند امیرون اور محتاج غریبون پر منقسم نہ ہوئی تھی اور وطن کے لیے لڑنا یا جان دینا عام تربیت کا جزو اعظم تھا۔ ہان جس شے کی کمی تھی وہ ملکی اتحاد تھا کہ خواص پسندی اور جمہوریت مین شدید رقابت قائم ہو گئی تھی اور عجمیون سے کامیاب لڑائی مین صاف پہلی کا نقصان اور دوسری کا فائدہ تھا۔ یہی سبب ہے کہ خواص پسند طبقون نے جہان کہین ممکن تھا لوگون کو اس قومی مدافعت مین حصہ لینے سے روکا اور انجام کار صرف چند ریاستین لڑائی مین شریک ہوئین :- اسپارٹہ اور اُس کی حلیف ریاستین - ایتھنز ایجی نا مگارا پلاٹیہ اور تھسپیہ۔ باقی نصف سے زیادہ شہرون نے لڑنے سے انکار کر دیا تھا اور سب سے بدتر یہ کہ خود مذکورہ بالا اتحادیون مین عناصر نفاق موجود تھے کیونکہ جس جگہ جمہوریت محسوس تھی وہان ایرانیون کے بالواسطہ طرفدار موجود تھے "

تھرموپلی اور سلامیس

حملہ آورون کے حجم غفیر کو پہلے درہ ٹیمپی پر اور اس مین کامیابی نہ ہوئی تو پھر تھرموپلی پر روکنا قرار پایا تھا کہ اتنی قلیل تعداد قدرتی موقعون ہی سے کچھ فائدہ اُٹھا سکے۔ لیکن جب تین سو اسپارٹی اور سات سو تھسپی سپاہیون نے لیونی ڈس کے تحت وہان شیرانہ لڑ کر جان دی تو اٹیکا تک کا راستہ کھُل گیا اور اب یونیشیہ کو بچانے کی غرض سے

صرف خاکنائے کورنتھ ایسا تنگ مقام نظر آیا جہان اتحادی فوجین ایرانیون کے مقابلے مین تھم کر لڑ سکتی تھین۔ لیکن اس مین ایتھنز پر جو مصیبت پڑنی تھی وہ پڑی اور جب اُسے مجبورًا خالی کر دیا گیا تو زرکسیز کی بری فوجون نے بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور آخر اُن لپٹون نے جو وہان کی عمارات سے بلند ہوئین سارڈس کی آتش زنی کا شعلۂ انتقام بجھایا۔ ٭

اس اثنا مین یونانیون کا بیڑا تھرموپلی کی شکست کے بعد ہٹ کر خلیج سلامیس کی تنگ کھاڑیون مین آ گیا تھا اور گو اُسے بعض ابتدائی مقابلون مین کامیابی ہوئی تھی، تاہم ایرانی بیڑے کے خوف سے وہ بھی اب اور جنوب مین ہٹنا چاہتا تھا کہ خود اُس مین صرف ۳۶۶ جہاز تھے۔ لیکن ایتھنزی امیر البحر تھمس طاکلیس خوب جانتا تھا کہ بیڑے کا ہٹ جانا اُس کے منتشر ہو جانے کا ہم معنے ہے جس مین سوائے ایتھنز کے اور کسی کا نقصان نہ تھا کیونکہ اہل پلوپونیشیہ کو ابھی بری لڑائیون مین اپنی مدافعت کر لینے کا موقع باقی تھا اور اُن مین سے کسی کا ملک چھننے کی نوبت نہ آئی تھی۔ الغرض صرف طاکلیس کی عیارانہ کوششون نے سلامیس پر لڑائی ڈلوائی اور اسی مین ایرانی بیڑے کو ایسی سخت شکست ہوئی کہ زرکسیز کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ مردانوش کو تین لاکھ فوج دے کے خود ایشیا کو لوٹ گیا۔ ٭

پلاٹیہ اور مای کیل

اس بحری لڑائی مین اہل ایتھنز نے جن کے دو سو جہاز تھے بڑی داد شجاعت دی تھی اور حقیقت مین اسی فتح کی بدولت یونانیون کو یہ جرات ہوئی کہ وہ خاکنائے کورنتھ سے بڑھ کر پلاٹیہ کے میدان مین قسمت آزمائی کے لیے نکلین اور یہین وہ خونریز معرکہ پڑا جس مین مردانوش شکست کھا کے مارا گیا اور مقدس ہیلاس ایرانی ملیچھون سے پاک ہو گیا (۴۷۹ ق م) عین جنگ پلاٹیہ کے دن یونانی بیڑے نے ایک اور بحری فتح مای کیل پر حاصل کی جو ملطہ کے قریب (شمال مین) واقع ہے۔ اور اگر اول الذکر فتح نے یونان کو حملہ آورون سے نجات دلائی تھی تو اس نے آئی اونیہ کو آزاد کرایا جو اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ محاربات ایرانی کا سلسلہ یہین سے شروع ہوا تھا اور گویا انھین کی وجہ سے یونان نے دولت عجم سے دشمنی

ایرانی لڑائیون سے تاریخی سبق۔

مول لی تھی ؛

مگران لڑائیون نے یونان کی کمزوری اور قوت کا جس عجیب طور پر انکشاف کیا وہی تاریخ کا سب سے اہم سبق ہے :- ایک طرف تو تھسلی کے امرائے ثابت کردیا کہ کس طرح خواص اپنے خاندانی اغراض کو ملکی اغراض پر فائق رکھنا چاہتے ہین اور (تھیبہ اور آرگس کی غداری سے قطع نظر کی جاسے توبھی) خود اسپارٹہ اور اس کے حلیفون کی خودغرضی اور قومیت نہ شناسی بھی اُس وقت کھل گئی جبکہ ایتھنز اور شمالی شہرون کو تقدیر کے حوالے کرکے وہ کورنتھ پر ہٹ آئے اور صرف پونیشیہ کو بچانے کی فکر کرنے لگے ؛ لیکن دوسری طرف شخصی حکومت اور آئینی آزادی کا وہ عظیم الشان فرق بھی ان قیامت خیز لڑائیون سے صاف صاف ظاہر ہوگیا جو ایک چھوٹی (جمہوریت پسند) جماعت کو بڑے سے بڑے گروہ کے مقابلے مین کامیاب کرادیتا ہے ؛ بالخصوص ایتھنز کے طرز عمل نے اس موقع پر دکھادیا کہ قانونی مساوات اور صحیح معنون مین قومی (یا جمہوری) حکومت قوم کے دل ودماغ پر کس قدر عمدہ اثر ڈالتی ہے اور کس طرح ایک معمولی جماعت کو شرافت وبرگزیدگی کی سب سے بلند سطح پر اُٹھالاتی ہے ؛

تیسرا دور - ایتھنز کا تفوق (۴۷۸ تا ۴۳۱ ق م)

ایرانیون کو دفع کرنے کے بعد تِمِس طاکلس کا پہلا کام آتش زدہ ایتھنز کو ازسرنو بنانا اور مستحکم کرنا تھا - اسپارٹہ کی حاسدانہ دراندازی اس ارادے مین باربار مانع آئی لیکن آخر طاکلیس کی چالاکی نے وہ مضبوط حصار تیار کراکے چھوڑا جو ایتھنز کو بندرگاہ پیروز (پی روس) سے ملاتا تھا ؛ مگر اُس زمانے مین ایک اور ملکی تبدیلی واقع ہوئی جو ان استحکامات سے زیادہ ایتھنز کی عظمت ومنزلت بڑھانے والی تھی - وہ یہ کہ اکثر بحری ریاستین اسپارٹی افسران اعلےٰ کے سلوک سے بیزار ہوکر ایتھنز پاس التجا لائین کہ وہ بحر ایجین کی حفاظت کے واسطے اپنی صدارت مین ایک انجمن قائم کرے جو مغرور اسپارٹہ کی سیادت سے آزاد اور مستغنی ہو

(سنہ ۴۷۷ ق م)۔ اس تجویز کے مطابق مذکورۂ بالا ریاستوں کے وکلا جزیرۂ ڈیلوس میں جمع ہوئے اور ایک مشترک بیت المال کے لیے (ارسطی دِس کی تشخیص و تعین سے) ہر ریاست پر حسب حیثیت چندہ ڈالا گیا جس میں نقد رقم کے علاوہ جہازوں کی ایک مقررہ تعداد بھی فراہم کرنی ہوتی تھی۔ لیکن یہ آخری شق چند ہی سال میں لازمی نہ رہی اور کئی ریاستوں نے جہازوں کی جگہ بھی روپیہ ہی دینا منظور کیا۔ یہی وہ دستور ہے جس نے سب سے اول ایتھنز کو صدارت کے بجاے حکومت کی کرسی پر لا بٹھایا اور اُس کے اتحادیوں کی حیثیت خراج گزار ماتحتوں کی سی ہو گئی۔ پھر جب ان ریاستوں نے یکے بعد دیگرے حلقۂ اتحاد سے نکلنا بھی چاہا تو انھیں ایتھنز نے باغی بنا کے سزا دی اور بہ جبر اپنا مطیع کیا۔ اسی زمانے میں امیر البحر کائمن (سائمن) نے یوری میڈن پر ایرانیوں کو بری اور بحری لڑائی میں ایک فیصلہ کن شکست دی (سنہ ۴۶۶) اور ایتھنزی ”شاہنشاہیت“ کو اور زیادہ چمکا دیا۔ یونان خاص میں بھی اُس کا دامن اقتدار بیوشیہ، فوکیس اور لوکرس تک پھیلا اور سنہ ۴۵۵ میں، چند سال کی جد و جہد کے بعد، اُس کا پرانا حریف ایجی نا بھی اُس کے قبضے میں آگیا۔ لیکن اگر اُس کے نیّر اقبال کا یہ نصف النہار ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اسی وقت سے اس کا ڈھال شروع ہوتا ہے جس کی پہلی علامت کرونیہ کی شکست تھی کہ اس ایک ہی ناکامیابی نے بیوشیہ، لوک رس اور فوکیس میں اُس کا اثر و نفوذ خاک میں ملا دیا۔ پھر تھوڑے ہی دن میں یوبیہ اور مگارا نے سرکشی کی اور اسپارٹہ نے خاص اٹی کا پر حملہ کیا اور اگر وہاں کا بادشاہ رشوت لے کر نہ ٹل جاے تو شاید ایتھنز اپنے باغی ماتحتوں کو بھی مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ بایں ہمہ ان واقعات نے ایک بڑی سلطنت کی امیدیں ہمیشہ کے لیے مٹا دیں اور ایتھنزیوں کو اسپارٹہ سے ایک سی سالہ صلح اس شرط پر کرنی پڑی کہ وہ تمام یونانی علاقوں سے دست بردار ہو جائیں گے اور صرف بیرونی مقبوضات پر اکتفا کریں گے (سنہ ۴۴۵ ق م)۔

اس مصالحت اور پولپنیشی جنگ چھڑنے کے درمیانی زمانے میں دو اہم واقعات اور پیش آئے

جن مین پہلا جزیرۂ ساموس کی بغاوت، اوراس کا ایتھنز کے ہاتھون تسخیر ہونا ہے اور دوسرا دو وائیکائی نوآبادیون (تُھری اور امفی پولس) کا جنوب اطالیہ اور تھریس مین بسایا جانا ہے۔ باقی وہ اندرونی تبدیلیان جو ان ہیں پچیس برس مین رونما ہوئین، پلوٹارک نے فارقلیس اور کائمن کی سوانح عمریون مین وضاحت کے ساتھ تحریر کی ہین اور انھین یہان دُہرانے کی چندان ضرورت نہین۔ لیکن ان دونون مین فارقلیس وہ نامور مدبر ہے جس کا نام مشاہیر عالم کی فہرست مین داخل ہے اور جس نے قدیم ایتھنز مین وہ بے نظیر صناعیان اور فنون لطیفہ کا ذوق پیدا کیا کہ اس ربع صدی کو اہل تاریخ "عہد فارقلیس" کے نام سے موسوم کرتے ہین۔

مگر فارقلیس کی بڑائی اُس کے بعد وطن کے حق مین مفید ثابت نہ ہوئی۔ یعنی جب تک وہ زندہ رہا اُس وقت تک کسی نئے حریف کا رنگ اُس کے سامنے نہ جم سکا اور جب وہ مرگیا تو اُس کا کوئی جانشین نہ تھا۔ گویا پوری سلطنت کا توازن اُنھین دو ہاتھون مین تُلا رہ سکتا تھا جنھین طوسی دیدیش نے ایک جمہوریت پسند بادشاہ کے ہاتھ بتایا ہے۔ شاید خود فارقلیس کا یہ خیال نہ تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ جس کام کو اُس نے شروع کیا ہے اسے جاری رکھنے والے دماغ ملک مین مل جائین گے۔ اور اس مین اگر اُس نے غلطی کھائی تو اُس کے کام کی عظمت و خوبی مین جو اُس نے اپنے وقت مین کیا، کچھ فرق نہین آتا۔

چوتھا دور۔ جنگ پونیشیہ۔ اسپارٹا اور پھر تھیبیہ کا تفوّق

(۴۳۱ تا ۳۶۲ ق م)

یونان کے سی سالہ صلح نامہ ٹوٹنے اور جنگ پونیشیہ (پی لوپی نی سس) چھڑنے کے دو سبب طوسی دیدیش نے تحریر کیے ہین: (۱) کورنتھ اور کرکایرا کی لڑائی مین آخرالذکر کو ایتھنز نے مدد دی۔ اور (۲) پوٹی ڈیہ کے تمام تجارتی راستے مسدود کردیے۔ اور یہ دونون باتین مذکورۂ بالا معاہدے کے خلاف تھین۔ مگر طوسی دیدیش لکھتا ہے کہ ان ظاہری وجوہ سے کہین گہرا اور لڑائی کا اصلی سبب وہ حسد تھا جو لس ڈی مونیون کو ایتھنز کی روزافزون قوت سے پیدا

ہو گیا تھا ؛ ایرانی لڑائیون کے بعد سے وہ اس نئے حریف کی تاک مین لگے ہوے تھے اور اپنے قدیم طرز حکومت کے مقابلے مین اُس آئین جمہوریت کو پامال کر دینا چاہتے تھے جس کا حامی اور وکیل ایتھنز تھا - اس طرح گویا یہ طویل و شدید کشمکش جس کا نام جنگ پوٹیشیہ ہے انھین دو متضاد اصولون کا تصادم ہے - اور گو یہان بتفصیل ان حالات کے بیان کرنے کا موقع نہین، پھر بھی ہم مختصر طور پر اس بست و ہفت سالہ جنگ کے بعض ضروری ضروری واقعات لکھین گے کہ ناظرین اس تباہی کے مدارج کا کچھ اندازہ کر سکین جو یونانیون نے آپ اپنے ملک پر بلائی تھی ؛

ان لڑائیون کا پہلا حصہ یا زمانہ معاہدۂ نکیاس تک دس سال کے حالات پر مشتمل ہے اور اسی لیے کبھی کبھی جنگ دہ سالہ کے علیحدہ نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ؛ اس کی تمام لڑائیون کا عام نمونہ یہ ہے کہ اہل پوٹیشیہ اٹی کا پر ہر سال فوجین لے کر آتے ہین اور وہان کے باشندے ایتھنز کی فصیلون مین جا چھپتے ہین ؛ اس کے برخلاف ایتھنز اپنے بیڑے سے جا بجا دشمن کی ریاستون کو نقصان پہونچاتا ہے اور آخر مین امن نامۂ نکیاس (سنہ ۴۲۱) کی رو سے بھی اس فائدے مین رہتا ہے کہ اُس نے زیادہ مقامات فتح کیے جو اُسی کے قبضے مین رہتے ہین اور خود اُس کا ایک شہر امفی پولس دشمن کے پاس جاتا ہے ؛ اندرونی طور پر بھی اگرچہ ایتھنز کی آبادی کو محصور ہونے کے زمانے مین وباے طاعون سے نہایت نقصان پہونچا تاہم ریاست پر اس کا کوئی نمایان اثر نہین پڑا حالانکہ امن نامۂ نکیاس نے اسپارٹہ کے کئی حلیفون کو اُس سے بیزار کر دیا اور کم سے کم تھوڑے عرصے کے لیے اُس کی قوت متزلزل ہو گئی ؛

لڑائی کے دوسرے دور مین بھی (سنہ ۴۲۱ تا سنہ ۴۱۳) اہل پوٹیشیہ کے باہمی اختلافات نے اوّل اوّل ایتھنز کو جیت مین رکھا اور اُس کے رکن رکین القبادیش (دیکھو الکبیادیس) عیاریون نے انھین ترقی دے کر فائدے بھی اُٹھائے - لیکن جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین لڑائی درحقیقت دو مختلف اصولون کی تھی اور اسی لیے ہم بہت جلد قدامت پرست اہل پوٹیشیہ کو

آمی اوانی جمہوریت کے مقابلے مین پھر بالاتحاد وصف آرا دیکھتے ہین ۔ بایں ہمہ عام قاعدے کے بموجب، ایتھنز پر اس وجہ سے خرابی نہین آئی کہ اُس کے دشمن قوی تھے بلکہ اس وجہ سے آئی کہ خود اُس کے ارباب کار نالائق اور جاہ پرست رہ گئے تھے اور فارقلیس کے بعد عنان سلطنت عام پسند تقریریون کے ہاتھ مین آگئی تھی جو عوام الناس کو خوش رکھنا ہی سب سے بڑا تدبر، دھوکے سے کام نکالنا سب سے بڑی ہوشیاری، اور نمود و نمایش ہی اپنی سب سے بڑی اولی العزمی سمجھتے تھے۔ اب اگر ایسے اشخاص لڑائیون مین صرف مدافعانہ پہلو اختیار کیے رہین اور ملکی معاملات مین پرانے نظام وضوابط کی پابندی، تو بھی قوم کو چندان نقصان نہین پہونچتا۔ پر جب کبھی وہ نئے راستون کی طرف قدم اٹھاتے ہین اور نئے نئے کامون مین ہاتھ ڈالتے ہین تو اکثر غلطیان کرتے ہین اور ملک تباہی مین مبتلا ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ جس وقت ایتھنز کی مجلس ملکی نے القبادیس اور نکیاس کو صقلیہ مین مہم لے جانے کی اجازت دی تو فی الواقع اُس نے یہی اصولی خطا کھائی جس مین ایک ہی شکست کے بعد اُس کے حوصلے ٹوٹ گئے اور امداد کی فکر کرنے کے بجاے وہ اپنے جرنیلون کی نکتہ چینی مین مصروف ہو گئی۔ نتیجہ ان تمام کج رائیون کا یہ نکلا کہ سائراکیوز (صقلیہ) کی دیوارون کے سامنے ساری ایٹکا کی فوج (بلکہ کہنا چاہیے کہ اصلی قوت) برباد ہو گئی (سنہ ۴۱۳) اور پھر وہ اس قابل بھی نہ رہی کہ آیندہ اسپارٹہ کی کوئی مزاحمت کر سکتی جس نے صقلوی تباہی کے بعد ہی خاص ایٹکا کے قصبے ڈسلیہ کو تسخیر کر کے اپنا فوجی مرکز بنا لیا تھا۔

اس تسخیر کو مؤرخون نے جنگ پونیشیہ کے تیسرے اور آخری دور مین شمار کیا ہے جس کے بعد ایتھنز کی بری سپاہ ہر جگہ مغلوب و منہزم ہوتی رہی اور اُس پر ایک نزع کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ نہ صرف یونان بلکہ ایشیاے کوچک مین بھی قسمت نے اُس کے ساتھ دشمنی کی اور آخر مین جنگ اِگس پٹامی کے چند مہینے بعد اسپارٹی امیر البحر لای سنڈر نے خاص ایتھنز پر قبضہ کر لیا اور اُس کی وہ فصیلین، جو بعض مؤرخون کے نزدیک اصلی اور پہلی بناے مخاصمت

تھین، تڑوا کر زمین کے برابر کرا دین - سنہ ۴۰۴ ق م ؀

اسپارٹہ کا تفوق

یہی واقعہ گویا سلطنت ایتھنز کی ذلت و ہزیمت کی انتہا اور اسپارٹہ کے از سرنو اقتدار کا آغاز ہے ؀ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نتیجہ جن اسباب پر مبنی تھا وہ نہ صرف اسپارٹہ بلکہ ایک حد تک تمام یونان کے واسطے آگے چل کر مہلک ثابت ہوے کیونکہ سب سے زیادہ تو جس شے نے ایتھنز کو نقصان اور اس کے مخالفون کو فائدہ پہونچایا وہ خود اُس کے شہریون کی غداریان اور باہمی رقابتین تھین جنھون نے مجموعی طور پر سارے یونانیون کو ذلیل و رسوا کرایا - دوسرے اسپارٹہ کو جو فتوحات حاصل ہوئین اُن مین بڑی امداد ایرانی روپیے کی تھی اور یہ روپیہ محض یونانیون کو باہم لڑانے اور اُنکی جڑ کھوکھلی کرنے کی غرض سے دیا جاتا تھا اور گو ایران، اُن کی خانہ جنگیون کے باوجود بھی اہل یونان کو مفتوح نہ کر سکا، تاہم وہ یکے بعد دیگرے اُس کے دست نگر اور لڑ لڑ کے آخر مین ایسے کمزور ہو گئے کہ دارائے ایران کے نہ سہی فیلقوس و سکندر کے مقابلے مین، اپنی آزادی کی کوئی حفاظت نہ کر سکے اور ایک نیم آزاد زندگی پر قناعت کرتے کرتے بالآخر اُس محکومی سے مانوس ہو گئے جس نے انھین صدیون تک رومیون کا اور پھر اُن کے جانشین ترکون کا غلام بنائے رکھا ؀ ان دونون خرابیون کے علاوہ خود اسپارٹہ کے حق مین اُس کی یہ فتوحات اس لیے مُضر ثابت ہوئین کہ ایک طرف تو کثرت غنایم نے اُسے رفتہ رفتہ سپاہیانہ سادگی کے بجائے عیش و زرپسندی کا عادی بنا دیا اور دوسری طرف ہوس حکومت نے اُسے سفاکی اور نخوت کی اُس سرحد مین ڈھکیل دیا جو اورون پر حکمرانی کرنے کا لازمی پھل ہے ؀

لیکن ایتھنز پر اسپارٹہ کا اقتدار کچھ زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا اور اگرچہ اس عرصے مین کہ تھراسی بولس اپنے بدنصیب وطن کو نجات دلائے، اسپارٹہ کے آوردہ تیس جابر شہر مین تنہا ناروا زیادتیان کرتے رہے، تاہم یہ زور شور اور ظلم و ستم آٹھ مہینے مین ختم ہو گیا اور ستمبر سنہ ۴۰۳ ق م مین نہ صرف اسپارٹہ کی فوج اور تیس جابر شکست کھا کے بھاگے بلکہ ایتھنز کی

جمہوریت ازسرنو قائم ہوئی اور ایرانی امداد کے بھروسے پر پھر اپنے دشمنون سے بدلہ لینے کی تیاریان کرنے لگی ؎

اس زمانے کا شاید سب سے عجیب واقعہ "دس ہزار یونانیون کی پسپائی" ہے جسے حکیم زینوفن کے دلکش بیان (انا باسی) نے دنیا کا ایک مشہور ترین واقعہ بنا دیا ہے یہ یونانی ایک ایرانی شہزادے (کورش) کی فوج مین تھے جس نے دعوے دار سلطنت بن کر ایشیاے کوچک کے صوبے سے خروج کیا تھا اور (اپنے بھائی) داراے عجم سے لڑنے دریاے فرات پار اتر گیا تھا۔ مگر شاہی فوجون سے یہان جو لڑائی ہوئی اس مین وہ مارا گیا اور اب اُس کے یونانی سپاہیون کو واپسی کے سواے کوئی چارہ کار نہ رہا یہی دشمن کے ملک مین سے اُن کا تقریباً دو ہزار مین کی مسافت طے کرنا اور ہزار دقت اور مزاحمتون سے نکل کر مرتے گرتے اپنے ملک مین پہونچنا "دس ہزار کی پسپائی" کہلاتا ہے اور اہل یورپ کا خیال ہے کہ اسی واقعے نے عظیم الشان ایرانی سلطنت کی کمزوریان فاش کین اور یونانی خود اُس پر فوج کشی کرنے کے منصوبے باندھنے لگے حالانکہ اس سے پہلے یہ بات اُن کے خواب مین بھی نہ آسکتی تھی ؎

اسپارٹی زمانۂ اقتدار کا دوسرا اہم واقعہ کورنتھ کی جنگ ہے جس مین تھیبیہ، آرگس، ایتھنز اور کورنتھ متحد ہو کر چھ برس تک اسپارٹہ سے لڑتے رہے اور امن صرف ایران کی دست اندازی سے ہوا جس نے بغیر کوئی لڑائی لڑے سب سے زیادہ فائدہ اُٹھایا اور معاہدۂ انتال کی دا اس کی رُو سے تسلیم کرالیا کہ قبرس، اور ایشیا کے تمام یونانی شہر دولت عجم کے ماتحت رہین گے (۳۸۷ ق م)۔ اس طرح وہ لڑائی جس کا آغاز یونانیون کے قومی دشمن کی ریشہ دوانیون سے ہوا تھا اُسی کے حسب منشا اختتام کو پہونچی۔ سلطان اسپارٹہ نے اُس کی آڑ مین اپنی اغراض حاصل کرلین یعنی امن نامۂ مذکور نے اس کی تمام حریف ریاستون کو کمزور اور اُن کے بیرونی مقبوضات سے محروم کر دیا اور گویا اسپارٹہ کو آیندہ اس بات کا موقع

دیدیا کہ وہ ایرانی سرپرستی کے سہارے اپنی ہوس ملک گیری پوری کرے ٭

تھیبہ کا عروج

مگر چند ہی سال بعد اُس کی غاصبانہ کوششوں کو سخت صدمہ پہونچا۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ جب ۳۸۲ق م مین اہل اسپارٹہ نے کمال دغابازی کے ساتھ تھیبہ کے قلعے پر قبضہ کرلیا اور تین سال تک شہر پر جابرانہ حکومت کرتے رہے تو وہان کے بعض جلاوطنون نے ایک جمعیت تیار کی اور پیلوپی داس کی سرداری مین شبخون مار کے لس ڈی مونی دستے کو شکست دی اور شہر کو واپس لے لیا ٭ ادھر ایتھنز نے بھی دوبارہ بعض سمندری ریاستون مین اتحاد قائم کیا اور تھیبہ کو اُس مین شریک کرلیا۔ لیکن جب تھیبہ نے فروغ پایا اور علاقۂ بیوشیہ کی پرانی ریاستین پہلے کی طرح اُسے اپنا سردار ماننے لگین تو خود ایتھنز کو حسد پیدا ہوا اور اُس نے اسپارٹہ سے بطور خود صلح کرلی۔ یہ گویا ایک نئی لڑائی کی بنیاد تھی جس مین لس ڈی مونیون نے (ایتھنز کے اشارے سے اور) اپنا پچھلا بدلہ لینے کے لیے تھیبہ پر فوج کشی کی اور لکٹرا (لیوک ٹرا) کا مشہور رن پڑا۔ یہی وہ میدان ہے جس مین اپامنن داس تھیبی نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور مغرور اسپارٹہ کو سرنگون کیا (۳۷۱ق م)۔ چنانچہ اس ایک ہی شکست نے بوئیشیہ سے باہر اسپارٹی اقتدار کو خاک مین ملادیا اور اب اپامنن داس نے خود اُن کے علاقے پر چڑھائی کی۔ اُس کا مقصود یہ تھا کہ خاص پونیشیہ مین اسپارٹہ کے حریف پیدا کردے اور اسی غرض سے اُس نے ارکیڈیا مین ایک نئے اتحاد کی بنیاد ڈالی اور بدنصیب مسینیہ کو آزادی دلائی جو تین صدی سے اہل اسپارٹہ کی قید مین تھا ٭

ان واقعات نے اسپارٹہ کی وقعت بہت کم کردی تھی اور جب نو برس بعد پھر اُس نے اپنی پوری قوت سے مقابلہ کیا تو بھی تھیبہ کے آگے اُس کی کچھ پیش نہ گئی اور ۳۶۲ق م مین پھر منٹی نیہ کے میدان مین شکست کھائی ٭ بدنصیبی سے اس لڑائی مین اپامنن داس بھی مارا گیا اور اُسی کے ساتھ تھیبہ کا عارضی تفوق بھی کہنا چاہیے کہ رخصت

ہوگیا۔ وطن کا یہ فدائی تاریخ تھیبہ مین ایک حد تک وہی مرتبہ رکھتا ہے جو ایتھنز مین
تھارقلیس کا تھا۔ کیونکہ صرف اسی کی کوششون نے تھیبہ کو یہ اولی العزمی دی کہ اپنی
اغراض کے بجاے سارے یونان کی اغراض مشترک اُس کا مطمح نظر بنین اور ایتھنز
کی مثل، یونانی عظمت و آزادی کے لیے جنگ کرنا اُس نے اپنا نصب العین قرار دیا۔
اس مین شک نہین کہ اپامنن داس نے جس قوت کی بنیاد ڈالی تھی وہ ناپائدار ثابت
ہوئی، تاہم وسیع معنی مین جس حب قومی کا جوش اُس نے پیدا کیا تھا وہ اُس کے بعد
بھی زائل نہ ہوا اور یونانی آزادی کی آخری جد و جہد مین صرف تھیبہ تھا جو ایتھنز کے
دوش بدوش ہو کر مقدونیہ سے لڑا اور یونان پر سے نثار ہو گیا۔

آخری دور ۔ فیلقوس، سکندر اور رومی فتح تک

(از ۳۶۲ تا ۱۴۶ ق م)

اپامنن داس کی شہادت کے تین سال بعد فیلقوس (فلپ) نے مقدونیہ کے
تخت پر جلوس کیا۔ یونان کے لیے اس سے بڑھکر کوئی بدشگونی نہ ہوسکتی تھی کہ اُس
ہمسایہ جنگجو قوم کو ایسا چالاک اور دور اندیش بادشاہ ملا جسے نہ صرف اپنی قوت سے بلکہ
دوسرون کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے مین کمال حاصل تھا۔ اور جس نے ایک ہی نظر
مین سمجھ لیا تھا کہ یونانی ریاستون کا موجودہ نفاق محض سطحی شے نہین بلکہ اس کی تہ مین
زیادہ گہرے اسباب زوال پنہان ہین۔ اور واقعی اب اُن مین سے کسی مین وہ انتظامی
قابلیت اور اصلی قوت عمل موجود نہ تھی جو مشترک قومی اغراض کے لیے چند ریاستون کو
بھی متحد کر سکتی۔ سب سے بدتر یہ کہ خود غرضیون نے اُن کے دائرۂ نظر کو اس قدر تنگ
کر دیا تھا کہ وہ کسی قومی خطرے کی شناخت نہ کر سکتے تھے چنانچہ اس تمام مدت مین صرف
ایک نام ہم ایسا سنتے ہین جس مین قدیم یونانیون جیسی روح ہے ۔ ذِمستن (ڈِماس تھنیز)
لیکن ذِمستن جس کی مشہور عالم خطابت کا موضوع حب الوطنی تھا، پھر اکیلا آدمی ہے اور

اس نکمے مصالحے سے جو اُس کے سامنے ہے، کچھ کام نہین لے سکتا- کیونکہ جماعت مین اگر کچھ کرنے کا مادہ نہین ہے تو افراد کی بڑی سے بڑی قابلیت بیکار ہے ؂

بہرحال، اب ہم پھر فیلقوس کی طرف عود کرتے ہین جس کی ساری حکمت عملی کا راز یہ تھا کہ جب وہ یونان کے کسی ایک یا متعدد شہرون پر دست تطاول بڑھاتا تو ہمیشہ کوشش کرتا کہ اُنھین کی دو چار ہمسایہ ریاستون کو اپنے سے بھی ملائے رکھے ؛ حتے کہ یکے بعد دیگرے ساری ریاستین اُس کے زیر اقتدار آگئین اور شیرونیہ کی جنگ عظیم مین یونان کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا (۳۳۸ ق م) ؛ مقدونیہ کی اسی فتح کے بعد جس مین ذمستن کی سعی نے ایتھنز، تھیبیہ اور کئی متحد ریاستون کو اُس کے مقابل صف آرا کر دیا تھا، خاکناے کورنتھ مین تمام یونانیون کی ایک مجلس منعقد ہوئی اور اُس مین فیلقوس کو بالاتفاق یونان کا صدرنشین تسلیم کیا گیا؛ یہ مرتبہ بظاہر اُسی قسم کا تھا جیسا کہ پہلے اسپارٹہ کو پونیشیہ مین یا ایتھنز کو ڈیلوس انجمن مین حاصل تھا لیکن درحقیقت وہ ایک چھپی ڈھکی بادشاہت تھی جس مین تمام یونانی ریاستین ایک مقدونوی مطلق العنان کی ماتحتی مین آگئین ؛. باین ہمہ ذمستن کی دیوانہ وار کوششین اس حد تک ضرور کامیاب ہوئین کہ جن یونانی ریاستون نے فیلقوس کو زیادہ آزار پہونچایا تھا وہ اُسی نسبت سے زیادہ اچھی رہین - چنانچہ تھسلی کا علاقہ جس نے فیلقوس کی بڑی اعانت کی تھی ذلت کے ساتھ اُلٹا مقدونیہ مین الحاق کر لیا گیا - پونیشی ریاستین جنھون نے اعانت کی تھی نہ مزاحمت نیم آزاد رہین، مگر ایتھنز جس نے سب سے زیادہ مخالفت کی تھی بڑی حد تک خودمختار رہا اور سب سے زیادہ فیلقوس نے اُسی کا حفظ مراتب ملحوظ رکھا ؂

صقلیہ - ٹمولین

لیکن جس وقت یونان خاص کی آزادی شیرونیہ کے میدان مین مجروح تڑپ رہی تھی، ہیلاس کے ایک بعید ٹکڑے مین وہ بڑی آن بان کے ساتھ سربلند ہوئی جہان مقدونیہ کی بجاے قرطاجنہ اُس کے مٹانے کے درپے تھی اور

ویساہی اندرونی نفاق یہان بھی اُس کے شامل حال تھا۔ سنہ ۴۱۳ کی اتھنری تباہی کے بعد صقلیہ پر اہل قرطاجنہ نے دو حملے کیے تھے اور اُس کے تمام بڑے بڑے شہر فتح کر لیے تھے۔ صرف سایراکیوز محفوظ تھا جو غیرون کی بجاے خود اپنون کے ہاتھ سے نالان تھا اور جہان کی جمہوریت کو دیونی سیس نے پامال کرکے حکومت جابرانہ کی بنیاد جمادی تھی۔ اُس کے بیٹے دیونی سیس دوم کے عہد حکومت مین اس شہر کی حالت اور بھی ردی ہو گئی اور وہان کی ایک جماعت نے کورنتھ سے امداد کی درخواست کی۔ یہین کا ایک نامور شہری تمولین تھا جو صقلیہ کو نجات دلانے بارہ سو سپاہیون کے ساتھ سایراکیوز بھیجا گیا (سنہ ۳۴۴ ق م) تمولین نے نہ صرف سایراکیوز کی حکومت جابرانہ کا تختہ اُلٹا بلکہ تمام صقلیہ کو ایک اور دشمن قوی کے پنجے سے چھڑایا اور دریاے کریمی سس کے کنارے اہل قرطاجنہ کو ایسی زبردست شکست دی کہ پھر اُن کے پاون یہان نہ جم سکے اور ساری یونانی نوآبادیان آزاد ہو گئین۔ اس طرح ان ہیلاسی شہرون کا شاید سب سے اچھا اور مساعد زمانہ وہ تھا جس مین کہ وطن اصلی کے بدنصیب شہری مقدونیہ کا جوا اُٹھانے کی مشق کر رہے تھے۔

سکندر اگر اب اس اولوالعزمانہ مہم کا وقت بھی قریب آگیا ہے جس کا "دس ہزار کی پسپائی" کے بعد سے اکثر یونانی جرنیل خواب دیکھ رہے تھے مگر جس مین ابھی تک ہاتھ ڈالنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکی تھی۔ سینتالیس ۴۷ برس کی عمر مین فیلقوس نے ایران کے خلاف اشتہار جنگ دے دیا تھا اور اُس کے لیے بڑے پیمانے پر تیاریان بھی کر رہا تھا کہ اُسے ایک دشمن نے مار ڈالا اور یونان کا پُرانا بدلہ لینے کی حسرت ہی حسرت مین اُس کا خاتمہ ہو گیا (سنہ ۳۳۶ ق م) لیکن مقدونیہ کی خوش نصیبی کہ مقتول بادشاہ کا نوعمر جانشین اپنے باپ سے بدرجہا زیادہ عالی حوصلہ اور بہ مراتب عالی دماغ فرمان روا تھا جس نے تیس ۳۰ برس کی عمر تک پہونچنے سے بھی پہلے قدیم دنیا کے تقریباً آدھے آباد حصے کو

فتح کیا اور یونانی عظمت کے دامن کو دامن قیامت سے باندھ دیا۔ اُس کے تفصیلی حالات سے ہم یہان قطع نظر کرتے ہین اور ناظرین کو سکندر کی سوانح عمری کا حوالہ دیتے ہین جو پلوٹارک نے بڑی خوبی کے ساتھ تحریر کی ہے۔

سکندر کے بعد۔ رومی فتح تک ۳۲۳ تا ۱۴۶ ق م۔ سکندر کی آنکھین بند ہوتے ہی اُس کی وسیع سلطنت ایشیای کوچک شام، مصر، اور مقدونیہ کی خود مختار سلطنتون مین بٹ گئی اور گو اُن مین سب سے زیادہ یونان کا سابقہ مقدونیہ سے رہا، تاہم جب کبھی کوئی دوسری سلطنت زور پکڑ جاتی تو یونان بھی اُس کی دست بُرد سے نہ بچتا۔ آخر اسی اینچاتانی نے اُس مین ایک مرتبہ پھر اپنی مشترک مدافعت کا جوش پیدا کیا اور اس مشہور انجمن اکائیہ کی بنیاد پڑی جس نے تھوڑے عرصے کے واسطے پھر یونان قدیم کی حب الوطنی کو تازہ کر دیا۔ ۲۸۱ ق م اس انجمن نے نہ صرف بعض اندرونی خرابیون کا انسداد کیا بلکہ مقدونیہ سے بھی کامیاب

۱؎ جب یونانیون کے شہری تمدن مین دو شاخین پھوٹین اور پھر جمہوریت اور حکومت خواص مین تصادم ہوا اور وہ شہر جو اول الذکر کا سب سے بڑا حامی تھا، مغلوب ہو گیا تو اُس وقت حکومت خواص بھی اپنے سرگروہ (اسپارٹہ) کی خود غرضی اور ہوسناکیون کی بدولت رسوائی سے نہ بچ سکی اور اس کا نتیجہ وہ طوفان بے تمیزی تھا جس مین کوئی ریاست بھی صاحب رسوخ و اعتبار نہ رہی۔ وقتی اور انفرادی اغراض تمام اصولون پر غالب آگئے اور سچی حب الوطنی کا جوش مفقود ہوتا گیا، یہان تک کہ ان مین ایسے لاعلاج اختلافات پیدا ہوے کہ آخر یونان کو ایک نیم وحشی اور مکار بادشاہ کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ لیکن عین اُس وقت کہ یونانی قوم کا مٹنا یقینی معلوم ہوتا تھا، یونانی تہذیب کے اور وارث پیدا ہو گئے یعنی وہی جنھون نے اُس کی آزادی کا چراغ گُل کیا تھا اُس کی خدمت پر کمربستہ ہوے اور درحقیقت سکندر اور پھر اُس کے رومی جانشینون سے جو کام بن پڑا وہ خاص یونانیون سے بھی نہ ہو سکا تھا۔ اور اسی لیے گو یہ فاتحین، یونانی قوم کے دشمن تھے، یونانی تہذیب کے سچے دلدادہ اور مشعل بردار کہلانے ہین۔ ۱۲

لڑائیاں لڑین اور کورنتھ کو اُس کے پنجے سے نکال لیا؛

بدنصیبی سے اسپارٹہ اس وقت بھی اکای اتحاد مین شریک نہ ہوا تھا اور اُسی کے ساتھ نصف صدی بعد لڑائی کی نوبت پھونچی۔ جس مین اگر ایک طرف اراطوس جیسا ہنرمند اکاہی جرنیل تھا تو دوسری طرف کلیومن جیسا نامور بادشاہ۔ لیکن جب اراطوس بہت دبا تو یونانی نفاق پھر اپنی بدترین صورت مین نمایان ہوا اور اکائیون نے اپنے قومی دشمن مقدونیہ ہی سے امداد کی درخواست کی۔ جہان سے انٹی جن ڈوسن (انٹی گونس) فوج لے کر آیا اور سلاشیہ کے میدان مین اسپارٹہ کے ایسی سخت ضرب لگائی کہ اُس کا ہمیشہ کے لیے زور ٹوٹ گیا اور پھر اُس کا نام ہم صفحات تاریخ پر کہین نہین پاتے؛ سنہ ۲۲۲ ق م

اسی زمانے مین ایک اور اتحاد انجمن اطولیہ کے نام سے شمالی یونان مین قائم ہوا تھا لیکن اس کی بین الیونان آویزشون مین بھی برابر مقدونیہ کو دخل اندازی کا موقع ملتا رہا، اور اہل یونان کبھی پہلی سی آزادانہ زندگی کا لطف نہ اُٹھا سکے؛ یہانتک کہ آخر مقدونیہ کا بھی ایک سرکوب خدا نے پیدا کیا اور رومہ کی نوخیز قوت نے اُس کو شکستین دے دے کے تمام شمالی یونان کا علاقہ اپنے قبضے مین لے لیا (سنہ ۱۴۸ ق م)؛

آخری زمانے مین انجمن اکائیہ کی سرداری نے فیلوپیمن سے رونق پائی جسے پلوٹارک نے آخری یونانی کا معزز لقب دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ رومی سیلاب کے مقابلے مین ایک ایسی چھوٹی قوت کے عرصے تک پاؤن نہ جم سکتے تھے چنانچہ جب شمالی یونان مین کچھ فساد پیدا ہوا اور اس مین کسی حد تک اکائیون کی شرکت کا بھی پتہ چلا تو رومیون کو فوج کشی کا حیلہ مل گیا اور اُن کے قنصل ممیس نے اکائیہ کی سربرآوردہ ریاست کورنتھ کو تسخیر کر کے آگ لگا دی (سنہ ۱۴۶ ق م) اور تھوڑے ہی دن بعد یونان کا یہ جنوبی علاقہ بھی ایک رومی صوبہ بن گیا اور اسی مرحوم انجمن کے نام پر اس کا نام بھی "اکائیہ" قرار پایا؛

ان انجمنون کی جد و جہد دیکھنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید اس آخری زمانے مین

مین پھر اہل یونان کے دلون مین حبّ الوطنی کی آگ بھڑکنے لگی تھی اور اس لیے ان کا پامال ہونا ایک افسوسناک تاریخی واقعہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمہور یونانیون کے اُس وقت ایسے خیالات نہ تھے اور وہ اپنے عیش پرست اُمَرا کی وحشیانہ تعدّیون سے اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ غلامی کی اُن زنجیرون کو اُنھون نے بہ قناعت قبول کر لیا جو اُنیس سو برس تک اُن کے پانون مین پڑی رہین اور پھر محض یورپ کی زبردستی سے اُترین نہ کہ خود وہان والون کی کوششون سے ؛

۲ — رومہ

تمہید | طولاً موجودہ اطالیہ کے تقریباً وسط مین شہر رومہ دریاے ٹیبر پر آباد ہے جو تھوڑی دور آگے چل کر بحر روم مین آگرتا ہے۔ اس شہر کا سال بنیاد جدید تحقیقاتون نے ۷۵۴ قبل مسیح ثابت کیا ہے اور اس وقت کی جغرافیائی اور اقوامی حالت کا بھی پتہ چلایا ہے کہ یہ وسطی اور جنوبی اطالیہ کا علاقہ، عہد قدیم مین اٹالی سی نسل سے آباد تھا جس کی پانچ بڑی بڑی شاخین تھین: (لاطیمی یا) لاطینی، سبائینی، اُس کانی، امبری اور سبلی۔ ان پانچون کی حکومتین اور بولیان علیحدہ علیحدہ تھین لیکن جب اس لاطینی شہر (رومہ) نے بعض اسباب خاص کی بدولت عروج پایا اور ساری اطالیہ اُس کے زیرنگین آگئی تو یہ قومین خود مختار نہ رہ سکین اور رومی سلطنت مین شامل ہونے کے بعد اُن کی بولیان بھی رفتہ رفتہ لاطینی زبان مین جذب ہو گئین۔

ان ہم نسل قومون کے علاوہ کم سے کم چار بڑی قومین شمالی اطالیہ مین اور آباد تھین جن کی تہذیب اور ابتدائی قومیت کے متعلق ابھی تک مورخون مین اختلاف ہے یہ اٹرسکن، غال، لگوری، اور وینے ٹی لوگ تھے۔

مگر اطالیہ کی تاریخ و شایستگی پر اصلی باشندون سے کہین زیادہ کنعانی اور یونانی آبادکارون کا اثر پڑا ہے اور گو اول الذکر قوم کے لوگ جن کی قرطاجنہ* مین عظیم الشان سلطنت قائم تھی، کبھی اطالیہ مین باقاعدہ آن کر نہین بسے تاہم کورسکا اور صقلیہ

* یہ شہر موجودہ ٹیونس کے قریب ساحل سمندر پر آباد تھا۔

کے جزیرے اُن کی مستقل تجارت گاہیں تھیں جہاں سے اُن کی مصنوعات اور تجارتی سامان تمام ملک میں پھیلتا تھا۔ لیکن ان سے بھی بڑھکر اہل اطالیہ کو یونانیون سے واسطہ پڑا جن کی اس قدر نوآبادیاں صقلیہ اور جنوبی اطالیہ میں بنی ہوئی تھیں کہ یہ علاقے کا علاقہ "مہایونان" کہلاتا تھا۔ انھیں لوگون سے اطالیہ والون نے انسانی تہذیب کا پہلا سبق یعنی فن کتابت سیکھا اور اسی آبنائے کے ذریعے یونانی شاعری، اخلاق اور فلسفہ بہ بہ کے کوہ اپی نائن کے دامنون تک پہونچے۔

لیکن اگر تہذیب و تمدن مین رومی بھی (تمام اہل اطالیہ کے مثل) یونانیون کے ادنے شاگرد تھے تو وہ کون سی خصوصیت ہے جس نے ایک شہر رومہ کی حکومت کو بحیرۂ خضر سے بحر اوقیانوس تک اور مصر سے برطانیہ تک پھیلا دیا اور اتنی بڑی آباد و وسیع جمہوریت اور پھر بادشاہت قائم کرائی کہ جس کی بنی انسان کی تاریخ مین بہ مشکل کوئی نظیر ملتی ہے ؟؟

اس اہم سوال کے جواب مین ہم اس عہد کے ممتاز فاضل تاریخیات، اڈورڈ میئر پروفیسر برلن یونیورسٹی کا قول نقل کرتے ہین جنھون نے بڑی خوبی سے مسئلۂ مذکور کو سلجھایا ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ بعض ابتدائی ترقیون کے باوجود، رومہ بظاہر اپنی ہمنسل ریاستون کی طرح محض مزارعین کی ایک ریاست تھا، لیکن درحقیقت اس کو ایک بڑی فوقیت یہ حاصل تھی کہ وہ شروع سے قبیلے کی (یا ہم خاندان گروہ کی) صورت مین ہونے کے بجاے شہر کی حیثیت رکھتا تھا اور اس لیے یونان کی جمہوری ریاستون کے مانند اس مین بہت جلد وہ شہری نظام حکومت رائج ہو گیا تھا جس سے اور اطالوی قومین ابھی تک آشنا نہ تھین۔ مگر یونانی شہرون سے اس مماثلت کے ماسوا" اُس مین ایک خصوصیت (اور یہین اُس کی جلیل الشان کامیابی کا راز مضمر ہے) یہ بھی کہ وہ (صحیح معنون مین پھیلنے کی قابلیت، یعنی) اپنی شہریت کے دامن دوسرون تک

پھیلانے کا میلان رکھتا تھا جس مین یونانی ریاستین ہمیشہ کی بخیل تھین ــ یونانیون کا سیاسی اصول موضوعہ تو یہ تھا کہ شہری حقوق جہان تک ہوسکے ایک محدود اور خالص وطن نژاد جماعت کو دیے جائین ـ اور نہایت حُریت پسند جمہوری حکومتین (جیسے ایتھنز) بھی سختی سے اس اصول پر عامل تھین ـ اسی کا نتیجہ تھا کہ اُن کی بیرونی کامیابیان ایک جابرانہ فتح کی شان رکھتی تھین، اور فریق غالب، حاکم فاتح کی نامسعود حیثیت اختیار کرلیتا تھا؛ اس کے برخلاف، رومہ نے کم سے کم اطالیہ مین کسی کو اپنا مفتوح نہین بنایا اور سب سے پہلے جس نواحی علاقے (لاطیئم) کو اُس نے فتح کیا، وہان کے باشندون کو تمام وہی حقوق دیے جو خالص رومی شہریون کو حاصل تھے؛ البتہ وہ آبادیان جن کی زبان غیر تھی (جیسے اٹرسکن قوم یا کایواولون کی) رومہ کی مجالس ملکی مین راے دینے کے مجاز نہ تھے گو اپنے اندرونی معاملات مین انھین بھی پوری آزادی دیدی گئی تھی؛ ایک تیسری صورت رومی مقبوضات کی یہ تھی کہ سرکاری (یا شاملات دیہ) زمینون کا ایک حصہ رومی آبادکارون کے لیے لے لیا جاتا اور باقی تمام باشندے اس دوامی معاہدے کے ساتھ آزاد اور خودمختار چھوڑ دیے جاتے کہ بہ حیثیت حلیفون کے ہمیشہ رومیون کو فوجی امداد دیا کرین گے؛ ادھر وہ آبادکار جو اس طرح بسائے جاتے، اپنی علیحدہ انتظامی مجالس کے علاوہ خود رومی سلطنت مین برابر کے حصہ دار ہوتے یعنی اہل لاطیئم کے مثل رومی شہریت کے تمام حقوق و فرائض رکھتے تھے اور اسی مماثلت کی وجہ سے اُن کا نام بھی لاطینی (یا لاطیمی) نوآبادیان پڑگیا تھا؛

اس نظام حکومت کی بدولت رومہ نے جو کوئی علاقہ ایک مرتبہ فتح کیا وہ پھر اُس کے ہاتھ سے نہ گیا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس وسیلے سے اُس نے ایک ایسا "زمیندارہ" ترتیب دے لیا جو اُس کی فوجی بھرتی کے واسطے بہترین ذخیرے کا کام

دیتا تھا۔ اس طرح اگرچہ اُس کا نظام سیاسی بظاہر ویسا ہی محدود اور شہری رہا جیسا کہ پہلے تھا لیکن درحقیقت عملاً وہ اپنے حدود سے کہین آگے بڑھ گیا اور ایک بڑی ملکی سلطنت بن گیا جس کی عنان حکومت ایک منتظم مرکزی جماعت کے ہاتھون مین تھی۔ اور اس مرکزی حکمران جماعت کے مفاد عملاً اسی زمیندارے کے مفاد سے وابستہ تھے اور اُمرا مزید زمینین حاصل کرنے کے معاملے مین جس طریق عمل کے حامی تھے، زمیندارون کا بھی اسی مین فائدہ تھا۔ لہذا بیرونی مقبوضات مین اضافے کے ساتھ یہ فوجی اور زرعی عنصر حکمران امرا کا زیادہ قوی مددگار ہوتا جاتا تھا اور پھر حکمران طبقے کی قوت قوم کو مزید استحکام بخشتی اور نئی کامیابیون کا حوصلہ دلاتی تھی۔

یہ بات کہ سلطنت رومہ کے آخری زوال کے اسباب کیا تھے، ہمارے دائرۂ بحث سے خارج ہے کیونکہ ہم یہان صرف رومی جمہوریت سے واسطہ رکھین گے جس سے پلوٹارک کے مشاہیر کا تعلق ہے (ورنہ جمہوریت ٹوٹنے کے بعد بھی تقریباً چار سو برس تک رومی بادشاہت قائم رہی) اور اس جمہوری عہد کے تاریخی واقعات کا بھی، تین علٰحدہ فصلون مین، اُسی اختصار و اجمال کے ساتھ ذکر کرین گے جو اُن کی اہمیت اور اس مضمون کی گنجایش سے متناسب ہو۔

پہلی فصل — ملکِ اطالیہ کی فتح تک

از ۷۵۳ تا ۲۶۶ ق م

شہر رومہ کا بانی اور پہلا بادشاہ رومیولس تھا اور اس کا جانشین نیوما پمپیلیس ہوا جن کے حالات پلوٹارک کی ابتدائی سوانح عمریون مین تحریر ہین۔ لیکن یہ دونون اور ان کے بعد کے پانچ اور بادشاہ درحقیقت "زمانۂ ماقبل تاریخ" سے تعلق رکھتے ہین اور اُن کی نسبت جو کچھ بیان کیا جاے وہ مستند اور قابل یقین نہین ہے۔ البتہ ساتوین یعنی آخری بادشاہ ٹارکوان سپربس کی نالائقی، سفاکی اور ظالمانہ عیش پرستیون کی

داستان مین ضرور کچھ نہ کچھ واقعیت ہوگی کہ ایسے اسباب خاص کے بغیر اتنا بڑا انقلاب، یعنی بادشاہت ٹوٹ کر جمہوریت کا قیام[1] کسی طرح قرین قیاس نہین ؛ بہر حال تاریخ عالم کا یہ اہم واقعہ عام طور پر ۵۰۹ قبل مسیح کا واقعہ مانا جاتا ہے جس کے بعد رومہ مین ایک موروثی اور مطلق العنان فرمان روا کے بجاے اعلے انتظامی اختیارات دو عہدے دارون کو تفویض ہوگئے جو قنصل (اور اس سے بھی پہلے پریٹر یا قاضی) کہلاتے تھے اور ہر سال اُن کا نیا انتخاب عمل مین آتا تھا۔ بادشاہ کے مذہبی فرائض کی ادائگی کے لیے ایک تیسرے عہدہ دار کا علٰحدہ تقرر ہوتا جسے حاکم مذہبی (رکس سکرورم) کہتے تھے مگر تھوڑے دن بعد یہ منصب اُسقف اعلے کے ماتحت سمجھا جانے لگا اور پھر اُس کا اقتدار بھی گھٹ کر براے نام رہ گیا ؛

لیکن گو شاہ ٹارکوان کو نکالنے مین عوام الناس کا حصہ اتنا ہی تھا جتنا کہ شہر کے بزرگ، (پیٹ ری شیئن) یا اعلے طبقے کا، اور نیز اس کے بعد سے ریاست کا نام بھی جمہوریہ رومہ قرار پا گیا تھا، تاہم صحیح معنون مین اور عملاً وہ زیادہ تر حکومت خواص سے مشابہ تھی جس مین تمام بڑے بڑے حقوق اور مراعات طبقۂ اعلے سے مخصوص تھین اور عوام کو اُس مین کسی شرکت کا استحقاق نہ تھا ؛ اور اسی لیے اگلے دو سو برس مین رومہ کی بیرونی فتوحات اور بعض اہم خارجی واقعات اس قدر دلچسپ نہین ہین جس قدر کہ اُس داخلی جد وجہد کا حال جو اعلے اور ادنے طبقے کے درمیان ہوتی رہی یعنی عوام الناس عہدون کی تقسیم اور قوانین کی ساخت مین حسب تعداد و استعداد حقوق مساوات مانگتے تھے اور قابو یافتہ خواص محض نسل و خاندان کو وجہ امتیاز قرار دے کر انھین ان حقوق سے محروم رکھنا چاہتے تھے ؛ یہی سبب ہے کہ جدید مورخ

[1] زمانۂ حال کے بعض محققین کا خیال ہے کہ بادشاہت کے بعد ایک غیر موروثی شخصی سلطنت رومہ مین قائم ہوئی تھی اور پھر بتدریج جمہوریت بنی ؛ ۱۲

اُن قدیم روایتون کو بھی قابل تسلیم نہین سمجھتے جو سب سے پہلے قنصل پروکلس و کولاٹی نس اوران کے بعد پبلی کولا کی قانونی اصلاحات کے متعلق مروی ہین۔ لیکن ۴۹۳ق م کی تاریخی شورش سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ عوام الناس کو بعض حقوق دینے کا وعدہ ضرور کیا گیا تھا جس کے ایفا نہ ہونے ہی کے باعث انھون نے علانیہ سرکشی پر کمر باندھی اور جب والشی اور ایکوی قومون سے لڑائی پیش آئی تو رومی اُمرا کے ساتھ میدان مین جانے کے بجاے وہ شہر سے تھوڑی دور باہر ایک پہاڑی پر خندقین کھود کر مقیم ہو گئے اور جب تک انھین بعض حقوق دینے کا حلفیہ اقرار اُمرا نے نہ کر لیا، نیچے نہ آئے۔ اسی واقعہ کی وجہ سے یہ پہاڑی آیندہ کوہِ مُقدّس (مونز سیکر) کے نام سے موسوم ہوئی ؛

اہل شورش کو سب سے بڑا حق جو اس موقع پر حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ انھین اپنے گروہ مین سے دو (بعد مین پانچ اور پھر دس) عہدے دار منتخب کرنے کا اختیار مل گیا جو نائبین عوام (ٹریبیونی پلیبس) کے نام سے موسوم ہوتے اور جن کا کام "عوام کو خواص کی زیادتیون سے بچانا" تھا۔ اس عہدے نے جس کی تاریخ مین کہین نظیر نہین ملتی اور جو ایک حد تک سارے قوانین سے مافوق و ماوری تھا آخر مین ایسا فروغ پایا کہ جب کئی سو برس بعد رومہ مین دوبارہ شخصی بادشاہت قائم ہوئی تو وہان کے بادشاہ اپنے القابون مین "ٹریبیون" کا لفظ ضرور شامل کر لیا کرتے تھے کہ ماوراے قانون اختیارات برتنے کا ایک قانونی حیلہ پیدا ہو جائے ؛

لیکن اوّل اوّل ٹریبیون کے انتخاب مین (اگرچہ وہ لازمی طور پر ادنے طبقے کا فرد ہوتا تھا) رائین امراے خاندانی کی بھی شریک ہوتی تھین اور اُن کی یہ شرکت بعض اوقات بڑی خرابیان پیدا کرتی، جن کا سدباب اُس وقت ہوا جب کہ انتخاب کا حق عوام تک محدود کر دیا گیا اور آیندہ سے صرف انھین کی مجلس (کمیشیا ٹریبونی) اپنے اس عہدے دار کا تقرر کرنے لگی۔ (۴۷۱ق م)

یہ حق ملتے ہی قدرتی طور پر عوام نے مطالبہ کیا کہ ملکی قوانین کی اشاعت کر دی جاے جس کے بغیر ٹربیون معاملات مین دست اندازی کرنے جھجکتے تھے اور امراکو یہ عذر کر دینے کی گنجایش مل جایا کرتی تھی کہ فلان ضابطہ عہد قدیم سے یون ہی چلا آتا ہے ؛ یہ ویسی ہی صورت تھی جیسی بعہد ڈریکو ایتھنز مین پیدا ہوئی تھی اور گو رومی امرا ابھی اپنا یہ موروثی ترکہ عام کرنا نہ چاہتے تھے لیکن جب نائبین عوام کا اصرار بہت بڑھا تو آخر مین مجبور ہو کر انھون نے دس اشخاص کی ایک جماعت مقرر کی (ڈے سِم وری لے جی بس سکری بن ڈس = عشرۂ مقننہ) جس نے دو برس کی محنت مین قوانین جدید و قدیم کا وہ مجموعہ تیار کیا جو "بارہ تختے قانون" کے نام سے مشہور ہے۔ (۴۵۰ ق م) ؛

قانون کے اس طرح تحریر مین آنے کے وقت غالبًا عوام الناس کو کوئی مزید یہ شبہہ پیدا ہوا کہ اُمرا اُن کے نئے حقوق مٹانا چاہتے ہین اور شاید اسی بنا پر ہم اُن کی جد و جہد مین ایک تازہ جوش و وحشت دیکھتے ہین جس کا عملی نتیجہ ویلریئس ہورے شیئس کے قانون کی شکل مین نکلا ؛ اس قانون کی نسبت جدید اہل تحقیق مین بہت اختلاف ہے لیکن عام راے ادھر مائل ہے کہ اس کی رُو سے رومی عوام الناس کو وہی حقوق حاصل ہو گئے تھے جو اب فی المثل انگلستان مین دار العوام کو حاصل ہین کہ نئے قانون کی تجویز و تحریک اُسی کے ارکان کرتے ہین اگرچہ وہ قابل نفاذ اُس وقت ہوتا ہے جب کہ دار الامرا اُس کی منظوری دیدے ؛ بہرحال اگر یہ حق صرف قوانین کے تجویز کرنے تک محدود تھا تو بھی کچھ کم بات نہ تھی اور ہم آئندہ چند سال مین رومی عوام کی حالت مین ایک نمایان فرق دیکھتے ہین :۔ ۴۴۵ ق م مین انھون نے ایک نیا قانون (لیکس کنولیہ) منظور کرا لیا جس کی رُو سے عوام اور خواص مین ازدواج جایز ہو گیا جو کہ پہلے قانونًا جایز نہ تھا۔ اور اس طرح اعلےٰ عہدون تک پہونچنے کے لیے

گویا ایک راستہ ہوگیا کہ اب غیر خاندانی ماں اور کسی امیر باپ کا بیٹا بھی تمام وہی حقوق رکھتا تھا جو خاندانی امرا سے مخصوص تھے ؛ اسی کے توڑ پر امرا نے یہ ضابطہ بنایا تھا کہ اگر مجلس اعلیٰ (سینٹ) ضرورت سمجھے تو قنصلون کے بجاے چار یا چھ جنگی ٹریبیونون کا تقرر کیا جا سکتا ہے جن کے مشترکہ اختیارات وہی ہونگے جو دو قنصلون کے ہوتے تھے - نیز چار نئے عہدے ، بجشی (کوایسٹر) محتسب (سنسر) اور پھر قاضی (پریٹر) اور میر عمارت (ایڈ ایل) کے ، انھون نے علیحدہ قائم کیے کہ قنصلون کے اکثر مالی انتظامی اور عدالتی اختیارات ان مین منقسم ہو جائین - مطلب ان ساری کارروائیون کا یہ تھا کہ اگر کوئی نیم خاندانی شخص کسی بڑے عہدے پر نئے قانون کے رو سے پہونچ جاے تو دیگر مناصب امرا ہی کے پاس رہین اور انھین کا اثر و اقتدار سلطنت مین فائق رہے ؛

مگر یہ تمام کوششین اس عظیم الشان سیلاب مین جس سے جمہور کی قوت مراد ہے ، تنکون کی طرح بہ گئین - رفتہ رفتہ سرکاری عہدون کا دروازہ عوام پر کھلنے لگا اور بالآخر مالی ، انتظامی ، عدالتی اور مذہبی سب عہدون پر اُن کا تقرر جائز ہوگیا حتّٰی کہ مختاریِ سلطنت (ڈک ٹیٹر شپ) کا عہدہ پانا بھی ، جو ایک میعادی حکومت شخصی کا مرادف تھا ، اُن کے لیے ناممکن نہ رہا (سنہ ۳۵۶ ق م) اور اس طرح دو سو برس کی کشمکش کے بعد ناواجب امتیازات مٹ کر قومیت کا ستون زیادہ استوار بنیادون پر قائم ہوا اور پھر بتدریج امارت خاندانی کی جگھ ایک نئی "شرافت منصبی" (نوبلی ٹاس) نے لے لی جو نہ حسب نسب بلکہ سرکاری عہدون اور ذاتی جاہ و تمول پر مبنی تھی اور جس کے حصول مین بیشتر اپنی قابلیت اور وطن پرستی کو دخل ہوتا تھا ؛ اس مین شبہ نہین کہ امرا کا گروہ اب بھی موجود رہا لیکن اب اس کی حیثیت ایک ہم نسل خاندان یا برادری کی سی ہوگئی تھی جس کا ملکی معاملات مین کوئی خاص

اثر و نفوذ نہ تھا ؛

لڑائیاں اور خارجی حالات

لیکن اب ہم بیرونی واقعات کا شروع سے ذکر کریں گے کہ کس طرح رومی مقبوضات وسیع ہوئے جس کا اُس کے اندرونی معاملات پر بھی گہرا اثر پڑتا رہا۔ ان میں سب سے اوّل پورسینا شاہ کلوسیم سے جنگ آزمائیاں اور پھر زیادہ اہم شہر وی آی کا ایک طویل محاصرے کے بعد فتح ہونا ہے (اندازاً ۳۹۶ ق م) جس کا پلوٹارک اپنی ابتدائی سوانح عمریوں میں بار بار ذکر کرتا ہے لیکن نہ صرف یہ بلکہ اس صدی کی تقریباً تمام لڑائیاں مستند تاریخی شہادتوں سے محروم ہیں اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ عام روایات اور دیگر قرائن سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ رومہ جمہوریت کے قائم ہوتے ہی وسطی اطالیہ میں ایک معزز اور رفتہ رفتہ سربرآوردہ شہری حکومت بن گیا تھا اور چوتھی صدی قبل مسیح کے آغاز میں اُس کا حلقۂ اثر لاطیئم کے علاقے سے نکل کر شمال مشرق کی طرف پھیلتا جاتا تھا ؛ ان علاقوں میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں وے نیٹی اور لگوری اقوام کے علاوہ ایک بڑا گروہ قلطی نسل کا آباد تھا جنھیں اہل رومہ "گیلی" (غال) اور اہل یونان "گلیتئی" کے نام سے موسوم کرتے تھے ؛ یہ لوگ موجودہ فرانس کے میدانوں سے اُٹھ کر شمالی اطالیہ میں آئے تھے اور کوہ اَلفس (قدیم لاطینی نام : ال پس - جدید انگریزی نام : اَلپس) کی سرسبز وادیوں نے انھیں ایسا رجھایا تھا کہ یہاں کی دل چسپیاں چھوڑ کر جانا، انھیں کسی طرح گوارا نہ تھا - اور جن دنوں کا یہ ذکر ہے اُس وقت بھی یہ حریص اور ناخواندہ مہمان شمالی اطالیہ کے باشندوں سے اسی کشمکش میں مصروف تھے کہ جس طرح ہو سکے انھیں ہٹا کر دریاے پو کے شاداب کنارے پر خود قابض ہو جائیں ؛ اسی ضمن میں رومیوں کے ساتھ اُن کی لڑائی چھڑنے کا ایک عجیب سبب یہ پیدا ہوا کہ جب کلوسیم کے محصورین نے رومہ سے امداد کی التجا

کی اور یبان کے سفرا کی بات کو محاصر غالون نے ہنسی مین اُڑا دیا تو رومی سفیر واپس چلے آنے کے بجاے محصورین مین جا کے شامل ہو گئے اور نہ صرف انھین لڑائی کا اشتعال دلایا بلکہ خود بھی غالون سے لڑنے نکلے ؛ یہ قانون اقوام کی ایسی خلاف ورزی تھی کہ غالون نے کلوسیم کا اسی وقت محاصرہ اُٹھا لیا اور سیدھے رومہ سے لڑنے چل کھڑے ہوے اور مطالبہ کیا کہ اُن سفرا کو ہمارے حوالے کر دیا جائے ؛ رومیون نے اس سے انکار کیا اور اب دریاے ٹیبر کے کنارے وہ خون ریز معرکہ ہوا جس مین رومہ کی تقریباً ساری فوج برباد ہو گئی اور نسل ہا نسل تک یہ لڑائی ایک مصیبت قومی کے طور پر (یوم آلیہ کے نام سے) اُن مین یادگار رہی۔ (۳۸۷ ق م) مگر ہم ان نیم معتبر ہفت ماہہ حالات کو، جن مین غالوی فاتح خاص رومہ کے اندر مقیم رہے (گو قلعۂ شہر کو پھر بھی فتح نہ کر سکے) یہان دُہرانا بیکار جانتے ہین کہ انھین پلوٹارک نے کامیلس کی سوانح عمری مین نہایت خوبی سے تحریر کر دیا ہے ؛

سمنائی لڑائیان لیکن اس آفت عظیم سے نجات پانے کے بعد رومیون کو پھر ایک نئے اور قوی دشمن سے مقابلہ پیش آتا ہے اور اُن کی فتوحات کا سیلاب جسے شمال مین غالوی حملے نے بُری طرح ڈھکیل دیا تھا اطالیہ کی نشیبی زمینون کا رخ کرتا ہے ؛ اُس زمانے مین رومیون کو سب سے زیادہ جن سے آزار پھونچا وہ دو چھوٹی قومین والسی اور ایکوی نامی تھین کہ جب کبھی رومی دوسری طرف مصروف پیکار ہوتے وہ ان پر حملہ کر دیتی تھین۔ پس غالون سے مخلصی پاتے ہی رومیون نے سب سے اوّل ان کو مغلوب و مسخر کیا اور ان کی بستیون مین اپنی جنگی نو آبادیان قائم کر دین۔ مگر ان جدید مقبوضات نے سرحد رومہ کو سم نیم سے لا ملایا جہان اُسی کی مثل سبلی قوم کی ایک دوسری شاخ آباد تھی۔ یہ جنگجو لوگ جنھین ہم سمنائی (سمنایٹ) کہین گے ابتدا مین رومیون کے ساتھ ہمسرانہ تواضع سے پیش آئے لیکن جب زرخیز کمپانیہ کے دولتمند شہرون نے بغیر

لڑے بھڑے رومیون کے تفوق کو تسلیم کر لیا نیز اہل رومہ نے اپنی جمہوری شاہنشاہیت کو جنوبی اطالیہ مین بڑھانا شروع کیا اور ٹیرس و فریگلی کی بستیون پر اُن کے جنگی آباد کار متصرف ہو گئے تو سم نایمی حکومت سے خاموش نہ رہا گیا اور خصوصاً کمپانیہ کے مشہور تجارتی شہر، نیاپولس (موجودہ نیپلز) کے رومی سلک اتحاد مین منسلک ہوتے ہی انھون نے لڑائی کی ٹھان دی۔ (۳۲۶ق م)

آیندہ محاربات کی اُن بے مزہ کشمکشون کو ہم نظر انداز کیے دیتے ہین جن مین فریقین کے اگلے ۳۶ برس گذرے۔ یہان صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ رومی حکومت کی بنیاد جن اشتراکی اور جمہوری اصول پر قائم تھی وہ سم نایمی جنگجوئی کی نسبت زیادہ مستقیم و مستحکم تھے اور اسی لیے متعدد شکستون کے باوجود آخر مین انھین کا پلہ غالب رہا اور گو سم نایمی قبائل نے اپنی آزادی کے لیے جنوبی پہاڑیون مین رہنے کی گنجایش نکال لی تاہم کمپانیہ، سم نیم اور جنوبی اطالیہ کا تقریباً تمام سرسبز علاقہ رومہ کے احاطۂ اقتدار مین آ گیا اور اُس کے ڈانڈے "مہا یونان" کے اُس خطے سے جا ملے جس مین کہ چار سو سال سے یونانی مہاجرین نے اپنی شہری ریاستین قائم کر رکھی تھین۔

یونانیون سے لڑائیان ساحل اطالیہ کی ان یونانی مستعمرات مین سب سے بڑی اور قوی ٹارنٹم کی تجارتی جمہوریت تھی اور ہر چند وہ رومی فتوحات کو اوّل اوّل خاموش بیٹھے دیکھتے رہے لیکن جب اہل رومہ یونانیون کی باہمی آویزشون مین بھی دخل دینے لگے اور اسی امن قائم کرنے کے بہانے بعض شہرون پر متصرف ہو گئے تو اس وقت ٹارنٹم سے ان کا تصادم ناگزیر معلوم ہونے لگا۔ رومی اسی زمانے مین اپنے شمالی ہمسایون سے اُلجھ رہے تھے اور اس لیے جنوب مین جنگ مول لینے سے بچتے تھے لیکن جب اہل ٹارنٹم نے اُن کے بعض مقبوضہ قلعے چھین لیے اور امن و مصالحت کے ساتھ باہمی تصفیہ کرنے سے انکار کیا تو رومہ کو بھی مجبوراً میدان مین اُترنا پڑا اور اب تیز

وشدید لڑائیون کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا جس مین سب سے نمایان پرّہوس شاہ اپیرس کا حصہ ہے ؛

پرّہوس | یہ شخص تاریخ مین محض اس وجہ سے نامور نہین ہے کہ بڑا تجربہ کار جرنیل اور نہایت منتظم بادشاہ تھا بلکہ درحقیقت اُس کی بڑی شہرت اس عالی حوصلگی کے باعث ہے کہ ابتدا سے بڑے بڑے منصوبے باندھتا اور سکندر اعظم کی طرح مغرب مین ایک عالم گیر سلطنت کا قائم کرنا اُس کی منزل آمال تھا۔ اور ٹارنٹم کی رومہ سے لڑائی مین اُس کا "یونانی مظلومون کی خدمت وحمایت" مین کمربستہ ہونا بھی دراصل اسی ہوس ملک گیری کا ایک ظاہری حیلہ تھا جس کے لیے وہ پچیس ہزار کا لشکر جرّار اور بیس جنگی ہاتھی لے کر ساحل اطالیہ پر اُترا۔ اس آخرالذکر کالی بلا سے رومیون کو کبھی سابقہ نہ پڑا تھا لہذا ہراک لیہ کی جنگ مین بُری طرح شکست کھا کے بھاگے اور لوکانیہ کا ضلع اُن کے ہاتھ سے نکل گیا (۲۸۰ء)۔ دوسرے سال پھر اسقلم کے میدانون مین ایک سخت لڑائی پڑی اور اگرچہ اس مین بھی پرّہوس ہی کو فتح حاصل ہوئی لیکن وہ ایسی مہنگی تھی کہ اُلٹے اس کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ چلّا اوٹھا کہ اگر ایسی ایک اور فتح پالی تو بجا مین تباہ ہو جاؤن گا!" چنانچہ اس کے بعد وہ اپنے خسر آغاتاکلیس کو امداد دینے صقلیہ چلا گیا اور وہان چار سال تک اہل قرطاجنہ سے کشمکش کرنے کے بعد پھر اطالیہ کو پھرا۔ لیکن اب کے سمنیم کے پایۂ تخت بےنی ونٹم کے سامنے رومیون نے اُسے کامل شکست دی جس کے بعد وہ کچھ فوج ٹارنٹم مین چھوڑ کر اپنے وطن کو لوٹ گیا اور وہین کی لڑائیون مین چند سال بعد لڑتا ہوا مارا گیا۔ (۲۷۲ء ق م)۔ تب اُس کے جرنیل میلو نے بھی ٹارنٹم کو رومیون کے حوالے کر کے اپیرس کی راہ لی اور اس طرح ساری جنوبی اطالیہ رومیون کے تسلط مین آگئی ؛

جنوبی اور سمنایمی محاربات مین رومہ کی یہ کامیابی، جو بجائے خود اُس کی قوت و

وعظمت پر گواہ ہے، زیادہ روشن ہوجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ اس تمام وقت
مین اُسے اکثر نصف طاقت اپنے شمالی ہمسایون کے خلاف صرف کرنی پڑتی تھی۔
غالون کو ابھی تک رومہ کی دشمنی نہ بھولی تھی اور اُن کی مخالفانہ کوششون مین
اب اٹرسکن بھی اُنھین کے ساتھ ہوجاتے تھے۔ یہان تک کہ ایک موقع پر جب
یہ دونون قومین اہل سمنیم کے ساتھ مل گئین اور رومی لشکر کو انھون نے شہر سن ٹینم
کے سامنے گھیر لیا تو اس وقت رومی سلطنت بڑے خطرے مین پڑ گئی تھی اور اگر عین
جنگ مین اٹرسکن اندرونی اختلافات کی وجہ سے علیحدہ نہ ہوجائین تو دشمنان رومہ
کی مراد برآنے مین کوئی شبہ باقی نہ تھا۔ مگر جب باہمی جھگڑون نے اُن کی ایک تہائی
قوت کم کردی تو پھر میدان اہل رومہ ہی کے ہاتھ رہا اور وہ اس قابل ہوگئے کہ ساحل
اڈریاٹک کے قریب ایک باموقع قلعہ تعمیر کرلین جس نے آیندہ لڑائیون مین اُنھین بڑا کام دیا۔
اس واقعے کے دس سال بعد قبیلہ سنونی نے ایک رومی دستے کو بالکل برباد
کردیا اور اس کی سزا مین رومیون نے اس سارے قبیلے کا نام و نشان صفحہ عالم پر سے
مٹا دیا تو اُس وقت پھر اٹرسکن اور غالون نے متحد ہو کر لڑائی چھیڑی جس مین آخر تک
فتح رومیون ہی کے پہلو پر رہی اور شمالی اطالیہ کے سب سے مشہور و مضبوط شہر آرمنیم
پر بھی وہ قابض ہوگئے اور اس طرح اس عہد کے خاتمے پر سوائے غال کے (جسے
موجودہ اطالیہ کا شمال مغربی گوشہ کہنا چاہیے) تمام اطالیہ رومیون کے زیرنگین آگئی۔
(۲۶۷ قبل مسیح)۔

فصل دوم۔ رومہ کا اقتدار بحر روم کے ممالک پر۔

از ۲۶۶ تا ۱۳۳ ق م

پہلی جنگ فنیقی | کنعانیون کی افریقی نوآبادی، قرطاجنہ، پانچوین صدی قبل مسیح
سے ایک آزاد اور مستقل سلطنت بن گئی تھی اور یورپ کے تمام جنوبی ساحلون پر

تجارت گاہین ہونے کے باعث اُس کی بحری قوت بھی لازمی طور پر زبردست تھی،،
رومیون کے ساتھ ابتدا سے اس کے دوستانہ تعلقات رہے اوراب اگرچہ رومہ ساری
اطالیہ کا صدر مقام تھا اوراُس کے حکام کوجابجا قرطاجنی سوداگرون سے واسطہ پڑتا
تھا باین ہمہ اُن کے ملکی روابط مین کسی قسم کی پیچیدگی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور اگر جدید
فتوحات رومہ مین اقتدار پسندی کا دیراثر مگر مہلک مرض نہ پیدا کر دیتی تو شاید اس کی
کبھی نوبت نہ آتی ؟ لیکن رو جنگلی حیوانات کی طرح قومون کی بھی خون پیکر بھوک کھلتی
ہے اور نئے مقبوضات کا اضافہ اُن کی ہوس ملک گیری کو بڑھاتا ہے،،۔ اہل رومہ
بھی بنی آدم کی اس تاریخی کمزوری سے مبرا نہ تھے ؛

۲۸۹ء مین سایراکیوز (صقلیہ) کے بادشاہ آغاتاکلیس نے وفات پائی۔ قرطاجنہ
سے اُس کی مخالفت اور لڑائیون کا حال ہم اشارۃً پہلے پڑھ چکے ہین۔ یہی لڑائیان
تھین جن مین آغاتاکلیس کو بہت سے اطالوی سپاہی بھی بھرتی کرنے پڑے تھے
لیکن اُس کی زندگی ہی مین انھون نے اپنے وطن کو واپس جانے کے بجاے خود
صقلیہ مین قتل وغارتگری کا سلسلہ چھیڑ دیا تھا اور جب وہ مرا تو یہ بے سری جمعیت
مسینا کی دولتمند بستی پر قابض ہوگئی اور سارے جزیرے کو مصیبت و بدامنی مین مبتلا
کر دیا ؛ آغاتاکلیس کی موت کے کئی سال بعد ھایرو نام ایک نوجوان محب وطن
نے ان پر دیسی قزاقون کی بیخ کنی پر کمر باندھی اور اسی کامیاب سرگرمی کے صلے
مین اہل وطن نے اُسے سایراکیوز کا بادشاہ بنایا (۲۷۰ء ق م) اوراب اُس نے
چارون طرف سے اُنھین گھیر کر رفتہ رفتہ خاص مسینا مین محصور کر لیا اور آتنا دبایا
کہ وہ اپنی مدافعت سے مایوس ہو گئے اور انھون نے سلطنت رومہ سے اعانت کی
درخواست کی ؛ اُس وقت رومہ کے تقریباً تمام سن رسیدہ اہل الراے یہ درخواست
منظور کرنے کے خلاف تھے اور جانتے تھے کہ اُن لٹیرون کو مدد دینا اپنے تئین بے وجہ

جھگڑون مین پھنسانا ہے۔ لیکن قنصلان وقت کو فتوحات حاصل کرنے کا شوق تھا
اور وہ مسینا کے محصورین کو اطالوی النسل ہونے کی حیثیت سے امداد پہونچانا
فریضۂ وطنیت بتاتے تھے۔ مزید برآن جب یہ معلوم ہوا کہ حکومت قرطاجنہ فریق ثانی
یعنی ہائیرو کی طرفدار ہے تو رومی عوام کا حسد بڑھ گیا اور انھون نے اپنی فوج بھیج کر
مسینا پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اہل قرطاجنہ کی کوششون سے خود متخاصمین اب
صلح پر آمادہ تھے!

رومیون کی یہ چیرہ دستی دیکھکر اہل قرطاجنہ نے باضابطہ اُن سے بازپرس
کی اور جب کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا تو اعلان جنگ کر دیا (۲۶۴ ق م)۔ اور پہلی
جنگ فینیقی شروع ہوئی جس مین قرطاجنی بیڑے سے اکثر نقصان اُٹھانے کے باوجود
برّی مقابلون مین بالعموم رومی کامیاب رہے اور آخر تیئیس ۲۳ برس کی جدوجہد کے بعد
صقلیہ کا تمام جزیرہ اُن کے ماتحت آگیا اور سات لاکھ روپیہ تاوان جنگ لے کر انھون
نے قرطاجنہ سے صلح کر لی (۲۴۱ ق م)۔

جنگ کے نتائج | ان لڑائیون کی تفصیل کو ہم نے محض اختصار کی غرض سے نہین بلکہ
اس لیے بھی قلم انداز کر دیا ہے کہ وہ بہت بے مزہ اور اُلجھی ہوئی ہین اور صاف پایا جاتا
ہے کہ فریقین بے دلی سے اس مین حصہ لے رہے ہین۔ لیکن ہرچند یہ لڑائیان بجائے
خود اہم نہ ہون اُن کے نتائج ایسے نہ تھے۔ کیونکہ اول تو ان کی بدولت آیندہ قرطاجنہ
اور رومہ کی جمہوری سلطنتون مین شدید عداوت پیدا ہو گئی اور وہ اپنی اپنی جگہ ایک
دوسری اور زیادہ خونریز جنگ کی تیاریان کرنے لگین اور دوسرے صقلیہ کے الحاق
سے رومی نظام حکومت مین ایک نئے باب کا اضافہ ہوا جس کی تشریح یہ ہے کہ
اب تک رومیون نے جس قدر اطالوی علاقے فتح کیے تھے وہ اُن کی سلطنت مین حلیف
کی حیثیت سے برابر کے حقوق رکھتے تھے اور وہان کے باشندون کو مقامی معاملات

مین بالکل خود مختار مانا جاتا تھا اور اسی مفید اتحاد کی بنیاد پر سلطنت رومہ وسعت کے ساتھ ساتھ زیادہ مستحکم اور قوی ہوتی جاتی تھی اور پروفیسر میکر کے بقول (جیسے ہم نے اوپر نقل کیا ہے) یہی عدل و مساوات قومی کا اصول تھا جس کی بدولت رومیون کو قدیم یونانی ریاستون کی نسبت کہین زیادہ ترقیان نصیب ہوئین ؛ مگر اب صقلیہ کے الحاق سے، ہم اُن کی حکمت ملکی مین نمایان تغیر ہوتا دیکھتے ہین - یعنی اطالوی حلیفون کی طرح اُس کو اتحاد قومی مین شریک نہین کیا جاتا بلکہ ایک علٰحدہ مفتوحہ صوبہ (پراونشیہ) بنا کر اُس پر حکومت کی جاتی ہے اور وہان کے انتظام اور تحصیل محاصل کے لیے ایک پریٹر (قاضی) اور چند کوایسٹر ون (بخشیون یا محصلون) کا تقرر ہوتا ہے جو براہ راست رومی مجلس کے ماتحت ہین اور خود رعایا کو اُن کے عزل و نصب مین کوئی اختیار نہین ہے ؛ اس طرح گویا فنیقی جنگ کے بعد پہلی مرتبہ رومہ قومی کے بجاے ایک فاتح سلطنت بن کر دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوتا ہے اور ساتھ ہی اُس کو شہنشاہیت اور نئے مقبوضات کی وہ چاٹ پڑتی ہے جس کا اخلاقی نتیجہ، خواہ کتنی ہی دیر مین سہی، ہمیشہ نخوت و تکبر، استبداد و شخصیت اور پھر قومی حکومت و آزادی کا خاتمہ ہوا ہے ؛

لیکن وقت کے وقت تو رومیون کو صقلیہ مین غالب آنے سے ایک اور فائدہ یہ پہونچا کہ قرطاجنہ کے دور دست صوبون نے اُس سے بغاوتین کین اور جب وہان کا نامی جرنیل ہمل کار بارقس انھین فرو کرنے مین مصروف تھا تو جزیرہ سارڈینیا نے بھی علم سرکشی بلند کیا اور رومیون سے درخواست کی کہ اُسے اپنے سایۂ حمایت مین لے لین ؛ رومیون نے اہل قرطاجنہ کے علی الرغم اس درخواست کو قبول کر لیا اور تھوڑے ہی دن مین نہ صرف سارڈن یا بلکہ جزیرۂ کورسی کا بھی سلطنت رومہ کے ماتحت دو نئے صوبے بن گئے (۲۳۹ ق م) ؛

غال اور الیریہ سے لڑائیاں

جب رومی ان جنوبی علاقون مین مصروف جنگ تھے تو غالون نے کئی مرتبہ اُن کے حلیف شہرون پر یورش کی ۔ مگر اکثر شکستین کھاتے رہے اور ان مقابلون کا قتل وخونریزی کے سوا کوئی خاص مُلکی نتیجہ نہین نکلا ۔ البتہ الیریہ کے ساتھ دو لڑائیون مین جب رومی کامیاب ہوے تو ایک بڑا علاقہ اُن کے قبضے مین آگیا ، یہ ملک بحر اڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر اس علاقے کا نام تھا جو موجودہ البانیہ اور جبل اسود کے علاقے کہلاتے ہین اور وہان اُن دنون بحری قزاقون کے متعدد مامن تھے جنھون نے سمندری راستون کو نہایت مخدوش بنا رکھا تھا ، رومیون نے الیریہ کی ملکہ ٹیوٹا سے ان سرکشون کے استیصال کی درخواست کی اور جب کوئی شنوائی نہ ہوئی تو خود الیریہ پر فوجکشی کی اور آخر دو لڑائیون کے بعد تقریبًا سارے علاقے پر قابض ہوگئے (۲۱۹ق م) ۔ اس طرح اگرچہ پہلی خرابی کا ازالہ ہوگیا لیکن ساتھ ہی سلطنت مقدونیہ کے پڑوس اور یونانی ریاستون کی ریشہ دوانیون سے دوسری پیچیدگیان پیدا ہوگئین ۔ مگر اُن کے اسباب ونتائج پر بحث کرنے سے پہلے ہم مختصر طور پر اس خونریز جنگ کے حالات لکھین گے جو اسی زمانے مین رومیون کو پیش آئی ۔

دوسری جنگ فنیقی

پہلی شکست کے بعد سے قرطاجنہ کی جمہوری سلطنت مین ایک گروہ ایسے اہل الراے کا پیدا ہوگیا تھا جو اپنا فریضۂ مدافعت ہی اس کو سمجھتے تھے کہ رومیون کے ساتھ لڑائی کی تیاریان کی جائین ۔ اور سردار اس گروہ کا بارقس تھا جسے بغیر تعین خدمات جرنیلی کا عہدہ مل گیا تھا ، پھر اس غرض سے کہ ایک بڑی فوج تیار کی جاے جس کے مصارف کا بار قرطاجنی خزانے پر نہ ہو ، بارقس سرزمین ہسپانیہ مین چلا آیا اور یہان اپنی غیر معمولی محنت وقابلیت سے ، بہت بڑا علاقہ فتح کرکے ، ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ڈالی جو وطنی حکومت کے براے نام ماتحت تھی ، لیکن اس سے پہلے کہ دلی ارمان نکلنے کا وقت آئے بارقس نے وفات پائی اور انتظام کی باگ اُس کے داماد

مین تباہ ہوگئی - بایں ہمہ ہنی بال ان پہاڑون پر سے ایک طوفانی سیلاب کی طرح شمالی اطالیہ مین اُترا اور دریاے پو کے بالائی کنارے پر مزاحم رومیون کو ریلتا ہوا پو سے پار ہوگیا ؛؛ اس مرتبہ اُس کا زیادہ اہتمام اور بڑی فوج کے ساتھ رومیون نے مقابلہ کیا لیکن ہنی بال محض اپنی کاردانی اور فن جنگ کی شاطرانہ چالون سے حریف کو اپنے عمدہ مواقع پر سے نیچے لگالایا اور پھر ایک زبردست شکست دی جس کے بعد اُس کا دور تک سامنا کرنے والا کوئی نہ رہا - (جنگ ٹربیہ ۲۱۸ قم) ؛؛

اب ہنی بال نے وسطی اطالیہ کی طرف اپنی فوجین بڑھائین اور رومی قنصلون کو، جو دو شاہ راہون پر الگ الگ اُس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، جُل دے کر یکایک عقب مین نمودار ہوا اور ٹراسی من جھیل کی عظیم لڑائی مین فتح کامل حاصل کی جس مین بیان کیا جاتا ہے کہ رومیون کے تیس ہزار یعنی نصف سے زیادہ سپاہی ہلاک ہوے اور خاص رومہ مین اُسی قسم کا انتشار و مایوسی پھیل گئی جیسی کہ غالون کی فتح ایلیہ کے بعد پھیلی تھی ؛؛ لیکن یہ جہاندیدہ سپاہ سالار جو کسی محفوظ مقام کو مرکز جنگ بنائے بغیر ایک اجنبی ملک مین گھس آیا تھا، خوب جانتا تھا کہ اگر رومہ کا اس وقت محاصرہ کیا گیا تو اس مین عرصۂ دراز لگ جائیگا جو اُس کے لیے سراسر غیر مفید بات تھی پس اُس نے اس نمایشی موقع کو عمداً چھوڑ دیا اور رومہ کے جنوب یعنی سمنیم اور کمپانیہ کے زرخیز علاقون مین بڑھا جہان اُسے بڑی امید یہ تھی کہ رومہ کی حلیف اور طاقتور ریاستون کو توڑ کر اپنا شریک بنا لے گا ؛؛ مقدونیہ سے بھی انھین مقامات پر امداد پہونچنے کی توقع تھی اور گو یہ امیدین حسب دلخواہ پوری نہ ہوئین تاہم ڈیڑھ سال کے عرصے مین اُس نے اپنی مضمحل فوج کی بہت کچھ حالت درست کر لی اور رومیون سے پھر ایک فیصلہ کُن لڑائی لڑنے کا انتظار کرنے لگا ؛؛

اس اثنا مین اہل رومہ بھی کہ اپنے بوڑھے مختار السلطنت فےبیس کی محض

مدافعانہ اور سست کارروائیون سے ناخوش تھے بڑے پیمانے پر جنگ کا سامان کر رہے تھے اور انھون نے اپنی پوری قوت صرف کر کے، جبری خدمت کے ذریعے ۸۶ ہزار فوج فراہم کر لی تھی جس کی نسبت پورا اعتماد تھا کہ ہنی بال کے ۵۰ ہزار سپاہیونکو ایک ہی مقابلے مین کچل ڈالیگی ؛ مگر افسوس کہ قسمت ابھی تک رومیون سے برگشتہ تھی اور جب کنیٔ کے میدان مین ایک قیامت خیز رن پڑا تو ہنی بال کی غیر معمولی قابلیت کے آگے کثرت فوج کی کچھ پیش نہ گئی اور ستر ہزار سے زیادہ رومی اُس معرکے مین کام آئے ! (سنہ ۲۱۶ ق م) - ساتھ ہی وسطی اور جنوبی اطالیہ کے شہر ایک ایک کر کے قرطاجنہ کے حلقۂ اطاعت مین آنے لگے اور مقدونیہ سے بھی امداد کی امیدین تازہ ہو گئین ؛، مگر یہان یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایسی قطعی فتوحات کے باوجود ہنی بال کی فوجی تعداد مین زوال کے آثار نمایان تھے اور مالی اعانت کے بجز اُسے قابل اعتبار فوج میسر آنے کا کوئی معقول ذریعہ حاصل نہ ہو سکا تھا - بحالیکہ رومی جمہوریت پیہم اور مایوس کن شکستین کھا کر بھی قابل ہزار تحسین استقلال کے ساتھ اپنی طاقت سنبھالنے کی جد وجہد کر رہی تھی اور ایک بڑا علاقہ وفاداری کے ساتھ اُسے مدد دینے کے لیے تیار تھا ؛ یہی اسباب تھے کہ جب آٹھ سال تک صقلیہ اور مقدونیہ کوئی عملی اعانت نہ کر سکے بلکہ رومیون سے اُلجھ اُلجھ کر، اپنی کمزوری اور نفاق کی بدولت، مغلوب و منہزم ہو گئے اور نیز خاص قرطاجنہ سے بھی ایک گروہ مخالف کی ریشہ دوانیون نے کوئی کمک اطالیہ کو نہ آنے دی تو ہنی بال کی حالت نہایت مخدوش ہو گئی - مفتوحہ اطالیہ کے شہر بھی اس کے اثر سے نکلنے لگے اور اب اُسے صرف ایک آسرا رہ گیا کہ اگر ملیگی تو مدد اُس کے ہسپانوی جانشین اور بھائی ہسڈروبال سے ملیگی جو خشکی کے راستے ایک بڑی فوج اطالیہ مین لانے کی کوشش کر رہا تھا ؛ ان نوجون کو بھی رومیون نے سپین کے سپین (اندلس مین) اُلجھانے کی سعی کی اور اُن کے دو جرنیل

بھی انھین کوششون مین جان سے گئے، با این ہمہ وہ ہس ڈروبال کو غال اور پھر الفس کے راستے اطالیہ مین آنے سے نہ روک سکے، اگرچہ اُس کی عدم موجودگی مین نوجوان اسکیپیو نے (جس کے نصیب مین ہنی بال کا حریف غالب ہونا لکھا تھا) بہت سا قرطاجنی اسپین کا علاقہ فتح کر لیا اور جلوس فتح کے شمار ہنہ کو واپس ہوا (سنہ ۲۰۶ ق)
اس عرصے مین ہس ڈروبال کوہ الفس اُتر کے وادیِ پو تک آپہونچا تھا اور جس طرح ممکن ہو ہنی بال کو شمال مین بلا کر مل جانے کی فکر مین تھا۔یہی درخواست اپنے آنے کی اطلاع کے ساتھ اُس نے ہنی بال کو بھیجی مگر بدقسمتی سے وہ ہرکارے راستے مین پکڑے گئے اور رومی سپہ سالارون نے اندر ہی اندر کثیر فوج سمیٹ کر ہس ڈروبال کا راستہ گھیر لیا۔ پھر ساحل اڈریاٹک کے قریب سینا گالی کا کے مقام پر ایک سخت معرکہ پڑا جس مین ہس ڈروبال مارا گیا اور اُس کی قلیل فوج بہین پریشان ومنتشر ہوگئی۔ اس واقعے کی اطلاع ہنی بال کو اُس وقت ہوئی جب کہ رومیون نے اُس کے مقتول بھائی کا سر اُس کے لشکر مین پھنکوا دیا اور اب اپنی پوری فوج اُس کے مقابلے مین لے آئے۔ تب ہنی بال کی آخری امید ٹوٹ گئی اور وہ اطالیہ کے انتہائی جنوب یعنی بریٹم کے علاقے مین ہٹ آیا۔ اگرچہ ابھی تک اُس شیر ببر کی طرح جو زخمی ہو کر زیادہ خوفناک ہو جاتا ہے کسی رومی جرنیل کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مغلوب یا جنگ کے لیے مجبور کر سکے۔

لڑائی اسی حالت مین رُکی ہوئی تھی کہ اسکیپیو ہسپانیہ سے واپس آیا اور سال آیندہ کے واسطے قنصل منتخب ہوا۔ اُس کی اول سے رائے تھی کہ لڑائی کو غنیم کے ملک مین منتقل کر دیا جائے، اور اب قنصلی اختیارات ملتے ہی اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ افریقہ پر چڑھائی کی اور پہلے یوٹیکا مین پسپا ہونے کے بعد دوسرے میدان مین فتح پائی جس نے قرطاجنہ کے بزدل حکام کو بالکل مضطرب کر دیا اور ایک طرف تو

وہ رومیون سے صلح کے نامۂ و پیام کرنے لگے اور دوسری طرف انھون نے ہنی بال اور اُس کے تیسرے بھائی ماگو کو (جو اُسی زمانے مین سمندری راستے سے اطالیہ مین دوبارہ فوج لے گیا تھا) اپنے مسلسل احکام سے پریشان کر دیا کہ فوراً لوٹو اور پہلے گھر کی خبر لو۔ اس مین شک نہین کہ ان خودغرض حکام کو ہنی بال سے کوئی حق مدد مانگنے کا نہ تھا کہ سولہ برس تک خود انھون نے اُس کی ایک غیر ملک مین کچھ دستگیری نہ کی تھی — لیکن ہنی بال کی حبّ وطن ایسے بدلے لینے نہ چاہتی تھی اور نیز وہ اپنی اطالوی کامیابی سے تقریباً مایوس ہو چکا تھا پس بہت جلد جہازون مین سوار ہو کر افریقہ پہونچا اور جو بُری بھلی فوج میسّر آسکی اُسے لیکر میدان مین آیا۔ کیونکہ سچ یہ ہے کہ قرطاجنی حکام نے اس نازک وقت مین بھی اُسے خاطرخواہ مدد نہ دی جس کا نتیجہ شکست زاما کی صورت مین نکلا اور یہ لوگ جو پہلے ہی ہمت ہارے بیٹھے تھے تیار ہو گئے کہ جن شرائط پر رومی چاہین صلح ہو جاے۔ (سنہ ۲۰۲ ق م) ؎

دوسری جنگ فلیقی کا یہ آخری مقابلہ تھا جس کے حالات لکھنے مین رومی مورخون نے بڑی رنگ آمیزیان کی ہین اور اپنے کامیاب سپہ سالار کو ہنی بال سے فائق، یا اقلاً ہم مرتبہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہین کہ جنگ زاما ہر لحاظ سے ایک بڑی جنگ تھی جس کے فیصلے پر پولی بیئس کے بقول دنیا کی بادشاہت کا دارومدار تھا۔ اور نہ اس مین کچھ شبہ ہے کہ اسکیپیو کی یہ فتح اپنے وطن کی بہترین خدمت تھی۔ مگر ان سب باتون کے باوجود کسی منصف مزاج مورخ کو یہ جرأت نہین ہوئی کہ سپہ سالاری مین اُسے ہنی بال پر ترجیح دے۔ کیونکہ اول تو ایک لڑائی کی ہار جیت فن جنگ کی مہارت کا قطعی امتحان نہین اور دوسرے جب حالات و واقعات پر ہم زیادہ گہری نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگ زاما مین ہنی بال کو جیتنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی جس کا سبب یہ ہے کہ تعداد مین بہت کم ہونے کے علاوہ، قرطاجنی فوج مین شدید نفاق تھا اور رومی

مورخون ہی نے گواہی دی ہے کہ لڑائی شروع ہونے کے بعد خاص میدانِ جنگ مین وہ باہم لڑنے لگی تھی ! اور ظاہر ہے کہ ایسی فوج کو کامیابی کے ساتھ لڑانا آدمی کی طاقت سے باہر ہے ؛

لیکن اب ہم اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہین کہ یہ جنگ خواہ کسی حالات مین لڑی گئی ہو، نتایج کے اعتبار سے تاریخ عالم کی سب سے اہم لڑائیون مین شمار ہونے کے لائق ہے۔ اسی کے بعد سے قرطاجنہ کا زور ٹوٹا، اُس کے تمام یورپی مقبوضات چھن گئے، اُسے ایک کثیر تاوان ادا کرنا پڑا اور سب سے بدتر یہ عہد کرنا پڑا کہ رومہ کی اجازت کے بغیر خاص افریقہ مین بھی) وہ کوئی لڑائی نہ لڑسکیگا ؛ مگر زاما کا اثر کچھ قرطاجنہ ہی تک محدود نہ تھا اور اگر فریق مغلوب کو اُس نے اتنا سرنگون کیا تو فریق غالب کو بھی غیر معمولی قوت بخشی۔ یعنی جب رومیون کا سب سے طاقتور حریف اس قدر کمزور ہوگیا تو پھر اُن کی فتوحات کو روکنے والا کوئی نہ رہا۔ وہ ادھر سے فراغت پاتے ہی مشرق کی طرف بڑھے اور پچیس تیس برس کی مسلسل لڑائیون کے بعد مقدونیہ پر قابض ہو گئے اور اسی کے ساتھ سکندری میراث کے بہانے یونان کی ریاستون پر بھی اُن کا حق قائم ہوگیا؛

اس اثنا مین ہنی بال، جسے رومیون کے شکوک اور اہل وطن کی مخالفت نے جلا وطنی پر مجبور کر دیا تھا، خاندان سلوقتی کے بادشاہ انطیاجس کے پاس چلا آیا تھا یہ سلوقس وہ شخص ہے جس نے سکندر کے بعد شام مین علیحدہ حکومت قائم کی تھی اور جس کی سلطنت ایک زمانے مین ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ اب ہنی بال کے آنے سے اس زوال پذیر قوت کو نئی تحریک پہونچی اور انطیاجس کا حلقۂ اقتدار ایشیاے کوچک سے بڑھکر یورپی تھریس اور یونان کے علاقون تک وسیع ہوگیا۔ انھین علاقون مین رومیون نے اُس کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑی اور تھرموپلی کے قریب کامل فتح پائی (سنہ ۱۹۰ ق م) دوسرے سال پھر انطیاجس میدان مین آیا اور اب کے ایشیاے کوچک

کے وسطی علاقون مین شکست کھائی ؛ اس کے بعد اس متلوّن مزاج بادشاہ کے حوصلے پست ہو گئے اور اُس نے رومیون سے دب کر صلح کر لی جس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ اپنے مہمان ہنی بال کو اہل رومہ کے حوالے کر دیگا[1] ؛

تیسری جنگ شنیقی

اس نصف صدی مین، سیاسی لحاظ سے قرطاجنہ کی حالت ایک نیم آزاد ریاست کی سی رہی تھی لیکن تجارتی اولی العزمی مین اُس نے بہت جلد اپنے پچھلے نقصان کی تلافی کر لی اور اب حاسد اہل رومہ کو پھر اُسے مٹانے کی فکر دامنگیر ہوئی - اس کے علاوہ نئی فتوحات نے اُن کے مرض جوع الارض کو بڑھا دیا تھا اور اس مرتبہ وہ اس سرسبز علاقے کو خود ہضم کرنے کے خواہان تھے ؛ اُسی زمانے مین لڑائی کا حیلہ یہ نکل آیا کہ جب رومیون کے باج گزار شاہ نومیڈیا نے قرطاجنی علاقون مین غارتگری شروع کی اور قرطاجنہ کی شکایتون پر رومیون نے حسب معمول کوئی التفات نہ کی تو اُنھون نے بجبر شاہ نومیڈیا کو اپنے ملک سے نکال دیا - یہ گویا امن نامہ ۲۰۱ کی خلاف ورزی تھی جس مین اہل قرطاجنہ نے عہد کیا تھا کہ وہ رومہ کی اجازت بغیر کوئی لڑائی نہ لڑینگے ؛ پس رومیون کی طرف سے اعلان جنگ کر دیا گیا اور ہرچند بدقسمت اہل قرطاجنہ لڑائی سے بچے اور اپنے تین سو حمایدے بطور یرغمال بھیجکر مصالحت کی التجا کرتے رہے لیکن زور آور اہل ہوس نے ایک نہ سنی اور حکم دیا کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر چلے جائین ؛ یہ اور اسی قسم کی دوسری ناروا زیادتیون نے آخر کار اہل قرطاجنہ کو لڑنے پر مجبور کر دیا اور وہ دو سال تک بڑی جان بازی کے ساتھ جنگ کرتے رہے - لیکن پھر کچھ جنگی کمزوری اور کچھ اپنے غدّارون کی غداری کی بدولت وہ اخیر مین بالکل مغلوب و مجبور ہو گئے اور

[1] ہنی بال اس شرط کی خبر سنکر شام سے نکل گیا تھا اور قرطیش ہوتا ہوا شاہ بتھنیہ کے پاس پناہ گزین ہوا - لیکن جب وہان بھی رومیون کے دباؤ سے اس کے میزبان نے اسے گرفتار کرانا چاہا تو اس نے خودکشی کر لی اور یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے دشمن رومیون کی قید مین جائے (۱۸۳ قبل مسیح) ؛

پھر رومیون نے اُن کی ساری آبادی کو حکماً وہان سے اُٹھا دیا، شہر کو تڑوا کر زمین کے برابر کر دیا اور یہ تمام علاقہ افریقہ کے نام سے ایک رومی صوبہ بن گیا - فاعتبروا (سنہ ۱۴۶ ق م)

اسی سال انجمن اکائیہ پر بھی رومیون کو ایک فیصلہ کُن فتح حاصل ہوئی اور تمام یونان کا علاقہ اُن کے تصرف مین آگیا - پھر سولہ سال کی ریشہ دوانیون اور لڑائیون کے بعد بحر روم کے آخری ساحل ایشیا کو چاک نے بھی اسی کی پیروی کی اور دوسری صدی قبل مسیح کے ختم ہونے سے پہلے رومۃ الکبریٰ قدیم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا پایہ تخت کہلانے لگا - (سنہ ۱۲۵ قبل مسیح) ×

تیسری فصل - زمانۂ انقلاب

(از سنہ ۱۳۳ تا سنہ ۲۹ قبل مسیح)

رومہ کی جمہوری سلطنت کے لیے پچھلی ڈیڑھ صدی شاندار فتوحات کا مسلسل باب ہے اور اس دلفریب و پر شکوہ بیان کے آگے مورخ کو بہ مشکل مہلت ملتی ہے کہ وہان کے اندرونی حالات پر نظر ڈالے - لیکن اب ہم جس عہد تک آگئے ہین وہ رومہ کے سیاسی مطلع پر دونئے تارون کے طلوع کا زمانہ ہے جن کا ظہور گویا اس امر کا اعلان تھا کہ آیندہ سے رومہ کی تاریخ زیادہ تر اپنے داخلی واقعات پر مشتمل ہوگی، اور رفتہ رفتہ وہان اُس انقلاب عظیم کی پرورش کی جائیگی جو ایک صدی بعد شخصی بادشاہت کی شکل مین رونما ہوا × یہی وہ حادثہ ہے جس کی بدولت یہ تمام زمانہ، دنیا کی تاریخ مین، بڑا عبرت آموز اور نہایت اہم زمانہ سمجھا جاتا ہے اور اسی لیے ہمارے مصنف نے بھی اپنی کتاب مین اس کے احوال سے جابجا بحث کی ہے اور اس عہد کے تمام بڑے بڑے آدمیون کی سوانح عمریان اپنے اپنے موقع سے تحریر کی ہین جن سے بہتر اُس کی تصویر کسی قلم نے نہین کھینچی × لیکن واقعات تاریخی کے اس مختصر بیان مین بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تبدیلیون کا کچھ حال لکھا جاے جو اس دور فتوحات مین، رومی معاشرت اور نظام سلطنت

مین پیدا ہوگئی تھین ؛

نوبلی ٹاس سب سے اہم نئی بات جو اس عہد مین توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے یہ ہے کہ ہرچند اب خاندانی امرا اور عوام الناس کا وہ فرق، جو دور قدیم مین اس قدر جد وجہد کا سبب ہوا تھا، مٹ چکا ہے، تاہم اُس کی جگہ ایک نئی فرقہ بندی نے لے لی ہے اور خاندانی امرا کے بجاے اب "خاندانی دولتمند" سلطنت کے جز وکل پر حاوی نظر آتے ہین اور عہدہ دارون کا یہی اعلیٰ طبقہ اپنے ساتھ نوبلی ٹاس (یا شرافت منصبی) کا طرۂ امتیاز لگاکر طبقۂ عوام سے علیحدگی اختیار کرتا جاتا ہے۔ حکومت کے تمام بڑے بڑے کام اس کے ہاتھ مین ہین اور خصوصًا مجلس کی رکنیت پر وہ خاص اپنا حق سمجھکر قابض ہے اور نئے یا غیر دولتمند اشخاص کو سرکاری معاملات مین حصہ لینے کا موقع کم ہوتا جاتا ہے ؛

سلطنت کی وسعت کے ساتھ اعلےٰ عہدے دارون کے اختیارات مین بھی اضافہ ہوتا ہے اور قنصلی، قضا (پریٹرشپ) اور خصوصًا صوبے داری حاصل کرنے کا لالچ اس قدر بڑھتا جاتا ہے کہ رومی اخلاق اور فرض شناسی اُس کے مقابلے مین کمزور پڑجاتے ہین۔ رشوت ستانی اور جھوٹے وعدون سے انتخاب کرنے والون کو دھوکا دینا کوئی نئی بات نہین رہتی اور جوش حب الوطنی خودغرضی کے بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے ؛

رومیون کے قومی شعایر مین بھی غیر قومون کے میل جول سے تغیر ہوتا ہے اور نئی معلومات اور نئے خیالات کم سے کم اُن کے اعلےٰ طبقون کو اپنی قدیم مراسم و عقائد سے بے پروا کردیتے ہین ؛

اقتصادی تبدیلیان اس حال مین اقتصادی تبدیلیون سے بھی بعض اہم نتائج پیدا ہوے اور جب باہر کے صوبون (خصوصًا جزیرۂ صقلیہ) سے غلے کی مقدار کثیر بطور خراج آکر بالکل سستے دامون بکنے لگی تو وطن کی زرعی اجناس اُس کا مقابلہ نہ کرسکین چھوٹے چھوٹے کاشتکار مجبور ہوہوکر زراعت چھوڑ بیٹھے اور اس تبدیلی کی وجہ سے

دولتمند طبقے کے ہاتھ بڑی بڑی جاگیرین آگئین[1] اور یہ نئے مالک کچھ اپنے تساہل اور کچھ کم نفعی کے باعث اپنی اراضی سے بیشتر چراگاہون کا کام لینے لگے جس سے ایک طرف تو زمین قیمت وقوت مین گھٹی اور دوسری طرف کسان یا نہایت تنگ دست ہو گئے اور یا انھون نے چرواہون کا پیشہ اختیار کر لیا اور اس حالت نے نہ صرف انھین ذلیل وپست اور آزادی سے دور کر دیا[2] بلکہ کل قوم کی مجموعی قوت پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا ہے

مزارعین کی اس خرابی کو (جس کا آغاز ہنی بال کی تباہ کن لڑائیان اور تائید اجناس کی مذکورۂ بالا ارزانی سمجھنا چاہیے) جس شے نے زیادہ تیزی کے ساتھ اتمام کو پہونچایا تھا وہ غلامون کی بے روک افزایش تھی - یہ بیکس مخلوق ہزارون کی تعداد مین باہر سے آتی اور نہ فقط نہایت کم دامون بکتی بلکہ اپنے مالکون کو آزاد اہل حرفہ، مزارعین اور مزدورون سے بھی مستغنی کر دیتی تھی جس سے وطنی صناع اور آزاد کسان پامال ہوے

[1] اس تبدیلی کو بڑی تقویت اُس قانون سے پہونچی جس کی رُو سے کوئی رکن مجلس یا اعلےٰ عہدہ دار تجارت مین اپنا روپیہ نہ لگا سکتا تھا - لہذا مجبورًا بھی یہ لوگ زمینین خریدتے تھے اور اگر اُن مین کاشت یا باغبانی کراتے تھے تو زیادہ تر اپنے غلامون سے، جن کی بیرونی لڑائیون نے اطالیہ مین تعداد کثیر بڑھا دی تھی ہے ۱۲

[2] یہان یہ بات یاد دلانے کے لائق ہے کہ پہلے یہی آزاد مزارع جب فوجون مین بھرتی ہوتے تو اُن کی خودداری اور حب الوطنی اس بات کا موقع نہ دیتی تھی کہ کوئی فوجی سردار اُن سے فوائد قومی کے خلاف اور محض اپنے موافق مطلب کام لے - لیکن اس کے برخلاف آخری صدی قبل مسیح مین ہم اس گروہ کے سپاہیون کو ان خیالات سے بالکل معرا پاتے ہین اور صاف نظر آتا ہے کہ اب یہ بدنصیب اپنے فوجی حاکمون کے ہاتھ مین محض تنخواہ دار غلام ہین جنھین وطن اور فوائد وطن سے مطلق سروکار نہین اور جو عمدہ اخلاق اور اپنے قدیم محسوسات سے بالکل بعید وبیگانہ ہوتے جاتے ہین ہے ۱۲

جاتے تھے اور دوسری طرف خود سلطنت کے لیے ایک نیا خطرہ پیدا ہو رہا تھا۔
چنانچہ جب صقلیہ میں جہان رومی جاگیرداروں کی، اور اس لیے غلاموں کی، کثرت
تھی، انھوں نے علم بغاوت بلند کیا اور اُن کا دلیر سردار یونُس آٹھ سال تک مغلوب
نہ ہو سکا (تا ۱۳۲ ق م) تو اُس وقت اس خدشے کی واقعیت اور قوت کا بھی امتحان
ہو گیا تھا، بایں ہمہ جبر و تعدّی بڑھا دینے کے سوا رومی اس مسئلے کا کوئی قابل اطمینان
حل نہ سوچ سکے اور وہ اقتصادی نقصان بھی جو غلاموں سے اُن کے ملک کو پھونچ
رہا تھا برابر پھونچتا رہا۔

حلیف ریاستین | یاد ہوگا کہ ہنی بال کے حملے کے وقت سے رومہ کے اطالوی
حلیف کچھ کچھ رومیون کی بد سلوکی کے شاکی پائے جاتے تھے۔لیکن درحقیقت اُس
وقت تک اُن مین کوئی عام بےچینی پیدا نہ ہوئی تھی اور وہ دوسری صدی کے خاتمے
تک نہایت وفاداری سے رومیون کو فوجی امداد دیتے رہے۔مگر جب اس وفاداری
کا انھین کوئی صلہ نہ ملا اور رومیون کی خودپسندی نے اُن کے جایز حقوق اور دعاوی
مساوات کو بالکل سماعت نہ کیا تو انھین اپنے حقوق شہریت کی کمی زیادہ ناگواری کے
ساتھ محسوس ہونے لگی اور انجام کار علانیہ جنگ کی نوبت پھونچی (جس کا ذکر آگے آتا ہے)
اور گو اس مین کامیابی اہل رومہ ہی کے حصے مین آئی تاہم وہ ایک حد تک آیندہ اُس
قابل قدر اعانت سے، جو اب تک یہ اُن کے یہ اتحادی دیتے رہے تھے، محروم ہو گئے۔

نظام حکومت | مگر ان سب باتون سے زیادہ قابلِ توجہ رومہ کے جدید حالات اور
قدیم نظام حکومت کی بحث ہے کہ اسی نظام مین تغیر کی سعی اور ردّ سعی نے آخر جمہوریت
کا خاتمہ کیا۔اور اس کو اپنے مختصر تبصرے کے اخیر مین رکھنے کا بھی یہی مدعا ہے کہ وہ ہمارے
ناظرین کے ذہن مین زیادہ صاف اور تازہ رہے۔

اب واقعی بات یہ ہے کہ رومہ کا پُرانا نظام حکومت، جس مین ایک اعلےٰ

صلاح کار جماعت اور چند انتظامی افسر منتخب کر لیے جاتے تھے، کسی شہری ریاست ہی کے واسطے زیادہ موزون تھا۔ کیونکہ اول تو اُس کی مجلس اعلیٰ (سی نیٹ) ایک مجلس شہری (یا میونسپل کمیٹی) سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی کہ جسے مالی اختیارات کے علاوہ قانونًا اتنا حق بھی حاصل نہ تھا کہ اعلیٰ عہدے دارون کو کسی کام سے حکمًا روک سکے، دوسرے، جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین، خود یہ جماعت دولتمند شرفا ے منصبی کی میراث ہوتی جاتی تھی اور اس لیے جمہور کو اس سے اپنی اصلاح کی کوئی امید نہ تھی۔ سلطنت مین دوسری بڑی جماعت مجلس عوام تھی جس مین ہر آزاد شہری کو راے اور عہدے داروں کے انتخاب کا حق حاصل تھا۔ لیکن جب سے شہر کی آبادی بڑھی یہ نہایت دشوار ہو گیا تھا کہ اس جماعت کے بار بار جلسے کیے جا سکین۔ پھر، خود اس کثیر گروہ کو بھی چند زور دار رہنمائی کرنے والون کی ضرورت تھی۔ ان حالات مین اب ایک عہدے دارون ہی کی جماعت ایسی رہ گئی جس سے مجلس اعلیٰ کے بجاے حکمرانی اور اصلاح قوم کی توقع ہو سکتی تھی، اور جب دور دست صوبون کے معاملات مین مجلسی حکومت کی اصولی کمزوری اچھی طرح ظاہر ہو گئی اور بارہا صوبے دارون نے اس کے احکام کی پروا نہ کی تو اس وقت جمہور نے عہدے دارون ہی کا سہارا ڈھونڈا لیکن اوّل تو جن حکام نے اُن کا ساتھ دیا انھین مجلس اور گویا خاندانی دولتمندون سے لڑائی مول لینی پڑی اور دوسرے افسوس یہ ہے کہ بعض غدّارون نے عوام کے اعتماد سے ناجایز فائدہ اُٹھایا اور دولتمندون کی قوّت توڑ کر خود اپنی شخصی حکومت جمانے کی فکر کی[1]۔

[1] چنانچہ اس قسم کی خود غرضانہ کوششین سیزر کے وقت مین غایت کمال کو پہونچین اور گروہ اپنی سخت محنت سے حاصل کی ہوئی حکومت شخصی کا خود لطف نہ اُٹھا سکا اور اس رتبۂ عالی کو پہونچ کر بہت جلد مارا گیا، بایں ہمہ راستہ صاف ہو چکا تھا اور سیزر کے بعد اُس کے جانشین اُک ٹے وِیئَس اگسٹس کو اپنی شخصی بادشاہت کے محکم کرنے مین کچھ زیادہ دقت پیش نہ آئی ۱۲ ق

اصلاحات گریچی | بہرحال سب سے پہلے سچائی کے ساتھ جمہور کی وکالت وحمایت

کا جھنڈا جن لوگوں نے بیڑا اُٹھایا وہ ٹائبیریس اور اس کا بھائی کائیس گریچس ہیں ان دونوں کی مفصل سوانح عمریاں ناظرین اصل کتاب میں مطالعہ کریں گے یہاں اپنا سلسلۂ بیان قائم رکھنے کے لیے یہ لکھنا کافی ہے کہ ۱۳۳ ق م میں عالی خاندان ٹائبیریس ٹریبیون منتخب ہوا اور اس عہدے پر آتے ہی اُس نے مفلوک مزارعین کو تباہی سے بچانے کی خاطر یہ تجویز پیش کی کہ جن دولتمندوں نے قانون مروجہ کے خلاف ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین پر تصرف کر رکھا ہے اُسے ناجائز قرار دیا جائے اور جو اراضی اس طرح اُن کے قبضے سے نکلیں وہ غریب کسانوں میں بحصۂ مساوی بانٹ دی جائیں ۔ اس تجویز کے مناسب وقت ہونے میں کچھ شبہ نہ تھا اور ایسی تقسیم رومی تاریخ میں کوئی نئی چیز بھی نہ تھی لیکن بدقسمتی سے قابو یافتہ ارکان مجلس نے جن کے پاس ایسی خلاف قانون زمینیں بہت تھیں ٹائبیریس کی سختی سے مخالفت کی اور اُسے مجبوراً مجلس عوام کی مدد ڈھونڈنی پڑی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو مجوزہ کو ایک عارضی کامیابی حاصل ہوگئی لیکن عوام وخواص میں شدید نفاق بھی پیدا ہوگیا اور جب ٹائبیریس نے (خلاف ضابطہ) دوبارہ ٹریبیون منتخب ہونے کی کوشش کی تو آخر انھیں جھگڑوں میں وہ مارا گیا اور اسی کے ساتھ عوام وخواص کے اختلافات زیادہ معاندانہ اور زیادہ گہرے ہوگئے ۔

ٹائبیریس کے بعد اُس کی مفید تجاویز کے اور اور حامی اُٹھے لیکن جب اس کا بھائی کائیس ٹریبیون منتخب ہوا تو اُن میں ایک تازہ قوت اور نیا زور پیدا ہوگیا۔ (۱۲۳ ق م) اور مجلس کو بھی معلوم ہوگیا کہ ایک بالواسطہ دشمن کے بجائے اس مرتبہ انھیں ایسے دشمن سے مقابلہ درپیش ہے جو اصلاح کے پردے میں بالراست اُن کی بیخ کنی پر تلا ہوا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلا حملہ جو مجلس پر ہوا وہ صوبوں کے متعلق تھا جن کے عہدے داروں کو

یہ جماعت (بغیر کسی قانون نافذہ کے) اب تک خود نامزد کر دیا کرتی تھی۔ گائیس نے مجلس عوام کی مدد سے ان اختیارات کی حدبندی کی اور صوبون کے عمّال سے محاسبہ کرنے کے لیے جو عدالتین قائم کین اُن مین بھی ارکان مجلس کی شرکت ناجایز قرار دی اور اُن کے بجاے یہ کام سوداگرون اور عام ساہوکارون کے سپرد کر دیا۔ اس کارروائی نے ایک طرف تو مجلس کی قوت توڑ دی اور ادھر سوداگرون کے بڑے گروہ کو دیگر معاملات مین گائیس کا ہم نوا اور طرفدار بنا دیا۔ پھر اسی قسم کی تدبیرون سے اُس نے حلیف شہرون کو بھی اپنا جانب دار بنانے کی سعی کی اور جن حقوق کے لیے وہ بہت دن سے ہاتھ پاؤن مار رہے تھے اُن کی وکالت مین آواز بلند کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ روشن دماغ گائیس کی یہ اجتماعی کوششین سرسبز ہون، افسوس ہے کہ وہ بھی اپنے بھائی کے مثل ایک بلوے مین مخالفین کے ہاتھون مارا گیا (سنہ ۱۲۱ ق م)۔

اس طرح گو ان دونون بھائیون کی کوشش اصلاح، جہان تک مزارعین کا تعلق ہے، کچھ زیادہ کامیاب نہ ہو سکی اور طبقۂ اعلےٰ نے عوام الناس کو اُبھرنے کا موقع نہ دیا، بایں ہمہ اس تحریک نے ایک نئی اور اصولی سیاسی کشمکش کی بنا ڈال دی جو آخر مین خواص ہی کے واسطے زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ اور نیز اُنھین قواعد (یعنی بنیادون) پر جاری رہی جو گائیس نے قائم کیے تھے۔ ادھر ان نامور شہداے وطن کی ناکامی نے اُن کے اصولون کی کمزوری کو بھی ظاہر کر دیا اور کھل گیا کہ وہ مجلس عوام جس پر اس تمام جد و جہد کا دار و مدار ہے، نہایت ناقص و متباین عناصر سے مرکب تھی اور اُس کی قوتون کا کسی نقطے پر مرتکز کر دینا عالی دماغ گریچیون کے لیے بھی کچھ آسان کام نہ تھا۔

میریس بہرحال گائیس کی موت کے دس سال بعد پھر طبقۂ عوام مین حرکت

اور مجلس کا اقتدار گھٹانے کی کشمکش تازہ ہوئی ۔ اس کا موقع یہ تھا کہ ریاست نومیڈیا کے بادشاہ جگرتھا نے مجلس کے علی الرغم سرکشی کی ، اُس کے نامزدہ قنصل کو رشوت دے کے اپنے سے ملا لیا اور پھر ایک دوسرے افسر کو لڑائی مین شکست فاش دی (سنہ ۱۱۰ ق م) اس آخری ذلت نے جمہور کے جوش کو انتہا پر پہونچا دیا اور انھون نے نہ صرف اُن حکام کی تحقیقات (بذریعۂ کمیشن) چاہی بلکہ آیندہ لڑائی کا انتظام کرنے کے واسطے بھی اپنے گروہ مین سے ایک شخص کو پیش کیا ۔ ان دونون مطالبات مین اُنھین تقریبًا پوری کامیابی ہوئی اور میریَس جو ایک غریب قصائی کا بیٹا تھا دو سال تک قنصل اور جنگ کا منتظم اعلیٰ منتخب ہوتا رہا اور باغی بادشاہ کو کئی شکستین دے کر جنوری سنہ ۱۰۴ ق م مین مظفر و منصور رومہ کو لوٹا ۔

مگر میریَس کے نصیبے مین ابھی اور بہت سی کامیابیان تھین اور جب وحشی ٹیوٹانی (جن کے زیادہ خالص اعقاب، موجودہ جرمن ہین) اور کمبری قومون نے اطالیہ پر حملہ کیا اور چار میدانون مین رومی جرنیلون کو پے در پے ہزیمت ہوئی اور قدیم غالون سے بڑھکر اس نئے دشمن کا خوف رومۃ الکبرےٰ مین پھیل گیا تو اُس وقت پھر قرعۂ انتخاب میریَس کے نام پڑا اور وہ تیسری مرتبہ قنصل بن کر میدان مین نکلا اور جب دو برس کے جان گزا انتشار و تذبذب کے بعد جنگ اور فتح سِکس ٹیا کی خبر رومہ پہونچی تو سارا شہر فرط مسرّت و شادمانی سے اُچھل پڑا ۔ لیکن اس سے زیادہ اہم اور فیصلہ کن معرکہ روڈاین کے پٹپر میدانون مین ہوا اور یہان بھی میریَس نے فتح کامل پائی (سنہ ۱۰۱ ق م) ۔ اس تمام عرصے مین اُس کی قنصلی کی برابر تجدید ہوتی رہی تھی اور جب وہ واپس آیا تو پھر چھٹی مرتبہ قنصلی پر اُس کا انتخاب ہوا ، مگر اب طبقۂ عوام کے بعض نئے حامیون نے اُس سے وہ کام لینا چاہا جس سے میریَس کو کچھ مناسبت نہ تھی — یعنی مُلکی اصلاحات کی تکمیل جو گریکیون نے شروع کی تھی !

اس مین شک نہین کہ میریئس ایک آزاد خیال اور مساوات پسند سپہ سالا ر تھا اور فوجی ضوابط مین جو مفید اصلاحین اُس نے کی تھین اُن مین شرفا سے منصبی یا خاندانی دولتمندون کے بعض ناجایز حقوق اُس نے اُڑا دیے تھے، لیکن ان سب باتون کے باوجود جن معاملات مین اب اُس کے دوست اُسے گھسیٹ رہے تھے اُن مین وہ بالکل کورا تھا اور اس کا تدبر بہت جلد شدت و جبر کی شکل مین متشکل ہوجاتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ایک سال مین متعدد بلوے ہوے اور میریئس کی میعاد قنصلی ختم ہوئی تو خواص پہلے سے زیادہ نفرت و عداوت کے ساتھ عوام کی سرکوبی پر کمربستہ ہو گئے ؛

اسی زمانے مین کہ دولتمند، غیر متحد اور کم استقلال عوام کے اقتصادی معاملات مین، کامیابی کے ساتھ رُکاوٹین ڈال رہے تھے حلیف شہرون کے حقوق کا مسئلہ بڑے زور شور سے چھڑ گیا ؛ تقریبًا دو سو برس تک ان شہرون نے رومہ کا اُس کی مصیبتون اور لڑائیون مین ساتھ دیا تھا اور اگرچہ ابتدا ابتدا مین وہ اپنی شہری آزادی اور علٰحدگی کو چھوڑنا نہ چاہتے تھے لیکن بیرونی فتوحات نے اُن کے خیالات کو بالکل بدل دیا تھا اور اب وہ خاص رومہ کے حلقۂ شہریت مین آنے پر مصر اور اُن تمام فوائد مین شرکت کے خواہان تھے جو خاص رومی باشندون کو حاصل تھے۔(مثلاً اعلےٰ عہدے دارون کو منتخب کرنا یا مجلس اعلیٰ مین رُکن ہونا وغیرہ) لیکن رومہ اب اسی نسبت سے تنگ دل ہوتا جاتا تھا اور اُس کے دولتمند ارباب حکومت اُسے دیگر اطالوی شہرون سے ممتاز و فائق رکھنا چاہتے تھے ؛ اور اُن کی اسی نخوت نے انجام کار اہل اطالیہ کو اس قدر ناراض کیا کہ وہ رومہ کے حلقۂ اتحاد سے نکلنے پر آمادہ ہو گئے اور جب ڈروسس رومی جس نے اُن کی وکالت کا بیڑا اُٹھایا تھا، مارا گیا اور رومی مجلس نے اس کی تجویزین بکمال حقارت کے ساتھ مسترد کر دین تو مصالحت اور مفاہمت کی آخری امید منقطع ہو گئی،

قریب قریب تمام جنوبی اور وسطی اطالیہ کے شہرون نے علم سرکشی بلند کر دیا اور اپنی ایک علیحدہ سلطنت قائم کی جس مین ہر اطالوی باشندے کے حقوق مساوی قرار دیے گئے تھے اگرچہ اور لحاظ سے اُس کا نظام حکومت رومہ جیسا ہی تھا۔ (۹۰ ق م)؎

رومیون نے اس کارروائی کا جواب اعلان جنگ کی صورت مین دیا اور پھر دو سال تک اطالیہ مین خانہ جنگی کے شعلے بھڑکتے رہے۔ اور گوان لڑائیون مین رومہ کو اکثر غلبہ رہا پھر بھی اُسے سرکشون کے تقریباً سب مطالبات ماننے پڑے اور جب تک انھین مین سے متعدد شہر اُس کے شریک نہ ہو گئے وہ امن قائم کرنے مین خاطر خواہ کامیابی نہ حاصل کر سکا؎

یہ آگ ابھی پوری طرح بجھنے نہ پائی تھی کہ پھر رومہ کے اندرونی اختلافات تازہ ہو گئے ساتھ ہی خبر آئی کہ شمالی ایشیائے کوچک (یا علاقۂ پفلی گونیہ) کے بادشاہ مِتھرے دت (مِتھرے ڈے ٹِس) نے بڑے پیمانے پر لڑائی کی تیاریان کی ہین اور باسی زنطہ کے راستے بڑھکر تمام مشرقی یونان پر قابض ہوتا جاتا ہے۔ (۸۸ قبل مسیح)

اس حالت انتشار و نفاق مین مشہور ٹربیون سل پی سیئس رُوفس نے اور باتون کے علاوہ سب سے اہم تجویز یہ پیش کی کہ متھرے دت کی لڑائی کا انتظام میریئس کے سپرد کر دیا جائے؎ اور یہ ایسی بات تھی جسے مجلس اعلیٰ اور ایک قنصل وقت سِلّا (یا سلّا) کسی طرح ماننے پر آمادہ نہ تھے۔ چنانچہ جس دن مجلس عام مین یہ تجویز پیش ہو کر منظور ہونے والی تھی اُس دن انھون نے تعطیل کا اعلان کر دیا۔ اس کے جواب مین رُوفس اپنے گروہ کو مسلح کر کے ایوان مجلس مین گھس آیا اور اعلانِ مذکور کو بجبر منسوخ کرا کے اپنی تمام تجویزین منظور کرالین؎ لیکن اُس کی یہ کامیابی کچھ زیادہ دیرپا نہ تھی کیونکہ چند ہی روز کے اندر سلّا اپنی اُن فوجون کو لے کر رومہ کی طرف بڑھا جو خانہ جنگی کے زمانے مین اُس کے زیر کمان اور اب کمپانیہ کے علاقون مین

خیمہ زن تھین ؛

ایک قنصل کا اس طرح فوج لیے ہوے شہر مین داخل ہونا رومی جمہوریت مین اپنی قسم کا پہلا واقعہ ہے اور درحقیقت اسی کو عہد انقلاب کا عملی آغاز تصور کرنا چاہیے۔ سلاّ کی جائز یا ناجایز کسی مخالفت کا بھی اب موقع نہ تھا اور اُس کے آتے آتے روفس و میریس چھُپ کر شہر سے نکل گئے تھے پس کامیاب قنصل نے بہت دلجمعی کے ساتھ مجلس عوام وخواص سے جو چاہا قانون بنوا لیا اور پھر نئے قنصلون کے انتخاب تک ٹھہر کر ۸۷ ق م مین متھرے دت سے جنگ کرنے خود ایشیا روانہ ہوگیا ؛

سلاّ کے جانے کے بعد عوام کی حمایت درہ نمائی تندمزاج سنّا کے ہاتھ مین آئی جو اسی سال قنصلی کے معزز عہدے پر منتخب ہوا تھا اور گریچیون کا سب سے پرجوش مقلد ثابت ہوا ؛ اس عہدے پر آتے ہی اُس نے روفس کی تجاویز دوبارہ مجلس عوام مین پیش کین اور جب خواص نے پھر زبردستی روکنا چاہا اور نوبت کشت وخون کی پہونچی تو سنّا بھی انھین خلاف آئین طریقون پر اُتر آیا اور میریس کے ساتھ مل کر، جو اسی زمانے مین افریقہ سے ایک ہزار سوار لے کر آ پہونچا تھا، اُس نے باقاعدہ جنگ کی تیاریان شروع کین ؛ رومہ کا اعلیٰ طبقہ اس موقع پر مقابلے کے لیے آمادہ ہوا تھا لیکن سنّا کی فوجون کے آگے کچھ پیش نہ گئی اور اب سنّا اور میریس بھی سلاّ کی طرح فاتحانہ شان سے شہر مین داخل ہوے (۸۶ء) اور جب اس واقعے کے تھوڑے دن بعد ضعیف میریس ساتوین قنصلی مین (اپنی پچھلی صعوبتون کا کافی سے زیادہ انتقام لے کر) فوت ہوا تو رومہ کی ساری حکومت اکیلے سنّا کے قبضے مین آگئی جو ہر سال اپنے حسب منشا دوسرے قنصل کو خود نامزد کر لیا کرتا تھا ؛

سلاّ کی مراجعت | اس عرصے مین سلاّ متھرے دت کے ساتھ لڑائیون مین مصروف تھا اور گو رومہ کی نئی حکومت نے اُسے معزول اور ایک دوسرے شخص کو سپہ سالار

بنا کر بھیج دیا تھا مگر سلا نے اس کی کچھ پروانہ کی اور پہلے متھرے دت کو شکست دیکر صلح پر مجبور کیا اور پھر اپنے نئے قائم مقام کو شکست دیتا ہوا چالیس ہزار فوج جرار کے ساتھ واپس لوٹا۔ سنا اسی زمانے مین مرچکا تھا (۸۴ ق م) اور اُس کا جانشین میریس کا بیٹا تھا جس نے خاص رومہ کی شہر پناہ کے سامنے سلا سے شکست کھائی اور اب حکومت پھر اُسی قدیم جابر کے ہاتھوں مین آگئی جس نے شہر مین داخل ہوتے ہی قتل و خون ریزی کا بازار گرم کر دیا اور اُس کے متبعین نے شہر و بیرون شہر مین اس قدر ظلم توڑے کہ عرصۂ دراز تک "عہد سلا" جبر و بے رحمی کے لیے ضرب المثل بن گیا۔ (از ۸۲ تا ۷۹ ق م)

ان اگلے چار برس مین کہ سلا سپہ سالار مختار السلطنت اور قنصل کی حیثیت سے رومہ کا اصلی فرمان روا رہا، نظام سلطنت مین کئی اہم انقلاب ہوے۔ سلا ابتدا سے اعلیٰ طبقے کا طرفدار اور مجلس خواص کی حکومت کا پکا حامی تھا۔ اس نے اپنی پہلی قنصلی مین بھی یہ تجویز بہ جبر قانون بنوا دی تھی کہ مجلس عوام، مجلس خواص (یعنی سینٹ) کی منظوری کے بغیر کسی قانون کے بنانے کی مجاز نہ ہوگی۔ اس کی اب اُس نے دوبارہ مضبوطی کی اور نیز نائبین عوام (یعنی ٹربیونون) کے اختیارات محدود کیے کہ گریکسون کے وقت سے طبقۂ اعلیٰ کے جلتے دشمن کھڑے ہوے وہ زیادہ تر اسی فرقے کے لوگ تھے۔ اس کے بعد اُس نے ملکی عہدے دارون کی قوت گھٹائی اور قاعدہ بنایا کہ کوئی شخص تیس برس کی عمر سے پہلے اور درجہ بدرجہ چھوٹے عہدون سے ترقی کیے بغیر قنصلی کا منصب نہ پائے اور نہ ایک ہی قنصل دوبارہ اُس کے لیے منتخب ہو۔ جس کی اصلی غرض یہ تھی کہ آیندہ میریس کی طرح عوام کسی ایسے سپہ سالار کو قنصل نہ بنا سکین جو بعد مین مجلس خواص کا خطرناک مدمقابل بن جائے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے سلا اس بات کو بھول گیا تھا کہ سلطنت کو اصلی خوف اب سپہ سالارون سے ہے نہ کہ قنصلون سے۔

حالانکہ خود اُس سے بڑھکر اس امر کا ذاتی تجربہ کسے ہو سکتا تھا کہ اگر یہی حالات رہے تو آیندہ بھی فوج کی مدد سے جو شخص چاہیگا مطلق العنانی حاصل کر لے گا ؛

مگر رومی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ سلّا کے ان ضوابط کو جس شخص نے اپنی اغراض کی خاطر سب سے پہلے توڑنے کی ضرورت محسوس کی وہ خود اُس کا داماد اور اس کے گروہ کا رکن رکین، پمپی تھا ؛ یہ عالی رتبہ نوجوان اوّل سے سلّا کا دست راست رہا تھا اور میریئس کے جانشینون کا قلع قمع کرنے مین اُس سے بڑی مدد ملی تھی ؛ سلّا کے بعد اس کے داماد اور ایک کامیاب جرنیل ہونے کی حیثیت سے بھی طبقۂ اعلیٰ کی سرداری کا پمپی حقدار تھا لیکن دل مین اُسے گروہ خواص کے مقاصد کا اتنا خیال نہ تھا جتنا ذاتی اغراض اور خودنمائی کا - چنانچہ جس وقت ہسپانیہ مین میریئس کے جانشینون سے لڑائی پیش آئی اور پمپی کئی سال مین یہ فتنہ فرو کر کے واپس رومہ آیا تو اُس کی بڑی تمنا دوسرے سال کی قنصلی حاصل کرنا تھی حالانکہ یہ امر اُس کے سی سالہ نہ ہونے کی وجہ سے جدید قوانین سلّا اور خواص کی منشا کے خلاف تھا ؛ مگر پمپی نے اپنی غرض کے آگے ان مین سے کسی شے کی پروا نہ کی اور عوام الناس کی امداد سے قنصل منتخب ہونے مین کامیاب ہو گیا - اور اس امداد کے صلے مین ٹربیونون کے وہ اختیارات جو سلّا نے گھٹا دیے تھے اُس نے بحال کیے اور نیز مجلس خواص سے اُن ارکان کو نکلوا دیا جنھون نے "عہد سلّا" مین بڑی بڑی زیادتیان اور شرمناک ظلم کیے تھے اور جو اب بھی (سلّا کے وفات پانے کے بعد) جا و بیجا سلّا کے ضوابط کی حمایت کرتے رہتے تھے ؛

بے شبہ حامیان عوام کی یہ کامیابی انصاف اور حق کی کامیابی تھی لیکن اسی کے ساتھ وہ اس بات کی بھی مزید اور قطعی شہادت تھی کہ اب سلطنت کے مہمات امور کا فیصلہ کسی آئینی اجماع یا کثرت رائے پر منحصر نہین بلکہ اُس کی رائے پر منحصر ہے

جس کے ہاتھ میں فوج ہو۔ اور یہ آئین جمہوریت کی ایسی بے وقری تھی کہ پھر سسرو اور کیٹو جیسے محبان وطن کی سرگرم کوششین بھی اُن مین وہ قوت نہ پیدا کرسکین جسے سلا کی زبردستی اور پھر اُس کے داماد کی احمقانہ خودپسندی نے بے حد ضعیف کردیا تھا۔

قنصلی کی میعاد ختم ہونے کے بعد پمپی بالطبع اس سے بھی بڑا رتبہ پانے کا خواہان تھا، اور اپنے نئے طرفدارون کے نتیجۂ سعی کا بے تابی سے انتظار کررہا تھا کہ بالآخر ایک خاطرخواہ عہدہ اس کے لیے نکالا گیا اور بحری قزاقون کے استیصال کی غرض سے، جو اُن دنون بہت زور پکڑ گئے تھے، اُسے ایک بڑا بیڑا، کثیر لشکر اور بحر روم کے علاوہ تمام ساحلون کی حکومت سپرد ہوئی اور پھر بہت جلد ایشیاے کوچک اور شام و سلیشیہ کے بھی تمام انتظامات تفویض کردیے گئے جو کہ درحقیقت ایک جمہوری حکومت مین سراسر خلاف اصول کارروائی تھی لیکن فوجی قوت اور پھر گروہِ عوام کی پرشور حمایت کے آگے کوئی مخالفت نہ چل سکی اور ۶۷ ق م مین پمپی بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اپنی نئی مہم پر روانہ ہوگیا۔

سیزر اور سسرو

پمپی کے پانچ سال تک باہر رہنے کا زمانہ سیزر کے ابتدائی مدارج اقتدار طے کرنے کا زمانہ ہے۔ یہ نوجوان میریس کا بھتیجا اور سنا کا داماد تھا اور طلب جاہ کے لیے جو غیرمعمولی جد و جہد وہ پانچ سال تک کرتا رہا اُس نے اوّل سے بعض اہل الرائے کو اُس سے بدگمان کردیا تھا۔ پھر جب روِمۃ الکبریٰ کا شہرۂ آفاق خطیب سسرو قنصل ہوا اور طبقۂ اعلے کے ایک فرد کٹلن (کے ٹے لن) نے رومی سلطنت ہی کو درہم برہم کردینے کی سازش کی (جس کا تفصیلی حال ہمارے ناظرین سسرو کی سوانح عمری مین ملاحظہ کرین گے) تو اُس وقت بھی سیزر کی نسبت یہ شبہات قوی ہوگئے تھے کہ وہ کٹلن کا شریک اور انقلاب حکومت کا خواہان ہے۔ لیکن ان سب

تسلّوک کے باوجود چالاک سیزر، جس کی تیز ترقیاں اس واقعے سے کچھ سست ضرور
پڑ گئی تھیں، اندلس کا قاضی عدالت منتخب ہو گیا اور وہاں سے سنہ ۶۱ ق م میں لوٹتے
ہی کمال عیاری سے پمپی اور دولتمند کراسوس کے ساتھ مل گیا[عہ] جو اسی کی طرح حکومت
جاہ کے بھوکے تھے۔ انھیں دونوں کی مدد سے اس نے سنہ ۵۹ ق م میں قنصلی اور
پھر پانچ سال کے واسطے انیریہ اور غالیہ کی حکومت پائی جو خلاف معمول ہونے کے
لحاظ سے تقریباً ویسی ہی بے ضابطہ تھی جیسی کہ پمپی کو پہلے ایشیا میں دیدی گئی تھی۔
اس عہدے نے بلند ہمت سیزر کے سامنے حصول شہرت اور مشق سپہ سالاری
کا نیا میدان کھول دیا تھا اور اسی لیے تین سال کی مسلسل فتوحات کے بعد اُسے یہ فکر
تھی کہ اپنی پنج سالہ سپہ سالاری میں اسی قدر مدت کا اور اضافہ کرا لے۔ اُدھر خود پسند پمپی
اپنے ہوا خواہوں سے بیزار ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اسے کوئی اور جلیل القدر منصب نہیں
پیش کرتے؟ اس حال میں سیزر ہی کی سرگرم کوشش کی بدولت شہر لوقہ میں وہ مشہور
و معروف مجلس منعقد ہوئی جس نے جمہوریت کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور تمام سلطنت
آپس میں بانٹ لینے کی نسبت، پمپی، سیزر اور کراسوس میں ایک پختہ مفاہمت ہو گئی
(سنہ ۵۶ قبل مسیح)۔

بدقسمتی سے تھوڑے دن بعد اس اتحاد کا جسے (دوسری) "حکومت ثلاثہ" بھی
کہتے ہیں، ایک رکن کراسوس، مشرق میں مارا گیا اور مزید برآں خود رومہ میں ایسے
واقعات پیش آئے کہ رفتہ رفتہ پمپی اور سیزر میں بھی سخت اختلافات پیدا ہو گئے۔
تشریح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سنہ ۵۴ ق م میں شہر رومہ اندرونی شورش و فساد
کا گھر بن گیا اور نظام حکومت کی کمزوری نے وہاں سخت بدامنی پھیلا دی تو اُس وقت

عہ ان تینوں کے اس میل کو بعض مؤرخ پہلی "حکومت ثلاثہ" (ٹرائم وریٹ) کا نام دیتے ہیں حالانکہ ابھی
تک اس پر لفظ حکومت کا اطلاق صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ۱۲

خود مجلس اعلیٰ مجبور ہوئی کہ اپنے سب سے متقدر شہری پمپی کا سہارا ڈھونڈے اور
یہ امر نہ صرف اُس کے اثر و اقتدار کی کمی بلکہ نفس جمہوریت کی انتہائی بے بسی کی
قطعی دلیل تھا، چنانچہ سسرو جیسے جمہوریت پسند اہل الرائے بھی اب اس
ضرورت کو محسوس کرنے لگے تھے کہ قیام امن کے لیے پمپی کو غیر معمولی اختیارات
دے دینے چاہییں۔

آخر ۵۲ھ ق م میں پمپی کو بلا کسی کی شرکت کے "قنصل واحد" منتخب کیا گیا
اور اسپین و افریقیہ کے علاقے بھی جو بہ حیثیت صوبے دار اُس کے سپرد تھے اور پانچ
سال کے لیے اُسی کی تحویل میں چھوڑ دیے گئے۔ لیکن، اگر ان مناصب جلیلہ نے
پمپی کی ہوس جاہ کو سیر کیا تو دوسری طرف اُسے بلا ارادے ایک ایسی جماعت کا
سرگروہ بھی بنا دیا جو سیزر کی علانیہ مخالف تھی (یعنی سی نیٹ) - اور یہی امر، آخر میں،
جمہوریت کی تباہی کا سبب ہوا۔ کیونکہ جس وقت سیزر کی میعاد صوبہ داری ختم ہونے
کے قریب آئی اور سال آیندہ کے واسطے اُس نے عہدۂ قنصلی حاصل کرنا چاہا تو مجلس
نے جائز و ناجائز رکاوٹیں ڈالیں اور انجام کار مطالبہ کیا کہ سیزر فوراً اپنی سپہ سالاری
اور غالوی حکومت سے دستکش ہو جائے (۴۹ھ ق م) - پھر اُس کے دو طرفدار
ٹریبیون بھی ایوان مجلس سے نکلوا دیے گئے اور نیز حکام کو ہدایتیں بھیج دی گئیں کہ سلطنت
کی حفاظت کا خیال رکھیں۔ ان واقعات نے سیزر کو مصالحت سے (جس کی وہ دو
سال سے کوشش کر رہا تھا) ناامید کر دیا اور اب اپنی جرار و آزمودہ کار فوجوں سے،
جنھیں اُس کی خوشنودی کے آگے کسی اصول وطنیت کی پروا نہ تھی، اُس نے خاص اطالیہ
پر یلغار کی --- اور ایسی تیزی سے رومہ کی جانب بڑھا کہ پمپی بدحواس ہو کر یونان
بھاگا اور اُسی کے ساتھ شہر کے اکثر معززین اور ارکان مجلس بھی ملک سے نکل گئے کہ
از سر نو تیار ہو کر سیزر کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن قبل اس کے کہ ان کم حوصلہ کاہلوں کو اطالیہ

آنے کا موقع ملے خود سیزر اطالیہ اور اندلس کا انتظام کرکے یونان مین آپہونچا اور یہین سنہ ۴۸ ق م کے موسم بہار مین (بہ مقام منڈا) ایک فیصلہ کن لڑائی جیتی — بدنصیب پمپی شکست کھا کے مصر مین بھاگ آیا تھا مگر غدار اہل مصر نے اُس کو قتل کر دیا اور پھر سیزر کے باقی ماندہ حریف بھی تھوڑی سی کشمکش کے بعد مغلوب و منتشر ہو گئے اور اس سال کے خاتمے سے پہلے تمام سلطنت رومہ کی فرمان روائی اُس کے ہاتھون مین آ گئی — اور ہر چند ان جلیل الشان اختیارات کو وہ حتی المقدور بڑی نرمی اور اعتدال سے برتتا تھا پھر بھی اس کا قول تمام قوانین سے بالا اور اُس کی ذات تمام قوم سے ارفع تھی اور خطاب بادشاہی نہ ہونے کے باوجود اعزاز و اختیار مین، وہ ایک شہنشاہ سے کچھ کم مطلق العنان فرمان روا نہ تھا۔

اُس کی یہی قوت اور علوے مرتبت اندر ہی اندر لوگون کو اُس کا دشمن بنا رہی تھی اور جب انھون نے اپنے تئین علانیہ مقابلے کے قابل نہ پایا تو سازش سے اُس کے قتل کی ٹھانی اور آخر ۱۵۔ مارچ سنہ ۴۴ ق م کے دن عین ایوان مجلس مین اُس کی جان لی گئی

اس حیرت ناک واقعے کے بعد (جسے پلوٹارک نے بڑی خوبی کے ساتھ سیزر اور بروٹس کی سوانح عمریون مین تحریر کیا ہے) ضعیف العمر سسرو نے جوش حب الوطنی مین، قدیم جمہوریت کو پھر تازہ کرنے کی کوشش کی لیکن جب چند ہی سال کے عرصے مین دوبارہ خانہ جنگیان شروع ہو گئین اور سیزر کا لے پالک وارث (اُک ٹے ویئس) انٹونی اور لے پی ڈس کے ساتھ مل گیا تو آئین و انتظام کے بجاے "عہد سلا" جیسی خون ریزی اور بد امنی برپا ہو گئی اور خود سسرو ان تینون خود غرض اشخاص کی بے رحمانہ سفاکی کا شکار ہوا۔

دوسرے سال سیزر کے قاتلون (بروٹس اور کیسی اس) نے بھی فلپی (یونان) کے میدان مین شکست کھائی اور جمہوریت پسند فرقے کی امیدین ہمیشہ کے لیے خاک

مین مل گئین، کیونکہ بروٹس رومہ کا نہایت ہردلعزیز اور بہادر سردار ہی نہ تھا بلکہ اصول جمہوریت کا بڑا پختہ حامی گذرا ہے اور، جیسا کہ اُس کی سبق آموز سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہوگا، گویا وہ اسی شے کی خاطر پیدا ہوا تھا اور اسی کے لیے جیا اور لڑا اور مر گیا۔

ان قوی دشمنون کو مغلوب کرنے اور اپنے مجہول ساتھی لے پی ڈس کو الگ ڈھکیل دینے کے بعد تمام سلطنت انٹونی (اینٹونیس) اور اُک ٹیویئس سیزر مین منقسم ہو گئی۔ یونان، مقدونیہ، ایشیاے کوچک، شام اور مصر، انٹونی کے زیرنگین تھے۔ اور اسپین وغالیہ، افریقہ و اطالیہ اُک ٹے ویس کے، جو اگرچہ عمر و دلیری مین انٹونی سے کم مگر انتظامی قابلیت اور زیرکی مین اُس سے بدرجہا فائق تھا اور حسب، بقول

"دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند" ان دونون کی خونریز ٹکر ہوئی تو قسمت نے بھی ایک ٹیم کے آخری میدان مین اسی کا ساتھ دیا۔ عاشق مزاج انٹونی اور اُس کی حسین محبوبہ کلیوپٹرا (مشہور ملکۂ مصر) نے خودکشی کر کے اپنی جان دی اور اواخر ۲۸ قبل مسیح تک تمام رومی دنیا نے آگسٹس اُک ٹیویئس سیزر کے روبرو سر اطاعت خم کر دیا اور اسی وقت سے سمجھنا چاہیے کہ رومی جمہوریت کا خاتمہ اور شہنشاہیت کا آغاز ہوا۔ فقط

[1] جمہوریہ رومہ کی اس آخری اور سب سے اہم صدی کے حالات پلوٹارک نے میریس، سلا، کراسوس، پمپی، سیزر، کیٹو (الاصغر)، سسرو، انٹونی اور بروٹس کی سوانح عمریون مین نہایت دلکش تفصیل کے ساتھ لکھے ہین اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے ناظرین کا شوق مطالعہ اُن سے بخوبی سیر ہو جائیگا لیکن اپنے مختصر مقدمۂ تاریخی کو ختم کرتے وقت ہمین ضروری معلوم ہوا کہ بالاجمال اُس عظیم الشان اخلاقی یا مذہبی انقلاب خیالات کی طرف بھی اپنے ناظرین کو توجہ دلائین جو جدید اہل تاریخ کی دانست مین رومی جمہوریت کے ٹوٹنے ہی کی وجہ سے دنیا مین پیدا ہوا۔ یاد رہے کہ اہل رومہ اس وقت تک بالعموم قدیم یونانیون کی طرح یا بت پرست تھے یا لامذہب۔ اگرچہ خاص خاص گروہ اُن مین ایسے بھی تھے جو مختلف حکیمانہ نظامہاے اخلاق کے پیرو تھے، بااین ہمہ توحید اور خصوصاً نبوت یا وحی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶ — کی حقیقت کا انھین مطلق علم یا عقیدہ نہ تھا اور عہد جمہوریت تک وہ (بنی اسرائیل کے) خدائے واحد و قہّار کا تصور کرنے سے بھی غالبًا قاصر تھے ؛ لیکن جس وقت اُن کا یہ ملکی نظام ٹوٹا اور انھین ایک مطلق العنان شخصی بادشاہت سے سابقہ پڑا تو جدید اہل تاریخ کے نزدیک اُس وقت انھین ایک مالک کل اور واحد فرمان روائے عالمین پر ایمان لے آنا سہل ہوگیا اور ادھر ارض شام و آشور مین یہودیون کے میل جول، پھر عیسےٰ علیہ السلام کے مبعوث اور مصلوب ہونے کے واقعات نے اور اسرائیلی تعلیم و ہدایت کی تبلیغ نے اُن کے عقائد پر گہرا اثر ڈالا اور رفتہ رفتہ رومہ مین عیسائیت پھیلنے لگی ؛ اس طرح گویا مذکورہ بالا انقلاب سلطنت (واقعہ ۲۸ق م) ایک اور عظیم الشان انقلاب کا بھی پیش خیمہ تھا جس کی بدولت آج تمام اہل یورپ ایک اسرائیلی مذہب یعنی عیسائیت کے پیرو نظر آتے ہین + مترجم ۱۲

مدینۃ الحکما ایتھنز کا نامور بانی

تھی سی اس

(Theseus)

دیکھنا سوسیس[1] جس طرح جغرافیہ نویس اپنے نقشون کے کنارے دنیا کے اُن خطّون سے بھر دیتے ہین جن کا حال اُنھین معلوم نہین، اور حاشیے پر اس مضمون کے فقرے لکھ دیتے ہین کہ اِن حدون سے پرے کچھ بھی نہین ہے سواے وحشی درندون سے مملو ریگستانون کے، یا دلدلون کے، جن تک آدمی کی پہنچ نہین، یا منطقۂ باردہ[2] کی برفون کے، اور یا منجمد سمندر کے، اسی طرح، اپنی اس کتاب مین، جس کے اندر مین نے بڑے بڑے آدمیون کے سوانح کا مقابلہ ایک دوسرے سے کیا ہے، جب مین اُس عہد سے گذر چکا کہ جہان تک درایت کی دسترس ہو سکتی ہے اور سچی تاریخ کو گنجایش پاؤن ٹکانے کی ملتی ہے، تو پھر مین یقیناً اُن کی نسبت جو اس (عہد) سے بھی بعید ہین بہ آسانی کہہ سکتا تھا کہ "بس اب اسکے پرے سواے افسانون اور خوارق کے کچھ نہین اور اُس (دور) کے بسنے والے فقط شاعر اور کہانیان گھڑنے والے ہین کوئی اعتبار و صحت قطعی آگے نہین ہے!" لیکن لکرگس مقنّن، اور بادشاہ نوما کے حالات شائع کرنے کے بعد مین نے، ایک حد

---

[1] سوسیس مصنف کے ایک دوست کا نام ہے جسے وہ تحریر شروع کرتے وقت کبھی کبھی مخاطب بنا لیتا ہے۔ م

[2] یورپ و ایشیا کے تمام شمالی برفانی علاقون کو اہل یونان اسکای تھیہ کہا کرتے تھے ہم نے اس موقع پر اسی کا ترجمہ منطقۂ باردہ کر دیا ہے کتاب مین اسکای تھین ہی ہے۔ م

تک واجبی طور پر یہ سوچا کہ جب میری تاریخ مجھے اُسکے عہد سے اتنے قریب لے آئی ہے تو کیون نہ
مین رومیولس تک پرواز کرون ؟ اُس وقت جب مجھے یہ پیش ہوا کہ (بقول اسکائی لس)

شعر
کس کو لاؤن اس جلیل المرتبت کے سامنے
کون ہو اُس کا مقابل ؟ کون ہے اسکا مثیل ؟

تو مجھے اِس رُتبے کا جسے' رومتہ العظما بنانے والے کے مقابلے مین کھڑا کیا جائے، کوئی مستحق نظر نہ آیا
بجز اُس کے جس نے حسین اور مشہور عالم شہر ایتھنز کو آباد کیا تھا۔ اب خدا کرے کہ روایت
کی دیوی عقل و درایت کی کاٹ چھانٹ کے سامنے اس طرح سر جھکا دے کہ اسکی شکل صحیح تاریخ
کی ہو جائے! بہر حال ہم جہان کہین اُسے دیکھین گے کہ سرکشی سے اعتبار کی ذرا پروا نہین کرتی
اور کسی عنوان واقعیت کے قریب لائے جانے پر رضامند نہین ہوتی تو ہم دعا کرینگے کہ ہمین بُردبار
ناظرین سے سابقہ پڑے اور ایسے لوگون سے جو بزرگون کے پُرانے قصّون کو صبر و تحمل کے ساتھ
سُن لیتے ہین!

یون بھی تھی سی اس مجھے رومیولس سے اکثر خصوصیات مین مشابہ معلوم ہوا۔ ان دونوں کی
پیدایش بے نکاحی ماؤن سے ہوئی، لوگون کو یقینی طور پر علم نہ تھا کہ اُن کے باپ کون ہین' لہذا
دونون کے دونون دیوتاؤن کی اولاد مشہور ہوے؛ دونون جنگجو اور ایسے شجاع تھے کہ ساری دنیا
نے ان کو مانا؛ دونون کو جسمانی طاقت کے ساتھ ویسی ہی دماغی قوتین عطا ہوئی تھین، اور
دنیا کے دو مشہور ترین شہرون مین سے اگر ایک نے رومہ کی تعمیر کی تو دوسرے نے ایتھنز کو آباد
کرایا؛ دونون پر عورتون سے بہ جبر زنا کا الزام ہے اور دونون مین سے کوئی بھی اہل وطن کی
دشمنی اور خاندانی آفات سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بلکہ اگر ہم اُن روایتون کو جنھین سب سے کم مشابہت
شاعری سے ہے، رہبر حقیقت تسلیم کرلین تو پایا جاتا ہے کہ دونون اپنی اخیر عمر مین مطعون ہوے
اور ہموطنون مین لایق نفرت اور ہدف ناراضی بنے؛

تھی سی اس کا نسب باپ کی طرف سے ایرِک تھی اس (Erechtheus) اور علاقہ

اٹیکا کے اولین باشندون تک جا پھونچتا ہے، اور ماں کی جانب سے وہ ہیلوپس کی آل مین ہے - کیونکہ ہیلوپس (Pelops) جو پیلوپونی سس (Peloponnesus) یا پونیشیہ کے سب بادشاہون مین طاقتور بادشاہ گذرا ہے تو اسکی اتنی وجہ کثرت تمول نہ تھی جتنی کثرت اولاد کہ اس کی بدولت اپنی بیٹیان تو بڑے بڑے سردارون کے ساتھ اُس نے بیاہی تھین اور بیٹون کو آس پاس کی آبادیون مین مناصب حکمرانی تفویض کر رکھے تھے - انھین بیٹون مین ایک تھی سی اس کا نانا پتھی اس تھا جسکے ہاتھ مین قبیلہ ٹریزنی کے چھوٹے سے شہر کی حکومت تھی اور جو اپنے زمانے کا فاضل و عاقل ترین آدمی مشہور تھا - یہ فضیلت و دانائی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن وقتون مین زیادہ تر متانت آمیز کہاوتون اور ضرب المثلون پر مشتمل ہوا کرتی تھی، جیسے کہ، مثال کے طور پر ہیسی اڈ شاعر نے اپنی کتاب "مشاغل و ایام" مین لکھی ہین اور انکی بدولت نام پایا ہے - اور اسی کتاب کی مثلون مین ایک یہ ہے جسے پتھی اس سے منسوب کرتے ہین :-

"دام چکائے ہوے ایک بار کو
کافی ہین واقفِ کار کو یا"

اور جسکا ارسطو نے بھی ذکر کیا ہے" اور یوری پیدیش، جسنے ہیولائی ٹش کو "مقدس پتھی اس کا شاگرد" کا خطاب دیا ہے، گویا شہادت دیتا ہے کہ دنیا اس کی نسبت کیسی کچھ راے رکھتی تھی ٭

ان دنون اے جیس شاہ ایتھنز کو اولاد کی بڑی خواہش تھی اور اسی غرض سے وہ ڈلفی کے مندر مین مشورہ کرنے کی غرض سے آیا تھا جہان اُسے وہ مشہور جواب ملا جسمین ایتھنز واپس پھونچنے تک اُسے عورت کے پاس جانے سے منع کیا گیا تھا، لیکن جواب کے الفاظ کچھ ایسے پیچیدہ اور بعید الفہم تھے کہ اے جیس کی اچھی طرح تشفی اس ممانعت کے متعلق نہ ہو سکی اور اس نے ٹریزن آکے پتھی اس کو مشورۂ دیوتا کا قول سنایا جسکے الفاظ کچھ اس طریق پر تھے کہ

"دکھلنے نہ دے (شراب جام) پاؤں کو اے لوگوں کے سردار
جب تک کہ تو ایتھنز کو نہ آیوے اک بار"

اس اسی معنی کی پیچیدگی سے پتھی اس نے فائدہ اوٹھایا اور نہ معلوم فریب سے! یا پھسلا کے کسی طرح ایجیس کو راضی کر لیا کہ وہ اس کی بیٹی ایتھرا کے ساتھ ہم بستر ہو۔ بعد میں ایجیس کو جب خبر ہوئی کہ وہ پتھی اس کی بیٹی ہے نیز شبہ ہوا کہ وہ مجھسے حاملہ ہو گئی ہے تو اس نے تلوار اور اپنی جوتیوں کا جوڑا ایک بھاری پتھر کے نیچے چھپا دیا جسکے خلا میں یہ دونوں چیزیں بالکل ٹھیک آگئیں۔ پھر صرف ایتھرا کو اس راز سے اُس نے آگاہ کر دیا اور اُسے یہ حکم دیکر روانہ ہو گیا کہ اگر بیٹا ہوا اور وہ بڑا ہو کر اس قابل ہو کہ ان دونوں نشانیوں کو جو میں رکھ چلا ہوں پتھر اوٹھا کے نکال لے، تو تیرا یہ کام ہے کہ اُسے خفیہ طور پر یہ چیزیں دیکر میرے پاس بھیج دے اور اچھی طرح تاکید کر دے کہ وہ اپنے آنے کو جہاں تک بن پڑے چھپائے اور کسی کو اس سفر کی خبر نہ کرے، کیونکہ مجھے (ایجیس کہنے لگا) پے لاس (Pallantidae) لوگوں کا بڑا خطرہ ہے جو یوں ہی ہمیشہ میرے خلاف سر اوٹھاتے رہتے ہیں اور میرے لاولد ہونے کے باعث ذرا بھی مجھے خاطر میں نہیں لاتے اس لیے کہ خود وہ اکیلے پے لاس کی اولاد میں پچاس بھائی ہیں!"

جب ایتھرا کے پیٹ سے بیٹا پیدا ہوا تو بعض لوگوں کا قول ہے کہ اسی وقت اس کا نام اُن نشانیوں کی وجہ سے جو اس کا باپ پتھر کے نیچے دھر گیا تھا، تھی سی اُس پڑ گیا۔ مگر دوسرا قول یہ ہے کہ نہیں ایتھنز پہونچنے کے بعد جب اُس کے باپ نے اُسے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا، اس وقت وہ تھی سی اس کہلایا۔[1] بہرحال اُس کی ابتدائی پرورش اپنے نانا کے ہاں ہوئی جنھنے کونی داس (Connidas) کو اس پر اتالیق مقرر کر دیا تھا۔ اسی شخص کے نام پر اہل ایتھنز اُس روز جو تھی سی اس کا تہوار منانے کے واسطے مخصوص ہوتا ہے، آج کے دن تک ایک دُنبے کی قربانی کرتے ہیں اور بے شبہ وہ اس عزت کا سلانیو اور پڑھاسیوس کی نسبت تو زیادہ ہی

[1] تھی سی اس، جس لغت سے مشتق ہے اسکے معنی نشانی دھرنے یا تسلیم کرنے کے ہیں۔ م

مستحق ہے جن کی یاد کا محض اس لیے منائی جاتی ہے کہ انھون نے تھی سی اس کی تصویرین اور مورتین بنائی تھین! اُن دنون یونانی نوجوانون کا دستور تھا کہ سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد ڈیلفی کے مندر آتے اور پہلی مرتبہ سر کے بال کٹوا کر انکا نذرانہ دیوتا کو چڑھاتے تھے تھی سی اس بھی اسی غرض سے وہان آیا اور اس زمانے تک وہان ایک مقام کا تھیسیا نام ہے جو مشہور ہے کہ اسی کے نام سے موسوم ہوگیا تھا۔ لیکن تھی سی اس نے فقط سر کے اگلے حصے کے بال اس موقع پر کٹوائے تھے، جیسا کہ ہومر کے بقول قوم ابان (Abantes) کا قاعدہ تھا۔ بعضون کا یہ خیال کہ ابانی لوگون نے یہ قاعدہ اول اول اہل عرب یا اہل میشیہ کی تقلید مین اختیار کرلیا ہوگا، درست نہین بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ابانیون کی جنگجو قوم بھڑوان لڑائی کیا کرتی تھی اور دست بدست لڑائی کی سب قومون سے زیادہ عادی تھی۔ چنانچہ ارکی لوکس ان شعرون مین اس کی تصدیق کرتا ہے:۔

"طرفین نکل کر میدان مین جب جنگ پہ ہونگے آمادہ
گوپھین نہ پھرا کر مارینگے نا تیر چلائین گے زیادہ
ہان، دایک پہ ایک، وہ تلوارین لے لیکر اپنی جھپٹین گے
"عرمار،، لڑائی لڑنے کو پل جاوینگے گتھ جاوینگے
دستور ہے جیسا یوبہ کے جانباز بڑے سردارون کا۔"

اور اسی واسطے وہ اپنے سر کے بال اس طرح کٹوا دیتے تھے کہ لڑائی مین کہین وہ دشمن کے ہتھے مین نہ آجائین، نیز لکھا ہے کہ سکندر اعظم نے بھی اسی وجہ سے اپنے سردارون کے احکام دیدیے تھے کہ تمام مقدونوی سپاہیون کی ڈاڑھیان منڈوادی جائین کہ دشمن کے لیے سب سے آسان اور پہلی جائے گرفت یہی ہین۔

کچھ دنون تک اتھرا نے تھی سی اس کے اصلی نسب کو چھپایا اور پتھی اس نے یہ مشہور کردیا کہ وہ نپچون دیوتا سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اہل ٹریزن اسی دیوتا کی سب سے زیادہ تقدیس کرنے مین

مستحق ہے جن کی یادگار محض اس لیے منائی جاتی ہے کہ انھون نے تھی سی اس کی تصویرین اور مورتین بنائی تھین! اُن دنون یونانی نوجوانون کا دستور تھا کہ سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد ڈیلفی کے مندر آتے اور پہلی مرتبہ سر کے بال کٹوا کر انکا نذرانہ دیوتا کو چڑھاتے تھے تھی سی اس بھی اسی غرض سے وہان آیا اور اس زمانے تک وہان ایک مقام کا تھیسیا نام ہے جو مشہور ہے کہ اسی کے نام سے موسوم ہو گیا تھا - لیکن تھی سی اس نے فقط سر کے اگلے حصے کے بال اس موقع پر کٹوائے تھے، جیسا کہ ہومر کے بقول قوم ابان (Abanles) کا قاعدہ تھا - بعضون کا یہ خیال کہ ابانی لوگون نے یہ قاعدہ اوّل اوّل اہل عرب یا اہل حبشیہ کی تقلید مین اختیار کر لیا ہوگا، درست نہین بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ابانیون کی جنگجو قوم بھڑوان لڑائی کیا کرتی تھی اور دست بدست لڑائی کی سب قومون سے زیادہ عادی تھی چنانچہ ار کی لوکس ان شعرون مین اس کی تصدیق کرتا ہے :-

"دو طرفین نکل کر میدان مین جب جنگ پہ ہونگے آمادہ
گو پھین نہ پھرا کر مارینگے نا تیر چلائین گے زیادہ
ہان، دایک پہ ایک، وہ تلوارین لے لیکر اپنی جھپٹین گے
"مرمار"، لڑائی لڑنے کو پل جاوینگے گتھ جاوینگے
دستور ہے جیسا یوبہ کے جانباز بڑے سردارون کا - "

اور اسی واسطے وہ اپنے سر کے بال اس طرح کٹوا دیتے تھے کہ لڑائی مین کہین وہ دشمن کے ہاتھ مین نہ آجائین، نیز لکھا ہے کہ سکندر اعظم نے بھی اسی وجہ سے اپنے سردارون کے احکام دیدیے تھے کہ تمام مقدونوی سپاہیون کی ڈاڑھیان منڈوا دی جائین کہ دشمن کے لیے سب سے آسان اور پہلی جائے گرفت یہی ہین ،،

کچھ دنون تک اِتھرا نے تھی سی اس کے اصلی نسب کو چھپایا اور پتھی اس نے یہ مشہور کر دیا کہ وہ پیچون دیوتا سے پیدا ہوا ہے - کیونکہ اہل ٹریزن اسی دیوتا کی سب سے زیادہ تقدیس کرنے مین

وہی اُن کا خاص محافظ مانا جاتا ہے، اسی کے نام پر وہ اپنے باکورات[۵۱] چڑھاتے ہیں اور اسی کے اعزاز میں انھوں نے اپنے سکّے پر سہ شاخے[۵۲] کی شکل مسکوک کرائی ہے "

جب تھی سیس بڑا ہوا تو اس میں نہ صرف جسمانی طاقت بہت زیادہ تھی بلکہ دلیری، چالاکی اور فراست بھی اسی درجے کی پائی جاتی تھی، پس اس کی ماں اتھرا اب اُسی پتھر کے قریب اُسے لے گئی اور اس کے اصلی باپ کا پتہ بتا کے اُسے حکم دیا کہ جو نشانیاں ایجیس پتھر کے نیچے رکھ گیا ہے انھیں نکال لے اور جہاز میں ایتھنز کو روانہ ہو جائے "؛ تھی سیس نے اس کی تعمیل کی اور بغیر دقت پتھر کو اُٹھا دیا، لیکن سمندر کے راستے ایتھنز جانے سے اُس نے انکار کر دیا، حالانکہ وہی زیادہ محفوظ راستہ تھا اور اُسی کو اختیار کرنے کی اتھرا اور پتھیاس اُس سے التجائیں کرتے تھے۔ اصل یہ ہے کہ اُس زمانے میں ایتھنز کو خشکی کی راہ سڑک سڑک جانا جس کا کوئی حصہ قاتل لٹیروں سے خالی نہ تھا، کمال مخدوش تھا؛ اُس عہد نے ایک قسم ایسے لوگوں کی پیدا کی تھی جو ہاتھ کی قوت، پاؤں کی چالاکی اور جسمانی شہ زوری میں معمولی انسانوں سے بڑھ چڑھ کر تھے اور تھکن کا قطعی نام نہ جانتے تھے۔ لیکن فطرت کے ان عطیات کا استعمال وہ بنی انسان کی کسی بھلائی یا فائدے کے لیے نہ کرتے تھے، بلکہ تمرّد ان کا مایۂ مسرت و افتخار تھا اور اپنی طاقت کی زیادتی کا وہ یہ نفع اُٹھاتے تھے کہ جو بدنصیب اُن کے قابو میں آجاتا اُس کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے سخت سے سخت ظالمانہ تشدد کرتے نہایت بے رحمانہ زیادتیوں کے ساتھ اسکا مال متاع چھین لیتے اور کوئی ایسی ناجائز کارروائی نہ تھی جو یہ سیاہ دل لوگ اُٹھا رکھتے ہوں۔ انکے نزدیک عدل و انصاف، انسانیت، یا دوسروں کا پاس و لحاظ اُن طاقت ور لوگوں کے واسطے نہ تھے جنھیں اوروں سے لڑ کر جیتنے کی قوت ہو، البتہ عوام الناس کا ان صفات کی تعریفیں کرنا بالکل واجبی تھا کہ انھیں ما تو

---

۵۱ فصل کے پہلے میوے یا پھل کو (First-Fruit) یا باکورات کہتے ہیں۔ انھیں کو بتوں پر چڑھایا جاتا تھا۔ م

۵۲ نپچون جو یونانی دیوتاؤں میں تمام سمندروں کا معزز دیوتا ہے اپنے ہاتھوں میں ایک جریب لیے ہوئے ہے جسکے اوپر کے سرے کی تین شاخیں نکلی ہوئی ہیں۔ اسی کو (Neptune's trident) یا نپچون کا سہ شاخہ کہتے ہیں + م

تکلیفین پہونچانے کی ہمت نہین اور یا خود تکلیف اُٹھانے سے ڈرتے ہین !؛
اس قسم کے اکثر لوگون کو ہرقل* نے ان ملکون سے گذرتے وقت ہلاک اور برباد کردیا تھا۔ لیکن اس کے گذرتے مین بعض تو چھپ کر بھاگ نکلے تھے اور بعضون کی، کمال لجاجت سے امان طلبی پر اُس نے جان بخشی کردی تھی۔ بعدازان جب اُس نے افی ٹس کو مارڈالا اور اس جرم کی سزا مین اپنے آپ ملک لڈیا جاکر امفیل کی غلامی اختیار کرلی تو اس وقت لڈیا کے علاقے مین تو بے شک بڑا امن امان ہوگیا لیکن یونان اور آس پاس کے علاقون مین پھر وہی بدمعاشیان پھیل گئین اور جب کوئی سزادہندہ یا دبانے والا نہین رہا تو پھر پہلی سی شرارتین چمک اوٹھین ؛؛ یہ اسباب تھے جنھون نے ایتھنز سے پونیشیہ کا سفر خشکی حد درجہ غیر محفوظ بنا دیا تھا۔ اور انھین قزاقون کے متعلق پتھی اس نے تفصیل سے ایک ایک کی قوت اور مسافرون کے ساتھ بے رحمیون کا حال سنا کے تھی سی اس کو سمندر کے راستے بھجوانے کی کوشش کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تھی سی اس بہت پہلے سے دل ہی دل مین ہرقل جیسی ناموری حاصل کرنے کا جوش رکھتا تھا؛ وہ سب سے زیادہ اسی کے نام کی عزت کرتا اور کسی کی بات سے اتنا خوش نہ ہوتا جتنا کہ اُن لوگون کی گفتگو سے جو اسکے سامنے ہرقل کے حالات بیان کرتے خصوصًا جنھون نے اسکو خود دیکھا تھا یا اُسکے کسی کارنمایان کے وقت موجود تھے ؛ غرض مجموعی طور پر اسکے دل کی حالت ایسی ہی تھی جیسی کہ زمانۂ مابعد مین تھمس ٹا کلس کی یہ بات کہتے وقت ہوگی کہ مل ٹیاڈس کا نشان فتح سامنے ہوتے ساتھی مجھے (رشک کے مارے) نیند نہین آسکتی ! تھی سی اس بھی ہرقل کا اس درجے مداح تھا کہ رات بھر اسی سورما کی لڑائیون کو خواب مین دیکھتا رہتا اور دن مین بھی ہروقت اُسی جیسے کام کرنے کا جوش رشک اس کو مشتعل کرتا رہتا تھا۔ اسکے علاوہ ہرقل سے اسکا رشتہ بھی ہوتا تھا اور وہ آپس مین جدی تھے۔ کیونکہ اتھرا، پتھی اس اور الکمینا بنت لای سی ڈس (Alcemna of disidice) کی بیٹی تھی اور یہ دونون ہپوڈمیا اور پیلوپس کی اولاد مین بھائی بہن ہوتے تھے ؛ پس تھی سی اس نے

* اس نیم دیوتا رستم یونان کی تشریح ہم نے آگے کہین اپنے نوٹ مین کردی ہے ؛؛ م

اسکو بڑی ناقابل برداشت اور بے عزتی کی بات سمجھا کہ ہرقل تو ہر کہین جا جا کر بحر و بر کو اشرار سے پاک کرے اور مین اس قسم کی مہمون سے جو خود راستے مین آتی ہون گریز کرون - اور اس طرح سمندر کے رستے جان بچا کے بھاگنے مین اپنے باپ کی ذلت کراؤن اور اس کی تلوار اور جوتیان نشانی کے طور پر لے جانے کے علاوہ بڑے بڑے شجاعانہ کارنمایان دکھانے کا موقع ہاتھ سے چھوڑ دون کہ جن کے کرنے سے میرے صحیح النسب ہونے کی ایک اور عمدہ شہادت فراہم ہو جاتی ہے۔

انھین خیالات کو دل مین لیے ہوے وہ اس ارادے سے چل کھڑا ہوا کہ اپنی طرف سے کسی کو نہ چھیڑا جاے لیکن اگر کوئی اور پہل کرے تو اُس کی مزاحمت کی جائے اور بدلہ لیا جاے چنانچہ سب سے پہلے ایک مقرر کردہ مقابلے مین اُس نے اپی ڈوروس کی نواح مین پیری فیٹس کو مارا جو اپنے ہاتھون مین گرز لیے رہتا تھا اور اسی وجہ سے کوری نیٹس یا گرز بردار مشہور تھا اور جس نے تھی سی اس کا آگا گھیر کے سفر مین آگے بڑھنے سے اُسے روکا تھا۔ یہ گرز تھی سی اس کو بہت پسند آیا اُس نے اسی کو آیندہ سے اپنا ہتیار بنا لیا اور اسی طرح اس کا استعمال کرنے لگا جس طرح ہرقل یہ دکھانے کو کہ کتنا بڑا جانور اُس نے مارا ہے ایک شیر ببر کی کھال اپنے کندھون پر ڈالے رکھتا تھا۔ تھی سی اس کی بھی یہ گرز اپنے ساتھ رکھنے سے یہی غرض تھی جو اگرچہ اُس نے بزور چھین لیا تھا لیکن اب اُس کے ہاتھون مین آ کے ایک ناقابل تسخیر شے بن گیا تھا۔

خاکناے پونیشیہ کی سمت آگے چل کر اُس نے سنیس کو جو اکثر اناس پیچ (Bender of pines) کے عُرف سے معروف کیا جاتا تھا اسی طریق سے مارا جس سے کہ وہ پہلے اور ون کی جان لے چکا تھا اور یہ کام تھی سی اس نے اس حال مین کیا کہ نہ اُسے ان درختون کو پیچ دیدینے کی مشق تھی اور نہ اس نے ان کی ترکیب سیکھی تھی - گویا اُس نے دکھا دیا کہ قدرتی شہ زوری ان ساری ترکیب دانیون سے بالا ہے۔ اسی سنیس کی ایک غیر معمولی حسین اور خوش قامت لڑکی، پری گون نام تھی اور جب اُس کا باپ مارا گیا اور وہ جان بچا کے بھاگی تو اس کو تھی سی اس نے ادھر اُدھر تلاش کرنا شروع کیا - آخر وہ وہان آ پہونچا جہان جھاڑیون اور بیریون کے ایک گھنے کنج مین

پری گُن چھپی بیٹھی تھی اور معصوم بچون کی طرح گڑگڑا کے اُن جھاڑیون سے (جیسے وہ اُسکی بات سمجھتی ہی تو تھین !م) کہ رہی تھی کہ اگر تم نے مجھے پناہ دی اور مین بچ گئی تو قسم کھاتی ہون کہ کبھی تھین نہ جلاؤنگی نہ کاٹونگی ! لیکن جب تھی سی اس نے اُسکو پکارا اور وعدہ کیا کہ وہ اُسے کوئی تکلیف نہ پہونچاے گا بلکہ ہمیشہ بہت اچھا برتاؤ کریگا، تو وہ باہر آگئی اور بعد مین تھی سی اس ہی سے اسکے ایک بیٹا میلانی پس ہوا، لیکن آخر مین خود تھی سی اس نے اُس کی شادی یوری لس، اکالی کی بیٹی دی اونیس کے ساتھ کر دی سیاتی میلانی پس کا جو بیٹا ای اوک س (Ioxus) ہوا وہ اور نی لس کے ہمراہ اُسکی نوآبادی کاریہ مین چلا آیا تھا اور وہان آجتک اسکے خاندان مین جنھین ای اوکسی (Ioxidae) کہتے ہین، رسم چلی آتی ہے کہ انمین کا کوئی مرد عورت جھاڑیون یا یونانی بیریون کو نہین جلاتا بلکہ سب اُنکی عزت و تقدیس کرتے ہین؎

کرمیونی سُوری جسے فی آ کہتے ہین کوئی معمولی اور حقیر دشمن جان نہ تھی بلکہ نہایت زبردست اور خونخوار وحشی درندہ تھی۔ اسکو بھی تھی سی اس نے قتل کیا اور رستہ چھوڑ کر خاص اس سے لڑنے کی خاطر گیا تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ جتنے کارنمایان اس نے کیے ہین وہ محض مجبوری اور ضرورت آپڑنے کی وجہ سے کیے ہین۔ نیز اسکی راے تھی کہ بہادر آدمی کا یہ فرض ہے کہ فتنہ جو بدمعاشون کی اُس وقت گوشمالی کرے جب وہ حملہ آور ہون لیکن اعلی درجے کے جو درندے ہین اُنھین جہان کہین ملین، ڈھونڈھ ڈھونڈ کر مغلوب کرے ؞ بعضون کا قول ہے کہ یہ فی آ در اصل ایک راہزن عورت تھی جسمین بدکاری اور بے رحمی کوٹ کوٹ کے بھری تھین اور جس کا نام انھین اعمال زشت اور بدوضعی کے باعث سوری پڑگیا تھا اور یہی وہ "سوری" تھی جو تھی سی اس کے ہاتھون ماری گئی ؞

مگارا کی سرحد پر اُس نے اسکی ران کو چٹان پر سے گرا کے مارا۔ بہت سے راویون کا یہی بیان ہے کہ وہ بڑا مشہور ڈاکو تھا اور کسی مسافر کو نہین بخشتا تھا۔ یہ روایت بھی اسکے ساتھ بعضے اضافہ کرتے ہین کہ وہ محض سفاکی اور ڈھٹائی سے مسافرون کے آگے اپنے پاؤن پھیلا دیا

کرتا تھا کہ لو انھین دھوؤ، اور جب وہ اس حکم کی تعمیل کرتے تو اسکی ران ایک ہی ٹھوکر مارکر
انھین چٹان پر سے نیچے سمندر مین پھینک دیتا تھا۔ لیکن خود مگارا کے مصنفین اس روایت
کی تردید کرتے ہین اور ساٸی مونی دس کے بقول "سارے متقدمین سے لڑنے پر کمر بستہ ہین"
انکی حجت یہ ہے کہ آسکی ران تو بڑے نیک اور اچھے لوگون کا ملنے والا اور رشتہ دار تھا، اسے اس
قسم کی رہزنی اور زیادتی سے کوئی واسطہ نہین بلکہ جو لوگ ایسی شرارتین کرتے وہ اُلٹا اُن کی
سرکوبی کرتا تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایاکوس کو تمام یونانیون نے ہمیشہ ایک نہایت پاک نفس بزرگ
مانا ہے اور کچریس سلامنی کو اہل ایتھنز او تارِ بنا کے پوجا کرتے تھے، اسی طرح پیلیوس اور تلامن
نام بزرگون کی خوبیان بھی کسی سے چھپی ہوئی نہین ہین۔ اب یہ اسکی ران کچریس کا تو داماد
ہوتا تھا اور ایکوس کو اُسکی بیٹی منسوب تھی اور پیلیوس اور تلامن دونون اسکے سگے نواسے تھے
لہذا یہ کسی طرح قرین قیاس نہین کہ ایسے ایسے عالی صفات لوگ اُس سے جو اسقدر بدنام تھا رشتہ
جوڑین اور سب سے عزیز شے یعنی بیٹی اُسے دین اور اسکی بیٹی خود لین!،، ان لوگون کی روایت
کے بموجب تھی سی اس نے آسکی ران کو اپنے ایتھنز کے پہلے سفر مین نہین مارا۔ بلکہ اُس وقت قتل
کیا ہے جب کہ اُس نے اہل مگارا کی ایک بستی الیوسس، دیوقلیس حاکم شہر کو چھل دیکر، تسخیر کی"
ایسی ایسی متضاد باتین اس روایت مین ہین۔

الیوس ہی مین تھی سی اس نے سرکیان ارکیڈی سے کشتی لڑی اور اُسے قتل کیا پھر
تھوڑی دور آگے اری نیوس مین دماس تش کو جسکا دوسرا نام ہر کراس تش ہے اُسی طریقے سے
مارا جس سے کہ وہ مسافرون کی جان نکالا کرتا تھا، یعنی اُس کے جسم کو اس قدر کھینچا کہ وہ اسکے
بچھونے کی برابر ہو جائے! یہ کام تھی سی اس نے ہرقل کی ریس مین کیا تھا جسکا قاعدہ تھا کہ اپنے
حملہ آورون کو انھین کے ہتیار یا حربے سے جواب دیا کرتا تھا۔ بعد ازان تھی سی اس نے تُسی رس
کی بھینٹ چڑھائی، ان تیش کو کشتی مین اور ککنوس کو دست بدست لڑائی مین قتل کیا اور
نے می رس کی کھوپری کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جان لی (کہتے ہین اسی نے می رس کے نام پر

"ٹے می ری شرارت" ضرب المثل ہوئی ہے) کیونکہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص اپنا سر آڑا کر اسکے زور سے مسافرون کو تنا (ڈھکیلتا اور) دوڑاتا تھا کہ وہ ہلکان ہو کر جان سے گذر جاتے تھے۔ غرض اسی طرح تھی سی اس ظالمون کو سزائین دیتا پھرا اور اُن کو اُسی زیادتی کا مزا چکھا کر جو وہ اورون کے ساتھ کیا کرتے تھے، اُس نے عین منصفانہ طور پر ان کی ناانصافی کا انھین بدلا دیا۔

جب تھی سی اس اپنا سفر طے کرتا ہوا دریاے سفی سس تک آپہونچا تو فٹالڈی قوم کے بعض اشخاص نے اُس سے ملاقات اور صاحب سلامت کی۔ اور جب اُس نے رسوم تطہیر ادا کرنے کی اُن سے درخواست کی جو اُن دنون رائج تھین، تو اشخاص مذکور نے پورے تکلف کے ساتھ انھین ادا کیا اور دیوتاؤن کی نذر نیاز چڑھانے کے بعد اُسے اپنے گھر مین دعوت دی اور مہمان رکھا۔ اور ایسے لطف و مدارات سے پیش آئے کہ ابتک سارے سفر مین اسکے ساتھ نہین برتی گئی تھی۔ ماہِ کرونیس (جسے اب ہیکاٹوسبیان کہتے ہین) کی آٹھوین کو وہ ایتھنز پہونچا اور وہان کے معاملات مین سخت بے نظمی پائی کیونکہ لوگ فرقے بندی اور الگ الگ گروہون مین متفرق تھے اور خود ایجیس کے گھر مین اسی قسم کی بدمزگیان پیدا ہو رہی تھین، اسلیے کہ میڈیا کورنتھ سے بھاگ آئی تھی اور یہ قول قرار کر کے کہ اپنی تدبیرون سے تجھے قابل اولاد بنا دونگی، وہ اُسی کے ساتھ رہنے سہنے لگی تھی۔ سب سے پہلے تھی سی اس کی اسی عورت کو خبر لگی اور اُس نے ایجیس کو بدظن کر کے آمادہ کر دیا کہ دعوت مین جہان تھی سی اس نووارد کی حیثیت سے شریک ہونے والا تھا اُسے زہر دیدیا جائے۔ میڈیا کے اس کوشش مین بہ آسانی کامیاب ہو جانے کا باعث یہ تھا کہ ایجیس ابھی تک اپنے بیٹے کی اصلیت سے بے خبر تھا، سن رسیدگی نے اس کے حسد اور وہم کو بے حد بڑھا دیا تھا اور اپنے ہم وطنون کی دشمنی اور معاندانہ فرقے بندی سے وہ سخت خائف رہا کرتا تھا۔ ادھر تھی سی اس نے دعوت مین آکر فوراً ہی اپنے تئین ظاہر کر دینا مناسب نہ جانا بلکہ خود اپنے باپ کو پہچاننے کا موقع دیا اور جب میز پر گوشت چنا گیا تو اپنی تلوار نکالی گویا وہ اُس سے کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس تلوار کو دیکھتے ہی ایجیس نشانی پہچان گیا اور

دو ایک باتین پوچھکر اپنے بیٹے سے بغل گیر ہوا۔ اُسی وقت اُس نے زہر کا پیالہ پھینک دیا اور پھر اپنے تمام شہریون کو جمع کرکے علے رؤس الاشہاد تھی سی اس کے بیٹا ہونے کا اعتراف کیا۔ اور لوگون نے بھی اسکی شہرت عظمت و شجاعت کے باعث ہاتھون ہاتھ اُسے لیا۔ وہ جگہ جہان پیالہ گرا اور زہر بکھرا تھا اب حسب روایت عام ڈیلفینم کے حاطے مین ہے کیونکہ اسی مقام پر ایجیس کا مکان واقع تھا اور اسی مندر کے مشرقی سمت عطارد کی جو مورت بنی ہوئی ہے اُسے "ایجیس کے پھاٹک والا عطارد" کہتے ہین ؛

تھی سی اس کے آنے سے پہلے پیلاس کے کثیر التعداد بیٹے نسبتاً خاموش تھے اور یہ امید باندھے بیٹھے تھے کہ لاولد ایجیس کے بعد سلطنت اُنھین کے ورثے مین آجائیگی۔ لیکن جب تھی سی اس ایتھنز پہونچا اور اسکے آیندہ وارث بادشاہی ہونے کا اعلان ہوا تو یہ لوگ نہایت طیش مین آئے کہ ایجیس کے بعد بھی جو خود خاندان شاہی سے نہ تھا بلکہ پہلے بادشاہ پنڈیان کا لے پالک جانشین تھا، ایک نو وارد پردیسی سلطنت کا مالک بنے! پس انھون نے علانیہ علم سرکشی بلند کیا اور اپنی جماعت کو دو حصون مین منقسم کرکے ایک کو تو گرگٹس گانون مین چھپا دیا کہ گھات مین لگی رہے اور دوسرے دستے کو خود ان کا باپ مقام سفیٹس سے لیکر شہر پر پڑھا تاکہ دونون طرف سے دشمن پر جا پڑین، مگر ان کے ہمراہ قصبۂ اگنس کا ایک نقیب لیوس بھی تھا جس نے انکے تمام منصوبون کا حال جاکے تھی سی اس سے کہدیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے فی الفور حملہ کرکے پہلے اُن سب کو کاٹ دیا جو گھات مین چھپے بیٹھے تھے؛ جب یہ خبر پیلاس اور اوسکے گروہ کو ہوئی تو وہ مایوس ہوکے فرار و منتشر ہوگئے ؛

اسی واقعے سے کہتے ہین قصبۂ پیلین مین (جہان پیلاس کی اولاد بسی) یہ دستور پڑ گیا ہے کہ نہ تو وہ اگنوس والون سے شادی بیاہ کرتے ہین اور نہ اپنے نقیبون کو منادی کرتے وقت یہ الفاظ، جو باقی سارے ملک مین رائج ہین، پکارنے دیتے ہین کہ "اکوا سے تی لیوی" (یعنی لوگو! سن لو) گویا لیوس کی دغابازی نے اُنھین اسقدر متنفر کردیا ہے کہ اسکا نام تک سننا گوارا نہین۔

اس کے بعد تھی سی اس، جسے کچھ کرنے کی دھن لگی ہوئی تھی اور اپنے تئین ہر دل عزیز بنانے کا بڑا شوق تھا، ایتھنز سے روانہ ہوا کہ علاقۂ میراتھان کے سانڈ سے لڑے جس نے ٹٹراپولس کے باشندون کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ آخر مین وہ اُسپر غالب آگیا اور فتحمندانہ شان سے زندہ پکڑ کر ایتھنز لایا۔ پھر شہر مین پھرانے کے بعد ڈیلفینی اپالو کے نام پر اُسکی قربانی چڑھائی۔ اس مہم مین ہِکیل نام خاتون کا تھی سی اس کو بلانے اور مہمان رکھنے کا قصہ بھی صداقت سے خالی نہین معلوم ہوتا، کیونکہ بہت دن تک اس نواح کے اہل دیہات ایک خاص دن جمع ہوکر قربانی چڑھایا کرتے تھے جس کا نام اُنھون نے ہیکیلسیا رکھا تھا اور اس مین جوپیٹر ہی کے لیئس (Jupiter Hecaleus) دیوتا سے انتساب ہونے کے علاوہ ہیکیل کا بھی اعزاز یادگار نکلتا ہے۔ اس ہیکیل کو وہان والے تصغیر کرکے ہی کیلین ہی کیلین کہتے ہین جسکی وجہ یہ ہے کہ تھی سی اس کو دعوت دیتے وقت اُس کی نوعمری کے سبب خاتون مذکور نے بھی اُسے بڑے بوڑھون کی طرح، اسی قسم کے لطف آمیز تصغیری نامون سے خطاب کیا تھا۔ اور برہسپت (یا جوپیٹر) دیوتا سے منت مانی تھی کہ اگر وہ سانڈ سے لڑکر بخیریت واپس آیا تو شکرانے مین قربانیان چڑھاؤنگی۔ لیکن وہ تھی سی اس کی مراجعت سے پہلے ہی مرگئی اور اس وقت فیلوکورس کی روایت کے مطابق اُسکی مہمان نوازی کے صلے مین تھی سی اس نے حکم دیا کہ اُس کا مندرجۂ بالا اعزاز و احترام کیا جائے۔

ان واقعات کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ جزیرہ کریٹ یا (قرلطش) سے تیسری مرتبہ ایلچی مقررہ خراج لینے ایتھنز آئے۔ بنا اس خراج گذاری کی یون پڑی تھی کہ اندروجیس سرحد آٹیکا (Attica یعنی وہ علاقہ جس کا مرکز حکومت یا بڑا شہر ایتھنز تھا) مین بڑی دغابازی کے ساتھ قتل کردیا گیا تھا اور اسی کا بدلہ لینے کی غرض سے اُس کے باپ مینوس (شاہ کریٹ) نے اہل ایتھنز کے ساتھ اُن لڑائیون کا طویل سلسلہ چھیڑ دیا تھا جن کی بدولت اُنھین انتہائی تکالیف جھیلنی پڑین۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ دیوتاؤن نے بھی اُن کے علاقے پامال کرنے شروع کیے اور ایک وبائے سخت کے ساتھ

اس بلا کا قحط پڑا کہ اُن کی ندیوں کے پانی تک سوکھ گئے۔ اُس وقت اُنھوں نے دیوتاؤں سے استکہان[1] کیا اور یہ جواب پایا کہ اگر وہ مینوس کا غصہ ٹھنڈا کر کے کسی طرح اُسے رضامند کر لینگے تو دیوتاؤں کا قہر بھی رُک جائیگا اور جن مصیبتوں میں مبتلا ہیں اُن سے چھٹکارا پا کے وہ راحت و اطمینان بھی حاصل کر سکیں گے۔ چنانچہ اسی کی تعمیل میں اہل ایتھنز نے اپنے سفیر بھیجے اور بڑی منت سماجت کے بعد اس قرارداد پر صلح کر لی کہ وہ ہر نویں سال سات جوان لڑکے اور اتنی ہی لڑکیاں بطور خراج کریٹ کو دیا کرینگے۔ اکثر مصنفین کا اس تعداد پر اتفاق ہے اور وہ روایت جس میں سب سے زیادہ شاعری صرف کی گئی ہے اس پر یہ افسانہ اور اضافہ کرتی ہے کہ جب یہ ایتھنزی قیدی کریٹ پہونچتے تو یا وہ بھول بھلیاں میں وہاں کی چھوڑ دیے جاتے کہ راستہ نہ پا سکیں اور سر پٹخ پٹخ کے مر جائیں اور یا اُنھیں مِنوتور ہلاک کر دیتا تھا۔ یہ منوتور جیسا کہ یوری پیڈیز نے لکھا ہے :- اشعار

"دو صورتوں کی ایک مرکب شکل تھی، جس میں
انسان اور سانڈ کی مختلف خصائص ملی جُلی تھیں"

لیکن فلوکورس کہتا ہے کہ کریٹ والے ان کہانیوں کو ذرا بھی درست نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ وہ بھول بھلیاں ایک معمولی قیدخانہ تھا جس میں سوا اس کے کوئی خرابی نہیں تھی کہ وہاں سے قیدی بچ کر نہیں بھاگ سکتا تھا اور ایتھنزی قیدی اس پیچ در پیچ زندان میں ایک

[1] یعنی استخارے کی وہ خاص قسم جو یونان میں رائج تھی اور جس کا جواب (اورِیکل) قول ربانی یا گہن کہلاتا تھا۔ اس کے حاصل کرنے کی صورت یہ ہوتی تھی کہ قصبۂ ڈیلفی میں اپالو دیوتا کا مشہور مندر تھا جس کی مرلیاں کاہنہ عورتوں کا فرض بھی انجام دیتی تھیں۔ اور جب کوئی سائل دیوتا سے کسی مشکل مسئلے میں مشورہ کرنے جاتا تو انھیں میں سے ایک مرلی تپائی پر بٹھا دی جاتی تھی اور بخورات کی دھونی دیکر پجاری لوگ کچھ منتر پڑھتے تھے یہاں تک کہ اُس عورت پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی اور وہ ایک از خود رفتگی کے عالم میں سائل کو دیوتا کی طرف سے جواب دیتی تھی جو اکثر نہایت پیچیدہ اور منظوم ہوا کرتا تھا۔ اسی جواب کا نام گہن ہے اور اسکے طلب کرنیکو استکہان کہینگے۔ مترجم

عرصے تک اس واسطے کھیلے جاتے تھے کہ مینوس نے اندروجیس مقتول کی یادگار مین ایک
نمایش کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے کھیلون مین جو شخص جیتتا اُسے یہ قیدی انعام مین دیے
جاتے تھے۔ اتفاق سے پہلی دفعہ جس نے ان کھیلون مین غلبہ پایا وہ کریٹ کا ایک نہایت
مقتدر اور قوی ترین شخص ٹارس نام تھا اور بے شک اُس نے اپنے انعام مین پائے ہوے
اتھنزیون کے ساتھ کچھ اچھا برتاؤ نہین کیا بلکہ اپنی فطری بے رحمی اور سخت مزاجی کے باعث
ان قیدیون سے وہ ہمیشہ بڑے تکبر اور ظلم سے پیش آیا کرتا تھا"۔ اس بارے مین حکیم ارسطو
کی بھی یہی راے نظر آتی ہے کہ کریٹ والے اتھنزی قیدیون کو ہلاک نہین کرتے بلکہ غلام بنا لیا
کرتے تھے"۔ کیونکہ حکیم ممدوح اہل بطیہ (Bottiaeans) کی طرز حکومت کے ذکر مین اسی قسم کا
خیال ظاہر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ قدیم زمانے مین کریٹ والون کا معمول تھا کہ اپنی ایک منّت
اُتارنے کی غرض سے اپنے ہان کے کچھ آدمی بطور وقف ڈلفی کے مندر کو بھیجا کرتے تھے اور انھین
آنے والون مین بعض اوقات وہ لوگ بھی ملے جُلے چلے آئے جو اتھنزی غلامون کی اولاد تھے۔
اور جب ڈلفی مین انھین وسائل معاش تنگ نظر آئے تو وہ نقل مکان کر کے پہلے اطالیہ مین
جاپی جیا کے آس پاس جا بسے۔ اسکے بعد دوبارہ اُنھون نے ترک سکونت کی اور تھریس مین اُٹھ آئے
جہان ان کا موجودہ نام اہل بطیہ یا بطی پڑ گیا۔ یہی باعث ہے کہ ان کی عورتین ایک قربانی کے
موقع پر وہ بھجن گاتی ہین جو اس طرح شروع ہوتا ہے کہ "آؤ سکھی اتھنز چلین!" اس واقعے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ ایسے شہر سے لڑائی مول لینا جو شاعری اور فصاحت کا مالک ہو کیسا مخدوش ہے چنانچہ
اتھنزی تھیٹرون مین ہمیشہ مینوس کی بُرائیان کی جاتی تھین اور وہ نہایت بدذات آدمی کہا
جاتا تھا"۔ اور ان ہجوون کے آگے نہ تو ہی سیڈ کی چلی جو اُسے "شاہون کا شاہ مینوس" کہہ کے
پکارتا ہے اور نہ ہومر کی پیش گئی جس نے اُسے "جوپیٹر دیوتا کا بے تکلف دوست" قرار دیا۔
ناٹک نویس ان سب پر غالب آگئے اور اپنے محفوظ تر مورچے اسٹیج پر سے انھون نے ظالم اور شریر
بنا کے اُس پر ملامتون کا مینھ برسا دیا۔ حالانکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف بادشاہ بلکہ مقنن بھی

تھا اور اسی کی ماتحتی مین رادھامن قاضی ہوا ہے جو اس کے قوانین کے مطابق انصاف و انتظام کیا کرتا تھا ؛

القصہ اب جو تیسری مرتبہ خراج ادا کرنے کا موقع آیا اور قرعے کے رُو سے ، جن جن کے جوان بیٹے تھے وہ کریٹ بھیجے جانے کے لیے چھانٹے جانے لگے تو ایجیس کے خلاف تازہ فساد لوگون مین اُٹھے اور اس کی طرف سے اُن کے دلون مین بڑا رنج اور غصہ پیدا ہوا کہ خاص وہی شخص جس کی بدولت اُن پر یہ کچھ مصیبتین نازل ہوئین سزا پانے سے مستثنےٰ ہو جاے - اُن کا قول تھا کہ اس شخص کو ، جس نے ایک غیر اور حرامی لڑکے کو وارث سلطنت بنا کے اپنا انتظام کر لیا ہے ، ہماری صحیح النسب اولاد کے غارت ہونے اور چھٹنے کا کچھ غم نہین ہے ؛ (گویا وہ صحیح النسب ولاد کی قدر ہی نہین کر سکتا) لیکن تھی سی اس پر یہ باتین اثر کیے بغیر نہ رہین اور اُس نے اپنے ہموطنون کی مصیبت مین شریک نہ ہونا سخت ناانصافی جانا اور اپنے تئین بغیر کسی قرعہ اندازی کے کریٹ بھیجے جانے والون مین پیش کر دیا ! یہ حیرت انگیز شجاعت و ایثار دیکھکر سب کے دلون مین اُس کی محبت و احترام کا نقش بیٹھ گیا اور جب ایجیس نے دیکھا کہ کوئی منت سماجت یا ترغیب و فہمایش اُسے اپنے ارادے سے نہین ہٹا سکتی تو مجبوراً اُس نے باقی قیدیون کا قرعہ سے انتخاب کرنا شروع کیا ؛ مگر ہیلانی قس کی اس بارے مین یہ روایت ہے کہ اہل ایتھنز ان نوجوان لڑکے اور لڑکیون کو چھانٹ کر نہین بھیجا کرتے تھے بلکہ خود مینوس وہان آ کر انھین پسند کیا کرتا تھا اور اُسی نے تھی سی اس کو بھی لیجانے کے لیے منتخب کیا تھا - اسی کے ساتھ یہ شرط بھی انہین طے پا چکی تھی کہ اہل ایتھنز ہی اپنے قیدیون کے واسطے جہاز فراہم کیا کرینگے اور ان مین کوئی مرد اپنے پاس ہتھیار نہین رکھ سکیگا ؛ نیز یہ کہ جس وقت منوٹور ہلاک کر دیا جائیگا اُس وقت یہ خراج جانا بھی بند ہو جائیگا ؛

پہلی دونون دفعہ جب انھون نے اپنے آدمی بھیجے تھے تو چونکہ ان کی سلامتی یا واپسی کی کوئی امید نہ ہوتی تھی لہذا ان کے جہاز پر سیاہ بادبان لگا دیا کرتے تھے جسکا مطلب یہ تھا کہ اب

ان کی موت اٹل اور شدنی ہے۔ مگر باپ کے تھی سی اس نے اپنے باپ کی ہمت بندھائی اور اپنی بابت بہت کچھ کہہ سن کر یقین دلایا کہ مین منوٹور کو بغیر مارے نہ چھوڑونگا۔ چنانچہ اُس نے ملّاح کو سفید بادبان دیدیے اور حکم دیا کہ گر جہاز کی واپسی کے وقت تھی سی اس صحیح سلامت ہو تو اسی کا استعمال کرے۔ لیکن بصورت دیگر وہی بدنصیبی کی علامت یعنی سیاہ بادبان باندھے ٭ ساای مونی دِس کا قول ہے کہ ایجیس نے جہاز ران کو سفید بادبان کے بجائے

شعر "قرمزی رنگ کا ہرے بھرے اوک ٭
کے تازہ اور چمکیلے عرق مین ڈبوکر"

بادبان دیا تھا اور یہی قیدیون کے بچ جانے کا نشان قرار پایا تھا۔ اس کے علاوہ جہاز ران یا ناخدا کا نام بھی اُس نے فرقلوس بتایا ہے لیکن فیلوکورس کہتا ہے کہ اسکی روس نے جزیرۂ سلامیس سے دو آدمی تھی سی اس کے پاس بھجوائے تھے جنمین ناشی توس ہتوار چلانے پر تھا اور فیاکس بطور نگران اس کی ماتحتی مین۔ کیونکہ اہل ایتھنز اس وقت تک جہاز رانی کے میدان مین نہین داخل ہوے تھے۔ باقی اسکی روس کے آدمی بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ خود اُس کا نبیرہ یا داماد مینس تیس کریٹ جانے والون مین منتخب ہوگیا تھا٭ اس بیان کی تصدیق مین فیلوکورس کہتا ہے کہ اسکی روس کے مندر پاس تھی سی اس نے ناشی توش اور فیاکس کے دیول بنوا دیے تھے اور سیرنشیہ نام تہوار بھی اُنھین کی یادگار مین منایا جاتا تھا٭

الغرض جب کریٹ جانے والون کے نام قرعہ اندازی کے روسے چھانٹے جا چکے اور سب تھی سی اس کے پاس آکر جمع ہوگئے تو وہ ڈیلفی گیا اور ان سب کی طرف سے اپالو دیوتا کے حضور مین عاجزانہ نذر نیاز چڑھائی جو ایک مقدس زیتون کی شاخ تھی جسپر سفید اون بندھا ہوا تھا۔ ان رسوم عبودیت کو بجا لانے کے بعد وہ ماہ منوشیان کی چھٹی تاریخ جہاز مین روانہ ہوا۔ اور آب

٭ اوک ایک بڑے درخت کا نام ہے جس کو مذہبی احترام اور ہر دلعزیزی مین اہل یورپ اسی طرح مانتے رہے ہین جس طرح ہندوستان مین پیپل کو مانتے ہین٭

اہل ایتھنز اپنی کنواری لڑکیوں کو اس تاریخ ڈیلفی بھیجتے ہیں کہ دیوتاؤں سے خیر و برکت کی دعائیں مانگیں + یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ ڈیلفی پر دیوتا نے اس کو حکم دیا تھا کہ اپنے سمندری سفر میں وینس (زہرہ) دیوی کو اپنا راہ نما بنائے اور اسی سے اپنی خبر گیری کی دعا مانگے چنانچہ تھی سی اس نے ساحل پر اُس کے نام ایک بکری قربان کی، جو کہ، کہتے ہیں ایکا ایکی نر کی صورت میں بدل گئی جسکا باعث یہ ہے کہ اس دیوی کا نام اپٹ راگیا بھی ہے!

کریٹ پہونچنے کے بعد، اکثر قدیم مورخین اور شعرا کی روایت ہے کہ شاہزادی اریاڈن تھی سی اس پر فریفتہ ہو گئی اور اُسی نے ایک ڈور کا گولا اُسے دیکر بھول بھلیاں کے چکر دار راستوں سے نکلنے کی تدبیر اور ڈور سے کام لینے کا طریقہ بتا دیا جسکی بدولت وہ بالآخر بھول بھلیاں سے باہر نکل آیا اور منوٹور کو ہلاک کرنے کے بعد، ایتھنزی قیدی اور اریاڈن سمیت واپس جہاز میں روانہ ہو گیا، فرسی دیش (Pherecydes) یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ چلتے وقت اس نے کریٹی جہازوں میں چھید کر دیے تھے کہ اس کا تعاقب نہ کر سکیں اور دمن لکھتا ہے کہ شاہ مینوس کے افسر اعلےٰ ٹارس کو اُس نے ایتھنز جاتے وقت، عین بندرگاہ کے دہانے پر ایک سمندری مقابلے میں قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن فیلوکورس نے اس قصے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شاہ مینوس نے جو سالانہ کھیل مقرر کیے تھے اُن کے آنے پر لوگوں کو پھر ٹارس ہی کے جیتنے کی توقع تھی پہلی دفعہ بھی اُسی نے یہ انعام اور عزت پائی تھی اور اس بنا پر بہتوں کو اُس سے حسد ہو گیا تھا اُس کا مزاج اور عام اطوار و افعال بھی ایسے تھے کہ لوگوں میں اُس کا اقتدار نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اس کے علاوہ اُس پر یہ بھی الزام تھا کہ وہ (ملکہ) پے سی فا کے ساتھ بہت بے تکلف ہو گیا ہے - اسی لیے جب تھی سی اس نے اُس سے مقابلے کی خواہش کی تو مینوس نے بخوشی مان لیا، اب کریٹ میں یہ دستور تھا کہ ایسے کھیلوں کے وقت عورتوں کو بھی تماشا دیکھنے کی ضرور اجازت ہوتی تھی، لہٰذا اس موقع پر اریاڈن بھی موجود تھی اور جب تھی سی اس لڑنے نکلا اور بہ دربار دسب پر غالب آیا تو وہ اس کی قوت و شجاعت اور مردانہ حسن و جمال کو دیکھکر اسپر مفتون

ہو گئی - خود مینوس، ٹارس کی اسکے ہاتھوں شکست و رسوائی دیکھکر نہایت خوش ہوا اور بطوع
خاطر تمام قیدی اس کے حوالے کر دیے اور اہل ایتھنز سے خراج لینا معاف کر دیا ۔ اس واقعے
کو کلای ڈلیس (Diodorus) نے اپنی خاص طرز مین اور طرح لکھا ہے اور بہت قبل سے
ایک شاندار تمہید اوٹھا کے یون شروع کیا ہے کہ یہ تمام یونان کا ایک متفق علیہ ضابطہ تھا
کہ کسی مقام سے کوئی کشتی جسمین پانچ سے زیادہ آدمی ہون نہ روانہ ہو سوا ے جاسون کے
جو آرگو نام ایک بڑے جہاز کا کپتان تھا اور سمندر مین چارون طرف پھر کر بحری قزاقون کے
استیصال پر مامور کیا گیا تھا - لیکن جب ڈیڈالوس نام ایک شخص کریٹ سے بھاگ کر ایتھنز
مین آچھپا تو مینوس نے اس ضابطے کی خلاف ورزی کی اور اپنے جنگی جہازون میں اسکے
تعاقب کو نکلا - مگر راستے مین ایک طوفان ایسا آیا کہ اُسے خلاف منشا سسلی لوٹنا پڑا اور
یہین اس کی زندگی کے دن پورے ہوے - اسکے بعد اُس کا بیٹا دیوکالین جانشین ہوا اور
اہل ایتھنز سے لڑائی مول لینے کی غرض سے اُس نے انھین کہلا بھیجا کہ اگر وہ ڈیڈالوس کو
حوالے نہ کر دینگے تو تمام ایتھنز یون کو جو بطور یرغمال مینوس کے پاس بھیجے گئے تھے قتل کر دیا
جائیگا ۔ تھی سی اس نے اس غیض آلود پیام کا جواب نہایت نرم لفظون مین دیا اور عذر کیا
کہ مین ڈیڈالوس کو (جو اپنی ماں میروپ بنت ارختوس کی جانب سے میرا جدی عزیز بھی ہوتا
ہے) حوالے نہین کر سکتا ۔ ساتھ ہی اُس نے خفیہ طور پر ایک بیڑا تیار کرنا شروع کیا جسکا ایک
حصہ تو قریب ہی ایک گمنام گاؤن تمیڈی مین جو تمام شاہ راہون سے علحدہ بچا ہوا تھا، بنوایا
اور ایک حصہ اپنے نانا پتھی اس کی معرفت ٹریزن مین مکمل کرا لیا جسکا مطلب یہ تھا کہ جہانتک
ہو سکے یہ تمام کارروائی بالکل مخفی رہے ۔ پھر جب یہ بیڑا پوری طرح تیار ہو گیا تو تھی سی اس
اسمین بیٹھکے بلا تاخیر کریٹ چل پڑا اور اپنی رہنمائی کے لیے ڈیڈالوس اور دیگر کریٹی جلا وطنون
کو ساتھ مین لے لیا ۔ ادھر اُس کے بندرگاہ پہونچنے کے وقت تک اہل کریٹ اسکی آمد سے
اس قدر بے خبر تھے کہ ایتھنزی بیڑے کو خود اپنے یا اپنے دوستون کے جہاز سمجھے جبتک کہ تھی سی اس

بندرگاہ پر قابض ہوگیا اور پھر نہایت عجلت کے ساتھ اپنی فوج اتار کے ناسس جا پہونچا۔
جہاں بھول بھلیوں کے دروازوں کے سامنے وہ لڑائی ہوئی جس میں دیوکالین اپنے تمام
نگہبانوں سمیت مارا گیا۔ اس کے مرنے کی وجہ سے سلطنت شہزادی اریاڈن کے ورثے میں
آئی اور اس سے تھی سی اس نے ایک معاہدہ اتحاد کر لیا جس کے رو سے اہل کریٹ اور ایتھنز میں
دوامی صلح ہو گئی! کیونکہ اُس نے کریٹ والوں سے حلف لے لیے تھے کہ آیندہ کبھی ایتھنز کے
ساتھ لڑائی نہ چھیڑینگے۔

ان روایات کے مختلف پہلوؤں کے متعلق خصوصًا، اریاڈن کے بارے میں اور بہت
سے باہم متضاد افسانے مشہور ہیں۔ مثلاً بعضوں کا بیان ہے کہ اریاڈن کو تھی سی اس نے
بے وفائی سے چھوڑ دیا تھا اور اسی غم میں وہ اپنے تئیں پھانسی دیکے مر گئی۔ ایک قول یہ ہے
کہ جب تھی سی اس نے کسی اور کی خاطر اُسے چھوڑ دیا (مصرعہ) "کیونکہ اگلی کا عشق اسکے سینے میں
بھڑک رہا تھا" ۔ تو ایتھنز ہی ملاحوں نے اس دل شکستہ کو جزیرہ نکسوس پہونچا دیا جہاں اُس نے
باکوس دیوتا کے بڑے پجاری اناروس کے ساتھ شادی کر لی۔ اور یہ جو مصرعہ میں نے نقل کیا
ہے اس کے متعلق ہیریاس مگاری بیان کرتا ہے کہ وہ ہی سیڈ شاعر کی تصانیف میں موجود تھا
لیکن پی سس ٹراٹس نے اس کو اُسی طرح نکلوا دیا جس طرح کہ اُس نے ہومر کی نظم "سرافرازی مردگان"
میں اہل ایتھنز کو خوش کرنے کے لیے یہ شعر بڑھوا دیا تھا کہ

"دیوتاؤں کا پر قوت بیٹا، تھی سی اس پری تھوس"

ایک اور روایت یہ ہے کہ تھی سی اس سے اریاڈن کے دو بیٹے ہوئے: انوپین اور اسٹےفلس
اور یہ کہ انھیں کی اولاد میں عیون شاعر بھی ہے جو اپنے وطن جیوس کی نسبت خود ہی لکھتا ہے
کہ (مصرعہ) "وہ، جسے ایک دفعہ تھی سی اس کے بیٹے انوپین نے بنایا تھا"۔ بہرکیف عام طور
پر لوگوں کی زبان پر وہی افسانے ہیں جو زیادہ مشہور تھے۔ البتہ اماتھوسیہ کا باشندہ پی آن
جو روایت نقل کرتا ہے وہ سب سے الگ ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ تھی سی اس کو ایک سمندری

طوفان نے جزیرۂ قبرس کے ساحل پر پہونچا دیا تھا اور اس کے ساتھ جہاز پر حاملہ اریاڈن
بھی موجود تھی جسے سمندر کے تلاطم نے سخت بے چین کر دیا تھا۔ تھی سی اس نے اس کو کنارے
پر اوتار دیا اور خود جہاز کو کنارے پر لگانے کے لیے پلا گیا اس عرصے مین یکا یک ہوا کا ایسا
تند جھونکا آیا کہ تھی سی اس سمیت جہاز پھر سمندر مین بہہ گیا اور اریاڈن تنہا کنارے پر کھڑی
رہ گئی۔ اُس وقت جزیرے کی عورتون نے اُس کی بڑی خاطر تواضع کی اور جہانتک بن پڑا
اس تنہائی مین اُس کا غم غلط کرتی رہین۔ انھون نے اس کی تشفی کے لیے تھی سی اس کے
مصنوعی خط بھی اُسے لا لا کے دیے گویا وہ اُس کے دریافت حال کے لیے ایتھنز سے لکھ رہا ہے!
پھر وضع حمل کا زمانہ قریب آیا تو انھون نے اُس کی ہر ممکن اعانت کی، لیکن ولادت سے پہلے
اُس کا انتقال ہو گیا اور وہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھ وہین دفن کر دی گئی۔ اسکے تھوڑی
ہی مدت بعد تھی سی اس وہان آیا اور اس کا مرنا سنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ اور واپسی کے وقت
کچھ روپیہ جزیرے والون کو دے گیا کہ اریاڈن کے نام پہ قربانیان چڑھائی جائین۔ نیز دو مورتیان
ایک چاندی کی اور ایک پیتل کی اوسکی یادگار مین بنوا دین۔ اسکے علاوہ، راوی کا بیان ہے
کہ اب تک قبرس کے لوگ گورپیس مہینے کی دوسری تاریخ کو، جو اریاڈن سے انتساب رکھتی ہے
اپنی قربانیون مین یہ رسم بھی ادا کرتے ہین کہ ایک لڑکا زمین پر لٹا دیا جاتا ہے اور اپنی آواز اور اشارون
سے ایک درد زہ مین مبتلا عورت کی نقل کرتا ہے، نیز اہل اماتھوسیہ اُس کنج کو جسمین وہ اریاڈن
کا مقبرہ بتاتے ہین، وینس اریاڈن کے کنج سے موسوم کرتے ہین ٭

اس روایت سے بھی مختلف قول بعض نکسوس کے مصنفین کا ہے جو لکھتے ہین کہ منوزہ
اور اریاڈن نام کی دو دو عورتین الگ گذری ہین۔ جنمین سے پہلی اریاڈن کی شادی اسی
جزیرے مین باکوس کو پجاری کے ساتھ ہوئی اور انھین سے اس سٹے فلس نام لڑکا ہوا تھا۔
لیکن دوسری اریاڈن بھی جسے زمانہ مابعد مین تھی سی اس نکال لایا تھا اور پھر چھوڑ بیٹھا تھا، اپنی
دایہ کرکینا کو لیکر اسی جگہ چلی آئی تھی اور یہین فوت ہوئی۔ چنانچہ وہان کے لوگ اسکی قبر دکھاتے ہین

اور اس کی بھی پہلی اریاڈنی کی طرح پرستش کی جاتی ہے، گو مختلف طریقے سے - یعنی پہلی کا تہوار تو عام خوشی اور مراسم عیش کے ساتھ منایا جاتا ہے - مگر دوسری کے نام پر جو قربانیاں کی جاتی ہین ان کی ادائگی مین سوگ اور رنج کا اظہار کرتے ہین ؛؛

کریٹ سے واپسی کے وقت تھی سی اس جزیرۂ ڈیلاس مین اترا اور وہان کے دیوتا پر قربانیان کرنے کے بعد زہرہ دیوی کی وہ مورتی اس کے مندر مین نذر چڑھائی جو اُسے اریاڈنی نے دی تھی - پھر نوجوان ایتھنزیون کے ساتھ وہ ناچ ناچا جو کہتے ہین، کہ ابتک اس کی یادگار کے طور پر اہل ڈیلاس مین باقی ہے اور اس مین چند مقررہ چکر اور چاپ پھیریان، اُسی بھول بھلیون کے پیچ در پیچ راستون کی نقل مین، لگانے پڑتے ہین - اور ڈکیار جس کی تحریر کے مطابق اس ناچ کو اہل ڈیلاس ''کرین'' کے نام سے موسوم کرتے ہین - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ڈیلاس مین ورزشی مقابلے اور کھیل تھی سی اس ہی نے رائج کیے تھے اور جیتنے والون کو ''درپام'' انعام مین دینے کی رسم اُسی نے شروع کی ہے ؛؛

جب یہ لوگ اٹیکا کے ساحل پر پہونچے تو وہ اپنی کامیاب مراجعت پر خوشی سے ایسے ازخود رفتہ ہوے تھے کہ تھی سی اس یا جہاز کے ناخدا کسی کو بھی یہ بات یاد نہ آئی کہ وہ بادبان اونچا لگا دین جو ایجیس نے ان کے سلامتی سے واپس آنے کا نشان مقرر کیا تھا - اس (فروگذاشت) کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ایجیس نے وہ نشانی جہاز پر نہ دیکھی تو نہایت رنج و مایوسی مین اپنے تئین ایک چٹان سے گرا دیا اور سمندر مین ڈوب کر مرگیا ؛؛ ادھر تھی سی اس نے بندرگاہ فیلرم پر اُترتے ہی وہ قربانیان چڑھائین جنکی روانہ ہوتے وقت اُس نے منت مانی تھی اور ایک نقیب کو شہر کی طرف دوڑایا کہ اس کے صحیح سلامت لوٹنے کی خوش خبری سنا دے - مگر جب یہ نقیب شہر مین آیا تو اکثر لوگون کو اس نے بادشاہ کے سوگ مین سخت رنجیدہ پایا، تاہم قدرتی طور پر بہت سے ایسے بھی تھے جو اس کا مژدہ سنکر خوشی سے پھولے نہ سمائے، اسکے خیر مقدم کو دوڑے اور پھولون کے ہار خوشی مین لا لاکے پہنانے لگے - لیکن نقیب نے یہ تمام ہار لینے کے بعد اپنے عصا پر لپیٹ لیے اور اسی طرح تھی سی اس

کے پاس لوٹ گیا اور اس وقت تک کہ وہ اپنے مراسم عبودیت سے فارغ ہو خاموش کھڑا رہا کہ مبادا انہین کچھ خلل پڑ جاے، لیکن جب وہ دیوتاؤن کی ناوید[۱] کر چکا تو نقیب نے بڑھکر بادشاہ کے مرنے کی خبر سنائی جسے سُنتے ہی وہ سب کے سب کمال رنج و سراسیمگی کے عالم مین فریاد و ماتم کرتے شہر کو دوڑے۔ کہتے ہین کہ یہی بنا ہے اُن رسمون کی جو آج کے دن تک اُسکو فوریا کے تہوار مین منائی جاتی ہین، یعنی نقیب کے بجاے ہار اُسکے عصا کو پہنائے جاتے ہین اور ناوید کے وقت تمام حاضرین "اللیو، ایو، ایو" پکارتے ہین کیونکہ ان بے معنے آوازون مین سے پہلی تو عام طور پر اس وقت لوگون کے مُنھ سے نکلتی ہے جبکہ وہ کسی جلوس فتح مین یا سخت عجلت مین ہون، اور دوسری اُن کے لیے خاص ہے جو کمال بے حواس یا ہراسان اور مضطرب ہو گئے ہون۔

اپنے باپ کی تجہیز و تکفین کے بعد تھی سی اس نے وہ منت، جو اپالو دیوتا سے مانی تھی، ماہ پیانیپ سیان کی ساتوین تاریخ اُتاری۔ کیونکہ اُسی دن وہ نوجوان جو کریٹ سے اس کے ہمراہ بخیریت واپس آ گئے تھے باضابطہ شہر مین داخل ہوے۔ مشہور ہے کہ اس تہوار مین دال اُبالنے کی رسم بھی اسی وقت اس طرح پڑی کہ سلامتی سے آجانے والون نے اُس روز اپنا تمام باقی سامان خوراک ایک پتیلی مین چڑھا کر اُبال دیا تھا اور اسے ملکر سب نے کھا لیا تھا۔ نیز تھی سی اس نے جو زیتون کی شاخ پر اُون لپیٹ کر دعائین مانگی تھین اس کی یادگار بھی قائم رہی اور اب اُس شاخ کو (ایری سیون) کہتے ہین اور اسکے اوپر تمام قسم کے پھل ساتھ رکھتے ہین جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ خشک سالی اور قحط کا خاتمہ ہوا، پھر اسکے جلوس مین یہ گیت گایا جاتا ہے کہ

"ایری سیون لائی کھجورین، ایری سیون لائی کُلچے
پیالے بھر بھر کے وہ شہد لائی اور جسمون پر ملنے کو لائی تیل
شراب تند کا اک سبو لائی تا کہ پی پی کر سب سرور مین جا سوئین!!"

---

[۱] ناوید یعنی ناویدا Libations اس رسم کا نام ہے جو بتون کو پانی یا دودھ سے نہلانے کی ادا کی جاتی ہین اور قدیم یونانیون اور ہندوون مین مشترک ہے ۱۲ م۔

بعض لوگون کے نزدیک یہ رسم ہر کلی قوم کی یادگار مین قائم ہوئی ہے جن کی اہل ایتھنز نے اپنے ہان لاکر اس طرح دعوت دعمائی کی تھی، لیکن اتفاق راے اسی پر ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ؛

جس مین تھی سی اس اپنے ہم وطن ہمراہیون کے ساتھ واپس آیا وہ تیس چپو کا جہاز تھا، اور ڈسٹ ریس فیلریس کے زمانے تک محفوظ رکھا گیا تھا۔ کیونکہ جب پرانے تختے بوسیدہ ہو جاتے تو وہ ان کی جگہ نئے اور زیادہ مضبوط شہتیرون کے تختے لگا دیتے تھے۔ یہان تک کہ فلاسفرون کے ہان یہ جہاز منطقی مباحث و تنازعات کی (جو اشیا کے متعلق پیدا ہوتے ہین) ایک مثال حاضر بن گیا تھا۔ کیونکہ اہل منطق مین سے ایک فریق تو یہ کہتا تھا کہ یہ جہاز وہی رہا اور دوسرے کا مقولہ تھا کہ نہین یہ وہ نہین رہا!

القصہ ا۔سکوفوریا، یا ڈالیون کا تہوار جسے اب تک اہل ایتھنز مناتے ہین، تھی سی اس ہی نے جاری کیا ہے۔ کیونکہ اُس نے نہ صرف اُن تمام کنواریون کو لیا، جو قرعہ کے بموجب منتخب ہو کر کریٹ بھیجی گئی تھین، بلکہ انہین دو لڑکے اپنی جان پہچان کے بھی شامل کر دیے تھے جن کی صورت بہت کچھ عورتون جیسی تھی (اگرچہ وہ بہت مردانہ رکھتے تھے) انھین متواتر نہلوایا اور گرمی اور آفتاب کی تیزی سے بچایا اور اس قسم کے تمام تیل اور اُبٹنے ملوا تا رہا جو بالون کو بنانے اور رنگ کو صاف کرنے کے کام مین آتے ہین اور جن سے جلد زیادہ نرم ہو جاتی ہے اس طرح ایک حد تک اُس نے اُن کی صورت بدل دی ساتھ ہی اچھی طرح لڑکیون کی رفتار و گفتار کی نقل کرنی انھین سکھائی کہ ان مین اور لڑکیون مین کوئی تمیز نہ ہو سکے۔ پھر اُس نے ان کو بھی عورتون کی اس جماعت مین داخل کر دیا جو کریٹ جانے کے لیے چھانٹی گئی تھین ؛ اب اپنی مراجعت پر انھین دونون لڑکون کو ساتھ لیکر اُس نے ایک پُر اثر جلوس نکالا اور اس لباس مین گشت کیا جو اب بھی وہ لڑکے استعمال کرتے ہین جن کے ہاتھون مین انگور کی شاخین ہوتی ہین۔ ان شاخون سے اریاڈن اور باکوس دیوتا کی تقدیس و تحریم مراد ہوتی ہے جو بیان کردہ روایت کی یادگار ہین

منائی جاتی ہے یا شاید موسم بہار کی یادگار مین جو انکے ہان انگور چُننے کی فصل ہے ۔ ان مراسم اور قربانیون مین وہ عورتین بھی شریک ہوتی ہین جنھین دب نوفیری یا طعام بردار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یا اُن ماؤن کی یادگار مین جن کے لڑکے لڑکیان قرعہ اندازی کے بموجب کریٹ بھیجے گئے تھے اور جو گوشت اور روٹی لے لیکر ان کے جاتے وقت اسی طرح دوڑی تھین ۔ اور چونکہ ان عورتون نے اپنے روانہ ہونے والے بچون کی تسکین وتشفی کے لیے بہت سے قصے اور افسانے سنائے تھے لہذا اس تہوار مین اُنکی بھی نقل کی جاتی ہین اور بہت سی کہانیان آپس مین کہی جاتی ہین ۔ ان تفصیلات کے لیے ہم دیمن کے رہین منت ہین ۔

اس موقع پر ایک مقام بھی چھانٹ لیا گیا تھا اور وہان تھی سی اس کے نام پر ایک مندر تعمیر کیا گیا تھا جس پر قربانیان چڑھانے کے مصارف اُن خاندانون کے ذمے ڈالے تھے جنکے افراد قرعہ کے رُو سے کریٹ جانے کو منتخب ہوے تھے اور انکی پچھلی مہمان نوازی کے صلے اور اعزاز مین ، ان مراسم کی نگرانی تھی سی اس نے خاندان فیلڈی کے سپرد کر دی تھی ۔

اب اپنے باپ ایجیس کی وفات پر تھی سی اس نے ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان منصوبہ باندھا اور تمام علاقۂ اٹیکا کے باشندون کو ایک شہر مین جمع کر دیا اور ایک بستی کا باشندہ بنا دیا حالانکہ پہلے وہ متعدد دیہات مین منتشر تھے اور کسی مشترک مقصد کے لیے بھی بہ آسانی یکجا نہ ہو سکتے تھے ۔ یہی نہین بلکہ اس متفرق آبادی ہونے کی وجہ سے امین اکثر باہم تنازعات اور جنگ کی نوبت پہونچ جاتی تھی ۔ ان اختلافات کو تھی سی اس نے دبدبہ اور قبیلہ بقبیلہ خود جا جا کے رفع کرایا ، اسکے بعد جب عوام الناس اور ادنے درجے کے لوگ اسکے ہم خیال ہوگئے تو زیادہ مقتدر لوگون کو اُس نے یہ کہہ کے اپنا شریک کر لیا کہ نئی آبادی مین جو حکومت ہوگی وہ مشروطہ یا جمہوری حکومت بغیر بادشاہ کے ہوگی ۔ مین بالفعل انکی لڑائیون مین سپہ سالار اور حالت امن مین محافظ قوانین کے فرائض انجام دونگا باقی اور سب چیزون مین تم میرے برابر کے شریک رہوگے ،، اس ذریعے سے لوگون کی ایک کثیر تعداد اُس کے ساتھ ہوگئی ۔ لیکن جو باقی رہے انھین بھی اس کی قوت کا خوف ہوا جو پہلے سے بہت زبردست تھی

نیز اسکی ہمت اور عزم راسخ سے مرعوب ہو کے انھون نے یہی مناسب سمجھا کہ مجبور کیے جانے کے بجاے بہتر ہے کہ ہم خود اسکے اتحاد مین شریک ہو جائین۔ اسکے بعد تھی سی اس نے وہ سب کچہریان ایوانات مجالس اور محلات حکومت تُڑوادیے جو الگ الگ انھون نے بنوار کھے تھے۔ اور سب کے بجاے ایک واحد ایوان مجلس اور قصر حکومت اُس مقام پر تعمیر کرایا جہان اب شہر کا جنوبی حصہ آباد ہے اور اس متحد شدہ سلطنت کا نام بھی ایتھنز قرار دیا اور اُس کی یادگار مین وہ قربانیان اور تہوار جاری کیا جسے پان ایتھنیا (Pan-athenaea)، یعنی تمام متحد ایتھنزیون کی قربانی کہتے ہین۔ اسکے علاوہ ایک اور تہوار بھی اُس نے قایم کیا ہے جسے مٹی شیا، (یا ہجرت کرانے کا تہوار) کہتے ہین اور جو اب بھی ماہ ہیکاٹومبیان کی سولھوین تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ یہ ابتدائی امور طے پا چکے تو اپنے وعدے کے مطابق اُس نے اپنے شاہی اختیارات سے ہاتھ اُٹھالیا اور ایک حکومت ملی یا جمہوریہ کی تنظیم و ترتیب مین مصروف ہوا۔ اس مہتم بالشان کام مین آغاز کرتے وقت دیوتاؤن کا مشورہ بھی اُس نے حاصل کیا تھا اور اپنی نئی حکومت اور بستی کے متعلق استھان کرنے پر ڈیلفی سے یہ جواب پایا تھا کہ: (اشعار)

اے یتھی اس کی بیٹی کے بیٹے!
میرا باپ (یعنی اپالو دیوتا) تمھاری آبادی کو
بہت سی سلطنتون کی قسمت اور نیک و بد کا اختیار
بخشتا ہے۔ جاؤ کوئی خوف اور اندیشہ نہ کرو
یہ پھکنا، ان موجون پر جو اس کے گرد محیط ہین
ضرور تر جائیگا ——— ؛؛

یہی وہ ربانی قول تھا جس کو عرصۂ دراز کے بعد ایک نبیّہ (یا سبل) نے اس طریقے سے اہل ایتھنز کے سامنے ایک مرتبہ دُھرایا تھا کہ "ممکن ہے کہ پھکنا غوطہ کھا جاے مگر غرق نہ ہو"!
اب تھی سی اس نے جو شہر کو اور زیادہ وسیع کرنے کا خواہان تھا باہر کے تمام لوگون کو بھی

اسمین آنے او راہل شہر کے ساتھ مساوی حقوق حاصل کرنے کی صلاے عام دی۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس طرح تمام قومون کے واسطے ایک مشترک حکومت (کومن ویلتھ) تیار کرتے وقت، ان الفاظ کے ساتھ اُس نے اعلان دعوت کیا کہ " اے سب لوگو! ادھر آؤ "، لیکن باین ہمہ اُس نے یہ گوارا نہین کیا کہ اس جم غفیر کی آمد سے جس مین ہر طرح کے لوگ شامل تھے اپنی سلطنت مین بے نظمی اور بے ترتیبی پھیل جاے، اور ان مین کوئی حفظ مراتب قائم نہ رہے بلکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اہل شہر کی تین درجون مین تقسیم کی یعنی امرا، مزارع، اور صناع انھین، امور مذہبی کی نگرانی، مجسٹریٹون کا انتخاب، قوانین کی منسیخ و نفاذ، اور تمام دینی معاملات مین ہدایت و رہنمائی، اُس نے اُمرا کے سپرد کی۔ پھر اس اعتبار سے شہر مین ایک مساوات کامل قائم کی کہ اعزاز مین تو اُمرا کو اورون پر فضیلت تھی، مالی لحاظ سے مزارعین کو، اور تعداد مین صناعون کو سب پر فوقیت تھی۔ اور اس بات کی کہ ارسطو کے بقول تھی سی اس ہی کو یہ شرف اولیت حاصل ہوا کہ اُس نے جمہوری حکومت کو شخصیت پر ترجیح دی اور اپنے بادشاہی اختیارات سے بطوع خود دست بردار ہو گیا، معلوم ہوتا ہے کہ ہومر بھی تصدیق کرتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے جہازون کی فہرست مین صرف ایتھنزیون کو لفظ جمہور سے خطاب کیا ہے ؎

تھی سی اس نے اپنے عہد مین سکہ بھی مسکوک کرایا اور اسپر ایک بیل کی تصویر بنوائی۔ اس سے یا تو میراتھان کے سانڈ کی یادگار قائم کرنی مقصود تھی یا تارس کے سانڈ کی، جنکو اُس نے مار ڈالا تھا اور یا اسکی تہ مین لوگون کو زراعت کی ترغیب دینا مضمر تھا۔ بہر حال اسی سکے کی بدولت یونانیون مین ادائے خیال کی یہ طرز اسقدر عام ہوئی ہے کہ " فلان شے نو بیلون کی برابر ہے "، یا " فلان شے دس بیلون کے برابر بھی نہین! "

اسکے بعد تھی سی اس نے علاقۂ مگارا کو اٹیکا سے ملا دیا اور وسطی خاکناے پر وہ مشہور منار تعمیر کیا جس پر دو سطر کا ایک کتبہ کندہ تھا اور اُن ملکون کی حدود بتاتا تھا جو اس مقام پر آکر ملتے ہین۔ چنانچہ کتبے کے مشرقی پہلو پر تو یہ لکھا ہوا ہے کہ

"پوپیشیہ وہان، آرسے او نیہ یہان"

اور اس کے دوسرے رُخ پہ کندہ ہے کہ

"پوپیشیہ یہان، آرے او نیہ وہان"

پھر ہرقل کی رقابت مین اُس نے تماشون اور گھڑ دوڑون کا نیا آئین بھی قائم کیا
اُسے آرزو تھی کہ جس طرح اس سورما کے قائم کردہ اولمپی کھیل جو شتیر (بر جیس دیوتا) کے اعزاز
مین منائے جاتے ہین اسی طرح میری آئین زادہ خاکنائے کی نمائشین بھی پنچون دیوتا سے
انتساب پاکر یونانیون مین رائج ہوجائین۔ کیونکہ اس مقام پر پہلے جو میلا مبلی کرٹا (دیوی)
کے نام پر لگتا تھا اسکے لیے رات کا وقت مقرر تھا اور اسی لیے اسکی صورت ایک عام نمایش یا
میلے کے بجائے مذہبی رسم کی سی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ خاکنائے کا میلا سب سے پہلے
تھی سی اس ہی نے مقتول اسکیران کی یادگار مین قائم کیا تھا کہ اس کے قتل کا بدلا اُتر جائے
سبب یہ کہ اسکیران بھی تھی سی اس کا نواسہ اور تھی سی اس کا عزیز قریب ہوتا تھا۔ لیکن ایک اور
قول یہ ہے کہ اسکا نام اسکیران کے بجائے سنیس تھا اور اسی کے اعزاز مین یہ کھیل تھی سی اس
نے جاری کیے تھے۔

اس کے بحر اسود جانے کے متعلق فیلوکورس وغیرہ مصنفین تو یہ لکھتے ہین کہ وہ ہرقل کے
ہمراہ ایک متطوع یا (والنٹیر) بنکر جنگی عورتون (امیزن) سے لڑنے گیا تھا اور شجاعت کے صلے
مین ہرقل ہی نے اُسے انٹی اوپ دیدی تھی۔ مگر کثرت تعداد کا جنھین فیری سی دس
ہیلانیقس اور ہیرو دورش شامل ہین، بیان یہ ہے کہ تھی سی اس ہرقل سے کئی سال بعد خود اپنا
بیڑا ابنا کے بحر مذکور مین لے گیا اور وہان (انٹی اوپ) نام امیزن کو اس نے خود ہی اسیر کیا تھا
یہ قصہ زیادہ قرین قیاس نظر آتا ہے کیونکہ ہمین اور کہین امیزن کی گرفتاری کی روایت اُن
راویون سے نہین ملتی جو (ہرقل کے ہمراہ) اس کی مہم مین گئے تھے۔ بی آن اس مین یہ اور اضافہ
کرتا ہے کہ امیزن کو گرفتار کرنے مین اُس نے ایک مکر سے کام لیا تھا۔ جسکی شرح یہ ہے کہ یہ جنگی عورتین

جو طبیعتاً مردون کی دلدادہ ہوتی ہین تھی سی اس کے وہان ساحل پر پہونچنے سے مطلق ناخوش
نہ ہوئین بلکہ اس کے جہاز پر انھون نے تحفے بھجوائے - انکو انٹی اوپ وہان لائی تھی اور اس کو
تھی سی اس نے جہاز پر بلا لیا اور اسکے اوپر آتے ہی لنگر اُٹھا کے روانہ ہوگیا - مینی کریٹس نامی
مصنف جس نے جزیرہ تھفیہ کے شہر نیسی کی تاریخ لکھی ہے، اس بارے مین ایک اور روایت یہ کرتا ہے
کہ انٹی اوپ کو جہاز پر بٹھا لانے کے بعد تھی سی اس کچھ عرصے تک انھین ساحلون پر سمندر کی گشت
کرتا رہا - اسکے ساتھ جہاز مین تین اتھنز کے نوجوان بھی تھے یہ آپس مین بھائی بھائی ہوتے
تھے اور انکے نام یونیوس، تھی اوس اور سولون تھے - انھین تیسرا (یعنی سولون) انٹی اوپ
پر فریفتہ ہوگیا اور بغیر کسی کو خبر کیے اُس نے صرف ایک دلی دوست سے اپنے عشق کا راز بیان
کیا اور اُسی کو اپنا حال کہنے کے لیے انٹی اوپ کے پاس بھیجا - اس تمام عرض معروض پر انٹی اوپ
نے اُسے بالکل صاف جواب دیدیا، لیکن اس معاملے مین بڑے ربط ضبط سے کام لیا اور کسی قسم
کی شکایت تھی سی اس سے نہین کی - لیکن سولون کو ایسی مایوسی کی حالت مین سوا اسکے
کچھ نہ بن پڑا کہ ساحل کے قریب ایک ندی مین گر کے اپنی جان دیدی - اُس وقت تھی سی اس
کو اُسکی موت اور نامرادی کا حال بھی معلوم ہوگیا اور وہ اس حادثے پر نہایت غمگین ہوا - اس
انتہاے ملال مین ڈیلفی کی وہ کہن اُسے یاد آئی جو پہلے کبھی اسے جواب مین دی گئی تھی - اس مین
اپالو دیوتا کی پجارن نے اُسے حکم دیا تھا کہ جب کبھی وہ نہایت رنجیدہ اور سخت افسوس کے عالم مین
ہو تو اُسی مقام پر ایک شہر تعمیر کرے اور اپنے چند ساتھیون کو اس جگہ کی حکومت دیدے، اسی
بنا پر تھی سی اس نے یہان ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور دیوتا کے نام پر اسے پیتھ اپالیس سے موسوم
کیا - نیز اُس ندی کا نام جو اس نئے شہر کے برابر سے بہتی تھی، بدنصیب سولون کے اعزاز مین،
سولون قرار دیا اور اس کے دونون پس ماندہ بھائیون کو وہان کی عنان حکومت سپرد کردی - ان
دونون کے ساتھ تیسرا شریک حکومت اُس نے ہرمس کو نامزد کیا - یہ شخص اتھنز کے امرا مین سے تھا
اور اسی سے اب تک ایک مقام شہر مین ہرمس کا مکان کہلاتا ہے اگرچہ بعد مین اعراب کی غلطی سے

وہ ہرمس ([illegible]) کی جگہ ہرمس ([illegible]) کا مکان سمجھا جانے لگا جو عطارد
دیوتا کا اسم عرفی ہے۔ اور اس طرح اس نامور شخص کا حاصل کردہ اعزاز دیوتا کے پاس منتقل ہو گیا!
یہی واقعہ (یعنی انٹی روپ کا بھگا لانا) اُس حملے کی بنیاد اور اصلی وجہ ہے جو ان جنگی
عورتوں نے اٹیکا پر کیا اور جس کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی معمولی یا عورتوں کا
سا حملہ نہ تھا۔ بلکہ یہی واقعہ کہ انھوں نے خاص شہر کے اندر پڑاؤ ڈالا تھا اور میوزیم کی پہاڑی کے
سامنے اہل ایتھنز سے جنگ کی تھی، ان کی جنگجوئی اور فاتحانہ تاخت ثابت کرتا ہے کیونکہ ممکن
نہین کہ نواحی علاقے کو فتح کیے بغیر وہ ایسی سینہ زوری کے ساتھ شہر کے اندر گھس آتین۔ یہ بات کہ
اتنا بڑا سفر انھون نے خشکی مین کیا اور آبنائے باسفرس کو اُس وقت کہ وہ برف سے منجمد تھی،
عبور کر لیا (جیسا کہ ہیلانی کس روایت کرتا ہے) یقین آنی مشکل ہے باقی اسمین کوئی شبہ نہین ہے
کہ ان کا پڑاؤ شہر کے اندر پڑا تھا اور ارد گرد کے مقامات اپنے نامون سے، نیز مقتولین جنگ اپنے
مزارون اور یادگارون سے اس کی تصدیق مزید پیدا کرتے ہین۔ متخاصمین جب پہلی مرتبہ مقابلے
مین صف آرا ہوئے تو ابتدا کرنے مین ہر فریق متامل اور مذبذب تھا اور عرصے تک ایک خاموشی
میدان مصاف پر طاری رہی آخر تھیسی اس نے ایک کہن یا الہامی حکم کی تعمیل مین خوف دیوتا
کے نام پر قربانی کر کے لڑائی شروع کر دی۔ یہی جنگ ماہ بودرومیان مین ہوئی ہے اور اسی کی
یادگار مین اہل ایتھنز اب تک بودرومیہ نام تہوار مناتے ہین۔ کلائی ڈیمس جو چھوٹی چھوٹی باتین
لکھنے کا بہت شوقین ہے، تحریر کرتا ہے کہ حملہ آورون کا میمنہ اس مقام سے بڑھا تھا جسے اب تک
امیزونیم کہتے ہین۔ اور میسرہ نکس سے پیش قدمی کر رہا تھا اور اسی بازو سے اہل ایتھنز نے میوزیم
کے عقب سے نکل کر اُن کا مقابلہ کیا تھا چنانچہ جو لوگ اس لڑائی مین کام آئے انکی قبرین وہین بازار
مین موجود ہین۔ یہ بازار یا کوچہ اس پھاٹک تک سیدھا چلا گیا ہے جو چلکوڈن سورما کی خانقاہ کے
پاس واقع ہے اور پی ایک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے پھر کلائی ڈیمس لکھتا ہے کہ اول اول
ان عورتون نے ایتھنزیون کو بالکل دبا لیا تھا اور بہت دور تک ہٹا لائی تھین لیکن اس وقت تھین

تازہ کمک بھیج گئی جنکے ہلّے نے امیزنون کو اپنے خیمون تک پسپا کردیا اور اسی جد وجہد مین ان کی کثیر تعداد ماری گئی ! آخر چار مہینے کے بعد ہیولٹا کی ثالثی سے (واضح رہے کہ یہ مورّخ امیزن کا نام جسے تھی سی اس لے آیا تھا اور شادی کرلی تھی انٹی اوپ کے بجاے ہیولٹا بتاتا ہے) فریقین مین مصالحت ہوگئی ! اگرچہ ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ وہ تھی سی اس کے پہلو بہ پہلو لڑنے مین ایک تیر سے ہلاک ہوگئی تھی - اور مندر ارض اولمپی کے پاس جو منارا ہے وہ اسی کی یادگار مین تعمیر کرایا گیا تھا ! اصل یہ ہے کہ اتنے قدیم زمانے کے واقعات مین تاریخ کا بے ترتیب اور غیر منتظم ہونا کچھ حیرت انگیز نہین ہے - چنانچہ ایک تیسری روایت مین ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انٹی اوپ خفیہ طور پر اپنے ہموطنون کی اعانت کرتی تھی اور جو انمین زخمی ہوجاتی تھین انھین چالکس اسکے پاس نگرانی اور علاج کی غرض سے بھیج دیا کرتی تھی اور بہت سی اسکی توجہ سے صحت یاب ہوگئین لیکن چند اسی حال مین مرگئین اور انھیں اُس نے جس مقام پر دفن کرایا اس کا نام امیزونیم ہے !

مگر یہ بات تو یقینی ہے کہ اس محاربے کا خاتمہ باہمی مصالحت پر ہوا کیونکہ صلح پر جو حلف فریقین نے اُٹھائے تھے اس کی وجہ سے اب تک تھی سی اس کے مقبرے کے متصل ایک مقام کا نام ہرکوموزیم ہے - دوسرے تھی سی اس کے تہوار سے ایک روز پہلے امیزنون کے نام پر جو بھینٹ چڑھائی جاتی ہے وہ بھی اسی صلح کی شہادت ہے ! اہل مگارا بھی تصدیق کرتے ہین کہ چند امیزنون کی تدفین انکے قصبے مین کی گئی تھی، اسی طرح ان کے بعض مقتولین کا شیرونیہ مین تھرموڈن نالے کے قریب دفن کیا جانا بیان کیا جاتا ہے - اس نالے کو اب ہیمن کہتے ہین اور اس کا ذکر ہم نے دمستن کی سوانح عمری مین تحریر کیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ تھسلی سے گذرتے وقت بھی امیزنون کو روکا گیا تھا کیونکہ اس وقت تک انکی متعدد قبرین سقوطورہ اور سینوسفالی مین دکھائی جاتی ہین -

امیزنون کے متعلق اسی قدر حال قابل تحریر تھا - اور تھی سیڈ نام نظم کے مصنف نے جو کچھ ان جنگی عورتون کے خروج کے بارے مین لکھا ہے کہ خود انٹی اوپ نے یہ چڑھائی تھی سی اس پر

بدلا لینے کے لیے کی تھی کیونکہ اُس نے فیڈرا سے شادی کرلی اور انٹی اوپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور یہ کہ وہ ان امیزنون کو اپنے ہمراہ لائی تھی جنھین ہرقل نے قتل کیا، یہ سب باتین صریحًا افسانہ اور شاعر کی اپنی اختراع کی ہوئی ہین۔ یہ سچ ہے کہ تھی سی اس نے فیڈرا سے شادی کی تھی مگر یہ واقعہ انٹی اوپ کے بعد کا ہے جو اُس سے ایک بیٹا ہیولی ٹس یا (بقول پنڈار) دمو فن نام چھوڑ کر مر گئی تھی۔ خود فیڈرا اور اس کے بیٹے پر جو مصائب گذرے، ڈراما نویسون نے انکو بالاتفاق یکسان دکھایا ہے اور چونکہ کسی مورخ نے ان کی تردید نہین کی لہذا ہمین مان لینا چاہیے کہ وہ اسی طرح پر ہین ؛

تھی سی اس کی شادیون کے متعلق اور کئی روایتین بھی ہین اور ہرچند اسکی کئی شادیان نہ شریفانہ طور پر کی گئی تھین نہ واقعات کے لحاظ سے کچھ سازگار ہی ثابت ہوئین، تاہم انکا کسی یونانی ڈراما مین کبھی سانگ نہین دکھایا گیا۔ مثلاً، تھی سی اس ایک ٹریزنی عورت اناکسو کو بھگا لایا تھا۔ یا اس نے سنیس اور سرکیان کو قتل کرکے انکی بیٹیون کی عصمت دری کی تھی۔ یا اور متعدد شادیان کرلی تھین۔ پھر ایریاڈن کو دغا دینے کا بھی سپر الزام ہے اور (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) اس نازیبا اور نامنصفانہ حرکت کی وجہ محض اگلی کی محبت تھی۔ آخر مین، اسکا بدترین فعل ہیلن کے ساتھ زنا کرنا تھا جس نے تمام اٹیکا مین جنگ و خونریزی کی آگ مشتعل کر دی اور جو انجام کار تھی سی اس کی جلاوطنی اور موت کا باعث ہوا۔ جس کی تفصیل آگے آئیگی ؛

ہیروڈورس کے خیال مین اگرچہ تھی سی اس کے عہد مین متعدد دلاوران ہمعصر نے مختلف مہمات سر کین، لیکن خود وہ کسی مین اُنکا شریک نہ ہوا، سوائے اُس لڑائی کے جو قوم لیفیتی نے سنٹوروں کے خلاف لڑی تھی۔ مگر دیگر مورخین بیان کرتے ہین کہ وہ دو مہمون مین اور شریک ہوا تھا اور اسی بنا پر یہ ضرب المثل پیدا ہوئی کہ فلان کام "بغیر تھی سی اس کے نہین" ہوا، یا نہ ہوگا۔ اسکے علاوہ تھی سی اس نے بذات خود جو شاندار معرکے جیتے ان کی وجہ سے وہ کہاوت چلی کہ "فلان شخص ہرقل ثانی ہے" ؛

جب ادراسطس اُن مقتولین کی لاشین واپس لینے کی کوشش کر رہا تھا جو شہر تھیبہ کے سامنے مارے گئے تو تھی سی اس بھی اس کا شریک سعی ہو گیا، اور ایک باہمی قرارداد اور رضامندی سے اس مقصد مین کامیابی پائی- اس بارے مین یوری بیدیش ڈراما نویس کا یہ لکھنا کہ اُس نے لاشون کو لڑکر زبردستی حاصل کیا تھا، صحیح نہین ہے اور مورخین کی بڑی تعداد اسکے خلاف بیان کرتی ہے، فیلوکورس یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ لاشین واپس لینے کے متعلق یہی پہلا عہدنامہ تھا- مگر ہرقل کے حالات سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اُس نے اپنے دشمنون کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ اپنے مقتولین کو اُٹھا لیجائین، بہرحال یوری بیدیش کا بیان غلط ہے اور اسکائی لس بھی اپنے ڈراما مین اسکی تردید خود تھی سی اس کی زبان سے کراتا ہے -؛

تھی سی اس کے دوستون مین سب سے نامور پریطوس ہے- اور انکی اس مشہور دوستی کا آغاز اس طرح پر روایت کیا جاتا ہے کہ جب تھی سی اس کا شہرۂ شجاعت سارے یونان مین پھیل گیا تو پری طوس کو اسکی آزمایش اور بذات خود دیکھنے کا شوق ہوا- یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اُس نے تھی سی اس کے بیلون کا گلہ پکڑ لیا اور انھین میراتھان سے ہنکائے لیے جاتا تھا کہ تھی سی اس کے مسلح تعاقب مین آنے کی اطلاع ملی- یہ سنکر پری طوس اس سے مقابلہ کرنے وہین ٹھیر گیا، لیکن جون ہی وہ ایک دوسرے کے سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی، دونون کے دل مین اپنے حریف کی وقعت و محبت جاگزین ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کے حسن و رعنائی پر مفتون ہو گئے! اسوقت پری طوس نے سبقت کی اور تھی سی اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کے کہنے لگا اس معاملے مین تمھین میرے قاضی ہوا ور جو تاوان مجھپر ڈالوگے مین بخوشی منظور کر لونگا- لیکن تھی سی اس نے نہ صرف اسکا قصور معاف کر دیا بلکہ التجا کی کہ اس کا دوست اور جنگ کے موقع پر بھائی بن جائے، چنانچہ اسی وقت انھون نے اپنے عہد اخوت کو قسمین کھا کر مضبوط کیا- اور پھر جب پریطوس کی ڈڈامیا کے ساتھ شادی ہوئی تو اُس نے تھی سی اس کو بھی مدعو کیا کہ اس موقع پر ضرور اسکے وطن آئے اور قوم لفیتی سے شناسائی پیدا کرے- اسی تقریب مین سنٹور قوم کے لوگ بھی مہمان تھے اور شرابین پی کر ایسے بدمست ہوے کہ عورتون کے ساتھ

زیادتیاں کرنے لگے جبکا میزبانوں نے فوری انتقام لیا اور بہت سوں کو اُسی مقام پر قتل کر دینے
کے علاوہ ایک میدانی لڑائی میں بھی مغلوب کیا اور ساری قوم کو اپنے علاقے سے نکال دیا۔ اس تمام
تنازع میں تھی سی اس ابتدا سے قوم لفیتی کے ساتھ رہا اور انکی طرف سے کئی لڑائیاں لڑا ؛ لیکن
ہیروڈورس ان واقعات کو اور طرح بیان کرتا ہے۔ اسکے نزدیک تھی سی اس لفیتی قوم کے پاس لڑائی
شروع ہونے کے بعد تک نہ آیا تھا۔ اور یہ کہ اسی سفر میں وہ پہلی مرتبہ ہرقل سے ملاقی ہوا، جو اپنی تمام
مشقتوں اور دشت نوردیوں کے بعد ٹراجیس میں آرام لینے کے لئے مقیم ہو گیا تھا اس بستی میں تھی سی اس
نے اسکو بڑی جستجو اور تلاش سے ڈھونڈھ نکالا اور انہیں ایک دوستانہ ملاقات ہوئی جسمیں وہ ایک
دوسرے کے ساتھ پوری عزت و احترام اور محبت سے پیش آئے ؛ بایں ہمہ زیادہ قابل یقین یہی ہے
جو اوروں نے لکھا ہے کہ وہ ہرقل سے کئی مرتبہ پہلے مل چکا تھا اور اسی کی وساطت سے شہر الیوسس
میں ہرقل کی رسم تحریم و تقدیس کا آغاز ہوا تھا، جسمیں ہرقل کے بعض افعال کی وجہ سے جو اُس سے
جوانی کے زور میں سرزد ہو گئے تھے، اول تطہیر و استغفار کر لی جاتی تھی ؛

اُس وقت جبکہ اُس نے ہیلن کو جسکی عمر ہنوز شادی کے لائق نہ ہوئی تھی، بھگایا، وہ
(ہیلانی قس کے بقول) پچاس برس کا تھا۔ بعض مصنفین نے اس بدترین جرم کا الزام خفیف کرنا چاہا
ہے اور لکھا ہے کہ خود تھی سی اس ہیلن کو بھگا کے نہیں لایا تھا بلکہ ایڈاس اور لن سیوس نے اُس کی
عصمت دری کی تھی اور پھر تھی سی اس کی حفاظت میں دیدیا تھا اور اسی بنا پر جب پولکس اور
کاسٹر نے مطالبہ کیا تو تھی سی اس نے اُسے حوالے کر دینے سے انکار کیا ؛ اسی پر منحصر نہیں، بعضوں نے
یہانتک بیان کیا ہے کہ خود ہیلن کے باپ ٹنڈارس نے اپنی بیٹی اُسکی حفاظت میں بھجوادی تھی کیونکہ
اسے ایک درشخص ایناروفورس کا خوف تھا جو عجب نہ تھا کہ اُسے صغر سنی ہی میں زبردستی لیجاتا۔
لیکن سب سے زیادہ یقینی بیان جسکے بہت سے گواہ ہیں حسب ذیل ہے :

تھی سی اس اور پری طوس دونوں ملکر اسپارٹہ گئے اور اُسوقت کہ یہ کم سن لڑکی ڈی آنا کے
مندر میں رقص کر رہی تھی، انہوں نے اُسکو پکڑ لیا اور فرار ہو گئے۔ اسی وقت مسلح سپاہی انکے تعاقب

مین روانہ کیے گئے لیکن انھون نے صرف تیگیا تک مفرورین کا پیچھا کیا اور جب پونیشیہ کی حدود طے کر کے تھی سی اس اور پریطوس خطرے سے نکل گئے تو انھون نے باہم یہ قرار کیا کہ ان دونون مین سے ہلین تو زوجیت مین اُسکو ملے جسکے نام قرعہ پڑ جاے مگر ساتھ ہی وہ اپنے دوسرے دوست کی بھی ایک اور محبوبہ حاصل کرنے مین اعانت کرے۔ جب قرعہ ڈالا گیا تو وہ تھی سی اس کے نام نکلا اور چونکہ ہلین ابھی شادی کے لائق نہ تھی لہذا اُس نے قصبۂ افیدنی مین اپنے ایک حلیف افیدنوس کے پاس اُسے چھپا دیا، پھر اپنی مان اتھرا کو بھی وہین بلوا لیا کہ اسکی غور پرداخت کرے اور افیدنوس سے تاکید کر دی کہ ان دونون کو بالکل مخفی اپنی نگرانی مین رکھے۔ یہ کام ہو چکا تو وہ اپنے دوست پریطوس کی ہمراہی مین، اسی قسم کی خدمت انجام دینے، ایپرس روانہ ہوا کہ مولوسی قوم کے بادشاہ کی بیٹی وہان سے اُڑا لیجاے۔ اس بادشاہ کا نام ایدونیس یا پلوٹو تھا اور اسی نے اپنی بیوی کا ہراسرپینا، بیٹی کا کورا اور ایک بڑے کتّے کا نام جو اس کے ہان رہتا تھا، سربی رس رکھا تھا۔ نیز یہ شرط مقرر کی تھی کہ جو کوئی کورا سے شادی کرنا چاہے وہ اس کتّے سے کشتی لڑے جسکے مغلوب کرنے پر اُسکا وعدہ تھا کہ اپنی بیٹی بیاہ دیگا۔ لیکن پریطوس اور اسکے ساتھی کے ارادون کا حال اُسپر کھل گیا کہ یہ لوگ شادی کرنا نہین چاہتے بلکہ اُسکی بیٹی کو بہ جبر بھگا لیجانے کے ارادے سے آئے ہین یہ اطلاع پاتے ہی اُس نے ان دونون کو گرفتار کرا لیا اور پریطوس کو تو اپنے کتّے کے آگے ڈال کے پھڑوا دیا مگر تھی سی اس کو زندہ قید مین پڑا رہنے دیا۔

اسی زمانے کے قریب مانش طوس (Menestheus) نے ایتھنز مین لوگون کو اشتعال دینا شروع کیا۔ وہ پیٹوس کا بیٹا، اور پنس کا پوتا اور ارخطوس کا پرپوتا تھا اور تاریخ مین وہی پہلا شخص ہے جس نے عوام الناس کی خدمت گزاری کو اپنا شعار بنایا اور انھین ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے شہر کے اُن بارسوخ لوگون کو بھی اشتعال اور جوش دلایا جو تھی سی اس کی طرف سے دل مین کینہ رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اُس نے ہمین اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستون اور حکومتون سے محروم کر کے سب کو ایک شہر مین بند کر دیا ہے اور اب ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسے ادنی رعیت

پرورش کیا تھا، لیکن ایتھرا کے متعلق اپنی قدیم تاریخ کی تیرھوین فصل مین الیسٹر نے جو کچھ لکھا ہے وہ
سب سے الگ ہے۔ اسکا بیان یہ ہے کہ کاسٹر اور پولکس نے شاہ پیریس کو تھسلی مین دریاے
سپرچیس کے قریب مغلوب کیا تھا مگر ہکٹر نے بڑھکر اہل ٹریزن کے شہر پر قبضہ کرلیا اور اُسکو برباد کردیا
اور وہین ایتھرا کو بھی اس نے گرفتار کیا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ افسانہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔
اب یہ واقعہ پیش آیا کہ ہرقل کی اہل مولوسیہ کے شہر سے گذرتے وقت وہان کے بادشاہ نے
مہمانی کی؛ دوران تذکرہ تھی سی اس اور پریطوس کے اپنے ملک مین آنے کا حال بھی بیان کیا کہ وہ کس طرح
کورا کو بھگانے کے ارادے سے یہان پہونچے تھے اور پھر گرفتار و سزایاب ہوے۔ یہ سنکر ہرقل کو پریطوس
کی افسوسناک موت اور تھی سی اس کی پرعقوبت گرفتاری کا نہایت رنج ہوا اور یہ سوچ کر کہ پہلے کی نسبت
اب شکوہ وشکایت بیکار ہے اس نے صرف تھی سی اس کے لیے التجا کی کہ اُسے میری خاطر سے رہائی
دیدی جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ درخواست اپنی عنایت سے منظور کرلی اور تھی سی اس آزاد کردیا گیا وہان
سے چھوٹنے کے بعد وہ سیدھا ایتھنز آیا جہان ابھی تک اسکے کچھ رفیق موجود تھے۔ پھر شہر کے تمام مذہبی
مقامات کو جو خود اُسکی یادگار مین تعمیر کیے گئے تھے اُس نے ہرقل کے نام سے منسوب کردیا اور فلوکورس کی
روایت کے بموجب سواے چار کے، سب کے نام بدل کر تھیسیہ کے بجاے ہرقلیہ رکھدیے۔ لیکن جب
اس نے پہلے کی طرح چاہا کہ حکومت قومی مین اُسے سرداری کا درجہ دیا جاے اور وہ عنان انتظام اپنے ہاتھ مین
لے، تو اُسے سخت دشواریون اور فرقہ بندیون کا سابقہ پڑا، جو لوگ بہ عرصۂ دراز اُس سے نفرت رکھتے تھے
وہ اب اُسے بے وقعت بھی سمجھنے لگے تھے اور لوگونکی طبیعتین عام طور پر ایسی بگڑگئی تھین کہ خاموشی سے احکام
کی تعمیل کرنے کے بجاے اب وہ متوقع تھے کہ اُنکی ہر فرض انجام دینے کے لیے خوشامد کی جاے؛ تھی سی اس کے
دل مین انھین بجبر مطیع بنانے کا خیال بھی آیا لیکن وہ مختلف گروہ بندیون سے اور سیاسی مناظرے کرنیوالون سے
عاجز آگیا اور جب دیکھا کہ ایتھنز مین معاملات حسب منشا روبراہ ہونیکی مطلق امید نہین، تو اپنے بچون کو اُس نے
خفیہ طور پر یوبیہ، چالسوڈن کے بیٹے الیفی نور کی نگرانی مین بھجوادیا۔ اسکے بعد موضع گرگتس مین اہل ایتھنز کو دل
سے بد دعا دیکر وہ جزیرہ اسکای روس کو روانہ ہوگیا جہان اسکے باپ نے کچھ زمینین چھوڑی تھین اور جہان کے

لوگون سے اُسے دوستانہ سلوک کی توقع تھی - وہ جگہ جہان گرگش مین اُس نے بد دعا دی تھی شکستہ حالت مین ابتک باقی ہے اور اریٹریان یا مقام بد دعا کے نام سے موسوم ہے۔ تو اسکای روس مین اُن دنون لکومیدش بادشاہ تھا - اُس کے پاس تھی سی اس نے جاکر درخواست کی کہ میری زمینین میرے قبضے مین دیدی جائین کہ اب مین یہین سکونت کرنی چاہتا ہون - ایک روایت یہ ہے کہ اُس نے لکومیدش سے اہل ایتھنز کے خلاف اعانت چاہی تھی - لیکن لکومیدش نے یا تو اسکی ناموری کے حسد سے یا مانش طوس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر، اُسکی زمینین دکھانے کے بہانے اپنے ہان کی سب سے بلند پہاڑی پر لیجا کر اُسے سر کے بل دھکا دیدیا اور اسطرح اسکی جان لی، بعضون کا بیان ہے کہ وہ کھانا کھانے کے بعد حسب عادت ٹہل رہا تھا کہ خود اُسکا پاؤن پھسل گیا اور وہ گر کے مر گیا - بہرحال اُس وقت اُسکی موت پر کسی نے توجہ نہ کی اور مانش طوس نے خاموشی کے ساتھ حکومت ایتھنز اپنے قبضے مین کر لی تھی سی اس کے بچے گمنام حالت مین پرورش پاتے رہے اور محاربۂ ٹراجن مین الیفی نور کے ساتھ شریک جنگ ہوے - لیکن جب مانش طوس اس جنگ مین مرگیا تو یہ ایتھنز چلے آئے اور اپنے باپ کی سلطنت دوبارہ حاصل کر لی۔

علاوہ اُن اسباب کے جنھون نے ایتھنز یون کو تھی سی اس کے اوتار بنا کے پرستش پر آمادہ کیا، ایک یہ بھی واقعہ یادگار ہے کہ عرصۂ دراز کے بعد جب ایرانیون نے یونان پر چڑھائی کی اور میراتھان کا عظیم الشان رن پڑا تو اکثر سپاہیون کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ انھون نے تھی سی اس کی مسلح شکل یا (پرچھاوین) کو اس شان سے دیکھا کہ اُنکے آگے آگے دشمنون پر حملہ آور ہو رہی ہے؛ اور جب یہ لڑائیان ختم ہوئین تو فیڈو کے زمانۂ آرکنی[۱] مین ڈلیفی کے مندر سے لوگون نے مشورہ لیا اور دیوتا کی طرف سے یہ حکم ملا کہ تھی سی اس کی ہڈیان جمع کیجائین اور انھین ایک پاکیزہ مقام پر تبرکات کی طرح شہر مین محفوظ کر دیا جائے؛ لیکن ان ہڈیون کا پتہ چلنا بہت دشوار تھا خصوصاً جاہل اہل جزیرہ کی وحشیانہ ضد اور درشت طبائع کی وجہ سے جستجو کرنی بھی مشکل تھی کہ اسکی نعش یا ہڈیان کس جگہ دفن ہوئین - بایںہمہ ایک عرصے کے بعد جب کائمن نے اس جزیرہ کو فتح کیا (جسکی تفصیل اسکی سوانح عمری مین مذکور ہے) اور نہایت متمنی ہوا کہ تھی سی اس کی قبر کا

[۱] آرکن، ایتھنز مین اُس حاکم میعادی کو کہتے تھے جو اُن کے ہان ہمیشہ بطور افسر اعلے کے منتخب ہوتا رہتا تھا؛

کسی طرح سُراغ مل جاے تو ایک دن اتفاقیہ اُس نے کسی عقاب کو ایک بلند ٹیکری پر چونچین مارتے اور پنجون سے زمین پھاڑتے دیکھا - اسوقت دفعتہً اُسکے دل مین یہ بات آئی جیسے الہام ہوتا ہے کہ اسی مقام کو کھود کر تھی سیس کی نعش تلاش کی جاے - چنانچہ اس جگہ ایک غیر معمولی جسامت کے آدمی کی لاش کفن مین لپٹی ہوئی ملی جسکے پاس ایک تلوار اور برچھی کا پیتلی پھل رکھا ہوا تھا ان سب کو کائمن نے اُٹھوا کر اپنے جہاز پر رکھوا دیا اور اپنے ساتھ انھین ایتھنز لایا اس خبر کو سُنکر ایتھنز مین بڑی خوشیان منائی گئین اور تمام اہل شہر جلوس بنا بنا کے قربانیان کرتے ہوے اُس لاش کے استقبال کو اس شوق کے ساتھ گئے گویا خود زندہ تھی سیس کی پیشوائی کو چلے ہین ٭ اب یہ لاش شہر کے وسط مین موجودہ جمنازیم کے قریب مدفون ہے - اسکا مقبرہ ابتک غلامون کی اور ان سب ادنے درجے کے لوگون کی جاے پناہ ہے جو مقتدر لوگون کے مظالم سے بھاگتے ہین اور اس یادگار کو تازہ کرتے ہین کہ وہ جب زندہ تھا تو ہمیشہ مظلومون کی حمایت اور دستگیری کیا کرتا تھا اور کبھی اُن غمزدہ بدنصیب لوگون کی جو اسکی پناہ مین آجاتے درخواست رد نہ کرتا تھا ٭ سب سے بڑی اور پر احترام قربانی کا دن جو وہ اوس کی یادگار مین کرتے ہین ماہ پیانپ سیان کی آٹھوین تاریخ ہے - کہ اسی روز وہ ایتھنزی قیدیون کو لے کر کریٹ سے واپس آیا تھا - علاوہ ازین وہ ہر آٹھوین تاریخ اسکے نام پر قربانیان کرتے رہتے ہین جسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ دیودورس جغرافیہ نویس کے بقول ٹرِیزن سے اسکی آمد کی تاریخ ہکاٹومبیان مہینے کی آٹھوین تھی - اور یا لوگون نے یہ تاریخ اسکے لیے اس واسطے مخصوص کر دی ہے کہ وہ پنچون دیوتا کا بیٹا مشہور تھا اور پنچون کی نذر نیاز کا دن یہی تاریخ ہے کیونکہ آٹھ کا ہندسہ جو پہلے جفت (یعنی دو) کا مکعب اور پہلے مربع (یعنی چار) کا دُگنا ہے، اسی دیوتا کی زبردست قوتِ استحکام و استقامت کا نشان سمجھا جاتا ہے، اور اسی بنا پر اس کو اسفالیس اور گیوجس کے نامون سے یاد کرتے ہین جن کے معنی زمین کو قائم و استوار رکھنے والے کے ہین ٭

رُومیولس

(Romulus)

رُومۃُ الکبریٰ جس کا نام شوکت وجلال کا مظہر ہے۔ تاریخ سے نہین کھُلتا کہ کس نے آباد کیا۔ اور کیون آباد کیا؟ ایک قول یہ ہے کہ قوم پلےسی جی نے جب صحرا نوردی ترک کی تو وہ اس مقام پر بسے اور اپنی قوم کی برگزیدگی ظاہر کرنے کے لیے بستی کا نام رومہ رکھا (رومہ قدیم لاطینی مین قوت وچیرہ دستی کو کہتے ہین) بعض مؤرخ کہتے ہین کہ نہین۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ اصلیت یہ ہے کہ جب پرانی دنیا کا مشہور ومعروف شہر ٹروائے مفتوح ہوا تو جو لوگ موت کے گھاٹ اُترنے سے بچے۔ وہ بھاگ بھاگ کر جہازون مین چھپے اور سمندر مین توکل علے اللہ جدھر مُنہ اُٹھا چل پڑے ہوا نے ان بیکسون کی یاوری کی اور یہ بیڑا سمندر کی لہرون سے لڑتا بھڑتا ساحل ٹسکنی پر پہونچا اور وہین لنگر ڈالدیا۔ سمندری سفر اور بھوک پیاس نے تمام مفرورین کو مضمحل کر دیا تھا خصوصًا عورتین بہت ہی تھک گئی تھین۔ اور اپنی بے سروسامانی سے زیادہ سمندری سفر کو کوس رہی تھین۔ انھون نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسی ترکیب سے اپنے مردون کو زمین ہی پر روک رکھین اور جہازی سفر کا جھگڑا چکادین پس رومہ نے جو حسب ونسب اور عقل وذہانت مین اپنی ساری ساتھ والیون سے ممتاز تھی یہ راہ نکالی کہ مردون کو اطلاع دیے بغیر بیڑے کو آگ لگا دی جائے۔ چنانچہ سب نے مل کر یہی کیا۔ اور ہر ایک جہاز مین آگ لگا دی ہو اُنکے مرد پہلے تو بہت برافروختہ ہوے۔ مگر آخر ہار جھک مار کر اسی نتیجے پر پہونچے جو عورتون نے سوچا تھا۔ انھون نے پلاٹی ام کے پاس اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈال دیے۔ اور خلاف توقع بڑی خوش حالی سے بسر کرنے لگے۔ بات یہ ہوئی کہ ملک زرخیز تھا۔ اور اہل ملک مہمان نواز۔ اسی لیے

نئے آنے والون کی محنت نے بہت جلد انھین غنی کر دیا ؛ اس طرح کہا جاتا ہے کہ رومہ اس شہر کی بانی ہوئی - اور اُسی کے نام سے وہ بستی رومہ کہلانی لگی - یہ بھی کہتے ہین کہ عورتون کا اپنے خاوندون اور عزیزون کو بوسہ دینا اسی زمانے کی رسم ہے - اور اُس کی اصلیت یہ ہے کہ جب ٹروائے کا بیڑا جلا - تو عورتون نے اپنے مردون کے غصے کو فرو کرنے کے لیے اسی قسم کے پیار و اخلاص کا برتاؤ کیا تھا ؛

مؤرخون نے رومہ کے نسب مین اختلاف کیا ہے - کوئی کہتا ہے کہ وہ اطالوس اور لوکیریہ کی بیٹی تھی - کسی کا بیان ہے کہ ہرقل کے بیٹے تلافوس کی بیٹی اور اینس یا انیس کے بیٹے اسکانس کی بیوی تھی - بعضون کا قول ہے کہ رومہ کا بنانے والا آلی سیز اور سرسی کا بیٹا رومانوس ہے ؛ بعض کہتے ہین کہ رومُوس جو قوم لاطینی کا بادشاہ تھا - اور تھسلی سے لڈیہ اور لڈیہ سے اٹلی مین آیا تھا اُس نے نڑہے ہین لوگون کو نکال کر یہ شہر بنایا ہے ؛ ان اختلافات کا سلسلہ یہین تک نہین ہے بلکہ وہ تمام مؤرخ جن کا قیاس ہے کہ رومہ کا بانی رومیولس ہے وہ بھی رومیولس کے نسب مین متفق نہین ؛ انہین سے بعض کا قول یہ ہے کہ رومیولس کے والدین اینس اور فوربس کی بیٹی ڈکسی تھیا تھے اور شیر خوارگی کے زمانے مین وہ (رومیولس) اور اُس کا بھائی ری مس اٹلی مین بھیجدیا گیا تھا اُس سفر مین تمام جہاز طوفان سے تباہ ہو گئے تھے مگر صرف ایک کشتی جس مین یہ دونون بھائی سوار تھے بچ گئی اور جھکولے کھاتی ہوئی کنارے آلگی تھی - ان ہی خوش نصیب بچنے والون کے نام پر یہ جگہ رومہ کہلائی - اور بعض کہتے ہین کہ رومیولس اوسی رومہ کا بیٹا ہے جس نے ٹروائے کا بیڑا جلایا تھا - کچھ لوگ اس بات کے قائل ہین - کہ رومیولس کو مریخ دیوتا نے امی میلا کو بخش دیا تھا - جو اینس اور لبنیہ کی بیٹی ہے ؛ ان بیانات کے علاوہ کچھ اور قول بھی ہین جن مین رومیولس کے حسب و نسب کا ذکر کیا گیا ہے - لیکن یہ بے سروپا افسانون سے زیادہ وقیع نہین ؛ مثلاً مشہور ہے کہ البا کا کوئی بادشاہ ترشی ٹس بڑا ظالم اور بے رحم گذرا ہے - اُس کے سامنے ایک دن ایسا ہوا کہ یکایک ایک صورت آتش دان مین سے نکل کر کھڑی ہوگئی اور کئی دن تک کھڑی رہی جب ترشی ٹس نے ٹس کنی کے سب سے بڑے معبد مین یہ خبر بھیجکر (استکھان) یا استخارہ کرایا - تو یہ جواب ملا کہ اس

بھوت کو کنواری لڑکی کی بھینٹ دینی چاہیے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو شجاعت و اقبال مین دنیا کے نام آوروں پر فوق لیجائیگا۔ ترشی لس نے اس بات کا ذکر خود اپنی ایک بیٹی سے کیا اور حکم دیا کہ وہ اُس بھوت کے پاس چلی جاوے۔ مگر یہ لڑکی اس بات پر رضامند نہ ہوئی اور اُس نے اپنی جگہ اپنی خواص کو بھیجدیا۔ ترشی لس اپنے حکم کی خلاف ورزی پر بہت جھلآیا اور غصے سے ان دونوں عورتوں کو قید مین ڈلوادیا۔ وہ انھین مروانا چاہتا تھا۔ لیکن خواب مین وستا دیبی نے اس بات سے منع کیا اور کہا کہ اُن کو قید ہی مین ایک کپڑا بُننے کی سزا دی جائے۔ اور جب وہ بن چکین تو اُن کو بیاہ دیا جاوے۔ مگر ترشی لس اتنی رعایت بھی نہ چاہتا تھا۔ پس اس نے یہ ترکیب نکالی کہ دن بھر مین جتنا کپڑا بنا جاتا۔ وہ رات کو اپنے نوکروں سے دوبارہ کھلوا دیتا۔

اسی عالم مین اُس خواص کے دو جوڑوان لڑکے پیدا ہوے جنھین ترشی لس نے اپنے کسی نوکر مسمی ترانس کے حوالے کیا کہ ہلاک کردے۔ مگر ترانس نے ان بچون کو لیجا کر دریا کے کنارے ڈال دیا جہان ایک مادہ گرگ انھین آکر دودھ پلا جاتی تھی اور پرندے اُن کو بھرا بھی دیا کرتے تھے۔ حتی کہ ایک گڈریے نے یہ تماشا دیکھا۔ اور ڈرتے ڈرتے دونون بچون کو اُٹھا کر اپنے گھر لے آیا۔ یہی بچے جب جوان ہوئے۔ تو انھون نے ترشی لس پر حملہ کیا اور اُس پر غالب آگئے۔ یہ ہے وہ افسانہ جسے پرومے تھین نے بیان کیا ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے جسنے اٹلی کی ایک تاریخ ترتیب دی ہے۔

لیکن وہ قصہ جس کے اکثر حصون پر کثرت رائے متفق ہے، سب سے اوّل دیوسلی Diocles نے یونانیون مین شائع کیا تھا۔ اور فےبی اس پکٹر بھی اُس کو مانتا تھا۔ معمولی اختلافات کو چھوڑ کر اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ شاہان آلبا، اینس کی اولاد مین تھے۔ اور ان ہی کی نسل مین بادشاہت نومی ٹر اور امیولیس، دو بھائیون تک پہونچی۔ امیولیس نے اپنے مال و متاع کو دو حصون مین تقسیم کرنا چاہا اور ایک حصے مین بادشاہت رکھی اور دوسرے مین تمام زر نقد و جواہرات رکھے۔ نومی ٹر نے بادشاہت یعنی پسند کی لیکن امیولس جس کے حصے مین روپیہ آیا تھا۔ تھوڑے ہی دن مین سلطنت کا بھی مالک بن بیٹھا۔ کیونکہ فقط ملک سے اُس کا بھائی اُسکا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ نومی ٹر

کے ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام ایلیہ یا ریبیا۔ یا سلویہ تھا۔ امیولیس ڈرا کہ کہین اس لڑکی کی آیندہ اولاد حریف سلطنت نہ ہو۔ پس اس نے اُس کو حکماً مُرلی بنوا دیا۔ تاکہ وہ مدۃ العمر کنواری رہے مگر کچھ زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ یہ لڑکی حاملہ پائی گئی۔ جو مذہبی قانون کے سراسر خلاف تھا اور جس کی سزا موت تھی۔ بے شبہ سلویہ ان تمام عقوبتون اور اذیتون کا شکار ہوتی اگر خود بادشاہ کی بیٹی اپنے باپ سے سفارش نہ کرتی۔ تاہم اتنی سزا ضرور دی گئی کہ سلویہ کو حراست مین لے لیا گیا اور لوگون سے ملنے جلنے کی ممانعت کر دی گئی تاکہ اُس کے ہان بادشاہ کی بے خبری مین بچہ نہ ہو جائے جب حمل کے دن پورے ہوے تو سلویہ کے دو بچے پیدا ہوے جو حسن اور قد و قامت کے لحاظ سے بالکل غیر معمولی تھے۔ اب امیولیس اور بھی ڈرا اور اس نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ انھین جنگل مین پھینک آئے۔ اس شخص کا نام فاسٹولس بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہین نہین۔ فاسٹولس تو وہ شخص ہے جس نے اُن کی پرورش کی۔ غرض وہ جو کوئی بھی ہو ان معصوم بچون کو ایک مٹکے مین رکھکر دریا کی طرف پھینکنے کو چلا۔ لیکن دریا چڑھاؤ پر تھا اور اس کے غراٹے نے اُسے اس قدر دہشت زدہ کیا کہ پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ بچون کو کنارے پر ڈال گیا۔ دریا نے بڑھکر مٹکے کو بہا دیا اور بہاتے بہاتے ایک قطعۂ زمین پر پہونچا دیا۔ جسے اب سرمانس کہتے ہین۔ یہ جگہ پہلے جرمانس کہلاتی تھی اور اس کی اصل غالباً جرمانس ہے جس کے معنے ہین دو بھائی۔

اس مقام کے قریب ایسا ہوا کہ ایک پیڑ کھجور کا اُگا جسے اب تک رومی نالس کہتے ہین اور عوام مین مشہور ہے کہ یہ نام رومیولس ہی کی وجہ سے رومی نالس ہوا ہے۔ مگر دوسری وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ اسکے سائے مین بھیڑ بکری گائے بھینس دھوپ سے بچکر آ بیٹھتے تھے اور جگالی کرتے تھے جسے اطالین زبان مین رومی نے ٹنگ (Ruminating) کہتے ہین۔ لیکن ان سب سے بہتر وجہ تسمیہ لفظ رُوما معلوم ہوتی ہے جس کے معنے تھن کے ہین۔ گمان غالب ہے کہ رومیولس اور ریمس نے جو مویشی کا دودھ پیکر یہان پرورش پائی تو جگہ کا نام بھی تھن کے دودھ کی مناسبت سے رومی نالس ہو گیا۔ کیونکہ ایک دیوی بھی اسی وجہ سے رومی لیا کہلاتی ہے

کہ وہ شیر خوار بچوں کی پالنے والی ہے اور اب بھی اس پر قربانی جو چڑھائی جاتی ہے اس مین شراب کی جگہ دودھ لنڈھاتے ہین ؛

المختصر یہ بچے یہان تک دریا کے بہاؤ سے پہونچ گئے اور یہین انھین ایک مادہ گرگ دودھ پلاتی تھی اور کٹھ پھوڑا آن کر بھرا جاتا تھا ؛ یہ دونون جانور مریخ دیوتا کے پیرجن اور کٹھ پھوڑے کی تو اب تک اٹلی والون مین تقدیس و عبادت ہوتی ہے ؛ اس طرح گویا بچون کی مان کا کہنا کرسی نشین ہوا کہ یہ بچے مریخ کی اولاد ہین ؛ پھر بھی بہت سے لوگ اس بات کے قائل نہین وہ کہتے ہین کہ یہ بہانہ تو امیولیس نے گھڑ لیا تھا اور وہ خود ہی مسلح ہو کر سلویہ سے ہم بستر ہوا تھا اگرچہ اس بیچاری کو یہی یقین آ گیا کہ یہ اپنی کہن کے مطابق سچ مچ مریخ دیوتا ہے ؛

ایک دل چسپ روایت یہ بھی سننے مین آئی ہے کہ مادہ گرگ سے پرورش پانے کی اصلیت کچھ نہین مگر بچون کی انّا کا مبہم نام - کیونکہ لاطینی مین مادہ گرگ کے لیے جو لفظ ہے (یعنی لوپی lupa) بدکار عورتون کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور فاسٹولس کی بیوی اکّہ لارنشیہ جس نے ان بچون کو پالا پوسا وہ بھی کچھ اسی قسم کی عورت تھی - رومی لوگ اب بھی اس عورت کے نام پر قربانیان چڑھاتے ہین اور اس تہوار کا نام لارنشین ہے ؛ اسی سلسلے مین یہ بھی لکھ دینا چاہیے کہ اس نام کی ایک دوسری عورت بھی گذری ہے جس کی توقیر و تقدیس کی جاتی ہے ؛ اس کا قصہ یون ہے کہ ہرقل دیوتا کے پجاری کو ایک دن خالی بیٹھے بیٹھے یہ سوجھی کہ آؤ دیوتا سے ایک بازی چوسر کی بد کر کھیلین - اور جیت مین کوئی قیمتی تحفہ اس سے حاصل کرین - لیکن اگر دیوتا جیت جائے تو اسکے لیے عمدہ عمدہ کھانے پکوانے کے علاوہ ایک حسین عورت بھی پیش کی جائے ؛ چنانچہ بازی بچھی اور کھیل شروع ہوا - اتفاق دیکھو کہ پجاری صاحب کا ہر پانسہ اوندھا پڑا اور دیوتا کی بازی جیت گئی ؛ شرط کا ایفا ضروری تھا اس لیے پجاری نے دیوتا کے لیے دسترخوان بچھوانے کے علاوہ لارنشیہ کو جو اس وقت کمال حسن پر تھی روپیہ دیکر دیوتا کی خدمت کے واسطے منتخب کیا اور پلنگ بچھا کر مندر مین اُس کو تنہا بند کر دیا جیسے حقیقت مین دیوتا آنے والا تھا - کہتے ہین

کہ اسکا یہ سامان فی الواقع بیکار نہ گیا، بلکہ سچ مچ دیوتا لارنشیہ کے پاس آیا اور اس کو حکم دے گیا کہ صبح دم منڈی میں جو شخص سب سے پہلے نظر پڑے اسی کو سلام کر کے اپنا دوست بنا لے؛ چنانچہ اسی ہدایت کے مطابق اس کی شناسائی ستروتیس سے ہوئی جو ایک مسن اور خاصہ دولتمند آدمی تھا اور تجرد میں اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ لارنشیہ کے ساتھ بمحبت پیش آیا اور مرتے وقت سارا مال منال اس کے نام چھوڑ گیا۔ اور لارنشیہ نے اس کثیر دولت کو اپنے وصیت نامے میں لوگوں کے لیے وقف چھوڑا اور خود، کہتے ہیں کہ عین اس جگہ جا کے غائب ہو گئی جہاں کہ پہلی لارنشیہ مدفون تھی یہ جگہ ولابرم کہلاتی ہے اور اب تک اہل روما اس کو متبرک سمجھکر وہاں نذر نیاز چڑھاتے ہیں؛

اب ہم اصل قصے کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں کہ یہ دونوں بچے فاسٹولس کے ہاں جو امیولس کے سُور چراتا تھا، پرورش پاتے رہے اور کسی کو اس بات کی خبر نہ ہوئی؛ البتہ بعضوں کا یہ کہنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نومیٹر اس راز سے آگاہ تھا اور خفیہ طور پر ان کی (یعنی اپنے نواسوں کی) امداد کرتا رہتا تھا۔ کیونکہ سُنا ہے ان کی تعلیم باقاعدہ گابی کے مدرسے میں ہوئی تھی اور وہ تمام امیرانہ فنون سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے نام جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں اسی وقت سے رومیولس اور ریمس پڑ گئے تھے، جب سے کہ فاسٹولس نے انھیں مادہ گرگ کا دودھ پیتے دیکھا تھا؛ شیر خوارگی ہی میں ان کا حسن اور قد و قامت ان کی عالی نسبی کے گواہ تھے اور بڑے ہوئے تب بھی جو کام وہ کر سکتے تھے دوسرا نہ کر سکتا تھا۔ اور ان کی ہمت اور بہادری سارے میں مشہور تھی؛ مگر رومیولس جو کام کرتا تھا اس کو بہت سوچ بچار کے اور لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد کرتا تھا، نیز اس کی طرز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حکومت اُٹھانے کے لیے نہیں حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے؛ چنانچہ ان دونوں کے ساتھی اور ہمسایے تو سب ان سے محبت اور عزت سے پیش آتے تھے مگر بادشاہی چپراسی برقنداز یا کچہری کے ملازم ان کی نظروں میں بالکل معمولی اور ان ہی جیسے آدمی تھے اس لیے جب یہ لوگ حکومتیں جتاتے تو ان لڑکوں کو اُن سے اُلٹی نفرت ہوتی تھی اور وہ ان کی کوئی بات نہ مانتے تھے؛ وہ دونوں سستی اور کاہلی کو بھی پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے اور اچھے اچھے دوڑ دھوپ کے کھیل کھیلتے رہتے تھے

کبھی چورون کو پکڑتے تھے کبھی قزاقون سے مقابلے کرتے تھے اور کبھی مظلوم کمزورون کی حمایت مین ظالمون سے لڑتے تھے۔ اس طرح دونون کی بہت ناموری ہوگئی تھی ؛ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ نیومٹر اور امیولیس کے چرواہے آپس مین لڑ پڑے۔ اور جب نیومٹر والے اپنے حریفون کے مویشی ہنکا کے لیجانے لگے تو امیولیس کے آدمیون سے جنمین رومیولس اور ریمس بھی شامل تھے برداشت نہ ہوئی بلکہ انھون نے حملہ کر کے سارے جانوران سے چھین لیے اور ان سب کو مار مار کے بھگا دیا ؛ یہ خبر نیومٹر کو پھونچی تو وہ بہت جھلایا مگر یہان کسی کو پروا بھی نہ ہوئی بلکہ سب چرواہے خاصی طرح سرکشی پر آمادہ ہوگئے اور ایک جماعت بہت سے کنگلون اور بھگوڑے غلامون کی جمع کی ؛ مگر سوء اتفاق سے یہ ہوا کہ رومیولس تو کچھ مذہبی رسوم اور قربانیان ادا کرنے مین لگا ہوا تھا جن کا وہ طبعاً شائق تھا اور اُدھر ریمس تین چار ساتھیون کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا کہ نیومٹر کے نوکرون کا ریمس سے آمنا سامنا ہوگیا ؛ وہ تعداد مین زیادہ تھے ، ٹوٹ کے گرے اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد ریمس کو پکڑ کے اپنے آقا پاس لے گئے کہ یہی شخص فساد کی جڑ ہے ؛ اب نیومٹر کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مین بطور خود سزا دیدون تو کہین میرا بھائی امیولیس ناراض ہو جائے پس وہ اپنے بادشاہ بھائی کے پاس پھونچا اور اس کے نوکرون کے تمرد و سرکشی کی شکایت کر کے چاہا کہ وہی ریمس کو سزا دے ؛ اور لوگون نے بھی اس واقعے کو نیومٹر کی ہتک سمجھا تھا وہ سب اس کے موافق تھے اس لیے امیولیس کو سوا اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ اپنے بھائی کو کامل اختیار سرکشون کی سزا کا دیدے ؛ ریمس دوبارہ نیومٹر کے ساتھ اسکے مکان پر لایا گیا مگر ان واقعات سے اسپر مطلق کوئی ہراس طاری نہ ہوا تھا وہ ویسا ہی بے خطر ڈٹا کھڑا تھا اور اس کے قدرتی حسن و جمال کو اس کی جلادت و صولت دُگنا رہی تھی ، اس قدر کہ نیومٹر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور جب اس کے اور قصے جرأت و بہادری کے سنے اور غور سے اس کے شجاعت آثار مسنور چہرے کو دیکھا تو ازرہ استعجاب پوچھنے لگا کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو ؛ ریمس کی ہمت بڑھ گئی اور کہنے لگا کہ مین تم سے جو اصلیت ہے وہ بے کم و کاست ظاہر کر دونگا کیونکہ تم مجھے امیولس

سے زیادہ شاہانہ مزاج کے شہزادے معلوم ہوتے ہو اور مجھے سزا دینے سے پہلے چاہتے ہو کہ تھوڑی بہت تحقیقات بھی کر لو۔ بات یہ ہے کہ پہلے تو ہم (ہم سے مراد میں اور میرا جوڑوان بھائی ہین) اپنے کو فاسٹولس اور لارنشیہ کی اولاد سمجھتے رہے لیکن اب یہان قید ہونے سے ذرا پہلے ہم نے عجیب عجیب باتین اپنے بارے مین سُنی ہین جو کچھ تعجب نہین کہ آج اچھی طرح سے کھل جائین کہتے ہین ہماری پیدایش بالکل مخفی ہوئی تھی اور ہم نانمین دریا کے کنارے پڑے تھے مادہ گرگ ہمین دودھ پلاتی تھی اور کٹھ پھوڑا آنکر ہم کو بھرا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ ناندابھی تک برنجی پتیون مین جڑی ہوئی موجود ہے گو ان پتیون پر جو کتبہ ہے وہ اب پڑھا نہین جاتا مگر ممکن ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد یہ نشانیان ہمارے والدین کی پہچان مین آئین ؛؛

نیومٹر نے جو یہ باتین سُنین اور اپنے دل مین تاریخ ملائی تو شبہ قوی ہوگیا اور وہ اب اس فکر مین ہوا کہ کسی طرح اپنی بیٹی سے (جو ہنوز قید مین تھی) ان تمام معاملات کے متعلق بات چیت کرے

اُدھر کی سُنیے کہ فاسٹولس نے جو ریمس کی گرفتاری سُنی تو بھاگا ہوا رومیولس کے پاس گیا کہ جس طرح بنے اس کے بھائی کو رہا کرائے اور اسی وقت اُس نے انکی پیدایش اور پرورش کا حال بھی صاف صاف سنا دیا۔ پہلے بھی اشارۃً ایسی باتین بتا چکا تھا جن سے سمجھدار آدمی بہت کچھ نتائج پیدا کر سکتا ہے لیکن اس موقع پر اُس نے سب باتین کھول دینے کا ارادہ کر لیا اور وہی نانند یا مٹکا لیکر نیومٹر کے پاس دوڑا گیا کہ کہین اس کے پہونچنے سے پہلے ریمس قتل نہ ہوجائے لیکن شاہی محل کے دروازے پر جب سپاہیون نے اُسے روکا اور سوال پر سوال کرنے شروع کیے تو وہ نہایت سراسیمہ اور دق ہوا حتی کہ وہ نانند بھی جسے وہ چھپائے ہوئے تھا ان پر ظاہر ہوگئی ؛؛

اتفاقاً ان سپاہیون مین ایک شخص وہ بھی تھا جو بچون کے پھینکنے مین شریک تھا اسکی وہ نانند دیکھی ہوئی تھی وہ فوراً تاڑ گیا کہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے چنانچہ اس نے بادشاہ کو اطلاع دی اور فاسٹولس کو بھی پکڑ دھکڑ کر اس کے روبرو پیش کر دیا۔ بیچارے فاسٹولس کی جان اب بڑی مشکل مین پھنسی۔ نہ تو وہ اتنا بہادر ہی تھا کہ مطلق خوف زدہ نہ ہوتا اور نہ وہ اس قدر بودا تھا کہ آسانی سے

راز افشا کر دیا۔ اتنی بات تو اُس نے ضرور ظاہر کر دی کہ وہ بچے زندہ سلامت ہین لیکن اس کے آگے یہ حاشیہ چڑھایا کہ اب وہ یہان سے بہت دور دراز مقام پر بکریان چراتے ہین۔ اور اپنی نسبت کہنے لگا کہ مین تو صرف یہ ناند الیا (یا سلویہ) کے دکھانے کے لیے لے جا رہا تھا کہ اُسے بہت آرزو اس کے دیکھنے بھالنے کی لگی ہوئی تھی تا کہ کچھ نہ کچھ امید اپنے بچون کی سلامتی کی ہو جائے۔

جو لوگ گنہگار ہوتے ہین وہ غصّے یا ڈر مین کام بھی گھبرا کر اوندھے سیدھے کرنے لگتے ہین۔ چنانچہ ایسا ہی کچھ حال امیولیس کا ہوا۔ کیونکہ اُس نے نیومٹر کے پاس جس شخص کو بچون کے دریافت حال کو بھیجا وہ نیومٹر ہی کا دوستدار اور ایک شریف طبیعت امیر تھا۔ اُس نے جو آ کر دیکھا کہ رمس اپنے بچھڑے ہوے نانا سے ہم آغوش ہو رہا ہے تو خود بھی ساری اصلیت کو پا گیا اور اسی نے شریک حال ہو کر انھین صلاح دی کہ جو کچھ کرنا ہے فوراً کرنا چاہیے۔ اور واقعی وقت اتنا تنگ تھا کہ اب مزید توقف نہایت مخدوش تھا خصوصاً اس لیے بھی کہ اس اثنا مین رومیولس آگے بڑھا آ رہا تھا اور بہت سے لوگ جنھین امیولیس سے نفرت تھی اس سے جا جا کے مل رہے تھے علاوہ ازین خود وہ اپنے ساتھ ایک بڑا گروہ لایا تھا جن کی سو سو آدمیون کی کمپنیان تھین اور ہر ایک کے افسر پاس جو جھنڈے تھے ان مین کپڑے کی جگہ بانسون پر ٹہنیان باندھی تھین۔ ٹہنیون اور جھاڑیون کے جھنڈ کو لاطینی لوگ مانی پولی کہتے ہین اور اسی لیے اس وقت سے کپتانون کو بھی مانی پولاری کہنے لگے۔ اب رمس تو اندر سے شہر والون کو بغاوت پر اکسا رہا تھا اور رومیولس باہر سے حملون پر حملے کر رہا تھا۔ امیولیس بالکل اس موقع پر گھبرا گیا اس کے ہاتھ پاؤن پھول گئے اور اسی بدحواسی کی حالت مین گرفتار ہو کر مارا گیا۔ یہ ہے وہ قصہ جس کا بیشتر حصہ فےبیس اور دیوسلی کی تاریخون سے ماخوذ ہے۔ رومہ کی بنیاد اور آبادی کا بیان سب سے پہلے انھین نے کیا ہے، اور گو بہت لوگ اس روایت کو افسانہ بے سروپا سمجھتے ہین کہ اس مین بہت سی باتین خلاف عقل ہین لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اہل رومہ کی حیرت خیز ترقیان دیکھ کر یہ کہنا واجبی ہے کہ کیا تعجب ہے جو خدا نے ان کی ابتدا بھی مافوق العادت اتفاقات سے کی ہو۔ دوسرے تقدیری امور اکثر ایسے دیکھنے مین آئے

ہین جن کو سمجھنے سے آدمی قاصر رہ جاتا ہے ؛

جب امیولیس کا قصہ چک گیا اور سب معاملات صاف ہو گئے تو دونون بھائیون نے ہجرت کی بھڑائی اور حکومت کرنے کی تو انھون نے دل مین ٹھان ہی لی تھی مگر اپنے نانا نیومٹر کی حیات مین یہ کسی طرح ان کو گوارا نہ تھا کہ وہ اس ملک کی جسے البہ کہتے تھے، زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لے لین - پس یہان کی بادشاہت تو انھون نے نانا ہی کو سونپی، اور اپنی مان کو عزت واحترام سے رہا کر کے خود اس جگہ جہان شیرخوارگی مین پرورش پائی تھی ایک شہر بنانے پر مستعد ہو گئے ؛ حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ یہین رہ پڑتے تو وہ فوج در فوج لٹیرے اور مفرور غلام جوان کے پاس اتفاقاً جمع ہو گئے تھے وہان دم نہ لیتے اور ادھر اُدھر جہان سینگ سماتا چل دیتے اور ان سے فائدہ اوٹھانے کا بڑا عمدہ موقع ہاتھ سے نکل جاتا ؛ پس اس جماعت کے لیے الگ ایک بستی کی ترکیب نہایت موزون تجویز تھی ؛ کیونکہ خود البہ والے بھی اس بات سے خوش نہ تھے کہ یہ جماعت ایکن آکے رہے، اور اس کا ثبوت عورتون کے لے بھاگنے سے بھی ملتا ہے جسکا ذکر آگے آیگا ؛ یقیناً یہ حرکت محض اس مجبوری سے عمل مین آئی کہ ان مفرورین کو خوشی سے کوئی بھلا آدمی اپنی بیٹی دینے پر رضامند تھا ؛

شہر کی بنیاد ڈالنے کے بعد ہی انھون نے ایک مندر اسی لس دیوتا کا تعمیر کیا - یہ ہر قسم کے مجرم کے لیے ایک جاے پناہ تھی کہ جس مین آنے کے بعد نہ آقا اپنے نوکر کو لے سکتا تھا نہ قرضخواہ اپنے مقروض کو اور نہ مجسٹریٹ مفرور قاتل کو - کیونکہ وہان والے اس کو ایک مقدس مقام بتاتے کہتے تھے کہ یہین دیوتا نے یہی تاکید کر دی ہے - چنانچہ اس بہلانے سینکڑون مجرم وہان آ آکے آباد ہو گئے اور شہر بہت جلد خوب آباد ہو گیا - تفصیل اسکی آگے آئیگی ؛

بعد ازان دونون بھائیون نے محلات وغیرہ کی تعمیر کا ارادہ کیا - لیکن جگہ کے معاملے مین ان مین اختلاف پیدا ہوا - رومیولس تو کہتا تھا کہ شہر کی عمارتین وہان بنین جہان اب اسکوئیر رومہ (Roma Quadrata یا Square Roma) رومہ کا چوک واقع ہے

مگر ریمس کی راے تھی کہ نہین کوہ ایونٹاین اسکے لیے زیادہ موزون ہے اور قدرتی طور پر مستحکم مقام بھی ہے۔ اس جگہ کو اسی کے نام پر ریمونیم کہتے تھے مگر اب رگنارم (Rignarium) کہتے ہین ۔ اس اختلاف کا فیصلہ یہ ٹھیرا کہ پرندون کی اڑان سے شگون لیا جاے اور جو شخص زیادہ پرندے ایک ہی دفعہ مین دیکھ لے اسی کی بات ورہے۔ چنانچہ دونون بھائی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہوگئے ۔ اس وقت کہتے ہین کہ ریمس نے تو چھ گدھ دیکھے اور رومیولس نے بارہ۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ نہین یہ اسکا جھوٹ تھا اور ریمس نے تو بے شک چھ دیکھے تھے مگر رومیولس نے بارہ اس وقت دیکھے جب کہ شرط کا وقت جاچکا تھا۔ سنا ہے رومیون مین جو احترام گدھ کا شگون کے موقع پر کرتے ہین اس کی بنیاد یہی روایت ہے، اگرچہ ہیروڈورس مورخ کا بیان ہے کہ اس سے بہت پہلے خود ہرقل (Hercules) کسی کام مین ہاتھ ڈالتے وقت گدھ کو دیکھتا تھا تو نہایت شادمان ہوتا تھا۔ بات یہ ہے کہ یہ جانور سے بھی شکاری پرندون مین سب سے کم آزار ہے۔ پھل دار درخت غلہ مویشی یا کسی جاندار کو وہ تکلیف نہین پہونچاتا اور پرندون کو تو مردہ ہوجائین اس وقت بھی نہین کھاتا، حالانکہ اس کی قسم کے اور جانور شکرا باز عقاب وغیرہ خود اپنے ہم جنسون کو چیرتے پھاڑتے اور کھاتے ہین۔ اسکائی کس کہتا ہے:

ہے شرافت سے وہ عاری جاندار
اپنے ہم جنسون کو جو کرلے شکار

اس کے علاوہ گدھ ایسا پرندہ ہے جو بہت کم دکھائی دیتا ہے اور پرندے ہمیشہ نظر آتے رہتے ہین مگر گدھ کی یہ بات نہین، خصوصًا اسکے بچے تو شاذ و نادر ہی کسی نے دیکھے ہونگے۔ یہی کم نمائی اسکی عزت کا سبب ہوگئی ہے۔ لوگ سمجھتے ہین کہ یہ بھی کوئی خدائی امر ہے اور نجومی رمال جو ہر بات کی ایسی ہی وجہ بتا دیتے ہین، خاص طور پر اس بات کے قائل ہین ۔

اب یہ سنیے کہ اس فریب کی حقیقت ریمس کو بھی کسی طرح معلوم ہوگئی اور وہ بہت بگڑا۔ اور جب رومیولس شہرپناہ کی نیو تیار کرا رہا تھا تو ریمس نے اس کی تضحیک و تحقیر کرنی شروع کی اور یہ

دکھانے کو کہ آثار کس قدر چھوٹا ہے"۔ اسپر سے پھلانگ گیا "۔ اس وقت رومیولس نے یا اس کے
ایک ساتھی سیلر نے اس کو اس طرح مارا کہ گر کے مر گیا۔ پھر تو انمین باقاعدہ لڑائی ہو پڑی جس مین
فاسٹولس اور اس کا بھائی پلیس ٹینیس بھی (جو رومیولس کی پرورش مین لوگ کہتے ہین کہ اپنے
بھائی فاسٹولس کا شریک تھا) کام آئے "۔ اور سیلر یہ دیکھکر فوراً بھاگ کر ملک ٹسکنی مین پہونچا۔
چنانچہ اس کی تیز پائی اب تک ضرب المثل ہے۔ اور مٹیلس جس نے اپنے باپ کی موت پر حیرت انگیز
عجلت کے ساتھ پہلوانون کا دنگل بندھوا دیا تھا اسی تیز دستی کی بنا پر سیلر کے عرف سے مشہور ہوگیا تھا

اس کے بعد رومیولس نے اپنے بھائی اور دونون پالنے والون کو کوہ ریمونیا پر دفن کرا دیا
اور خود شہر تعمیر کرنے مین لگ گیا۔ اس نے ٹسکنی سے لوگون کو بلوایا کہ وہ مذہبی رسوم اس کو بتائین
اور نئی بستی کے موقع پر جو کچھ دستور ہوتے ہین ان سے واقف کرین "۔ سب سے پہلے تو ایک مدوّر
خندق اس عمارت کے گرد جو اب کمیٹیم Comitium یا کمیٹی گھر کہلاتی ہے تیار کی گئی اور
از رہ تقدس اس مین ہر قسم کے بکورات (یعنی پہلے پھل یا پہلی کمائی) لاکے ڈال دیے اور ہر شخص
نے اپنے اپنے وطن کی مٹی بھی ایک ساتھ اس مین ملائی۔ پھر اس خندق کا نام آسمان کے نام
پر منڈس (Mundus) رکھا اور شہر کے گول دائرے کا اس کو مرکز تجویز کیا "۔ اس کے بعد
بانی شہر نے ہل مین پیتل کی پھالی لگا کر ایک سانڈ اور ایک گائے دونون کو ساتھ جوت دیا اور
اسی ہل سے حدود شہر کے گرد ایک گہری لکیر یا لیکھ ڈالتا چلا گیا۔ اُسکے پیچھے پیچھے جو لوگ آرہے
تھے اون کا کام یہ تھا کہ جو مٹی ہل کی داب سے اُکھڑ کر ادھر اُدھر پھیلتی تھی اُسے احتیاط سے لکیر
کے اندر والے رخ کرتے جاتے تھے اس طرح کہ کوئی ڈلا حد سے باہر نہ رہ جائے "۔ اس لکیر کے ساتھ
ساتھ جسے وہ مختصر کرکے پمیرم (Pomaerium) یعنی پوسٹ مورم (Postmoerum
بمعنی زیر فصیل کہتے تھے شہر پناہ تعمیر کی گئی تھی اور جس جس جگہ انمین پھاٹک رکھنا منظور تھا
وہان ہل کی پھالی کو اٹھا کر لیکھ مین فصل چھوڑ دیا تھا کیونکہ اگر پھالی وہان سے پھر جاتی تو وہ پھاٹک
مقدس ہو جاتے اور پھر ان مین ایسی چیزون کی آمد برآمد نہ ہو سکتی یا مشکل ہو جاتی جو ہین تو ضروریات

زندگی مین شامل مگر بالنفس ناپاک ہین ؛

تعمیر شہر کی تاریخ کے بارے مین یہ عام طور پر مسلم ہے کہ وہ دن ۲۱ وین اپریل تھا جسے اب تک رومی مقدس اور اپنے ملک کی پیدایش کا دن جانتے ہین ؛ اول اول وہ اس دن گاے بکری کی قربانی یا ذبیحہ بھی نہ کرتے تھے کہ یہ مبارک دن ہے اس مین خون نہ گرانا چاہیے ؛ گو یہی دن بہت مدت پہلے سے چرواہون کا تہوار بھی تھا جسے وہ پلیلیا (Palilia) کہتے تھے ؛

آج کل رومی اور یونانی مہینون مین فرق عظیم ہوگیا ہے۔ لیکن کہتے ہین کہ رومیولس نے جس دن روم‌ۃ الکبرےٰ کی بنیاد رکھی وہ انکی تیرھوین تاریخ تھی اور اس وقت وہ سورج گرہن پڑا تھا جسے چھٹے اولمپیاڈ[۱] کے تیسرے سال انطاجس Antimachus نام شاعر نے دیکھا ہے ؛ حکیم وارّو (Varro) کے زمانے مین جو رومی تاریخ مین بصیرت تامّہ رکھتا تھا اسکا ایک دوست تروتیس (Tarrutius) فلسفیات و ریاضی کا ماہر رہتا تھا۔ اس شخص نے محض اپنے استعجاب کی تسکین کے لیے نجوم سیکھکر اس فن مین بھی کمال حاصل کیا تھا، اس کو وارّو نے رومیولس کی تاریخ ولادت معلوم کرنے کی خدمت دی اور تروتیس نے اسکے بعض صحیح حالات زندگی سنکر اپنے علم کے زور سے قطعی طور پر یہ حکم لگایا کہ رومیولس دوسرے اولمپیاڈ کے پہلے سال مین مان کے پیٹ مین تھا اور اکیسوین تھاتھ[۲] کو طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا، اور روما کا سنگ بنیاد فرموتی Pharmuthi مہینے کی نوین تاریخ رکھا گیا۔ یہ ساری باتین واقعات مابعد کو دیکھکر تروتیس نے بتائی ہین کیونکہ لوگون کا قول ہے کہ ستارون کا خاص خاص جگہ پر ہونا خاص خاص اثرات پیدا کردیتا ہے مگر یہ اور اس قبیل کے ذکر اذکار بجاے دلچسپ اور مزے دار ہونے کے پڑھنے والے کے لیے اکثر اجیرن ہو جاتے ہین ؛

جب شہر تیار ہو چکا تو رومیولس نے ہر شخص کو جو ہتیار چلا سکتا تھا فوجی دستون مین داخل کیا

---

[۱] Olympiad یونان مین قومی کھیل اور تہوار اس نام سے وقتاً فوقتاً منائے جاتے تھے کوہ اکیس برس اور انہی تاریخون سے سنت قرار دیا جانے لگا تھا۔ مترجم

[۲] Thoth مصری مہینے کا نام۔ م

یہ دستے تین تین ہزار پیادہ اور تین تین سو سواروں کے ہوتے تھے۔ ہر دستہ لیجین (Legion) (چیدہ) کہلاتا تھا کیونکہ اس میں منتخب لوگ لڑائی کے لیے شامل کیے گئے تھے؛ جو ان دستوں میں شامل نہ تھے اُن پر جمہور (پیپل People) کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا؛ انھیں میں سے رومیولس نے سَو اہل الرائے شورے کے لیے چھانٹے تھے اور انھیں خطاب شُرفا (Patricians) کا دیا تھا اور ان کی ساری جماعت سینٹ (Senate) کہلاتی تھی جسکے معنی مجلس بزرگان کے ہیں؛ شرفا کی وجہ خطاب بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ باقاعدہ بیاہتا اور صاحب اولاد تھے بعض کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو اپنے باپ دادا کا حسب نسب بتا سکتے تھے۔ درآں حالیکہ شہر میں اور جو بھانت بھانت کے جا نور جمع ہو گئے تھے انکا کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ کس کی اولاد ہیں؛ ایک قیاس یہ بھی ہے کہ یہ لفظ پیٹرن (Patron) سے نکلا ہے جو ایونڈر (Evander) بادشاہ کے ساتھ آیا اور کمزوروں کی حمایت اور مظلوموں کی دادرسی میں مشہور رہا۔ لیکن ہمارے نزدیک گمان غالب یہ ہے کہ رومیولس نے زیادہ صاحب اثر ہوشیار اور دولتمند لوگوں کو اس خیال سے کہ وہ ادنے آدمیوں کی دیکھ بھال کریں پیٹریشین اسلیے کہوایا کہ ادنے خائف و مرعوب ہونے کے بجائے ان سے محبت کریں اور اعلے ان پر تحکم کے بجائے شفقت کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ لفظ پیٹریشین کا مخرج لفظ پیٹر ہے جس کے معنی ہیں باپ؛ اس خیال کی تائید میں یہ اضافہ کر دینا بھی مناسب ہے کہ اس زمانے میں باہر والے تو ارکان مجلس (سینٹ) کو حضور و جناب کے الفاظ سے یاد کرتے تھے مگر خاص رومی اتنی دنایت اور چاپلوسی روا نہ رکھتے تھے بلکہ محض پیٹرس اور آخر آخر میں پیٹرس کنس کرپٹی (Patres Conscripti) کہتے تھے؛

اس طریق سے رومیولس نے شرفا اور عوام الناس میں ایک امتیاز پیدا کر دیا؛ اور باتوں میں بھی اُس نے امرا اور ادنے طبقے کے لوگوں میں حفظ مراتب کا خیال رکھا اور اس طرح بجائے کسی اختلاف یا منافرت کے، انمیں عجیب و غریب محبت و یگانگت پیدا کر دی کیونکہ امرا (Patrons)

ہمیشہ اپنی رعیت (clientes) کے پشت پناہ اور نگران ہوتے تھے قانونی عدالتوں میں ان کی طرف سے پیروی کرتے تھے، نیک و بد سمجھاتے تھے اور ان کے حقوق کی وکالت کرتے تھے۔ اُدھر وہ بھی اپنے مربیوں کی خدمت گزاری اور تعظیم و تکریم فرض سمجھتے تھے اور جب کبھی یہ امرا قرض میں پھنس جاتے یا بیٹیوں کی شادیوں میں جہیز دینا انھیں دشوار ہوتا تو یہی غریب محنتی ان کی مالی اعانت بھی کرتے تھے اور یہ تو قریب قریب ناممکن تھا کہ کوئی امیر اپنے لوگوں کے خلاف یا وہ اُسکے خلاف شہادت دیں۔ نہ قانوناً کوئی مجسٹریٹ مجاز تھا کہ انھیں ایسی شہادت میں بزور طلب کر سکے۔ کچھ مدت کے بعد اتنا فرق انمیں البتہ پڑ گیا تھا کہ کوئی امیر اپنے محنتیوں سے مالی امداد نہ لیتا تھا بلکہ اس کو ایک قسم کا ننگ سمجھنے لگے تھے۔ اب ہم اس ذکر کو بالفعل ختم کرتے ہیں۔

تعمیر شہر کے چوتھے مہینے، فیبیس کے لکھنے بموجب وہ عورتوں کے چرانے کا واقعہ ہوا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ چوری کچھ اس لیے نہیں کی گئی تھی کہ انھیں عورتوں کی ضرورت تھی، (جیسا کہ عام طور پر مسلّمہ ہے) بلکہ اصل میں رومیولس ایک جنگجو آدمی تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس نئی بستی کی عظمت و شہرت بڑھانے کے لیے جارحانہ کوششوں کی سخت ضرورت ہے۔ پس سب سے پہلے اُس نے اپنی ہمسایہ قوم سباین (Sabines) سے چھیڑ شروع کی اور اُن کی تیس عورتیں بھگا کر زبردستی رومہ میں لے آیا اور یہ گویا بہانہ لڑائی پیدا کرنے کا تھا۔ مگر یہ قول کچھ زیادہ دل کو نہیں لگتا اور نہ اس کی تصدیق اور طرح پر ہوئی ہے۔ قرین قیاس یہی بات ہے کہ نئی بستی میں جو آوارہ خدائی خوار اور بھگوڑے ادھر اُدھر سے آن کر جمع ہو گئے تھے انمیں سے بہت کم جورو والے تھے اور یہ امید بھی نہ تھی کہ کوئی ایسے گمنام مجہول النسب لوگوں کو خوشی خوشی اپنی بیٹیاں بیاہ دیگا، ادھر بغیر عورتوں کے آبادی کا بڑھنا غیر ممکن اور اس بے سری جماعت کا رومہ میں ٹھیرنا محال تھا۔ اس واسطے رومیولس نے یہ ترکیب کی اور یہ سوچا کہ اس ذریعے سے تھوڑے دن تو بے شک بیٹی والے غم و غصہ کھائیں گے لیکن آخر کار اُن سے صلح اور باہمی رشتہ داری کی پختہ اور عمدہ سبیل

نکل آئیگی، پہلے تو اس نے یہ مشہور کردیا کہ رومہ مین زمین کے اندر سے ایک دیوتا برآمد ہوئے ہین (جن کا ایک نام توبچیون (Neptune) ہے اور دوسرا کنسس (Consus) جسکے معنی غالباً مشورہ دہندہ کے ہین) اور ان پر قربانی چڑھانے کے لیے فلان دن مقرر کیا جاتا ہے کہ اس روز عام وخاص سب آنکر ایک جگہ جمع ہون اور خوب خوشیان منائین، پھر جب مقررہ وقت پر جم غفیر لوگون کا اکٹھا ہو گیا اس وقت رومیولس بھی اپنے امرا کو جن کے لباس قرمزی تھے جلو مین لیے آیا اور صدر مین آنکر بیٹھ گیا۔ یہ پہلے سے لگی بندھی تھی کہ جب وہ اپنی جگہ سے اوٹھے اور عبا کے دامن سمیٹ کر پھر پھیلائے تو اسکے مسلح ساتھی فوراً اپنا کام شروع کردین؛

اب رومیولس نے حرکت کی۔ اسکے ساتھیون کی آنکھین اس پر لگی ہوئی تھین جیسے ہی وہ اوٹھا اور مقررہ اشارہ اوس نے کیا ویسے ہی وہ سب کے سب تلوارین کھینچ کے چیختے چنگھاڑتے دوڑے اور سباینی لڑکیون کو زبردستی اوٹھا کے لے بھاگے۔ ان عورتون کے مرد پہلے ہی خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے تھے، ان کا کسی نے خیال تک نہ کیا؛

کہتے ہین کہ اس ہنگامے مین جو عورتین رومیون نے پکڑین انکی تعداد تیس[۳۰] تھی مگر والریس انٹیاس یان سو ستائیس[۵۲۷] بتاتا ہے اور جوبا کا بیان ہے کہ وہ کل چھ سو تراسی[۶۸۳] کنواریان تھین۔ اور یہی عذر رومیولس نے بھی کیا کہ ہم نے جتنی عورتین گرفتار کین وہ سب بن بیاہی لڑکیان تھین، سوائے ہرسیلیا کے سو وہ بھی بے خبری مین پکڑی گئی تھی جس کے معنے یہ ہین کہ ان کا منشا اس زیادتی سے صرف یہ تھا کہ اپنے ہمسایون کے ساتھ اصلی برادری قائم کرلین اور انکو اپنے سے اس طرح ملالین کہ پھر وہ جدا ہی نہ ہوسکین!

اور ہرسیلیا کے بارے مین بیانات مختلف ہین، کوئی تو کہتا ہے کہ ایک ممتاز رومی سردار ہوسٹی لیس (Hostilius) نے اس کو بیاہا اور ایک قول یہ ہے کہ خود رومیولس نے اوس سے شادی کی اور اس سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا اسکے ہوے۔ بیٹی پہلوٹھی کی تھی اس لیے اس کا نام تو پریما (Prima) رکھا گیا اور بیٹا اولیس (Aollius) اور بعد ازان ابی لیس Abillius

کے نام سے مشہور ہوا، مگر زنوڈوٹس Zenodatus کی اس روایت کو بہتون نے جھٹلایا ہے ؛

اس ہنگامے مین چند ادنے درجے کے آدمی ایسے بھی تھے جو کسی نہایت حسین اور پریجمال لڑکی کو بھگا کے لیے جارہے تھے اور جب ان کو زیادہ رتبے والون نے روکنا چاہا تو وہ چلائے کہ وہ اس لڑکی کو ایک بہادر اور مشہور امیرزادے ٹلاسیس Talasius کے واسطے لے جارہے ہین، یہ نام سنتے ہی سب لوگ چپ ہورہے بلکہ لڑکی کے حسن وجمال کی تعریفین کرنے لگے کہ واقعی وہ ٹلاسیس ہی کے لایق ہے اور بعض تو بھگانے والون کے ساتھ تک انہین لیجانے مین مدد دینے کو آئے اور ان کے ساتھ مل کر ٹلاسیس ٹلاسیس چلانے لگے، یہین سے وہ رسم رومیون مین قائم ہوئی ہے جسمین کہ وہ آج تک اپنی شادی کے وقت لفظ ٹلاسیس گاتے ہین جسطرح یونانیون مین ہیمنیس Hymenaeus گایا جاتا ہے) کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ٹلاسیس کی شادی نہایت مسعود ومبارک ثابت ہوئی تھی - اور اسی واسطے یہ رواج بھی مبارک سمجھا جاتا ہے لیکن سکٹیس سلا Sextius Sylla جو قرطاجنہ کے ایک علم دوست اور نہایت طبیعت دار رئیس ہین راقم سے کہتے تھے کہ درحقیقت ٹلاسیس کا لفظ آغاز حملہ کا اشارہ مقرر ہوا تھا اور جب رومیولس نے پکارا "ٹلاسیس"، تو سارے حاضرین بلاے ناگہانی کی طرح سابین لڑکیون پر ٹوٹ پڑے اور جس کسی کے قبضے مین کوئی عورت آجاتی تھی وہ بھی "ٹلاسیس ٹلاسیس" چلانے لگتا تھا اسی وقت سے یہ رسم اب تک جاری ہے ؛

ایک خیال یہ بھی ہے (بالخصوص جوبا کو اس کی صحت پر اصرار ہے) کہ یہ لفظ یونانی لفظ ٹلاسیا Talasia کے مشتقات مین ہے، جو اس وقت اطالوی زبان کے بجاے بکثرت مستعمل تھے اور اس کے وہی معنی ہین جو یونانی مین تھے : یعنی چرخا کاتنا اور سگھڑاپے سے گھر چلانا - پس بیبیون دلہنون سے محض ترغیب دلانے کے لیے کہا جاتا ہے تاکہ وہ سلیقہ شعاری کا خیال رکھین میرے نزدیک یہی قیاس اس لیے اور بھی قرین صحت ہے کہ جب اس واقعے کے بعد رومیون کی صلح

سبائین لوگون سے ہوگئی تو انھین ایک قرارداد ان عورتون کے بارے مین طے پائی اور اس مین یہ شرط بھی کھول دی گئی کہ ان عورتون سے کوئی محنت مشقت ان کے زبردستی کے خاوند نہ لینگے سوائے چرخے کے، اور اسی لیے شادی کے وقت اکثر بیٹی والے ہنسی ہنسی مین کہدیا کرتے تھے کہ "ٹلاسیس" یعنی اُن کی لڑکی سوائے چرخہ کاتنے کے اور کوئی کام خاوند کا نہین کریگی ؛
دوسری رسم جو اب تک اس زمانے کی یادگار چلی آتی ہے دُلھن کو گود مین اُٹھانے کی ہے۔ دولھا اپنے گھر کے صحن پر پاتون پاتون چلنے کے بجاے گود مین لے لیتا ہے، یادگاری مین اس واقعے کی کہ سبائین لڑکیان اپنے آپ نہین آئی تھین بلکہ زبردستی لائی گئی تھین ؛ یہ بھی کہتے ہین کہ برچھی کی نوک سے دُلھن کی مانگ نکالنے کا دستور بھی اسی زمانے سے چلا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ دولھا دلھن کی یکجائی اوّل اوّل لڑائی اور جبر کے ساتھ ہوئی تھی - مگر اس کی تفصیل مین اپنی کتاب کو ایسچنز Questions (سوالات) مین لکھ چکا ہون ؛
یہ بھگالے جانے کا واقعہ سیکس ٹی لیس Sextilis مہینے کی (جو اب اگست کہلاتا ہے اور جبین کون سوالے لیا Consualia تہوار منایا جاتا ہے) اٹھاروین کو وقوع مین آیا تھا ؛
اب سبائین لوگون کی سنو کہ وہ لوگ جنگجو تھے اور تعداد مین کثیر تھے - البتہ رہتے الگ الگ کھیڑون[1] مین تھے جن کے گرد نہ تو کوئی فصیل ہوتی تھی نہ کوئی مورچہ - اور کہتے یہ تھے کہ ہم بہادر لوگ ہین اور لسڈی مونی قوم سے ہین، ہمین شہر بنا بنا کے رہنا اور دیوارین بنا کے حفاظت کے سامان کرنا کسی طرح پسندیدہ نہین ؛ لیکن اس موقع پر انھین بھی اپنے اکھڑ پنے کو چھوڑنا پڑا اور چارہ کار اسی مین نظر آیا کہ شائستگی کے ساتھ سفرا کے ذریعے رومیولس سے گفتگو کرین ؛ چنانچہ انھون نے پیغام بھیجا کہ ہماری لڑکیان واپس کر دی جائین اور اس نالایق حرکت کی معافی مانگی جاے تو اس کے بعد ہم رومیون کی التجا پر قاعدہ اور دستور کے مطابق اپنی بیٹیان اُن سے بیاہ دین گے ؛
رومیولس نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تم سے رشتۂ مواخات قائم کرنے کے لیے ہم بخوشی آمادہ ہین

[1] کھیڑے سے مراد چھوٹا گانون ہے -

لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ لڑکیان پہلے واپس کردی جائین ؛ اس پر بہا ین لوگون مین بڑا اختلاف پیدا ہوا۔ بعض جوش مین تھے اور بعض اعتدال کی صلاح دیتے تھے کہ معاملہ جس طرح بنے دبا دیا جاے مگر اکرن Acron شاہ سی نن سس Caeninenses نے نہ مانا اور ایک زبردست فوج لیکر رومہ پر حملے کے لیے بڑھا ؛ یہ واضح رہے کہ اس بادشاہ کو پہلے سے رومیولس کے ساتھ کد تھی۔ اس کی روز افزون قوت سے وہ جلتا تھا اور یہ آخری واقعہ تو خصوصًا ایسا ہوا کہ جس نے اسکے غصے اور حسد کو بے حد بڑھا دیا ؛

اب ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے رومیولس فوج لیکے نکلا۔ لیکن جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوے اور اس نے اُس کو دیکھا تو دونون طرف کے بادشاہون نے اپنے اپنے حریف کو ٹوکا اور ان دونون مین جنگ (یک یکی) Duel کی ٹھن گئی ؛ فوجین تو ہتیار باندھے الگ تھلگ کھڑی رہین اور سردار میدان مین نکلے ؛ اس وقت رومیولس نے منت مانی کہ اگر وہ غالب آیا تو جوپیٹر یا (برجیس) دیوتا کے بت پر خود جاکر اپنے حریف کی زرہ بکتر چڑھائیگا ؛ پھر انھین لڑائی ہونے لگی تو رومیولس ہی غالب آیا اور جنگ مغلوبہ مین بھی اُسی نے دشمن کی فوج کو مار کر بھگا دیا اور اس کا دارالحکومت بھی چھین لیا ؛ لیکن اس شہر کے رہنے والون کو اس نے کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائی البتہ انھین اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے گھرون کو منہدم کرکے رومہ مین چل بسین۔ اور وہان کے تمام حقوق شہریت بھی حاصل کرلین ؛ اور حقیقت یہ ہے کہ رومیولس کی انھی حکمتون نے رومہ کی عظمت کو پہلے سے کہین زیادہ بڑھا چڑھا دیا ؛

اس فتح کے بعد رومیولس نے اپنی منت عمدہ طریق سے پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس طرح کہ دیوتا بھی اُس سے راضی ہو اور لوگ بھی اس رسم کی ادائگی کو پسند کرین ؛ اس غرض کے لیے اُس نے ایک اونچا سا شاہ بلوط کا پیڑ جو ان کی خیمہ گاہ مین اُگ رہا تھا کٹوایا اور اس کو تراش کر ایک نشان فتح Trophy کی شکل کا بنا لیا پھر اپنے حریف کا سارا لباس جنگ اسی ترتیب کے ساتھ باندھا اور اپنے کپڑے اپنے گرد لپیٹ کر سر پر ایک موتیون کا بندھن بنا کے رکھا جسکے نیچے

سے اس کے لمبے لمبے بال خوبصورتی کے ساتھ ادھر ادھر اڑ رہے تھے۔ پھر اس کو کندھے کے سہارے
سیدھا کھڑا کر لیا اور فتحمندی کے گیت گاتا ہوا شہر کی جانب روانہ ہوا۔ تمام فوج اس کے پیچھے پیچھے
آ رہی تھی اور یہ سارا جلوس شہر میں پہونچ کر اور بھی شاندار بن گیا تھا جہاں کہ شہر والے کھڑے
مسرت و تعجب کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ یہی وہ تاریخی جلوس ہے جو آئندہ تمام فتوحات کے
جلوسوں کا نمونہ بنا۔ اس نشان فتح Trophy کو لوگ (برجیس) عدو کش[1] کی نیاز کہنے لگے
کیونکہ رومیولس نے دعا مانگی تھی کہ خدا اسے کامیاب اور دشمن کو اسکے ہاتھ سے ذلیل و خوار کرے
اور مال غنیمت اوپیما Opima یا غنیم شاہی کے نام سے موسوم ہوا جو کہ وارو کے قول
کے مطابق لفظ اوپس سے نکلا ہے جس کے معنی بیش قیمت کے ہیں۔ لیکن اس کی اصل
اوپیس Opus بھی ہو سکتی ہے جس کے معنی ہیں کارنمایاں۔ بہرحال یہ وہ عزت ہے
جو سوائے تین آدمیوں کے جنھوں نے دشمن کے سردار لشکر کو اپنے ہاتھ سے مارا کسی کو نہیں ملی
یعنی کوئی اپنے مال غنیمت کو اوپیما نہیں کہہ سکتا۔ اور وہ تین یہ ہیں:۔
رومیولس اکرن کا قاتل۔ کرنیلیس کوسس Cornelius Cossus جس نے ٹولومینس
Tolumnius کو مارا اور تیسرے کلاڈیس مارسیلس Claudius Marcellus
جس نے شاہ غالیہ وی ای ڈومارس Viridomarus کو ہزیمت دی۔ آخری دونوں
فاتح شہر میں داخل ہوئے تو جنگی رتھوں میں سوار تھے مگر ڈیونی سیس کا یہ کہنا کہ رومیولس بھی
رتھ میں آیا غلط ہے، یہ شان شکوہ تو تارکوان[2] نے اضافہ کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ پبلی کولا
Publicola نے سواری کا جلوس شروع کیا ہے، لیکن رومیولس کے تمام مجسمے بھی جنمیں
اسے فاتحانہ حیثیت سے دکھایا ہے پیادہ پا بنے ہوئے ہیں۔

قبیلۂ سی نن سس کی ہزیمت کے بعد اور سبائن قبائل تو تیاریوں ہی میں رہے مگر فدینی
کرسٹو میریم اور ان تمنا کے باشندوں نے ملکر ایک لشکر رومیوں سے لڑنے کے لیے بھیج دیا۔

ع[1] [illegible] et Jupiter Feretrius

انھون نے بھی شکست فاحش کھائی اور اپنی بستیان اور زمینین فاتحین کے حوالے کرکے رومہ
مین آن بسے ؛ ان زمینون کو رومیولس اپنے لوگون مین برابر برابر تقسیم کردیتا تھا۔ البتہ وہ
قطعے جو مسروقہ یا بھگائی ہوئی عورتون کے والدین کی ملکیت ہوتے تھے اس تقسیم سے محفوظ او
بجنسہ مالکون کے قبضے مین رہتے تھے ؛

ان واقعات نے سباین لوگون کو سخت غصہ دلایا۔ انھون نے ٹیٹیس Tatius
کو اپنا افسر مقرر کیا اور سیدھے رومہ کی طرف بڑھے ؛ مگر شہر (جسکا قلعہ کیپٹیل Capitol
کہلاتا ہے) قریب قریب ناممکن التسخیر تھا اور اس کی محافظت ایک دستہ فوج اور ٹارپیس
Tarpeius کے سپرد تھی۔ یہ جو بعض عقلمند کہتے ہین کہ اسکی محافظ ٹارپیہ Tarpeia
نام لڑکی تھی، بالکل غلط ہے۔ رومیولس اتنا احمق نہ تھا جتنا وہ سمجھتے ہین ؛ ہان اس کی اصلیت
یہ ہے کہ ٹارپیہ بیٹی تھی ٹارپیس کی، اور اسی کی غداری سے قلعہ فتح ہوا۔ درحقیقت وہ سباین لوگونکی
سنہری چوڑیان دیکھکر لالچ مین آگئی اور کمبخت نے ان کے لیے قلعہ کھول دیا ؛ اس غداری کے
صلے مین اس نے ٹیٹیس سے ٹھیرالیا تھا کہ اسے سب لوگ وہ شے دیدین گے جو ان کے بائین ہاتھ
مین ہے ؛ چنانچہ جب اس نے دروازے کھول کر ان کو اندر لے لیا تو انھون نے اپنی شرط اس طرح
پوری کی کہ اول ٹیٹیس نے پہلے چوڑی دی پھر آہنی دستانہ جو پہنے تھا اس پر ڈالا۔ اس کے بعد
ہر ایک نے اسی طرح جو کچھ کہ ان کے بائین ہاتھ مین تھا سب اس پر ڈالنا شروع کیا، یہان تک کہ
سیکڑون ڈھال تلوارون وغیرہ کے بوجھ سے وہ بالکل دب گئی اور گھٹ کر مرگئی۔ اور اس طرح
اپنی سزا کو پہونچی ؛ یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ انٹی گونس Antigonus اپنے خیال مین
اکیلا نہین ہے یعنی وہ جو کہتا ہے کہ "مین غدارون کو پسند کرتا ہون مگر جو غداری کرچکے ان سے
مجھے نفرت ہے" تو اس مین اور بہت اس کے ہم خیال لوگ موجود ہین۔ اور اسی طرح سیزر کے
بھی، جس نے رھمی تالکیس Rhymitalces باشندۂ تراقیہ (تھریس) سے کہا تھا کہ
"غداری مجھے محبوب ہے مگر غدار سے مجھے نفرت ہے" ؛ درحقیقت سبھی جنھین شریر النفس لوگون سے

کام پڑتا ہے اس خیال کے ہو جاتے ہین اور گو وہ اپنا کام تو ان سے خوشی خوشی نکال لیتے ہین لیکن خود ان کی ذات سے کام نکل جانے کے بعد انتہائی تنفر پیدا ہو جاتا ہے ؛

ٹارپیہ کا تو یہ حشر ہوا مگر جوبا حوالے سے گلبا کے بیان کرتا ہے کہ خود ٹارپیس بھی تحقیقات کے بعد اس کے جرم کا شریک نکلا ؛

اس جگہ یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ جو لوگ ٹارپیہ کو خود سبائن کپتان ٹیٹیس کی مسروقہ بیٹی بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ اُس نے اپنے باپ کے لیے ایسا کام کیا اور پھر اپنے باپ کے ہاتھ سے ماری گئی وہ بالکل لغو ہے اور انٹی گونس بھی اس خرافات مین برابر کا حصہ دار ہے ؛ اور سمی لس شاعر جس نے لکھا ہے کہ ٹارپیہ نے سبائن قوم کے لیے نہین بلکہ قوم گال کے لیے غداری سے قلعہ کھول دیا تھا اور وہ دشمن کے بادشاہ پر فریفتہ ہو گئی تھی، جھک مارتا ہے جہان کہتا ہے کہ :- اشعار

"وہ جو دروازے کے پاس ہی رہتی تھی، ٹارپیہ تھی
جس نے رومہ کے دروازے دشمن پر کھول دیے
اک دشمن جان گال کی دوستداری مین اس نے
ایسا کیا کہ کیپٹل کو جو شہر کی اصلی قوت
تھا غداری سے حوالے کر دیا -"

پھر آگے چل کر اس کی موت کے بارے مین لکھتا ہے کہ :-

اور اس قلطی قوم کے خونخوار لوگون نے یہ بھی تو
نہ گوارا کیا کہ پو کے کنارے تک وہ ساتھ چلی جائے
انھون نے اپنی بھاری ڈھالین اس پر پھینک دین
اور ان جنگی تحایف مین اُسے مار کر دبا دیا ؛

ٹارپیہ جہان ماری گئی وہین دفن بھی ہوئی اور اسی کے نام سے وہ ٹیلہ ٹارپیس کہلاتا تھا۔

یہان تک کہ شاہ ٹارکوان کے عہد مین جب وہ مقام عطارد دیوتا کی نذر ہوا تو اُس کی ہڈیان بھی وہان سے ہٹا دی گئین اور تب سے وہ نام بھی مٹ گیا ؛ اگرچہ اب بھی جس جگہ سے غدّارون کو نیچے گرایا جاتا ہے وہ حصہ ٹارپین راک (یعنی ٹارپیہ کی چٹان یا چوٹی) کہلاتا ہے ؛

الغرض جب سباین کا اس پہاڑی پر قبضہ ہو گیا تو رومیون نے سخت غیظ و غضب کے عالم مین اُن سے لڑائی مانگی - اور ٹیٹیس نے اس اطمینان پر منظور کی کہ اگر شکست کی صورت ہوئی تو ان کے ہٹنے کے لیے بہت محفوظ مقام موجود ہے ؛ فریقین کی جنگ آزمائی کے لیے جو میدان بیچ مین تھا وہ پہاڑیون سے اس طرح گھرا ہوا تھا کہ کسی طرف بھاگنے کی یا بچ کر آڑ لینے کی گنجایش کم تھی اس لیے دونون طرف یقین تھا کہ لڑائی بہت سخت اور روا دار ہو گی ؛ اس میدان کو دریا کے چڑھاؤ نے اور خراب کر دیا تھا اور جگہ جگہ ایسی دہ دل ہو گئی تھی کہ دیکھنے مین تو معمولی تھی مگر پیر پڑ جاے تو پھر آدمی کا نکلنا اس مین سے دشوار تھا - یہ بھی ایک حسن اتفاق ہوا کہ سباین جو غفلت سے اس میدان مین آنے والے تھے بال بال بچ گئے - وجہ اس کی یہ ہوئی کہ انھین سے ایک شخص کرٹیس جو مشہور جنگ آزما تھا اور لڑائی کے شوق مین بیتاب ہوا جاتا تھا سب سے پہلے گھوڑے کو بھگاتا ہوا لایا اور اس (دہدل) یا دلدل مین پھنس گیا - پھر بہتیری اُس نے کوشش کر لی، غل مچایا، چابک اُڑائے اور مہمیز پہ مہمیز ماری، گھوڑا نہ نکل سکا اور وہ ناچار گھوڑے کو دکر اس کی پیٹھ سے جدا ہو گیا کہ کہین خود نہ اُسی دھس مین آجاے ؛ اس جگہ کو اب تک اس کے نام پر کرشین تلاو کہتے ہین ؛

اس ناگہانی مصیبت سے سباین جب بچ گئے تو نہایت مستعدی کے ساتھ انھون نے جنگ شروع کی اور اگرچہ فریقین کے سینکڑون آدمی مارے گئے لیکن لڑائی اب بھی فیصل نہ ہوئی انھین مقتولون مین ہسٹولیس بھی تھا جسے ہرسیلیا کا شوہر اور اُس ہسٹولیس کا دادا بتاتے ہین جو کہ نیوما کے بعد رومہ کے تخت پر بیٹھا ؛

اس عالم رستخیز مین ہلّے اور کشمکشین تو ظاہر ہے کہ بہت سی ہوئی ہونگی لیکن سب سے زیادہ یادگار

آخری جھڑپ ہے ؛ اسی مین رومیولس کے سر پر ایک پتھر ایسا لگا کہ وہ الٹ کر زمین پر گرتے گرتے بچا۔ اور جب وہ لڑائی کے کام کا نہ رہا تو رومی پھر نہ ٹھیر سکے بلکہ پلاٹیم کی طرف بھاگے اس عرصے مین رومیولس کی طبیعت ذرا کی ذرا ٹھیری اور وہ یلتا کہ لڑائی کو پھر نئے سرے سے شروع کرے۔ اس نے بھاگنے والون کو زور سے للکارا اور بہت بڑھائی کہ جہان ہو ڈٹ جاؤ اور جم کے لڑو۔ لیکن اس نے دیکھا کہ دشمنون کی کثرت نے ان کو ایسا مرعوب کر دیا ہے کہ کوئی پلٹنے کی جرات نہین کرتا تو اس وقت اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور برہسپت دیوتا سے دعا کی کہ وہ رومی فوج کو روک دے اور اس نازک وقت مین رومہ کا ساتھ نہ چھوڑے بلکہ اس کی عزت قائم رکھے ؛

ادھر تو رومیولس نے یہ دعا مانگی اور ادھر بہت سون کو غیرت وحمیت نے بھاگنے سے روک دیا ؛ پھر انھین اپنے بادشاہ کا خیال آیا اور ان کے تمام خوف وخدشے یکبارگی اطمینان سے بدل گئے ؛ اس جگہ جہان یہ لوگ پہلے ہی پہل ٹھٹکے اب جوپٹر سٹیٹر Jupiter Stator (یعنی ٹھیرا دینے والے برہسپت دیوتا) کا مندر ہے۔ یہین انھون نے اپنی صفین دوبارہ درست کین اور یہین سے ڈھکیل کر وہ اپنے دشمنون کو وہان تک ہٹا لائے جہان وسٹا Vesta کا مندر ہے اور جس جگہ کو اب ریجیا Regia کہتے ہین۔ اس مقام پر پہونچ کر دونون فریق دوسری مرتبہ ایک سخت لڑائی کی پھر تیاری ہی کر رہے تھے جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا لڑائی رک گئی اور انھون نے کچھ ایسا منظر دیکھا کہ جس کا بیان کرنا بھی دشوار ہے۔ کیا دیکھتے ہین کہ سباین لوگون کی وہ لڑکیان جنھین رومی بھگا لے گئے تھے پریشان حال اور گرتی پڑتی چلی آتی ہین کچھ اس طرف آئین اور کچھ اس طرف گئین۔ ان کی چیخون سے دل ہلا جاتا تھا۔ اور خصوصاً جب طرفین کی لاشون پر بال کھول کھول کر انھون نے بین کرنے شروع کیے تو ہر طرف سناٹا سا چھا گیا انین سے بہت سیون نے اپنے شیرخوار بچون کو گودون مین لے رکھا تھا اور انھین دکھا دکھا کر کبھی سباین اور کبھی رومی سپاہیون کو قسمین دیتی تھین کہ وہ اب لڑائی نہ لڑین ؛ یہ دیکھکر فریقین

کو بھی ترس آگیا اور انھون نے دونون طرف سے ہٹ کر جگہہ دیدی کہ عورتین بیچ مین آجائین اُن کے دل تو ان عورتون کی صورت اور گریہ و بیقراری دیکھکر ہی پگھل گئے تھے پھر جب انھون نے شکوون کے دفتر کھولے پہلے شرمایا اور پھر منت سماجت سے منایا تو کوئی شخص نہ تھا جو متاثر نہ ہوا ہو۔

اس شور و شیون مین عورتون نے جو کچھ کہا اس کا مدعا یہ تھا کہ "لوگو خدا کے لیے بتاؤ تو سہی ہم نے تمھارا کیا قصور کیا کہ تم ہمارے دشمن ہوگئے اور اس طرح آزار پھونچانے کے درپے ہو تو۔ پہلے تو ہمین ان لوگون نے زبردستی بھگایا اور بے آبرو کیا جو ہمارے شوہر ہین پھر یہ ہو چکا تو مدت تک ہمارے باپ اور بھائیون نے ہماری کوئی خبر نہ لی یہان تک کہ اس عرصے مین وہ، جن سے ہمین پہلے دلی نفرت تھی، ہمارے ہوگئے اور ہم اُن کے۔ ہمارے لیے اب ممکن نہین کہ ان کی موت اور ان کی تکلیف پر بیچین نہ ہون، جو پہلے ہمارے دشمن تھے، مگر اب ہمارے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہین۔ اُس وقت تک کہ ہم کنوارے تھے ہماری عزت بچانے کے لیے کوئی نہ آیا۔ مگر اب تم آئے ہو کہ اپنی بہنون اور بیٹیون کو نہین بلکہ رومیون کی بیویون اور ماؤن کو زبردستی ان کے گھرون سے لیجاؤ۔ بے شبہ ہمارے لیے تو تمھاری یہ بعد از وقت طرفداری اُس ترتا بالجبر اور ابتدائی تساہل سے کم تکلیف دہ نہین بلکہ بدتر ہے اگر یہ لڑائی کسی اور خاطر دوسرے موقع پر ہوتی تب بھی تھین کسی طرح زیبا نہ تھا کہ ان پر ہاتھ اُٹھاؤ جن کے کہ تم ہمارے رشتے سے خسر اور نانا ہوتے ہو۔ اور اگر فقط ہمارے ہی لیے تم یہ جھگڑا کرتے ہو تو لو چلو ہمین اور ہمارے ساتھ اپنے دامادون اور نواسون کو اپنے گھر لے چلو۔ بے شک ہمین اپنے بچھڑے ہوے مان باپ اور رشتے دارون کے حوالے کر دو مگر ہمارے شوہرون اور بچون سے بھی تو جدا نہ کرو ہم تمھارے آگے ہاتھ جوڑتے ہین کہ ہمین پھر دوبارہ قید مین نہ ڈالو"۔

غرض یہ اور اس قسم کی بہت سی باتین ہرسیلیا کہتی جاتی تھی اور باقی عورتین بھی اسی طرح التجائین کر رہی تھین جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مین ایک ہنگامی صلح ہوگئی اور دونون طرف کے

افسر مشورے کے لیے ایک جا جمع ہوے اس اثنا مین عورتون نے اپنے اپنے شوہرون اور بچون کو اپنے باپ بھائیون سے لا لا کے ملایا۔ بھوکون کو گوشت اور پیاسون کو پانی دیا اور زخمیون کو مرہم پٹی کے لیے اپنے گھرون پر اٹھوا لائین۔ انھون نے اپنے میکے والون کو یہ بھی دکھایا کہ اپنے نئے گھرون مین وہ بالکل خوش اور خود مختار ہین اور ان کے شوہر کوئی دقیقہ ان کی خاطرداری اور آبرو کرنے مین نہین اٹھا رکھتے؛ جب سباین لوگون نے یہ دیکھا تو انھون نے رومیون سے بخوشی ان شرطون پر صلح کر لی کہ جس عورت کا جی چاہے جاے اور جس کا جی چاہے اپنے شوہر ہی کے پاس ٹھیری رہے ہان مگر اُس سے امور خانہ داری مین کوئی محنت سواے چرخہ کاتنے کے نہ لی جاے ساتھ ہی قرار پایا کہ سباین اپنے گانون چھوڑ کر رومہ ہی مین آبسین اور شہر کا نام تو رومیولس کے نام پر رومہ رہے مگر اس کے باشندون کی قومیت سباین سردار ٹیٹیس کے وطن پر کیوریٹس Quirites کہلائے۔ اور وہ مشترک طور پر فوجی حکومت اور کمان کیا کرین؛ اس جگہ کا نام جہان یہ مصالحت ہوئی اب تک کمیٹیم Comitium ہے۔ یہ لفظ مشتق ہے کوار Coire سے جس کے معنے ”مل جانا“ ہین۔

اس طریق سے شہر دُگنا ہو گیا تو مجلس (سینٹ) مین سباین قوم کے سوار کان اور انتخاب کیے گئے۔ اور فوجی دستے (لیجین) بھی بڑھکر ۶ ہزار پیادہ اور ۶ سو سوار کی فوج ہو گئی؛. اس کے بعد انھون نے لوگون کو تین قبیلون مین منقسم کیا پہلا تو رومیولس کے نام پر.... ریم نن سس Ramnenses کہلاتا تھا دوسرا ٹیٹیس کے نام پر ٹے ٹین سس Tatienses اور تیسرا لوسی رس Luceres مشہور ہوا۔ اس کی وجہ تسمیہ وہ مقام ہے جہان کہ اسائلم Asylum کی عمارت کھڑی تھی اور جسے لوکس Lucus یعنی کنج امن کہتے تھے۔ اور جہان کہ اوّل اوّل رومہ مین پناہ لینے کے لیے مختلف اطراف سے لوگ آتے تھے؛. اس امر کی تصدیق کہ وہ پورے تین ہی قبیلون مین بٹتے تھے خود لفظ ٹرائب سے ہوتی ہے (جس کے معنی ہم نے قبیلے کے اردو مین لکھے ہین) ہر ایک قبیلہ دس کنبون سے بنتا تھا جن کے نام بعضون کا

خیال ہے کہ سب این عورتون کے نامون پر رکھے گئے تھے۔ لیکن یہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ
بہت سے کنبے مختلف شہرون کے نام سے موسوم تھے۔ البتہ اس مین شک نہین کہ اس وقت
وہ بہت سی باتون مین عورتون کا بڑا ادب اور لحاظ کرتے تھے۔ مثلاً جب وہ مل جاتین تو
مرد رستہ چھوڑ کر انھین جگہ دیتے۔ ان کی موجودگی مین کوئی بیہودہ لفظ زبان سے نہ نکالتے
ان کے سامنے کبھی برہنہ نہ ہوتے کیونکہ یہ حرکت انکے ہان قتل عمد کے برابر جرم سمجھی جاتی تھی۔
یا اپنے بچون کو بُلاّ پہناتے جو ایک قسم کا گلے کا زیور تھا اور اسی طرح پری ٹکسٹا Praetexta
بھی پہنانے کی ان کے ہان رسم تھی۔ یہ قرمزی کنارون کا ایک لہنگا سا ہوتا تھا؛
فریقین کے سرداراس قرارداد کے بعد فوراً ہی یکجا نہین ہوے بلکہ پہلے ہر ایک نے اپنے
اپنے سو منتخب آدمیون سے مشورہ کیا اور پھر یہ سب ایک جگہ جمع ہوے؛
ٹیٹیس نے اپنا مکان وہان بنایا جہان اب مون ٹیا Montea کا مندر واقع ہے
اور رومیولس نے اس ڈھلان پہ سکونت اختیار کی جو پلاٹین Palatine کی پہاڑی
اور سرکس مکسمس Circus Maximus کے درمیان ہے۔ اسی جگہ لوگون کا بیان ہے کہ
وہ مقدس اخروٹ کا درخت تھا جو رومیولس کے تیر سے اُگ آیا تھا۔ اس مختصر کی تفصیل یہ ہے
کہ ایک بار رومیولس نے اپنی طاقت آزمانے کی غرض سے کوہ آونٹاین Aventine
پر سے کھڑے ہو کر ایک تیر مارا۔ زمین مین یہ تیر اس قدر گہرا اُتر گیا کہ لوگ کہتے ہین کوئی شخص اس کو
اُکھاڑ نہ سکا۔ اور چونکہ تیر بنا ہوا تھا اخروٹ کی شاخ کا زمین کی قوت نامیہ نے اسے بہت جلد شاداب
کر دیا اور اس کے کلّے پھوٹ آئے یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے وہ پورا تن آور درخت بن گیا؛ اس کو
بعد مین لوگ پوجنے لگے۔ اور اسے متبرک سمجھکر انھون نے گرداگرد ایک پکا تھانولہ بھی بنا دیا۔ اسکی
غور و پرداخت کا بھی انھین اس قدر خیال تھا کہ جب کبھی کسی کو نظر آتا کہ وہ سرسبز نہین ہے یا اس کے
پتے مرجھاتے چلے ہین تو وہ اسی وقت آوازین دے دیکے آس پاس والون کو جمع کر لیتا اور
یہ سب ملکر اس طرح پانی پانی پکارنے لگتے جس طرح کہ آگ لگنے کی سنکر پکارا کرتے ہین اور پھر ہر سمت

سے ڈول بھر بھر کے لوگ دوڑتے ہوے وہان لاتے ۔ مگر کہتے ہین کہ جس زمانے مین شاہ
کے اس سیزر Caesar سینر Caesar اس درخت کے تھانولے کی سیڑھیان مرمت کرا رہا تھا
تو بعض بیلدار کھودتے کھودتے بہت قریب تک کھود گئے جس نے درخت کی جڑین کاٹ دین
اور پھر وہ سرسبز نہ ہو سکا ۔

سباین لوگون نے رومیون کے مہینے بھی اختیار کر لیے تھے - ان مین مفصل اور ضروری
امور کا ذکر نیوما Numa کی سوانح عمری مین آئیگا - اسکے بدلے مین رومیولس نے انکی
لمبی ڈھالین اپنے استعمال مین لے لین - اور اپنے اور تمام رومیون کے جنگی لباس اور زرہ بکتر
کو بھی بالکل بدل دیا ۔

تہوار اور میلے دونون قومین ملکر مناتی تھین یعنی جو ان کے تھے ان مین سباین شریک
ہوتے تھے اور جو سباین لوگون کی تقریبات تھین ان سب مین رومی شرکت کرتے تھے
گویا ہر ایک قوم کی تمام قدیم رسمین قائم رہین - اس کے علاوہ انھون نے چند نئی رسمین مشترکہ طور
پر اور اضافہ کر لین - انہین جدید تہوارون مین ایک متروُنے لیا Matronalia تھا جو
عورتون کے اعزاز مین کہ انھین نے آتش فساد کو بجھایا، منایا جاتا تھا ۔ اسی طرح کارمن ٹلیا
Carmentalia بھی عورتون ہی سے متعلق تھا - بعضون کے نزدیک یہ کارمنٹا ایک
دیوی ہے اور وضع حمل اس کے اختیار مین ہے اسی لیے زچائین اور مائین اس کو بہت مانتی ہین
لیکن ایک قول یہ ہے کہ وہ ایونڈر باشندہ آرکیڈیا کی بیوی تھی جو ایک نبیّہ مانی جاتی تھی اور
اپنے الہامات نثر کے بجاے نظم مین ظاہر کرتی تھی جس سے اس کا نام کہ پہلے نی کس ٹریٹا
Nicostrata تھا کارمنٹا پڑگیا جو کارمن Carmen (بمعنی) نظم سے مشتق ہے
دوسرون کے نزدیک یہ نام کارنس منٹی Carens Mente (بمعنی مجنون) سے
نکلا ہے جس مین اس عورت کی مجذوبانہ ہانک کی طرف اشارہ ہے ۔

تیسرے تہوار پلے لیا کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین (جو تھا) لپر کیلیا Lupercalia تہوار

اوّل اوّل تو محض پاکیزگی حاصل کرنے کی غرض سے منایا جاتا تھا ماہ فروری (جسکا نام خود طہارت کے معنے رکھتا ہے) میں اس کا خاص وقت مقرر تھا اور اس دن کو بھی فروٹا Februata کہتے تھے۔ مگر یہ نام یونانی لفظ لائی سیہ Lycaea کے مرادف ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب نہیں جو یہ بہت قدیم ہو اور ایونڈر کے ہم وطن ساتھی اس کو اپنے ساتھ ادومہ میں لائے ہوں۔ لیکن اس قیاس کی صحت میں شک اس لیے ہے کہ لیرکے لیا کی وجہ تسمیہ وہ مادہ گرگ بھی ہو سکتی ہے جس نے رومیولس کو پرورش کیا تھا۔ کیونکہ اس تہوار کے جو پجاری ہیں وہ اپنی رسموں کا آغاز اس مقام سے کرتے ہیں جہاں کہ روایت عام کے مطابق رومیولس دریا سے نکلا تھا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس تہوار میں جو جو ریت رسمیں منائی جاتی ہیں وہ اس کی ابتدا اور وجہ تسمیہ کو ایسا پیچیدہ کر دیتی ہیں کہ اس پر قیاس چلانا بھی مشکل ہو جاتا ہے مثلاً اس میں بکریوں کو مارتے ہیں پھر دو امیر زادے بلوائے جاتے ہیں جنکی پیشانیوں پر بعض لوگ تو ایک لہو بھری چھری سے خون ڈالتے جاتے ہیں اور بعض اُن کو دودھ میں بھگو کر جلدی سے خون کو پونچھ دیتے ہیں جب خون پچھ جائے تو ان لڑکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خوب ہنسیں اسکے بعد بکریوں کی کھال کو کاٹ کاٹ کے لمبے لمبے ٹکڑے یہ لڑکے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور ستر عورت کے سوا سارا جسم برہنہ کر کے دوڑتے ہیں اور اپنے عجیب کوڑوں سے جو ملتا ہے اُسے مارتے جاتے ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ نئی بیاہی ہوئی عورتیں ان کی چوٹ سے نہیں بچتیں بلکہ یہ جانتی ہیں کہ یہ چابک لگنے سے ان کی اولاد بآسانی ہو گی۔ اس کے علاوہ ایک عجیب بات اس تہوار میں یہ ہے کہ اس کے پجاری کتے کی قربانی کرتے ہیں ؎

اس تہوار کی نسبت ایک شاعر (جس نے تمام رومی رسموں کی مشہور عام وجہ مرثیے کی بحروں میں لکھ ڈالی ہے) کہتا ہے کہ امیولس کو مغلوب کرنے کے بعد رومیولس اور ریمس دوڑتے ہوئے اس جگہ تک آئے تھے جہاں کہ مادہ گرگ نے ان کی پرورش کی تھی۔ اسی کی نقل اس تہوار میں کی جاتی ہے اور دو امیر زادے "اسی طرح دوڑتے اور چاروں طرف حربے پھینکتے ہوئے

آتے ہین جس طرح کہ شہر البا سے وہ دونون توام بھائی تلوار ہاتھ مین لیے لپکے تھے ؛؛
لہو بھری چھری سے مراد اُس روز کی خون ریزی ہے اور اسکا دودھ سے پونچھا جانا
ان کی غذا اور پرورش کو یاد دلاتا ہے ؛؛
کے اس اسی لیس Acilius نے اس تہوار کی اور ایک وجہ لکھی ہے
وہ لکھتا ہے کہ شہر بننے سے پہلے رومیولس اور ریمس کے مویشی ایک مرتبہ کھوئے گئے تب فونس
Faunus دیوتا سے دعا مانگ کر وہ دونون برہنہ ہو کر بھاگتے ہوئے ڈھونڈنے لگے
کپڑے اُتارنے سے مطلب یہ تھا کہ پسینہ انھین پریشان نہ کرے - چنانچہ یہی برہنہ دوڑنے کی
رسم ہے جسے اب تک پجاری دُہرا تے ہین ؛؛ قربانی کے بارے مین یہ ہے کہ اگر واقعی طہارت و
پاکیزگی مقصود ہے تو کتے کی قربانی ٹھیک ہے کیونکہ یونانی بھی اسی طرح جوان کتون کو بھینٹ
چڑھایا کرتے تھے اور انکے ہان یہ رسم جسے وہ پے ری سکای لے کیمس Periscylacismus
کہتے ہین عام تھی ؛؛
لیکن اگر اس کے علاوہ کتے کی قربانی اس اوڈگرگ کی شکر گزاری مین کی جاتی ہے
جس نے رومیولس کو پالا تو بھی کتا مارنے کے اسباب موجود مین کیونکہ کتا بھیڑیے کا دشمن ہوتا ہے
اور اگر یہ وجہ بھی نہین تو پھر سوا اس کے کیا کہین کہ کتا پجاریون کی دوڑ مین حارج ہوتا ہوگا
اس لیے اس کو یہ سزا دی جاتی ہے ؛؛
کہتے ہین کہ آگ کا تقدس کرنے والا بھی پہلا شخص رومیولس ہے اسی نے آتش کدہ بنا کر
اس کی دیکھ بھال کے لیے مقدس کنواریان مقرر کین جن کو وسٹال Vestals (مریان)
کہتے ہین ؛؛ مگر بعضون کے نزدیک اس کا بانی نیوما ہے گو اس مین موافق و مخالف کسی کو شک
نہین کہ رومیولس پکا مذہبی شخص تھا اور شگون بچارنے مین بڑی مہارت رکھتا تھا چنانچہ رمالون
کا ٹیڑھا بڑ نگا ڈنڈا جسے لتوس Lituus کہتے ہین اور جو پرندون کی پرواز سے تفاؤل کے
وقت آسمانی بروج کا نقشہ اُتارنے مین استعمال ہوتا ہے ، رومیولس کے پاس بھی رہتا تھا ؛؛ یہ ڈنڈا

پلاٹیم مین محفوظ تھا اور اس وقت کھو گیا تھا جب کہ شہر پر گال کے سپاہیون کا قبضہ ہوا لیکن ان وحشیون کے جانے کے بعد وہ راکھ کے ڈھیر مین کھنڈرون تلے مل گیا اس کے آس پاس کی چیزین تمام جل گئی تھین مگر وہ ڈنڈا صحیح سلامت تھا ؛

رومیولس نے بعض قوانین بھی بنائے جن مین سے ایک ذرا سخت ہے، اُس کے رُو سے کوئی بیوی اپنے شوہر کو نہین چھوڑ سکتی مگر شوہر بیوی کو گھر سے نکال سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے بچون کو زہر دیدے یا کنجیان بدل دے یا زنا کا ارتکاب کرے۔ اسکے علاوہ اگر شوہر بیوی کو علحدہ کرتا چاہے تو رومیولس کے قانون بموجب شوہر کی جائداد کا ایک حصہ تو بیوی کو مل جاتا اور باقی سیرس Ceres دیوی کے نام (وقف) کر دیا جاتا تھا۔ ساتھ ہی جو شخص بیوی کو چھوڑتا تھا اُسے قربانیان چڑھا کر دیوتاؤن سے معافی مانگنی پڑتی تھی ؛

رومیولس کے قوانین مین یہ خاص بات بھی ذکر کے لائق ہے کہ ان مین کوئی سزا قتل والدین کے لیے نہین رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معمولی قتل ہی کو نہایت سنگین اور ناپاک جرم خیال کرتا تھا اور اس کے نزدیک مان باپ کا قتل بالکل ناممکن الوقوع شے تھی۔ اور مدت مدید تک اس کا یہ خیال صحیح نکلا کیونکہ اس کے بعد ۶ سو برس تک رومہ مین ایسا جرم قبیح سرزد نہین ہوا ؛ ہنی بال Hannibal کی لڑائیون کے بعد تاریخ مین لوسیس ہوسٹیس Lucius Hostius پہلا شخص ہے جو اپنی اولاد کے ہاتھون مارا گیا ؛

ان معاملات کے متعلق غالباً اس قدر لکھنا ہی کافی ہوگا ؛

مشترکہ حکومت کے پانچوین سال ٹیٹیس کے بعض احباب اور رشتے دارون نے لارنٹم Laurentum کے ایلچیون کو جو رومہ آرہے تھے راستے مین لوٹنا چاہا۔ اور جب وہ لوگ روپیہ دینے پر یون رضامند نہ ہوئے تو انھین مار ڈالا ؛ رومیولس نے یہ سنکر چاہا کہ مجرمون کو اس نالایق حرکت کی سزا دے لیکن ٹیٹیس نے ٹالے بالے بتائے اور ایسا نہ کرنے دیا جس سے ان دونون بادشاہون مین علانیہ تنازع پیدا ہو گیا۔ ورنہ اس وقت تک وہ نہایت احتیاط اور

باہمی اتحاد کے ساتھ مل کر حکومت کرتے تھے؛ جب مقتولون کے عزیز ٹیٹیس کی وجہ سے قانونی چارہ جوئی نہ کر سکے تو انھون نے ایک روز جب وہ اور رومیولس لے وی نیم Lavinium مین قربانی چڑھا رہے تھے، اس پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ لیکن رومیولس کی انصاف پسندی اور عدل گستری کی انھون نے نہایت تعریف کی اور اس کو گھر تک پہونچانے آئے؛ رومیولس ٹیٹیس کی نعش کو لے آیا اور کوہ اونٹاین پر نہایت شان شکوہ کے ساتھ ارمیلیس ٹریم Armilustrium کے قریب دفن کیا۔ لیکن اس کے قتل کا انتقام لینے سے قطعی بے پروائی کی۔ بعض مصنفین کا بیان ہے کہ لارنٹم والون نے ڈر کے مارے خود ہی قاتلون کو رومیولس کے حوالے کر دیا تھا لیکن اس نے انھین یہ کہہ کے چھوڑ دیا کہ یہ قتل پہلے قتل کا بدلہ ہو گیا۔ اس واقعے کا لوگون مین بڑا چرچہ ہوا اور حاسدون کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ رومیولس اپنے شریک حکومت کی موت سے خوش ہوا؛ شکر یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات نے سباین لوگون مین کوئی شورش نہین پیدا کی۔ بلکہ وہ سب کچھ تو محبت و احترام کی وجہ سے اور کچھ اس کی قوت کے خوف سے اور کچھ اسے دیوتا سمجھکر مذہبی عقیدت سے، آخر تک رومیولس کی شرائط فرمان برداری بجا لاتے رہے۔ ان کے علاوہ غیر قومون نے بھی اس کی تکریم کا اظہار کیا۔ قدیم لاطینی لوگون نے بھی سفیر بھیجے اور رومہ کے ساتھ اتحاد ملکی قائم کیا؛ فڈینی Fidenae ایک بستی رومہ کے ہمسائے مین تھی اس کو رومیولس نے تسخیر کیا اس طرح کہ سوارون کی ایک جماعت کو پہلے سے بھیج دیا اور انھین حکم دیدیا کہ شہر کے دروازون کی چولین کاٹ ڈالین۔ بعد ازان اچانک خود پہونچ گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ خود فڈینی والون ہی نے حملہ کیا تھا اور جب وہ گرد و نواح مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے تو رومیولس نے کمین مین بیٹھکر ایک دفعہ ہی چھاپہ مارا اور انکے بہت سے آدمی کاٹ دیے اسکے بعد شہر لے لیا مگر اس کو توڑا پھوڑا نہین بلکہ اپنی نوآبادی اس کو بنایا اور اپریل کی ماوس[۱] کو ڈھائی ہزار آدمی

[۱] ماوس سے مراد ہندی مہینے کی ۱۴-۱۵-یا ۱۶ واین ہے یہ صحیح ترجمہ ایڈس (Ides) کا ہو سکتا ہے جو کہ رومیون کے ہان رائج تھی؛ اور مہینے کی وسطی تاریخون مین پڑتی تھی۔ مترجم۔

وہان بسنے کے لیے بھیج دیے ؛
اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد شہر مین ایک وبا ایسی پھوٹ پڑی کہ جس سے بغیر کسی پہلی بیماری کے فوری موت واقع ہوجاتی تھی - اس وبا سے غلّون کے کھیت بے دانے رہ گئے تھے اور مویشی گیابھن نہ ہوتے تھے ؛ شہر مین خون کی بارش بھی ہوئی جس سے ان مصیبتون مین دیوتاؤن کے غضب کا خوف اور اضافہ ہوگیا - مگر جب یہی آفت لارنتم پر آئی تو سب نے قیاس کیا کہ دونون شہرون پر خدائی غضب نازل ہوا کیونکہ انھون نے ایلچیون اور ٹیٹیس کے خون کا بدلا لینے مین سخت لاپروائی کی تھی - چنانچہ جب دونون طرف سے قاتل ایک دوسرے کے حوالے کر دیے گئے اور انھین اپنے کیے کی سزا مل گئی تو وبا صریح طور پر گھٹ گئی مزید برآن رومیولس نے دونون شہرون کے پاک صاف ہونے کی قربانیان کین جو اب تک لوگ کہتے ہین کہ فرن ٹینا کے جنگل مین چڑھائی جاتی ہین ؛ لیکن اس وبا کے رفع ہونے سے پہلے کمرٹائین Camerines لوگون نے رومہ پر چڑھائی کی اور اس کے سارے علاقے پر چھا گئے وہ یہ سمجھتے تھے کہ رومی وبا کی پریشانی مین مدافعت نہ کر سکین گے - مگر رومیولس نے فوراً لشکر تیار کر کے ان سے مقابلہ کیا اور ان کے ۶ ہزار آدمی قتل کر کے بڑی بھاری لڑائی جیتی پھر ان کے شہر پر قبضہ کر کے وہان کے آدھے باشندون کو رومہ لے آیا اور جو اس شہر کمرئیم Cameriun مین باقی رہ گئے تھے ان سے دگنی تعداد اپنے لوگون کی وہان بسنے کو بھیجدی ؛ یہ واقعہ پہلی اگست کا ہے ؛ اس طرح سے رومیولس کو رومہ کی بنا پڑنے کے ۱۶ برس کے اندر ہی اندر بہت سے آدمی باہر بھیجنے پڑے ؛ کمیریم سے دیگر اشیاے غنیمت کے علاوہ رومیولس ایک برنجی چرٹ چار گھوڑون کا چھین کر لایا اور اسے ولکن Vulcan کے مندر مین رکھوا کر اپنا بت اس کے اوپر قائم کرایا اس طور پر کہ "فتح و نصرت" اس کو تاج پہنا رہی ہے ؛
جب رومیون کی طاقت اس طرح روز بروز بڑھنے لگی تو ان کے کمزور ہمسائے تو خوف کھانے اور لشکر بھیجنے لگے کہ ہم ان کے مقابلے مین نہ پڑے ، لیکن جو قومین کہ قوی تھین وہ اندیشے

یا حسد کی وجہ سے اس فکر مین گئین کہ کسی طرح رومیولس اب زیادہ بڑھنے نہ پائے بلکہ بن پڑے تو اسکی ترقی پذیر عظمت خاک مین ملادی جاے ؛ اس معاملے مین پیش قدمی وے آنٹی Veientes قوم نے کی - وہ علاقۂ ٹسکنی کے رہنے والے تھے بہت کچھ مال وجاگیر قبضے مین رکھتے تھے اور ایک نہایت فراخ شہر مین بستے تھے - انھون نے فڈینی پہ دعوے کیا کہ یہ شہر ہمارا ہے اور اسی کو لڑائی شروع کرنے کا حیلہ بنایا - حالانکہ یہ نہ صرف نامعقول بلکہ نہایت مضحک بات تھی کہ وہ جنھون نے فڈینی والون کی سخت مصیبت مین کوئی پروانہ کی اور آرام سے بیٹھے ان کا کشت وخون دیکھتے رہے اب مرنے والون کی زمینون اور مکانون کے لیے اغیار سے لڑنے نکلے ؛

بہرکیف انکے مطالبات کی رومیولس نے اپنے جواب مین خوب تحقیر کی اور ہنسی اُڑائی تب انھون نے اپنے آپ کو دو جماعتون مین منقسم کیا، ایک سے تو وہ فڈینی کی سپاہ پہ حملہ آور ہوے اور دوسری نے رومیولس سے مقابلہ کیا - فڈینی پر ان کے لشکر کو کامیابی ہوئی اور اس نے دو ہزار رومی قتل کیے - مگر دوسرے حصّے نے رومیولس سے شکست فاش کھائی اور آٹھ ہزار نفوس کا نقصان اُٹھایا - بعدازان فڈینی کے پاس ایک اور لڑائی ہوئی - اور اس مین سب کو اعتراف ہے کہ اُس دن زیادہ تر رومیولس کی ذات نے رومیون کو وہ میدان جتایا ؛ شاہ موصوف نے کمال سرگرمی اور دلیری کا ثبوت اُس روز دیا اور ایسی چالاکی اور طاقت داری دکھائی جو مافوق العادت تھی ؛ لیکن بعض مصنفین کا یہ لکھنا کہ اس جنگ کے چودہ[۱۴] ہزار مقتولین مین آدھے سے زیادہ رومیولس نے اپنے ہاتھ سے مارے، افسانہ معلوم ہوتا ہے اور کسی طرح عقل مین نہین آتا - کیونکہ وہ جو مسینا Messina والے کہتے ہین کہ ہمارے سورما ارسطومینی نے ایک دن مین تین سو دشمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا اور ہر سو آدمی کے قتل پہ قربانی چڑھاتا تھا، یہ بھی مبالغہ اور غلو سمجھا جاتا ہے ؛ جب لشکر اس طرح تباہ اور فرار ہوگیا تو رومیولس باقی حریفون کے تعاقب مین ان کے شہر تک اپنی فوجین لے آیا - ان کا پہلے ہی اس قدر نقصان ہوچکا تھا کہ اب مقابلہ کرنے پر ہمت نہ پڑی بلکہ بڑی منت کے ساتھ امان چاہی اور رومہ سے

صدسالہ اتحاد قائم کیا - انھوں نے اپنا علاقہ سپٹم پاگیم Septempagium (جس کے
معنے ہین سات پٹی) حریف غالب کی نذر کیا اور دریا پر جو ان کا کارخانہ نمک کا تھا وہ بھی دیا
ساتھ ہی اپنے پچاس امرا بطور یرغمال حوالے کر دیے - اس فتح کا جلوس رومیولس نے اکتوبر
کی ماوس کو نکالا - اور دوسرے اسیران جنگ کے ساتھ اپنے ہمرکاب انکے امیرلشکر کو بھی لایا
جو ایک بڈھا شخص تھا مگر بظاہر اپنی عمر کے لائق دانشمندی سے نہین لڑا تھا - اسی سے یہ رسم پڑی
ہے کہ جب فتح مندی کی خوشی مین قربانیان چڑھاتے ہین تو جلوس کے آگے آگے ایک بڈھے شخص کو
قلعہ (کیپٹل) تک منڈی مین سے لیکر نکلتے ہین اور قرمزی لباس پہنا کے بچون کا زیور بُلّا اس کے
باندھ دیتے ہین اور نقیب آواز لگاتا چلتا ہے کہ "سارڈیہ Sardians والے مول کو!"
اس کی وجہ یہ ہے کہ وی اَنٹی ٹسکنی کا علاقہ ہے اور ٹسکنی والون کی نسبت مشہور تھا کہ وہ سارڈیہ
سے آکر یہان نوآباد ہوے ہین ؛

یہ رومیولس کی آخری جنگ تھی - اس کے بعد اس کا طرز عمل وہی ہو گیا جیسا کہ اکثر بلکہ
باستثنائے چند، ان سب کا ہو جاتا ہے جو تقدیر کے زور اور اتفاقات کی خوبی سے عظمت و اقتدار
کے مراتب بلند حاصل کر لیتے ہین : یعنی اپنے کارنامون پر بڑا اعتماد اور نخوت کی خو مین ترقی کر کے
رومیولس نے اپنا جمہور پسند برتاو چھوڑ دیا اور وہ بادشاہی رعونت اختیار کر لی جس سے کہ لوگ
خصوصاً عوام الناس بالکل بیزار ہو جاتے ہین - مثلاً اپنے تاریخی لباس پر اس نے قرمزی کنارون
کی عباے پرتکلف پہننی شروع کی اور ملاقات بھی ایک شاہی گاڑی مین بیٹھکر کرنے لگا - اس طرح
کہ ملاقات کے وقت نوجوان خدام جنھین کام مین سبک پائی کی وجہ سے سیلیرس Celeres
کہتے تھے، ہمیشہ حاضر رہتے تھے - ان کے علاوہ بہت سے عصا بردار اسکے لیے جگہ کرتے ہوے
آگے آگے چلتے تھے جن کے چمڑسیان (یعنی چمڑے کی تیلی تیلی پٹیان) لپٹی ہوتی تھین کہ جس کو
بادشاہ حکم دے فوراً باندھ لین - اس زمانے مین "لیگیر" اسی معنی مین بولا جاتا تھا جس مین
کہ اب "الیگیر Alligare (یعنی باندھ لینا) بولتے ہین اسی وجہ سے مذکورہ بالا خدمتگار

"لکٹر" کہلاتے تھے اور ان کی جریبوں کو باکلا Bacula کہتے تھے کیونکہ عصا یا ڈنڈے اس زمانے مین رائج نہ تھے۔ لیکن ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ پہلے لٹور Litore کہلاتے تھے اور بعد مین "ک" بڑھا کر انھین لکٹر کہنے لگے جو یونانی لفظ لٹرجی Liturgi (بمعنی عہدہ داران عوام) کے مرادف ہے کیونکہ لوگون کے لئے لیتوس Leitos اور عامۃ الناس کے لیے لاؤس Laos اب تک یونانی مین مروج ہے۔

لیکن جب رومیولس کا نانا نیومٹر فوت ہوا اور البہ کی حکومت اس کے ورثے مین آئی تو اس نے لوگون کی تالیف قلوب کے لیے وہان کی حکومت وہین والون کو سونپ دی اور ہر سال ان پر ایک مجسٹریٹ مقرر کرکے بھیجنے لگا۔ اسکا یہ اثر ہوا کہ رومہ کے بڑے بڑے آدمیون کو ایک آزاد اور غیر شخصی حکومت قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا جس مین باری باری ہر محکوم حکومت کر سکے۔ بات یہ ہے کہ اس وقت امرا (پٹریشین) کا بھی معاملات سلطنت مین کوئی دخل نہین رہا تھا ان کا خطاب بزرگی برائے نام رہگیا تھا اور ان کی "مجلس" مشورے کی جگہہ محض رسم نباہنے کی خاطر منعقد ہوتی تھی جہان بادشاہ کے احکام چپ چاپ بیٹھکر وہ سنتے اور رخصت ہو جاتے گویا انمین اور عوام الناس مین یہ فرق تھا کہ بادشاہی کارروائیون کی اطلاع انھین تھوڑی دیر پہلے مل جاتی تھی۔ یہ اور اس قسم کی دوسری باتین بالکل معمولی ہوگئی تھین۔ لیکن جب رومیولس نے اپنے اختیار سے وہ زمینین جو جنگ مین حاصل ہوئی تھین بانٹ دین اور نیز اپنی رائے سے وے انکی قوم کے یرغمال واپس بھیج دیے جو مجلس کے سراسر خلاف منشا تھا تو اس سے ان کی بڑی دل آزاری اور اہانت ہوئی۔ اسی ناچاقی کا نتیجہ تھا کہ جب تھوڑے دن بعد رومیولس ایکا ایکی غائب ہوگیا تو مجلس پر یوں طرح طرح کے شبہے اور اتہام اٹھانے لگے۔

رومیولس جولائی کی دو یرانے نیفے کو نٹلس Quintilis کا قائم مقام ہے[۱] تو مین کو غائب ہوا اور کوئی نشانی ایسی نہین چھوڑ گیا جس سے اس کی موت کا یقین ہو جاتا صرف غائب

[۱] نوحی سندی مین نونین تاریخ کو کہتے ہین یہ اصطلاحی ترجمہ ہے نونز کا جو لاطینی مین انھین معنی مین استعمال کیا گیا ہے۔ مترجم

ہونے کا مذکورہ وقت معلوم ہے جس کی یادگار مین اس روز جو کچھ ہوا تھا وہ اب تک بطور نقل کے دہرایا جاتا ہے:۔ اور نہ اس قسم کے تذبذب کو عجیب سمجھنا چاہیے۔ اسکی ہوا فریکانس Scipio Africanus کی نظیر ہمارے سامنے ہے۔جو رات کے کھانا کھانے کے بعد اس طرح مر گیا تھا کہ اس کی موت کی کوئی وجہ ہی سمجھ مین نہین آئی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ بھاری مرضین اور اس کی موت طبعی موت تھی بعضون کا خیال ہے کہ اُس نے زہر کھا لیا تھا کوئی کہتا ہے کہ نہین اس کے دشمنون نے رات کو گھر مین گھس کر اس کا گلا گھونٹ دیا تھا، حالانکہ صبح کو اسکی لاش سب کے سامنے تھی اور ہر شخص اپنے قیاس کی تحقیق و تصدیق کر سکتا تھا:۔ برخلاف اس کے رومیولس تو جہان سے غائب ہوا وہان اس کے جسم کا کوئی حصہ کیا معنے اس کے جسم کے کپڑے تک کسی کو نہ ملے۔ اسی لیے بعض تو اس وہم مین تھے کہ اراکین مجلس نے ولکن کے مندر مین اسپر حملہ کیا اور اس کی بوٹی بوٹی کر کے ہر شخص ایک ایک ٹکڑا اپنے سینے مین چھپا کے لیگیا ہو مگر اور لوگون کا خیال ہے کہ وہ نہ تو ولکن کے مندر مین غائب ہوا اور نہ صرف اراکین مجلس کے پاس سے کہین چل دیا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ جب وہ شہر کے باہر ایک مقام کے پاس جسے گوٹس مارش (یعنی بکری کی منڈی) کہتے تھے لوگون کے سامنے تقریر کر رہا تھا تو یکایک ہوا مین عجیب و غریب نا قابل بیان تلاطم پیدا ہوا۔ سورج کا چہرہ تاریک ہو گیا اور دن تیرہ و تار اندھیری رات بن گیا اور رات بھی کیسی کہ معمولی اور سنسان نہین، بلکہ ہیبت ناک کڑک چمک اور چوبائی آندھیون والی جس مین عوام الناس منتشر ہو کر بھاگ گئے۔ مگر اراکین مجلس ایک ہی جگہ پاس پاس کھڑے رہ گئے جب یہ طوفان اتر گیا روز روشن ہوا اور لوگ پھر جمع ہوئے تو بادشاہ کو وہان نہ پا کر پوچھنے لگے کہ وہ کیا ہوا؟ جس کے جواب مین اراکین مجلس نے انھین منع کر دیا کہ وہ اس معاملے مین کچھ زیادہ تفتیش تشویش نہ کرین۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ آیندہ سے رومیولس کی تکریم و تعظیم اس طرح کی جائے جیسے دیوتا مانے جانے والے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ اب وہ ایک عمدہ بادشاہ کی جگہ ان کے لیے ایک مہربان دیوتا کا کام دیگا:۔ یہ باتین سن کر خلقت خوش خوش لوٹ گئی کہ اب وہ انکے ساتھ

طرح طرح کی نیکیان کیا کریگا۔ لیکن انمین بعض لوگ ایسے بھی تھے جنھون نے اس معاملے پر معاندانہ نظر کی اور اُمرا کو بہت بدنام کیا اور یہ الزام لگایا کہ انھون نے ہی بادشاہ کا خون کیا ہے اور اب لوگون کو ایسے مہمل افسانے سنا سنا کر بہکا رہے ہین ؛

اس شورش اور پریشانی کے عالم مین جولیس پروکولس Julius Proculus نام ایک صاحب نسب امیرزادے نے کہ اپنے اطوار پسندیدہ کی شہرت رکھتا تھا اور رومیولس کا نہایت بے تکلف دوست اور شہر البہ کا ساتھی تھا فورم Forum (یعنی عدالت عام) مین آکر اپنے اس بیان کی صداقت پر حلف اُٹھایا کہ "سڑک پر آتے ہوے مین نے رومیولس کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا ہے وہ پہلے سے زیادہ قدآور اور زیادہ شکیل معلوم ہوتا تھا اور ایک دکیلی اور آتشین زرہ بکتر پہنے تھے"؛ یہ دیکھکر مین ڈرا اور کہنے لگا کہ "اے بادشاہ تو ہمین ایسے حاسدانہ اور بے بنیاد شبہات مین پھنسا کر اور شہر بھر کو غمگین و مضطرب بنا کے کیون چلا آیا ؟ بھلا اس سے تیری غرض کیا ہے ؟" اور میرے جواب مین وہ کہنے لگا "او پروکولس ! دیوتاؤن کی مرضی یہی تھی کہ ہم جو اُنھین کے پاس سے آئے تھے لوگون مین اتنے ہی دن ٹھیرین۔ اور دنیا مین سب سے بڑا شہر بنا کے، کہ شوکت و حکومت اس کو سجے، واپس بہشت کو چلے جائین۔ مگر اب رخصت ! اور رومیون سے کہدینا کہ اعتدال اور استقلال قائم رکھکر وہ انسانی طاقت کی چوٹی پر پہونچ جائینگے۔ ہم تمھین برکت دینے والے دیوتا کیوری نس Quirinus ہونگے"؛

بیان کرنے والے کی دیانت اور قسم نے رومیون کو یہ سب کہا باور کرا دیا۔ اور دراصل اس مین خرق عادت چیزون کو کچھ اس طرح ملایا تھا کہ وہ ربانی اور خاص طرح قدرتی معلوم ہوتی تھین۔ غرض کسی نے اس کی تردید نہ کی بلکہ بغض و نفاق کو چھوڑ کر سبھون نے کوری نس کے آگے ڈنڈوت کی اور دیوتا بنا کے اس سے دعائین مانگنے لگے ؛

یہ قصہ ارسٹیاس Aristeas اور کلیومیڈی Cleomede کے یونانی افسانون سے بہت ملتا جلتا ہے کیونکہ کہتے ہین ارسٹیاس کسی رنگریز کی دکان مین مرگیا تھا اور جب

اس کے اقربا وہان دیکھنے آئے تو اس کا جسم غائب پایا اور تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے جو باہر
سے آرہا تھا بیان کیا کہ مین نے رستے مین اُسے کراٹن Cromone کی سمت جاتے دیکھا تھا؛
اور اسی طرح کلیومڈی کا سنا ہے کہ غیر معمولی طاقتور اور دیو جیسا قد آور شخص تھا مگر ساتھ ہی اس کے
مزاج مین سخت وحشت تھی اور حرکتین بھی ایسی ہی مجنونانہ کرتا تھا - آخر ایک درس گاہ مین اس نے
گھونسا مار کر وہ ستون ڈھا دیا جس پر مدرسے کی چھت قائم تھی - ستون ٹوٹتے ہی مکان بھی آ رہا
اور سب بچے اس مین دب کر مر گئے - جب لوگ اسے پکڑنے کو دوڑے تو وہ بھاگ کر ایک بہت
بڑے صندوق آہنی مین گھس گیا اور اس کا پٹ بند کر کے ایسی مضبوطی سے پکڑے رہا کہ بہت سے
آدمی مل کر زور کرتے رہے مگر کھول نہ سکے - تب انھون نے صندوق کو توڑا تو کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہان
نہ کوئی آدمی ہے نہ اس کی لاش! سخت حیرت ہوئی اور ڈیلفی Delphi سے استخارہ
کیا گیا - وہان کی (منجمہ) یا نبیہ نے اس کے جواب مین یہ الفاظ کہے کہ "سب سورماؤن مین
کلیومڈی آخری سورما ہے"؛

الومنا Alomena کی نعش بھی کہتے ہین کہ لیجاتے وقت ارتھی پر سے غائب
ہو گئی تھی اور اس کی جگہ ایک پتھر وہان دھرا ہوا تھا؛ غرض ہمارے افسانہ نویس ایسی بہت سی
خلاف عقل باتین سناتے ہین اور اجساد فانیہ کا رتبہ کہین سے کہین پہونچا دیتے ہین - اگرچہ اس مین
شک نہین کہ آدمی کو خدا اور ربانیت سے بالکل جدا سمجھنا بھی لامذہبی اور برائی ہے مگر اس کے
ساتھ ہی خاک کو آسمان سے ملا دینا لغویت ہے - ہمین پنڈار Pindar کی بات ماننی
چاہیے جو کہتا ہے کہ :-

"تمام انسانی اجسام پر فنا کا حکم چلتا
ہے - بقائے دوام روح کو ہے"؛

کیونکہ روح دیوتاؤن سے نکلی ہے اور وہان سے آئی ہے وہین لوٹ جائیگی جسم کے ساتھ نہین؛
بلکہ اس سے بالکل علیحدہ ہو کر اور اسوقت جبکہ گوشت و خون سے قطعی طور پر پاک صاف ہو جاے اور

مطلق اس سے کوئی تعلق اس کا نہ رہے کیونکہ ہراکلیٹس Heraclitus کے بقول روح کا
ایک ستھری روشنی ہے جو جسم میں اس طرح اڑتی ہے جیسے بادلون مین بجلی کوندگئی لیکن وہ
روح جو جسم سے مقیّد اور آلودہ ہے سست اور بجھی چنگاری کے مانند ہے جس مین لو بھی بہت
مدھم اُٹھتی ہو۔ اسی وجہ سے یہ ہرگز نہین چاہیے کہ بزرگون کی ارواح کے ساتھ ہم خلاف فطرت
یہ سمجھ لیا کرین کہ ان کے اجسام بھی آسمان پر چلے جاتے ہین — البتہ اس پر یقین لانا ہمارا فرض ہے
کہ فطرت الٰہی اور قانون ربّانی کے مطابق ان نفوس قدسیہ کی نیکیان اور روحین معمولی آدمی
کے بجاے انھین سورما بنا دیتی ہین اور سورماؤن سے پھر اوتار (یعنی نیم دیوتا) اور پھر آخری
پاکیزگی اور جلا پانے کے بعد وہ تمام مدارج عالیہ طے کر کے جسمیت اور اشیائے فانیہ سے منزّہ ہو جاتی
ہین اور خیالی طور پر نہین بلکہ واقعی اور واجبی طریق سے انھین دیوتاؤن کا رتبہ رفیعہ حاصل ہو جاتا
ہے جو کہ سب سے بڑی اور نہایت متبرک الکلیت ہے۔

رومیولس کا اضافی نام یا لقب کیوری نس بعضون کے نزدیک مریخ کے ہم معنے ہے۔
بعض لوگ اس کی وجہ تسمیہ کیوری نس بتاتے ہین جو کہ رومیون کی قومیت تھی - ایک قول یہ ہے
کہ قدیم زمانے مین تیر یا برچھی کیورس Quirinus کہلاتی تھی چنانچہ جونو Juno کا بُت
جو برچھی کا سہارا لیے کھڑا ہے کیوری نس کہلاتا ہے اور ریجیہ Regia کے مندر مین جو تیر ہے
اوسے بھی مریخ (مارس) کہتے ہین اور جو لوگ لڑائی مین نام آوری کے کام کرتے تھے انھین بھی تیر ہی
بطور نذر کے پیش کیا جاتا تھا - اسی واسطے رومیولس جو ایک جنگی یا تیرون کا دیوتا ہے کیوری نس
کہلایا۔ یہ یقینی ہے کہ رومیولس کے اعزاز مین پہاڑ پر ایک دیول بنایا گیا تھا اور اسی کے نام سے
اس کو کیوری نالیس Quirinalis خطاب کرتے تھے۔

جس روز وہ غائب ہوا اُس کو "لوگون کی بھگدڑ" اور "بکریون کا تہوار" کہتے ہین کیونکہ
اس دن سب کے سب شہر کے باہر جا کر "بکری کی منڈی" کے مقام پر قربانیان چڑھاتے ہین
اور جاتے وقت بعض رومی نام لے کر پکارتے جاتے ہین جیسے مرقس لوسیس کے اس وغیرہ

یہ گویا ان کے اُس بھاگنے کی اور گھبراہٹ کی نقل ہوتی ہے جس مین وہ بھاگتے وقت ایک دوسرے کو نام لے لیکر پکارتے بھی جاتے تھے ؛؛

لیکن بعضون کا قول ہے کہ یہ اس بھگدڑ کی نقل نہین ہے بلکہ اُس حملے کی نقل ہے جو بہت جلدی مین رومیون نے کیا تھا ؛ اس سے ان کا اشارہ ذیل کے واقعے کی طرف ہے :

جب کامی لس Camillus نے گال کے لوگون کو جو رومہ پر قابض ہو گئے تھے نکال دیا تو اس وقت بہت سے لاطینی قوم والون نے لیویس پوسٹومیس Livius Postumius کے زیر کمان اس پر چڑھائی کا موقع پایا۔ شہر رومہ کی اس وقت تک حالت درست نہ تھی۔ اور نہ اس مین پہلی سی قوت ابھی آئی تھی ؛ غرض یہ پوسٹومیس آیا اور فوج لیکر شہر کے قریب ہی اُترا پھر رومیون سے ایلچیون کی معرفت کہلا بھیجا کہ لاطینی لوگ قدیم رشتہ مواخات واتحاد (جو اب قریب قریب ٹوٹ چکا ہے) کی تجدید کے خواہان ہین اور یہ مقصد دونون قومون مین سلسلہ مناکحت قائم کرنے سے پورا ہو سکتا ہے پس اگر رومی بیوہ اور ناکتخدا عورتین معقول تعداد مین بھیجدین تو وہ آپس مین دوست اور امن سے رہین گے بالکل اسی طرح جس طرح سباین پہلے اسی طریق سے ان کے دوست ہو گئے تھے ؛؛

رومیون نے یہ پیغام سنا تو لڑائی سے بہت خوف کھایا مگر اپنی عورتون کا بھیجنا بھی انھون نے سمجھ لیا کہ غلامی مین دینے سے کچھ بڑھکر نہین ہے وہ اسی ردّو کد مین تھے کہ ایک خادمہ فلوطیس Philotis (یا ایک اور قول کے مطابق ٹیوٹولا Tutula) نے ان کو ایک ایسی چال سجھائی کہ نہ بہت کشت وخون ہو اور نہ ان کی شرط پوری کرنی پڑے ۔ وہ چال یہ تھی کہ رومی بجاے شریف زادیون کے خود فلوطیس اور اپنے ہان کی خوبصورت خوبصورت چھوکریون کو بھو بیٹیون کے کپڑے پہنا کر دشمن کے حوالے کر دین اور جب رات کو وہ وہان آگ جلا کر روشنی کرے تو رومی مسلح ہو کر سوتے مین اُن پر چھاپہ مارین ؛ لاطینی اس دھوکے مین آگئے اور فلوطیس نے کہی بدی کے موافق جنگلی کھجور پر ایک مشعل کھڑی کر دی اس کو اُس نے پردون اور اوٹون مین اس

خوبصورتی سے قائم کیا کہ دشمن کو خبر بھی نہ ہوئی مگر رومیون کو روشنی صاف نظر آگئی۔ اشارہ پاتے ہی وہ کمال ذوق وشوق کے ساتھ شہر سے نکل پڑے اور جانے کی جلدی مین ایک دوسرے کو پکارتے جاتے تھے ایسے غیر متوقع شب خون نے دشمن کو پراگندہ کرکے شکست کھلائی اور رومیون نے فتح کی خوشی مین تہوار منایا۔ جس کا نام بکریون کا تہوار اس لیے پڑگیا کہ رومی جنگلی کھجور کو کیپ ری فی کس Caprificus یا بکر کھجور کہتے تھے۔ اس تہوار مین عورتون کو شہر کے باہر لیجا کر کھجور کی پتریون (یعنی چھوٹی اور پست جھونپڑیون) مین بٹھا دیتے ہین اور ان کی چھوکریان ماما ئین جمع ہوکر ادھر اُدھر کودتی پھاندتی پھرتی ہین۔ بعدازان وہ آپس مین جھوٹ موٹ کی لڑائی لڑتی اور ایک دوسرے کے پتھر مارتی ہین یہ یادگار مین اس واقعے کی کہ انھون نے رومیون کو اس جنگ مین مدد دی تھی؛

لیکن اس قصے کو چند ہی مصنفون نے مانا ہے کیونکہ دن مین ایک دوسرے کا نام لیکر پکارنا اور پھر قربانی چڑھانے بکریون کی منڈی جانا پہلی کہانی سے ہی زیادہ مطابقت کھاتے ہین۔ ہان یا یہ کہو کہ دونون واقعے مختلف سنین مین ایک ہی روز ہوے؛

روایت عام کے مطابق رومیولس نے چوّن برس کی عمر مین اڑتیس سال حکومت کرکے اس دنیا کو چھوڑا؛

رُومیُولس کا مُوازنہ تھی سی اس کے ساتھ

یادرکھنے کے قابل یہ باتین تھین جو تھی سی اس اور رومیولس کے بارے مین مجھکو معلوم ہوئین
سب سے پہلا فرق تو ان دونون مین یہ نظر آتا ہے کہ تھی سی اس بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ
کارہاے نمایان کرنے پر کمربستہ ہوا۔ بے شبہ اگر وہ چاہتا تو بلا کسی خرخشے کے بڑے آرام واطمینان
کے ساتھ ٹرئیزن ہی مین ایک خاصی شاندار سلطنت اور حکومت کا لطف اُٹھا سکتا تھا۔ اس کے
برخلاف رومیولس کو (افلاطون کے الفاظ مین) محض خوف نے دلاور بنا دیا تھا۔ یعنی سخت ترین
تکالیف اور پُرعقوبت سزا سے بچنے کے لیے اُس نے اپنے تئین مخدوش مہمات مین ڈالا اور گویا حفاظت
ذاتی کی وجہ سے وہ بڑے بڑے کام کرنے پر مجبور ہوا۔ اُس کا سب سے بڑا کارنامہ شاہ البا کا قتل
ہے حالانکہ اس کا مدمقابل بطور سرسری مہمات کے، اسکیران، سنّیس، پروکرسٹس، اور کوری نیٹس،
کے نام گنوا سکتا ہے، جنکے قتل نے، اس سے پہلے کہ خود ان کے مظالم سے نجات پاجانے والون کو
علم ہو، یونان کو نہایت خوفناک ظالمون سے پاک کردیا۔ اسکے علاوہ وہ چاہتا تو بلادقت سمندر کے
رستے ایتھنز چلا جاتا اور یہ تاویل کرلیتا کہ خود مجھے ان رہزنون سے کوئی ضرر نہین پہونچا ہے۔ لیکن
رومیولس کے معاملے مین یہ صورت نہ تھی اور امیولس کے جیتے جی وہ اپنے تئین محفوظ نہ سمجھ سکتا تھا
اس مین یہ حقیقت اور اضافہ کرو کہ تھی سی اس بلا کوئی ذاتی نقصان اُٹھائے ان اشرار پر محض اورون کی
خاطر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن رومیولس اور ریمس اُس وقت تک کہ جابر (یا مطلق العنان) امیولس
اورون کو تکلیف دیتا رہا اور وہ خود محفوظ تھے، بالکل خاموش رہے؛ اور اگر محض قوم سبائینی سے
لڑائی مین مجروح ہونا، یا شاہ اکرن کو قتل کرنا یا بہت سے دشمنون کو مغلوب کرنا کوئی بہت بڑا کارنامہ

ہے تو اس کے مقابلے مین ہم سنٹوروں کی لڑائی یا امیزنون (یعنی جنگی عورتون) کے ساتھ متعدد معرکون کو پیش کر سکتے ہین - لیکن تھی سی اس نے جس طرح اپنے کو بہ خوشی خاطر کریٹ جانے والون مین پیش کیا اور اُن لڑکے اور لڑکیون کی بد عمال مین شامل ہو کر ہلاکت مین ڈالا جو یا اُس خوفناک بلا منوٹور کا شکار ہو جاتے تھے یا اندروجیس مقتول کے مقبرے پر بھینٹ چڑھا دیے جاتے تھے اور یا (سب سے معتدل روایت کے بموجب) بے رحم و مغرور آقاؤن کی نہایت شرمناک غلامی مین زندگی گذارنے اور ذلتین سہنے پر مجبور ہوتے تھے - تو فی الحقیقت اس کا یہ فعل ایسی جوانمردی، شرافت، ایثار، انصاف، اور حب الوطنی کا مجموعہ ہے، جن کا لفظون مین ظاہر کرنا محال ہے: اور مین خیال کرتا ہون کہ اہل فلسفہ نے جو تعریف محبت کی بیان کی ہے کہ وہ نوعمرون کی حفاظت و صیانت کے لیے دیوتاؤن نے انسان کو عطا کی تھی، یہ تعریف کچھ بیجا نہین، چنانچہ اور تمثیلون کے علاوہ، معلوم ہوتا ہے اریاڈن کی محبت بھی، تھی سی اس کے استحفاظ کے لیے، خاص کسی دیوتا ہی نے پیدا کر دی تھی - اور بے شبہ اس کے عشق کو برا کہنے کے بجاے ہمین تعجب ہونا چاہیے کہ صرف وہی اس جذبے سے متکیف کیون ہوئی اور دیگر تمام مرد و عورت اسی طرح تھی سی اس پر کیون نہ مائل ہو گئے؟ لیکن اگر صرف وہی تھی جو اس طرح متاثر ہوئی تو حق یہ ہے کہ مجھے یہ بات کہدینے مین بھی تامل نہ ہوگا کہ وہ (یعنی اریاڈن) خود دیوتاؤن کی محبوب بننے کی اہلیت رکھتی تھی کہ اسی کے دل مین نیکی، اور بھلائی، اور شجاع ترین انسان سے عشق کرنے کی سب سے زیادہ قابلیت تھی:

تھی سی اس اور رومیولس، دونون کو فطرت نے حکومت کرنے کے لیے پیدا کیا تھا، لیکن بادشاہت کے حقیقی اور کامل معیار پر ایک بھی پورا نہ اُترا بلکہ ایک کو تو جمہوریت اور عوام پسندی مین غلو نے کھویا اور دوسرے کو استبداد اور مطلق العنانی نے خراب کیا، اس طرح مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ دونون ایک سی غلطی مین مبتلا ہوے - اصل یہ ہے کہ حاکم کا پہلا فرض اپنے عہدے کا توازن قائم رکھنا ہے جو اس وقت تک نہین رہ سکتا جب تک کہ وہ اسی مستعدی کے ساتھ نامناسب امور سے ابا نہ کرے جس مستعدی کے ساتھ کہ امور ضروری پر عامل ہو، جس کسی نے حد اوسط سے زیادہ چشم پوشی پر یا سخت گیری پر عمل درآمد

کیا سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بادشاہت یا حکومت کے قابل نہین رہا بلکہ یا عوام الناس کی ہردلعزیزی کا متلاشی مقرر بن گیا اور یا تشخصیت پسند جابر۔ اوراس لیے یا تو رعایا مین اس کی وقعت نہ رہیگی اور یا وہ اُس سے بیزار ہو جائیگی۔ اگرچہ اس مین شک نہین کہ پہلے نقص کا مصدر نیک نفسی اور نرمی معلوم ہوتا ہے اور دوسرے کا غرور اور سختی ؁

اب ہم اس ناواجب اور پرغضب طرز عمل کا موازنہ کرتے ہین جو تھی سی اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ دکھایا اور رومیولس نے اپنے بھائی کے ساتھ۔ اگر انسانی مصائب محض تقدیری امور نہین ہین بلکہ خود ہمارے عادات اور افعال سے انکا تعلق ہے تو مذکورۂ بالا الزامات سے ان دونون کو کون بری کرسکتا ہے؟ البتہ وجوہ اشتعال دیکھکر ہم اس کو نسبتاً معذور تصور کرسکتے ہین جس کا غصہ زیادہ سخت چوٹ آنے کی طرح، قوی تر سبب پر مبنی تھا۔ اب رومیولس نے تو سرکاری معاملات مین ارادۃً اور عمداً اپنے بھائی سے تنازعہ پیدا کیا تھا اور اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اسکا دفعتہً اس درجہ مشتعل ہو جانا کسی طرح لازمی اور واجب نہ تھا۔ لیکن تھی سی اس کے اپنے بیٹے پر زیادتی کرنے کے اسباب بیوی کی شکایتین اور عشق وحسد تھے جن سے متاثر نہ ہونا ہر شخص کا کام نہین ہے۔ اسکے علاوہ رومیولس نے غصے مین جو کچھ کیا اسکا نتیجہ بہت ہی افسوس ناک (یعنی بھائی کی موت) نکلا، مگر تھی سی اس کا طیش عملاً صرف برُے الفاظ اور بزرگانہ بددعاؤن تک محدود رہا۔ اس کے بعد جو مصیبتین اسکے بیٹے پر آئین انھین خود اُس کی قسمت سے منسوب کرسکتے ہین، اور اس لیے اس حد تک بھی ترجیح کا سہرا تھی سی اس ہی کے سر رہیگا ؁

لیکن سب سے اوّل اور رومیولس کی موافقت مین سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اُس نے

---

۱۵ ریمس کے قتل کا واقعہ رومیولس کی سوانح عمری مین مذکور ہے لیکن تھی سی اس کی بیٹے سے ناراضگی کا حال صراحتاً مصنف نے نہین لکھا ہے بلکہ اشارۃً تھی سی اس کی ایک بیوی فیڈرا اور اس کے بیٹے کے مصائب کا ذکر کیا ہے۔ ان تکلیفون کی وجہ ایک طرح خود تھی سی اس کی غضب ناکی ہوئی تھی اور اُسی کا مصنف اس وقت رومیولس کے غصے سے جس نے بھائی کو مار ڈالا مقابلہ کرتا ہے ؁

بہت نیچے درجے اور ادنیٰ حیثیت سے ترقی کی تھی؛ وہ اور اس کا بھائی رئیس شرفا کے بجائے کمینون مین شمار کیے جاتے تھے اور اس حالت کے بدلنے سے قبل وہ محض سور چرانے والے تھے مگر جو نہین انھون نے عروج پایا اور قوم لاطینی کو نعمت آزادی سے بہرہ مند کیا اسی وقت سے انکا نام بدل گیا اور وہ ایسے معزز خطابات والقاب سے سربلند ہوے جیسے قامع اعداے ملک محافظ رفقا و اقربا، شہزادگان والاتبار، بانیان بلاد و امصار وغیرہ حالانکہ تھی سی اس نے بنیاد ڈالنے کے بجاے بہت سے شہرون کو جنھین بڑے بڑے بادشاہ اور نامو سورما گذرے تھے ویران کر دیا تھا اور بہت سے گھر بگاڑنے کے بعد صرف ایک گھر کو رونق دی تھی؛ بے شبہہ رومیولس بھی آخر مین انھی طریقون پر اُتر آیا تھا اور اپنے مغلوب دشمنون کو مجبور کرتا تھا کہ شہرون کو منہدم کر کے اسکے ہمراہ چل بسین۔ مگر ابتدا مین اس نے اس قسم کی کوئی کارروائی نہین کی تھی نہ لوگون سے کسی خاص شہر کی رونق بڑھانے کے لیے (جو پہلے سے موجود تھا) بجبر ترک وطن کرایا تھا۔ البتہ اُس نے ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالکر جن زمینون کی یا حکومت اور آل اولاد کی ضرورت تھی وہ حاصل کر لی تھین ایسا کرنے مین اُس نے کسی کو ہلاک کیا نہ قتل، بلکہ انکو فائدہ پہونچایا جو بے خانمان تھے اور کہین مستقل سکونت بنا کر لطف حضرت سے آشنا ہونا چاہتے تھے۔ پھر یہ بھی قابل لحاظ بات ہے کہ اُس نے جن پر اپنی سیاست صرف کی وہ لٹیرے بدمعاش نہ تھے۔ ایسے لوگون پر اُس نے اپنی تلوار نہین علم کی تھی، بلکہ بڑی بڑی قومون کو مغلوب کیا تھا شہرون کی تسخیر کی تھی اور بادشاہون اور سپہ سالارون سے لڑائیان جیتی تھین۔ یہ امر کہ اُس نے اپنے بھائی کا خون کیا، مشتبہ ہے اور محقق نہین کہ وہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بلکہ عام طور پر اس جرم کو دوسرون سے منسوب کیا جاتا ہے۔ باقی اپنی مان کو تو، کوئی شبہہ ہی نہین کہ اُس نے موت کے منہ سے نکالا اور اسی طرح نانا کو ایک شرمناک پابندی اور ماتحتی سے نکالکر اینیاس کے تخت پر بٹھایا، اور مدۃ العمر اس کی خدمتگزاری کرتا رہا اور اُس سے اُسکو (نومیٹر) کو کبھی بھولا بھی کوئی ضرر نہین پہونچایا؛ اس کے برخلاف تھی سی اس نے جس طرح اپنے باپ کی تعمیل احکام مین غفلت کی اور کریٹ سے آتے وقت وہ جھنڈا اپنے جہاز پر نہ چڑھایا جو ان کی

یہ سلامتی مراجعت کی علامت تھا تو یہ ایک ایسی بے پروائی ہے جسکا وہ کوئی معقول عذر نہین
پیش کر سکتا اور میرے خیال مین نہایت رحمدل ججون کے سامنے بھی الزام بدکشتی قائم کیے جانے
سے نہین بچ سکتا۔ اور شاید یہ دیکھکر کہ اس الزام سے تھی سی اس کو بری کرنا دشوار ہے ایک
اٹیکی مصنف نے واقعے کو دوسرے رنگ مین رنگنا چاہا ہے اور لکھا ہے کہ جس وقت جہازون کو
واپس آتے دیکھا تو خود ایجیس قلعے پر سے دوڑتا ہوا آیا کہ جانے والون کی خیر خبر معلوم کرے،
اسی عجلت مین اُس کا پاؤن پھسلا اور وہ گر کے مرگیا ؛ مگر یہ روایت صریحًا غلط ہے کیونکہ ظاہر ہے
کہ ایجیس کے پاس نوکرون کی یا وہ خود ساحل آتا تو ساتھ چلنے والون کی کچھ کمی نہ تھی ؛
اور عورتون سے زناکاری کے جو الزام ان دونون بادشاہون پر لگائے جاتے ہین اُن سے
تھی سی اس خصوصًا اپنا کوئی معقول بچاؤ نہین کر سکتا۔ جس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس کے معاملے
مین یہ جرم بار بار سرزد ہوتا ہے چنانچہ اُس نے اریاڈنی، انٹی اوپ اور اناکسو ٹریزنی کو بھگایا
اور آخر مین ہیلن کو جبکہ وہ بالکل بچہ تھی اور تھی سی اس ایک سفید ریش بڈھا۔ گویا ایک بُعد المشرقین
تھا کہ اگر اس کی عمر کمسنی کی وجہ سے شادی کے لائق نہ تھی تو اس کی عمر بڑھاپے کے باعث حد نکاح
سے قانونًا تجاوز کر چکی تھی ؛ دوسرا سبب جو اُسکے جرم کو سنگین بنا دیتا ہے یہ ہے کہ تین اوّل الذکر
کنواری لڑکیاں علاوہ اس کے کہ اُس سے منسوب نہ کی گئی تھین، خاندان و مرتبے کے اعتبار سے
بھی ایتھنزی عورتون پر کوئی فوقیت نہ رکھتی تھین کہ بہتر اولاد کی خاطر اُن سے شادی کی جاتی۔ پس یہ
شبہ اور قوی ہوجاتا ہے کہ ان عورتون کا لانا محض شہوت پرستی اور شوق زناکاری تھا ؛ رومیولس
نے ایسا نہین کیا بلکہ جب آٹھ سو کے قریب عورتین اُس نے پکڑ لین تو انہین سے صرف ایک
(حسب روایت عام) ہرسیلیا کو اپنی بیوی بنایا اور باقی سب کی اپنے شہر کے معززین مین تقسیم کردی ؛
پھر بعد مین انکی جو محبت و پاسداری اُس نے ملحوظ رکھی اس سے ثابت کردیا کہ یہ زیادتی مصلحت سے
خالی نہ تھی اور اسکا اصلی منشا یہ تھا کہ دو قومون کو باہم متحد کردیا جائے اور اس رشتے داری کو آیندہ
دوستی اور مشترکہ قوت کا ایک وسیلہ بنایا جائے۔ درحقیقت جس اخلاص و محبت، احترام و روفاشعاری

کی مثال رومیولس نے بیویون کے ساتھ قائم کی تھی، زمانے سے بہتر اسکا گواہ کوئی نہین کہ اُسکے بعد دوسوتیس برس تک رومتہ الکبرے مین نہ کسی خاوند نے اپنی بیوی کو دغادی اور نہ کسی بیوی نے اپنے شوہر سے بے وفائی کی۔ بلکہ جس طرح یونانیون مین متجسس طبایع انکے نام یاد رکھتی ہین جنھون نے سب سے اوّل پدرکشی یا مادرکشی (جیسے قبیح جرائم) کا ارتکاب کیا اسی طرح اہل رومہ کو بھی معلوم ہے کہ انکے ہموطنون مین سب سے پہلا شخص جس نے اپنی بیوی کو بانجھ ہونے کا الزام لگا کر علیحدہ کیا، سپوریس کاروِلیس ہے ٭ اب رومیولس اور تھی سی اس کی شادیون سے جو نتایج ظہور مین آئے وہ بالکل توقع کے مطابق تھے۔ یعنی پہلے کی شادیون نے دونون بادشاہون کو سلطنت مین شریک بنادیا اور دونون قومین ایک ہی حکومت کے تحت مین آگئین، لیکن تھی سی اس کی شادیان نہ دوستی بڑھانے کے واسطے تھین نہ توالد وتناسل کے لیے باہمی رشتہ داری کے واسطے پس انکا انجام خون ریزی جنگ وجدال اور عداوت کی صورت مین رونما ہوا۔ آخر مین قصبۂ افیدنی بھی اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور وہ خود فقط اپنے دشمنون کے رحم کھانے سے محفوظ رہ گئے کہ دیوتاؤن کی طرح محترم بنا کے اُن کی خوشامد اور لجاجت کی ورنہ وہی حشر ہوتا جو شاہ پیرس کے ہاتھون شہر ٹروائے کا ہوا، تاہم تھی سی اس کی مان پر تمام وہ مصیبتین گذرین جو ہکوبہ پر گذری تھین جسے اُس کے بیٹے نے چھوڑ دیا تھا اور پھر خبر نہ لی تھی اگرچہ یہ ممکن ہے کہ یہ روایت (تھی سی اس کی مان کے بارے مین) صحیح نہ ہو اور مین تو خدا سے چاہتا تھا کہ نہ صرف یہ بلکہ اور بہت سی باتین بھی محض افسانے ہون!

ان دونون کی پیدایشون مین آسمانی تائید کے متعلق بھی جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ قابل موازنہ ہے۔ رومیولس کو تو.... دیوتاؤن نے خاص اپنی عنایت سے پرورش کیا تھا، مگر ایجیس (تھی سی اس کے باپ) کو جو الہامی پیغام دیا گیا تھا کہ وہ کسی عورت کے پاس نہ جاے اس کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھی سی اس کی ولادت دیوتاؤن کی مرضی کے مطابق نہ تھی!

اسپارٹہ کا مشہور اور قدیم مقنن

لِکرگس

مورّخون نے اسپارٹی مقنن لکرگس کے جو حالات تحریر کیے ہین ان کی صحت اتنی مشتبہ ہے کہ کوئی قول ایسا نہین جو ایک شخص نے بہ وثوق لکھا ہو اور باقی سب نے اُسکی تکذیب یا تعریض نہ کی ہو۔ چنانچہ اُس کے خاندان اُس کی سیاحتون اور اوس کی وفات کے بارے مین کہ کس طرح اور کہان ہوئی خیالات مین بے حد اختلاف ہے خصوصاً جب اُس کے بنائے ہوے قوانین اور قائم کردہ نظام سلطنت کا ذکر آتا ہے تو یہ اختلافات سب سے زیادہ نمایان ہو جاتے ہین۔ یہ بھی مسلمہ طور پر نہین کہا جا سکتا کہ وہ کس عہد کا آدمی ہے کیونکہ بعض مورخون کا بیان ہے کہ وہ ایفی ٹس کے زمانے مین پھولا پھلا اور نامور ہوا بلکہ اسی ایفی ٹس کے ساتھ مل کر اُس نے یہ ضابطہ نافذ کرایا کہ جن ایام مین اولمپی کھیلون کی مذہبی تقریب منائی جاتی ہے اُن مین اہل یونان جدال و قتال ترک کر دین گے۔ اسی قول کو ارسطو نے بھی مانا ہے اور اُس کی تصدیق مین یہ دلیل پیش کی ہے کہ اُن تانبے کے چکّرون[۱] مین جو مذکورہ بالا کھیلون کے وقت استعمال کیے جاتے ہین، ایک پر لکرگس کے نام کا کتبہ ہے جو میرے (یعنی ارسطو کے) وقت تک نہین مٹا تھا۔ لیکن اراٹس تن، اپالوڈورس اور دیگر واقعات نویس شاہان اسپارٹہ کے

۱؎ quoit چکر سے کواٹ یعنی بڑے چھلّے مراد ہین۔

ایام تخت نشینی کو جوڑ کر یہ ثابت کرنے کا دعوی کرتے ہین کہ لکرگس خود اولمپی کھیلون کے اجرا اور زمانۂ قیام سے بھی پہلے کا آدمی ہے؛ ٹای میئس کا قیاس یہ ہے کہ لکرگس نام کے دو شخص دو مختلف زمانون مین گذرے ہین لیکن لوگون نے دونون کے کارہاے نمایان منسوب ایک ہی شخص سے کر دیے جو اپنے دوسرے ہمنام سے زیادہ مشہور و معروف تھا؛ اس مؤرخ کے نزدیک پہلا لکرگس ہومر کے قریبی زمانے کا آدمی ہے بعض مصنف اسکی تصریح مین اور آگے بڑھ گئے ہین اور کہتے ہین کہ لکرگس خاص ہومر کے دیکھنے والون مین تھا؛ لیکن بہرحال یہ بات کہ وہ بہت قدیم زمانے کا شخص ہے زینوفن کے ایک فقرے سے بھی مترشح ہوتی ہے جسمین مصنف موصوف اُسے بادشاہون کے خاندان ہرقلی کا ہمعصر بتاتا ہے؛ اسمین شک نہین کہ اسپارٹہ کے آخری بادشاہ تک نسلاً ہرقلی تھے لیکن زینوفن کی مراد اُس موقع پر جن بادشاہون سے ہے وہ ہرقل کے قریبی جانشین ہین؛ مگر ان تمام مستعبد اور پریشان بیانات کے باوجود ہم اُس کے حالات زندگی ترتیب دینے کی کوشش کرتے ہین اور اُن اقوال کا اتباع کرینگے جنھین سب سے کم مسترد کیا گیا ہے اور نیز اپنی تحریر کا انحصار اُنھین مصنفون پر رکھین گے جو سب سے زیادہ قابل اعتبار اور ثقہ ہین؛

سائی مونی ڈیز شاعر لکرگس کو یونومس Eunomus کے بجاے پری ٹانس کی اولاد مین رکھنا چاہتا ہے۔ مگر یہ اکیلے اُسی کی راے ہے ورنہ باقی سب نے یونومس اور لکرگس کا شجرۂ نسب حسب ذیل سلسلے مین تحریر کیا ہے:—

ارستوڈیمس

پٹروکلیس

سواوس

یوری پن

یونومس

پولی ڈِک ٹیس (پہلی بیوی سے) | لکرگس (دوسری بیوی دیونسا کے بطن سے؛)

دیو شیداس کہتا ہے کہ وہ پٹروکلیس کی چھٹی اور ہرقل کی گیارھوین پشت مین تھا جو کچھ ہو اس مین شبہ نہین کہ اُس کے بزرگون مین سب سے نامور سواوس ہے جس کے ماتحت اہل سپارٹہ نے ہیلاٹ* کو اپنا غلام بنایا اور علاقۂ ارکیڈیا کا معقول حصہ فتح کر کے اپنے مقبوضات مین شامل کیا تھا۔ اسی بادشاہ سواوس کے متعلق یہ حکایت چلی آتی ہے کہ ایک مرتبہ اہل کلوتوریہ نے اُسے کسی بے آب اور کوہستانی مقام مین اس طرح محصور کر لیا کہ پانی میسر نہ آسکا۔ اور آخرکار وہ یہ شرائط ماننے پر مجبور ہو گیا کہ اگر اُسے اور اوس کے تمام ساتھیون کو قریب ترین چشمے سے پانی پی لینے دیا جاے تو وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقون کو محاصرین کے حوالے کر دیگا۔ اس معاہدے پر حسب معمول فریقین کے طرف اور رسمی اقرار ہونے کے بعد سواوس نے اپنے سپاہیون کو اکھٹا کیا اور وعدہ کیا کہ اُن مین سے جو شخص اس وقت پانی نہ پیے مین اپنا سارا راج پاٹھ اُس کے حوالے کر دونگا۔ لیکن جب کوئی بھی اُن مین سے تشنگی ضبط نہ کر سکا اور سب نے پانی پی لیا تو آخر مین شاہ سواوس کی باری آئی جس نے چشمے پر اُتر کے صرف اپنا منہ دھویا اور بغیر ایک قطرہ پانی پیے غنیم کے سامنے سے اپنی فوج لے کر روانہ ہو گیا اور مفتوحہ علاقے اُنھین واپس دینے سے انکار کر دیا کیونکہ شرائط کے بموجب "تمام اہل اسپارٹہ نے اور اُس نے پانی نہین پیا تھا (اور اوس کے باقی رہ جانے سے شرط پوری نہین ہوئی تھی)"۔

اس واقعے کی وجہ سے ہرچند سواوس کا بڑا نام اور تعریفین ہوتی تھین، پھر بھی اُس کا خاندان اُس کے نام سے موسوم نہین ہوا بلکہ اُس کے بیٹے یوری پن کے نام پر یوری پنی کہلایا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یوری پن ہر دلعزیزی کا خواہان تھا اور عوام کی رضاجوئی مین اُس نے شخصی بادشاہت کی اکثر سختیان کم کر دی تھین۔ اور یہ پہلا

* یہان ہیلاٹ سے مصنف کا منشا جنوبی یونان کے وہ قدیم اور اصلی باشندے ہین جنھین اسپارٹہ والون نے اپنا مفتوح اور ایسا غلام بنا لیا تھا جو آج تک ضرب المثل ہے۔ مترجم

قدم تھا جس کے بعد عوام الناس روز بروز دلیر ہوتے گئے اور آیندہ بادشاہون کو یا تو جبر و زیردستی اختیار کرنے کی وجہ سے نشانۂ نفرت بننا پڑا یا رعایا کی خاطر داری اور اپنی کمزوری سے دبتے چلے گئے حتےٰ کہ عرصے تک اسپارٹہ مین طوائف الملوکی اور بدنظمی کا دور دورہ رہا اور نیز انہی شورشون مین لکرگس کے باپ کی جان گئی جس کی شرح یہ ہے کہ وہ ایک بلوہ فرو کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی نے قصائی کی چھری اُس کے ماری اور وہ اپنے بڑے بیٹے پولی ڈوک ٹیس کے نام بادشاہت چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

پھر جب پولی ڈوک ٹیس نے بھی تھوڑے دن بعد وفات پائی تو (جیسا کہ ہر شخص کا خیال تھا) بادشاہی لکرگس کی وراثت مین آئی۔ اور اُس وقت تک کہ پہلی ملکہ یعنی اُس کی بھاوج کے حاملہ ہونے کا علم ہو، اُس نے بادشاہت کی بھی۔ لیکن جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے فوراً اعلان کر دیا کہ سلطنت کا وارث وہی بچہ ہے بشرطیکہ مرد ہو، اور یہ کہ مین صرف بطور اتالیق سلطنت حکمران ہون ؛؛ اسپارٹہ مین اس قسم کی اتالیقی کو "پروڈی کس" کہتے تھے)
اسکے تھوڑے ہی دن بعد ملکہ نے اُسے خفیہ کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آیندہ اپنی بادشاہ بیگم بنا لینے کا وعدہ کرو تو مین اس بچے کو کسی تدبیر سے ضائع کیے دیتی ہون،، یہ خباثت دیکھکر لکرگس کو سخت تنفر اُس عورت سے پیدا ہوا لیکن اُس نے کوئی ناخوشی اُس وقت ظاہر کی بلکہ ظاہراً اس قرارداد کو قبول کر کے اسی قاصد کی معرفت اپنی بڑی مسرت اور شکرگزاری کے ساتھ یہ التجا کی کہ وہ ہرگز حمل گرا دینے کا خیال اپنے دل مین نہ لائے کہ اُس مین خود اُسی کی ہلاکت کا نہین تو کم سے کم صحت بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ باقی وضع حمل کے بعد، اس نے وعدہ کیا، کہ مین خود بچے کو راستے سے ہٹا دینے کا انتظام کر لونگا،، غرض ایسی ایسی تدبیرون سے لکرگس نے اپنی بھاوج کو مدت حمل پوری ہونے تک دھوکے مین رکھا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ وضع حمل کا وقت آ گیا ہے تو چند آدمیون کو بھیجا کہ وہین موجود رہین اور اپنی پوری نگرانی رکھین۔ نیز ہدایت کی کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اگر وہ دیکھین کہ بیٹا ہے تو بلا تاخیر اُسے میرے پاس جس حال مین اور جہان کہین مین

ہون، لے آئین اور بیٹی ہو تو مستورات کے حوالے کر دین ؛ اتفاق سے لگرگس اُس وقت اعلےٰ حکام شہر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جو ملکہ کے بیٹا ہوا اور وہ دسترخوان ہی پر تھا کہ نوکر مولود کو حسب الحکم اس کے سامنے لائے - لگرگس نے اُسے ہاتھون پر لے لیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا " باشندگان اسپارٹہ، لو یہ نومولود ہمارا بادشاہ ہے "؛ یہ کہ کر اُٹھا اور بچے کو بادشاہی کرسی پر لٹا دیا اور چاری لوس اُس کا نام رکھا جسکے معنے لوگون کی خوشی کے ہین ؛ اس نام کی بھی وجہ یہی تھی کہ جتنے اشخاص وہان موجود تھے وہ سب بچے کی ولادت اور لگرگس کے اس شریفانہ اور منصفانہ کام سے بدرجۂ غایت مسرور و متعجب تھے ؛

اس طرح اُسکی مدت بادشاہت آٹھ مہینے رہی - لیکن بعد مین بھی اہل شہر اُسکا نہایت احترام کرتے رہے اور محض اس وجہ سے نہین کہ وہ اتالیق سلطنت اور صاحب اختیار تھا بلکہ زیادہ تر ذاتی اوصاف کے باعث اُسکی فرمانبرداری ہوتی تھی ؛ بایں ہمہ چند اشخاص حسد سے دشمنی پر آمادہ تھے اور چاہتے تھے کہ آغاز شباب ہی مین اُس کے روز افزون اقتدار کا سدّباب کر دین - خصوصاً ملکہ اور اسکے اعزّا اور طرفدار اس مخالفت مین بہت سرگرم اور خواہ مخواہ اُسکی بدسلوکیون کے شاکی تھے - یہان تک کہ ملکہ کا بھائی لیونی داس ایک تیز و تند بحث مین جو اُسکے اور لگرگس کے درمیان چل گئی تھی اتنا بڑھا کہ اُس کے مُنہ پر کہ گذرا کہ " ہمین پورا یقین ہے کہ تھوڑے دن مین تمھین بادشاہ بنا ہوا دیکھ لین گے "؛ جس سے نہ صرف اظہار تشکک بلکہ آئندہ الزام کے لیے بھی راستہ تیار کرنا منظور تھا کہ اگر وہ بچہ زندہ نہ رہے تو خواہ اُس کی موت طبیعی اسباب سے ہو تاہم اُنھین یہ کہنے کی گنجایش مل جاے کہ لگرگس نے اپنے بھتیجے کی جان لی؛ اسی قسم کے اور الفاظ بھی ملکہ اور اُس کے طرفدار جان کر لوگون مین پھیلاتے پھرتے تھے ؛

ان بدگوئیون نے لگرگس کو سخت پریشان کیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم انکا کیا نتیجہ نکلے، اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اس وقت عقلمندی یہی ہے کہ ان کی عداوتون سے بچ کر جلاوطنی اختیار کی جائے اور اتنے دن تک کہ اُس کا بھتیجا بالغ بلکہ صاحب اولاد ہوا اور وراثت کے متعلق

کوئی جھگڑا نہ رہے، خود مُلک مُلک کی سیاحت مین مصروف رہے؛ یہ ٹھان کر لکرگس جہاز مین روانہ ہوا اور جزیرہ قریطش آیا جہان اکثر عمائدین سے اُس نے واقفیت پیدا کی اور اُن کے متعدد آئین و نظام ملکداری پر غور کرکے بعض کو اُس نے پسند کیا اور اپنے وطن مین اُن سے کام لینے کا ارادہ کر لیا۔ باقی اور قوانین جو اُسے بیکار نظر آئے اُنھین چھوڑ دیا؛

قریطش کے سب سے مشہور علما اور عقلا مین ایک شخص طالیس نامی تھا جسے دوستی کے واسطے دیکر اور بڑی منّت و التجا سے لکرگس نے اسپارٹہ جانے پر رضامند کیا، جہان ہر چند احوال ظاہری کے لحاظ سے اور نیز اپنے قول کے بموجب وہ محض ایک غزل گو شاعر سمجھا جاتا تھا مگر فی الحقیقت اُس نے دنیا کے کسی قابل ترین مقنن کا کام انجام دیا۔ کیونکہ جو غزلین وہ تیار کرکے سناتا تھا خود وہ اتحاد و اطاعت کی زور دار تلقین سے کم نہ ہوتی تھین اور خود ان کے بحر و قوافی اور روانی اور صفائی مین وہ تاثیر تھی کہ بلا ارادے سامعین کا ذوق و وجدان سلیم و صحیح ہوتا چلا جاتا تھا۔ چنانچہ اُس کی شاعری کا ایسا عجیب اثر پڑا تھا اور سننے والون کا اندر ہی اندر اُس نے ایسا تصفیۂ باطن اور تزکیۂ نفس کر دیا تھا کہ ان کی طبائع بالکل بدل گئین اور مزاجون مین صلاحیت نرمی اور اعتدال آ گیا حتّٰی کہ انھون نے اپنی ذاتی پرخاش اور عداوتون کو خیرباد کہا اور سب کے سب دل سے انصاف و نکوئی کے مدّاح و شیدا بن گئے؛ انھین نتائج کی بنا پر یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ جو ضابطے اور پابندیان لکرگس نے آیندہ جاری کرنا تھین اُن کا راستہ طالیس ہی نے تیار کیا تھا؛

قریطش سے وہ بہ جانب ایشیا[1] روانہ ہوا۔ اور بیان کرتے ہین کہ یہان آنے سے اُس کا مدعا یہ تھا کہ اہل آی اونیہ کے تکلفات، نازک مزاجی اور امیرانہ عادات کا اہل قریطش کی سادہ اور متقیانہ خصلتون سے مقابلہ کرے۔ اسی طرح جس طرح اطبا بیمار اور تندرست جسمون کا امتحان اور اندازہ کیا کرتے ہین؛ یہین سب سے پہلے لکرگس نے ہومر کی تصانیف دیکھین

[1] قدیم یونانی مصنفون کے ہان ایشیا سے اکثر ایشیاے کوچک در بحر آسے اوٰنین کی یونانی آبادیان یا نوآبادیان مراد ہوتی تھین

جو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کریونی لس کی اولاد کے قبضے مین ہونگی ؛ بہرحال یہ دیکھکر کہ بیہودہ اقوال اور بُرے افعال کی صرف چند مثالون کے سوا ہومر کی تمام نظمین پُر مغز ہدایات ملکداری اور اخلاقی نصائح سے بھری ہوئی ہین، اُس نے بڑے شوق و محنت سے اُنھین باترتیب لکھنا اور بہ غور مطالعہ کرنا شروع کیا کہ شاید اُن سے بھی وہ اپنے وطن مین کوئی مفید کام لے سکے :: اسمین شک نہین کہ اُس وقت بھی یہ نظمین جزیرہ نما ے یونان مین تھوڑی سی شہرت رکھتی تھین اور ان کے منتشر اجزا بھی جو اتفاقاً کہین سے ہاتھ آگئے ہون کسی کسی کے پاس تھے - لیکن ان کو صحیح معنون مین جس شخص نے اوّل ہی اوّل معروف کیا وہ لکرگس ہے ::

مصریون کا بیان ہے کہ لکرگس اُن کے ملک مین بھی سیاحانہ آیا تھا اور یہ دیکھکر اُسے بہت تعجب ہوا تھا کہ وہان سپاہیون کی جماعت کو باقی قوم سے بالکل علیحدہ رکھا جاتا ہے - پھر یہی نظام اُس نے اسپارٹہ مین منتقل کر لیا اور اس طرح اہل حرب و دفاع کو ادنےٰ پیشہ ورون سے اور اہل حرفہ کے میل جول سے بچا کر اُس نے سلطنت مین بڑی شائستگی اور خوبصورتی پیدا کر دی :: اس قول کی بعض یونانی مصنفون نے بھی تائید کی ہے لیکن یہ روایتین کہ وہ اندلس، اور افریقیہ اور ہندستان تک گیا تھا اور یہان اُس کی (رشیون) یا جوگیون[1] سے ملاقاتین ہوئی تھین، جہان تک مین تحقیق کر سکا صرف ایک راوی کے بیان پر منحصر ہین اور وہ ہیار جس کا بیٹا ارسٹوکریٹیس اسپارٹی ہے ::

وطن سے جانے کے بعد لکرگس کی اسپارٹہ مین بہت یاد ہوئی اور بار بار وہان والون نے اُسے بُلوایا - "کیونکہ" وہ کہتے تھے "بادشاہ تو یقیناً کئی ہمارے ہان موجود ہین جو بادشاہی کے ظاہری ساز و سامان اور القاب و خطاب رکھتے ہین لیکن اوصاف ذاتی اور طبیعت کی خوبی کا جہان تک تعلق ہے اُن مین کوئی شے رعایا سے مابہ الامتیاز نہین ہے" :: پھر وہ

---

[1] جمنوسافسٹ Gymnosophist ننگے عُریان =

لکرگس کا ذکر کرتے اور کہتے کہ حقیقت مین سرداری کی اصلی شان تو اُس کی ذات مین نظر آتی ہے اور اُسی کی طبیعت فرمان روائی کی اور دماغ اپنے حکم منوانے کی قابلیت رکھتے ہین ،، اس کے علاوہ خود اسپارٹہ کے بادشاہ[۱] لکرگس کی واپسی کے خلاف نہ تھے کیونکہ وہ اُس کی موجودگی کو عوام الناس کی شورش کے مقابلے مین ایک مستحکم حصار تصور کرتے تھے ،، غرض یہ صورت حالات تھی جب وہ اسپارٹہ مین واپس آیا اور بلا تاخیر ایک کامل اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کا پختہ ارادہ تھا کہ سلطنت کے سارے نظام ترکیبی کو بدل دے۔ کیونکہ پورے تغیر کے بغیر چند نئے قوانین کا نفاذ یا کوئی جزوی تبدیلی کچھ کام نہ دے سکتی تھی۔ اور لازمی تھا کہ وہ وہی طریقہ اختیار کرے جو عقلمند اطبا ایسی صورتون مین اختیار کرتے ہین جب کہ مریض متعدد امراض مین اُلجھا ہوا ہو اور سوا اس کے کوئی چارۂ کار نہ ہو کہ پہلے اُس کے تمام مواد فاسدہ دواؤن کے زور سے خارج کر دیے جائین اور گھٹا کے اور مانجھ کے اُس کی طبیعت کو بالکل بدل دیا جائے اور پھر از سر نو اُسے غذا اور دوا سے قوت دی جائے ،،

اپنے دل مین یہ منصوبے باندھ کر سب سے پہلے وہ اپالو سے استخارہ کرنے ڈیلفی گیا اور مراسم نذر و نیاز کے بعد وہان سے وہ مشہور الہامی جواب لیکر لوٹا جس مین اُسے خدا کا محبوب اور انسانی رتبے سے بڑھا کر دیوتا کے برابر کہا گیا ہے۔ نیز بشارت دی گئی ہے کہ اُس کی دُعا قبول ہوئی، اُس کے قوانین سب سے اچھے اور وہ سلطنت جو ان کی پابندی کرے دنیا مین سب سے نامور سلطنت ہوگی ،، ان باتون سے حوصلہ پا کے وہ اسپارٹہ آیا اور اب پہلے صرف اپنے احباب کو ہمراز بنا کے رفتہ رفتہ اُس نے عمائدین شہر کو اپنی امداد پر اُبھارا اور آخر ایک معقول جماعت ذوق و شوق کے ساتھ اس کے منصوبے کی عملی تکمیل پر آمادہ ہو گئی ،، اس طرح تیاریان پوری ہو جانے کے بعد، اسپارٹہ کے تیس[۲] بڑے بڑے آدمیون کو لکرگس نے ہدایت کی

سلہ[۱] اسپارٹہ مین ایک ہی وقت مین دو موروثی فرمان روا یا چھوٹے چھوٹے بادشاہ ہوتے تھے۔ مترجم۔

کہ علی الصباح مسلّح ہو کر چوک میں پہونچ جائیں جس کا مدعا یہ تھا کہ گروہ مخالف مرعوب ہو جائے ''۔ ان تیس میں سے بیس نہایت ممتاز و مقتدر اشخاص کے نام ہرمپّس نے تحریر کیے ہیں مگر اس کا نام جو لکرگس کا سب سے بڑا مونس و ہمراز اور اس کے قوانین بنانے اور نافذ کرانے میں سب سے زیادہ معین و مددگار تھا، ارتھمیاداس ہے ''۔ الغرض جب ان واقعات سے شہر میں ایک کھلبلی سی پڑ گئی تو شاہ چاریلوس اس خوف سے کہ شاید یہ سازش اس کے خلاف ہے، قصر برنجی کی دیوی منروا کے مندر میں جا چھپا۔ مگر تھوڑی دیر بعد جب اصل حال معلوم ہوا اور لکرگس کے شرکا نے بقسم اطمینان دلایا کہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتے تو پھر وہ اپنی جائے پناہ سے باہر نکل آیا اور خود بھی ان کے گروہ میں شریک ہو گیا وہ بہت سیدھا اور شریف طبیعت نوجوان تھا اور اسی بنا پر جب اس کی بھلائی کسی جگہ سراہی جا رہی تھی تو اس کے ہمسر بادشاہ ارچیلوس نے کہا تھا کہ دنیا میں کون ہے جو اسے بھلا نہ کہیگا؟ وہ بُروں کے ساتھ بھی بھلا ہے ''۔

منجملہ اور ردّ و بدل کے لکرگس کا سب سے بڑا اور اہم کام ایک مجلس قومی کی بنا ڈالنا تھا جس کی قوت بڑے بڑے معاملات میں خود بادشاہوں کے برابر تھی اور جس کا قیام، افلاطون کے الفاظ میں منصب شاہی کے آتشیں اختیارات محدود و معتدل کر کے سلطنت کے مزید استحکام و استحفاظ کا باعث ہوا۔ کیونکہ اس سے پہلے سلطنت کا کوئی مضبوط سہارا نہ تھا اور کبھی بادشاہ زبردست ہوتے تو وہ مطلق العنانی کی طرف جھک جاتی اور کبھی عوام الناس غلبہ حاصل کر لیتے تو اس کا میلان جمہوریت کی طرف ہو جاتا۔ اب قیام مجلس نے اس میں ایک مرکزی وزن پیدا کر دیا اور جس طرح خالی جہاز میں توازن قائم کرنے کے لیے پتھر بھر دیتے ہیں، اس نئے آئین نے بھی مختلف عناصر کو ترازو کے پلڑوں کے مثل قائم کر دیا۔ اب وہ اٹھائیس[28] ارکان مجلس جمہوریت کے مقابلے میں ہرچند بادشاہوں کا ساتھ دیتے تھے لیکن جب مطلق العنانی اور شخصی حکومت کا سوال اٹھتا تو ہمیشہ لوگوں کی حمایت کرتے ''۔ رہی یہ اٹھائیس[28] کی تعین، تو

ارسطو کا بیان ہے کہ انھیں تیس ساتھیوں مین سے دو نے کم ہمتی کی وجہ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ لیکن سفیرؔس یقین دلاتا ہے کہ ابتدا ہی مین اس گروہ کی تعداد اٹھائیس تھی۔ اور عجب نہین جو اس تعداد مین کوئی اسرار ہو کیونکہ وہ سات اور چار کا حاصل ضرب ہے اور چھ کے بعد آتا ہے جس کے برابر برابر کے ٹکڑے ہوجاتے ہین۔ پہلا کامل (غیر منقسم) ہندسہ ہے جو چھ کے بعد آتا ہے جس کے برابر برابر کے ٹکڑے ہوجاتے ہین۔ مگر میرا اپنا خیال یہ ہے کہ لکرگس نے تیس کی تعداد مین دونون بادشاہون کو بھی شمار کر لیا تھا اور اس لیے اُن کو چھوڑ کے ارکان کی تعداد اٹھائیس رہ جاتی ہے۔ مجلس کے قیام کی لکرگس کو اس درجے خوشی تھی کہ اس کے متعلق ڈیلفی سے بھی اُس نے مشورہ لینے کی زحمت اُٹھائی اور وہ کہن حاصل کی جسے رہٹرا کہتے ہین اور جس کے یہ الفاظ تھے:-

"اس کے بعد کہ تم نے برجیس دیوتا اور منروا مائی کے نام پر مندر بنا لیے اور اس کے بعد کہ تم نے لوگون کو فائیلون مین فائیلا دیا اور اوبون مین اوبا دیا بتحقیق تم تیس بزرگون کی مجلس قائم کروگے جن مین دونون سردار شامل ہین اور بتحقیق تم وقتاً فوقتاً قوم کو بابی کا Babyca اور نکیان Cnacion کے درمیان اپلازین کروگے کہ تشریح کرین اور راے دین۔ قوم ہی کی آخری راے اور فیصلہ ہے!"

عبارت مین فائیلون اور اوبون سے لوگون کے مختلف حصے مراد ہین۔ سردارون کے لفظ سے دونون بادشاہ۔ اور اپلازین جس کا اپالو سے اشتقاق کیا گیا ہے یہان اجتماع کے معنی مین ہے۔ بابی کا اور نکیان اب اینو کہلاتے ہین اور ارسطو کے بقول بابی کا ندی کا نام ہے اور نکیان ایک پُل کا۔ بہرکیف انھین مقامات کے درمیان اُن کے عام جلسے ہوتے تھے کیونکہ اسپارٹہ مین ایوان مجلس یا ان اغراض کے لیے کوئی دوسری عمارت نہ تھی اور آرایش وزیبایش کو لکرگس اس قدر غیر مفید سمجھتا تھا کہ تصاویر یا مورتین یا چھتون کے نقش ونگار، جو اور یونانیون مین عام سامان تزئین تھے، اُس کے نزدیک توجہ کو منتشر کرنے والے اور اس لیے معاملات مین نہایت حارج چیزین تھین۔ المختصر قومی جلسے اسی کھلے میدان مین ہوتے تھے

جہان بادشاہ یا مجلس کی طرف سے تجویزین پیش کی جاتین اور عوام الناس کو اُن کے متعلق کوئی مباحثہ یا نصیحتین کرنے کا حق نہ تھا بلکہ وہ صرف اقرار یا انکار کر سکتے تھے۔ بعد مین جب یہ معلوم ہوا کہ لوگ تجاویز کے الفاظ محذوف یا مقدم مؤخر کر کے خود اُن کا مفہوم بدل دیتے ہین تو شاہ پولی ڈورس اور تھیوپمپس نے اسی رہترا یا محترم قانون مین یہ دفعہ ایزاد کر دی تھی "کہ اگر لوگ فریب کرین یا مبہم فیصلہ دین تو جایز ہوگا کہ بزرگ اور سردار انھین منتشر کر دین" یعنی اُن کے اقرار کو ناجایز قرار دین اور اس نظر سے کہ وہ اُن کی تجاویزین کھنڈت ڈالتے اور بگاڑتے ہین انھین برخاست کر دین۔ اس دفعہ کو عام راے سے منظور کرا کے شاہان موصوف نے رہترا مین داخل کیا تھا اور وہ بھی دیگر شرائط کے مثل مستند سمجھی جاتی تھی چنانچہ ٹرٹیس کے اشعار ذیل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے:۔

"انھون نے یہ اپالو سے سُنے پیغام الہامی
اور ان کو لائے وہ پیتھو سے گھر جیسے کا دیا ہی:
کہ قومی مجلس شورے مین اوّل بادشہ ہونگے
جو ماموُرِ خدا ہین اور وطن سے جن کو اُلفت ہے
بزرگ ارکان ہونگے بعد اُنکے۔ اور پھر جمہور
یہ لازم ہے کہ سیدھا صاف رہترا دہ کرین منظور"

اس طریق سے لکرگس نے قومی سلطنت کو متوازن اور استوار کرنے کی کوئی کوشش حتی الامکان نہ اُٹھا رکھی تھی لیکن اس کے بعد کے آنے والون نے اسمین بھی حکومت خواص (اولی گارکی) کی شان پائی اور ضرورت سے زیادہ امرا کا اقتدار بڑھا ہوا دیکھا۔ لہذا جماعت مذکور کی تندخوئی اور مزاج کی تیزی دبانے کے لیے، افلاطون کے الفاظ مین، انھون نے اُس کے مُنھ پر ایک دہانہ چڑھا دیا جس سے وہ اختیارات مراد ہین جو ایفوروان کو دیے گئے۔ اسپارٹا مین یہ عہدہ ایفوری لکرگس کی وفات کے ایک سو تیس برس بعد قائم کیا گیا تھا اور الاتوس ... اور اس کے

ساتھی ہم عہدہ پہلے اشخاص ہین جنھین شاہ تھیوپمپس کے زمانے مین یہ ممتاز منصب حاصل ہوا۔ اسی پر جب شاہ موصوف کی ملکہ نے ایک دن یہ طعنہ دیا تھا کہ تم اُن شاہی اختیارات کو جو بزرگون سے پہونچے گھٹا کر اپنی اولاد کے لیے چھوڑ جاؤ گے" تو اُس نے جواب دیا تھا نہین بڑھا کر۔ کیونکہ وہ زیادہ عرصے تک قائم رہین گے!" اور حقیقت مین شاہان اسپارٹہ کے غیر معمولی حقوق کا بحدِ معقول گھٹا دیا جانا خود اُنھین کے واسطے مفید ہوا۔ وہ حسد و دشمنی اور اس سے خطرات مابعد سے محفوظ ہو گئے اور انھین وہ مصیبتین نہین جھیلنی پڑین جو اُن کے ہمسایہ بادشاہون پر ارگس اور مسینا مین نازل ہوئین جو اپنے حقوق پر سختی سے اڑے رہے اور عوام الناس کو کچھ بھی نہ دینا چاہتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کچھ کھو بیٹھے"

واقعی جو کوئی اُس شورش و بد عملی کا مشاہدہ کریگا جو اُن حدملی اقوام مین (کہ نسل اور مقام کے لحاظ سے اسپارٹہ کی عزیز قریب اور نہایت مشابہ تھین) پیدا ہوئے وہ لکرگس کی دانائی اور عاقبت بینی کا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا"۔ یہ تینون ریاستین (مسینا ارگس اسپارٹہ) ابتداے عروج مین مساوی تھین اگر ان مین کسی کو فوقیت تھی تو وہ اہالی مسینا و آرگس ہی کے حصے مین آسکتی ہے جو آغاز مین انتخاب مقام اور حالات کی وجہ سے اسپارٹہ کی نسبت زیادہ خوش نصیب سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ان کی یہ خوش حالی چند روزہ ثابت ہوئی اور کچھ بادشاہون کی جابرانہ طبائع نے اور کچھ لوگون کی سرکشی اور ضابطہ نہ شناسی نے بہت جلد سخت بدنظمی پھیلا دی اور اُن کے تمام آئین و قوانین خاک مین مل گئے جس سے پوری طرح ظاہر ہو گیا کہ اہل اسپارٹہ کی تقدیر اچھی تھی جو منجانب اللہ انھین لکرگس جیسے دانشمند مقنن کا ظہور ہوا اور اُس نے اُن کے لیے وہ مبارک اور متوازن نظام سلطنت قائم کیا۔

تیس ارکان مجلس مقرر کرنے کے بعد لکرگس کا دوسرا اور یقیناً اس کے سب کامون مین مخدوش ترین، کام اراضی کی از سرِ نو تقسیم کرنا تھا کہ وہ بہت غیر مساوی طور پہ لوگون مین بٹی ہوئی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف ریاست مین ہزارون مفلس و محتاج آدمی بھرے ہوئے تھے

اور دوسری طرف اُس کی دولت کھنچ کر چند آدمیون کے قبضے مین آگئی تھی :. اب لکرگس کا مقصود نہ صرف حسد و رقابت و جرائم و تعیش کو اپنے ہان سے دفع کرنا تھا بلکہ وہ ان سے بھی بدتر امراض یعنی افلاس اور غیر ضروری دولت کا بھی استیصال کرنا چاہتا تھا اور یہ غرض حاصل کرنے کے لیے اُس نے اہل وطن کو اپنی اپنی املاک سے ہاتھ اُٹھا لینے پر اور نئی تقسیم اراضی اور مساوی حیثیت سے بسر معیشت پر رضامند کرلیا۔ اور اُن کے دل نشین کردیا کہ آیندہ صرف قابلیت زینۂ امتیاز ہو اور لوگون کے محض رذیلانہ یا شریفانہ کام اُن کا معیار مراتب سمجھا جائے :.

جب یہ تجویز لوگون نے منظور کرلی تو لکرگس نے بلا تاخیر اُس کو عمل مین لانے کی غرض سے علاقۂ لقونیہ[۱] کی تقسیم شروع کی۔ اور اُسے تیس ہزار برابر کے قطعون مین منقسم کیا۔ شہر اسپارٹہ خاص کے متعلق جو زمینین تھین اُن کے اُس نے نو ہزار ٹکڑے کیے تھے جو وہین کے شہریون کو بانٹ دیے گئے اور مقدم الذکر اُس نے اپنے دیہاتی ہم وطنون مین تقسیم کردیے :. بعض مصنفون کا بیان ہے کہ لکرگس نے اسپارٹہ کی اراضیات کے چھ ہزار حصے اہل شہر پر تقسیم کیے تھے اور اُن مین تین ہزار بعد مین شاہ پولی ڈورس نے ایزاد کیے۔ بعض کہتے ہین کہ شاہِ موصوف نے اُنھین دُگنا کردیا تھا اور ان کی پہلی تعداد صرف چار ہزار پانسو قطعات تھی :. ہر حصہ اتنا رکھا گیا تھا کہ سال بہ سال تقریباً ستر من (بُشل کے معنون مین) غلہ مالک خاندان کے لیے اور بارہ من اُس کی بیوی کے لیے اُس مین پیدا ہوجائے نیز ایک مناسب مقدار تیل اور شراب کی اس مین سے حاصل کی جاسکے :. بس اس کو لکرگس اُن کی قوت و تندرستی قائم رکھنے کے لیے کافی تصور کرتا تھا۔ باقی افراط فضول اُس کے خیال مین جتنی نہ ہو اُتنا ہی اُن کے حق

---

[۱] (فوٹ نوٹ :۔) لقونیہ Laconia اُس علاقے یا ریاست کا نام ہے جس کا صدر مقام اسپارٹہ تھا اگرچہ بعد مین اسپارٹہ کی حکومت زیادہ وسیع ہوگئی تھی لیکن ابتدا مین اسکا اصلی علاقہ یہی تھا جس طرح ایتھنز کا اٹی کا اور تھیبہ کا بیوشیہ تھا :. مترجم

مین بہتر تھا" بیان کرتے ہین کہ اس تقسیم اراضی کے بعد ہی وہ کہین باہر سے تیاری فصل کے زمانے مین گھر آرہا تھا کہ اُسے سب کے برابر برابر اور بالکل یکسان انبار غلّے کے لگے ہوے نظر آئے ۔ تو وہ مسکرایا اور ساتھ کے لوگون سے کہنے لگا "مین سمجھتا ہون کہ اب لقونیہ ایک گھرانے کی جاگیر معلوم ہوتی ہے جو بہت سے بھائیون مین بحصّۂ مساوی بانٹ دی گئی ہو"۔

مگر لکرگس نے اسی پر قناعت نہ کی بلکہ اُن کے مال منقولہ کی بھی مساوی تقسیم کرنی چاہی تاکہ اُن مین درحقیقت کوئی نامعقول مایہ الامتیاز اور غیر مساوات باقی نہ رہے ۔ لیکن یہ دیکھکر کہ اس تجویز پر علانیہ عمل کرنا نہایت دشوار بلکہ خطرناک ہوگا اُس نے ایک اور طریقہ اختیار کیا اور حریص دولت مندون کو حسب ذیل چال سے شکست دی :۔

اُس نے حکم دیا کہ تمام سونے چاندی کے سکّے واپس لے لیے جائین اور صرف ایک آہنی سکہ رائج ہو جو بہت وزنی اور نہایت کم قیمت ہوتا تھا ۔ حتے کہ بیس تیس اشرفیون کے مساوی سکّے رکھنے کے لیے خاصی بڑی کوٹھری کی ضرورت پڑتی تھی اور اُنھین ایک جگہ سے دوسری جگہ ڈھویا جاے تو دو بیلون کے بوجھ سے کم بوجھ نہ ہوتا تھا ۔ اس روپے کی ترویج نے دفعتہً متعدد جرائم کو لس ڈی مونی (یعنی قوم اسپارٹہ کے) علاقے سے دفع کر دیا ۔ کیونکہ کون ہوگا جو ایسے سکّے کی چوری کرے ؟ اور کون ہوگا جو زبردستی یا ناانصافی سے یا بطور رشوت اس بلا کو لینا چاہے جسے نہ چھپانا آسان تھا نہ حاصل کرنا زیادہ مفید تھا نہ کاٹ کاٹ کر رکھنا کسی کام آسکتا تھا کیونکہ اُسے وہ آگ مین پوری طرح تپانے کے بعد سرکے مین بجھا لیتے تھے اور اس طریقے سے بگاڑ کے اس قابل ہی نہ چھوڑتے تھے کہ وہ کسی اور کام مین آسکے ۔

دوسری بات اُس نے یہ کی کہ تمام بیکار مصنوعات اور غیر ضروری فنون کو خلاف قانون قرار دیا ۔ لیکن اس اعلان کی زحمت بھی اُس نے ناحق اُٹھائی کیونکہ یہ تمام صنّاعیان سونے چاندی کے اخراج کے بعد اپنے آپ ملک سے مٹ جاتین کہ جدید سکہ اعلیٰ صنّاعیون کی مناسب اجرت ہی نہ ہو سکتا تھا اور بھاری اور آہنی ہونے کی وجہ سے اس مین لین دین

کرنا سخت وقت طلب تھا اور اگر کسی طرح وہ اسپارٹی علاقے کے باہر بھی بھیج دیا جائے تو اور یونانی اُسے ہرگز نہ لیتے تھے بلکہ اُس کی ہنسی اُڑاتے اور تذلیل کرتے۔ اس طرح غیر ملکی سامان اور مصنوعات کی بھی اسپارٹہ مین خرید فروخت محال تھی۔ سوداگرون نے نقوتی بندرگاہون پر مال اور اسباب کے جہاز بھیجنے موقوف کر دیے تھے اور کوئی فنّ خطابت کا استاد یا پھیری پھرنے والا نجومی یا کٹنا یا سنھار یا کندہ ساز یا جوہری ایسی ولایت مین قدم نہ دھرتا تھا جہان روپیہ ہی نہ ہو اور یون عیش پرستی کی عادت اُن سامانون سے محروم ہوتی گئی جو اُسے پالتے اور بڑھاتے ہین اور آخر کار گھٹتے گھٹتے اسپارٹہ سے نابود ہو گئی کیونکہ وہان روپے والون کو غریبون پر کوئی فوقیت حاصل نہ تھی اور ان کی دولت اور سرمایے سوا اس کے کہ گھرون مین بند پڑے رہین باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ دیکھتے تھے علاوہ ازین اس سدباب نے انھین معمولی اشیاے ضروری کی طرف متوجہ کر دیا اور اُن کے بنانے مین وہ بڑے چابک دست کاریگر ہو گئے۔ چنانچہ پلنگ، میزین، کرسیان اور اس قسم کے اسباب خانہ داری وہان نہایت عمدہ تیار ہوتے خصوصاً اُن کے ہان کا پیالہ مشہور تھا اور کریتاش Critias کی روایت کے بموجب سپاہی بڑے شوق سے اُس کو خریدتے تھے۔ کیونکہ اُس کی رنگت اس قسم کی ہوتی تھی کہ اگر مجبوری کے وقت گدلا پانی اُسمین پیا جائے تو نگاہ کو بُرا معلوم نہ ہوتا تھا نیز اُس کی ساخت ایسی رکھی تھی کہ کیچڑ مٹی پہلوون مین رہ جاتی اور صاف پانی نتھر کر پینے والے کے مُنہ مین جاتا۔ سچ پوچھیے تو اس کے لیے بھی اُنھین اپنے مقنّن کا شکر گزار ہونا چاہیے جس نے بیکار اشیا پر محنت کرنے سے کاریگرون کو نجات دلائی اور گویا آمادہ کر دیا کہ وہ اپنی ہنرمندی روزمرہ کی ضروری چیزین خوبصورت بنانے مین صرف کرین مگر اس مقنّن اعظم کی تیسری تدبیر جس کے ذریعے اُس نے زرپرستی اور عیش پسندی پر ایک اور بھی زبردست ضرب لگائی، سب سے زیادہ قوی اور کارگر تھی۔ اس سے میری مراد وہ ضابطہ ہے جو کھانے کے متعلق لکرگس نے باندھا اور جس کے رو سے ہر شخص کو جماعت کے ساتھ مل کر ایک سی روٹی اور

گوشت جن کی قسمیں بھی معین تھیں، کھانا پڑتا تھا اور کسی کو اجازت نہ تھی کہ قیمتی گدّون پر پڑے
پڑے اوقات گذارے اور پُرتکلف و شاندار دسترخوان لگائے جس کے معنی اپنے تئین
دکانداروں اور باورچیوں کے حوالے کر دینا تھا کہ پیٹو جانوروں کی طرح کونوں میں کھلا کھلا
کر اُسے موٹا کریں اور نہ صرف اس کی خصلتیں بلکہ جسم بھی برباد ہو جائے جیسے زیادہ خوری
اور عیش کی بدولت نکما ہو کر لمبی لمبی نیندیں لینے کی، گرم پانی سے نہانے کی اور کام سے
جان بچانے کی ضرورت پڑے اور جس کو، مختصر لفظوں میں، ایسی خبر گیری اور احتیاط درکار
ہو کہ گویا وہ ہمیشہ علیل رہتا ہے؛ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اُن میں ایسا تغیر عظیم ڈال دینا
بڑی غیر معمولی بات تھی لیکن اس سے بھی زیادہ غیر معمولی، تاوفراسطس کے قول کے بموجب،
دولت کا نہ صرف تمام رُوپ اور کشش کھو دینا تھا بلکہ بحیثیت دولت اُس کی اصلیت
بدل دینا تھا؛ کیونکہ اہل تمول مفلسوں کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر مجبوراً کھانا کھانے
کی وجہ سے اب اپنی مفرط دولت کا کوئی مصرف نہ پاتے تھے نہ کثرت سازوسامان کا
کوئی لطف اُٹھا سکتے تھے حتیٰ کہ اس کی نمایش و اظہار یا اُسے فقط دیکھ دیکھ کر ہی خوش ہونے
اور شیخی کرنے کا بھی اب انھیں موقع نہ رہا تھا۔ اور اس طرح وہ مشہور کہاوت کہ دولت کا دیوتا
پلوٹس Plutus اندھا ہوتا ہے اگر دنیا بھر میں کہیں حرف بہ حرف صحیح کہلا سکتی تھی
تو وہ اسپارٹہ کا علاقہ تھا۔ کیونکہ واقعی یہاں وہ نہ صرف اندھا تھا بلکہ ایک تصویر کی
طرح بے حس اور بے جان رہ گیا تھا، پھر شہریوں کو یہ گنجایش بھی نہ دی جاتی تھی کہ پہلے
اپنے گھروں پر کھانا کھا لیں اور پھر مجمع عام میں دسترخوان پر آئیں کیونکہ جو کوئی دوسروں
کے مثل نہ کھاتا پیتا وہ اُن میں انگشت نما بن جاتا اور اُس کی تن پروری اور راحت پسندی
پر سخت نکتہ چینی کی جاتی تھی؛

اس آخری ضابطے نے دولتمندوں کو لکرگس سے نہایت بیزار کیا اور انھوں نے
اس کے خلاف جمع ہو کر اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور آخر سخت زبانی کرتے کرتے پتھر مارنے پر

اُتر آئے تا آنکہ وہ اپنی جان بچا کر پناہ لینے کے لیے چوک سے بھاگنے پر مجبور ہوا اور حُسن اتفاق سے سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا۔ صرف ایک نوجوان الکندر، کہ تندخوئی اور جلدبازی کے سوا اور لحاظ سے بدتربیت نہ تھا، اُس کے تعقب مین اتنا قریب پہونچ گیا کہ جب وہ یہ دیکھنے کو کہ کون اتنے پاس آگیا ہے مُڑا تو الکندر نے اُس کے مُنہ پر لکڑی ماری جس سے لکرگس کی ایک آنکھ باہر نکل پڑی، مگر اس سانحے سے بیتاب یا بےحوصلہ ہوئے بغیر وہ بھاگتے بھاگتے رُک گیا اور اپنا مجروح چہرہ اور باہر نکلی ہوئی آنکھ اپنے ہم وطنون کو دکھائی جسے دیکھکر وہ نہایت نادم اور متاثر ہوے اور الکندر کو اس کے حوالے کر کے کہ جس طرح چاہے سزا دے اس نالایق حرکت پر اظہار ملال کرتے ہوے لکرگس کے گھر تک ساتھ ساتھ آئے۔ لکرگس نے اپنی ہمدردی پر اُن کا شکریہ ادا کیا اور الکندر کے سوا سب کو رخصت کر دیا پھر اس نوجوان کو وہ اپنے ساتھ گھر مین لے آیا اور اُس کے ساتھ کوئی بدزبانی یا تشدّد کیے بغیر اُس نے صرف یہ سزا الکندر کو دی کہ اپنے کھانا کھلانے والے نوکر کو علیحدہ کر کے اُس کا کام اِس کے سپرد کر دیا۔ الکندر ایک فہمیدہ نوجوان تھا اور بے لب ہلاے اُس کے احکام کی تعمیل کرتا رہا اور اس طرح لکرگس کے ساتھ رہنے سے اُسے اُس کے مزاج کی نیکی اور تحمل کے علاوہ یہ مشاہدہ کرنے کا بھی بہت عمدہ موقع ملا کہ لکرگس کیسا پرہیزگار اور غیر معمولی جفاکش آدمی ہے۔ یہان تک کہ آخرکار الکندر دشمن کے بجاے اُس کا دل سے گرویدہ اور ایک نہایت جوشیلا مقلد بن گیا اور اپنے اعزّا و احباب سے اُس کی تعریفین کرنے لگا کہ جیسا بدخو اور خشک مزاج ہم اُسے سمجھتے تھے فی الحقیقت وہ ایسا نہین بلکہ دنیا بھر مین ایک ہی شریف اور نیک انسان ہے۔ اور یون ایک وحشی اور تندمزاج نوجوان کو لکرگس نے قصور کی سزا یہ دی کہ اُسے اسپارٹہ کا ایک سنجیدہ ترین شہری بنا دیا۔

مذکورۂ بالا سانحے کی یادگار مین لکرگس نے ایک مندر منروا دیوی کا بنایا اور اُس کا اسم عرفی اوپ ٹی لی ٹس رکھا کہ ان علاقون کی ڈورین بولی مین اوپ تھال مس (یعنی آنکھ)

کو اوپ ٹی لس بولتے تھے ۔ مگر بعض مصنف، جنہین دیوکاری ڈیش بھی شامل ہے جس نے اسپارٹہ کی قومی حکومت پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے) بیان کرتے ہین کہ لکرگس کی آنکھ نہین گئی تھی بلکہ وہ ضرب سے مجروح ہو گیا تھا اور اسی زخم سے صحت یاب ہو جانے کے تشکر مین اُس نے وہ مندر تعمیر کیا۔ بہرحال اس کی اصلیت جو کچھ بھی ہو یہ تحقیق ہے کہ اس افسوس ناک واقعے کے بعد سے لس ڈی مونیون نے دستور کر لیا تھا کہ اپنی قومی مجالس مین کوئی شے حتیٰ کہ عصا بھی نہ لے جاتے تھے ۔

لیکن اب ہم پھر اُن کے مل کر کھانا کھانے کی طرف پلٹتے ہین :-

یونانی زبان مین اُن کے کئی نام تھے۔ چنانچہ اہل قریطش انھین انڈریہ کہتے تھے کہ ان مین صرف ذکور شریک ہوتے تھے۔ اور لس ڈی مونیون کے ہان اُن کا نام فِدِی ٹیہ تھا جو دوسرا حرف بدل کر فلی ٹیہ بمعنی ضیافت محبّانہ سے نکلا ہے کہ ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے سے انھین دوستی اور محبت بڑھانے کا موقع ملتا تھا۔ یا ممکن ہے یہ فیڈو سے مشتق ہو جس کے معنے کفایت شعاری کے ہین کہ فی الحقیقت ان مجمعون مین احتیاط و سادگی کا سبق حاصل ہوتا تھا۔ مگر عجب نہین جو اس لفظ مین پہلا حرف بعد مین بڑھا دیا گیا ہو اور یہ اصل مین اڈی ٹیہ ہو جو اِڈو ڈ بمعنے کھانے سے مشتق ہے ۔ بہرکیف، یہ مجمعے پندرہ پندرہ یا کچھ کم و بیش اشخاص پر مشتمل ہوتے تھے اور ہر شخص پابند تھا کہ ایک من غلّہ سوا دو سیر پنیر، سیر ڈیڑھ یا ؤ انجیر، ماہانہ کھانے کے واسطے اور پینے کے لیے آٹھ گیلن (تقریبًا ایک من) شراب اور گوشت اور مچھلی خریدنے کے لیے تھوڑی سی رقم نقد اپنے پاس سے دے ۔ اس کے علاوہ جب کبھی اُن مین سے کوئی مذہبی قربانی کرتا تو اپنے مشترک باورچی خانے مین اُس کا حصہ بھیجتا اور اسی طرح کوئی شکار مارتا تو اُس مین سے بھی کچھ نہ کچھ گوشت وہان بھجوا دیتا تھا، کیونکہ صرف یہی دو موقعے تھے جن کے عذر پر ممبرون کو اپنے گھر کھانا کھانے کی اجازت ہوتی تھی ۔ ساتھ کھانے کی یہ رسم اسپارٹہ مین عرصۂ دراز تک قائم رہی یہان تک کہ قرنہا قرن بعد جب شاہ اجّیس اہل ایتھنز پر فتح پا کے مظفر و منصور

وطن کو پھرا اور اپنے نوکرون کو شہر سے بلانے کا خواہان ہوا کہ وہ اپنی ملکہ کے ساتھ گھر پہ کھانا چاہتا تھا تو شہر کے بعض فوجی حکام نے اُس کے احکام کی تعمیل نہ ہونے دی۔ اور جب اسے جلیس اس قدر ناراض ہوا کہ دوسرے دن وہ قربانیان نہ کین جو جنگ کے بامراد ختم ہونے پر واجب تھین؛ تو انھون نے اُس سے بطور جرمانہ دیت دلوائی ؎

اہل اسپارٹا ان مشترک دسترخوانون پر اکثر اپنے بچون کو بھی بھیجا کرتے تھے کہ چلن اور پرہیزگاری سیکھین۔ نیز یہان وہ تجربہ کار اہل الرای کی صحبت مین سیاسی تربیت حاصل کرتے تھے اور ظریفانہ گفتگو اور دوسرون کے ساتھ شایستہ مذاق کرنا اور بُرا مانے بغیر اُن کی سُننا سیکھتے تھے۔ آداب مجلس کے اس شعبے مین اُنھین خصوصًا امتیاز حاصل تھا۔ لیکن اگر کسی کو مذاق ناگوار گذرتا تو خفیف سا اشارہ پاتے ہی پھر اُس سے مطلقًا کچھ نہ کہا جاتا تھا؛ اُن کا ایک یہ بھی دستور تھا کہ جو سب سے سن رسیدہ ہوتا وہ ہر ایک کی صحبت مین داخل ہوتے وقت دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہتا کہ اس سے باہر کوئی لفظ نہ جائے؛؛ اور جب کسی کو ان چھوٹے چھوٹے حلقون مین شامل ہونے کی خواہش ہوتی تو اُس کی منظوری ملنے کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ حلقے کا ہر شخص نرم روٹی کی ایک گیند سی بنا لیتا اور اُسے ایک تسلے مین ڈالتا جسے باری باری سے سب کے سامنے ایک نوکر سر پر لیے ہوے لاتا تھا۔ اب جن کو اس امیدوار کی شمولیت منظور ہوتی تھی وہ اپنی اپنی گیندون کو بغیر صورت بدلے تسلے مین ڈال دیتے لیکن جو اس کے خلاف ہوتے وہ انگلیون مین دبا کے روٹی کو پھیلا دیتے جس سے منفی رائے مراد ہوتی تھی۔ اور اگر تسلے مین ایک روٹی بھی اس طرح پھیلی ہوئی نکلتی تو امیدوار کے لینے سے انکار کر دیا جاتا۔ اس درجے اُنھین احتیاط تھی کہ اُن کے حلقے کے ایک فرد کو بھی کسی دوسرے کی صحبت ناخوشگوار نہ محسوس ہو؛ اُس تسلے کو ان کی اصطلاح مین "کڈی جیس" کہتے تھے اور ناکام امیدوار کے لیے بھی جو نام تھا وہ اِسی سے مشتق ہے؛ کھانون مین ان کی سب سے مشہور غذا کالا شوربہ تھی جو اس قدر پسند کیا جاتا تھا کہ ضعیف العمر لوگ اُسی کو کھاتے تھے اور اس مین جو بوٹیان بچتین وہ کم عمر

والون کے لیے چھوڑ دیتے تھے"؛ یہ نقل مشہور ہے کہ پانٹس (یعنی بحر اسود کے جنوب مشرقی ساحل کا علاقہ) کے کسی بادشاہ نے اُن کے اس سالن کی بہت تعریف سن کر خاص اس کے پکانے کے واسطے اسپارٹہ سے ایک باورچی بلوایا مگر جب یہ کالا شوربا چکھا تو بہت بدمزا معلوم ہوا جسے باورچی بھی سمجھ گیا اور کہنے لگا "سرکار! اس شوربے کا اگر لطف لینا تھا تو آپ پہلے یوری ٹا Eurotas ندی مین نہائے ہوتے"؛ (یہ ندی خاص اسپارٹہ کے علاقے مین تھی)

تھوڑی سی شراب پینے کے بعد ہر شخص بغیر کوئی روشنی ساتھ لیے اپنے گھر لوٹ جاتا۔ کیونکہ روشنی سے کام لینا کسی موقع پر بھی قانوناً جائز نہ تھا کہ انھین اندھیرے مین بے دھڑک چلے جانے کی عادت رہے"؛ بس اُن کے کھانون کی عام طرز یہی تھی جو مین نے بیان کی؛

اپنے قوانین قید تحریر مین لانا لکرگس کو مطلق پسند نہ تھا یہی نہین بلکہ ایک رھٹرا مین اس کی صاف صاف ممانعت پائی جاتی ہے؛ دراصل اُسے یقین تھا کہ زیادہ قابل لحاظ اور ایسی باتین جو بلا واسطہ قومی فلاح کے لیے ضروری ہین، بچپن سے تربیت پاکر اُن کے دلون پر نقش ہو جائینگی اور پھر کبھی محو نہ ہونگی بلکہ فی الحقیقت اپنے مقنن کی اس عملی تعلیم سے جو اصول وہ حاصل کرین گے وہ زیادہ محفوظ و پائدار ہونگے بہ نسبت اُن افعال کے جو بزور قانون اُن سے کرائے جائین۔ باقی معمولی معاملات مین جیسے فی المثل مالی معاہدات یا اور اسی قسم کی چیزین، جن کی مختلف صورتین حسب ضرورت ادلتی بدلتی رہتی ہین، تو ان کی نسبت لکرگس کی راے مین بہترین طریق عمل یہی تھا کہ کوئی قطعی اور دوامی ضابطہ نہ بنایا جاے اور وہ آمادہ تھا کہ اس کے ہم وطنون کے طور طریق مین اقتضاے وقت اور صائب الراے اشخاص کے فیصلے کے مطابق تغیر ہو جایا کرے؛ خیال اور کوشش لکرگس کی ہمیشہ یہی تھی کہ ہر قانون و قاعدے کی اصلی غایت اور مقصود صرف تعلیم کے ذریعے مترتب ہو؛

القصہ ضوابط مین ایک ضابطہ یہ تھا کہ قوانین تحریر نہ کیے جائین۔ ایک اور تکلفات اور

فضول خرچی کے خلاف وضع کیا گیا تھا کیونکہ اُس مین حکم تھا کہ مکانون کی چھتین فقط کلہاڑی سے کام لے کے بنائی جائین اور دروازون اور چوکھٹون پر صرف آرے سے رندہ کیا ہوا ہو۔ اس طرح کہنا چاہیے کہ اپامنن داس کا اپنے دسترخوان کے متعلق وہ مشہور دعوے کہ "غداری اور اس قسم کے کھانے کا آپس مین ساتھ نہین ہوا کرتا" پیش از پیش لگرگس کے قاعدون مین تھوڑے سے فرق کے ساتھ موجود تھا۔ واقعی، عیش پسندی اور ایک اس قسم کے مکان کا بھی آپس مین ساتھ نہین نبھ سکتا تھا۔ کیونکہ اُس شخص کا عقل مین معمولی سے بھی کم حصہ ہوگا جو ایسے سادہ اور گھٹیا مکانون مین سیم پایہ کوچین بچھاے یا انھین رنگین فروش اور سونے چاندی کے ظروف سے آراستہ کرے۔ بے شبہ لگرگس سوچے ہوے تھا کہ اُن کے بچھونے ان مکانون کے مناسب حال ہونگے اور باقی سازوسامان اور فرش فروش ایسے بچھونون کے مناسب حال ہوگا اور بیان کرتے ہین کہ لیوٹی چی دش Leotychides نام کا پہلا بادشاہ اس قسم کے مکانات کے علاوہ دوسرے کسی سازوسامان دیکھنے کا اس قدر کم عادی تھا کہ جب اُس کی کورنتھ کے ایک رفیع الشان ایوان مین دعوت کی گئی تو وہ چھت کے چوبی نقش ونگار اور خوبصورت بنی ہوئی کڑیان اور شہتیر دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور اپنے میزبان سے پوچھنے لگا کہ کیا اس ملک مین اس طرح کے درخت اُگتے ہین؟

ایک تیسرا ضابطہ یا رھترا یہ تھا کہ وہ ایک ہی غنیم کے ساتھ بار بار یا دیر تک جنگ نہ کیا کرین کہ مبادا دشمن اپنی مدافعت کرتے کرتے حرب کا ماہر اور عادی ہو جاے۔ اور یہی بات تھی جس کی وجہ سے، عرصۂ دراز کے بعد اجی سی لوس Agesilaus مطعون ہوا کہ لوگون کے نزدیک بیوشیہ پر بار بار یورشین کر کے اُس نے اہل تھیبہ کو خود لسڈی مونیون کا مدمقابل بنا دیا تھا اور اسی لیے ایک دن اُس کے زخمی ہونے پر انتال کی داس نے کہا تھا کہ تھیبہ والون کو خواہ مخواہ عمدہ سپاہی بنا دینے مین جو محنتین تم نے اُٹھائی ہین یہ اُس کا بہت معقول صلہ ہے"۔

یہ قوانین رھترا کہلاتے تھے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ خدا نے بھی اُن کی منظوری

دیدی ہے اور وہ الہامی ہیں ؛؛

لڑکوں کی عمدہ تعلیم و تربیت کی غرض سے (میں بیان کر چکا ہوں کہ اُس کے نزدیک ایک مقنن کا سب سے اعلے اور اہم فریضہ یہی تھا) وہ اتنی دُور پیچھے تک گیا تھا کہ استقرارِ نطفہ اور پیدایش تک اُس کی فکر سے باقی نہ چھوٹے تھے جس کا ثبوت اُس کا شادی کے متعلق ضوابط بنانا ہے۔ اور ارسطو کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جب عورتوں کو وہ کسی سبیل اور سعی سے زیادہ عفت کوش اور نیک چلن نہ بنا سکا تو مجبورًا انھیں ان کے حال پر چھوڑنا پڑا کیونکہ اسپارٹہ کی عورتیں اپنے خاوندوں کی عدم موجودگی میں، جو زیادہ تر اپنا وقت بیرونی لڑائیوں میں گذارتے تھے اور گھر بار سب کا مالک جار ناچار اپنی بیویوں کو بنا جاتے بہت آزاد ہو گئی تھیں اور انھوں نے وہ فوقیت حاصل کر لی تھی کہ اُن کا بڑا ادب و لحاظ کیا جاتا اور بیگم یا ملکہ کے لقب سے انھیں خطاب کیا جاتا تھا ؛؛ لیکن اصلیت یہ ہے کہ اُن کے معاملے میں بھی لکرگس نے پوری فکر و احتیاط سے کام لیا تھا۔ نا کتخدا لڑکیوں کو اُس کا حکم تھا کہ بھاگ دوڑ کشتی لڑنے، چکر پھینکنے اور تیر چلانے کی مشق کریں تا کہ ایسے قوی اور تندرست جسموں میں جو نطفے قرار پائیں اُن کا قیام اور نشو و نما زیادہ عمدہ ہو اور ساتھ ہی زیادہ مشقت کش ہونے کی وجہ سے یہ عورتیں حمل کی سختیاں بھی آسانی سے برداشت کر سکیں ؛ اور اس غرض سے کہ ان کی ضرورت سے زیادہ نزاکت، کھلی ہوا میں نکلنے کا خوف اور معاذ زنانہ پن زائل ہو جائے اُس نے حکم دیا تھا کہ جوان عورتیں، اور جوان مرد بھی، برہنہ ہو کر جلوسوں میں نکلا کریں اور اسی حال میں بعض مذہبی تقریبات کے موقعوں پر رقص بھی کریں اور خاص خاص گیت گائیں جنھیں نوجوان لڑکے گرد کھڑے ہو کے دیکھتے اور سنتے تھے ؛ انھی موقعوں پر یہ عورتیں بعض اوقات ہنسی ہنسی میں کوئی مناسب و معنی خیز فقرہ اُن پر بھی چست کر دیتی تھیں جو لڑائیوں میں اچھی طرح نہ لڑے ہوں۔ پھر ان کی تعریفوں کے راگ گاتیں جو مردانگی اور شجاعت دکھاتے تھے اور اس طرح نئی تانتی کے نوجوان لڑکوں کے دل میں جوش اور بہادرانہ کاموں کی ریس کرنے کا

شوق دلاتی تھین*! یون جن کی مدح و ثنا ہوتی وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور جوان لڑکیون
مین اپنے اس اعزاز پر لغایت مسرور و نازان لوٹتے۔ مگر جن پر وہ چوٹ کرتین وہ ایسے
خجل ہوتے کہ گویا کوئی باضابطہ تنبیہ کی گئی ہے اور وجہ ندامت اس لیے اور قوی ہو جاتی
تھی کہ بادشاہ اور عمائدین اور دیگر اہل شہر یہ تمام سرگذشت آکر دیکھتے اور سنتے تھے! یاد رہے
کہ لڑکیون کی اس برہنگی مین کوئی قابلِ شرم بات بھی نہ تھی کیونکہ عصمت اُن سے مصحوب تھی
اور مجال نہ تھی کہ کوئی ناپاک فعل روا رکھا جائے*! یہ باتین انھین بے تکلفی اور سادگی اور حفظ صحت
کا سبق سکھاتی تھین، نیز شجاعت و امتیاز کے میدان مین ان کی یہ شرکت، اُن مین خیالات
بلند کا بھی کچھ ذوق پیدا کر دیتی تھی۔ چنانچہ قدرتی طور پر اُن کے اقوال و افکار مین وہ شان
آجاتی تھی جو فی الثل لیونی داس کی بیوی گرگو[1] کے اس قول سے ظاہر ہے کہ جب کسی پردیسی
خاتون نے اُس سے کہا کہ دنیا بھر مین اسپارٹہ ہی کی عورتین ایسی ہین جو مردون پر حکومت
چلا سکتی ہین، تو اُس نے جواب دیا تھا کہ ہان! اُس کی وجہ بھی معقول ہے کہ دنیا بھر مین ہم
ہی ایسی عورتین ہین جو مردون کو جنتی ہین!

نوجوان عورتون کے یہ جلوس اور ان کا اپنی ورزش اور ناچون مین برہنہ سامنے
آنا مردون کو شادی کا بھی شوق دلاتا تھا اور یہ ولولہ اور ان کے دلون مین اثر پیدا ہونا، افلاطون
کے بقول، ایسا ہی یقینی تھا جتنا کہ علم ریاضی نہین، تو جذبہ محبت ہو سکتا ہے*! مزید بران اسی
خیال کو تقویت دینے کے لیے اُن کے ہان یہ بھی قانون تھا کہ عرصے تک بن بیاہے رہنے
والون کے بعض حقوقِ شہریت سوخت ہو جاتے تھے۔ مثلاً لڑکے لڑکیون کے عام جلوسون
مین جہان وہ برہنہ رقص کرتین انھین گھسنا نہ ملتا۔ اور سردی کے موسم مین حکام خود انھین مجبور
کرتے کہ ننگے ہو کر بازار مین گشت لگائین اور چلتے مین خود اپنی بے آبروئی کا گیت گاتے جائین
کہ ہمین انحرافِ قوانین کی یہ واجبی سزا بھگتنی پڑی*! اس کے سوا ان کی وہ تعظیم و تواضع بھی
ملحوظ نہ رکھی جاتی تھی جو خورد بزرگون کی کیا کرتے ہین۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اس بات کو

[1] Gorgo

قابل اعتراض نہ سمجھتا تھا جو دہن بیاہے) درسلی داس Dercylledas جیسے نامور سپہ سالار سے کہی گئی تھی۔ یعنی ایک دن جب وہ کسی جگہ آیا تو ایک نوجوان شخص نے اسکی تعظیم نہ دی بلکہ اپنی جگہ پر سے بیٹھے ہی بیٹھے کہا "تمھارا بھی کوئی بچہ میرے لیے جگہ نہ چھوڑیگا!"

انکے ہان شادیون مین شوہر دُلھن کو جبری طریقے سے لے جاتا تھا۔ اور ان کی دُلھنین کچھ چھوٹی سی یا ننھی عمر کی نہین ہوتی تھین بلکہ پوری اور بھری جوانی کے عالم مین۔ اس کے بعد وہ عورت جو شادی کا اہتمام کرتی تھی آتی اور عروس کے بال سر کے گرد سے کتر کتر کے خشخاشی کر دیتی اور پھر اُسے مردانہ کپڑے پہنا کے اندھیرے مین ایک چٹائی پر چھوڑ جاتی تھی۔ اب نوشہ اپنے معمولی روزمرہ کے لباس مین بے کوئی نشہ پیے، متانت کے ساتھ اپنے حلقے مین کھانا کھا کے آتا اور چپکے سے اُس کمرے مین داخل ہو جاتا جہان کہ عروس ہے پھر اُس کا حجاب دوشیزگی کھو لنے کے بعد اور تھوڑی دیر اسکے پاس گذار کے وہ اسی متانت کے ساتھ اپنے کمرے مین واپس چلا جاتا کہ حسب معمول رات کو (مردانے) مین اور لڑکون مین مل کر سو رہے اور اُس کا بہت دن تک یہی طریقہ رہتا کہ دن اور نیز راتین مردانے مین گذارتا اور دلھن کے پاس ڈرا ڈرا، شرم کرتا ہوا اور چھپ کر ایسے وقت جاتا کہ اُس کے خیال مین کوئی اُسے دیکھتا نہ ہو اُدھر وہ بھی اپنی ہشیاری دکھاتی اور لوگون کی غیر موجودگی مین ملنے کے حسب دلخواہ موقع نکالنے مین اُس کی مدد کرتی۔ مدتون وہ اسی طرح رہتے سہتے تھے کہ بعض اپنی بیویون کے چہرے دن کی روشنی مین دیکھنے سے قبل صاحب اولاد ہو جاتے تھے۔ اُن کی ایسی دشوار اور کبھی کبھی کی ملاقاتون سے یہی نہین کہ ہمیشہ انھین جذبات پر قابو رکھنے کی مشق ہوتی تھی بلکہ درحقیقت اس سے یہ بھی بڑا فائدہ تھا کہ اُن کے جسم قوی اور تندرست رہتے اور سہل رسائی اور مسلسل یکجائی سے مضمحل اور سیر نہ ہونے کے باعث اُن کی محبتین ویسی ہی تازہ اور گرم رہتین۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے سے اس لحاظ سے ہمیشہ جلدی جدا ہوتے تھے کہ مسرت باہمی اور شوق کی آگ دونون طرف کچھ نہ کچھ باقی اور بے بجھی رہ جاتی تھی۔

اس قسم کی حیا اور پابندی سے شادی کو محفوظ کرنے کے ساتھ ہی لکرگس کو اس امر کا بھی
بڑا خیال تھا کہ اہل اسپارٹہ کے دلون سے جہل اور نسوانی رقابتین دفع کر دے چنانچہ گو اُس نے
تمام نفسانی بدعنوانیون کا سدباب کیا، باین ہمہ اس بات کو بالکل جایز رکھا کہ شوہر اپنی بیویون
کو اولاد حاصل کرنے کی غرض سے کسی دوسرے مرد کے، جسے وہ مناسب سمجھین، حوالے کر دیا
کرین :، اور اُن کا استہزا کیا جن کی راے مین غیر مرد کے ساتھ ایسے تعلقات مین اشتراک اس
درجے ناواجب ہے کہ اس کے لیے جنگ و قتال اور خونریزی مین بھی وہ مضائقہ نہین کرتے۔
ایک سن رسیدہ مرد کو، جس کی بیوی جوان ہو، لکرگس کی اجازت تھی کہ وہ اپنی بیوی سے کسی
نیک نام اور خوش کردار نوجوان کی سفارش کرے تاکہ اُس سے جو بچہ ہو اُس مین باپ کی
خوبیان متوارث ہون اور خود کو ایک بیٹا مل جاے :، اسی طرح اگر کوئی بھلا مانس کسی کتخدا
عورت کے اچھے چلن اور خوبصورت بچّے دیکھکر عاشق ہو جائے تو اُس کے لیے بھی جایز تھا
کہ بے تکلف زن مذکور کو اُس کے شوہر سے مانگ لے تاکہ وہ اپنے لیے گویا اس عمدہ قطعۂ زمین
سے اچھے میل کے لائق بچے پیدا کر سکے :، حقیقت یہ ہے کہ بچون کی نسبت لکرگس کا میلان یہ تھا
کہ وہ اپنے والدین کے اتنے مِلک نہین ہین جتنے کہ کل قوم اور قومی سلطنت کی۔ اور اسی لیے وہ
اپنے شہریون کی پیدایش حتے المقدور بہترین نطفون سے چاہتا تھا نہ کہ پہلے جوڑے سے۔ دیگر
اقوام کے قوانین اُس کی نگاہ مین بہت لغو اور متضاد تھے کہ جن مین گھوڑے اور کتّے کی اچھی
نسل لینے کا تو لوگون کو اس درجے خیال ہوتا ہے کہ اس کے لیے وہ کوششین اور روپے خرچ
کرتے ہین، لیکن اپنی بیویون کو چار دیواری مین بند رکھتے ہین اور نہین چاہتے کہ اُن کے
سواے کسی اور سے وہ حاملہ ہو جائین، خواہ خود اُن سے جو بچے ہون وہ کمزور، بیمار اور احمق
ہی کیون نہ ہون؟ حالانکہ بُری اولاد کا سب سے پہلے اُنھین پر اثر پڑتا ہے جو اُس کی پرورش
اور نگہداشت کرتے ہین اور اسی طرح اچھی اولاد کے اچھے اثر سے بھی پہلے وہی فائدہ اُٹھاتے ہین :،
یہ قوانین جن کی بنیاد فطری اور تمدّنی اصول پر رکھی گئی تھی، درحقیقت اُس ناپاک آزادی سے

جس سے اسپارٹی عورتین بعد مین مطعون ہوئین؟ اس قدر دور تھے کہ وہان زناکاری کو
کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بہت قدیم اسپارٹی گیرا داس Geradas
کی یہ نقل مشہور ہے کہ ایک اجنبی (یا پردیسی) نے اُس سے دریافت کیا کہ تمھارے قانون مین
زانی کی کیا سزا رکھی گئی ہے؟ گیرا داس نے کہا "ہمارے ملک مین زانی نہین ہوتے" سائل بولا
"تاہم، فرض کرلو کہ ہون۔ تب؟" گیرا داس نے جواب دیا "تب مجرم کو ایک اتنی لمبی گردن کا
سانڈ مستغیث کے حوالے کرنا پڑیگا جو ٹے گی ٹس Tayetus پہاڑ کی چوٹی کے اوپر
سے یوری ٹا ندی کا پانی پی لے جو نیچے زمین پر بہتی ہے!" یہ سنکر وہ شخص بہت حیران ہوا اور
کہنے لگا "مگر ایسا سانڈ تو ملنا غیر ممکن ہے" گیرا داس نے مسکرا کے جواب دیا "اُس کا ملنا اتنا
ہی ممکن ہے جتنا اسپارٹہ مین زانی کا ملنا"

ان کی شادیون کے متعلق مجھے اسی قدر بیان کرنا تھا؛
بچون کے معاملے مین باپ کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ جو چاہے کرے۔ بلکہ سب سے پہلے
وہ مجبور تھا کہ مولود کو چند ممتحنون کے سامنے ایک مقام پر جسے لیش (Lesche) کہتے تھے
لے کر آئے۔ یہ لوگ اُسی کے قبیلے کے بڑے بوڑھون مین سے ہوتے تھے اور ان کا یہ کام ہوتا تھا
کہ احتیاط سے بچے کا معاینہ کرین اور اگر اُسے مضبوط اور توانا پائین تو پرورش کا حکم اور اُن نو ہزار
قطعات اراضی مین سے (جن کا پہلے ذکر آچکا ہے) ایک حصہ اُس کے اخراجات کے لیے نامزد
کردین۔ لیکن اگر بچہ لاغر اور بدہیئت ہوتا تو وہ اس جگہ لے جانے کا حکم دیتے جو اپاتھیٹی کہلاتی
تھی اور ٹے گی ٹس کے دامن مین ایک بڑے غار کے مثل تھی؛ گویا اگر شروع ہی سے بچے کی
ساخت ایسی نہ ہو کہ وہ تندرست اور طاقتور نظر آئے تو پھر اُس کا پالنا اُن کی راے مین نہ
قوم کے لیے مفید تھا نہ خود اُس بچے کے لیے؛ اور یہی خیال تھا جس کی بنا پر عورتین بھی اپنے
نوزائیدہ بچون کو پانی مین نہلانے کے بجائے جو کہ اور تمام ممالک مین معمول ہے شراب سے غسل
دیتی تھین تاکہ اُس کے جسم کا رنگ اور خواص ثابت ہو جائین۔ اس کی تہ مین اُن کا یہ عقیدہ تھا

کہ کمزور قوائے اور بُرے اعصاب کے بچے ایسے غسل کی تاب نہین لاسکتے اور بیہوش ہوکے مُجھتے چلے جاتے ہین بحالیکہ جاندار اور قوی مزاج بچون مین اُس سے اور زیادہ مضبوطی اور فولاد کی سی خاصیت آجاتی ہے ؛ انّائین اور دائیان بھی وہان کی اپنے فن مین بہت ہوشیار تھین - وہ بچون کو کبھی بندھن یا کسی تنگ کپڑے مین کسا ہوا نہ رکھتی تھین - بچے جسم و اعضا مین آزادی سے نشو ونما پاتے اور بھوک کے کچے یا نازک مزاج نہ بنائے جاتے تھے - نہ وہ اندھیرے مین جانے یا تنہا چھوڑ دیئے جانے سے ڈرتے تھے نہ چڑچڑے رونے اور بد مزاج ہوتے تھے ؛ اسی شہرت کی وجہ سے اسپارٹہ کی انّائین اکثر غیر ملک کے لوگ تنخواہ پر یا خرید کر لیجاتے تھے اور تحریر ہے کہ القبادیس کو جس نے دودھ پلایا وہ بھی اسپارٹہ کی ایک عورت تھی - لیکن اگر اس معاملے مین القبادیس خوش نصیب تھا تو اپنے اتالیق مسمّیٰ ذوپی رس کے معاملے مین ایسا نہ تھا کہ جیسے افلاطون کی حسب روایت اُس کے سرپرست فارقلیس نے نوکرون مین سے چھانٹ کر مقرر کر دیا تھا اور جو معمولی غلامون سے بڑھکر لیاقت کا آدمی نہ تھا ؛

لکرگس کی رائے اس سے مختلف تھی - اُسے یہ گوارا نہ تھا کہ اس کے اسپارٹی لڑکون کے لیے خرید کردہ یا تنخواہ دار معلّم رکھے جائین نہ اُس نے قانوناً جائز رکھا تھا کہ ہر باپ اپنے بچّون کو جس طرح جی چاہے تعلیم و تربیت کرے - اس کے برعکس، سات برس کی عمر ہوتے ہی اُن کے نام خاص خاص جماعتون اور دستون مین درج کر لیئے جاتے تھے جہان وہ انھی فوجی پابندیون اور قاعدون کے ساتھ مِل کر رہتے سہتے اور اپنے کھیلون اور ورزشون مین شریک ہوتے تھے - ان مین جو زیادہ منتظم اور جری ہوتا اُسے کپتان بنا دیا جاتا اور سب بچّے ہر وقت اس کے اشارے کے منتظر اور احکام کے تابع رہتے اور جو سزا وہ دیتا اُسے صبر سے برداشت کرتے تھے ؛ غرض اُن کی تمام تعلیم کا نصاب اوّل سے آخر تک ایک کامل اور سرگرم اطاعت کی مسلسل مشق تھی ؛

بڑے بوڑھے بھی بچون کے کھیل کود کو آن آن کر دیکھتے تھے اور اکثر اُن مین لڑائی جھگڑ

پیدا کرادیتے تھے تاکہ اُن کے مختلف مزاج اور خصائل کے جانچنے کا موقع ملے اور ابھی سے دیکھ سکیں کہ جب وہ بڑے ہوکر زیادہ سنگین مقابلوں میں اُترینگے تو ان میں سے کون بہادر اور کون بزدل ہوگا ؛ نوشت وخواند بھی ان بچّوں کو سکھائی جاتی تھی مگر معمولی ضروریات کے لائق - باقی اصلی مدّعا اُن کا تعلیم سے یہ ہوتا تھا کہ وہ اچھے وطن پرست (شہری) بن جائیں اور تکالیف کی برداشت اور جنگ میں فتح حاصل کرنا انھیں آجائے - اسی واسطے جوں جوں اُن کی عمر بڑھتی اسی نسبت سے ان کی پابندیوں میں بھی اضافہ ہوتا جاتا - اُن کے بال خشخاشی رکھائے جاتے، برہنہ پا چلنے کی عادت ڈلوائی جاتی اور کھیل کود میں زیادہ تر ننگا رکھا جاتا تھا ؛

بارہ برس کی عمر کو پہونچ جانے کے بعد انھیں نچلے کپڑے پہننے کی اجازت نہ دیجاتی اور ایک سال کے لیئے ایک کوٹ ملتا ؛ ان کے جسم سخت اور کھُرے اور گرم غُسل یا پالشوں سے شاذونادر متعارف ہوتے تھے اور ان انسانی حشرتوں کی انھیں صرف مقرّرہ اور سال کے خاص خاص دنوں میں اجازت ہوتی - اُن کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ایک ہی جگہ رہتیں اور نرسلوں کے بچھونوں پر سوتیں جو یوری ٹا کے کنارے اُگتے ہیں اور جو انھیں بغیر چاقو کے ہاتھوں سے توڑ توڑ کے لانے پڑتے - جاڑا ہوتا تو وہ اپنے نرسلوں میں ببول کے کانٹے بھی شامل کر لیا کرتے تھے جن کی نسبت خیال تھا گرمائی دینے کی خاصیت رکھتے ہیں - اس عمر کو پہونچنے کے بعد اُن میں کوئی ہونہار لڑکا ایسا نہ ہوتا جس کا ایک چاہنے والا ساتھ رہنے کے لیے نہ پیدا ہو جائے ؛ ضعیف العمر لوگ بھی اُن پر نظر رکھتے اور اکثر اُن کی باہمی ظرافت اور زور آزمائیاں سننے اور دیکھنے وہاں آتے - اور اس میں اس قدر توجہ اور نگرانی کرتے کہ گویا وہ اُن لڑکوں کے استاد یا باپ یا حاکم ہیں - اس طرح بمشکل کوئی ایسا وقت یا جگہ ہوتی ہوگی جہاں اُن میں سے کوئی نہ کوئی لڑکوں کو ان کے فرائض یاد دلانے یا ان کی غفلت پر تنبیہ کرنے کے لیے موجود نہ رہتا ہو ؛ ان سب باتوں کے علاوہ اُن کی باقاعدہ نگرانی اور دیکھ بھال کرنے کے لیے ہمیشہ ایک

نہایت معقول اور مسندّین شخص مقرّر کیا جاتا تھا اور وہ ان کی مختلف ٹکڑیاں بنا کر ہر ایک پر
ایک ایک سردار علیحدہ متعیّن کرتا جو اُن میں سب سے دلیر اور نیک چلن اور باقی لڑکوں سے
کوئی دو سال بڑا بالعموم بیس برس کا لڑکا ہوتا اور ایرین کہلاتا تھا۔ ان کے سوا سب سے
بڑے لڑکے الگ ہوتے تھے جنھیں مل ای ین Mell - Iren یا دوسرے لفظوں میں
عنقریب پورے مرد ہو جانے والے، کہتے تھے۔ اب گویا یہی نوجوان (ایرین) اُن کے
مقابلوں کے وقت سردار اور گھر پر اُن کا آقا ہوتا اور اُن سے مختلف خدمتیں لیتا۔ سب سے
بڑوں کو ایندھن لانے بھیجتا، کمزور یا جو نسبتاً کم قابل ہوتے انھیں مسالے یا کچھ سبزی ترکاری
لانے کے لیے روانہ کرتا اور یہ چیزیں یا تو اُنھیں بے کھائے گذارا کرنا پڑتا اور یا چُرا کے لانی
پڑتیں۔ چنانچہ یا تو وہ چھپے چوری کسی باغ میں پہونچتے اور یا بڑی عیّاری سے مشترکہ باورچی خانوں
میں کہیں پاس سے بیٹھ کے گھات لگاتے۔ لیکن اگر چوری کرتے میں پکڑے جائیں تو انھیں بلا
رحم و رعایت چابکوں سے پیٹا جاتا تھا کہ اس بُری طرح اور بھدے پن سے چوری کیوں کی،
گوشت وغیرہ کے بھی وہ جہاں بن پڑے اُڑا لیجانے کی فکر میں رہتے اور موقعے ڈھونڈھتے
تھے کہ جب کہیں کسی کو غافل یا سوتا پائیں، ہاتھ مار جائیں۔ اس میں اگر وہ گرفتار کر لیے گئے تو
نہ صرف چابک بلکہ بھوک کی بھی انھیں مار دی جاتی، یعنی مقرّرہ خوراک کے سوا اور کچھ نہ ملتا
اور یہ خوراک عمداً بہت کم رکھی گئی تھی کہ وہ اپنی مدد آپ کرنے کی سعی کریں اور محنت و عقل
سے کام لینے پر مجبور ہوں۔ یہ گویا خوراک کم رکھنے کا مقصد اولے تھا۔ مگر اس کے سوا ایک اور
خاص اہم غرض یہ بھی تھی کہ وہ بلند قامت ہو جائیں۔ کیونکہ اگر قوائے نامیہ غذا کی زیادتی سے
مغلوب اور مجبور نہ کر دیے جائیں (کہ ایسی صورت میں وہ لازمی طور پر جسم کو موٹا اور چوڑا کرینگے)
تو وہ اپنی سبک طبعی کی وجہ سے اُبھار کریں گے۔ اِدھر جسم بہ آسانی اثر پذیری کے باعث
بلندی میں بڑھتا جائے گا۔ اور معلوم ہوتا ہے یہی اسباب حُسن و تناسبِ اعضا پیدا کرنے میں بھی
مدد دیتے ہیں۔ فطرت کی صورت گری کے لیے ایک دبلا پتلا جسم ہی زیادہ موزوں ہے کیونکہ

موٹے اور کھاؤ اس قدر بوجھل ہوتے ہین کہ اُن پر اُس کی نقاشی خاطر خواہ نہین چل سکتی؛
اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ وہ عورتین جو ایام حمل مین کچھ نہ کچھ ورزش کرتی رہتی ہین،
اُن کے بچے دُبلے، چھوٹے لیکن زیادہ خوبصورت اور شکیل ہوتے ہین کہ ان کی ساخت زیادہ
اثر پذیر اور آسان ڈھل جانے والے مادّے سے ہوئی ہے؛ لیکن ان اسباب کی تعیین و
تشخیص مین اوروں پر چھوڑے دیتا ہون؛

اس جملۂ معترضہ کے بعد ہم پھر اصل سلسلۂ کلام کی طرف عود کرتے ہین کہ لسڈی مونی
لڑکے اس چوری کے کام کو اس درجہ اہم سمجھتے تھے کہ ایک مرتبہ جب کسی لڑکے نے ایک جوان
لومڑی چُرا کے اپنے کوٹ کے نیچے چھپالی تو ہر چند اُس نے دانت اور پنجون سے پیٹ پھاڑ کے
انتڑیان چیر ڈالین، پھر بھی لڑکے نے اُسے باہر نکالنا نہ چاہا کہ کوئی دیکھ لے گا، یہان تک کہ
اُسی جگہ زخم سے مرگیا؛ ہمارے زمانے تک جو طریقے کہ اسپارٹہ مین جاری ہین وہ مذکورہ بالا
حکایت کی صحت کا بدرجۂ کافی یقین دلاتے ہین، کیونکہ راقم نے خود وہان ڈی آنا اورتھیا
کی قربان گاہ کے نیچے چند لڑکون کو تازیانے کھا کھا کے ہلاک ہوجاتے دیکھا ہے؛

ایرین یا خلیفہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک اور اُن کے ساتھ ٹھیرا کرتا اور کسی کو حکم دیتا
کہ تم ایک گیت سناؤ اور کسی سے کوئی سوال پوچھتا جس کے جواب مین سوچ بچار کرنا پڑے مثلاً
شہر مین سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ یا فلان شخص کے فلان کام کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے
اس طرح انھین ابتدا سے مختلف اشخاص اور مسائل پر صحیح راے لگانے کی عادت ہوجاتی اور
اپنے اہل وطن کی بُرائی بھلائی سے وہ بخوبی واقفیت حاصل کر لیتے تھے؛ اگر وہ اس قسم کے
سوال کا کہ کون شخص ہمارے ہان نیکنام یا بدنام تھا؟ فوراً جواب نہ دے سکین تو انھین سست یا
بے پروا تصور کیا جاتا تھا کہ جنھین عزت و نکوئی کی کچھ تمیز نہ ہو پھر جو کچھ وہ جواب مین کہتے اُسکی
معقول دلائل بھی اُنھین مختصر سے مختصر اور جامع سے جامع الفاظ مین پیش کرنی پڑتی تھین
اس مین جو دلیل نہ دے سکے یا بے محل جواب دے تو اُس کے انگوٹھے کو استاد دانت سے کاٹتا

تھا۔ یہ کارروائی کبھی کبھی ایرینؔ، بزرگون اور حاکمون کی موجودگی مین بھی کیا کرتے تھے تاکہ وہ دیکھ سکین کہ وہ واجبی اور ٹھیک ٹھیک سزا دیتا ہے یا نہین۔ اس مین کوئی فروگذاشت اُس سے ہوتی تو لڑکون کے روبرو کوئی تنبیہ نہ کی جاتی بلکہ جب وہ چلے جاتے تو اُس سے مواخذہ ہوتا اور نرمی یا سختی مین حدِّ اعتدال سے گذرنے پر اُس کی درستی کردی جاتی تھی؛؛

لڑکے کے اعزاز یا تذلیل مین اس کے چاہنے والے یا حامیون کا بھی حصہ ہوتا تھا اور یہ قصہ چلا آتا ہے کہ ایک پر قاضی نے جرمانہ کردیا تھا محض اس لیے کہ جس لڑکے کو وہ چاہتا تھا وہ لڑنے مین بودے پن سے رو دیا تھا؛؛ اور ہرچند اس قسم کی چاہت انکے ہان بہت پسندیدہ اور عام شے تھی، لیکن اگر متعدد اشخاص کا منظور نظر ایک ہوتا تو بھی رقابت کا کہین نام و نشان نہ تھا، اس کے برعکس اُن سب چاہنے والون مین یہ ہم حسنی باہم گہری دوستی کا سبب بن جاتی ساتھ ہی وہ سب کے سب مل کر اپنے مشترک مرجع التفات کو بھی جتنا ہو سکتا لائق و کامل بنا دیتے تھے؛؛

لڑکون کو بے تکلف اور شائستہ ظرافت کے ساتھ، اور پر مغز و جامع الفاظ مین، گفتگو کرنے کی بھی تعلیم دی جاتی تھی کیونکہ اگر لکرگس نے، جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین، سکۂ رائج الوقت کے متعلق یہ ضابطہ بنایا تھا کہ بڑے سے بڑے کی قیمت ذرا سی ہو، تو اس کے برخلاف کلام رائج مین یہ بات وہ جایز رکھنی نہ چاہتا تھا کہ اسکے کم سے کم الفاظ بدیع و کثیر المعنےٰ نہ ہون؛؛ اسپارٹی بچے بھی عرصے تک خاموشی کی عادت ڈالنے کے بعد زبان کھولتے تو ان کے فقرے ہمیشہ جچے تلے اور برمحل ہوتے تھے اور درحقیقت جس طرح غیر ضابطہ اور بے لگام عیاش بہت کم زیادہ بچون کے باپ ہوتے ہین اسی طرح غیر ضابطہ اور بے لگام بولنے والے بھی شاذ و نادر ہی زیادہ پر معنی الفاظ کو پیدا کر سکتے ہین؛؛ شاہ ایجیس نے جب ایک ایتھنزی اُنکی چھوٹی چھوٹی تلوارین دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ انھین مداری بہ آسانی نگل جائین گے، اُسے جواب دیا تھا کہ ہان، مگر وہ اتنی بڑی ضرور ہین کہ ہم انھین دشمنون تک پہونچا دین؛؛ تو جیسی ان کی تلوارین چھوٹی اور تیز ہوتی تھین ویسے ہی

میری نگاہ مین اُن کے اقوال تھے"۔ وہ ٹھیک مطلب تک پھونچتے اور سامعین کی توجہ کو اوروں سے بڑھکر جذب کرتے ہین۔ اور اگر ہم اُن محاضرات کا اعتبار کرلین جو لکرگس کے بارے مین مروی ہین تو معلوم ہوگا کہ اُس کی گفتگو مین بھی کچھ کم جامعیت و اختصار نہ ہوتا تھا مثلاً یہ بات اُس جواب سے بھی عیان ہے جو اُس نے ایک جمہوریت پسند کو (جسے اصرار تھا کہ اسپارٹہ مین ضرور بالضرور جمہوری حکومت قائم کردی جائے) دیا تھا کہ دوست "تم شروع کردو اور اپنے گھرانے مین قائم کردو"۔ ایک اور شخص نے اس سے سوال کیا تھا کہ دیوتاؤن کی نذر نیاز مین اُس نے ایسی کفایت اور دنایت کیون جایز رکھی۔ لکرگس نے جواب مین کہا دوتا کہ اُس کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہمارے پاس رہے"۔

اس استفسار کے جواب مین کہ اُسے کس قسم کی جنگی ورزشین اور مقابلے پسند ہین، اُس نے کہا "ہر قسم کے، بجز اُن کے جن مین تم اپنے ہاتھ پھیلاتے ہو"۔ اسی طرز کے تحریری جواب بھی جو اپنے ہم وطنون کو لکھے گئے ہین، اُس سے منسوب ہین۔ مثلاً جب اُس سے مشورہ لیا گیا کہ دشمنون کے حملے دفع کرنے کی سب سے بہتر تدبیر کیا ہوگی، تو اُس نے جواب دیا "یہ کہ اپنی مفلسی قائم رکھو اور تم مین کوئی ایک دوسرے سے بڑا بننے کی حرص نہ کرے"۔ پھر جب دریافت کیا گیا کہ آیا اُس کی راے مین مناسب ہے کہ شہر کے گرد فصیل کھینچ دی جاے تو اُس نے اُنھین کہلا بھیجا کہ اچھا مستحکم شہر تو وہ ہے جس مین اینٹون کے بجاے آدمیون کی فصیل ہو"۔ لیکن ان خطون کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ اصلی ہین یا جعلی، بہت دشوار بات ہے"۔

زیادہ گوئی سے اُنھین جو نفرت تھی، ذیل کے بلیغ و مختصر اقوال اُس کے شاہد ہین:۔

شاہ لیونی داس نے ایک شخص سے جس نے گو مفید مطلب لیکن بے محل اور بے وقت باتون سے اُسے روک رکھا تھا، کہا "کام کی بات، مہربان، کسی دوسری جگہ"۔ لکرگس کے بھتیجے، شاہ چاری لوس سے جب پوچھا گیا کہ اُس کے چچا نے اتنے کم قوانین کیون وضع کیے، تو اُس نے جواب دیا "کم گو لوگون کو قوانین بھی کم درکار ہین"۔ جب ہکاٹیس *Hecataeus* نام سوفسطائی کو

ایک ضیافت عام مین مدعو کیا گیا اور کھانے مین آخر وقت تک اُس نے کوئی بات نہ کی تو آرکی دامیداس نے اُس کی طرف سے یہ توجیہ کی: "وہ جو جانتا ہے کہ کیونکر گفتگو کی جاتی ہے یہ بھی جانتا ہے کہ کب"۔

جن چبھتے ہوئے مگر شایستہ فقرون کا مین نے ذکر کیا ہے اُنکی بھی حسب ذیل مثالین دی جاسکتی ہین :-

ایک بکواسی شخص ڈماراطوس کے بہت پیچھے پڑرہا تھا کہ اسپارٹہ کا بہترین آدمی کون ہے؟ آخر اُس نے جواب دیا: "وہ جو سب سے کم آپ سے مشابہ ہے"۔ ایک صحبت مین جس مین ایجیس بھی موجود تھا، اہل ایلیہ کی بڑی تعریفین ہو رہی تھین کہ انھون نے اولمپی کھیلو کا انتظام کمال فیاضی سے کیا۔ ایجیس نے کہا "واللہ، اصلی تعریف کی بات تو جب ہے کہ پانچ سال مین ایک دن بھی وہ عدل کرسکین"۔

تھیوپمپس کے آگے ایک غیر ملکی شخص اسپارٹہ سے اپنی دلی محبت کا ذکر کر رہا تھا اور اسی ضمن مین کہنے لگا کہ مجھے میرے اہل وطن "فیلولے کن" (یعنی لس ڈی مونیون کا شیدائی) کے خطاب سے یاد کرتے ہین۔ تھیوپمپس نے کہا "تمھاری عزت تو اُس وقت زیادہ ہوتی جب کہ وہ تھین "فیلوپولی ٹس" کے خطاب سے یاد کرتے"۔ (فیلوپولی ٹس کے معنی خود اپنے ہم وطنون کا شیدائی)

اور پوسے نیاس کے بیٹے پلستوناش *Plistana* نے جب ایتھنز کے ایک خطیب کو یہ کہتے سنا کہ لس ڈی مونیون نے (علم وفضل کے اعتبار سے) کچھ بھی نہ سیکھا تو یہ جواب دیا "آپ صحیح فرماتے ہین، جناب تمام یونانیون مین صرف ہم ہین جنھون نے آپ کا کوئی عیب نہ سیکھا"۔ اور کسی نے آرکی دامی داس سے دریافت کیا کہ اہل اسپارٹہ کی کتنی تعداد ہوگی تو اُس نے جواب دیا "بس اتنی کہ بدذاتون کو اپنے مین نہ آنے دے"۔

واضح رہے کہ اُن کی ظرافت بے سوچے سمجھے نہ ہوتی تھی بلکہ اُس کی تہ مین ضرور کوئی

Archidamidas ۵۱

نہ کوئی قابل غور اور گہری بات رہتی اور اسی لیے ہم اُن کے ظریفانہ فقرون سے اُن کی اصلی طبیعت کا حال معلوم کر سکتے ہین۔ فی المثل جب کسی سے کہا گیا کہ جا سے اور فلان شخص کو سُنے جو ہو بہو بُلبُل کی آواز مین نکالتا ہے تو اُس نے جواب دیا "جناب من، مین خود بُلبُل کو سن چکا ہون"۔ اسی طرح ان مین سے کسی نے ایک مقبرے پر یہ کتبہ لکھا دیکھا:

"آگ اِک شخصی حکومت کی بُجھانے کے لیے

جنگ سے لی نوس Selinus مین یہ لوگ لڑ کر مر گئے"

تو کہا وہ اِس کے مستحق تھے کیونکہ بُجھانے کی کوشش کرنے کے بجاے انھون نے اُسے جل جانے دیا۔ ایک لڑکے نے جسے لڑائی کے مُرغ یہ کہہ کر دیے جا رہے تھے کہ وہ اپنی جگہ پر لڑ کر مر جاتے ہین، کہا "مگر مجھے مر جانے والون کی تلاش نہین بلکہ ایسے درکار ہین جو زندہ رہین اور مار ڈالین"۔ ایک اور لوگون کو اپنی نشستون پر آرام سے انڈلاتے دیکھ کر کہنے لگا "خدا مجھے ایسے بیٹھنے سے بچاے کہ مین اُٹھ کر اپنے بزرگون کو سلام نہ کر سکون"۔ غرض اُن کے اکثر اقوال اسی طرح کے برجستہ اور بلیغ ہوتے تھے، اور کسی نے اُن کے متعلق بہت خوب کہا ہے کہ "درحقیقت جسمانی ورزشون سے زیادہ دماغی ورزش اہل اسپارٹہ کی خصوصیت ہے"۔

اور اس آداب مجلس اور خوش گفتاری کی تعلیم کے علاوہ انھین فن شعر و موسیقی سکھانے مین بھی کچھ کم محنت و توجہ نہ کی جاتی تھی۔ خود اُن کے اشعار مین ایسی روح اور جوش بھرا ہوتا ہے کہ طبیعت بے اختیار ہو جاتی ہے اور دلون مین "کچھ کرنے" کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ اُن کا طرز کلام سادہ اور تصنع سے بری، اور شعر کا مضمون ہمیشہ اخلاقی اور اہم ہوتا تھا بلکہ اکثر شعر یا اُن کی مدح مین ہوتے جو حفاظت وطن کے لیے میدان جنگ مین شہید ہوے، یا اُن کی مذمت مین جنھون نے نامردی دکھائی۔ یعنی مقدم الذکر کی زندگی کو وہ نیک نام و بامراد ثابت کرتے تھے اور مؤخر الذکر کی زندگی کا نقشہ کھینچتے کہ وہ کیسی پر عقوبت اور موجب ہزار نفرین و عار ہے۔ اُن کی نظمون کا ایک اور موضوع خود ستائی اور اپنے کارنامون کا فخر ہوتا تھا جس مین

مدارج عمر کا بھی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ مثلاً مذہبی تہواروں مین اُن کے تین گروہ علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے: ایک بوڑھون کا ایک جوانون کا اور تیسرا بچون کا۔ پہلا گروہ اپنا رجزیون شروع کرتا:

"کبھی ہم جوان و دلیر تھے کبھی زورمندی مین شیر دم"

جوان جواب مین گا کے سناتے کہ

لو اب آؤ آن کے دیکھ لو کہ اسی طرح کے ہین آج ہم"

اور آخر مین بچے کہتے:

"یہ زمانہ آئے دو دیکھنا کہ سبھون سے بڑھ کے رہین گے ہم"

فی الحقیقت اگر ہم اُن کی نظمون پر، جن مین سے بعض ابھی تک موجود ہین، غور کرنے کی زحمت گوارا کرین اور باجے کی وہ دلکش آوازین خیال مین رکھین جو اُن کے جنگی کوچ کے وقت بلند ہوتی تھین، تو ہمین معلوم ہو جائیگا کہ ٹرپنڈر Terpander اور پنڈار کا یہ کہنا بے سبب نہ تھا کہ شجاعت اور گانے مین ایک اتحاد ہے۔ پہلا اسپارٹہ کے متعلق کہتا ہے

"وہان نغمہ و نیزہ ہین ہمعنان
قدم زن ہے گلیون مین انصاف وان"

اور پنڈار: — "بزرگان دانا کے شورے ہین وان
جوانون کی ہین بے پناہ برچھیان —
بہ رقص وطرب جشن کا ہے سمان"

گویا دونون، اسپارٹہ والون کو، جتنا جنگ جو بتاتے ہین اسی قدر موسیقی پسند۔ جیسا کہ خود وہین کے ایک شاعر نے کہا ہے:

"کہ حرکت مین آتا ہے مطرب کا ہاتھ
اسی تیز اور سخت لوہے کے ساتھ"

لڑائی چھڑنے سے پہلے بھی (اُن کے ہان رسم تھی کہ) بادشاہ ملکات (میوزز

کے نام بھینٹ چڑھاتا تھا جس سے بظن غالب اُنھیں اپنا قومی طریق تربیت اور وہ رائے جو اُن کے کارناموں پر لگائی جائیگی، یاد دلانا مقصود ہوتا تھا۔ تاکہ مردانگی کے وہ جوہر دکھانے کا جوش اُن میں پیدا ہو جائے جو کہ یادگار رہنے کے قابل ہوں۔ ایسے موقعوں پر بس ڈمی ہونی اپنے سخت اصول میں بھی ایک حد تک نرمی برتتے تھے اور نوجوانوں کی خاطر یہاں تک گوارا کر لیتے تھے کہ وہ اپنے بال سنواریں اور قیمتی اسلحہ یا نفیس لباس زیب تن کر سکیں۔ بلکہ تن تن کے چلنے والے گھوڑوں کی طرح جو دوڑ کے وقت ہنہناتے اور مچلے جاتے ہیں، وہ اپنے لڑکوں کی یہ زینت و آرایش دیکھ دیکھ کے خوش ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد وہاں بالوں کی خاص احتیاط ہوتی اور خصوصاً لڑائی کے دن اُن میں کنگھے کر کے مانگ نکالی جاتی اور گویا اُس قول کا پورا لحاظ کیا جاتا جو اُن کے مقنن سے منسوب ہے کہ بڑے بالوں کا سر خوبصورت چہرے کے حسن میں اور بدصورت چہرے کی ہیبت داری میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جب وہ لام پر ہوتے تو ان کی ریاضتوں میں بالعموم کچھ کمی کر دی جاتی، کھانا بھی اتنا بُرا نہ ہوتا اور پابندی ضوابط میں افسر بھی پہلی سی سخت گیری نہ کرتے تھے۔ گویا دنیا بھر میں انھیں کی قوم ایسی تھی جسے ایام جنگ میں آرام میسر آتا تھا۔ اس کے بعد جب صف جنگ تیار اور دشمن قریب ہوتا تو بادشاہ ایک بکری کی قربانی کرتا اور بین والوں کو اشارہ دیتا کے راگ بجانے کا اور سپاہیوں کو اپنے سر پہ سہرے باندھ لینے کا حکم دیتا اور پھر خود حملے کے گیت کی لے نکالتا۔ اس طرح جب وہ باجوں کی آواز اور کامل ترتیب اور اطمینان قلب کے ساتھ بغیر تیوری پہ بل ڈالے شادان و فرحان ایک خونریز جنگ کے لیے رُو کی طرح امنڈتے تو یہ نظارہ جتنا شاندار ہوتا اُسی قدر خوفناک نظر آتا۔ کیونکہ اس مزاج کے لوگوں پر کسی خطرے یا ڈر کا اثر ہونا محال تھا اور نہ وہ کسی وقتی طیش یا فوری اشتعال سے مشتعل اور بے قابو ہو سکتے تھے کیونکہ اُن کی شجاعت ایک قطعی امید اور پختہ یقین پر مبنی ہوتی تھی اور اوّل سے آخر تک لڑائی میں یہ

معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آسمانی ہستی اُن کے ہمدوش اور لڑانے مین مصروف ہے۔ بادشاہ ہمیشہ کسی اولمپی کھیلون کے کامیاب سپاہی کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے کہتے ہین جب ایک لس ڈی مونی کو رقم کثیر پیش کی گئی کہ وہ (اولمپی) مقابلون مین شریک نہو تو اُس نے انکار کردیا اور بڑے شور و ہنگامے کے بعد کامیابی حاصل کرنے پر کسی تماشائی نے دریافت کیا کہ کیون صاحب اب آپ کو اس جیت مین کیا مل گیا، تو وہ مسکرایا اور کہنے لگا "مین اب بادشاہ کے برابر کھڑے ہو کے لڑونگا"۔ لڑائی مین دشمن کو بھگادینے کے بعد وہ صرف اُس وقت تک تعقّب کرتے کہ فتح مین شبہ کی گنجایش نہ رہے اور پھر واپسی کا بگل بجا دیا جاتا کہ اُن کے خیال مین ایسے لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا جنھون نے مزاحمت سے ہاتھ اٹھالیا ہو، ایک ذلیل اور کسی یونانی قوم کے خلاف شان بات تھی۔ اُن کے اس طریقِ عمل مین جوانمردی کے علاوہ مصلحت بھی تھی کیونکہ۔ لوگ یہ سمجھ کے کہ وہ صرف مزاحمت کرنے والون کو مارتے ہین اور باقی ماندہ کو چھوڑ دیتے ہین بالعموم اپنی سلامتی کا بہترین امکان فراری مین دیکھتے تھے۔

ہرمِپّس سوفسطائی کا بیان ہے کہ لگرگس خود ایک اعلےٰ درجے کا سپاہی اور تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ فیلوسٹی فنس Philostephanus سوارون کی سب سے پہلی تقسیم پچاس پچاس کے مربّع دستون مین، اُسی سے منسوب کرتا ہے۔ لیکن ڈمٹ ریس فلیری کا قول اس کے بالکل خلاف ہے اور وہ لکھتا ہے کہ لگرگس نے اپنے تمام قوانین ایک غیر منقطع امن کے زمانے مین وضع کیے ہین۔ اور سچ یہ ہے کہ اولمپیہ کے مذہبی امن نامے یا حرمتِ جنگ کو مدّنظر رکھکر، جو لگرگس کی سعی و انتظام سے بروے کار آیا تھا، مین بھی اُسے امن پسند اور صلح جو آدمی تسلیم کرنے پر مائل ہون۔ مگر ہرمِپّس نے اس واقعے کی بھی تاویل اور طرح کی ہے اور لکھا ہے کہ لگرگس کا اس تہوار اور معاہدے کی تیاری مین کوئی حصہ نہ تھا بلکہ ایفی ٹس نے اُسے ترتیب دیا تھا اور لگرگس صرف تماشائی کی حیثیت سے وہان آیا اور ایک اتفاقی واقعے کی بدولت اُس کا شریک ہوگیا تھا جس کی شرح یہ ہے کہ اُس نے اپنی پشت پر ایک انسانی آواز سُنی جو گویا حیرت کے ساتھ اُسے

الزام دیتی تھی کہ اپنے ہم وطنون کو (اس بین الیونان) جلسے مین شریک کرنے کی کوشش نہین کرتا - اور جب لکرگس نے مڑکر کسی شخص کو وہان نہ پایا تو یہ نتیجہ نکالا کہ وہ آواز غیب تھی - اسی بنا پر وہ فورًا ایفی ٹس کے پاس گیا اور اس تہوار کے مراسم و قواعد بنانے مین اُسے مدد دی اور اُس کی سعی سے وہ تہوار بہت اچھی طرح قائم اور پہلے سے زیادہ مشہور ہو گیا ٭

لیکن اب ہم پھر اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہین کہ لس ڈی مونیون کو سن بلوغ کے بعد بھی اپنے ضوابط کی پابندیان کرنی پڑتی تھین - کسی شخص کو اپنی پسند کے موافق زندگی بسر کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ شہر ایک لشکر گاہ کے مثل تھا جہان ہر شخص کی رسد اور فرائض معین تھے اور جہان ہر شخص اپنی ذاتی اغراض کے بجاے اغراض قومی کو پیش نظر رکھتا اور اپنے تئین سمجھتا کہ ملک ہی کی خدمت کے لیے پیدا ہوا ہے ٭ پس اگر کوئی خاص کام اُن کے ذمے نہ ہوتا تو وہ بچون کی ورزشین دیکھنے ہی چلے جاتے کہ انھین کوئی مفید بات بتائین یا ایسے خالی اوقات مین اپنے سے زیادہ جاننے والون کے پاس جاتے کہ خود کچھ سیکھین ٭ اور نے الحقیقت ادنےٰ بیوپار اور پیشے ممنوع قرار دینے سے لکرگس نے اپنے لوگون کو اور باتون کے علاوہ ایک بڑی نعمت فرصت کی عطا کر دی تھی - روپیہ کمانا جس کا انحصار مارے مارے پھرنے اور لوگون سے ملنے اور کاروبار کرنے پر ہوتا ہے، اُن کے لیے ذرا بھی ضروری چیز نہ تھی کہ اُن کے ملک مین دولت ہی کی کچھ وقعت اور عزت نہ تھی ٭ کاشتکاری کا تمام کام (اُن کی غلام رعیت) ہیلاٹ انجام دیتے تھے اور بلا خرخشے انھین سالانہ لگان جنس کی صورت مین ادا کر دیا کرتے تھے ٭ اُنکی اُسی بے فکری کے متعلق ایک حکایت چلی آتی ہے کہ کوئی لس ڈی مونی اتفاق سے کچہریان کھلی ہونے کے زمانے مین ایتھنز گیا اور وہان ایک شہری کی نسبت اُسے معلوم ہوا کہ عدالت نے بے کار وقت گذارنے کی وجہ سے اُس پر جرمانہ کیا ہے اور تسکین و تشفی دلانے والے دوستون کے ساتھ وہ نہایت رنجیدہ اپنے گھر جا رہا ہے - یہ سن کر لس ڈی مونی کے تعجب کی حد نہ رہی اور وہ اپنے دوستون سے کہنے لگا کہ مجھے ایسے شخص کی صورت ضرور دکھاؤ جو ایک آزاد

زندگی اور جان و مال کو ملک کے لیے ایسے کامل طور پر وقف کردے کہ اُس مین جذب ہو کر قالب خاکی کے سوا کوئی چیز اُس کی اپنی نہ رہے۔ اس معاملے مین اُن کے محسوسات کا عمدہ اندازہ اُن کے چند اقوال سے ہو گا: ۔ پِڈاری ٹس Paedaretus جسے تین سو چیدہ اشخاص کی فہرست مین لینے سے انکار کر دیا گیا تھا بہت خوش خوش گھر لوٹا اور نہایت مسرور تھا کہ اسپارٹہ مین اُس سے بہتر تین سو آدمی موجود ہین۔ اور پولی کرائی ڈاس Polycratidas سے، جو اور سفیرون کے ساتھ شاہ ایران کے عمّال پاس حیثیت سفیر کے بھیجا گیا تھا جس وقت سوال کیا گیا کہ وہ سرکاری طور پر بھیجے گئے ہین یا بطور خود آئے ہین، تو اُس نے جواب دیا ”سرکاری حیثیت سے، بشرطیکہ ہم کامیاب ہون۔ وگرنہ بطور خود“۔ براسی داس کی مان ارگی لیونِس نے اُن لوگون سے جو امفی پولِس سے واپس آئے تھے دریافت کیا کہ آیا میرا بیٹا اُسی بہادری کے ساتھ لڑ کے مارا گیا جو ایک اسپارٹی کے شایان شان ہے تو انھون نے اُس کی بڑی تعریفین کین لیکن جب اسی ضمن مین وہ کہنے لگے کہ براسی داس کی نظیر اب اسپارٹہ مین نہین مل سکتی تو ارگی نے انھین روک دیا اور بولی ”ایسا نہ کہو۔ براسی داس بے شک نیک اور بہادر آدمی تھا مگر اسپارٹہ مین بہت لوگ اُس سے بہتر موجود ہین“۔

یہ مین پہلے بیان کر آیا ہون کہ مجلس ملکی مین پہلے وہی لوگ شریک تھے جنھون نے لکرگس کو قوانین مجوّزہ کی ترتیب و نفاذ مین پوری امداد دی تھی۔ مگر ان کے بعد خالی ساموں کے پُر کرنے کا لکرگس نے یہ قاعدہ باندھا تھا کہ ارکان ایسے بہترین اور قابل ترین اشخاص مین سے منتخب کیے جائین جن کا سن ساٹھ سال سے متجاوز ہو چکا ہو۔ اور یہ معلوم کر کے ہین استعجاب نہ ہونا چاہیے کہ اس منصب کے واسطے وہان بڑی کوشش و سعی کی جاتی تھی۔ کیونکہ دنیا مین اس سے بڑھ کر معزز مقابلہ کونسا ہو گا کہ جس مین نہ دوڑ آزمائی کا امتحان تھا نہ اس کا کہ سب سے تیز کون دوڑتا ہے بلکہ اس امر کا کہ اتنے سارے آدمیون مین سب سے دانش مند اور سب سے نیک کون ہے اور کون اس بات کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے کہ پھر

تا زندگی اعلےٰ ترین عہدے پر سرفراز رہے اور اپنے تمام ہم وطنوں کے حقوق و فرائض جان و مال اور مفاد و مضار اُس کے قبضۂ اختیار مین دیدیے جائین - اُن کے انتخاب کرنے کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ چند چیدہ چیدہ اشخاص مقام انتخاب کے قریب ایک کمرے میں اس طرح بند کر دیے جاتے تھے کہ باہر کی کوئی کارروائی نہ دیکھ سکین نہ کوئی انھین دیکھ سکے البتہ باہر کی آوازین وہ سُن سکتے تھے - اور اسی سننے پر ان انتخابات کا اور نیز دیگر مہمات امور کے فیصلے کا انحصار ہوتا تھا - کیونکہ اُن کے بند کر دیے جانے کے بعد اکھٹّے آنے کے بجاے قرعے کی رُو سے امیدوار ایک ایک کر کے سامنے لائے جاتے اور بغیر کوئی بات کیے جلسے مین سے گذرتے تھے - اب جو لوگ برابر کے کمرے مین بند ہوتے اور لکھنے کی سیٹرین اُن کے پاس ہوتین اگرچہ وہ یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ کون شخص جلسے مین سے گذرا تاہم جلسے کی آوازین اور خیر مقدم کے نعرے سُنتے تھے اور انھین کو نمبر ڈال کر لکھتے جاتے تھے کہ پہلے امیدوار پر اتنا شور ہوا اور دوسرے کے آنے پر اتنا - اب جس کے گذرنے پر زیادہ اور سب سے بلند آوازین سُنی جاتی تھین اُسی کے باضابطہ انتخاب کا اعلان کر دیا جاتا تھا - پھر اس نو منتخب کے سر پہ سہرا باندھا جاتا تھا اور وہ جلوس کے ساتھ تمام مندرون مین جا جا کے دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرتا تھا ایک کثیر گروہ نوجوان مردون کا اُس کے ہمراہ ہوتا جو نعرے لگاتے جاتے تھے اور بہت سی عورتین اُس کی نیکی اور پاکیزہ زندگی کے راگ اور اُس کی صفت و ثنا کے گیت گاتی ہوئی چلتی تھین - اس طرح شہر کا گشت لگاتے مین جگہ جگہ اُس کے دوست اور اعزا اُس کے سامنے میزین چنتے اور کہتے "شہر آپ کے ازدیاد اعزاز مین یہ ما حضر پیش کرتا ہے" مگر وہ اُسے قبول نہ کرتا بلکہ چکر لگاتا ہوا اپنے مشترکہ دسترخوان تک آتا جہان کہ وہ پہلے کھانا کھایا کرتا تھا - چنانچہ حسب معمول کھانا چنا جاتا مگر اس خاص موقع پر اُسے دُہرا حصہ ملتا تھا جسے وہ اُٹھا کے الگ رکھ لیتا - کھانا ختم ہونے تک اُس کے کنبے کی عورتین دروازے پر جمع ہو جاتین اور جس کی وہ سب سے زیادہ توقیر کرتا تھا اُسے اشارے سے بلا کر کھانے کا دوسرا حصہ یہ کہہ کے نذر دیتا تھا کہ

یہ میرے اعزاز مین دیا گیا تھا اب تمھارے لیے ہے" جس کے بعد دیگر مستورات ایک فاتحانہ شان سے گھر تک اُس کے ساتھ آتین اور خدمت مین حاضر رہتی تھین ؛

تجہیز و تدفین کے متعلق لکرگس نے بہت عاقلانہ ضوابط بنائے تھے چنانچہ اوّل تو تمام اوہام کا ازالہ کرنے کی غرض سے اُس نے انھین اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنے مُردے شہر کے اندر بلکہ خود مندرون کے آس پاس دفن کر دین جس کا مقصد یہ تھا کہ اسپارٹی لڑکے ایسی چیزین دیکھنے کے عادی ہو جائین اور لاشین دیکھکر نہ ڈرین نہ اُن کے دلون مین یہ وہم رہے کہ مُردون کو چھو لینا یا قبر کے اوپر سے گذرنا آدمی کو بھرشٹ کر دیتا ہے ؛ دوسرا حکم اُس نے یہ دیا تھا کہ مردے کے ساتھ کوئی شے دفن نہ کی جاے البتہ اگر چاہین تو صرف زیتون کے کچھ پیڑ یا وہ ریشمی کپڑا جس مین لاش لپیٹی جاتی تھی قبر مین رکھ سکتے تھے ؛ قبرون پر کتبے کرانے کا بھی وہ مخالف تھا اور سواے مقتولین جنگ یا ایسی عورتون کے جو کسی مذہبی منصب کی ادائگی مین فوت ہون، کسی کی قبر پر نام لکھوانے کی اجازت نہ تھی سوگ منانے کی مدت بھی بہت کم مقرر کی گئی تھی یعنی صرف گیارہ دن - اور بارھوین دن سیرس دیوی کے نام قربانی چڑھا کر سوگ ختم کر دینے کا حکم تھا ؛ اس طرح ہم اندازہ کر سکتے ہین کہ جس طریق سے لکرگس نے بیکار تموّل کی جڑ کاٹی تھی اسی طرح اُس نے امور ضروریہ مین کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور فروعی بات بھی ایسی نہ رکھی تھی جس سے نیکی کی برائی اور بدی کی تذلیل نہ نکلتی ہو اُس نے تمام لس ڈی مونی علاقے کو اعلےٰ اوصاف کے نظایر و مظاہر سے بھر دیا تھا جن کے بچپن سے پیش نظر رہنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہان کے لوگ اُنھین کے قالب مین ڈھل جائین اور نیکی کے راستے مین برابر آگے بڑھتے رہین ؛

اور یہی باعث تھا کہ اُس نے اپنے ہم وطنون کو باہر سیاحت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور اجازت نہ دی تھی کہ وہ بیرونی قواعد اخلاق یا بے تربیت اقوام کے خصائل یا مختلف نظام ہاے سلطنت سے واقفیت حاصل کرین - ساتھ ہی اپنے علاقے سے اُن پردیسیوں کو

بھی اُس نے خارج کر دیا تھا جو وہان آنے کی کوئی معقول وجہ نہ بیان کر سکین - اس آخری ضابطے کا یہ منشا نہ تھا کہ لکرگس متوہم تھا کہ مبادا غیر ملکی وہان آکر اسپارٹی طرز سلطنت سے آگاہ ہوجائین اور اس کی نقل اُڑالین یا کوئی اور خوبی اُن کی سیکھ لین (جیسا کہ طوسی ڈیڈس نے لکھا ہے) بلکہ دراصل اُسے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہین وہ عمدہ چال چلن کے منافی کوئی عادت نہ وہان مروّج کر دین ؛ اجنبیون کے آنے سے یہ ظاہر ہے کہ اجنبی الفاظ بھی ملک مین دخل پا لیتے ہین جن سے نئے نئے خیالات ذہن مین پیدا ہوتے ہین اور اس کا نتیجہ وہ محسوسات اور رائین ہوتی ہین جن کا ستیاناس ہونا سلطنت اور اہل سلطنت کی ہم خیالی اور اتحاد کا ناس کر دیتا ہے ؛ پس لکرگس نے اس قسم کی غیر ملکی بُرائیون سے وطن کو بچانے مین اُسی احتیاط سے کام لیا تھا جو عام طور پر لوگ وبائی امراض کے روکنے مین ملحوظ رکھتے ہین ؛

اس حد تک لکرگس کے قوانین مین بذات خود مجھے کوئی بے انصافی یا خلافِ معدلت کارروائی نہین نظر آتی - لیکن بعض لوگ اس اعتراف کے ساتھ کہ وہ عمدہ سپاہی بنانے کے مطلب کے خوب تھے، عدل گستری کے معاملے مین انھین ناقص بتاتے ہین - اور اگر کرِپٹیا *crypteia* کا قانون بھی لکرگس ہی کا بنایا ہوا ہے، اور ارسطو کہتا ہے کہ اسی کا ہے، تو غالباً اسی کی وجہ سے افلاطون اور ارسطو دونون نے اس کی قانون سازی اور نظام حکومت پر حرف گیری کی ہے ؛ اس (کرِپٹیا) کی رو سے یہ ہوتا تھا کہ بعض حکّام شہر خفیہ طور پر اپنے سب سے اچھے چند نوجوانون کو وقتاً فوقتاً دیہات مین بھیجتے تھے اور تھوڑا سا ضروری سامانِ خوراک اور اسلحہ مین صرف چھرے اُن کے پاس ہوتے تھے - دن کے وقت یہ نوجوان اپنے تئین راستون سے بچے ہوئے سنسان مقامات مین چھپا لیتے تھے اور جب اندھیرا ہوجاتا تو نکل کر شاہ راہون پر جا پہونچتے اور جس کسی ہیلاٹ پر اُن کا ہاتھ پڑ سکتا اُس کو مار ڈالتے تھے - بعض اوقات وہ دن مین اُن پر کھیت کیار کا کام کرتے وقت یکایک حملہ آور

ہوتے اور قتل کردیتے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے (جیسا کہ طوسی دیدش اپنی تاریخ جنگ پوٹیسیہ
مین بیان کرتا ہے) کہ اہل اسپارٹہ نے اُن کی ایک معقول تعداد کو شجاعت کے لحاظ سے
چُن کر الگ کرلیا اور احرار کی طرح اُن کے سہرے باندھ کر مندرون مین لے جا کر اظہار تکریم و اعزاز
کیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے مین وہ یکایک غائب ہو گئے (طوسی ویدش نے اپنی روایت
مین دو ہزار کے قریب ہیلاٹون کی تعداد بتلائی ہے) اور اسپارٹہ مین کوئی شخص نہ بتا سکا کہ وہ
کس طرح مرے"۔ ارسطو نے خصوصاً یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جس وقت اُن کے حکام (افور)
برسر عہدہ آتے تو بالعموم ہیلاٹون کے خلاف اعلان جہاد کردیا کرتے تھے کہ بلا احتمال مذہب شکنی
انھین مار ڈالا جائے"۔ بہر حال یہ سب کو تسلیم ہے کہ اسپارٹہ کے لوگ اُن کے ساتھ نہایت ناروا
برتاؤ کرتے تھے۔ چنانچہ اُنھین جبراً اس قدر شراب پلاتے کہ وہ بدمست ہوجائین اور پھر
جلسہ گاہون مین اسی حال بد کے ساتھ اُنھین لاتا کہ اسپارٹی بچے دیکھ سکین کہ مخمور کی کیسی بُری
گت ہوتی ہے، وہان معمولی بات تھی۔ اسی طرح وہ اُن سے بہت ادنے درجے کے ناچ نچواتے
اور بیہودہ گیت گواتے تھے اور اچھی باتون مین حصہ لینے کی مطلق اجازت نہ دیتے تھے۔
اسی لئے اہل تھیبہ نے لقونیہ پر حملہ کیا اور بہت سے ہیلاٹ گرفتار کیے تو ہر چند اُن سے
ٹرپنڈر، الکمن Alcman اور سفندن Spendon کے گیت گوانے چاہے
انھون نے نہ گائے "دکیونکہ" انھون نے کہا "یہ بات مالکون کو پسند نہین"۔ غرض کسی کا یہ
مقولہ بہت درست ہے کہ اسپارٹہ مین جو آزاد شہری تھا وہ سب سے بڑا آزاد تھا مگر جو غلام تھا
وہ دنیا مین سب سے بدتر غلام تھا۔ لیکن میری اپنی راے یہ ہے کہ یہ زیادتیان اور سفاکیان
اسپارٹہ مین زمانۂ مابعد مین جاری ہوئین خصوصاً اُس بڑے زلزلے کے بعد جب کہ ہیلاٹون
نے ایک عام بغاوت بپا کی اور مسینا والون سے مل کر تمام علاقہ تاخت تاراج اور خود اسپارٹہ
کو نہایت مخدوش حالت مین کردیا تھا۔ بات یہ ہے کہ لگرگس کے اور واقعات سے اُسکی
نرم مزاجی اور انصاف پسندی کو پیش نظر رکھکر جس کی الہامی پیغامات سے بھی تصدیق ہوتی ہے

مجھے کسی طرح نہین بن پڑتا کہ اُسے ایسے وحشیانہ اور شیطانی طریق عمل کا بانی یقین کرون۔
اپنے قوانین کے نفاذ کے بعد جب لکرگس نے دیکھا کہ اہل وطن کے دلون مین اُس کے
زیادہ اہم آئین و قوانین نے جگہ پکڑ لی ہے اور رواج عام نے اُن کو متعارف اور سہل بنا دیا
ہے اور اب اُس کی نظام داد سلطنت نشو ونما پا کے اپنے پاؤن چلنے کے قابل ہو گئی ہے
تو اُس وقت اُس کے انبساط و اطمینان قلب کی کیفیت کچھ ایسی تھی جیسی کہ افلاطون نے
کسی جگہ لکھا ہے کہ خلاق عالم کی ہوئی کہ جب تکوین کے بعد پہلی مرتبہ اُس نے عالم کو حرکت
شروع کرتے دیکھا تو مسرت محسوس کی - اسی طرح لکرگس کی نظر جب اپنے نظام ملکی کی عظمت اور
خوبصورتی پر پڑی جو کہ اب بخوبی کام دینے لگا تھا تو اُس کے دل مین یہ ولولہ پیدا ہوا کہ اس
رفیع الشان عمارت کو غیر فانی بنا دے اور جہان تک انسانی پیش بینی کو دخل ہے ایسا چھوڑ جائے
کہ نسلہا نسل تک غیر متغیر رہے - اسی کو مد نظر رکھکر اُس نے قوم کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد کیا اور
اُن سے کہا کہ میری دانست مین اب ہر شے جو ملک کی فلاح اور نیز اعلےٰ اوصاف کے لیے
ضروری تھی اچھی طرح قائم ہو گئی ہے - لیکن ابھی تک ایک ان سب سے زیادہ ضروری بات
باقی رہ گئی ہے جسے مین استخارہ اور استھان کرنے سے پہلے ظاہر کرنا مناسب نہین سمجھتا - پس
جب تک مین دیوتا سے مشورہ لون اور وطن آکر اُسی الہامی ہدایت کے بموجب عمل کرون،
میری تمنا ہے کہ میرے ہم وطن اُس وقت تک میرے قوانین پر خفیف سے خفیف تغیر کیے
بغیر قائم اور کاربند رہین "؛ یہ سُن کر وہ سب خوشی سے آمادہ ہو گئے اور تاکید کرنے لگے کہ جلدی
اس سفر خیر پر جانے کی تیاری کرے - لیکن روانہ ہونے سے قبل لکرگس نے دونون بادشاہونکو
اور ارکان مجلس اور تمام قوم کو یہ حلف دیا کہ جب تک لکرگس واپس آئیگا ہم اُس کے قائم کردہ
نظام حکومت پر عامل اور جمے ہوے رہین گے ؛؛ اس اطمینان کے بعد لکرگس ڈیلفی گیا اور اپالو
کی قربانیان چڑھا کر استھان کیا کہ آیا اُس کے قوانین اچھے اور کسی قوم مین فراغت و نکوئی
پیدا کرنے کے لیے کافی ہین ؟ جواب مین دیوتا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ قوانین بہت عمدہ ہین اور

جب تک اہل ملک اُن کے پابند رہین گے اُن کے عروج و ناموری مین فرق نہ آئے گا ؛
اس جواب کو لکرگس نے لکھکر اپنے ہم وطنون کے پاس اسپارٹہ بھجوا دیا اور پھر اپالو کے نام پر
دوبارہ قربانیان دیکر وہ اپنے احباب اور بیٹے سے رخصت ہوا اور اس نیّت کے ساتھ کہ اہل
اسپارٹہ کبھی اپنے حلف کے حلقۂ اقرار سے نہ نکل سکین، اُس نے جہان تھا وہین اپنی زندگی کا اپنے
ہاتھون خاتمہ کر دینے کی ٹھان لی ؛ اس وقت وہ عمر کی اُس منزل مین تھا کہ جس مین زندگی
ہرچند ایسی زیادہ گران بار نہین معلوم ہوتی تاہم اُس سے بلا پشیمانی آدمی کنارہ کش ہو سکتا ہے
اس کے علاوہ گرد و پیش کے حالات بھی مساعد تھے - پس اُس نے کھانا پینا قطعاً چھوڑ کر اپنی
زندگی کا خاتمہ کر دیا اور گویا اس یقین پر عمل کیا کہ ارباب سیاست و سلطنت کا ایک فریضہ یہ
ہونا چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اپنی موت سے بھی کوئی خدمت ملک کی انجام دین اور خاتمۂ حیات سے
بھی کوئی مفید سبق اور نیکی کا اعلےٰ نمونہ ہموطنون کے لیے چھوڑ جائین ؛ اب اپنی خودکشی سے ایک
طرف تو اُس کا مقصود یہ تھا کہ ایک ایسی معزّز زندگی کا اتنا موزون انجام گویا اُس کی خوش نصیبی
کا بہترین تکلہ اور معراج ہے اور ادھر اسی ذریعے سے اُس کے ہم وطن اُن اعلےٰ فوائد سے بہرہ مند
ہونگے جن کا حصول اُس کی زیست کا ماحصل رہا تھا - کیونکہ ان مفید قوانین کی پابندی کا اُسکی
مراجعت تک وہ حلف اٹھا چکے تھے - (اور اب اُس کے واپس نہ ہونے سے گویا لازم ہو گیا تھا کہ
وہ اپنے حلف کی پابندی مین اُس کے قوانین پر قائم رہین) اور واقعی اُس کی یہ امیدین غلط
نہ ثابت ہوئین کیونکہ ریاست اسپارٹہ قوانین لکرگس کی سخت پابندی کی بدولت کامل پانسو
برس تک سرزمین یونان کی سب سے قوی اور نامور ریاست رہی اور اس تمام اثنا مین کہ
آرکی ڈاموس کے بیٹے ایجیس تک چودہ بادشاہون نے وہان حکومت کی اُن قوانین مین کوئی
ردّ و بدل نہ کیا گیا - باقی ایفوروں کا نیا عہدہ قائم کر دینے سے بھی (جسے جمہور کے موافق منشا
خیال کیا جاتا ہے) کوئی بڑا تغیر نظام سلطنت مین نہین پیدا ہوا تھا اور اُس مین کم ہونے کے
بجائے پہلے سے بھی زیادہ حکومتِ اُمرا کی شان آگئی تھی ؛

اسپارٹہ مین اوّل ہی اوّل سونے چاندی کی بہتات ایجیس - کے عہد مین ہوئی اور ان
بلاؤن کے آتے ہی تمام وہ بُرائیان جو زر پرستی اور طمّاعی کے جلو مین چلتی ہین، نمودار ہوگئین
لاسی سنڈر نے انھین اور تقویت دی کیونکہ لڑائیون سے لوٹ کا کثیر مال لا لاکر اس نے
ملک کو اسباب تعیّش و حرص سے بھر دیا اور لکرگس کے قوانین و ضوابط کی جڑ کاٹ دی
حالانکہ وہ خود بالکل بے لوث آدمی تھا - بہرحال اس عہد سے پہلے جب تک وہ قوانین اُنکا
دستور العمل بنے رہے تب تک اسپارٹہ ایک ایسی منضبط زندگی کی عملی صورت پیش کرتا تھا
کہ جہان متعدد اشخاص کے بجاے کسی عاقل و نصفت شعار شخص واحد کی متابعت کی جاتی ہو
اور جس طرح شعرا ہرقل کے قصّے سناتے ہین کہ شیر ببر کی کھال مین گُرز لیے ہوے وہ ساری دنیا
مین ظالم اشقیا اور قانون شکن مفسدین کو سزائین دیتا پھرا، اسی طرح لس ڈی مونیون کی نسبت
کہا جا سکتا ہے کہ انھون نے اپنے موٹے کوٹ اور معمولی عصا سے تمام یونانیون کو اپنا بندۂ
جان نثار بنا لیا تھا اور ملک کے اس گوشے سے دوسرے گوشے تک وہ جابرانہ مطلق العنانیون
کا اور غاصبانہ بے انصافیون کا قلع قمع، اور جنگ مین ثالثی اور اُن کے باہمی فساد اور خانہ جنگیون
مین فیصلہ اور مصالحت کرتے تھے اور وہ بھی بلا تلوار ہاتھ مین اُٹھائے اکثر محض ایک اپنا نائب
بھیجکر جس کے اشارون پر متنازعین اسی طرح کام کرتے کہ جس طرح محال کی مکھیان رانی کے
گرد جمع ہو کے اپنی اپنی جگہ سنبھال لیتی ہین ؛

اور ان سب باتون کو پیش نظر رکھ کے مین اُن لوگون پر اچنبھا کیے بغیر نہین رہ سکتا
جو کہتے ہین کہ اسپارٹہ والے اچھی رعایا مگر بُرے حکمران تھے - اور اس کی دلیل مین شاہ تھیوپمپس کا
ایک مقولہ پیش کرتے ہین جس نے کسی شخص کے جواب مین، جو کہہ رہا تھا کہ اتنے عرصے تک اسپارٹہ
کا عروج محض اُس کے قابل حکمرانون کی بدولت رہا،، فرمایا تھا کہ نہین بلکہ جمہور کی بدولت جو جانتے
ہین کہ اطاعت کس طرح کی جاتی ہے،، لیکن یہ ظاہر ہے کہ جمہور اطاعت نہین کرتے جب تک
کہ حکمران حکومت کرنا نہ جانتے ہون - اطاعت کا سبق حکمران دیا کرتے ہین اور ایک حقیقی

ہادی خود اپنے متبعین کی متابعت پیدا کیا کرتا ہے - جس طرح فن شہسواری کا آخری مرحلہ
گھوڑے کو سیدھا کر لینا اور غریب بنا دینا ہے اسی طرح ملکداری کے فن کی آخری تکمیل
لوگون مین خوشی سے اطاعت کا مادہ پیدا کرنا ہے ؛ اسی بات مین اسپارٹہ والون کو
مہارت تھی اور وہ نہ صرف لوگون مین آمادگی بلکہ دلی تمنا اسپارٹہ کی رعایا بن جانے کی
پیدا کر دیتے تھے چنانچہ اُن کی درخواستین اسپارٹہ سے جہاز یا روپیے بھیجنے کے لیے یا فوجی
کمک مانگنے کے واسطے نہ ہوتی تھین بلکہ صرف ایک اسپارٹی سپہ سالار بھیج دینے کے لیے
جو انھین مل جاتا تو کمال تعظیم و تکریم کرتے تھے - جیسی کہ فی المثل اہل صقلیہ نے گلپّس کی، اہل
چال سیڈیہ نے براسی داس اور تمام ایشیائی یونانیون نے لای سنڈر، کالی کراتی داس اور
اجی سی لوس کی کی - یعنی جہان وہ گئے وہان کی قوم یا بادشاہ کے سنوارنے والے اور راہ چلانے
والے کہلائے اور اسپارٹہ تہذیب اور طرز حکومت کا وہ نمونۂ کمال سمجھا جانے لگا کہ سب کی نظرین
اُس پر لگی رہتی تھین اور سب اُس کے شاگرد اور وہ سارے یونان کا استاد معلوم ہوتا تھا
چنانچہ اُس ٹراٹونی جس Stratonicus نے جو مسخرے پن سے ایک قانون بنانے کا
دعوی کیا تھا کہ جس مین مذہبی جلوس اور راز کی رسمون کا انتظام ایتھنز والون کے سپرد ہو اور
ایلیہ کے لوگ اولمپی کھیلون مین صدارت کرین اور ان دونون مین سے کوئی غلطی کرے تو
اسپارٹہ والے (انکے بجاے) مار کھائین " اس لطیفے کی تہ مین بھی اسی اسپارٹہ کی فوقیت اور
ہر معاملے مین دخیل ہونے کا اشارہ ہے ؛ اور لکڑا کی فتح پر (جس مین اسپارٹہ کو شکست ہوئی)
جب اہل تھیبہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے تو سقراط کے شاگرد انطس تن نے اپنا دلی
خیال ان الفاظ مین ظاہر کیا تھا کہ تھیبہ کی خوشیان ایسی ہین جیسے بعض اوقات مکتب کے
لڑکے اپنے استاد کو پیٹ کر منایا کرتے ہین ؛

باین ہمہ لکرگس کا مدعا یہ نہ تھا کہ اُس کی ریاست اور بہت سی ریاستون پر حکومت
کرے - بلکہ درحقیقت اُس کے نزدیک کسی ملک کی خوش دلی کا دار و مدار کسی شخص واحد کی طرح

اُس کے اعلےٰ اوصاف اور نیک کرداری پر تھا، اور اہل ملک کے باہمی اتحاد پر۔ نظر براین اپنے تمام قوانین مین اُس کا مقصود ذہنی لوگون کو جہان تک ہو آزاد خیال، خود اعتماد اور اعتدال پسند بنانا تھا۔ اسی لیے جس قدر اشخاص نے سیاسیات و ملکداری کے متعلق عمدہ کتابین تحریر کی ہین، جیسے افلاطون، دیوجانس یا زینو نے، اُن سب نے لکرگس کے نمونۂ سلطنت سے مدد لی ہے اگرچہ اپنی یادگار سوائے الفاظ اور زبانی منصوبون کے کچھ نہین چھوڑی ہے۔ بجالیکہ لکرگس نہ صرف تحریرًا بلکہ عملاً ایک ایسے نظام سلطنت کا بانی ہے جس کو ترقی دینا تو درکنار کوئی پوری نقل بھی نہ اُتار سکا۔ اور اس حال مین کہ محض افراد کا خصائل حکیمانہ حاصل کرلینا لوگون نے عمومًا محال قرار دیا ہے، اُس نے ایک پوری قوم کو حکیمانہ خصائل کا پابند بنا دیا اور اس طرح یونان کے اور تمام مقننین سے فوق لیگیا۔ اسی بنا پر اگرچہ اُس کے نام کا وہان مندر موجود ہے اور دیوتا بنا کے اُس پر سالانہ قربانیان بھی کی جاتی ہین، تاہم ارسطو کہتا ہے کہ جتنا چاہیے اُس کا اتنا احترام مرنے کے بعد اسپارٹہ مین نہ ہوا۔

بیان کرتے ہین کہ جب اُس کی ہڈیان اسپارٹہ مین لائی گئین تو اُس کے مقبرے پر بجلی گری۔ یہ وہ حادثہ ہے جو کسی اور نامی آدمی کی قبر پر کبھی پیش نہ آیا سوائے یوری پیدیس کے جس کا مدفن اری تھوسہ (واقعۂ مقدونیہ) مین تھا۔ اور شاعر موصوف کے مداح اُس کی طرفداری مین یہ بھی ایک دلیل لا سکتے ہین کہ اس معاملے مین وہ لکرگس جیسے محترم اور دیوتاؤن کے محبوب سے دعوے ہمسری رکھتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ لکرگس سترھا مین فوت ہوا۔ اپالوتھیمس کہتا ہے کہ ایلس پہونچنے کے بعد۔ ٹامیئس اور ارستوشنوس کا بیان ہے کہ اُس کی جاے وفات قریطش ہے۔ بلکہ ارستوشنوس نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اہل قریطش اُس کا مقبرہ پردیسیون کی سڑک کے قریب پرگاموس کے ضلعے مین بتلاتے ہین۔ اُس نے اپنے بعد صرف ایک بیٹا انٹیورس چھوڑا تھا جس کے لاولد مر جانے سے وہ نسل منقطع ہوگئی۔ لیکن اُس کے احباب واقارب بہت عرصے تک اُس کی برسی مناتے رہے

اور اس رسم کی تاریخین بھی اُسی کے نام پر لکر گذری ہ کہلاتی تھین ۔ ہیپار جس کے بیٹے ارستوکری ٹش کی یہ روایت ہے کہ وہ قرلطیش مین فوت ہوا اور اُس کے قرلطیشی دوستون نے نعش جلاکے اُس کی راکھ سمندر مین پھینک دی ، جس کی خود لکرگس نے وصیت کردی تھی کہ مبادا اُس کے پھول (یا راکھ) سمندر پار اسپارٹہ مین پہونچا دیے جائین اور لوگ اپنے حلف سے چھوٹنے کا یہی حیلہ نکال کے آئین حکومت مین نئی نئی باتین اختراع کرنے لگین ۔

لیکن میرے خیال مین لکرگس کے اتنے ہی حالات اور واقعات زندگی لکھنے کافی ہونگے ۔

نیوما پمپی لیئس

(Numa Pompilius)

ہرچند روم تہ الکبرے کے معزز خاندانون کا شجرۂ نسب پورے تسلسل کے ساتھ شاہ نیوما تک جا پہونچتا ہے، تاہم خود اُس کے عہد بادشاہت کے متعلق مورخون مین سخت اختلافات ہین۔ کلوڈیس نام ایک مصنف اپنی کتاب "سن بندیِ واقعات کی تنقید" Strictures on chronology مین تحریر کرتا ہے کہ جب غالوی حملہ آورون نے شہر کو تاراج کیا تو روم کی تمام دستاویزین اور دفتر بھی اسی عالم رستخیز مین برباد ہو گئے تھے اور اب جو کرسی نامے اور اسناد پیش کی جاتی ہین درصل یہ سب مصنوعی ہین اور مزاج شناس خوشامدیون نے اُن لوگون کے خوش کرنے کے لیے انھین تیار کر دیا تھا جو خلافِ اصلیت اپنا سلسلۂ نسب کسی قدیم اور نامور مورث اعلےٰ سے ملانا چاہتے تھے۔ اسی طرح نیوما کے بارے مین ایک روایت یہ مشہور ہے کہ وہ حکیم فیثاغورث کا شاگرد اور بے تکلف ملنے والا تھا۔ مگر بعض اشخاص اس کے خلاف ہین اور بہ وثوق بیان کرتے ہین کہ نیوما یونانی زبان سے آشنا تھا نہ یونانی علوم سے۔ اور حکمت و نکوئی مین جو درجہ اُس نے حاصل کیا وہ محض اُس کی ذاتی قابلیت اور خداداد لیاقت کا نتیجہ تھا، یا یہ کہ اُسے کوئی غیر یونانی معلم ایسا مل گیا تھا جو فیثاغورث سے بھی بڑھکر تھا۔ بعضون کا قول یہ ہے کہ فیثاغورث نیوما کا ہمعصر نہین ہے بلکہ کم سے کم پانچ پشت بعد کا آدمی ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس نام کا ایک اور شخص جو اسپارٹہ کا باشندہ تھا سیاحانہ ملک اطالیہ مین آیا ہوا اور اس نے نیوما سے شناسائی

حاصل کر کے نظام سلطنت قایم کرنے مین اُسے مدد دی ہو کہ جس کی بدولت اکثر لقونی (یا اسپاٹی) طریقے رومی آئین و قوانین مین نظر آنے لگے۔ واضح رہے کہ اسپارٹہ کا یہ فیثاغورث سولھوین اولمپی نمایش کے شرکا اور انعام جیتنے والون مین ہے اور اسی سولھوین اولمپیاڈ[1] کے تیسرے سال نیوما نے تخت رومہ پر جلوس کیا ہے"۔ لیکن جو کچھ بھی ہو، اس مین شبہ نہین کہ نیوما قوم سبایینی کا فرد ہے اور یہ قوم اپنے تئین اسپارٹہ والون کی ہم نسل بتاتی ہے یعنی لس ڈی مونی مہاجرین کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہے"۔ باقی واقعات گذشتہ کے سنین خصوصاً جب کہ اولمپی نمایشون سے سمت لیا جائے" زیادہ قابل اعتبار نہین ہین کیونکہ ان کی تعیین نمایش مین جیتنے والون کی فہرستون پر مبنی ہے جو ہپیاس ایلیائی نے بہت دن بعد شائع کی تھین اور جو پوری طرح مستند نہین ہین۔ بہر حال ہم نیوما کی سوانح عمری ایک مناسب زمانے سے شروع کر کے اُس کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات کو جو ہم تک پہونچے ہین پیش کرتے ہین۔

رومہ کی بنیاد کے سال سے شمار کرین تو اس کے ۳۷وین برس کا یہ واقعہ ہے کہ رومیولس نے، جو اُن دنون حکمران تھا بکریون کی منڈی مین ارکان مجلس کے سامنے قربانی چڑھائی۔ یہ ماہ جولائی کی پانچوین تاریخ کا ذکر ہے جو "کپ رونائن نونز" کہلاتی ہے۔ قربانی کرتے مین یکایک آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور خاک و باران کا ایسا زبردست طوفان آیا کہ عوام الناس خوف زدہ ہو کے بھاگے اور مجمع منتشر ہو گیا۔ اسی تلاطم مین رومیولس غائب ہو

[1] اولمپیاڈ (Olympiad) وہ سمت ہے جو اولمپی نمایشون سے یونانیون مین موسوم اور مروج تھا۔ یہ نمایشین ہر چار سال کے بعد ہوتی تھین اور ان کی بنیاد تحقیقات جدیدہ کے رو سے ۷۷۶ قبل مسیح بتائی گئی ہے۔ ہر اولمپیاڈ گویا چار سال کی مدت ہوتی تھی اور اس کے بعد دوسرا اولمپیاڈ شروع ہوتا تھا۔ اس طرح سولھوین اولمپیاڈ کو سمجھنا چاہیے کہ ۷۱۶ ق م سے شروع ہوا اور اس کا تیسرا سال جس کا کتاب مین حوالہ آیا ہے ۷۱۴ ق م ٹھیرا۔ مترجم

اور پھر اس کا یا اس کی لاش کا پتہ نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان "۔ اس وقت امرا (یا ارکان مجلس) کی طرف سے لوگوں مین سخت شبہات پیدا ہوے اور اس قسم کی افواہین عوام مین پھیل گئین کہ یہ لوگ بادشاہت سے تنگ آ گئے تھے خصوصاً آخری زمانے مین رومیولس کے متحکمانہ طرز عمل نے اُنھین اس قدر بیزار کر دیا تھا کہ اُنھون نے اُس کے خلاف سازش کر کے اُسے مار ڈالا تاکہ حکومت و اقتدار خود اُن کے قبضے مین آ جائے "۔ ان شبہات کو زائل کرنے کی غرض سے امرا نے ایک حکم نافذ کیا کہ رومیولس کا دیوتا بنا کے مذہبی احترام کیا جائے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ شاہ موصوف مرا نہین بلکہ اب اُس نے ایک ربّانی بدن اختیار کر لیا ہے۔ نیز ایک آبرودار شہری پراکلس یا پروکولوس نامی نے یہ حلف بیان کیا کہ مین نے رومیولس کو اپنے لباس اور اسلحہ سمیت آسمان پر اُٹھایا جاتے دیکھا اور بلند ہوتے مین پکار کے یہ کہتے سنا کہ آیندہ سے رومی ہمین کیورینس کے نام سے یاد کرین "۔

یہ شبہات اور وسوسے رفع دفع ہو گئے تو ایک تازہ شورش نئے بادشاہ کے انتخاب کے متعلق پیدا ہوئی "۔ حقیقت یہ ہے کہ رومہ کے اصلی (یا قدیم) باشندون کو اور نئے بسنے والون کو ابھی تک پوری طرح مِل جل کر رہنا نہ آیا تھا اور اُن مین وہ اتحاد اور قومیت کا سچا خیال پیدا نہ ہوا تھا جو ایک مشترکہ حکومت کے لیے ضروری ہے۔ اُن مین ابھی فرقے اور ذات پات کے نامبارک اختلافات موجود تھے اور خواص یعنی ارکان مجلس بھی رقابت اور حسد کے جذبات سے پاک نہ تھے۔ اور ہرچند اس پر سب کا اتفاق تھا کہ ایک حاکم یا بادشاہ بنایا جانا ضروری ہے لیکن یہ بات کہ وہ کون اور کس قوم کا شخص ہو، متنازعہ فیہا تھی۔ کیونکہ وہ لوگ جنھون نے رومیولس کے ساتھ شہر کی بنیاد ڈالی تھی اور اُسے بسایا تھا اور جو پہلے ہی اپنے نئے سبائنی ہم وطنون کو اپنے اپنے حصّے مین سے زرعی اور سکنی زمینین دے چکے تھے، اسے کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ یہ نئے شہری خود اپنے محسن میزبانون پر حکومت چلانے کا حق طلب کرین "۔ ادھر سبائنی لوگون کی حجت یہ تھی کہ جب ہمارا بادشاہ ٹے ٹی اس مرا تھا تو

ہم نے امن پسندی کے ساتھ* اکیلے ردمیولس کی ماتحتی قبول کرلی تھی - لہذا انصافاً اب ہماری قوم کا آدمی بادشاہ منتخب ہونا چاہیے*۔ اس کے علاوہ ساینی رومہ مین آبسے کو ہرگز اپنے کمتر ہونے کی دلیل نہ سمجھتے تھے* ان کے نزدیک شہر کی آبادی بڑھانے مین جو حصہ انھون نے لیا وہ اصلی باشندون سے کچھ کم تھا۔ کیونکہ ان کی شرکت اور آمد کے بغیر رومہ اتنی چھوٹی بستی تھی کہ اسپر شہریت کا اطلاق بھی صحیح نہ تھا*

غرض دونون فریق اپنی اپنی بات پر جمے ہوے تھے لیکن اس نظر سے کہ مبادا کسی حاکم کی عدم موجودگی عام ہل چل یا بے نظمی کا سبب ہو انھون نے باہم یہ قرارداد کرلی کہ ڈیڑھ سو ارکان مجلس مین سے باری باری ہر شخص ایک دن کے لیے بادشاہت یا حاکم اعلیٰ کے فرائض انجام دے اور شاہانہ ماہی مراتب کے ساتھ ۶ گھنٹے دن اور ۶ گھنٹے رات مین مذہبی نذر و نیاز اور سرکاری کاروبار سرانجام کرے - مدعا یہ تھا کہ حکومت کی اس مساوی تقسیم اور ردوبدل سے امرا کی رقابت اور دشمنی کا (نئے بادشاہ کے انتخاب تک) سدباب ہوجاے اور نیز عوام الناس بھی یہ دیکھکر کہ آج جو شخص بادشاہ ہے دوسرے دن اس کی حیثیت معمولی شہری کی رہ جائیگی، حاسدانہ شورش و فساد مشتعل نہ کرسکین*۔ اس قسم کی طرز حکومت کو رومی حکومت منتظرہ (انٹر ریگنم) کہتے ہین*۔ مگر اس معقول اور عارضی طریق حکمرانی کے باوجود امرا لومۃ اللائم سے محفوظ نہ رہ سکے اور بازاری لوگ ان کی نسبت اسی قسم کے شبہات پیدا کرتے رہے کہ گویا وہ حکومت خواص قائم کرنا چاہتے ہین اور بادشاہ کا انتخاب ٹال کر سارے اختیارات باری باری سے اپنے قبضے مین رکھنا چاہتے ہین*۔ آخرکار فریقین نے باہم یہ طے کیا کہ انتخاب کرنے کا حق تو ایک فریق کو دیا جائے اور دوسرے فریق مین سے وہ شخص منتخب کیا جاے - یعنی یا تو رومی امرا اپنے حسب منشا ایک سابینی بادشاہ کو منتخب کرلین اور یا سابینی ارکان کو اختیار ہو کہ رومیون مین سے جس شخص کو چاہین بادشاہ قرار دے دین - اس تدبیر کو باہمی تنازعہ مٹانے کے لیے سب سے بہتر سمجھا گیا اور اس مین یہ بھی مصلحت رکھی گئی کہ جو

شخص دوسرے فریق کی آرا کی بدولت بادشاہ ہوگا وہ اپنے انتخاب کرنے والون کا تو اس لیے لحاظ کریگا کہ انھون نے اُسے بادشاہ بنایا اور دوسرے فریق کا پاس اُسے قدرتی طور پر اس لیے ہوگا کہ وہ خود اُسی کا ایک فرد ہے۔ غرض یہ فیصلہ ہوگیا تو سباینی جماعت نے انتخاب کرنے کا حق قدیم رومیون کو دینا چاہا اور ادھر خود رومیون نے بھی اس بات کو ترجیح دی کہ ایک رومی بادشاہ کے بجاے جسے یہ منصب سباینی گروہ کی عنایت سے حاصل ہو بہتر ہے کہ ہم خود اُن مین سے ایک شخص کو اپنی مرضی کے موافق بادشاہ منتخب کرلین۔ چنانچہ اس قرارداد کے بموجب انھون نے آپس مین مشورہ کیا اور فقط اپنے گروہ کی راے سے نیوما پمپی لیئس کو نامزد کیا جو سباینی قوم کا ایک فرد اور اپنی صفات جمیلہ کی بدولت ایسا مشہور تھا کہ گو وہ شہر رومہ کا رہنے والا نہ تھا لیکن اُس کا نام سنتے ہی سباینی جماعت نے بھی اُسی جوش مسرت کے ساتھ جو اُس کے انتخاب کرنے والے رومیون نے دکھایا تھا، اُسے منظور کرلیا۔

اس انتخاب کا اعلانِ عام ہونے کے بعد فریقین سے چیدہ چیدہ اشخاص مقرر ہوے کہ وہ اُس کے پاس جائین اور عنانِ حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کی درخواست کرین۔ نیوما ایک مشہور سباینی شہر کیورس کا باشندہ تھا اور اسی کی وجہ سے رومی اور سباینی لوگ اپنی مشترکہ قومیت کیورای ٹس کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ نیوما ایک نامی شخص پمپونیئس کا چوتھا اور سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور (اسے ایک اشارۂ غیبی سمجھنا چاہیے کہ) اپریل کی اکیسوین تاریخ کو پیدا ہوا جو رومۃ الکبرے کی بنیاد قائم ہونے کا دن ہے۔ مبدء فیاض سے اُسے ایک ایسی شریف طبیعت ودیعت ہوئی تھی جو شاذ و نادر کسی کو ملتی ہے پھر حکمت کے مطالعے اور مجاہدۂ نفس کی مدد سے اس طبیعت کو ایسا پاک صاف اور اپنے قابو مین رکھا تھا کہ نہ صرف جذبات سافلہ سے بلکہ اُس درشتی اور تند خوئی سے بھی وہ قطعًا مبرا تھا جو کہ بعض اوقات وحشی اقوام مین قابل تعریف اوصاف تصور کیے جاتے ہین۔ لیکن نیوما کی دانست

مین سچی بہادری اس مین تھی کہ آدمی کے جذبات کامل طور پر عقل کے ماتحت رہین۔ عیش اور تن آسانی کو نیوما نے اپنے ہان سے خانہ بدر کر دیا تھا اور اگر لوگون مین وہ ہمقوم اور غیر قوم سب کے لیے ایک صادق حکم اور خالص صلاح کار تھا تو دوسری طرف تنہائی مین اُس کا تمام وقت، کسی دولت پرستی یا لہو ولعب مین گذرنے کے بجاے آسمانی بادشاہون کی عبادت مین گذرتا تھا جن کی ذات اور ربانی قوتون پر وہ از روے عقل غور و تدبر کرتا رہتا تھا۔ اسی نیک نامی کی بدولت شاہ رومیولس کے ساتھی شریک بادشاہت ٹے ٹی اس نے اُسے داماد منتخب کیا اور اپنی اکلوتی بیٹی بیاہ دی تھی لیکن اس واقعے نے کوئی ایسا اثر اس کی طبیعت پر نہ ڈالا تھا کہ وہ از راہ خود نمائی اپنے بلند مرتبہ خُسر کے ہان رومہ جا بسے اور اپنی قوم یا بڈھے باپ کا ساتھ چھوڑ دے۔ اور اُس کی بیوی ٹے ٹیہ نے بھی میکے مین عزت اور تجمل شاہانہ کا لطف اُٹھانے کے بجاے اسی بات کو ترجیح دی تھی کہ اپنے متوسط الحال شوہر کی خاموش زندگی مین اُس کی شریک وغمگسار رہے۔ ٹے ٹیہ کی نسبت مشہور ہے کہ اپنی شادی کے تیرہ برس بعد اس نے وفات پائی اور اُس کے بعد نیوما نے بھی لوگون سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور شہر سے باہر دیہات اور جنگلون مین تنہا رہنے لگا۔ وہ اپنا وقت زیادہ تر ایسے غیر آباد مقامات، کنج اور میدانون مین، بسر کرتا جو دیوتاؤن کے نام سے منتسب اور محترم ہوتے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ دیوی کی کہانی مشہور ہو گئی تھی کہ نیوما اس کا محبوب ہے اور کسی رنج یا اختلاج قلب کے باعث تارک الدنیا نہین ہوا ہے بلکہ درحقیقت وہ مافوق انسانی عشرتون سے ہم کنار ہے اور اجیریا دیوی کے حلقۂ عشق و وصل مین شریک کر لیا گیا ہے کہ جس ربّانی سنجوگ کی بدولت اس کی زندگی ایسی مبارک اور محترم بنی اور اُسے یہ خداداد عقل و دانش عطا ہوئی ہے۔

مگر واضح رہے کہ یہ کہانی اُن قدیم افسانون سے بہت مشابہ ہے جو اہل فرغیہ اٹّیس کے متعلق، اہل بتھنیہ ہیروڈوٹس کے بارے مین، اور اہل ارکیڈیہ انڈی میان کی نسبت

یقین کرتے تھے اور اب تک دہراتے ہین اسی طرح اور بھی ایسی مثالین ہین جن مین خاص خاص آدمیون کا محبوب خداوندی ہونا بیان کیا گیا ہے - اور سچ یہ ہے کہ اگر خدا جو مویشی اور پرندون کا نہین بلکہ انسانون کا چاہنے والا ہے اُن مین آئے یا اہل نکوئی اور پاک و دانش مند روحون کے ساتھ کلمہ و کلام کا تعلق قائم کرنے مین تامل نہ کرے تو ایسے اچنبھے کی بات نہین ہے اگرچہ اس مین شک نہین کہ کسی دیوتا یا جن و پری کا انسانی شکل مین آکر جسمانی تعلقات عشق و مواصلت قائم کرنا، ایسی بات ہے جس پر یقین لانا نہایت دشوار ہے اور عقلاے مصر کی یہ باریک تفریق کہ آسمانی ہستیون کا عورتون کے پیٹ مین بچہ ڈال دینا تو ممکن ہے مگر یہ ممکن نہین کہ کوئی مرد اُن کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کر سکے، کچھ بہت دل کو لگتی ہوئی دلیل نہین ہے - کیونکہ ایک جنس کے ساتھ جو چیز واقع ہوگی ضرور ہے کہ دوسری کے ساتھ بھی ہو اور ایک مشترک عمل کا ہر دو فریق پر لازمی اثر ہونا یقینًا صریحی ہے۔ بااین ہمہ یہ سمجھنا کچھ بیجا نہین ہے کہ دیوتا انسانون کی طرف محبت اور ہمدردی کا میلان رکھتے ہین اور اس کا اظہار نیکون کی حفاظت اور اُن کے نیک ارادون مین امداد غیبی کے ذریعے ہوتا ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ جو فوربس، ہیاکن تھس اور اڈمی ٹس کو اپالو کا محبوب تصوّر کرتے ہین، غلطی مین مبتلا نہین ہین - نہ وہ جن کا خیال ہے کہ ہپولی ٹس سکیانی اسی برگزیدہ زمرے مین داخل تھا - حتے کہ جب کبھی وہ سکیان سے سرہار روانہ ہوتا تو پتھیہ کی نبیّہ یہ شعر پڑھا کرتی تھی جو کہ دیوتا کے لطف و کرم کی بیّن علامت ہے :-

"عزیز اپنا ہپولیٹ پھر نکلتا ہے
اور اپنی جان سمندر پہ لے کے چلتا ہے"

یہ بھی مروی ہے کہ پان دیوتا پنڈار کا اُس کے شعرون کی وجہ سے عاشق ہو گیا تھا ورہسیڈ اور آرکی لوجس مرنے کے بعد ملکات آسمانی کی خاطر خدا کے محبوب اور محترم بندے سمجھے گئے - یہ بھی روایت منقول ہے کہ سفاکلیس (ڈراما نویس) کی زندگی مین اِس کو لاپیس

دیوتا اُس کے ساتھ ساتھ سفر کرتا تھا جس کے کئی ثبوت ابھی تک موجود ہین، اور نیز یہ کہ جب سفاکلیس مرا تو ایک اور دیوتا نے اس کے مراسم تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا۔ اب اگر ان شائون کو سچ مانا جاے تو یہ تسلیم کرنے مین کوئی بھی محال عقلی لازم نہین آتا کہ اس قسم کی خدائی ہستیون سے ذلی وقس، مینوس، زرتشت، لکرگس اور نیوما کو تقرب حاصل تھا کہ یہ سب لوگ بڑی بڑی سلطنتون کے منتظم اور قومون کے شرع و آئین کے باندھنے والے تھے۔ بلکہ درحقیقت یہ ماننا قرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگون کی مجالس اور مشورون مین دیوتا خاص توجہ کے ساتھ شرکت کرتے ہین تاکہ انھین الہامی ہدایت و امداد حاصل ہو۔ برخلاف اس کے شاعرون اور مطربون سے اگر ہوتا ہے تو اُن کا واسطہ محض تفریحی اور ایک رواروی کے عالم مین ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملے مین اختلافات راے کے لیے (بےکی لی ڈس کے الفاظ مین) "راستہ بہت کشادہ ہے"؛ کیونکہ لکرگس اور نیوما وغیرہ شارعین کے بارے مین یہ قول بھی عقل و یقین سے خارج نہین ہے کہ انھون نے سرکش اور ضدی لوگون کو قابو مین رکھنے کے لیے نئے نئے قوانین کے اجرا کے وقت اپنے تئین خاصان خدا مین مشہور کر دیا تھا جو اگرچہ سچ بات نہ تھی پھر بھی بلاشک و شبہ انھین لوگون کے لیے مفید اور ضروری سمجھکر اختیار کی گئی تھی جنھین اُس پر چلانا مقصود تھا۔

رومہ کی بادشاہی پیش کرنے ایلچی اُس کے پاس جس وقت آئے تو اس وقت نیوما کی عمر چالیس برس کی تھی۔ ایلچیون مین افسر اور گفتگو کرنے والے پراکیولس اور ویلی سس تھے۔ اور اوّل اوّل انھی دونون مین سے کسی ایک کی نسبت بادشاہ منتخب ہونے کی امید تھی یعنی رومی پراکیولس کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور سباینی لوگ ویلی سس کو۔ نیوما سے وہ ملے تو یہ سمجھکر کہ ایسا جلیل القدر منصب پیش کرتے وقت زیادہ تقریر یا ترغیب کی ضرورت نہ ہوگی، انھون نے مختصر طور پر اپنا مطلب بیان کر دیا۔ لیکن امید کے خلاف انھین معلوم ہوا کہ ایک ایسے شخص کو جو امن و تنہائی کی زندگی گذار رہا ہے اُس شہر کی حکومت لینے پر آمادہ کرنا

Zaleucus ۵۱

آسان اور بے بحث وحجت ممکن نہین جو کہ ایک طرح جنگ وخون ریزی ہی کی بدولت آباد اور رونق پذیر ہوا تھا؛ چنانچہ نیوما نے اپنے باپ اور ایک رشتہ دار مرسیس کی موجودگی مین رومی الپیون کو یہ جواب دیا کہ آدمی کی طرز زندگی مین ہر قسم کا انقلاب مخدوش سمجھا جاتا ہے اور خصوصًا ایسے شخص کے لیے جو موجودہ حالت پر پوری طرح قانع ہے اور کسی شے کی ضرورت محسوس نہین کرتا اپنی معتاد معاشرت کو بدلنا محض دیوانگی ہے کیونکہ اُس مین کچھ ہی خرابیان کیون نہ ہون یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ اس کے معائب و محاسن سے وہ پوری طرح واقف اور باخبر ہے بہ نسبت اُس نئی معاشرت کے جو ابھی تک غیر معلوم اور بالکل مشتبہ ہے؛ پھر اس حکومت کی دقتین تو ایسی ہین کہ انھین غیر معلوم بھی نہین کہا جاسکتا ۔ کیونکہ اس کا پہلا مالک رومیولس تھا اور وہ اس شبہے سے خالی نہ بچا کہ اُس نے اپنے شریک ٹے ٹی اس کی جان لینے کی سازش کی ۔ اُس کے بعد رومی مجلس ملکی پر بھی اسی قسم کے شکوک وارد ہوے کہ اُس نے غداری سے رومیولس کو قتل کرایا؛ اب اگر دیکھا جاے تو رومیولس کو میرے مقابلے مین ایک بڑا فائدہ یہ حاصل تھا کہ اُس کی پیدایش خرق عادت اور پرورش ایک معجزہ سمجھی جاتی تھی حالانکہ مجھ مین ایسی کوئی خصوصیت نہین معمولی طور پر مین پیدا ہوا اور میری پرورش اور تربیت جن لوگون نے کی انھین بھی تم جانتے ہو ۔ اس کے علاوہ خود وہ طبعی اوصاف جن کی وجہ سے میری تعریفین ہوتی ہین مجھے حکومت کے ناقابل بناتے ہین ۔ یعنی میرا شوق مطالعہ اور عزلت پسندی کہ جو کاروبار سے کوئی توافق نہین رکھتی، میری امن پسندی اور غیر مصافی مشاغل کی طرف میلان، پھر اُن لوگون کی صحبت مین رہنے کا جوش جو عبادت یا دوستانہ گفتگو کے لیے جمع ہون اور جن کی عمر بالعموم کھیت کیار کے کام مین بسر ہوئی ہو ۔ غرض یہ سب عادتین جو کسی طرح مجھ سے نہین اچھوٹ سکتین ایسی ہین کہ اگر مین ایسے شہر کی حکومت قبول کرون جو شاید بادشاہ سے زیادہ ایک فوجی سردار کا محتاج اور ضرورت مند ہے اور پھر وہان جا کر دیوتاؤن کی بندگی اور

آسان اور بے بحث و حجت ممکن نہین جو کہ ایک طرح جنگ و خون ریزی ہی کی بدولت آباد اور رونق پذیر ہوا تھا۔ چنانچہ نیوما نے اپنے باپ اور ایک رشتہ دار مرسیس کی موجودگی مین رومی ایلچیون کو یہ جواب دیا کہ آدمی کی طرز زندگی مین ہر قسم کا انقلاب مخدوش سمجھا جاتا ہے اور خصوصًا ایسے شخص کے لیے جو موجودہ حالت پر پوری طرح قانع ہے اور کسی شے کی ضرورت محسوس نہین کرتا اپنی معتاد معاشرت کو بدلنا محض دیوانگی ہے کیونکہ اُس مین کچھ ہی خرابیان کیون نہ ہون یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ اس کے معائب و محاسن سے وہ پوری طرح واقف اور باخبر ہے بہ نسبت اُس نئی معاشرت کے جو ابھی تک غیر معلوم اور بالکل مشتبہ ہے۔ پھر اس حکومت کی دقتین تو ایسی ہین کہ انھین غیر معلوم بھی نہین کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا پہلا مالک رومیولس تھا اور وہ اس شبہے سے خالی نہ بچا کہ اُس نے اپنے شریک ٹے ٹی اس کی جان لینے کی سازش کی۔ اُس کے بعد رومی مجلس ملکی پر بھی اسی قسم کے شکوک وارد ہوے کہ اُس نے غداری سے رومیولس کو قتل کرایا۔ اب اگر دیکھا جاے تو رومیولس کو میرے مقابلے مین ایک بڑا فائدہ یہ حاصل تھا کہ اُس کی پیدایش خرقِ عادت اور پرورش ایک معجزہ سمجھی جاتی تھی حالانکہ مجھ مین ایسی کوئی خصوصیت نہین معمولی طور پر مین پیدا ہوا اور میری پرورش اور تربیت جن لوگون نے کی انھین بھی تم جانتے ہو۔ اس کے علاوہ خود وہ طبعی اوصاف جن کی وجہ سے میری تعریفین ہوتی ہین مجھے حکومت کے ناقابل بناتے ہین۔ یعنی میرا شوق مطالعہ اور عزلت پسندی کہ جو کاروبار سے کوئی توافق نہین رکھتی، میری امن پسندی اور غیر مصافی مشاغل کی طرف میلان، پھر اُن لوگون کی صحبت مین رہنے کا جوش جو عبادت یا دوستانہ گفتگو کے لیے جمع ہون اور جن کی عمر بالعموم کھیت کیار کے کام مین بسر ہوئی ہو۔ غرض یہ سب عادتین جو کسی طرح مجھ سے نہین چھوٹ سکتین ایسی ہین کہ اگر مین ایسے شہر کی حکومت قبول کرلون جو شاید بادشاہ سے زیادہ ایک فوجی سردار کا محتاج اور ضرورت مند ہے اور پھر وہان جا کر دیوتاؤن کی بندگی اور

جنگ سے نفرت اور انصاف ومحبت کا سبق دینے لگون تو میرا خیال ہے کہ سوا سے
اس کے کہ سب لوگ میرے اوپر ہنسین میری بادشاہت کا کچھ نتیجہ نہ نکلے گا!"
یہ دیکھکر کہ نیوما اُن کی دعوت کو قبول کرنا نہین چاہتا رومی ایلچیون نے اور زیادہ
اصرار کرنا شروع کیا کہ ہمین ایسی حالت مین بے یارومددگار نہ چھوڑ کہ اس کا نتیجہ وہی
پہلی سی خانہ جنگی اور فتنہ وفساد ہوگا کیونکہ اُس کے سوائے کوئی ایسا شخص نہین ہے
جس کو رومہ کے دونون گروہ بہ اتفاق بادشاہ تسلیم کرلین۔ آخر مین اس کے باپ اور
مرسیس نے بھی علیحدہ لے جا کر اُسے بہت کچھ سمجھایا اور ایسی آئی دولت کو جو لوگون کی طرف
سے نہین بلکہ منجانب اللہ کہنی چاہیے قطعی قبول کرلینے کی فہمایش کی۔ انھون نے کہا
ہرچند تم دولت اور روپے کے خواہان نہین کہ جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اُس پر شاکر اور
قانع ہو اور نہ تم کو حکومت سے ناموری حاصل کرنے کا شوق ہے کہ وہ ناموری جو نکوئی کی
بدولت تمھین پہلے سے حاصل ہے یقینًا زیادہ بیش بہا ہے۔ بااین ہمہ تمھین غور کرنا چاہیے کہ
حکومت خود اللہ تعالے کی ایک خدمت گزاری ہے جو اس وقت گویا تمھین طلب کر رہا ہے
کہ آؤ اور اپنے انصاف و دانش کے کرشمے دکھاؤ کہ یہ اوصاف رائگان اور بے کار جانے کے
لیے نہین دیے گئے ہین۔ نظر براین تمھین چاہیے کہ ایسا منصب قبول کرنے سے انکار نہ کرو جو
عقلمند کے واسطے شریفانہ اور بڑے کامون کا میدان ہے اور جس کے ذریعے نہ صرف دیوتاؤن
کی مراسم نذر و نیاز شاندار طریقے پر ادا کی جا سکتی ہین بلکہ لوگون کو بھی صراط مستقیم و پرہیزگاری
پر لا سکتے ہین جو فقط حکومت ہی کا کام ہے۔ حکومت کی وجہ سے ٹے ٹی اس اگرچہ غیر تھا مگر
لوگون مین محبوب تھا اور رومیولس کی مرنے کے بعد بھی دیوتا بنا کے پرستش کی جاتی ہے۔
اور اب یہ بالکل ممکن ہے کہ اس قوم کا دل جنگ وجدال سے سیر ہو چکا ہو اور وہ اپنی پچھلی
فتوح اور غنائم پر قانع ہو کر بالکل آمادہ ہو کہ کوئی امن پسند اور دادگستر بادشاہ انھین امن و
خوشحالی کے بے خار راستے پر ڈال دے۔ لیکن اگر، فرض کیا، وہ جنگ اور خونریزی کے

پیاسے ہین اور اُن کا یہ جذبہ جنون کے درجے تک ترقی کر گیا ہے تو اور کوئی فائدہ نہ سہی یہ فائدہ کیا کم ہے کہ ان کی زمام حکومت ایک ایسے ضابط شخص کے ہاتھ مین ہو جو ان کے جوش کو پوری قوت سے دوسری طرف لگا دے اور نیز تمھاری بدولت یہ نئی اور ترقی پذیر سلطنت ہماری سبائنی قوم کی دوست اور حلیف ہو جائے؟"

کہتے ہین کہ ان دلائل اور فہمائشون کی بعض نیک شگونون سے بھی تائید ہوئی اور ادھر نیوما کے ہم وطنون نے یہ خبر پا کر کہ رومی ایلچی اُسے اپنے ہان کی بادشاہت پیش کرنا چاہتے ہین اس سے بہت التجائین اور اصرار کرنا شروع کیا کہ وہ ضرور اُن کے ساتھ چلا جائے اور رومی اور سبائنی علاقون مین اتحاد اور آشتی کی ایک مبارک بنیاد قائم کر دے۔

آخر نیوما کو اُن کی درخواست ماننی پڑی اور دیوتاؤن کے نام پر قربانیان چڑھا کر وہ رومہ روانہ ہوا جہان ارکان مجلس اور اہل شہر نے کمال شوق کے ساتھ بہت آگے بڑھ آئے تھے راستے مین اس کا استقبال کیا۔ عورتون نے بھی اُس کے خیر مقدم مین نہایت گرمجوشی دکھائی، تمام مندرون مین نذر نیاز کا سامان کیا گیا اور ان سب نے وہ خوشیان منائین کہ گویا بادشاہ کے بجائے انھین کوئی نئی بادشاہت ملی ہے۔ اس دھوم دھام کے ساتھ نیوما ایوان مجلس تک پھونچا اور ویٹی اس نے جو اپنی باری سے اُس آن حاکم منتظر (انٹرریکس) تھا اُس کی بادشاہی کے لیے رسمًا رائین طلب کین اور وہ بالاتفاق بادشاہ تسلیم کیا گیا پھر شاہانہ لباس اور ساز و سامان اس کے روبرو لائے لیکن دیوتاؤن کے مشورہ کرنے سے قبل اُس نے ان کو پہننے سے انکار کیا پس کاہنون اور پروہتون کے ہمراہ پہلے اُسے قلعے کے اوپر لے گئے جو اُن دنون ٹارپیہ کی چٹان (یا پہاڑی) کہلاتا تھا یہان کاہنون کے افسر نے جنوب کی طرف مُنہ پھیر کر اُس کا سر ڈھانک دیا اور خود پیچھے کھڑے ہو کر دایان ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور دعائین مانگ مانگ کے ہر طرف نگاہ دوڑانی شروع کی کہ دیوتاؤن کی خوشنودی کی کوئی علامات ظاہر ہون۔ اس اثنا مین یہ دیکھنا بھی تعجب سے خالی نہ تھا کہ نیچے تمام اہل شہر

کمال خاموشی اور ارادت مندانہ شان سے کھڑے تھے اور ایک بیم ورجا کے عالم مین اُس وقت تک انتظار کرتے رہے کہ کچھ پرند جو مبارک سمجھے جاتے ہین نمودار ہوے اور داہنی طرف سے گذرے۔ تب نیوما نے لباسِ شاہانہ زیب تن کیا اور پہاڑی سے اُتر کر لوگون مین آیا جنھون نے ہاتھون ہاتھ اُسے لیا اور نعرہ ہاے مسرّت بلند کیے کہ وہ دیوتاؤن کا محبوب اور ہمارا دینی بادشاہ ہے ؛

تختِ شاہی پر جلوس کرنے کے بعد نیوما نے پہلا کام یہ کیا کہ تین سو سپاہیون کے اُس دستے کو جو رومیولس نے اپنی حفاظت کے واسطے نوکر رکھے تھے (اور سے لی رس کے نام سے موسوم تھے) موقوف کر دیا اور فرمایا کہ جنھون نے مجھ پہ اعتماد کیا ہے مین اُن کو بے اعتبار نہ سمجھونگا۔ اور نہ مین اُن پر حکومت کرنا گوارا کرونگا جو مجھ پر بھروسہ نہ کرین ؛ دوسرا کام اُس نے یہ کیا کہ رومیولس کے اعزاز مین مریخ اور برجیس کے دو پجاری اور بڑھائے اور فلےمن کیوری نالیس اُن کا نام رکھا ؛ زمانۂ قدیم مین پجاریون کو رومی فلامنس کہتے تھے جو پلامنس کا بگڑا ہوا ہے۔ لفظ آخر ایک خاص قسم کی ٹوپیون کی وجہ سے جنھین پے لی اس کہتے تھے اِن پجاریون کا نام ہو گیا تھا ؛ واضح رہے کہ اُن دنون آجکل کی نسبت کہین زیادہ یونانی الفاظ لاطینی مین ملے ہوے تھے چنانچہ جوبا کا بیان ہے کہ شاہی مجنہ جو لینا کہلاتا ہے یونانی لفظ کلینا کی دوسری صورت ہے اور اسی طرح برجیس کے مندر کا وہ خدمتگار لڑکا جس کے ماں باپ دونون زندہ ہون اور جسے کامی لس کہتے ہین اس نام سے اسی لیے موسوم ہے کہ بعض اہل یونان کے ہان عطارد کے لیے بھی اسی قسم کا نام ہے جس سے دیوتاؤن کے خدمت گزار ہونے کے معنی نکلتے ہین ؛

غرض ان تدبیرون سے نیوما نے جمہور کی محبت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی تو پھر بلا تاخیر وہ رومیون کے درشت اور آہنی مزاج کو جس حد تک ممکن ہو نرم اور معتدل کرنے کی طرف متوجہ ہوا ؛ رومہ کی حالت اُس وقت نہایت خراب تھی اور شہرون پر تپ لرزہ

چڑھنے کا استعارہ جسے افلاطون نے رواج دیا ہے کبھی کسی مقام پر ایسا صادق نہ آتا ہوگا
جیسا کہ اس وقت رومہ کے حال پر صادق آتا تھا۔ اُس کی بنیاد جن لوگوں نے ڈالی
وہ بڑی خونخوار اور بے چین مخلوق تھی اور سر ہتیلی پر لیے قسمت آزمائی کے لیے دور دور سے
یہاں آجمع ہوئی تھی۔ پھر اُن کے شہر کی معاش اور نشو و نما کا انحصار اس پر رہا تھا کہ اپنے
ہمسایوں سے مسلسل لڑائیوں میں مصروف رہیں اور اُن کے علاقوں میں یورشیں کر کے
اپنا گذارہ کریں اور اس طرح نئے نئے خطروں میں پڑ کر نئی طاقت حاصل کریں۔ میخوں کی
مثل، جو موگری کی ضربیں کھا کھا کر اور زیادہ مضبوطی سے زمین میں گڑ جاتی ہیں،، انھیں
حالات کو دیکھکر نیوما نے جان لیا تھا کہ ایسے اکھڑ اور مغرور مزاجوں میں ملائمت پیدا کر کے
امن پر مائل کر دینا کچھ سہل کام نہیں ہے اور اسی خیال سے اُس نے مذہبی پیرائے میں اُنکی
اصلاح کرنی چاہی۔ اور کثرت سے قربانیاں اور دیگر تیوہار ترتیب دیے کہ جن کے رقص و
سرود اور دینی مراسم کا اہتمام اکثر بذات خود کرتا تھا اور ان دیندارانہ مشاغل تفریح کے ذریعے
چاہتا تھا کہ ان کی آتش مزاجی اور جنگ خوئی میں کچھ فرق پڑ جائے۔ اس کے علاوہ
خرق عادت چیزوں سے اُن کے دلوں کو مرعوب اور مخوّف کرنے کے لیے کبھی کبھی مذہبی
تخویف کا پیرایہ اختیار کرتا اور کہتا کہ میں نے نہایت خوفناک آوازیں سنیں اور عجیب و غریب
صورتیں دیکھی ہیں،، نیوما کے اس طریق عمل نے لوگوں کو یقین دلا دیا ہے کہ وہ حکیم فیثاغورث
سے ضرور واقفیت رکھتا تھا۔ کیونکہ پہلے کا فلسفہ اور اس کی حکمت عملی دونوں میں بڑا حصہ
بندے اور معبود کے تعلقات کا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ نیوما کا بیرونی لباس اور عالمانہ حرکات
و سکنات بہت کچھ فیثاغورثی خیالات کی وجہ سے تھے،، اور حکیم موصوف کی نسبت مشہور
ہے کہ اُس نے ایک عقاب کو اشارے پر آنا اور اُڑتے اُڑتے اُس کے سامنے نیچے اُتر آنا
سکھایا تھا۔ یا اولمپی نمایشوں میں جب وہ لوگوں کے مجمعے میں سے گذر رہا تھا تو اُس نے اپنی
ران اُنھیں دکھائی جو طلائی تھی۔ نیز بہت سے عجیب اور معجزہ نما کرشمے اور اُس سے ظاہر ہوئے

کہ جن کی بنا پر ٹائمن فلاسوفی نے اُس پر یون تمسخر اُڑایا ہے کہ

بہت ہے نازمداری کے شغیدون پہ اُسے

بڑے وقار سے کرتا ہے بات بن بن کے،،

اُسی کی طرح نیوما بھی ایک دیوی یا پہاڑ کی پری کی باتین سنایا کرتا تھا (جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین) کہ گویا وہ اُسے چاہتی ہے اور تنہائی مین آکے ملا کرتی ہے۔ اس کا یہ بھی بیان تھا کہ ملکات ربانی سے بھی مجھ کو بارہا ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوا اور انھین کی تعلیم کی بدولت یہ ملہمانہ مرتبہ ملا ہے۔ ان مین سب سے زیادہ جس قوت ملکی کے احترام کی اُس نے رومیون کو نصیحت کی اُس کا نام "ٹےسی ٹا،، یعنی خاموشی تھا اور عجب نہین کہ یہ نام اور خصوصیت فیثاغورثی خاموشی کی تکریم و تقلید ہی مین اُس نے قائم کی ہو۔ بتون کے متعلق بھی اُس کی رائے حکیم موصوف کے اصول کے موافق ہے کیونکہ فیثاغورث کی عقاید مین خدا کی پاک اور نادیدہ ہستی حواس جسمانی سے نہین محسوس کی جا سکتی اور صرف عقل و تدبر سے اس کا ادراک کرنا چاہیے،، اسی عقیدے کے مطابق نیوما نے بتون کا بنانا ممنوع کر دیا تھا اور کسی انسانی یا حیوانی شکل مین خدا کا پیش کیا جانا بالکل ناجائز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک سو ستر کے برس کے عرصے تک رومہ کے مندر اور معابد بتون سے پاک اور خالی تھے اور کوئی کھدی ہوئی مورت یا معمولی تصویر تک (کسی دیوتا کی) وہان نہین نظر آتی تھی۔ وہ لوگ اُس بلند اور سب سے بزرگ ذات کو ایسی ذلیل چیزون سے مشابہت دینا سخت گناہ سمجھتے تھے اور سوائے ذہنی اور روحانی ادراک کے خدا تک رسائی کو ناممکن جانتے تھے،، نیوما کی قربانیان یا نذر و نیاز کا طریقہ بھی فیثاغورثی شعایر سے ملتا جلتا ہے کہ خون بہانے کے بجائے ان کی ادائگی آٹے اور شراب اور دوسری نہایت کم قیمت اشیا کے ذریعے عمل مین آتی تھی،، اسی طرح بعض اور خارجی شہادتین اس امر کے ثبوت مین پیش کی جاتی ہین کہ نیوما کو فیثاغورث سے تعلق قریبی تھا۔ مطائب نویس اپی کارمس

کہ حلقۂ فیثاغورث کا قدیم مصنف ہے اپنی ایک کتاب مین (جو انٹی زکے نام سے منتسب ہے) تحریر کرتا ہے کہ حکیم موصوف کو رومہ کے حقوق شہریت دیے گئے تھے اور یہ کہ نیوما نے اپنے چار بیٹون مین سے ایک کا نام ماہیرقس Mamercus رکھا تھا جو فیثاغورث کے ایک بیٹے کا نام ہے اسی ماہیرقس کی اولاد مین رومی امرا کا خاندان اے میلی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ اُس کے پسندیدہ اور دلکش طرز گفتگو کو دیکھکر بادشاہ نے اسے اے می لیئس کا لقب عطا کیا تھا۔ اس بحث کے متعلق اتنی بات مجھے بھی یاد ہے کہ جب مین رومہ مین تھا تو بہت سے لوگون سے یہ روایت سنی کہ جس وقت رومیون کو الہامی پیغام (یا کہن) کے ذریعے یونانیون کے دو سب سے شجاع اور سب سے دانا آدمیون کے مجسّمے نصب کرنے کی ہدایت ہوئی تو انھون نے دو برنجی بت نصب کرائے جن مین سے ایک القبادیش کا تھا اور دوسرا فیثاغورث کا۔

لیکن اس قسم کے غیر ضروری اور غیر یقینی مباحث مین زیادہ موشگافیان کرنا تضیع اوقات ہے لہذا ہم انھین چھوڑکر اب مذہبی علما کی اس جماعت کی طرف متوجّہ ہوتے ہین جن کی سب سے پہلے نیوما نے ترتیب کی۔ ان کا پہلا سردار وہ خود تھا اور ان کو پون ٹی فیز کہتے تھے۔ یہ نام "پوٹن" بمعنی طاقتور سے مشتق ہے کہ ان علما کو قوت اور حکومت والے دیوتاؤن کی حضوری کا شرف حاصل تھا۔ بعض لوگون کا قول ہے کہ اس سے مراد اُن کا اعتراضات سے مستثنےٰ ہونا ہے یعنی اگر وہ اُن معاملات مین جو اُن کے اختیارات سے باہر تھے دخل دین تو بھی اُن کی گرفت نہین کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس لفظ کی سب سے بے تکی وجہ تسمیہ وہ ہے جو سب سے زیادہ عام ہے یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ "پانز" سے مشتق ہے اور اس لیے پون ٹی فی کے معنی پُل بنانے والا ہوے۔ اور اِس لیے کہ سب سے زیادہ متبرک اور قدیم قربانیان پُل پر ادا کی جاتی تھین اور اس کی نگرانی اور مرمت بھی دیگر مذہبی فرائض کے ساتھ انھین علما کے سپرد ہوتی تھی۔ کہتے ہین کہ یہ پل ایک الہامی ہدایت کے بموجب

تمام وکمال لکڑی کا بنایا گیا تھا اور اس مین کیلیان اور جوڑ وغیرہ سب لکڑی کے تھے اور
اس کو گرانا نہ صرف خلاف قانون بلکہ گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا - بہت دن کے بعد امی لیس
بخشی کے زمانے مین یہ چوبی پل توڑ کر سنگی پل بنوایا گیا - لیکن لطف یہ ہے کہ جو لوگ اوپر
کی روایت بیان کرتے ہین اُنھین اس سے بھی انکار نہین کہ یہ چوبی پل نیوما کے وقت
مین نہین تھا بلکہ شاہ انکس مرسیس نے اسے تکمیل کو پہونچایا اور یہ بادشاہ نیوما کا نواسا تھا۔
ان علما مین پوٹن ٹی فکس میکسی مس یا اسقف اعلےٰ کے سپرد مسائل شرعی
بیان کرنے کی خدمت تھی یعنی مراسم مذہبی کی ادائگی خواہ سرکاری ہون یا غیر سرکاری
اسی کے زیر ہدایت انجام پاتی اور وہ اس بات کو جائز نہ رکھتا تھا کہ شعایر عام کے خلاف
کوئی رسم کی جاے - اس کے علاوہ دعا اور عبادات کے متعلق بھی تمام ضروری مسئلے
بتانا اسی کا فریضہ تھا اور مقدس کنواریون کی نگرانی بھی وہی رکھتا تھا - اس آخر الذکر جماعت
کا بانی بھی نیوما کو قرار دیا جاتا ہے کہ اُسی نے ہمیشہ سلگنے والی آگ کی رسم ڈالی اور ان
کنواریون کو اُس کا نگہبان مقرر کیا شاید یہ سمجھکر کہ پاک اور مصفا شعلون کی محافظ بھی پاک
اور اچھوتی کنواریان ہی ہونی چاہیین - یا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آگ جو جلتی ہے اور
پیدا کچھ نہین کرتی کنوارپنے سے ایک مشابہت رکھتی ہے - یونانی شہرون مین جیسے
ڈیلفی یا ایتھنز یا جہان کہین یہ مقدس آتشکدہ رکھا جاتا ہے وہان اُس کی نگرانی کنواریون
کے بجاے ایسی بیوہ عورتون کے سپرد کی جاتی ہے جو شادی کے قابل نہ رہی ہون -
اور اگر کسی حادثے سے یہ آگ کبھی بجھ جاے (جیسے ارسٹی ان کے عہد مطلق العنانی مین
ایتھنز کا مقدس چراغ گل ہو گیا تھا یا ایرانی اور پھر متھرے دیتیش کے حملے کے زمانے مین
ڈیلفی کے مندر کو جب غنیم نے جلا ڈالا تو اُس وقت نہ صرف وہان کا آتش کدہ سرد ہو گیا بلکہ
قربان گاہ بھی ٹوٹی اور اس بلاے آسمانی کے گذر جانے کے بعد دوبارہ آگ روشن کرنے کی
ضرورت پڑی) تو ایسے موقعون پر یہ سمجھکر کہ معمولی آگ یا شعلون سے اُس کو زندہ کرنا اُس

مقدس آگ کی اہانت کرنا ہے اُسے صرف سورج کی پاک اور منور کرنون سے جلایا جاتا جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک محدّب شیشہ لیکر مربّع متساوی الاضلاح مثلث کو پھرا کر دائرہ بنا لیتے ہین اور اُس کے محیط سے جو خطوط مرکز پر جمع ہوتے ہین وہ سورج کے سامنے لانے سے کرنون کو وسطی نقطے پر مرتکز کر لیتے ہین جن کی اجتماعی حرارت ہوا کو لطیف کر کے ہر آتش پذیر ہلکے اور خشک مادّے کو فوراً جلا دیتی ہے کیونکہ یہ کرنین اب آگ کے برابر قوت اور حرارت حاصل کر لیتی ہین ؛؛ بہر حال بعض لوگون کا خیال ہے کہ یہ رومی مُرلیان صرف اسی آتشکدے کی حفاظت اور قیام کے لیے مقرر تھین - لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ بعض مذہبی اسرار بھی انھین معلوم تھے جو اپنی جماعت کے سوا وہ کسی کو نہ بتاتی تھین اور جن کے متعلق تمام وہ باتین جو پوچھنی اور بتائی جایز ہین ہم نے کامی لس کی سوانح عمری مین تحریر کر دی ہین ؛؛ یہ بھی مرقوم ہے کہ وہ مقدس کنواریان جنھین سب سے اوّل اس خدمت پر نیوما نے مامور کیا گیگے نیا اور وارے نیا تھین اور اُن کی جانشین کانولیا اور تاربیہ ہوئین - کچھ دن بعد سرویس نے اس تعداد مین دو کا اضافہ کر دیا تھا اور یہ چار کی تعداد اس زمانے تک برقرار ہے ؛؛

ان مرلیون کے لیے نیوما نے جو ضوابط بنائے وہ یہ تھے کہ سب سے پہلے وہ تیس برس تک کنواری رہنے کی قسم کھائین - اس مدت مین سے دس برس وہ اپنے فرایض کی تعلیم حاصل کرتی تھین اور دس برس ان کو عملاً انجام دیتین اور باقی کے دس دوسرون کی تعلیم اور تربیت کرنے مین صرف ہوتے تھے ؛؛ اس طرح مقررہ مدت پوری کر چکنے کے بعد جائز تھا کہ وہ اپنی مقدس خدمت سے دست بردار ہو جائین اور شادی کر کے جو مشغلۂ زندگی مناسب سمجھین اختیار کر لین ؛ لیکن مشہور ہے کہ اس اجازت سے بہت کم فائدہ اُٹھایا جاتا تھا اور اگر کسی نے شادی بیاہ بھی کر لیا تو لوگون کا مشاہدہ تھا کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوا بلکہ ہمیشہ افسردگی اور پشیمانیان انھین نصیب ہوئین ؛ اسی قسم کے مذہبی خدشے اور احتیاطین تھین

کہ جن کے وہم سے زیادہ تر یہ عورتین آخر دم تک تجرّد کی سختی سے پابند رہتی تھین ؛
لیکن اس ایثار کے معاوضے مین اُنھین بعض خصوصیتین اور معقول رعایتین بھی حاصل تھین۔ مثلاً وہ اپنے باپ کی زندگی مین وصیت نامہ تحریر کرسکتی تھین یا اپنے معاملات کا بغیر کسی ولی سرپرست کے خود انتظام کرتی تھین اور یہ وہ رعایت ہے جو تین بچے والی عورتون کے سوا کسی عورت کو نہ دی جاتی تھی۔ پھر جب یہ عورتین باہر نکلتین تو اُن کے جلو مین علم بردار اور برقنداز وغیرہ ہوتے تھے اور اگر ایسی ہواخوری کی حالت مین کسی کشتنی مجرم کا سامنا ہوجاتا تو یہ قسم کھانے پر کہ وہ عمداً اور خاص اس مقصد سے اُدھر نہین آئین، اُس کی جان بچ جاتی تھی ؛ جس تام جھام یا کرسی پر سوار ہوکے وہ نکلتین اُس سے اگر کوئی زبردستی ہاتھ لگاتا تو سزاے قتل کا مستوجب قرار پاتا تھا ؛ لیکن خود ان کنواریون کو معمولی خطاؤن پر سواے اسقف اعلیٰ کے کوئی سزا نہ دے سکتا تھا جو خاطیہ کے کپڑے اُتروا کے تاریک مقام مین اور بیچ مین پردہ ڈال کر اپنے ہاتھ سے تازیانے لگاتا تھا۔ لیکن وہ عورت جو اپنی قسم توڑ دے زندہ گاڑ دی جاتی تھی اور اس مقام کو جو ایک ٹیلے کی صورت مین کالی نا دروازے کے قریب واقع ہے لاطینی زبان مین اگر کہتے تھے اسی ٹیلے کے نیچے ایک کمرہ بنا ہوا ہے جس مین سیڑھی کے ذریعے داخل ہوتے ہین۔ کمرے مین ایک بچھونا بچھا کے چراغ اور کچھ کھانے پینے کی چیزین، روٹی، پانی، دودھ اور تیل رکھدی جاتین تاکہ وہ جسم جو دین کی مقدس ترین خدمت کے لیے وقف اور ایسا محترم تھا، نہ کہا جائے کہ غذا کی نامیسری سے ہلاک ہوگیا۔ خود مجرمہ کو پہلے ڈولی مین بٹھاتے اور ہر طرف سے پردے لپیٹ کر ڈوریان باندھ دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ بولے تو آواز باہر نہ نکل سکے۔ پھر اُسے چوک مین لاتے اور اس وقت مین بھی لوگ ادب سے اُس کو راستہ دیتے اور جو ساتھ ہو لیتے وہ رنج و ماتم کی تصویر بنے بالکل خاموش پیچھے پیچھے آتے تھے اور حقیقت مین اس سے زیادہ روح فرسا نظارہ کیا ہوسکتا تھا کہ ایک جاندار کو زندہ درگور کیا جا رہا ہے اور کوئی دن ایسا

نہ تھا جو شہر میں اس سے زیادہ رنج اور اُداسی کی کیفیت طاری نظر آئے ؎

جب ڈولی مقام سزا پر پہونچتی تو اُس کی ڈوریاں کاٹ دی جاتیں اور بڑا پجاری آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کے اپنی نسبت کچھ دعائیں مانگتا پھر مجرمہ کو جو ابھی تک کپڑے میں لپٹی ہوئی ہوتی باہر نکال کے سیڑھی پر کھڑا کر دیتا تھا اور باقی پجاریوں سمیت اپنا مُنہ اُدھر سے موڑ لیتا۔ پھر مجرمہ کے اُتر کے حجرے میں داخل ہو جانے کے بعد سیڑھی اُٹھالی جاتی اور حجرے کے مُنہ پر مٹی ڈال کر اس طرح اُسے بند کر دیتے تھے کہ اس کی جگہ شناخت نہ کی جا سکے ؎ بس یہ وہ سزا ہے جو قسم دوشیزگی توڑنے والیوں کو دیجاتی تھی ؎

یہ بھی مشہور ہے کہ نیوما نے وسٹا کا مندر تعمیر کیا تھا جو مقدس آگ کے رکھے جانے کے لیے مدور شکل کا تھا۔ اور اس شکل سے کچھ زمین کا گول ہونا دکھانا مقصود نہ تھا بلکہ یہ گویا عام کائنات کا ایک خاکہ تھا جس کے وسط میں فیثاغورثی گروہ عنصر آتش کا مقام قرار دیتا ہے اور اسی عنصر کو ویسٹا اور وحدت کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہ گروہ زمین کو ساکن نہیں مانتا اور نہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ ساری کائنات کے بیچ میں واقع ہے بلکہ اُس کے نزدیک زمین برابر مقام آتش کے گرد ایک مستدیر حرکت کر رہی ہے اور عناصر اولیہ میں شامل نہیں ہے ؎ لوگوں کا خیال ہے کہ اس رائے میں حکیم افلاطون بھی فیثاغورثیوں کا آخر زمانے میں مؤید ہو گیا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ زمین فضائے محیط میں ایک طرف کو بچی ہوئی ہے اور مرکزی اور اصلی مقام کسی اور اشرف و افضل جسم کے لیے مخصوص ہے ؎

مذہبی علما کا ایک کام تجہیز و تدفین کے قومی شعایر بتانا بھی تھا۔ نیوما نے اُن کے دلنشین کر دیا تھا کہ اس خدمت کو بُرا یا ناپاک نہ سمجھیں بلکہ زمینی دیوتاؤں کی خدمت گزاری تصور کریں کہ ہماری زندگی کا بہتر حصہ انھیں کے ہاتھوں میں جاتا ہے ؎۔ ان تمام مراسم تدفین کی صدر نشین لبی ٹی نا دیوی تھی اور اس لیے اُس کی پرستش کرنا زیادہ ضروری تھا معلوم نہیں اس سے اُن کی مراد پراسرپینا[لہ] دیوی ہے یا (جیسا کہ بڑے بڑے رومی

لہ قدیم یونانیوں میں یہ دیوی زمین کی اور مردوں کی مالکہ سمجھی جاتی تھی۔ ۱۱

عالمون کا خیال ہے) زہرہ دیوی۔ اور اس نظر سے کہ آدمی کی پیدایش اور خاتمہ ایک ہی قوت کے ماتحت مانا جاے زہرہ ہی زیادہ موزون ہے ؛

سوگ کے متعلق بھی مرنے والون کی عمرون کے لحاظ سے نیوما نے ضابطے باندھے ہین۔ چنانچہ تین برس تک کے بچے کا کوئی سوگ نہین رکھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ تین سال سے دس سال تک ہر سال کے لیے ایک مہینہ سوگ کا مقرّر تھا اور زیادہ سے زیادہ مدت دس مہینے کی تھی اور جن عورتون کے شوہر مرجاتے وہ اس عرصے تک برابر بیوگی کا سوگ رکھتی تھین۔ لیکن اس عدّت سے پہلے کوئی شادی کرنا چاہے تو نیوما کے قوانین کے بموجب اُسے ایک گیابھن گائے کی قربانی کرنی ہوتی تھی ؛

مذہبی علما کی چند اور جماعتین بھی نیوما ہی نے بنائی تھین، جن مین سے سالئی اور فک یالی، دو کا مین ذکر کرون گا کہ اُن کے فرائض سے نیوما کی بلند خیالی اور زہد کا بہترین ثبوت مل سکتا ہے ؛ فک یال یا اُمن کے محافظ، معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوے کہ ان کا کام مشورے اور گفتگو سے تنازعات کا فیصلہ کرنا تھا۔ اور جب تک یہ جماعت مصالحت سے ناامیدی نہ ظاہر کردے ہتیار اُٹھانا ممنوع تھا۔ اور اس قسم کے فیصلے کو جس مین زور و زبردستی کے بجاے صرف گفتگو سے مصالحت ہوجائے اہل یونان بھی اُمن ہی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ؛ غرض جس وقت رومیون کو کسی سے شکایت پیدا ہوتی یا نقصان پہونچتا تو وہ فکیالون کو بطور نقیب اُس کے پاس بھیجتے اور اطمینان چاہتے تھے۔ لیکن اس مین کامیابی نہ ہوتی تو دیوتاؤن کو اپنا گواہ بنا کے اور اس دعا کے ساتھ کہ اگر ہم حق پر نہ ہون تو ہم پر اور ہمارے ملک پر اس کا وبال پڑے، وہ جنگ کا اعلان کردیتے تھے ان علما کی رضامندی اور راے کے خلاف سپاہی یا بادشاہ کسی کو لڑائی لڑنا جایز نہ تھا اور جب یہی لوگ اپنے تئین برسرحق بتا کے سپہ سالار کو اپنے فیصلے سے اطلاع دیدیتے تو اُس وقت وہ جنگ کا فکر و انتظام شروع کرتا تھا ؛ رومیون کا عقیدہ ہے کہ اسی مذہبی دستور کی خلاف ورزی

کرنے کے باعث انھین غالویون کے ہاتھون ہلاکت وتباہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیونکہ جس
وقت ان ملیچھون نے کلوسیم کو محصور کر رکھا تھا تو محصورین کی وکالت کرنے فیبیس
کو رومہ سے سفیر بنا کے بھیجا گیا لیکن جب اُس کی درخواست کو جواب ترش کے ساتھ
مسترد کر دیا گیا تو فیبیس نے یہ فیصلہ کیا کہ اب سفارت کی حیثیت ختم ہو گئی۔ اور محصورین
کے ساتھ مل کر جوشِ تہور مین غالویون کے مقابلے کو نکلا اور اُن کے ایک بڑے بہادر سردار
سے مبارزت کی۔ اس مین خوش نصیبی سے فیبیس کو غلبہ ہوا اور اپنے حریف کو قتل کر کے
اُس نے مقتول کے سلیح ویراق پر قبضہ کر لیا لیکن غالوی اس کو پہچان گئے اور اس کی شکایت
اہل رومہ سے کی کہ قانون اقوام کے خلاف انھین کے ایک شہری نے امن کو توڑا ہے؛
جس وقت مجلس ملکی مین اس معاملے پر بحث ہوئی تو فلیکالون کی راے تھی کہ فیبیس کو
غالون کے حوالے کر دینا چاہیے۔ لیکن وہ ان کا فیصلہ سُن کر بھاگا اور عوام الناس سے پناہ
چاہی جن کی امداد سے وہ سزا پانے سے بچ گیا۔ تب غالون کے لشکر نے رومہ پر حملہ کیا اور
شہر پناہ کو فتح کر کے سارے شہر کو تاراج کر دیا؛ لیکن اس واقعے کو ہم نے کامی لس کی سوانح عمری
مین پورے شرح وبسط کے ساتھ تحریر کر دیا ہے؛

دوسرے گروہ سالئی کی اصل حسب ذیل ہے: نیوما کی بادشاہی کے آٹھوین برس
ایک خوفناک وبا نے جو سارے ملک اطالیہ مین پھیل گئی تھی رومہ کو بھی سخت نقصان پہونچایا
اور اس وقت کہ تمام اہل شہر نہایت مجبور اور ہراسان ہو رہے تھے مشہور ہے کہ پیتل کی ایک
ڈھال آسمان سے نیوما کے ہاتھون مین گری اور اُس نے اُس کی شان نزول یہ بیان کی
کہ اجیریا اور دیگر ملکات ربانی نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اس ڈھال کو خدا نے ردّ وبا اور
شہر کی مامونی کے واسطے بھیجا ہے؛ پھر اُس نے بیان کیا کہ مجھے اول تو اسی پیمانے اور طرز کی
گیارہ ڈھالین بنوانے کا حکم ہوا ہے تاکہ اصلی ڈھال کو کوئی شناخت نہ کر سکے اور وہ چوری
نہ جائے اور دوسرے اُس مقام اور کھیتون کو ملکات کے نام وقف کر دیا جاے کہ جہان وہ

اکثر اُس سے آکر ملتی ہین - نیز اسی مقام کے چشمے کو اُس نے اور گھرا کر دیا کہ دوشیزگان آتش کدہ اس متبرک پانی مین اپنی مخفی اور مقدس چیزین دھوئین اور صاف کر لیا کرین غرض کہتے ہین کہ جب ان تمام ہدایات پر عمل ہوا تو نیوما کے قول کی پوری تصدیق ہو گئی اور وبا کا زور فوراً ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد نیوما نے وہ ڈھال شہر کے باکمال صناعون کو دکھائی اور اُن سے ویسی ہی گیارہ اور بنانے کی فرمایش کی۔ سب اس کام کے کرنے سے عاجز آگئے تھے مگر ایک صاحب کمال کاریگر مموریئس ویٹوریئس کی رسائی دماغ نے اس مشکل کام کو آسان کر دیا اور وہ اس قدر مشابہ ڈھالین بنا کے لایا کہ خود نیوما اصل اور نقل مین تمیز نہ کر سکا۔ تب پجاریون کے ایک خاص گروہ کی تحویل مین یہ ڈھالین سونپ دی گئین جنھین سالیؔ کہتے ہین - اس کے بارے مین بعض لوگون نے یہ افسانہ بنایا ہے کہ فن رقص کا کوئی استاد سالئیس گذرا ہے جس کی پیدایش ساموتھریس یا مان ٹینیہ کے علاقے کی تھی اور اُس نے ان پجاریون کو ہتیارون کا ایک خاص ناچ ناچنا سکھایا تھا لہذا اُسی کے نام پر وہ جماعت سالئی کے نام سے موسوم ہوئی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اُن کا نام خود اس ناچ کی وجہ سے سالئی ہوا ہے اور اس کی تقریب یہ ہوتی ہے کہ مارچ کے مہینے مین یہ لوگ اُن مقدس ڈھالون کا جلوس شہر مین نکالتے ہین - اُن کا لباس اونچے دامنون کا ایک قرمزی کوٹ ہوتا ہے جس پر پیتل کی بڑی پیٹیان باندھ لیتے ہین - اُن کے سرون پر برنجی خود اور ہاتھون مین چھوٹے چھوٹے خنجر ہوتے ہین جنھین تھوڑی تھوڑی دیر مین وہ ڈھالون سے ٹکراتے چلتے ہین - لیکن اصل چیز اُن کا ناچ ہے جسے سب مل کر بڑی خوبی سے ناچتے ہین اور اپنی تیز جلت پھرت اور چکرون مین نئی نئی شکلین کاٹ کر اپنی طاقت اور سبک پائی کا ثبوت دیتے ہین۔ ان مقدس ڈھالون کا نام انسی لیا ہے کیونکہ معمولی ڈھالون کی طرح اُن کا محیط گول نہین ہوتا بلکہ دندانے دار ہوتا ہے اور ہر کٹاؤ کے اوپر کا سرا گول اور نیچے کا سرا جو بتدریج چوڑا ہوتا جاتا ہے دوسرے کٹاؤ سے جا ملتا ہے اور اس طرح اُس کی شکل ایک کیکڑی دار محیط کی سی بن جاتی ہے

جیسے یونانی میں ان سی لال کہتے ہیں ۔ یا اس کی وجہ تسمیہ ان سن یعنی ابر ہو سکتی ہے کہ جلوس میں یہ مقدس ڈھالیں ابر ہی پر لیکر چلتے تھے ۔ یہ جوبا کے اقوال ہیں جو لفظ مذکور کو یونانی الاصل ثابت کرنے کا مشتاق ہے ۔ مگر ان کے علاوہ اور بھی کئی یونانی مادے اس غرض کے لیے پیش کیے جا سکتے ہیں (جنھیں ہم نے چھوڑ دیا) ۔ اس جلوس میں ڈھالیں بنانے والے صنّاع ممورئیس کو بھی فراموش نہیں کیا جاتا اور وہ گیت جو سالیئی اپنے سپاہیانہ رقص میں گاتے ہیں اس کے بعض شعروں میں اُس کا نام بھی آتا ہے اگرچہ بعض اشخاص نے یہ تاویل کی ہے کہ وہ اُس کے ذکر میں "وٹوریم موری ام" نہیں کہتے بلکہ "وٹریم موریم" کہتے ہیں جو "یادِ ایامِ قدیم" کے مرادف ہے ۔

ان علماے مذہب کی اس ترتیب و تنظیم کے بعد نیوما نے وسٹا کے مندر کے پاس وہ عمارت بنائی جو اب تک رگیہ یا قصر شاہی کے نام سے موسوم ہے ۔ اپنا وقت وہ زیادہ تر اسی جگہ بیٹھکر گذارتا تھا اور یہیں خدا کی عبادت اور علما کو ضروری ہدایتیں اور مذہبی مسائل پر بحث مباحثہ کیا کرتا تھا ۔ کیوری نالیس پہاڑی پر اُس کا ایک اور مکان واقع تھا جس کا موقع اب تک لوگ دکھایا کرتے ہیں ۔ نیوما کے عہد میں دستور تھا کہ مراسم نماز یا جلوس عام کے وقت نقیب پہلے سے پکار پکار کے لوگوں کو اس کی اطلاع دے دیتے تھے تاکہ لوگ اپنے اپنے کام چھوڑ کر اطمینان سے اس میں شرکت کر سکیں ۔ اسی قسم کا ایک طریقہ فیثاغورثیوں سے منسوب ہے کہ اُن کے ہاں لوگوں کا راہ چلتے میں شریک نماز ہو جانا یا عبادت کرنا ممنوع تھا اور وہ چاہتے تھے کہ آدمی خاص اس فریضے کی ادائگی کا ارادہ کرکے گھر سے روانہ ہو ۔ اسی طرح نیوما کی بھی خواہش تھی کہ اُس کے شہری مذہبی فرایض کے دیکھنے یا سننے میں بے توجہی یا سرسری طور سے شریک نہ ہوں بلکہ تمام مشاغل کو چھوڑ کر کمال حضور قلب کے ساتھ عبادت گذاری کریں اور مذہب کو ایک بہت اہم کام سمجھیں ۔ اور یہ کہ ایسے اوقات میں شہر کے تمام گلی کوچے نماز کے واسطے خالی نظر آئیں اور وہ شور و غل جو ہمیشہ وردن کے کاروبار سے پیدا ہو جاتا ہے

قطعی طور پر بند ہو جائے "۔ اس رواج کے بعض بعض نشان اب تک شہر روما مین باقی ہین اور جس وقت فصل فال دیکھتے یا قربانیان شروع کرتے ہین تو پکار کے لوگون سے دو ہوک ایگے "، یعنی ادھر توجہ کرو، کہتے ہین جس کے بعد تمام حاضرین خاموش اور اس طرف متوجہ ہو جاتے ہین ۔ اسی طرح نیوما کے دیگر رواج داد و شعائر بھی فیثاغورثی اصولون سے کچھ مشابہت رکھتے ہین ۔ مثلاً فیثاغورث کہتے ہین "دیکھو آگ کو تلوار سے مشتعل نہ کریگا! جب تو سفر کو جائے تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھے! اور آسمانی دیوتاؤن کی قربانیان کرے تو ان کی تعداد طاق ہو اور زمینی دیوتاؤن کی قربانیون کے لیے جفت "! حالانکہ یہ ایسی باتین ہین جو عام طور پر سمجھ مین نہین آتین اور نہ وہ لوگ ہی علانیہ ان کے فائدے سمجھاتے ہین ۔ اسی طرح نیوما کی بھی بعض ہدایتین ایسی ہین جو بظاہر کوئی معنی نہین رکھتین :۔

"اور تو شراب انگوری سے نا دیدہ نہ کریگا جب تک کہ انگور (کی بیل) چھانٹی نہ گئی ہو! کھانا کھائے بغیر کوئی قربانی کی رسم ادا نہ کی جائیگی ؛ دیوتاؤن کی پرستش کے لیے تم سلام پھیرو ۔ اور عبادت کے بعد بیٹھے رہو "!

اب پہلی دو باتون سے تو زمینداری اور کاشتکاری کا جزو مذہب ہونا مترشح ہوتا ہے اور چارون طرف سلام پھیرنے سے کہتے ہین کہ زمین کی مستدیر حرکت کا اشارہ نکلتا ہے ۔ لیکن میری دانست مین اس سے سورج کا احترام مقصود ہے ۔ یعنی جب عبادت گزار مندر مین جو شرق رویہ ہوتا ہے داخل ہو گا تو ہمیشہ اس کی پشت نکلتے ہوے سورج کی طرف رہیگی ۔ پس سلام پھیر کر اُدھر منہ کرنے سے یہ مطلب ہے کہ معبد مین نماز گزاری کے ساتھ ہی سورج دیوتا کی رسم تقدیس بھی ادا ہو جائے ! لیکن اس کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ مصری پہیّون کی طرح اس رخ بدلنے مین کوئی اور گہرے معنی پوشیدہ ہون اور گردش ایّام یا انسانی معاملات کی ناپائداری کا اشارہ اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہو کہ خدا جو تبدیلی ہماری حالت مین پیدا کردیگا ہم اس پر شاکر رہین گے اور اُسی کو درست اور بہتر سمجھین گے ! عبادت کے بعد بیٹھنے کا منشا

بھی لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ اُن کی نمازین قبول ہوئین اور جو خیر و برکت کی دعائین انھون نے مانگی تھین اُن کے مستجاب ہونے کا گویا یہ ایک نیک شگون تھا؛ نیز جس طرح ہر کام کے بعد ایک وقفے کی ضرورت ہے اسی طرح نماز کے بعد اُن کے نزدیک تھوڑی دیر ٹھیرا رہنا مناسب تھا کہ خدا انھین اب کسی اور کام شروع کرنے کی توفیق عنایت کرے؛ علاوہ ازین امراوّل کی بھی اس مین تائید ہوتی ہے یعنی مقنن کا یہ منشا پورا ہو جاتا ہے کہ ہم اطمینان اور خاص توجہ کے ساتھ عبادت مین مصروف ہون اور ہمین اور کامون کی جلدی یا گھبراہٹ نہ ہو بلکہ پوری فرصت اور انہماک سے نماز کی عادت پڑ جائے؛ یہی وہ ضابطے اور مذہبی تربیت تھی جس نے رومیون کو اندر ہی اندر سچا طاعت گذار بنا دیا اور نیوما کی بزرگی اور تقدس کا وہ رُعب اُن کے دلون پر بیٹھا کہ جو بات وہ کہتا اُس پر بلا چون وچرا سچائی کے ساتھ ایمان لے آتے تھے۔ اور کوئی معجزہ یا خرق عادت شے ایسی نہ تھی جس کا وہ نیوما سے ہو سکنا غیر ممکن جانتے ہون؛

اُس کی نسبت یہ کہانی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے بہت سے شہریون کی ضیافت کی جس مین نہایت معمولی کھانا سیدھی سادی اور ادنے درجے کی رکابیون مین چنا ہوا تھا مہمانون کے دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد نیوما نے اُن سے کہا کہ اس وقت وہ دیوی جو میری صلاح کار ہے اسی مقام پر میرے پاس آئی ہے؛ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک کمرے کا ساز و سامان بدل گیا اور میزون پر اچھے سے اچھا گوشت اور قیمتی سے قیمتی ساغر آگئے اور اُسی ضیافت مین ایک شاہانہ شان و شوکت پیدا ہوگئی؛ لیکن جوپیٹر دیوتا سے اُس کی جو گفتگو ہوئی بیان کی جاتی ہے وہ اس سے بھی عجیب ہے اور جتنے افسانے اب تک گڑھے گئے ہین اُن سب پر فوق رکھتی ہے؛ بیان کرتے ہین کہ ایونٹاین کی پہاڑی کے آباد ہونے اور شہر کی چار دیواری مین لیے جانے سے قبل وہان کے چشمے اور سائے دار جنگلون مین دو دیوتا پھرا کرتے تھے اور اُن کا نام پی کس اور فانس تھا؛ یہ وہی بات ہے جو یونانیون مین دو ساتر

یا نفوں کے بارے میں مشہور تھی اور وہ بھی بالکل انھیں جیسے تعبدے جادو یا دواؤں کے زور سے کرو انڈیا پر دکھاتے پھرتے تھے اور صرف ملک دوسرا ہونے کا فرق تھا) نیوما نے ایک دن ان نیم دیوتاؤں کو دھوکا دینا چاہا اور جن چشموں سے وہ پانی پیتے تھے اُن میں شہد اور شراب ملا دی جب وہ ۲ جال میں آ گئے تو انھوں نے اپنی شکلیں بدلنی شروع کیں اور طرح طرح کی خوفناک صورتوں میں اُس کے سامنے نمودار ہوئے لیکن یہ دیکھکر کہ اب وہ پوری طرح اُس کے جال میں پھنس گئے اور اس سے رستگاری ممکن نہیں، انھوں نے نیوما کو بہت سی غیب کی باتیں بتا دیں اور سب سے بڑھکر ایک عمل کڑک چمک کو قابو میں لانے کا تعلیم کیا جواب تک سر کے بال، پیاز اور مچھلیوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ انھوں نے عمل نہیں بتایا تھا بلکہ جادو سے خود جوپٹر (برجیس) دیوتا کو آسمان پر سے نیچے کھینچ بلایا تھا جس نے نہایت غضبناکی کے ساتھ سوالات کے جواب دیے اور نیوما سے کہا کہ اگر تم رعد و برق کو تابع کرنا چاہتے ہو تو اُس کے عمل میں سروں کی ضرورت پڑیگی،، نیوما نے تجاہل عارفانہ سے پوچھا " کیسے سروں کی ؟ کیا پیاز کے ؟ دگٹھوں کی)" دیوتا نے جواب دیا " نہیں،، آدمی کے " لیکن نیوما نے اس سقا کی کا پہلو بدلنے کے لیے کہا " آپ کا مطلب آدمی کے سروں کے بالوں سے ہے ،، جوپٹر نے کہا " نہیں زندہ ——،، مگر نیوما نے بات کاٹ کے جلدی سے کہدیا " ہاں زندہ مچھلیوں کے " یہ جواب سنکر جو اجیریا کے پڑھائے ہوئے تھے جوپٹر کا غصہ فرو ہو گیا اور وہ " ای لیوس " یعنی پر مسند آسمان کو لوٹ گیا۔ اور اسی یونانی لفظ کی وجہ سے اس واقعے کی یادگار میں وہ مقام "تعبیر ہجیہ ای ملی سیم" کہلانے لگا۔

یہ افسانے خواہ کسی قدر ہنسی کے لائق ہوں اُن سے اُس وقت کے اعتقادات کا ضرور پتہ چلتا ہے اور وہ مذہبی خیالات معلوم ہوتے ہیں جو لوگوں کی عادتوں میں جڑ پکڑ گئے تھے۔ اور خود نیوما کو جس درجے مذہبی معاملات میں شغف تھا اُس کا کچھ اندازہ اس روایت

سے ہوگا کہ ایک مرتبہ جب اُسے کسی نے اطلاع دی کہ غنیم قریب آتا جاتا ہے" تو اُس نے
مسکرا کے جواب دیا "اور میں اِس وقت قربانیاں کر رہا ہوں"۔ اسی تدین نے اُس سے
دو مندر تعمیر کرائے تھے جو ایمان اور منتہا کے ناموں سے موسوم ہوے۔ اور اُسی نے
رومیوں کو سکھایا کہ ایمان کی قسم دنیا میں سب سے متبرک قسم ہے جیسے وہ اب تک مانتے
ہیں۔ باقی رہا منتہا یا حدوں کا دیوتا تو اس کے نام کی بھی اب تک قربانیاں وثغور ملکی
یا سنگہائے سرحد پر چڑھائی جاتی رہیں۔ اگرچہ پہلے وہ محض نذر و نیاز کی صورت میں ہوتی
تھیں اور اب زندہ جانور ذبح کیے جاتے ہیں جو کہ نیوما کے خلاف منشا بات ہے۔ کیونکہ
اُس کے نزدیک یہ آخر الذکر دیوتا سرحدوں کا محافظ اور اس لیے اقوام کو اپنی اپنی جگہ قائم
اور امن سے رکھنے کا ذمہ دار تھا۔ پس اُس کی فاتحہ میں قتل و خون کا کوئی لگاؤ نہ ہونا چاہیے
تھا۔ نیوما کے ان حالات سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہی پہلا بادشاہ
ہے جس نے رومی علاقے کی حد بندی کی۔ ورنہ رومیولس ایسا کرتا تو خود اُس کی وہ
زیادہ ستانیاں ظاہر ہو جاتیں جو اپنے ہمسایوں کی زمینیں چھین چھین کر اُس نے کی تھیں
کیونکہ حدود کا تعین اُن لوگوں کے مفید ہو سکتا ہے جو اُن پر قائم رہنا چاہیں۔ لیکن جس کا
منشا ان حدود سے بڑھنا ہو اُس کے واسطے یہ تعین اُلٹا مضر اور گویا اُس کی خیانت پر
ایک شہادت کا اضافہ کرتا ہے۔ درحقیقت ابتدا میں جو زمینیں رومیوں کے حصے میں
آئی تھیں وہ بہت کم تھیں تاآنکہ رومیولس نے لڑائیاں لڑ لڑ کر انھیں وسعت دی۔
اور اب یہی وہ نئے علاقے تھے جنھیں نیوما نے اپنے شہر کی مفلس آبادی میں تقسیم کر دیا
تاکہ وہ تنگدستی جو ہمیشہ بد دیانتی کی طرف لے جاتی ہے رفع ہو اور نیز زراعت کی بدولت
اُن کی زمینیں اور عام حالت بہتر ہو جائے کیونکہ زراعت اور دیہاتی زندگی کے برابر کوئی
مشغلہ امن پسندی کو تقویت دینے والا نہیں ہے کہ ایک طرف تو اُن میں اپنے حقوق
اور املاک کی مدافعت کرنے کی پوری قابلیت باقی رہتی ہے اور دوسری طرف جبر و تعدی

سے دوسرون کا حق چھیننے کا جذبۂ مجرمانہ مٹ جاتا ہے ؛ انھین مصلحتون کو پیش نظر رکھکر نیوما نے اُن پر زراعت کا منتر پھونکا کہ وہ امن کی قدر و محبت کرنی سیکھین۔ اور نہ اقتصادی بلکہ اخلاقی اصلاح کی غرض سے اُس نے زمینون کو چند حصون مین تقسیم کیا اور ہر حصہ کا نام پاگوس یا حلقہ قرار دیا اور ہر ایک کی دیکھ بھال کے لیئے اعلےٰ نگران مقرر کیے چونکہ اُسے خود اپنے ایک ایک حلقے مین پھرنے کا شوق تھا لہذا زمینون کی حالت دیکھکر وہ ہر شخص کی کارگذاری اور عادتون کا اندازہ کرلیتا تھا اور اسی عین الیقین پر اُنھین جو اپنا کام محنت و مستعدی کے ساتھ کرتے وہ مناصب و اعزاز سے مفتخر کرتا اور سست و کاہل یا ترقی نہ کرنے والون کو تاکید و تنبیہ سے غیرت دلاتا تھا ؛ لیکن نیوما کے تمام کامون مین سب سے قابل تعریف کام یہ ہے کہ پیشے کے لحاظ سے لوگون کو بطرز نو چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم کردیا اور ایک نئے اتحاد کی بنیاد ڈالی جس کی شرح یہ ہے کہ اس وقت تک شہر مین کئی قومین آباد تھین جن کا اختلاف کسی طرح نہ جاتا تھا اور اس لیئے ان مین باہم ہمیشہ فساد ہوتے رہتے تھے۔ اس حالت کو دیکھکر جب نیوما نے غور کیا کہ کس طرح سخت اور مختلف جسم صرف پیس کر سفوف بنا لیئے جائین تو آپس مین مل کر ایک مرکب بن سکتے ہین، تو اس وقت اپنی قوم کے بڑے بڑے گروہون کو بھی اسی طرح چھوٹے چھوٹے حصے کرکے متحد کرنے کا خیال اس کے دل مین پیدا ہوا اور اس نے نئے اور کم درجے کے امتیازات قائم کرکے اُن بڑے بڑے اور نسلی امتیازات کو مٹانا چاہا جو رومی قومیت کی شیرازہ بندی مین بھی تک حارج تھے ؛ نظر برین اُس نے تمام قومون کو چند پیشون اور طبقون مین منقسم کردیا اور سُنار، لُہار، مُطرب، کمہار، موچی، رنگساز اور چمڑے والون کے الگ الگ گروہ قائم کیے اور باقی تمام پیشہ ورون کو ایک علیحدہ گروہ مین رکھا۔ پھر ان سب کے لیے حسب ضرورت خاص خاص انتظامی مجلسون، عدالتون اور مذہبی رسمون کا انتظام کیا اور اس طرح پہلی مرتبہ اُن نسلی اور قومی اختلافات کی قوت توڑی جن کی وجہ سے اب تک

رومی اور سبائنی یا ٹیٹی اور رومیلی ناموں کے بڑے بڑے جتھے بنے ہوئے تھے۔اب پہلی مرتبہ یہ نام جو دماغ اور زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے چھٹنے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ یہ نئی تقسیم ایک عام اتحاد اور خون کے امتزاج کا ذریعۂ قوی بن گئی ؛

نیوما کا ایک اور قابل ستایش کام اُس قانون کی تنسیخ یا ترمیم ہے جس کی رُو سے رومی والدین کو اپنے بچے فروخت کر دینے کی اجازت تھی۔اب نیوما نے شادی شدہ اولاد کو (بشرطیکہ شادی ان کے والدین کی پسند اور رضامندی سے ہوئی ہو) اس قانون سے مستثنےٰ کر دیا اور حقیقت مین یہ اُس بیوی کے واسطے بڑی سخت بات تھی کہ ایک آزاد مرد سے شادی کرنے کے بعد (اگر اُس کا خسر اپنے بیٹے کو ناراض ہو کر بیچ دے تو) وہ ایک غلام کی زوجہ بن جائے ؛

نیوما نے شہور وسنین کا صحیح حساب رکھنے کے لیے جنتری بنانے کی کوشش بھی کی تھی اور گو وہ پوری صحت کے ساتھ نہ بنا سکا تاہم اُس نے کچھ نہ کچھ غور و تحقیقات ضرور کی تھی؛ رومیولس کے عہد مین تو یہ حال تھا کہ اُن کے مہینے جن کے دن نہ معیّن تھے نہ مساوی ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاتے اور ان مین سے بعض کے بائیس[۲۲] دن ہوتے اور بعض کے پینتیس[۳۵] اور نہ انھین اس سالانہ فرق کا علم تھا جو سورج اور چاند کی حرکتون مین ہوتا ہے۔ انھون نے صرف ایک قاعدہ یہ بنا رکھا تھا کہ سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہین اور اسی کے پابند تھے ؛ آخر نیوما نے اُس گیارہ دن کے فرق کو معلوم کیا جو سورج اور چاند کی سالانہ گردش مین پڑتا ہے کیونکہ چاند اپنا دور تین سو چوّن[۳۵۴] دن مین پورا کرتا ہے اور سورج تین سو پینسٹھ[۳۶۵] دن مین۔اس فرق کو نکالنے کے لیے نیوما نے ہر دوسرے سال ایک لوندھ کا مہینہ بڑھایا اور اس کے بائیس[۲۲] دن مقرر کیے۔یہ ماہِ فروری کے بعد (جسے قدیم رومی مرسی ڈونس کہتے تھے) شامل کر دیا جاتا تھا۔لیکن کچھ عرصہ گذرنے پر اسی ترمیم کی وجہ سے بعض اور ترمیمون کی ضرورت پیش آئی ؛ مہینون کی ترتیب کو بھی نیوما نے بدلا اور مارچ کو

جو سال کا پہلا مہینہ تھا تیسرے نمبر پر رکھا اور جنوری فروری کو جو آخری یعنی گیارھوین اور
بارھوین مہینے تھے شروع مین لگایا۔ اکثر اہل الرائے کا یہ خیال ہے کہ یہ مہینے خود اسی کے
ایجاد کیے ہوے تھے ورنہ ابتدا مین رومی سال دس مہینے کا ہوتا تھا۔ اور بعض غیر ملکی
ابھی تک صرف تین مہینے کا سال شمار کرتے ہین۔ ایک زمانے مین اہل آرکیڈیہ (یونان)
کے سال مین چار اور اہل اکرنانیہ کے چھ مہینے ہوتے تھے اور مصری سال بھی مشہور ہے
کہ ابتدا مین فقط ایک اور بعد مین چار مہینے کا ہوتا تھا۔ اسی لیے یہ لوگ سب سے نئے ملک
مین رہنے کے باوجود سب سے قدیم قوم کہلانے کا فخر رکھتے تھے اور اپنے نسب نامون مین
سنین کی ایک غیر معمولی تعداد محسوب کرتے تھے کیونکہ ان کا سال ہی ایک مہینے کا تھا
یہ امر کہ رومی سال ابتدا مین بارہ کے بجاے دس مہینے کا تھا، آخری مہینے، دسمبر کے نام سے
ظاہر ہے جسکے لغوی معنی ماہ دہم کے ہین اور مارچ کا پہلا ہونا بھی یقینی امر ہے کہ اُس سے شمار
کرین تو پانچوین کا نام کوان ٹی لس (ماہ پنجم) اور پھر سکس ٹی لس (ماہ ششم) وغیرہ بالکل سلسلے
کے موافق ہے۔ حالانکہ جنوری اور فروری کو اوّل سال مین محسوب کیا جاے تو کوان ٹی لس
معناً پانچوان اور شماراً ساتوان مہینہ ہوگا۔ یہ بھی قدرتی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ جنگجو
رومیولس کا آغاز سال مریخ کے مہینے مارچ سے ہو، اور اس کا دوسرا مہینہ زہرہ یا
افروڈایٹ دیوی کے نام کا مہینہ اپریل ہو۔ اسی مین زہرہ دیوی کی قربانیان چڑھائی
جاتی تھین اور غرّہ اپریل یا پہلی تاریخ کو عورتین عشق پیچہ کے گچھے سرون پر باندھ باندھ کے
غسل کیا کرتی تھین۔ لیکن بعض لوگ اس وجہ تسمیہ کو تسلیم نہین کرتے اور اپریل کو لاطینی لفظ
"اپیریو" سے مشتق بتاتے ہین جسکے معنے شگفتہ ہونے کے ہین۔ اور اپریل خاص آغاز
بہار کا مہینہ ہے جس مین غنچے پھوٹتے اور شگفتہ ہوتے ہین۔ اگلا مہینہ مئی عطارد کی ماں
مائیا کے نام سے شرف انتساب رکھتا ہے اور جون جونو (دیوی) سے ہے۔ مگر بعض انکی
وجہ تسمیہ سیجو رز اور جو نیو زرہ سے نکالتے ہین جن کے معنی بڑی یا پہلی اور چھوٹی یا نئی عمر

کے ہین ؛۔اس سے آگے تمام نام مہینون کے ترتیب شمار کے مطابق ہین لیعنی پانچوان
کوان ٹلیس (ماہ پنجم) چھٹا سکس ٹی لیس (ماہ ششم) اور پھر سپٹمبر (ماہ ہفتم) اکتو بر
(ماہ ہشتم) نومبر (ماہ نہم) اور دسمبر (ماہ دہم)۔ ان مین پہلے کا نام جولیس سیزر کے نام پر
اُس وقت جولائی ہوا جب کہ اُس نے پمپی کو شکست دی اور سکس ٹی لس بھی اُس کے
جانشین آگسٹس کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اسی کی دیکھا دیکھی قیصر ڈومیشین نے بھی دو
اگلے مہینون کا نام اپنے نامون پر جرمانی قس اور ڈومی شیانس رکھا تھا۔ لیکن جب وہ
مارا گیا تو پھر ان کے اصلی نام ستمبر و اکتوبر ہی بحال رہے۔ باقی سب سے آخر کے دو مہینے وہ ہین
جن مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی ؛۔ نیوما نے جن مہینون کو بڑھایا یا داخل کیا اُن مین فروری
فبروا سے مشتق ہے اور اسی لیے تطہیر کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اس مین وہ مردون کی فاتحہ
دلواتے ہین اور لُپیر کالیہ کا تہوار مناتے ہین جو کئی لحاظ سے تطہیر کی ایک رسم معلوم ہوتا ہے ؛۔
جنوری جانوس کے نام پر ہے اور اسے نیوما نے عمداً مارچ پر مقدم رکھا ہے جس کی وجہ میرے
نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر امن کی پابندی اور مشاغل کو جنگجوئی اور اُس کے متعلقات پر
فضیلت دینی چاہتا تھا اور اسی کے اظہار مین اُس نے مریخ (جلاّد فلک) پر جانوس کو ترجیح
دی۔ یہ جانوس عہد قدیم کا کوئی اوتار ہو یا بادشاہ، اس مین شبہ نہین کہ ملکی امن اور باہمی
اتحاد کا بڑا نامور حامی گذرا ہے اور اُن برگزیدہ نفوس مین سے ہے کہ جنھون نے انسان کو
وحشیانہ اور بدوی زندگی سے مدنیت کی طرف کھینچا ہے۔ اور یہی دو حالتین ظاہر کرنے
کی غرض سے اُس کی مورت مین دو چہرے بناتے ہین جن مین ایک سے پہلی غیر اصلاحی حالت
دکھائی مقصود ہوتی ہے اور دوسری سے اصلاحی جو شاہ موصوف کی کوششون سے پیدا
ہوئی ؛۔ اُس کے مندر مین بھی رومیون نے دو دروازے تعمیر کیے ہین جو لڑائی کے دروازے
کہلاتے ہین کیونکہ صرف لڑائی کے زمانے مین وہ کھلے رہتے ہین اور حالت امن مین بند
کر دیے جاتے ہین لیکن یہ صورت شاذ و نادر ہی وقوع مین آئی ہے اور جس قدر رومی سلطنت

پھیلتی گئی ہے اُسی نسبت سے اُس کے دشمنون کی تعداد بھی بڑھی اور اُسے بہت کم امن سے بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔ آگسٹس سیزر کے زمانے مین جب انٹونی پر اُسے غلبہ حاصل ہوا تو یہ دروازے بند کر دیے گئے تھے اور اسی طرح پہلے اٹی لیس اور مان لیئس کی قنصلی مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہوا لیکن تھوڑے ہی دن بعد پھر لڑائیان شروع ہو گئین اور ان دروازون کو کھول دینا پڑا۔ البتہ نیوما کا عہد حکومت ایسا گذرا ہے کہ جس مین ایک دن بھی یہ دروازے کھولنے کی ضرورت نہ پیش آئی اور جدال و قتال کا ایسا سدباب ہوا تھا کہ کامل تینتالیس برس تک یہ دروازے بند رہے۔ حقیقت مین اس اعتدال پسند بادشاہ کی نرمی اور انصاف گستری نے نہ صرف رومیون کو حلیم الطبع اور امن پسند قوم بنا دیا تھا بلکہ ہمسایہ قومون کے خیالات کو بھی بالکل بدل دیا تھا اور کہنا چاہیے کہ اُس لطیف اور صحت بخش ہوا کے اثر سے جو رومہ سے چل رہی تھی اُن مین بھی وہی ذوق امن و انتظام پیدا ہو گیا تھا اور وہ بھی اُن مسرتون مین رومیون کے شریک بن گئے تھے جو اولاد کی پرورش دیوتاؤن کی پرستش اور ایک خاموش دیہاتی زندگی سے حاصل ہوتی ہین۔ تمام اطالیہ مین اس سرے سے اُس سرے تک تیرتھوار، نمائشین اور میلے، اور دوستانہ ملاقاتین اور پر لطف مہمان نوازیان ہوتی تھین اور نیوما کی دانائی سے انصاف اور نکوئی کی محبت اس طرح اُبل رہی تھی جس طرح چشمے سے پانی۔ اور اُس کی عالی ظرفی کا اثر مشک کی خوشبو کی طرح چارون طرف پھیل گیا تھا۔ یہان تک کہ شعرا کے مبالغے اصلیت کے اظہار سے عاجز اور حقیقت کے مقابلے مین پھیکے معلوم ہوتے تھے۔ مثلاً

ع لوہے کی ڈھالون پر وہان تنتی ہین جالا مکڑیان

یا مثلاً:— تیغ دودم اور برچھیون کو زنگ آدھا کھا گیا
اور مدتون سے اب نہین دیتی دہاڑین قرنا
وہ وجہ اب مفقود ہے جو نیند دیتی تھی اُڑا

کیونکہ نیوما کے تمام زمانۂ حکومت مین نہ کوئی بیرونی لڑائی پیش آئی نہ کوئی خانہ جنگی یا بدعت وفساد پیدا ہوا نہ اُس کی ذات سے کوئی حسد یا بغض یا جاہ پرستون کی سازشین اور ریشہ دوانیان ہوئین خواہ اُن دیوتاؤن کے خوف سے جن کی نسبت خیال تھا کہ اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہین، خواہ اُس کی نکوئی کی تقدیس مین اور یا اُس خوش قسمتی کی بدولت جو اُن دنون معصوم انسانون کی کفیل تحفظ ہوتی تھی، غرض کسی سبب سے، نیوما کا عہد زندہ مثال اور بہترین تصدیق تھا اُس قول کی جسے بہت دن بعد افلاطون نے زبان سے نکالنے کی جرأت کی تھی اور فرمایا تھا کہ انسانی خرابیون کے دفعیے اور علاج کی صرف ایک ہی امید ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ حسن اتفاق اور اسباب کے کسی مبارک سنجوگ سے ایک ہی شخص مین ایک فلسفی کی حکمت ودانش اور ایک بادشاہ کی قوت واختیارات جمع ہوجائین اور اس طرح نکوئی کا درجہ اتنا بلند ہوجاے کہ وہ بدی پر قابو اور حکومت رکھ سکے۔ ایک دانشمند شخص خود مبارک ذات ہے اور وہ سامعین بھی مُبارک ہین جو اُس کے مُنہ سے جھڑنے والے پھولون کو سونگھین اور قبول کرین اور شایان عوام الناس کے لیے بھی جبر وتخویف کی ضرورت نہین بلکہ اپنے بادشاہ کی ممتاز اور درخشان مثال ہی انھین اُس کی تقلید پر آمادہ کردینے کو کافی ہے اور یقیناً انسانی عقل وتدبر کی معراج یا اُس نعمت عظمٰی کے حاصل ہونے کے بعد جس سے بادشاہ کی ایک بے لوث پُر محبت اور پاک صاف اور عدل واعتدال سے تقویت پائی ہوئی زندگی مراد ہے رعایا مین نیکی کی قدر ومنزلت کا پیدا ہونا بالکل قدرتی بات ہے اور اسی شے کا اُن کے علم و عمل مین راسخ کردینا ایک بادشاہ کی عظمت وبزرگی سمجھی گئی ہے۔ نیوما کی بھی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس اصول کو جس قدر صفائی سے اُس نے سمجھا تھا شاید کسی نے نہ سمجھا ہوگا۔

نیوما کے ازدواج اور اولاد کے متعلق مصنّفین مین مختلف بیانات ہین۔ ایک گروہ تو سوائے ٹے ٹیہ کے اُس کی کوئی بیوی اور سوائے ایک بیٹی پمپی لیہ کے اور کوئی اولاد ہی نہین

مانتا مگر دوسرے گروہ کا قول ہے کہ اُس نے اپنے بعد چار بیٹے پمپو، پی نس، کل پیس اور
عمیر جبس چھوڑے جن کی اولاد مین رومہ کے چار معزز اور نامور خاندان اب تک موجود ہین
اور اپنے ناموں کے ساتھ رکیس یعنی شاہ (ریاخان) کا لفظ بڑھا لیتے ہین لیکن مورخون
کی ایک اور جماعت ان دونون روایتون سے انکاری ہے اور اس کے نزدیک ان
چار خاندانون کا نیوما کی اولاد مین ہونا ایک بناوٹی بات ہے جسے خوشامدی مصنفون
نے مصنوعی نسب نامے بنا کے مشہور کر دیا تھا۔ نیز یہ لوگ پمپی لیہ کو بھی ٹےٹیہ کی بیٹی نہین
بتاتے بلکہ کہتے ہین کہ وہ نیوما کی دوسری بیوی لسرشیمیہ کے بطن سے تھی جس سے بادشاہ
ہونے کے بعد اس نے شادی کر لی تھی۔ بہرحال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس لڑکی
کی شادی اُس مرسیس کے بیٹے سے ہوئی تھی جو نیوما کو دعوت بادشاہی قبول کرنے پر رضامند کر کے
رومہ لایا تھا اور خود بھی اسی کے ساتھ یہان آ بسا تھا پھر رکن مجلس منتخب ہوا اور جب نیوما نے
وفات پائی اور مرسیس کو اپنے حریف ٹلس ہوس ٹی لیس کے مقابلے مین منصب بادشاہی نہ
حاصل ہو سکا تو اس نے مایوسی کے عالم مین اپنے تئین ہلاک کر لیا تھا۔ بعد مین البتہ اُس کے
بیٹے یعنی پمپی لیہ کے شوہر سے جو بیٹا انکس مرسیس پیدا ہوا وہ ہوس ٹی لیس کا جانشین بادشاہی
بنایا گیا اور نیوما کی وفات کے وقت اس لڑکے کی عمر پانچ برس کی تھی۔

نیوما اسی برس تک زندہ رہا اور اس کے بعد بھی، جیسا کہ پیسرو نے لکھا ہے، وہ کسی
ناگہانی یا سخت مرض مین مبتلا ہو کر نہین مرا بلکہ آہستہ آہستہ ضعیف ہو کر دنیا سے راہی ملک
بقا ہوا۔ پھر اس کی موت بھی اُس کی پرعظمت زندگی کی بہترین تکمیل تھی کہ اُس کے جنازے
کے ساتھ رومہ کی تمام ہمسایہ ریاستون کے معززین حقوق دوستی اور مراسم اعزاز و احترام
ادا کرنے کے واسطے موجود تھے اور اس پر پھولون کے سہرے اور تحایف کی نذرین چڑھا رہے
تھے۔ جنازہ ارکان مجلس کے کندھون پر تھا اور ان کے عقب مین علمائے مذہبی کا گروہ
آ رہا تھا جن کے بعد ہزارہا آدمیون کا جلوس تھا اور انھین مین عورتین اور بچے اس طرح

فریاد کنان چیخ چیخ کے روتے جاتے تھے کہ گویا وہ ایک عمر رسیدہ اور بوڑھے بادشاہ کا جنازہ نہ تھا بلکہ اُن کے کسی عزیز ترین رشتے دار کا، جو عین عالم شباب مین اُٹھا لیا گیا ہو۔ اسکی میت مشہور ہے کہ جلائی نہین گئی بلکہ اس کی وصیت کے بموجب دو پتھر کے تابوت بنا کر ایک مین تو اُسے دفن کیا گیا اور دوسرے مین اُس کی اُن مقدس کتابون کو جو یونانی مقننین کے آئین نامون کی طرح اُس نے خود تحریر کی تھین۔ لیکن ان کے اصول اور شعایر کو اُس نے اپنی زندگی مین علما کے دلون مین ایسا راسخ کر دیا تھا کہ اب اُن کے مفہومات و احکام پوری طرح اُن کی طبائع مین جم گئے تھے۔ اسی لیے اُس نے حکم دے دیا تھا کہ مرنے کے بعد اُس کے ساتھ ہی ان کتابون کو بھی دفن کر دیا جاے کہ اُن متبرک اصول شرعی کا بیجان تحریرون مین اشاعت و رواج پانا گویا اُن کی بے وقری کرنا تھا۔ کہتے ہین کہ اسی دلیل سے فیثا غورثی گروہ بھی اپنے اصول تحریر مین لانے کی اجازت نہین دیتا بلکہ صرف اُنکے حافظون مین انھین محفوظ رکھنا چاہتا ہے جو اس کی اہلیت رکھتے ہون۔ اور مشہور ہے کہ جب ایک مرتبہ کسی نا اہل کو اُن کے بعض دقیق مسائل ہندسی معلوم ہو گئے تو دیوتاؤن نے اس مذہبی خلاف ورزی اور شرارت پر سخت تنبیہ کی اور انھین ایک خوفناک سزا کی وعید دی تھی۔ یہی وہ مثالین ہین جن سے نیوما اور فیثا غورث کی ہم خیالی اور طریق عمل مین یکسانیت کا پتہ چلتا ہے اور اسی بنا پر جو لوگ ان دونون کی باہم دوستی اور روا قفیت کا ہونا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین، ہم انھین قابل معافی جانتے ہین۔

ولیریس ان ٹیاس لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا تابوت مین جو متبرک کتابین مدفون تھین ان کی تعداد بارہ تھی اور اسی قدر فلسفہ یونان کی کتابین تھین۔ نیز یہ کہ فی بیئس اور کورنی لیئس کے عہد قنصلی مین نیوما کے چار سو برس بعد سخت بارش کے دنون مین ایک ایسا سیلاب آیا جس نے مٹی کو بہا دیا اور وہ سنگی صندوق اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے اس وقت ایک تابوت بالکل خالی ملا جس مین کسی انسانی جسم کی باقیات موجود نہ تھین لیکن دوسرے

ہین وہ سب کتابین محفوظ پائی گئین اور انھین قاضی وقت پٹی لیئس نے مطالعہ کیا او
مجلس مین بہ حلف بیان کیا کہ ان کے مضامین کا لوگون مین اشاعت پانا غیر مناسب
ہوگا؛ پس وہ تمام جلدین انھون نے کومی تیم (کمیٹی گھر) مین لے جاکر جلا دین ٭
قاعدہ ہے کہ مرنے کے بعد اچھون کی اچھائیان پوری معراج ناموری حاصل کرتی
ہین اور پھر حاسدون کے برے منصوبے بھی زیادہ عرصے تک باقی نہین رہ سکتے لیکن
بعض خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہین جو اپنی زندگی ہی مین ان عداوتون کو مٹتا دیکھ
لیتے ہین - مگر نیوما کی حالت ان سب سے جداگانہ ہے اور وہ ایسا بادشاہ ہے جس کی
شہرت اپنے جانشینون کے طریق عمل اور انجامون کی بدولت روز بروز ترقی پاتی گئی -
کیونکہ اس کے بعد پانچ بادشاہ ہوے جن مین سے آخری کو جمہور نے معزول کیا اور اس نے
جلاوطنی کے عالم مین وفات پائی - باقی چار مین سے تین ملکی سازشون کا شکار ہوے اور
باغیون کے ہاتھ سے مارے گئے - چوتھا یعنی ہوس ٹی لیس جو نیوما کا پہلا جانشین ہے طرز عمل
کے لحاظ سے کوئی مناسبت اپنے پیش رو سے نہ رکھتا تھا - بلکہ اُس کی دینداری اور
نیکیون کا تمسخر اُڑاتا اور اُسے بزدل دنی الطبع بتا کے لوگون کو جنگجوئی پر آمادہ کرتا تھا
بالآخر اُس کی یہ طفلانہ بدعنوانیان ایک شدید اور موذی مرض نے روک دین اور پھر وہ
ایسی توہم پرستی مین مبتلا ہوا جو نیوما کے تقوی سے بالکل مختلف تھی - نیز جب وہ برق زدگی
کے صدمے سے مرا تو اورون کو بھی ایسے ہی عبرتناک انجام کے خدشات مین متوہم چھوڑ گیا ٭

نیوما کا موازنہ لکرگس کے ساتھ

لکرگس اور نیوما پمپی لیئس کی سوانح عمریاں ختم کرنے کے بعد، اگرچہ یہ کام دشوار ہو تاہم اب ہم اُن امور کو پہلو بہ پہلو رکھیں گے جو اُن میں مختلف نظر آتے ہیں، جن باتوں میں وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں وہ بالکل ظاہر و آشکارا ہیں یعنی اپنے حلم و اعتدال میں اپنی دینداری اور قابلیت تعلم و نسق میں اور اس خصوصیت میں کہ دونوں نے اپنے نظام ہائے ریاست اور قوانین تائید آلہی سے حاصل کیے تھے، بایں ہمہ اُن کے اسباب ناموری میں کئی فرق ہیں کہ نیوما وہ شخص ہے جس نے حکومت کو قبول کیا تھا اور لکرگس وہ ہے جس نے حکومت سے ہاتھ اُٹھالیا تھا۔ پہلے کو بے مانگے یہ منصب دیا گیا تھا اور دوسرے نے حاصل ہونے کے بعد اس کو چھوڑ دیا تھا۔ اسے ایک پردیسی اور معمولی آدمی کی حیثیت سے اُٹھا کر لوگوں نے تخت بادشاہی پر سربلند کیا، اور اُس نے بادشاہت چھوڑ کر بطوع خود ایک معمولی حیثیت اختیار کرلی، بے شبہ انصاف و معدلت کے ساتھ سلطنت لینا بڑی وجہ امتیاز ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر وجہ امتیاز یہ ہے کہ انصاف کو سلطنت پر ترجیح دی جائے۔ بہرحال دونوں حالتوں میں وہی ایک برگزیدگی تھی جس نے نیوما کو بادشاہت پر پہونچایا اور لکرگس کو اس سے بے نیاز بنایا تھا، پھر جس طرح مطرب ستار کا سُر ملایا کرتے ہیں ایک نے تو روی قوم کی پرجوش اور حوصلہ بڑھی طبیعتوں کو سب سے نچلے پردے پر لاکے چھوڑا اور دوسرے نے تعیش و فساد کی پستیوں سے اہل اسپارٹہ کو اوبھارا اور کھونٹیاں کس کسکے اُنھیں سب سے اونچا راگ گانا سکھایا، ان میں زیادہ مشکل کام لکرگس کو درپیش تھا جس کے لیے وعظ و نصیحت اور ترغیب و فہمایش کافی نہ تھی۔ کیونکہ اُس کا مقصود کمر سے تلواریں کھلوانا اور جسموں سے

زرہ بکتر اُتروانا نہ تھا بلکہ اپنے عیش پسند شہریون سے سیم و زر پھکوانا اور اعلیٰ ساز و سامان چھڑوانا تھا - اُس کی یہ تعلیم و تلقین نہ تھی کہ اسلحہ کو بالاے طاق رکھکر اُس کے ہموطن تیر تہوار، مراسم نذر و نیاز ادا کرنے مین مصروف ہوجائین ؛ اس کے بالکل برعکس اُن سے یہ مشاغل اور لہو و لعب چھڑا کر جفاکشی اور جنگی مشقون کا عادی بنانا اُس کے مکنونِ خاطر تھا - اور یہی سبب ہے کہ اگر نیوما کو محض ہر دل عزیزی اور وعظ و پند کے ذریعے اپنا مقصد حاصل ہوگیا تو لکرگس کو ہزار دشواریان اُٹھانے کے بعد اپنی جان خطرے مین ڈال کر یہ کامیابی حاصل ہوئی ؛ نرمی اور اخلاص نیوما کی فطرت خداداد کے جوہر تھے جن کی بدولت ایک تند خو شعلہ مزاج قوم کی اُس نے اصلاح کی اور عدل و مصالحت کا پابند بنایا - حالانکہ اگر ہم ہیلاٹ کے ساتھ بدسلوکی کو جو نہایت غیر منصفانہ اور ظالمانہ طریق عمل تھا، لکرگس کے قوانین کا جزو سمجھین تو ہمین یہ ماننا پڑیگا کہ شرافتِ نفس اور یونانی المزاج ہونے مین نیوما کو اُس پر بدرجہا فوقیت حاصل ہے - کیونکہ رومہ مین جو دستور تھا کہ زحل دیوتا کے تہوار پر اصلی اور واقعی غلام تک اپنے مالکون کے ساتھ بیٹھکر گوشت کھاتے تھے تاکہ آزادی کی نعمتون سے کچھ لطف اندوز و لذت یاب ہوسکین، اُس کی ابتدا بھی نیوما ہی سے منسوب ہے اور لوگون کے خیال مین اسی کی یہ خواہش تھی کہ جنھون نے اتنی محنت اور امداد کی ہے انھین بھی زمین کی سالانہ پیداوار سے کچھ حصہ دیا جاے ؛ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رسم عہد زحل کی یادگار مین منائی جاتی تھی کہ اس زمانے مین آقا اور غلام مین کوئی امتیاز نہ تھا اور وہ سب کے سب بھائیون کی طرح مساوات کامل کی زندگی بسر کرتے تھے ؛

مجموعی طور پر دونون مقنّنون کا مقصود ذہنی ایک معلوم ہوتا ہے یعنی اپنی اپنی قوم کو کفایت و اعتدال کا سبق دینا - مگر اور خوبیون کے لحاظ سے دیکھا جاے تو لکرگس کی بڑی کوشش استقامت پیدا کرنا تھی اور نیوما کی عدالت سکھانا لیکن اگرہم عناصر امزجہ

کے اُس اختلاف کو پیش نظر رکھیں جو روما اور اسپارٹہ میں نمایاں ہے تو غالباً یہ فرق بھی قابل حساب نہ رہے گا۔ کیونکہ نیوما کی کوشش امن و صلح بزدلی یا خوف کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس لیے کہ زیادتی اور ناانصافی سے احتراز کیا جاے۔ اور اسی طرح لکرگس نے جنگجوئی کی تعلیم اس غرض سے نہ دی تھی کہ اس کی قوم دوسرون کے ساتھ ظلم کرے بلکہ اس لیے کہ اپنی مدافعت کر سکے۔

اپنی اپنی قوم کی عادتین مرکز وسط و اعتدال پر لانے کی خاطر اور حسب ضرورت اُن کی افراط یا تفریط کو گھٹانے بڑھانے کی غرض سے دونون کو بڑی جدتین کرنی پڑین۔ نیوما نے جو نظام سلطنت ترتیب دیا اس مین انتہاے جمہوریت کے تمام عناصر موجود تھے اور اس کی بوقلمون جماعت حکمرانی مین سُنار، موچی اور گوییّے تک شامل کر لیے گئے تھے برخلاف اس کے لکرگس خواص پسند اور حکومت امیرانہ کا پکا حامی تھا۔ ادنےٰ درجے کے تمام پیشون کو اُس نے پردیسیون اور نوکرون کے ساتھ ملک سے جلاوطن کر دیا تھا اور پیچھے شہریون کو نیزہ و سپر کے سوا کسی اوزار کی اور مریخ کی خدمتگزاری مین لڑائی کے سوا کسی اور بیوپار کی اجازت نہ دی تھی۔ اور نہ اپنے فوجی افسرون کی اطاعت اور دشمنون پر فتح حاصل کرنے کے علاوہ کسی علم و فن کی تعلیم روا رکھی تھی۔ ہر قسم کا روپیہ کمانا اُن کے لیے ممنوع تھا اور اُن کی طرز زندگی اس اصول کے موافق بنانے کی غرض سے تمام مسائل کو جنکا روپے سے تعلق ہے مقنن نے اچھی طرح چھانا تھا اور باورچی خانے اور دسترخوان سے لگا کے نوکرون اور غلامون تک کے بارے مین ضابطے بنائے تھے۔ لیکن نیوما نے ان مین سے کسی شے کو ہاتھ نہین لگایا اور اُن کی غیر معتدل جنگجوئی کا سدباب کرنے کے علاوہ لوگون کو دولت حاصل کرنے کے تمام وسائل اختیار کرنے کی پوری آزادی دیدی تھی۔ اس معاملے مین جو عدم مساوات پیدا ہوتی ہے اُس کے رفع کرنے کی بھی نیوما نے کوئی کوشش نہین کی تھی اور جائز رکھا تھا کہ جو شخص جس قدر چاہے دولت سمیٹ کر

مالدار ہو جاے۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ ابتدا ہی مین جب کہ لوگون کی حالت زیادہ مختلف نہ تھی اور وہ تقریباً یکسان معاشرت رکھتے تھے، لکرگس کی طرح ایک طرف افلاس کی زیادتی روکنے کا انتظام کرے اور ادھر زر پرستی کی بلا کے پیش از پیش تدارک کرے کہ جو کوئی معمولی بلا نہین بلکہ فی الحقیقت بعد کی تمام بڑی بڑی خرابیون کا اصلی بیج اور پہلا آغاز ہے۔ لیکن زمینون کی از سر نو تقسیم کا مسئلہ ایسا ہے جس مین نہ لکرگس قابل الزام ہے کہ اس نے کی اور نہ نیوما لائق اعتراض ہے کہ اس نے نہین کی کیونکہ اسپارٹا کے نظام سلطنت کی بنیاد ہی اس مساوات پر رکھی گئی تھی۔ لیکن روما مین جو تقسیم پہلے سے موجود ہو گئی خود اس کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا اور اس کو بدلنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔

مگر عورتون اور بچون کے معاملے مین خصوصاً تعلقات زن و شو کو رقابت و حسد سے محفوظ رکھنے کے لیے جو حکمت عملی انھون نے اختیار کی وہ آپس مین مختلف تھی۔ ایک رومی شوہر کو قانوناً اختیار تھا کہ کافی بچے ہونے کے بعد پسند آئے تو اپنے لاولد ہمسائے کی درخواست پر اپنی بیوی کو تھوڑے دن یا ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے کہ وہ اس ضرورت مند سے شادی کر لے۔ لیکن اسپارٹا مین اپنی زوجہ کو دوسرے کے استعمال مین دے دینے کے باوجود قطع تعلق کرنا ضروری بات نہ تھی۔ یہی نہین بلکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین بہت سے اسپارٹی خود اپنے واسطے تندرست اور خوبصورت بچے حاصل کرنے کی غرض سے غیر مردون کو اپنے ہان مدعو کرتے تھے! اب سوال یہ ہے کہ ان دونون طریقون مین اصولی فرق کیا ہے؟ کیا لسڈیمونی طریقے مین بیویون کی جانب سے بالکل اور انتہائی بے پروائی مترشح نہین ہوتی؟

برخلاف اس کے رومی دستور مین شوہر کی مرضی کا زیادہ دخل ہے اور ہر ایسی تبدیلی پر ایک نئے معاہدے کا پردہ ڈال کر تعلقات زناشوئی کی نازکی کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی پر منحصر نہین۔ نیوما کی جوان عورتون کے متعلق عام ہدایتین بھی ان کی جنس اور حیا شعاری کے لحاظ سے زیادہ موزون ہین۔ حالانکہ لکرگس کے ہان اس قسم کی پابندیون کا مطلق خیال نہین

کیا گیا ہے اور شعرا (مثلاً ابی وس) کو ان ہی وجوہ سے موقع ملا ہے کہ وہ اِس کی ہموطن عورتون کو فینومے ری دِس یعنی رانین کھلی کہ کر ذلیل کرین اور شوہرون کے واسطے اُن کے از خود رفتہ ہونے کا خاکہ اُڑائین جیسا کہ یوری پیدیس نے اُڑایا ہے :-

"نکل کر گھرون سے جوانون کے ساتھ
وہ کُرتون کے دامن اُڑاتی ہوئی،
چلین اپنی رانین دکھاتی ہوئی -"

در حقیقت مین وہان نا کتخدا لڑکیون کے کُرتے کے دامن نیچے سے بے سلے ہوتے تھے جو چلنے مین اُلٹ جاتے تھے اور تمام ران برہنہ نظر آتی تھی۔ سفاکلیس نے اس کو بہت واضح کر کے لکھا ہے :-

"وہی جس پہ عالم جوانی کا تھا
بدن سے جُھنہ جس کے لپٹا نہ تھا
اُلٹتا تھا جب دامنِ پیرہن
تو کھلتی تھین رانین — وہ ہرمیون تھی !"

اِن ہی وجوہ سے بیان کرتے ہین کہ ان کی عورتین بہت بے باک اور مردانہ مزاج ہوتی تھین؛ اور ایک طرف تو اپنے گھر کی غیر مشترک مالک اور شوہرون پر حاوی ہوتین اور دوسری طرف اہم سے اہم معاملاتِ قومی مین حصہ لیتین اور راے زنی کرتی تھین۔ لیکن عہد نیوما کی بیگیات کا حال دوسرا تھا — رومیولس کے زمانے مین اُن کے ساتھ جو زیادتی کی گئی تھی اس کے کفارۂ گناہ کے بطور جس قسم کا اعزاز و اکرام کیا جاتا تھا وہ اب تک بدستور تھا؛ بایں ہمہ انھین شرم و حیا کی پابندی کی سخت تاکید تھی۔ معاملات مین وہ کوئی دخل نہ دینے پاتی تھین اور متانت اور عادتاً خاموش رہنے پر بڑا زور دیا جاتا تھا۔ شراب کو وہ ہاتھ نہ لگا سکتی تھین اور گفتگو صرف شوہر کی موجودگی مین کر سکتی تھین

ورنہ معمولی سے معمولی مباحث مین حصہ لینا اُن کے لیے ناروا تھا۔ یہان تک کہ جب ایک مرتبہ
کسی عورت کو اتنا ہیاؤ پڑ گیا کہ اُس نے عدالت مین اپنے مقدّمے کی خود پیروی کی تو اُس گروہ
ارکان مجلس نے بالکل خرق عادت شے سمجھا اور دیوتا سے استکھان کرایا کہ اس بدعت کا کیا نتیجہ
ظہور مین آئیگا؟ اور حقیقت مین اُن کی عام روش اور مسکین مزاجی اُن واقعات سے بخوبی
ثابت ہو جاتی ہے جو اس کے خلاف کرنے والیون کی نسبت منقول ہین۔ یعنی جس طرح
یونانی مورخ اپنی کتابون مین اُن سفاک مجرمون کے نام درج کرنا ضروری جانتے ہین کہ
جنھون نے سب سے اوّل خانہ جنگی کے واسطے تلوار میان سے نکالی یا اپنے بھائیون کو مارا
یا قتل والدین کا ارتکاب کیا، اسی طرح رومی مصنّف کاروی لیس کی مثال لکھتے ہین کہ وہ پہلا
شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور شہر رومہ کی بنیاد پڑنے کے دو سو تیس برس بعد
اس قسم کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ یا مثلاً وہ پینارئیس کی بیوی تھالیہ کا ذکر کرتے ہین کہ وہ پہلی بہو ہے
جو شاہ ٹارکوان سپر بس کے عہد مین اپنی ساس گی گانیہ سے لڑی تھی۔ تعلقات ازدواجی
مین ایسی عمدگی اور خوش اسلوبی کا پیدا ہو جانا یقیناً مقنّن کی بڑی کامیابی کی دلیل ہے ٭
لڑکیون کی شادی بیاہ کے متعلق جو قواعد نیوما اور لکرگس نے بنائے ہین وہ بھی اپنی
اپنی جگہ پر انکی باہم مختلف تعلیم کے مطابق حال ہین۔ لکرگس نے شادی کا وقت سن بلوغ کو پہنچنے
اور میلان زوجیت پیدا ہو جانے کے بعد مقرر کیا ہے۔ اُسکے خیال مین ایک جبریہ یا غیر طبعی شادی
سے جو خرابیان یعنی باہم ناپسندیدگی یا خوف، زن و شو مین آگے چل کر رونما ہوتی ہین انکی بجائے ایسی
موافق فطرت شادیان ازدیاد محبت و اخلاص کا سبب ہونگی۔ اور نیز اُنکے جسم ایام حمل کی سختیان
زیادہ آسانی سے جھیل سکینگے اور اولاد کی نشو و نما زیادہ عمدہ ہوگی جو کہ لکرگس کے نزدیک شادی
کا مقصد وحید تھا ٭ اس کے برخلاف رومی اپنی لڑکیون کو بارہ برس کی یا اس سے بھی چھوٹی
عمر مین بیاہ دینے تھے اور اسمین یہ مصلحت تھی کہ انکا غیر ملوث جسم اور دل ابھی سے اپنے آیندہ شوہرون
کی تحویل مین دیدیا جائے۔ اور اسمین شک نہین کہ اگر لکرگس کا طریقہ پرورش اولاد کے لحاظ سے

زیادہ قدرتی معلوم ہوتا ہے تو آخر الذکر، اس نظر سے کہ ان دونون (میان بیوی کا) عمر بھر ساتھ ہوگا، اخلاقاً زیادہ مناسب ہے۔ لیکن جو کچھ ہو لکرگس کے وہ مفصل ضوابط جنھین بچون کی ابتدائی تعلیم و تربیت، انکا فوجی جماعتون مین مل کر رہنا اور قواعد کی پابندیان پھر انکے کھیل کود، ورزش اور کھانے پینے کے طریقے اُس نے بتائے ہین وہ سب ایسے مکمل اور جامع ہین کہ اُسکے مقابلے مین نیوما ایک معمولی واضع قانون رہ جاتا ہے کہ اُسنے ان تمام باتونکو محض باپ کی منشا اور ضرورت پر منحصر کردیا ہے کہ خواہ وہ اپنے بیٹے کو کاشتکار بنائے خواہ بڑھئی، سنار یا مطرب۔ گویا قوم کے لیے اُنکی ابتدائی تربیت یا قومی اغراض مشترک کے لیے یکسان نصاب تعلیم کا ہونا کوئی وقعت ہی نہین رکھتا، اور گویا وہ سب جہاز کے مسافرون کی طرح محض اتفاقاً اپنے ذاتی کاروبار کی وجہ سے یکجا ہوگئے ہین اور فائدۂ عام کی خاطر صرف اُس وقت مِل کر کام کرین گے جبکہ خود اُن کی اغراض کسی خطرے مین ہون ورنہ بالعموم ذاتی مقاصد کے سوا اور کوئی شے ان کے مرکوز خاطر نہین ہے۔

اگر ہم معمولی قانون سازون پر اس لحاظ سے اعتراض کرین کہ اُنکے اختیارات یا علم مین کمی تھی، تو چندان مضایقہ نہین ہے۔ لیکن جب نیوما کے مثل کوئی صاحب خرد شخص ایک نئی اور اطاعت پذیر قوم پر بادشاہی حاصل کرلے تو ہمارا یہ دیکھنا بالکل واجبی ہے کہ بچونکی ابتدائی تعلیم کا اُس نے کیا انتظام کیا؟ کیونکہ ایک دانشمند مقنّن کے لیے اس سے بڑھکر قابل توجہ کون شے ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلون کو قوم پرستی اور ایک مشترک نمونۂ شرافت کا سبق سکھائے اور عالم شیرخوارگی سے ایسے قالب مین ڈھالے کہ اُنکے افکار و اعمال مین اتحاد کامل پیدا ہوجائے؟ لکرگس نے اس نصاب تربیت سے جو بڑا فائدہ اُٹھایا وہ خود اُسکے قوانین کا تحفظ اور بقا تھی۔ اور اگر وہ ابتدا ہی سے اپنے ضوابط اور اصول اُنکے دلون مین راسخ نہ کردے اور انکو بچپن سے اپنے قومی نظام حکومت کا سچا پابند نہ بنادے تو محض لوگون کے قول و قسم سے اسکے قیام کا چندان اطمینان نہ ہوسکتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اُسکے بڑے بڑے آئین اور بنیادی اصول پانچسو برس سے زیادہ عرصے تک زیر عمل اور کسی گہرے اور جسم ہوے نقش کی طرح قوم کے دلون پر منقوش رہے۔ حالانکہ نیوما کا اصلی مدعا اور مقصد اوّلین

یعنی امن و مصالحت کا قیام اُس کے ساتھ خاک میں مل گیا اور اُسکی آنکھ بند ہوتے ہی مندر جانوس کے پھاٹک چوپٹ کھل گئے جسکے ساتھ ہی اس طرح کہ گویا جنگ انھیں دیواروں میں مقید اور بند تھی قتال و خونریزی کا ایک سیلاب ساری اطالیہ پر امنڈ آیا اور عدل و انسانیت کا قصر رفیع آناً فاناً میں ٹوٹ کر فنا ہو گیا۔ کیونکہ اسکے در و دیوار میں اُس پائدار مسالے کی کمی تھی جسکا نام تعلیم ہے۔ یہ ممکن ہے اس موقع پر بعض لوگ دریافت کریں کہ کیا رومہ کو ان لڑائیوں کی وجہ سے فلاح اور ترقیاں نصیب نہ ہوئیں؟ اور حقیقت میں اگر کسی کے نزدیک ترقی اور بہتری امن و امان کی محفوظ اور اُس شریفانہ اور آزادانہ زندگی کا نام نہیں کہ جو انصاف کامل سے مصحوب ہوتی ہے بلکہ روپے اور سامان تعیش کی افراط اور وسعت سلطنت کا نام ہے تو مذکورہ بالا سوال کا تشفی بخش جواب اُسکو دینا بڑی طوالت کا کام ہے۔ لیکن اگر اس بحث کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی یہ بات لکرگس کے لیے کم باعث فخر نہیں ہے کہ رومیوں کی سلطنت نے تو اُس وقت ترقی اور عروج پایا کہ جب اپنے مقنن کے ضوابط و شعائر انھوں نے ترک کر دیے لیکن اہل اسپارٹہ اپنے مقنن کے آئین و قوانین چھوڑتے ہی اوج کمال سے تحت الثریٰ میں گر پڑے اور وہ تفوق قائم رہنا تو درکنار جو انھیں تمام یونان پر حاصل تھا، خود زندہ رہنا اُن کے لیے مشکل ہو گیا۔ البتہ نیوما کی یہ خصوصیتیں بڑی قابل تعجب اور تقریباً منجانب اللہ ماننی پڑتی ہیں کہ اول تو پردیسی ہونے کے باوجود اہل رومہ نے اُس کو بہ منت بلایا اور سلطنت پیش کی اور دوسرے یہ کہ ہر چند اُس نے نظام سلطنت کو بالکل بدل دیا اور تینتالیس ۴۳ برس تک ایک ایسے شہر پر حکومت کی کہ جو قریب قریب بدوی حالت میں تھا، بایں ہمہ سوائے صلاح و نصیحت کے اُسے آخر تک کسی جبر یا زبردستی کی ضرورت نہیں پڑی (حالانکہ لکرگس، عوام الناس کو مرعوب کرنے کے لیے مجبور ہو گیا تھا کہ مسلح معززین شہر کی امداد حاصل کرے) بلکہ صرف دانش و انصاف کی قوت سے اُسنے لگانے اور بیگانے کو متحد اور شیر و شکر کر دیا۔

یونان کے مشہور مقنّن

سُولَن

کی سوانح عمری

علم صرف و نحو کے ماہر ڈڈی مس Didymus نے (آئین سولن کے بارے مین اسکل پیادیس کو جواب دیتے ہوے) کسی شخص فلاقلیس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سولن کے باپ کا نام یوفورین Euphorion تھا۔ یہ خیال مصنفین کی کثرت راے سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ اسکی نسبت عام طور پر تسلیم ہے کہ وہ اکیس سس ٹایڈس Execestides کا بیٹا تھا جو کارڈس Cordus کی نہایت شریف انسل کا رکن اور شہر مین خاصا صاحب ثروت و وجاہت آدمی گذرا ہے۔ سولن کی مان شاہ پی سس ٹراٹس Pisistratus کی قریبی بہن ہوتی تھی جس کی تصدیق ہر کلیڈس پان ٹی کس Hiraclides Ponticus کے بیان سے ہوتی ہے۔ سولن کی پی سس ٹراٹس سے بڑی دوستی تھی جس کی وجہ شاہ موصوف کی صفات حمیدہ اور حسن صورت کے علاوہ یہ قرابت داری بھی تھی۔ اور میرے خیال مین یہی سبب تھا کہ جب آگے چل کر معاملات ملکداری مین انکا اختلاف ہوا تو انکی لڑائی بہت زیادہ نہ بڑھی۔ اور انکے دلون مین پرانی محبت اور دوستداری کی گرمائی باقی رہی۔ کیونکہ یہ بات سولن کی نظمون اور بعض قوانین سے ثابت ہے کہ وہ حسن و جذبات سے متاثر ہوے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اسی طرح پی سس ٹراٹس کی حسن پرستی

کا لکھا ہے کہ وہ ایک شخص چارمس Charmus نام پر فریفتہ تھا۔ اسی نے اپنے (دارالفنون) اکیڈیمی مین "محبت" کا مجسمہ بنوا کر نذر دیا تھا بمان کہ مشعلون کی مقدس دوڑین دوڑنے والے اپنی مشعلین روشن کرتے ہین"۔

ہرمپس Hermippus لکھتا ہے کہ جب سولن کے باپ نے اپنی فیاضیون اور بخششون سے ساری جایداد تباہ کردی تو سولن نے جوانی مین سوداگری کا پیشہ اختیار کیا اور اگرچہ اسکے احباب مدد دینے کے لیے تیار تھے مگر اُسے انکے آگے ہاتھ پسارتے شرم آئی وہ تھا بھی تو اُس خاندان کا جو مدد لینے کے بجاے دستگیری اور سلوک کرنے کے زیادہ عادی تھے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ وہ سوداگر نہین تھا بلکہ سیاحتین جو کیا کرتا تھا تو اسکا مقصد روپیہ کمانے کے بجاے علم و تجربہ حاصل کرنا ہوتا تھا۔ واقعی ہمین شک نہین کہ وہ علم کا عاشق صادق تھا۔ جب بڈھا ہوگیا تب اپنی نسبت اکثر کہا کرتا ع "بڑھتی ہے روز روز یان پیری کے ساتھ آگہی" اسکے ساتھ دولت کی کچھ زیادہ چاہت اُسے نہ تھی۔ دولتمند اور معمولی آدمی اسکی نظر مین برابر تھے۔ اپنے اشعار مین کہتا ہے کہ مین ایک سا سمجھتا ہون اس کو۔

"جسکی مٹھیان سیم وزر سے بھری ہین اور جو گھوڑون کا اور بہت سے خچرون اور بیگھون کے بیگھون کھیتون کا مالک ہے — اور اُس کو جو سیدھا سادا سفید پوش شخص ہے معمولی غذا کھاتا ہے ایک نوعمر بیوی اور دو اک بچے رکھتا ہے کیونکہ یہی ہونا چاہیے اور اسکے ساتھ عمر بھی اسکی اتنی زیادہ نہین کہ یہ چیزین اُسکے لیے بے جوڑ ہو جائین"

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"دولت مین لے لون مگر ایسی کبھی نہ لونگا جو ناجایز ذریعون سے حاصل کی گئی ہو کیونکہ اُسکا خمیازہ بھی، گو بہت دن مین سہی، کبھی نہ کبھی ضرور بھگتنا پڑیگا"

اور حقیقت مین نیکون اور اہل تدبر کے لیے یہ ناروا نہین ہے کہ سامان تکلف چھوڑ کے معمولی ضروریات

زندگی کا انہیں خیال اور فکر رہے :۔

سولن کے زمانے میں ہیسیڈ Hesiod کے بقول "کام کرنا کوئی ذلت نہ تھا" نہ تجارت کوئی بری شے تھی بلکہ یہ پیشہ نہایت شریف سمجھا جاتا تھا کہ اسکی بدولت غیر ملکیوں کی عمدہ عمدہ راحت رسان اشیا اپنے وطن میں لاتے تھے اور نئے نئے تجربے حاصل کرتے تھے - اور اسی لیے سوداگری بادشاہوں سے تقرب حاصل کرنے کا بھی ایک وسیلہ سمجھی جاتی تھی۔ بعض سوداگر بڑے بڑے شہروں کی بنیاد رکھتے تھے جیسے پروونس Provence شہر مسیلہ Marseilles کا بانی جو نواح رھون[1] کے گانوں میں نہایت ہر دلعزیز تھا - بعضوں کا بیان ہے کہ حکیم بقراطا اور طالیس Thales بھی تجارت کرتے تھے - اور افلاطون اپنے سفر کا خرچ مصر میں تیل بیچ بیچ کر چلایا کرتا تھا ؛

کہتے ہیں کہ سولن کی فیاضی اور مزاج کی نرمی "اور حکیمانہ ہونے کے بجاے عام پسند رندانہ شاعری کا سبب بھی یہی تجارت پیشگی ہے - کیونکہ ہزاروں مصائب و آلام اٹھانے کے بعد یہ عین فطرت انسانی کا اقتضا ہے کہ پھر کچھ خوشدلی اور عشرت کے سامان چاہتی ہے مگر یہ بات کہ وہ اپنے کو امیر نہیں سمجھتا تھا بلکہ معمولی آدمی شمار کرتا تھا اسکے شعروں سے ظاہر ہے؛

"بعض اشرار خوب مالدار ہیں اور بعض اچھے آدمی غریب ہیں - ہم تو
اپنی نیکیاں کبھی ایسی دولت سے نہ بدلیں ! نیکی تو ایسی شے ہے کہ
کوئی اسے نہیں چھین سکتا - لیکن روپیہ دن بھر میں بیس گھر بدلتا ہے "

ابتدا میں سولن معمولی اور فضول فضول چیزوں پر شعر کہا کرتا تھا اور بیکار وقت اس طرح گذارنے کے سواے کوئی خاص مقصد شاعری سے اسکا نہ تھا لیکن بعد میں وہ اخلاقی اور سیاسی چیزیں بھی اسمیں داخل کرنے لگا - اور یہ محض بطور واقعہ نگاری کے نہیں بلکہ کبھی اپنے افعال کی دلیل خوبی میں کبھی اتھنزیوں کی اصلاح و تعدیل میں - اور کبھی انہیں عمدہ سے عمدہ کاموں پر ابھارنے

[1] Rhone جرمنی کا مشہور دریا ہے -

کے لیے ہوتی تھی؛ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ اپنے قوانین تک کو رزمیہ نظم مین لکھنا چاہتا تھا بلکہ اس نے اس طرح لکھنا شروع بھی کر دیا تھا کہ :—

ہم بصد عجز و نیاز اپنے قوانین کے واسطے طلب کرتے ہین،
صاحب قوت اندر سے[1]، عزتین اور برکتین اور تعریفین "

فلسفہ مین، اس زمانے کے اکثر حکما کی طرح سولن زیادہ زور اس اخلاق اور ان اطوار پر دیتا تھا جنکا تعلق ملک داری سے ہے۔ طبیعات مین وہ سیدھی سادی پرانی ڈگر پر چلتا تھا جیسا کہ ذیل کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے :—

"یہ بادل ہین جو اولے اور برف بناتے ہین اور بجلی سے لازمی طور پر
کڑک پیدا ہوتی ہے جھکڑ چلتا ہے تو سمندر مین طوفان اُٹھتا ہے
ورنہ بغیر آندھیون کے اسکی حالت بہت ٹھیک رہتی ہے "

دراصل گمان غالب یہ ہے کہ فلسفہ کو جس نے پہلے پہل روزمرہ کی باتون سے اُٹھا کر نظریات تک پہنچایا وہ طالیس Thales ہے باقی اس وقت تک جو لوگ فلسفی کہلاتے تھے اُنکی بڑی لیاقت امور ملکہ امری مین بصیرت، ہوتی تھی۔ مشہور ہے کہ ان سب فلاسفہ کو شاہ ہیری انڈر Periander نے دو دفعہ ضیافت دیکر پہلے ڈلفی مین اور پھر کورنتھ مین جمع کیا تھا۔ اور انھی جلسون مین وہ ایک دوسرے سے روشناس ہوے تھے۔ لیکن انکا شہرہ زیادہ اس وجہ سے ہوا کہ جب انکے پاس ایک تپائی (جسکا قصہ آگے آتا ہے) بھیجی گئی تو ہر ایک نے خود اسکا تصفیہ چکانے سے انکار کیا۔ اور بکمال منکسر مزاجی سے کسی دوسرے ہم عصر کا نام لے دیا کہ "وہ مجھ سے زیادہ لایق فایق ہے اُسکے پاس یہ معاملہ لے جاؤ"۔

قصہ اس تپائی کا یہ تھا کہ ایک مرتبہ کورنتھ کے ماہی گیر مچھلیان پکڑنے کے لیے جال پانی مین

[1] اندر جیسے ہمارے ہان مشہور کر دیا ہے کہ پریون کا ناچ دیکھنے کے سوا کوئی کام نہین دراصل پچھلے دیوتاؤن کا سردار ہے اور ٹھیک یونانیون کے جوپیٹر (Zeus) دیوتا کے مانند ہے۔ ہمنے اس یونانی دیوتا کی جگہ اندر ہی لکھنے کو ترجیح دی۔ مترجم

ڈال رہے تھے چند ملیشی [illegible] مسافر بھی وہان آنکلے اور انھون نے بن دیکھے
یونہی قیمت لگا دی کہ اتنے دام دیکر اس دفعہ جو کچھ جال مین آئے وہ ہمارا۔ اتفاق سے جب
جال کھینچا تو اسمین ایک سونے کی تپائی نکلی، جسے شہر ٹروئے فتح ہونے کے بعد شہزادی
ہیلن Helen نے لوٹتے وقت ایک قدیم پیشین گوئی کی یاد مین یہان ڈال دیا تھا۔
اب ملیشیون نے اُس پر دعوے کیا اور ماہی گیرون نے دینے سے انکار۔ یہ جھگڑا یہان تک
بڑھا کہ دونون شہرون مین مخالفت پیدا ہوگئی اور نوبت لڑائی کی پہنچی۔ اپالو دیوتا کے
ہان سے آخر یہ فیصلہ ہوا کہ اس معاملے مین سب سے عقلمند شخص کو حکم بنایا جائے۔ چنانچہ پہلے
اسکو ملطہ مین طالیس Thales کے پاس بھیجا گیا اور فریقین نے اپنا اپنا دعوی پیش کیا
لیکن طالیس نے حکیم بیاس Bias کو اپنے سے دانشمند تر بتایا اور وہ تپائی اُس کے پاس
بھجوائی۔ اُس نے کسی اور کے پاس لیجانے کی سفارش کی اور اسی طرح پھرتے پھرتے وہ تپائی
دوبارہ طالیس کے پاس آئی اور آخر ملطہ سے منتقل ہوکر شہر تھیبیہ پہنچی جہان اسکو اپالو دیوتا
کے مندر پر چڑھا دیا گیا۔ شُفراسطس لکھتا ہے کہ پہلے ہی پہل یہ تپائی بیاس کے پاس لائی گئی
تھی پھر طالیس کے پاس گئی اور وہان سے چکر کھاکے دوبارہ بیاس کے سامنے آئی اور پھر
ڈلفی کے مندر پر چڑھی۔ بہرحال اس واقعے کو سب نے اسی طرح بیان کیا ہے البتہ تپائی کی جگہ
بعض کہتے ہین کہ وہ ایک طلائی پیالہ تھا جسے شاہ کریسس Croesus نے تحفۃً بھیجا تھا۔
اور ایک قول یہ ہے کہ اسے بتھی قلیس چھوڑ گیا تھا۔

کہتے ہین سولن کی اناکارسس Anacharsis اور طالیس سے بڑی دوستی
تھی۔ بعض روایتون مین انکی ملاقات اور مکالمت بھی سننے مین آئی ہے۔ مثلاً مشہور ہے کہ
اناکارسس نے ایتھنز آکر سولن کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہلا بھیجا کہ ایک پردیسی آپ کا مہمان
اور دوست بننے کے لیے آپ کے گھر آنا چاہتا ہے۔ سولن نے کہا کہ دوستی کے لیے تو اپنا
گھر ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ اناکارسس نے جواب دیا کہ جب تم اپنے گھر پر ہو پھر کیون نہین

مجھ سے دوستی کرنی چاہیے؟" یہ حاضر جوابی دیکھکر سولن بھی متعجب ہوا پھر بڑی مہربانی سے اپنے گھر لیجا کر اُسے مہمان رکھا اور اگرچہ وہ ملکی معاملات اور قانون سازی مین منہمک تھا۔ تاہم اپنے مہمان کے پاس کچھ نہ کچھ وقت ضرور گذارتا۔ جب انا کارسس نے اسکے قانون دیکھے اور اچھی طرح انکا مطلب سمجھا تو ہنسنے لگا کہ سولن اپنے اہل وطن کی بد دیانتی اور حرص قانون کے زور سے روکنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ تحریرین تار عنکبوت کی طرح ہین جنمین کمزور تو البتہ پھنس سکتے ہین۔ باقی طاقتور اور روپے والے انھین جب چاہین توڑ پھینکین۔" سولن نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ لوگ عہد کی پابندی کرتے ہین بشرطیکہ انھین اسکے توڑنے مین کوئی فائدہ نظر نہ آئے۔ پس مین اپنے قوانین اس طرح وضع کرونگا کہ میرے اہل وطن اس بات کو اچھی طرح جان لین کہ قانون شکنی سے کوئی فائدہ نہین اور انصاف پر قائم رہنا ہی زیادہ اچھا ہے" لیکن سولن کی یہ امید بر نہ آئی بلکہ انا کارسس ہی کا قیاس ٹھیک نکلا۔ اُس نے ایک بار ایتھنز کی مجلس ملکی دیکھکر یہ بھی کہا تھا کہ یونان مین بڑی حیرت کے لائق یہ بات ہے کہ یہان عقلاء تقریرین کرتے ہین اور حمقا فیصلے کرتے ہین"

کہتے ہین سولن، طالیس سے ملنے ملطہ گیا تھا۔ اور اسکے پاس رہا تو اسنے حیرت ظاہر کی کہ طالیس کو تاہل سے ایسی بے پروائی کیون ہے؟ اس وقت تو طالیس نے اسکا کچھ جواب نہ دیا لیکن تھوڑے دن بعد ایک پردیسی کو سکھا پڑھا کے لایا جس نے جھوٹ موٹ بیان کیا کہ مین دس روز ہوے ایتھنز سے آیا ہون۔ جب سولن نے وہان کی خیر خبر دریافت کی تو شخص مذکور نے سکھانے کے مطابق کہا" اور تو کوئی تازہ خبر نہین ہان جب مین چلا ہون تو ایک نوجوان کے جنازے کی تجہیز و تکفین مین سارا شہر شریک تھا۔ کیونکہ لوگ کہتے تھے وہ کسی نہایت معزز اور صاحب اعتبار شخص کا بیٹا تھا اور اسکا باپ وطن سے دور کہین سیاحی پر گیا ہوا تھا" سولن نے کہا" وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہے!۔ مگر اسکے نام کی بھی خبر ہے کہ کیا تھا؟" مخاطب نے جواب دیا" مین نے نام سنا تو تھا مگر افسوس ہے اس وقت ذہن مین محفوظ نہین رہا۔ ہان

یہ تو مجھے یاد ہے کہ اس شخص کے عدل و دانش کی بڑی تعریفین ہوتی تھین ،، غرض اس قسم کے مبہم اتے پتون سے سولن کو رفتہ رفتہ سخت تردد پیدا ہوگیا اور آخر وہ نہ رہ سکا اور اپنا نام لے لے کے پوچھنے لگا کہ "وہ کہین وہ سولن کا بیٹا تو نہین تھا؟" اور جب یہ دیسی نے کہا کہ ہان اسکے باپ کا یہی نام تھا تو سولن رنج کے مارے سر و سینہ پیٹنے لگا اور جس طرح کہ ان موقعون پر عام لوگ کرتے ہین اسی طرح شور و شیون کرنے لگا - تب طالیس نے اسکا ہاتھ تھاما اور مسکرا کے کہنے لگا کہ "دو سولن یہی چیز مجھکو تاہل سے روکتی ہے جسکی سہار تم جیسے مستقل مزاج شخص سے بھی نہ بن پڑی - مگر اس اطلاع پر کچھ رنج نہ کرو یہ سب بناوٹی باتین تھین ،، یہ روایت ہرمپس نے پٹےکس Pataecus سے لی ہے جو اپنی نسبت یہ ڈینگین مارا کرتا تھا کہ مجھ مین ایسپ Aesop کی روح حلول کر آئی ہے۔

لیکن اسباب آسایش کو اس لیے تلاش نہ کرنا کہ اگر وہ کھو گئے تو رنج ہوگا ، بالکل بے عقلی اور چھوٹے دل کی بات ہے - کیونکہ پھر تو اسی خدشے کے مارے دولت عزت حکمت کوئی شے بھی حاصل کرنے کے لائق نہ رہیگی - یہان تک کہ نکوکاری بھی کہ دنیا مین بہترین پونجی ہے بعض اوقات بیماری یا ادویات (مثل مسکرات وغیرہ) کی بدولت بیکار ہو جاتی ہے۔ اور طالیس نے اگر شادی نہین کی تو کیا ہوا - اسکے ساتھ تاہل کے مخمصے نہ سہی اپنے وطن اعزا اور احباب کے افکار تو لگے ہوے تھے - اگر وہ ان سب سے بے تعلق ہو جاتا تب بے شک ہم سمجھتے کہ وہ افکار و آلام دنیوی سے آزاد ہے - طرہ اس پر یہ ہے کہ ہمین معلوم ہوا ہے اس نے اپنے بھانجے سائبستس Cybisthus کو اپنا متبنے بیٹا بھی کر لیا تھا۔

بات یہ ہے کہ خود روح ایک اصول ، لطف و کرم کا اپنے مین رکھتی ہے اور جس طرح سوچنے سمجھنے اور یاد رکھنے کی قوت رکھتی ہے اسی طرح محبت کرنا بھی اسکے خواص مین داخل ہے پس جب کسی کا کوئی نہین ہوتا جسے وہ پیار کرے تو وہ از خود کسی غیر کی طرف مائل ہو کر اسی کا شیدائی ہو جاتا ہے - اور بیگانی چیزین در کنار نار وا اشیا تک اسکی التفات کو اپنی جانب کھینچتی ہین - یہی

حال ان املاک اور جایدادون کا ہوتا ہے جنکے اصلی وارث نہین رہتے اور وہ غیرون کے پاس چلی جاتی ہین ٭ اور التفات و محبت ہی کے ساتھ تشویش و افکار آتے ہین یہان تک کہ ایسے لوگ جو توالد و تناسل کو سب و شتم کرتے ہین بہت دفعہ اُنہین لونڈی غلامون کے بچّے کی بیماری یا موت پر آنسو بہاتے اور کڑھتے دیکھا ہے بعض کتّے بلّی کی موت پر رنج کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے ہین - حالانکہ بہت سے خدا کے بندے ایسے بھی ہین جو اپنے ہونہار بچون کی موت کا رنج مردانہ وار برداشت کرتے ہین اور ہوش و دانائی کے ساتھ باقی عمر گذار دیتے ہین ٭ درحقیقت یہ محبت نہین کمزوری ہے جو بے عقلون کو تقدیری امور پر اس طرح کا بیتاب و بے قرار اور ایسی اذیت و کرب مین مبتلا کر دیتی ہے جس سے انھین لحظہ بھر چین نہ ملے - ایسے لوگون کو خوشی کو پامال کر دینے کے لیے تو بغیر نقصان پہنچے محض آیندہ نقصان کا اندیشہ ہی کافی ہے کہ انھین مسلسل خوف، فکر اور تکلیف مین پھنسائے رکھے ٭ ہمین ہرگز روا نہین کہ دولت کے نقصان کے ڈر مین مفلسی کو پسند کرین یا لاولد رہ جانے کے خوف سے شادی ہی نہ کرین - بلکہ یہ نقصانات ہمیشہ ضبط اور عقل کے ساتھ برداشت کرنے چاہیین ٭ لیکن یہ بحث اتنی ہی کافی ہے ٭

اب یہ سنو کہ جس زمانے مین اتھنز والے مگاریون Megarians سے جزیرہ سلامیس[1] کے لیے لڑتے لڑتے تھک گئے اور دشمنون کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو انھون نے اپنے ہان قانون بنایا کہ جو کوئی اب اتھنز کو سلامیس پر قبضہ حاصل کرنیکی بذریعہ تقریر یا تحریر ترغیب دے تو اسکو سزاے موت دی جاے - اس شرمناک اظہار بزدلی پر سولن نہایت ناراض ہوا - اور یہ دیکھکر کہ ناراض تو اور بھی بہت نوجوان اسکی طرح ہین لیکن چاہتے یہ ہین کہ ابتدا کوئی اور قانون شکنی کرے، اسنے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا - اور خود اسکے خاندان والون نے شہر مین مشہور کر دیا کہ اس کا دل اُلٹ گیا ہے - اس کے بعد اُس نے ایک مرثیہ لکھکر اُسے حفظ کر لیا تاکہ سناتے وقت یہ معلوم ہو کہ ابھی فی البدیہہ کہا ہے - پھر ہاتھ مین ٹوپی لیکے چوک مین دوڑنے لگا اور بہت سے لوگ ارد گرد جمع ہو گئے تو ایک اونچی جگہ چڑھ کے اس نے اپنا مرثیہ پڑھنا شروع کیا

[1] Selamis

جس کا مطلع یہ تھا :-

"سہے پیاری سلامیس نے تم تک مجھے بھیجا
اور شعر مرے دینگے تمہین وان کا سندیسا"

نظم کا نام بھی "سلامیس" تھا - آیین نہایت پرلطف و پراثر، کل سو شعر تھے - جب یہ نظم گائی گئی تو سولن کے احباب نے اسکو بڑی داد دی خصوصاً پی سس ٹراٹس نے شہر والون کو بہت ابھارا کہ شاعر کی پیروی کرین - اور نتیجہ اس جوش خروش کا یہ ہوا کہ پہلا قانون منسوخ و مسترد ہو گیا اور سولن کی ماتحتی مین ازسر نو جنگ چھڑ گئی " اسکے بعد عام روایت یہ ہے کہ وہ پی سس ٹراٹس کے ہمراہ مقام کولیاس Kolias تک جہاز مین آیا - یہان گانون کی رسم کے مطابق بہت سی عورتین سیرس دیوی پر قربانیان چڑھانے جمع تھین - انکو دیکھکر سولن کو یہ چال سوجھی کہ ایک شخص اپنے ہین کا مگارا Megara بھیجا جس نے ظاہر کیا کہ وہ ایتھنز والون سے بگڑ کر انھین چلا آیا ہے ساتھ ہی انھین اکسایا کہ اگر ایتھنز کی ذی مرتبہ امیر زادیون کو گرفتار کرنا چاہو تو ایسے مین وہ سب کولیاس پر جمع ہین میرے ساتھ چلو تو آسانی سے اُن کو پکڑوائے دیتا ہون " مگاریون نے یہ سنکر فوراً ایک جہاز مین فوج اسکے ساتھ بھیجدی - ادھر سولن نے بھی دور سے انھین بھانپ لیا اور عورتون کو تو اسی دم وہان سے روانہ کردیا اور ان کی جگہ بے ڈاڑھی مونچھ کے چند نوجوانون کو زنانہ لباس پہنا کر وہان ناچنے گانے کا حکم دیا - اُن کے پاس خنجر بھی چھپے ہوے تھے اور ہدایت یہ تھی کہ جب تک دشمن جہاز سے اتر نہ آئین اُس وقت تک وہ ساحل سے جانے کا ارادہ نہ کرین " غرض ایسی ایسی ترکیبون سے مگاری جھکے مین آگئے اور بڑے شوق سے دھا دھم ساحل پر کودنے لگے کہ کہین کوئی شکار انکے قبضے سے بھاگ کر نہ نکل جائے " اتنے مین جب کہ یہ لوگ یہان اپنی بیوقوفی پر پچھتا رہے تھے سولن جہاز لیکر سلامیس پر جا چڑھا اور مقام مذکور کو بہ آسانی فتح کرلیا "

دوسرا قول یہ ہے کہ اسکی تسخیر اس طرح عمل مین نہین آئی بلکہ سب سے پہلے سولن کو ڈیلفی سے

استخارے کے جواب میں یہ پیغام ملا کہ

دو جاؤ پہلے اپنے اُن مردانِ نامی کو مناؤ

غرب رُو، سوتے ہین جو سینۂ Asopia کی خاک پاک پہ

انکی استرضا مین بھینٹ، اچھی سے اچھی تم چڑھاؤ؛؛

اس پر سولن راتون رات جزیرہ سلامیس کی طرف جہازون مین چل پڑا۔ سب سے پہلے تو اس نے پی ری فی مس Periphemus اور سکر یوس Cychereus سورماون کے نام کی قربانیان چڑھائین اور اسکے بعد پانچ سو والنٹیر (متطوعین) اپنے ساتھ کے لیے چھانٹے (واضح رہے کہ حکومت نے پہلے ہی یہ اشتہار دے رکھا تہا کہ جو لوگ سلامیس کو فتح کرینگے وہان کی حکومت مین سب سے بڑا اور مقدم حصّہ اُنھین کا ہوگا۔) نیز ماہی گیرون کے کچھ ڈونگے اور چند تیس چپو کشتیان لیکر خلیج سلامیس مین مقام نیسی کے مقابل جا اُترا؛؛ مکاریون کو جس وقت یہ خبر کچھ غلط کچھ صحیح پہنچی تو انھون نے جلدی جلدی ہتیار لگانے شروع کیے اور ایک جہاز کو بھی بھیجا کہ دشمن کی خبر لائے۔ یہ جہاز سولن کے ہاتھ پڑ گیا اور اس نے مکاریون کو محبوس کر کے اُنکی جگہ اپنے آدمی اس جہاز پر مقرر کر دیے۔ انہین حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو خفیہ خفیہ جزیرہ کی طرف کھینا اور خود اپنے سپاہیون کو خشکی کی طرف سے لیجا کر مکاریون سے لڑائی شروع کر دی۔ عین اس وقت جب یہ دونون فوجین ایک دوسری سے مصروف جنگ تھین۔ وہ جو جہاز مین تھے بے روک ٹوک شہر تک پہنچ گئے اور اس پر بہ آسانی قابض ہو گئے ؛؛

فتح سلامیس کی یہ دوسری روایت ہے اور اس کی تصدیق اس رسم سے بھی جو بعد مین منائی جاتی رہی، ہوتی ہے :۔ یعنی ایک اتھنزی جہاز بہت خاموشی اور اخفا کے ساتھ جزیرے کی طرف کھیا جاتا پھر اسکے ہتیار بند سوار یکبارگی غل شور مچاتے ہوے کود کود کے زمین پر اوترتے اور ایک نعرہ لگا کر راس کردیم کی جانب دوڑتے اور خشکی کی طرف کے آنے والون سے اس جگہ آن کر مل جاتے ؛؛

علاوہ برین اسی راس پر سولن نے مریخ دیوتا کے نام پر ایک مندر تعمیر کیا ہے کیونکہ
مگاریون کو شکست دینے والا وہی ہے - اور اسی نے جو شکست خوردہ باقی بچے ان کو خاص
خاص شرائط پر امان دی تھی؛
لیکن اس کے بعد بھی لڑائی ہوتی رہی اور چونکہ فریقین کافی نقصان اُٹھا چکے تھے
اس لیے انہون نے اسپارٹا والون کو اپنا پنچ بنایا - اس موقعے پر مشہور ہے کہ جب یہ معاملہ پنچایت
مین آیا تو سولن نے ھومر کے چند شعر برمحل پڑھکر ان کے اثر سے بہت فایدہ اٹھایا - ان
شعرون مین اُس نے تھوڑا سا تصرف کرکے یہ بیت بھی اپنی طرف سے اضافہ کردی تھی :-

"سلامس سے بارہ جہاز بہادر ایجکس Ajax سے آیا -
اور اسکے ساتھی ایتھنز والون کے شانہ بشانہ ان کے
دشمنون سے لڑے "-

مگر ایتھنز والے اس روایت کو صحیح نہین مانتے - انکا بیان ہے کہ سولن نے پنچون پر یہ بات
اچھی طرح سے کھول دی کہ اس جزیرے کو اسکے اصلی وارث ، یعنی ایجکس کے بیٹے ہمین دے چکے
ہین - ان دونون کو اسکے بدلے مین ایتھنز کے حقوق شہریت اور قصبہ فلیڈی Philaida
کی حکومت حاصل ہوئی - (جہان کا پی سس ٹراٹس تھا) اور اسی کی وجہ سے ایک بھائی کا نام فلیوس
ہوا - دوسرا یوری سس ہے وہ بھی ہماری سرزمین (ایٹکا Attica) کے موضع بورون Brauron
مین بستا ہے؛
اسکے سوا سولن نے مگاریون کی زیادتی کی دلیل ایک اور بھی دی - اور کہا کہ یہ اپنے
مُردون کو ایتھنز والون کی طرح غرب رُو دفن کرنے لگے حالانکہ اُن کے ہان دستور شرق رو دفن
کرنے کا ہے ؛ لیکن ہیراس Hereas مگاری نے اس دلیل کو جھٹلایا ہے - اس کا بیان ہے
کہ ہم ہمیشہ سے مغرب کی طرف کروٹ لٹاکر مردے دفن کرتے ہین - البتہ ایتھنزیون کے مانند
ہر ایک نعش کے لیے الگ قبر نہین بناتے بلکہ دو دو تین ایک قبر مین رکھ دیتے ہین ؛ لیکن

اپالو کے بعض الہامی اقوال نے سولن کی کچہ اس طرح تائید کی کہ اسی کی بات در پزیری ہوئی
اس معاملے مین کریٹولیڈاس Critolaidas امو فارے ٹس Amopharetus
ہپیکی داس Hypoechidas انکسی لاس Anexilas اور کلیومینز Cleomenes
اسپارٹی تھے ۔

اس واقعے نے سولن کو بہت مشہور و باوسوخ کر دیا ۔ اور جب اُس نے ایک دوبین الاقوام جھگڑے مین ڈیلفی کے متبرک الہامی قوال کی حمایت کی تو سارے یونان مین وہ نامآور ہوگیا اسی کی صلاح پر امفکیٹیاںس Amphictyons والون نے ہتیار اُٹھائے اس کی تصدیق ارسطو کے اس بیان سے ہوتی ہے جسمین اس نے پیتھیا Pythia کے کھیل تماشون مین جیتنے والون کے نام گنوائے ہین ۔ لیکن اس لڑائی مین سولن نے کمان نہین کی تہی جیسا کہ ہرمیپس نے لکھا ہے ۔ کیونکہ مشہور خطیب اسکائی نس نے اسکا ذکر نہین کیا اور ڈیلفی کے رجسٹرون مین بھی اسکے بجائے اس مہم کا جرنیل السّ مئین Alcmaeon کو لکھا ہے ۔

ایتھنز کی اندرونی حالت اس زمانے مین کچھ اچھی نہ تھی ۔ کیلون Cylon کا پرانا جھگڑا جو مگاکلس Megacles کے زمانے سے چلا اب تک چلا آتا تھا ۔ قصہ یہ تھا کہ کیلون اور اسکے ساتھی ایک سخت جرم کرکے منروا دیوی کے مندر مین گھس گئے تھے جہان سے زبردستی نکالنا یا ان کی جان مارنا نہ تہا یا بالکل ممنوع وحرام تھا ۔ تب حاکم وقت مگاکلس نے انہین بہلا پھسلا کر مندر کے باہر بلایا اور کہا کہ تم کو مارا نہین جائیگا بلکہ تمہارا قانونی طور پر مقدمہ عدالت مین پیش ہوگا ۔ اسپر کیلون اور اسکے ساتھیون نے ایک ڈورا منروا دیوی کی مورت سے باندھا اور اسکا ایک سرا خود ہاتھ مین پکڑے مندر کے باہر آئے مگر عدالت تک پہنچنے سے پہلے یہ ڈورا خود بخود بیچ مین سے ٹوٹ گیا ۔ اس سے مگاکلس وغیرہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ دیوی نے ان کو اپنے تحفظ مین رکھنے سے گویا انکار کر دیا ہے ۔ پس وہ سب کے سب گرفتار اور سنگسار کر دیے گئے جو دوبارہ بھاگ کر مندر مین گھسے انھین خاص قربانگاہ پر تلوار کے گھاٹ اتارا اور سوائے اُن کے

جو مجسٹریٹون کی بیویون کی (منت سماجت کر کے) حمایت مین آگئے کوئی متنفس کیلون اور اسکے ہمراہیون مین سے زندہ نہ بچا*۔ مگر اس وقت سے یہ سب مجسٹریٹ اور حکام سخت گنہگار اور قابل نفرت سمجھے جانے لگے۔ کیلون کے ساتھیون کی جو تھوڑی سی جماعت بچ رہی تھی اس کی قوت اس واقعے سے خوب بڑھ گئی اور انھون نے مگاکلس کے رشتہ دارون سے ہزارہا جھگڑے فساد کرنے شروع کیے۔ یہ جھگڑے اُس وقت، جب کا ہم ذکر کر رہے ہین، اپنے کمال پر تھے اور انھون نے لوگون کو کئی ٹکڑیون مین منتشر کر رکھا تھا۔ سولن اپنی نام آوری کی وجہ سے اس مین پڑا اور اُس نے ایتھنز کے لایق لایق اور صاحب اثر اصحاب کو بیچ مین ڈالکر ان جھگڑون کا اس طرح تصفیہ کرنا چاہا کہ تمام مجسٹریٹ جن پر "توہین مذہب" کا الزام لگایا جاتا تھا، انھین اس بات پر رضامند کر لیا کہ وہ تین سو اشرافون کی عدالت مین اپنی صفائی کر دین۔ جب اس قرارداد کے مطابق مقدمہ پیش ہوا اور فلیہ کا ایک شخص میران Myron of Phlya ان کے خلاف پیروکاری کے لیے کھڑا ہوا تو آخر مین وہ سب توہین مذہب کے مجرم پائے گئے اور جلاوطنی کا حکم ان کے واسطے صادر ہوا بلکہ جو لوگ اُنمین سے مر چکے تھے اُن کی لاشین تک قبرون مین سے کھدوا کر حدود مملکت کے باہر پھنکوا دی گئین*۔ عین اس عالم مین کہ ایتھنز ان خانگی مناقشون مین پھنسا ہوا تھا مگارا والون نے ان پر حملہ کیا اور نیسی اور سلامیس دوبارہ چھین لیے مزید بران خود شہر مین عجیب عجیب آسیب لوگون کو نظر آنے لگے اور انکے اوہام اور وسوسون کو انکے پنڈت پجاریون نے یہ کہکر اور بڑھا دیا کہ دیوتاؤن پر قربانیان چڑھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی آج کل ناخوش ہین اور ہمین مبتلائے معصیت سمجھتے ہین۔ ضرور ہمارے گناہ اور بداعمالیان روز بد دکھانے والی ہین اور جب تک ان کا کفارہ نہ کیا جائے عذاب کم نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ یہ حال دیکھکر شہر والون نے قریطش سے حکیم فہیدنس فسطائی کو بلوایا۔ یہ شخص عقلاے یونان مین اُن کے نزدیک جو پیری انڈر Periander کو نہین مانتے حکیم سابع (یعنی ساتوان عقلمند) شمار ہوتا ہے*۔ معلوم ہوتا ہے اُسے عام طور پر دیوتاؤن کا محبوب سمجھا جاتا تھا کیونکہ مافوق العادت

اور مذہبی امور مین اس کی لیاقت و واقفیت امر مسلم تھی - اسی وجہ سے اسکے معاصر اُسے
بلٹی Balla دیوی کا بیٹا اور کوریٹس Curetes ثانی بھی کہتے تھے ؛ جب وہ ایتھنز آیا
اور یہان سولن سے اسکی واقفیت اچھی طرح ہوگئی تو اُس نے سولن کو بہت مدد دی اور اس کے
قوانین کے لیے راستہ تیار کر دیا - وہان کے سخت طریق ریاضت و نفس کشی کو اُس نے کسی قدر
آسان کر دیا - موتے پر جو سوگ وہان والے مناتے تھے اور خصوصاً عورتون سے جو وحشیانہ
رسمیں کرائی جاتی تھین ان کی تخفیف کچھ قربانیان بڑھا کر کر دی - لیکن سب سے مفید کام اس
نے یہ کیا کہ شہر کی صفائی اور تطہیر آگ اور روشنی سے کرائی ساتھ ہی بہت سی مقدس عمارتون کی
بنیاد رکھی تاکہ لوگون مین اخلاص و اتحاد بڑھے اور وہ عدل و انصاف کی قدر کرنا سیکھین ؛ سنا ہے
منوشیا Munichia کی عمارت کو دیر تک غور سے دیکھنے کے بعد جو لوگ آس پاس کھڑے
تھے اُن سے اس نے کہا کہ "آدمی بھی مستقبل سمجھنے مین کس قدر اندھا ہوتا ہے - درحقیقت اگر ایتھنز ی
پہلے سے جان لیتے کہ یہ عمارت انکے شہر مین کیا کیا آفتین کھڑی کریگی تو وہ اسکو دانتون سے توڑتے
مگر قائم نہ رہنے دیتے " ایک اسی قسم کا خیال طالیس سے منسوب ہے - کہتے ہین اُس نے اپنے
دوستون سے وصیت کی تھی کہ مجھے ملطہ کے بُرے سے بُرے اور کسی گمنام کونے مین دفن کر دینا -
کیونکہ اس مقام کے دن بھی کبھی نہ کبھی پھرینگے اور یقیناً وہان ایک زمانے مین ملطہ والون کے بازار
لگا کرین گے ؛

فمنڈیش کی ایتھنز مین بڑی عزت اور توقیر ہوئی - اور شہر کی طرف سے اسے نہایت بیش قیمت
ہدیے پیش کیے گئے لیکن اس نے درخواست کی کہ صرف ایک شاخ مقدس زیتون کی مجھے بطور تحفہ
مل جاے - اور جب وہ مل گئی تو پھر وہ اپنے وطن لوٹ گیا ؛

جب یہ شورش کیلون کی رفع دفع ہوگئی اور گنہگار شہر بدر ہو چکے تو ایتھنز مین پھر وہی سیاسی
اختلافات شروع ہو گئے - اور ملک کے مختلف فرقون مین دھڑا بندی ہونے لگی ؛ پہاڑی علاقے
کے لوگ دستوری طریق حکومت کے طرفدار تھے - میدانی لوگ (یا میدانون کے رہنے والے) امرا کی حکومت

کو ترجیح دیتے تھے اور ساحلی دونون کے بین بین تھے اور پہلی دونون جماعتون کے سد راہ ہو جاتے تھے ؛ اس کے سوا دولتمندون اور مفلسون کی مالی جد وجہد بھی اس وقت علی نہایتہ تھی اور ان سب جھگڑون نے شہر کی حالت اس درجہ مخدوش کر دی تھی کہ سوا ے شخصی اور مطلق العنان حکومت کے اس کا حل ہوتا نظر نہ آتا تھا - دولتمندون کے قرض سے کوئی شخص بچا ہوا نہ تھا - اور یہ سب مقروض یا تو اپنے قرضخواہون کی زمین جوتتے اور ایک سدس ادا کرتے رہتے جس سے ان کا نام ہکٹی موری Hectimoroi یا تھیٹس Thetes (بمعنے سدس دہندہ) پڑ گیا تھا - اور یا یہ لوگ قرض مین اپنا جسم مکفول کر دیتے یہ گویا قرضخواہ کو اختیار دینا تھا کہ وہ جب چاہے انھین اپنا غلام بنالے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے - بعض اوقات وہ انھین اولاد بیچنے پر (جو قانوناً ممنوع نہ تھا) مجبور کرتا ؛ اور انھی زیادتیون سے عاجز آکر بہت سے مقروض گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ؛ لیکن جب نوبت یہان تک پہنچی تو انھین بہت سے جی دار اٹھ کھڑے ہوے کہ اپنا ایک سردار منتخب کر کے ان مظالم کا سد باب کرین اور اپنے مبتلاے عقوبت بھائیون کو چھڑا کر ایک نئی حکومت قائم اور زمینون کو از سر نو تقسیم کرین ؏

اس وقت ایتھنز کے عقلا نے ملک سولن کو مجبور کیا کہ وہ اِن کے باہمی جھگڑے چکائے اور ملک کو تباہی سے بچاے ؛ چونکہ سولن متنازعین مین سے کسی فرقے مین بھی نہ تھا - نہ وہ کسی کا قرضدار تھا نہ قرض خواہ - اس لیے سب نے اس کو اپنا حکم منتخب کیا ؛ اور اگرچہ فی نیاس Phainao بہ وثوق کہتا ہے کہ سولن نے ملک بچانے کی خاطر اپنی اپنی جگہ ہر فریق کو بہلا دیا تھا کہ وہ ان کے حسب منشا فیصلہ کر دیگا ، لیکن خود سولن کا بیان اس کے خلاف ہے - وہ کہتا ہے کہ مین مال دارون کے غرور اور فریق ثانی کی حرص سے اس قدر اندیشہ مند تھا کہ اول اول اُنکے معاملات مین ہاتھ ڈالتے جھجکتا تھا - بہر کیف فلم بروٹش Philombratus کے بعد وہ آرکن Archon (یعنی حاکم میعادی) منتخب ہوا اور پھر اُسے محاکمی اور قانون سازی کے اختیارات کامل دیے گئے - مال دارون نے اسکو یون منظور کیا کہ وہ خود خوشحال تھا اور غریبون نے

اس لیے ترجیح دی کہ وہ حق پسند اور دیانت دار تھا ؛ اسکے انتخاب کے وقت خود اُس کی یہ
کہن لوگون مین زبان زد تھی کہ "اگر ہر شے اپنی اپنی جگہ ہموار رہے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہین پیدا ہو سکتا"
اس قول نے دونون فرقون کو خوش کر دیا تھا - دولتمند تو اس سے اپنے موافق یہ معنے لیتے تھے
کہ ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ ملنا چاہیے اور کم مقدرت لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ ہر شخص کو مساوی
حصہ ملنا چاہیے ؛ فریقین کی ایسی ایسی توقعات تھین جب انھون نے سولن پر حکمرانی اپنے ہاتھ
مین لینے کے لیے زور دیا اور چاہا کہ ایک بار حاکم منتخب ہونے کے بعد پھر وہ اپنی منشا کے مطابق
جس طرح مناسب سمجھے معاملات کی درستی کرے - عوام الناس تو اس ڈر سے کہ قانون اور معقول
فہمایش بھی حالات موجودہ مین کارگر نہین ہوگی یہان تک تیار تھے کہ کوئی دانا اور انصاف پسند
شخص ان پر مطلق العنانی کے ساتھ بادشاہت کرے - اور یہ بھی کہتے ہین کہ سولن کے پاس ڈلفی
سے بھی یہ کہن[1] (پیغام الٰہی) آگئی تھی کہ :-

"جہاز ملک کی پتوار ہاتھ مین لے لے

بہت اہلِ ایتھنز ساتھ ہین تیرے"

لیکن سب سے زیادہ سولن کو اسکے خاص خاص دوستون نے نام دھرے کہ ایسا اچھا موقعہ
بادشاہت حاصل کرنے کا چھوڑے دیتا ہے - حالانکہ جب وہ حاکم با اختیار ملک کی طرف سے
منتخب کر لیا گیا تو پھر کیون نہین وہ خطاب بادشاہی کا بھی اپنے لیے اعلان کر دیتا - جس کا اسے
قانوناً بھی حق ہو گیا ہے ؛ اس سے پہلے جزیرہ یوبا Eubaea مین ٹونی ڈس Tynnodas
کو حاکم بنا کے وہان والے یہ تماشا دیکھ چکے تھے اور اسی طرح کی واردات مٹی لین Mytilene
مین گذری تھی جہان کہ پٹاکس Pittacus حکومت کو اُلٹ کر شخصی بادشاہ بن بیٹھا تھا ؛ لیکن
اس قسم کی کوئی مثال یا تحریص سولن کو صراط مستقیم سے نہ ڈگمگا سکی - بلکہ اس نے ، سنا ہے ،

[1] کہن ٹھیک مرادف ہے اورکل Oracle کا - ڈلفی کے مقام پر جو اپالو دیوتا کا مندر تھا اور جس سے عام طور
پر مشکلات مین استخارہ کرتے تھے ، اسکے الہامی جواب یا پیغامات اورکل ہی کہلاتے تھے ؛ مترجم

جواب دیا تو یہی کہ اگرچہ مطلق العنانی ایک نہایت دلکش طلسم ہے لیکن جو اس میں پھنس جاتا ہے پھر وہ کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔ (مطالب یہ کہ مطلق العنان بادشاہ چاہے بھی کہ انصاف پسند اور خلایق کی واجبی رائے کا کسی معقول حد تک پابند ہو تو اس سے بن نہیں پڑتا اور اسکی طبیعت یہ گوارا نہیں کرتی)

سولن نے اپنی منظوم بیاض میں بھی فوکس Phocus کے نام یہ شعر لکھے ہیں :۔

"اس لیے کہ میں نے اپنے ملک کو جوں کا توں آزاد رہنے دیا۔

اور اپنا ہاتھ غصب اور زیادتی سے روکا۔ اور اسپر کہ میں نے دھبا خود غرضی اور

ذلت کا اپنے اچھے نام پر نہ لگنے دیا۔ مجھے ذرہ برابر پچھتاوا نہیں آتا"۔

بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہی چیز میری نام آوری کا طرہ امتیاز رہیگی"

ان شعروں سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ سولن اپنی قانون سازی سے قبل ہی مشہور اور نامور آدمی تھا۔ اس نے اپنے شعروں میں اُس تمسخر کا بھی ذکر کیا ہے جو اُس کے دوست بادشاہی نہ لینے پر کیا کرتے تھے۔ وہ جس طرح اُس کا خاکہ اڑاتے تھے اُس کو ان لفظوں میں نقل کیا ہے :۔

"سولن سچ مچ سادہ لوح اور خالی منصوبے باز شخص معلوم ہوتا ہے۔ دیوتا اسے

چھپر پھاڑ کر دولت دیتے ہیں مگر وہ اپنی خوشی سے اُسے ٹھکرائے دیتا ہے۔

جال مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا مگر اس بے عقل نے بھاری بھاری دیکھکر کم ہمتی سے

اس کو کھینچا تک نہیں۔ کہیں میں اس کی جگہ ہوتا اور یہ دولت اور بادشاہت ایک

روز کے لیے بھی مجھے مل سکتی تو میں اپنی کھال بھی اُتروانا اسکے لیے گوارا کرلیتا"۔

اتنی کم حوصلہ اور تنگ خیال دوستوں کی کہن اُس نے مذکورہ بالا الفاظ میں دُہرائی ہے۔

لیکن اگرچہ حکمرانی حاصل کرنے سے سولن نے انکار کیا تاہم اس معاملے میں وہ بالکل ہی نرم اور طاقت وروں کے ہاتھ میں موم کی ناک نہ تھا۔ نہ اُس نے اپنے قوانین میں ان کی کوئی رُو رعایت کی جنھوں نے اسکو انتخاب کیا تھا۔ جو چیز کہ پہلے سے اچھی تھی اُس کو اس نے بجنسہٖ اپنی حالت پر رہنے دیا۔ اور نہ غیر ضروری تبدیلیاں اس نے امور مملکت میں کیں اس خیال سے

کہ کہین ع

"دھبا رہے کپڑے پہ نہ کپڑا باقی"

اور اس اندیشے سے کہ کہین نظام سلطنت مین کوئی بڑا انقلاب پیدا کرنے کے بعد ایسی خرابیان اُٹھ کھڑی ہون جو پھر اسکے قابو کی نہ رہین۔ اور جو کچھ برا بھلا احوال اس وقت ہے اس سے ابتر حالت ہو جائے، اس نے جتنی اصلاحین کین وہ سب ایسی تھین جن پر، اسکے نزدیک، سلیم الطبع لوگ ترغیب سے اور سرکش جبر سے عمل کر سکتے تھے جیسا کہ وہ خود کہتا ہے:

ع "لیا کام ایک ہی یان زور اور انصاف، دونون سے"

تب ہی جب اُس سے پوچھا گیا کہ "کیا تم نے جو قوانین بنائے وہ ایتھنز کے لیے بہترین دستور العمل ہین؟" تو اُس نے جواب دیا "بے شک بہتر سے بہتر دستور العمل جو وہ قبول کر سکتے تھے"۔

فی زمانا لوگون کا خیال ہے کہ ایتھنز والون مین جو یہ طریقہ رائج ہے کہ وہ ذمایم کو ایسے نامون سے جن مین ذم کا پہلو نہ ہو جیسے "کسبیون" کو ڈیرے دار (مسٹرس) خراج، کو زر رسوم (کسٹم) جیل خانے کو بڑا گھر (چیمبر) کہنکے مخاطب کرنے لگتے ہین، یہ ترکیب بھی سولن ہی نے شروع مین ایجاد کی تھی چنانچہ قرضون کی تنسیخ کا نام اُس نے سی سکتھیا seisachtheia یعنی گلو خلاصی یا سبکدوشی رکھا تھا۔ اور یہی کام سب سے پہلے اس نے کیا تھا کہ جو قرضے باقی تھے ان کو معاف کرا کے آیندہ کے لیے اپنی ذات کو مکفول کرنے کی قطعی ممانعت کر دی۔ اگرچہ بعض لوگ، جیسے اندروشن Androtion بہ یقین کہتے ہین کہ قرضون کی تنسیخ عمل مین نہین آئی تھی بلکہ صرف سود گھٹا دیا گیا تھا جس سے لوگ نہایت خوش ہوے انھون نے اس نفع رسانی کا نام سی سکتھیا رکھا اور اُن مفید اصلاحون کو بھی جنکے رو سے ان کے اوزان اور سکے کی قیمت بڑھ گئی تھی، اسی نام سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ پونڈ کو اس نے تہتر درہمون ڈریکمی drachma کے بجائے سو درہمون کا سکہ معین کیا جس کی وجہ سے دینداردن کو بہت سہولت ہو گئی کیونکہ قرض اگر دو پونڈ (یا ڈیڑھ سو درہم) کا تھا تو نئے قاعدون کے رو سے ادائگی اس کی ڈیڑھ پونڈ سے ہو سکتی تھی۔ لیکن کثرت رائے اس طرف ہے کہ سی سک تھیا

قرضون کی تنسیخ کامل ہی کا نام ہے - یہی اس کے اُن شعرون سے بھی ظاہر ہوتا ہے جہان وہ بفخر بیان کرتا ہے کہ :

"میں نے اُن کتبات[1] کفالت سے جنھون نے
زمین کو چھپا رکھا تھا، ملک کو صاف کر دیا -
اور اس طرح اُس قیدی کو آزادی دلائی"

جو بدنصیب اسی قرضے کی بلا مین آزادی سے ہاتھ دھو چکے تھے انھین سولن نے دور دور سے بلوایا انکی غریب الوطنی کا حال لکھا ہے :-

"وہ بیکس اتنی دور اور دیر تک آوارہ وطن رہے
کہ اپنے گھر کی بولی بھی بھول گئے تھے"

بہت سے خود ایتھنز مین ایسے ایسے لوگ اس نے آزاد کرائے
"جو مبتلائے غلامی و صد مشقت تھے"

جس زمانے مین سولن یہ قاعدے تیار کر رہا تھا ایک نہایت ناگوار واقعہ پیش آیا - یعنی جب وہ قرضون کی تنسیخ کا ارادہ کرنے کے بعد اس کے نفاذ کی ترکیبین سوچ رہا تھا تو اُس نے اپنے تین دوستون کونن Conon کلی نیس Clinias ہپونی کس Hipponicus سے جن پر اس کو پورا بھروسہ اور اطمینان تھا، تذکرۃً یہ کہدیا کہ مین اراضی کی تقسیم و تعیین کے جھگڑون مین نہین پڑونگا بلکہ صرف قرضون کے بارے لوگون کو سبکدوش کر دونگا - یہ سنکر اُسکے دوستون نے اس اطلاع سے فائدہ اُٹھایا اور فوراً بہت سا روپیہ قرض لیکر زمینین خرید لین - اور جب قانون پاس ہوگیا تو زمینین تو انکی ہو ہی گئی تھین، قرض کی ادائگی سے وہ قانوناً چھوٹ گئے - اس واقعے نے سولن کو سخت

---

[1] کفالت نامون کے بجاے یونان مین دستور تھا کہ پتھر کھیتون مین یا مکانات مکفول مین گاڑ دیتے تھے اور اُس پر قرض کی شرائط وغیرہ درج ہوتی تھین - اسے انگریزی مین مارٹگیج سٹون Mortgage Stone سے ترجمہ کیا ہے - جسکے لفظی معنے سنگ کفالت کے ہونگے - مترجم

بدنام کیا ہے اگرچہ وہ بیچارہ خود دھوکے مین آگیا تھا مگر لوگون نے یہی شبہہ کیا کہ اس کے ایما سے ایسا ہوا ہے لیکن یہ بدگمانی رفع ہوگئی جب اُس نے خود اپنا دیا ہوا روپیہ اپنے مقروض پر حسب قانون چھوڑ دیا - یہ رقم بعضون نے پانچ ٹیلنٹ[۱] (ایک طلائی سکہ) اور بعض نے پندرہ ٹیلنٹ تک بتائی ہے ہے مگر اس کے دوست اس واقعے کے بعد سے مدۃ العمر خیرو سوپڈے Chereoopeida یعنی نادہند، کہلائے ہے

اس قانون نے ہر دو فریق کو ناخوش کر دیا - مالدارون کو تو شکوہ اپنے روپے جانے کا تھا مگر ناداروں کی شکایت یہ تھی کہ زمین کو کیون نہ برابر تقسیم کرایا گیا جیسا کہ لکرگس Lycurgus نے اپنے قوانین مین کیا تھا - بے شبہہ لکرگس اپنی مملکت مین امن و حفاظت کے ساتھ امیر و غریب مین مساوات قائم رکھنے مین کامیاب ہوگیا تھا لیکن یہ کامیابی بہ آسانی حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ اس لیے کہ لکرگس، ہرکیولیز Hercules (ہرقل اول) کی گیارھوین پشت مین ہوتا تھا اور لس ڈی من قوم پر سالہا سال حکومت کرنے کے بعد اس قدر صاحب قوت اور مشہور ہو چکا تھا کہ اُس نے بہ زور اپنا منشا پورا کر لیا گو اس کشمکش مین کئی لڑائیان اُسے لڑنی پڑین حتیٰ کہ ایک آنکھ اسکی انھین جھگڑون مین جاتی رہی ہے بیچارے سولن مین اتنا بوتا نہ تھا وہ پھر ایک متوسط طبقے کا معمولی شہری تھا، تاہم اس نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوت سے بڑھکر تھا - کیونکہ اسکا جو کچھ زور تھا وہ اتنا کہ لوگ اُسے اچھا سمجھتے تھے اور اُسکی قدر کرتے تھے ہے سوا سکے قوانین نے اُنکی اس مہر و محبت کو بھی متغیر کر دیا - اس لیے کہ وہ اُنکی توقع کے موافق نہ تھے - سولن خود ان الفاظ مین اس کا ذکر کرتا ہے :-

"وہ پہلے میری بڑی تعریفین کیا کرتے تھے لیکن
اب اُنکی حریص آنکھین، تیز تیز نگاہین مجھ پر ڈالتی
ہین --- یہی میرے دشمن میرے دوست تھے ہے"

پھر آگے چل کر کہتا ہے کہ اگر یہی اختیارات میری جگہ کسی اور کو حاصل ہو جاتے تو :-

---

[۱] جو ہمارے ساڑھے تین ہزار روپے کے مساوی ہوتا تھا ہے م

"وہ ممکن نہ تھا کہ اس طرح کے صبر سے کام لے،
پکے پکے میوے جو نہ چکھے اور یوں خاموش بیٹھا رہے"

غنیمت ہے کہ آخر کار یہ لوگ قوانین سولن کی خوبیوں کے قائل ہو گئے۔ اور انھوں نے خود غرضی اور باہمی منافرت کو خیرباد کہہ کے سارے شہر کی جانب سے قربانی چڑھائی اور اس رسم کو بھی سی سک تھیا ہی موسوم کیا۔ پھر انھوں نے بالاتفاق سولن کو حکومت کی اصلاح پر مقرر کیا اور اسے قانون سازی کے ساتھ پورا پورا اختیار کچہری عدالت کمیٹی مجلس اور تمام نظامہاے سلطنت کے ردو بدل کا دیدیا۔ ان سب جماعتوں کی ترکیب، قواعد اجلاس، اور اختیارات مقرر کرنے بھی اسی پر چھوڑے اور یہ حق بھی اس کو انھوں نے دیا کہ موجودہ سر رشتوں اور محکموں میں سے وہ جس کو چاہے جاری رکھے اور جس کو چاہے توڑ دے"

جب سولن کو اتنے اختیارات وسیع ملے تو سب سے پہلے اُس نے قوانین ڈریکو[1] Draco کی باستثناے قانون متعلقہ قتل، تنسیخ کی۔ کیونکہ وہ اور ان کی سزائیں نہایت شدید تھیں۔ خفیف جرائم کے لیے موت کی سزا تھی حتیٰ کہ سستی اور کاہلی کے مجرم بھی قابل دار شمار کیے گئے تھے اور مولی گاجر کے چور دن کے لیے بھی وہی سزائیں مقرر تھیں جو قتل و خون ریزی کے مرتکبین کے لیے ہوتی ہیں" اسی پر ڈماڈیس Demades نے یہ پرمعنی بات کہی تھی کہ ڈریکو نے روشنائی کے بجاے اپنے قوانین، خون سے تحریر کیے ہیں، جو بنانے والے سے جب دریافت کیا گیا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی تم نے اتنی سخت سزا کیوں مقرر کی تو اُس نے جواب دیا کہ "یہ خفیف جرائم سزاے موت ہی کے مستحق ہیں اور رہے بڑے جرم، تو ان کی سزا موت اس مجبوری سے مقرر کی کہ کوئی اور بڑی سزا ہو نہ سکتی تھی"

اس کے بعد سولن نے اس خیال سے کہ صیغہ فوجداری (مجسٹریٹی) اُمرا کے ہاتھ میں رہے لیکن حکومت کے اور شعبوں میں عوام الناس کا دخل ہو، سب کی جائدادوں کی جانچ پڑتال کی اور

---

[1] Draco ایتھنز کا سب سے پہلا مقنن۔ جس کے قوانین کی سختی آج تک ضرب المثل ہے۔ مترجم

انھین، جو خشک و تر میوے کے پانچسو پیمانے کی قیمت برابر آمدنی رکھتے تھے، پہلے گروہ مین رکھا۔ جس کا نام پنٹاکوسی او میڈمنی Pentacosiomedumni تھا۔ دوسرے گروہ مین وہ لوگ تھے جنھین ایک گھوڑ ست کے رکھنے کا مقدور تھا یا تین سو پیمانے کی آمدنی تھی۔ یہ ہپاڈا ٹیلی نس Hippada Telesluo کہلاتے تھے۔ اسی طرح تیسرے گروہ کا نام جو دو سو پیمانے کی آمدنی رکھتے تھے، زیوگٹیا Zeugitae تھا اور باقی سب کے سب تھیٹس Thetes یعنی عہدہ داری کے ناقابل لوگ تھے۔ مگر ملکی انجمن (اسمبلی) مین آکر پنچ بن سکتے تھے۔ اول اول یہ حق بہت بے حقیقت معلوم ہوتا تھا لیکن بعد مین کھلا کہ یہ بہت بڑی چیز ہے اور وہ قریب قریب ہر معاملے کے انفصال مین پنچ کی حیثیت سے حصہ لے سکتے ہین۔ یہان تک کہ حاکم اعلیٰ (آرکن) کے فیصلون کا مرافعہ بھی انجمن مذکور مین ہو سکتا تھا۔ مزید برآن سولن نے ان قوانین کو لکھا بھی تھا اس قدر پیچیدہ اور ذو معنی کر اسکی دقتین اور منشا سمجھنے کے لیے انھین انجمن اور عدالتون سے پنچون سے چارہ جوئی کرنی پڑتی تھی اور وہی اختلاف راے کی صورت مین حکم ہوتے تھے۔ جو انکے ازدیاد عز و اختیار کا موجب تھا۔ اسی کے بارے مین اس نے خود لکھا ہے:

"عوام الناس کو مین نے وہ قوت دی جو پہلے انھین حاصل نہ تھی۔
اور اسی طرح میرے مشورے نے دولت مندون کو بے آبروئی سے بچایا۔
ان دونون کے بیچ مین مین نے قانون کی سپر رکھ دی کہ ایک دوسرے کے
حق کو ہاتھ نہ لگا سکے"۔

کمزور غریبون کے مزید تحفظ کے واسطے، اُس نے ضرر رسانی کے خلاف چارہ جوئی کرنے کی، عام اجازت دیدی۔ یعنی کوئی پٹے، ضرب شدید کھائے یا اور کسی زیادتی کا شکار ہو، تو ہر شخص جسے مقدمہ چلانے کی لیاقت ہو ملزم پر نالش کر سکتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اعضاے جسمانی کی طرح ہر شخص اپنے بھائی کی تکلیف سے متاثر اور برافروختہ ہو۔ اس اصول کی خوبی مین اُسکا ایک مقولہ

سلہ یعنی جوری یا اہل جوری کے پنچ ہوسکتے تھے (

مشہور ہے: جب اس سے کسی نے پوچھا کہ بہترین منتظم شہر کون سا ہے؟ تو اس نے جواب دیا "وہ جس میں ظلم سے محفوظ رہنے والے بھی، ظالم کو سزا دلانے میں اتنی ہی سرگرمی دکھائیں جتنی کہ خود ظلم رسیدہ دکھا سکتے ہیں"۔

جب سولن نے ایک پنچایت حکام اعلیٰ کی قائم کی جو آریوپیگس Areopagus کے نام سے مشہور ہے اور جس میں وہ خود بھی ایک رکن تھا، تو اس کے ساتھ ہی عوام الناس کے لیے جو قرض سے چھٹکارا پاکر بیکار اور بے سرے سے ہو گئے تھے، چار سو اعضا کی ایک اور کونسل اس نے ترتیب دی۔ اس میں ہر چار فرقوں کے سو سو آدمی شریک ہوتے تھے اور اسکا کام یہ تھا کہ ان تمام معاملات کی جانچ کرے جو انجمن ملکی میں پیش ہونے والے ہوں۔ اس سے اوپر کی جماعت اریوپیگس قانون اور عدالتوں کی ایک طرح کی نگران تھی، انھیں دونوں مجلسوں کو سولن جہاز مملکت کے لنگر سمجھتا تھا جو طوفانی سے طوفانی زمانے میں توازن قائم رکھنے کے لیے کافی تھے۔ مجلس آخر کے متعلق عام طور پر مسلم ہے کہ اس کا بانی سولن ہے اسکی تصدیق مزید یوں ہوتی ہے کہ ڈریکو اپنے مجموعہ قوانین میں اسکا کہیں ذکر نہیں کرتا بلکہ خون کے مقدمات کو افیٹے[1] Ephetae کے متعلق کرتا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ خود سولن نے تیرھویں باب کا آٹھواں قانون جو لکھا ہے اسکی عبارت بلفظہ یہ ہے: "وہ سولن کی حکومت سے پہلے جو لوگ حقوق شہریت سے محروم کر دیے گئے تھے انھیں وہ حقوق واپس دیدیے جائیں۔ سوائے انکے جو قتل یا بغاوت کے جرم میں شاہان پریٹنیم Prytaneum یا افیٹ یا اریوپیگس کے حکم سے جلاوطن کیے گئے ہوں اور قانون ہذا کے نفاذ تک جلاوطنی کے عالم میں ہوں"۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اریوپیگس قوانین سولن کے قبل موجود تھی اگر موجود نہ تھی اور سولن ہی نے اسکی بنیاد رکھی ہے تو اسکے قوانین سے پہلے وہ کسی کو سزا جزا کیسے دے سکتی تھی؟ البتہ اس تحریر میں ممکن ہے کوئی لفظ اڑ گیا ہو یا سیاق عبارت کے نقص سے سمجھنے میں الجھن پیدا

---

[1] یہ خاص مجسٹریٹوں کا نام معلوم ہوتا ہے۔

ہوگئی ہو اور اصل مدعا کچھ اس قبیل کا ہو کہ :- "وہ ۔۔ وہ مجرم جو اُن جرایم کی پاداش مین سزایاب ہوئے ہون، جو، اس قانون کے نفاذ کے وقت، پرٹین، افیٹ، یا اریو پی گس کی دست اندازی اور سماعت مین داخل ہو"۔۔۔ اب بھی اپنے حقوق سے محروم رہین گے وغیرہ۔ اب پڑھنے والے کو اختیار ہے اپنے طور پر جو درست سمجھے قیاس کرلے :۔

قوانین سولن مین یہ قانون بالکل انوکھا بلکہ حیرت انگیز ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی سیاسی شورش یا بغاوت مین غیر جانب دار (نیوٹرل یعنی ادھر نہ اُدھر) رہے، حقوق شہریت سے محروم کردیا جائے! اس سے معلوم ہوتا ہے سولن اس کے بہت خلاف تھا کہ کوئی شخص امن عام کی طرف سے بے حس اور بے خبر رہے اور ذاتی معاملات مین اس قدر انہماک رکھے کہ دین دنیا سے بے پروا ہو جائے بلکہ آپ زندم جہان زندہ، پر عمل کر کے فخر کرے کہ مجھے ملک کی شورش واضطراب سے کوئی واسطہ ہی نہین ہے :۔ حالانکہ سولن کے نزدیک ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ حق کی حمایت پر کمربستہ ہو اور حق دارون کی جانب ہو کر احقاق حق کے لیے لڑے، نہ یہ کہ بیچ کے الگ کھڑا ہو جائے اور اطمینان سے یہ سیر دیکھے کہ ان مین غالب کون آتا ہے :۔

سولن کا یہ قانون کہ "اگر کسی جائداد کی وارثہ کا شوہر نامرد ہو، تو وہ اسکے قریب ترین رشتہ دار سے تعلقات زناشوئی قائم کرے"، نہایت بیہودہ نظر آتا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ اُن لوگون کی رُوک ہے جو اپنا نقص جاننے کے باوجود جایداد کی خاطر مالدار بیویان کرلیتے ہین اور اسطرح قوانین ملکی سے فائدہ اُٹھا کر قانون فطرت کے خلاف کام کرتے ہین :۔ پس اب یا تو وہ اس حرکت سے باز رہین گے یا اپنی طمع اور قانون شکنی کے عوض مین بے آبروئی اور ذلت برداشت کرینگے :۔ اُدھر اسکے قریب ترین عزیز کی شرط لگانے سے یہ فائدہ ہے کہ اس عورت سے جو بچے ہونگے وہ ہونگے اسی برائے نام شوہر کے خاندان سے :۔

اسی قبیل کا دوسرا قانون یہ ہے کہ دولھا دولھن حجرۂ عروسی مین بند کیے جائین اور دونون ملکر ایک بہی کھائین ۔ نیز ہر شوہر لازمی طور پر ہر مہینے مین تین دفعہ اپنی صاحب زر بیوی سے مقاربت کرے

کیونکہ اگر اولاد نہ ہو تب بھی یہ ایسا اظہار محبت و احترام ہے جس کی ہر خوش اطوار و پارسا بیوی حقدار رہے ہے - دوسرے یہ پابندی سارے چھوٹے موٹے جھگڑون کو رفع کر دیتی ہے اور انمین کسی سخت ناچاقی یا قطع تعلق کی نوبت نہین آنے دیتی ؛

شادیون مین جہیز دینے کی سولن نے ممانعت کر دی - دولھن کو تین جوڑے کپڑون اور تھوڑے سے سامان خانہ داری کے سوا کچھ نہ ملتا - کیونکہ مقنّن کے نزدیک شادیون کی بنیاد محض اخلاص و محبت پر اور بقاے نسل کے واسطے ہونی چاہیے نہ کہ دولت و مال کے لیے ؛

جب شاہ ڈیونی سیوس Dionysius کی مان نے اس سے فہمایش کی کہ میری شادی اپنی رعایا مین کسی کے ساتھ کرا دے تو اس نے جواب دیا کہ "بے شک مین نے مطلق العنانی حاصل کر کے اپنے ملکی قوانین کو توڑ ڈالا لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ ایک بے جوڑ شادی کرا کے قوانین قدرت کی بھی خلاف ورزی کرون ؛" درحقیقت یہ بے قاعدگی کسی قومی حکومت مین روا نہین رکھی جا سکتی نہ ایسی بے جوڑ بے محبت شادیون کا کوئی نتیجہ یا فائدہ ہے - پس عجب کیا ہے اگر کوئی عقلمند حاکم یا مقنن، بڈھے کو جوان عمر بیوی کرتے دیکھکر، وہی فقرہ کہدے جو تماشے مین فلاک ٹیٹس Philoctetes پر کسا جاتا ہے : ع

"بجا ہے ! آپ کی صورت بھی شادی ہی کے لایق ہے !"

یا وہ اگر کسی نوعمر آدمی کو کہن سال و مالدار عورت کا شوہر دیکھے جس پر مادہ تیتر کی طرح اپنے شوہر کی جگہ مٹا پا چڑھا جاتا ہو، تو اسے رہائی دلا کر جوڑ والی کے ساتھ بیاہ دے ؛ بس اس مضمون پر اتنا کافی ہے ؛

سولن کا ایک اور قابل تعریف قانون وہ ہے جسمین مرے ہوے لوگون کی برائی کرنیکی ممانعت ہے - کیونکہ مُردون کی عزت ثواب ہے اور جو گذر چکے، ان سے جھگڑے نکالنے ناروا ہے اس کے علاوہ عین حکمت عملی ہے کہ جس نے فساد اُٹھایا ہو وہ اس کے مرنے کے بعد قائم نہ رہے اور دائمی اختلافات رُک جائین ؛ سولن نے معبد اور عدالت کے محافظین اور سرکاری عہدہ دارونکی

بُرائی کرنا بھی ممنوع کر دیا اور خلاف ورزی کی سزا پانچ درہم جرمانہ مقرر کی جن میں سے تین درہم تو جس کی بُرائی ہوئی اُسے ملتے اور دو بیت المال میں داخل کر لیے جاتے ۔ اصل یہ ہے کہ طبیعت پر کسی وقت بھی قابو نہ رکھ سکنا کمزوری اور کمال بد تربیتی کی علامت ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ہمیشہ اعتدال دکھانا بھی مشکل اور بعضوں کے لیے ناممکن ہے اور اگر مقنن یہ چاہتا ہے کہ سزا بجائے اس کے کہ بہت سوں کو بے فائدہ ملے ، صرف چند کو دی جائے جس کی غایت ان کی اصلاح ہو ، تو اسکے قوانین میں تمام امکانات پر نظر ہونی چاہیے ۔ سولن اپنے قانون وصیت کے سبب بھی بہت سراہا جاتا ہے ۔ اسکی سب سے پہلے اُس نے اجازت دی ورنہ کوئی وصیت کرنے کا مجاز نہ تھا اور متوفی کا سارا مال متاع اسکے خاندان میں تقسیم ہو جاتا تھا لیکن سولن نے لاولد اشخاص کو اختیار دیا کہ وہ جس کے نام چاہیں اپنی دولت ہبہ کر دیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقنن دوستی کو رشتے داری پر ، اور محبت و موانست کو رسمی پابندیوں پر ، بدرجہا فائق رکھتا ہے ۔ نیز ہر شخص کی جائداد کو حقیقی معنوں میں اس کی ملکیت بنانا چاہتا ہے ۔ لیکن سولن نے یہ اختیار غیر مشروط نہیں رکھا اور نہ وہ ایسی وصیتوں کو جائز کرتا ہے جو طیش و غضب جبر و قید ، تنگی یا بیماری کے عالم میں زوجہ کی ترغیب و التجا پر لکھی گئی ہوں ۔ اس پابندی کی وجہ جو اس نے سوچی نہایت معقول تھی یعنی بُرائی کی ترغیب دینا اتنا ہی ناجائز ہے جتنا کہ زبردستی بُرائی کا ارتکاب کرانا ۔ اور فریب و مجبوری ، خوشامد و جبر میں ذرا ہی سا فرق ہے کیونکہ ہر دو عقل و انصاف کو بے کار کر سکتے ہیں ۔

اُس نے سیر تفریح ، عورتوں کے سوگ اور شادی غمی کے بھی قاعدے باندھے اور تمام نامناسب یا خلاف حیا حرکتیں ممنوع کر دیں ۔ باہر جاتے وقت تین کپڑوں سے زیادہ پہننے کی کسی کو اجازت نہ تھی نہ ایک اوبل[1] سے زیادہ کوئی گوشت و شراب پر خرچ کر سکتی تھی نہ دو ہاتھ[2] سے اونچی ٹوکری کہیں لے جا سکتی تھی ۔

---

[1] ایک قدیم یونانی سکہ Obolos ہماری دوآنی سے کچھ ہی کم قیمت سمجھنا چاہیے ۔ مترجم

[2] ہاتھ ، کیوبٹ Cubit کا معمولی طور پر صحیح مرادف ہے ۔ م

راتون کو گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی البتہ وہ جہرت مین مشعل کے ساتھ جا سکتی تھی لو
متوفی پر اس قدر نالہ وشیون کرنا کہ دوسرون کو کڑھن ہو اور ترس آئے یا ایک کی نعش پر دوسرے
مرے ہوون کو یاد کر کے بین کرنا، سولن نے ممنوع قرار دیا، قبر پر بیل کی قربانی چڑھانا جائز نہ تھا
نہ تدفین مین تین کپڑون سے زیادہ لگائے جا سکتے تھے نہ کوئی عورت زیارت مقابر کر سکتی تھی
اپنی عزیزون کی قبر پر بھی وہ دفن کرتے وقت کے سوا نہین جا سکتی تھی۔ تقریباً یہ سب وہی
بندشین ہین جو ہمارے قوانین نے اب تک بحال رکھی ہین البتہ ہمارے ہان اتنی تصریح بر مزید ہے
کہ ایسی خطا کار عورتین جو نالہ و ماتم مین جایز حدود سے نکل جاتی ہین، سزا بھی بہت ہلکی اور نرم
پاتی ہین۔ اور ان سے احتساب کے واسطے بھی عورتین ہی مقرر ہین ؏
یہ دیکھکر کہ اٹی کا[۱] Attica مین چارون طرف سے امن پسند لوگ آ آکے بس رہے
ہین اور خود شہر کی آبادی بڑھتی جاتی ہے اور زمین کے غیر زرخیز و بنجر یلے ہونے کے علاوہ تجارت درآمد بھی
مسدود ہے کیونکہ باہر کے سوداگرون کو یہان کوئی دساور اپنی جنس کے بدلے مین میسر نہین آتی ہے
سولن نے اپنے لوگون کو تجارت کی طرف متوجہ کیا۔ اور یہ قانون وضع کیا کہ اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو
کسی پیشے کی تعلیم نہ دے تو اولاد پر بھی والدین کی خدمت گزاری اور امداد لازم نہین ؏
اسمین شک نہین لکرگس نے تمام اسپارٹہ والون کو سپاہی بنا دیا تھا اور اتنا علاقہ گھیر کر جسمین
یوری پی دیز کے بقول ”دوگنے تگنے آدمی اور سما سکتے تھے“، اسکا دروازہ تمام بدیسیون پر بند
کر دیا تھا ساتھ ہی مزدورون کی ایک علحدہ جماعت کثیر اس لیے بسا لی تھی کہ اسپارٹہ کی ساری
دنیوی ضروریات پوری کرے اور سخت سے سخت محنت اُٹھا کر اپنا پیٹ پالے، جس سے اسکے تمام
شہری بالکل خالی ہاتھ اور مستغنی ہو گئے تھے اور اطمینان کے ساتھ صرف فن جنگ مین اپنے کو منہمک
رکھتے تھے۔ لیکن سولن نے ایسا نہین کیا کہ وقتی حالات کو کھینچ تان کے اپنے قانون کے مطابق بنانا
بلکہ اُس نے خود قانون وقتی حالات کے مناسب وضع کیا۔ اس کے ماسوا اپنی زمینون کو اس نے دیکھا

[۱] وہ علاقہ جس کا مرکز حکومت Athens ایتھنز تھا۔ مترجم

کہ نہایت ناقص اور کمزور ہین، انمین محض زراعت کرکے اس قدر کثیر آبادی اپنا پیٹ نہین پال سکتی اور نہ یہ سب نکمے اور کاہل وجود لوگ اس پیشے پر گذران کر سکتے ہین پس اُس نے تجارت کو چمکانے کی کوشش کی اور اریوپیگس کے ارکان پر فرض کر دیا کہ وہ ہر شخص کے طرز معاش کی نگرانی کرین اور نکموّن کو سرزنش دین ؛

مگر اس سے بھی سخت یہ قانون تھا کہ (پلوٹارک کے الفاظ مین) بے نکاحی مان کا (حرامی) بیٹا اپنے باپ کی کوئی مدد کرنے پر مجبور نہو - کیونکہ ازدواج قانونی سے بچنے والا، اولاد کے لیے عورت نہین کرتا بلکہ محض لذات نفسانی کے واسطے - پس یہ عین انصاف ہے کہ وہ اُس فائدے سے محروم رہے جو اولاد سے باپ کو پہونچنا چاہیے خصوصًا ایسی حالت مین کہ اس کی وجہ سے خود اس اولاد کی پیدایش ذلیل و موجب عار ہوگئی ہو ؛

سولن کے سب سے زیادہ عجیب وہ قوانین ہین جو عام طور پر عورتون کے بارے مین اس نے مرتب کیے ہین - ایک طرف تو وہ ہر شخص کو اختیار دیتا ہے کہ کسی کو زنا کرتے دیکھے تو خود قتل کر ڈالے ؛ دوسری طرف زنا بالجبر کی سزا اُس نے صرف سو درہم جرمانہ مقرر کی ہے اور عورت کو زنا پر پھسلانے کا جرمانہ بیس درہم رکھا ہے - لیکن اس سے رنڈیان مستثنےٰ ہین جو علانیہ عصمت فروشی کرتی ہین اور کھلے بندون اس کا معاوضہ لیتی ہین ؛ بیٹی یا بہن کو فروخت کرنا ناجائز تھا - لیکن اگر وہ کنواری ہوتے ساتھی بدفعلیان کرین تو بیچ سکتے تھے ؛ اب غور کیا جاے تو یہ نہایت نامعقول بات ہے کہ کبھی تو ایک جرم کی سزا اس قدر سخت ہو اور کبھی اتنی ہلکی - کبھی تو وہ اتنا سنگین سمجھا جاے کہ آدمی کی جان اس کا کفارہ ہو اور کبھی وہی فعل ایک دلگی اور سو پچاس درہم جرمانہ اسکی کافی سزا رہ جاے ؛ یہ البتہ ممکن ہے کہ اُس زمانے مین ایتھنز پر اتنی مفلسی چھائی ہوئی ہو کہ یہ چند سکّے تاوان بھرنے نہایت شدید سزا سمجھے جاتے ہون ؛ نذر نیاز مین ایک بشل[1] غلہ اور ایک بکری کی حیثیت مساوی سمجھی جاتی تھی - قیمت بھی دونون کی ایک درہم برابر تھی ؛

[1] Bushel بشل من کے قریب قریب ایک پیمانہ ہے - مترجم

استھمی کرتبون Isthmian Games مین جو جیتتا اس کا انعام سو درہم مقرر تھا اور اولمپیا[1] کے ظفرمند (کرتبی) کو یہان سو درہم دیے جاتے ۔ بھیڑیا مار کے لانیوالے کا انعام پانچ درہم اور اسکے بچے پر ایک درہم ملتا تھا ۔ ڈمٹرئس Demetrius اور فلیرین Phlarian کا بیان ہے کہ یہ ایک بکری کی قیمت تھی اور بھیڑیے پر جو انعام تھا وہ بیل کی قیمت کے برابر تھا سولن کے سولھوین تختے مین جو انعام درندون پر مقرر ہین وہ بہت زیادہ ہین اور ہونے ہی چاہئین پھر بھی موجودہ زمانے سے ان کی مقدار گھٹی ہوئی ہے ۔ ایتھنزی، بھیڑیون کے خصوصًا شروع سے دشمن تھے ۔ کیونکہ ان کے میدان کھیتون سے زیادہ چراگاہون کے لیے موزون تھے ۔ ایتھنز کے قبائل کے بارے مین بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ ان کے نام آیون Ion کی اولاد کے نامون پر نہ تھے بلکہ اپنے پیشون کے مطابق رکھے گئے تھے چنانچہ سپاہی پیشہ ہوپلیٹ Hoplita اہل حرفہ ارگیڈس Ergades کہلاتے تھے اور باقی دو مین کسان جی ڈیون ٹس Gedevountea اور چرواہے اور گڈرئیے ایجی کورس Aegicores کے ناموں سے مشہور ہوے ۔

ملک مین دریا جھیلین اور بڑے چشمے کم تھے زیادہ تر کنوون پر گذران تھی، لہذا ان کے برتنے کے متعلق یہ قانون تھا کہ جس جگہ سرکاری کنوین کھدے ہوے تھے اسکے گرد کے ایک ہپ پکین Hippicon یعنی نصف میل تک کے بسنے والے اُس سے پانی کھینچ سکتے تھے ۔ اور جو اس فاصلے سے باہر تھے اُن کو خود اپنا کنوان بنانا ہوتا تھا ۔ البتہ اگر دس فیتم[2] Fathom کھودنے پر بھی پانی نہ مل سکے تو انھین اجازت تھی کہ اپنے ہمسایون سے ساڑھے چار گیلن (تقریبًا ۲۷ سیر) پانی روز لے لین ۔ درحقیقت سولن اپنے ہم وطنون کی حاجتین پوری کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا ۔ لیکن ساتھ ہی نکمے پن اور سستی کا وہ روادار نہ تھا ۔

[1] یونان مین مقررہ اوقات پر نمائشین اور کرتب دکھانیوالون کے اکھاڑے جمتے تھے ۔ ان مین المپی Olympian اور استھمی کھیل خصوصًا مشہور ہین ۔ مترجم

[2] Fathom یہ ایک گز کی برابر کا پیمانہ ہوتا ہے ۔ م

اُس نے باغبانی کے قواعد مین بھی بڑی احتیاط اور ہشیاری برتی ہے چنانچہ جو شخص نیا درخت نصب کرے اُسکے لیے قانون تھا کہ اپنے ہمسائے کے کھیت سے کم از کم پونے دو گز پرے ہو مگر کھجور اور زیتون کے لیے تین گز کا فاصلہ چھوڑنا ضروری تھا۔ کیونکہ ان درختون کی جڑین زیادہ دور تک پھیلتی ہین اور بعض درختون کو ان کے پاس ہونے سے بہت نقصان پھونچتا ہے۔ یہ اُنکی ساری غذا خود کھا جاتے ہین اور بعض اوقات اپنے انجرات (افلوبیا) کی وجہ سے سخت مضر ہین ؎ گڑھا یا نالی کھودنے کے لیے ضروری تھا کہ برابر والے کھیت سے اتنے فاصلے پر رکھے جائین جتنی کہ انکی گہرائی ہو۔ اور شہد کی مکھیان پالنی ہون تو دوسرے کے پلاؤ چھتّون سے سو گز کے فاصلے پر نیا چھتّا پال سکتے تھے ؎

سولن نے تیل کے سواے کوئی دوسرا میوہ غیر ملکون مین دساور بھیجنے کی اجازت نہین دی تھی اور اس کی خلاف ورزی پر آرکن (حاکم اعلیٰ) کو مجرم کے ملعون ہونے کا مذہبی فتویٰ دینا پڑتا تھا اور اس سے ایا کرے تو خود مجرم کی طرف سے سو درہم تاوان بھردے ؎ یہ قانون سولن کے پہلے تختے پر مرقوم ہے اور یہ قطعی تردید ہے اُن لوگون کی جو یہ یقین نہین کرتے کہ کھجور[1] کی تجارت برآمد ایک زمانے مین ناجائز تھی یا چھپے چوری بیچنے والونکی مخبری ساہی کوفن سی کہلاتی تھی ؎

اُس نے جانورون سے چوٹ چپیٹ پھونچنے کے بارے مین بھی قانون بنایا۔ اس مین یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا کتّا دوسرے کے کاٹ کھاے تو مالک اپنے کتّے کی گردن مین ڈیڑھ گز کی لکڑی باندھکر شخص گزیدہ کے حوالے کردے ؎ واقعی آدمی کے تحفظ کی یہ بڑی خوبصورت ترکیب ہے ؎ پردیسیون کے آبسنے کے قانون مین بہت سی نکلکین ہین۔ مقنن صرف ان کو آزاد شہری بننے کا حق دیتا ہے جنھین اپنے وطن سے عمر بھر کو دیس نکالا ملا ہو یا جو اپنے سارے کنبے سمیت تجارت کی غرض سے ایتھنز مین آبسین۔ اس کا مطلب غیر ملکیون کی آمد روکنا نہین

[1] sycophancy کو اس لفظ کے آج کل معنے خوشامد کے آتے ہین لیکن لفظی معنے دو کھجور دکھانے ، ہی کے ہین ۔م

بلکہ انھین حقوق شہریت سے مستقل طور پر متمتع ہونے کی ترغیب ہے۔ اس کے علاوہ سولن نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ اچھے اور وفادار شہری وہی غیر ملکی بن سکتے ہین جو اپنے گھرون سے نکالدیے گئے ہون یا اپنی خوشی سے ترک وطن کر آئین ؎

سرکاری ضیافتون (جنھین وہ پے رسے سی ٹین Paraoitein سے موسوم کرتا ہے) کے بارے مین بھی اس کا قانون نرالا ہے۔ ان عام محفلون مین جو شخص بار بار آئے یا جو دعوت قبول نہ کرے مستوجب سزا تھا۔ کیونکہ سولن کے نزدیک پہلا شخص حریص ہے اور دوسرا حکومت کی تحقیر کرتا ہے ؎

سولن نے اپنے قوانین سو برس کے لیے بنائے اور انھین چوبی تختون پر لکھوایا۔ ان کو اکسونے Axones کہتے تھے اور یہ ٹوٹ کر مستطیل صندوقون مین رکھے جا سکتے تھے ؎ میرے زمانے تک انکی گلی سڑی باقیات پری تنم یعنی ایتھنز کے ایوان عام مین موجود تھین۔ انھین کا نام ارسطو نے، سربس Cyrbees بتایا ہے اور کریٹی نس Cratinus شاعر کے ناٹک مین بھی ان کا ذکر آیا ہے:۔

"سولن اور ڈریکو کے وہ سربس جو خاصی طرح ایک دال کی ہنڈیا کا ایندھن بن سکتے ہین" ؎

لیکن بہت سون کا خیال یہ ہے کہ سربس صرف اُن قوانین کے تختون کو کہتے ہین جن مین رسوم مذہبی یا قربانیون وغیرہ کا ذکر ہے۔ ورنہ باقی سب کا نام اکسونی ہے ؎

مجلس ملکی نے ان قوانین کی پابندی کرنے کا متفقہ حلف اُٹھایا۔ باقی اور سب نے فرداً فرداً بیچ منڈی مین جو پتھر گڑا تھا وہان قسمین کھائین کہ اگر ہم ان قوانین کو توڑین گے تو اسکے کفارے مین اپنی برابر سونے کا بت ڈیلفی پر چڑھائین گے ؎

سولن نے بے قاعدہ قمری مہینون مین بھی ردو بدل کی۔ اُس نے دیکھا کہ چاند سورج کے ساتھ ساتھ طلوع و غروب نہین ہوتا بلکہ اکثر اسکے برابر آکے اسی دن آگے ہو جاتا ہے۔ اسی ملاپ کے دن کو اس نے ماہ نو کی پہلی تاریخ مقرر کیا اور بیس تاریخ کے بعد جو دن اس ملاپ سے پہلے آتے انھین وہ

"پرانے دن"، کہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے سب سے پہلے ہومر کا مصرعہ "ماہ کا اول ماہ کا آخر" سمجھا۔

جب سولن کا مجموعۂ قوانین مرتب اور نافذ ہوگیا تو اس کے پاس روز لوگ آنے شروع ہوے کوئی تعریفین کرتا اور کوئی اس کے قوانین کے نقص بیان کرتا ایک کہتا یہ بات اسمین سے گھٹادو دوسرا کہتا یہ نکتہ تم سے رہ گیا اس کو بڑھادو۔ بہت سے ایسے نقاد بھی آتے جو عبارت کی پیچیدگیون کی شکایت کرتے اور اُس سے بعض دفعات کی تشریح چاہتے۔ سولن نے سمجھ لیا کہ اگر یہ سلسلہ ایسی فضول فرمایشون کا جاری رہا تو نہ تو انھین پورا کرتے ہی بنتی ہے اور نہ سب کی تردید ہی کرتے رہنا پسندیدہ ہے پس ان تمام مصیبتون اور ضروری ناراضگیون سے بچنے کے لیے، کیونکہ خود اسی کے بقول

"بڑے بڑے معاملات مین ہر جماعت کو خوش رکھنا"

تقریبًا محال ہے، ۔ اُس نے سیاحی کے بہانے ایک تجارتی کشتی خریدی اور دس سال کے لیے باہر رہنے کے لیے کہ کر رخصت ہوگیا۔ اس اثنا مین اسے امید تھی کہ میرے قوانین بخوبی لوگون کے دل نشین ہو جائین گے۔

سولن کا پہلا سفر مصر کا تھا۔ جہان، جیسا کہ خود لکھتا ہے، وہ "خوبصورت بحر روم کے ساحل پر نیل کے کنارے" رہتا تھا۔ اس نے یہان سنوفس باشندۂ ہیلیو پولس Phenophis of Helio polis اور علمائے دین مین سب سے بڑے فاضل سن کس سیٹ Sonchis the Saite سے کچھ دن درس لیا۔ افلاطون کا بیان ہے کہ شخص آخری سے اس نے اٹلانٹک Atlantic (ایک منظوم قصے کا نام ہے) کی داستان سیکھی تھی اور منظوم کرکے یونانیون کے علم مین لانا چاہتا تھا۔ مصر سے وہ جزیرۂ قبرس گیا۔ یہان کے ایک رئیس فلوکپرس Philocyprus نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ رئیس مذکور دریائے کلیرس کے کنارے ایک شہر مین رہتا تھا جسے تھی سس کے بیٹے ڈیموفن Demophon نے تعمیر کیا تھا۔ شہر کے

مبوطا ور جنگی لحاظ سے باموقع ہونے مین شک نہین لیکن اس مین گنجایش بہت کم تھی اور راستہ
بھی نہایت دشوار گذار واقع ہوا تھا۔ سولن نے فلوکیپ رس کو آمادہ کیا کہ وہ اس کے بجاے
نیچے کے فراخ میدان مین ایک نیا اور وسیع تر شہر بسائے اس کے بننے اور آباد ہونے تک خود
سولن وہان ٹھیرا رہا اور جنگی استحکامات اور اسباب آسایش درست کرنے مین اس سے بہت امداد ملی
چنانچہ یہ شہر بھی ایسا بنا کہ ہر سمت سے لوگ اس مین بسنے کے لیے اُمنڈ آئے اور دوسرے بادشاہون
نے بھی اسی نمونے پر شہر بنانے شروع کیے۔ اسی شکرگزاری مین نیا شہر اصلی نام اپیا Aepea کے
بجاے رئیس کے حکم سے سولی (سولن سے) موسوم کیا جانے لگا۔ سولن نے اپنے مرثیون
مین ایک جگہ فلوکپ رس سے خطاب اور نئے شہر کا ذکر ان الفاظ مین کیا ہے :-

"وہ تخت شہی پہ تو رہے، عمر تری دراز ہو
تیرے ہی نام و نسل سے سولی کو امتیاز ہو
آج جہاز تا ہون مین تیرے مگن جزیرے سے
بادمراد وہ مجھے بھیجے یہان خدا کرے
پھولے پھلے سدا ترے تخت مین شہر نو، شہا
اس کو ترقیان نصیب مجھکو بخیر لوٹنا"

سولن کی شاہ کریسس سے ملاقات اور گفتگو کا واقعہ بعضون کے نزدیک سنین تاریخ سے
درست نہین نکلتا۔ لیکن مین تو محض اس پرانی تقویم کے سبب سے جس مین ہزار ہا کوششون کے
باوجود بیسیون اختلافات اور اُلجھنین اب تک موجود ہین، اس مشہور و مصدق بیان کو غلط نہین
مان سکتا، درانحالیکہ وہ سولن کی عالی ظرفی، و دانائی اور طبیعت کے عین مطابق ہے،
یہ حکایت یون ہے کہ جب سولن کریسس کے بلانے پر اس کے دربار مین پہونچا تو اس کی یہ حالت ہوئی
جیسے کوئی اندرون ملک کا رہنے والا اول ہی اول سمندر کو دیکھے۔ یعنی جس طرح ایسا شخص ہر بڑے
دریا کو سمندر تصور کرتا ہے۔ اسی طرح سولن بھی درباری ایوان سے گزرتے وقت وہان کے امیرون کے

زرین لباس اور خدم وحشم کو دیکھکر کانورا سا ہوگیا تھا اور ہر ایک کو سمجھتا تھا کہ بادشاہ یہی ہوگا حتی کہ وہ خاص کریسس تک آپہونچا جو کہ دنیا کا بہترین اور قیمتی سے قیمتی لباس جواہر نگار پہنے بیٹھا تھا جس کے گرد نفایس وجواہرات کا دریا لہرین مار رہا تھا اور اس کے تجمل واحتشام کو بڑھا رہا تھا۔ سولن اس سارے کارخانے کو دیکھتا بھالتا آگے آیا اس نے بادشاہ کے خلاف توقع اس اسباب عشرت وگران بہا سامان کی ذرا بھی داد نہ دی نہ اُن ہی وہ اُس سے کچھ مرعوب ہوا اس کے برعکس لوگون کو، جو نہایت غور سے اسے بھانپ رہے تھے، یہ معلوم ہوا کہ وہ دربار کی ساری بھڑک اور جگمگاہٹ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ تب شاہ کریسس نے حکم دیا کہ سلطنت کے تمام جواہر خانے کھول دیے جائین اور سولن کو (اگرچہ خود اس کی خواہش نہ تھی) وہ تمام بے بہا ظروف وسماط، فروش وملبوسات دکھائے جائین جو تعیش وتمول کا انمول سرمایہ تھے مگر اُس کا مہمان ان چیزون کے دیکھے بغیر ہی پہلی نظر مین اپنے معزز میزبان کی لیاقت وطبیعت کا اندازہ کرچکا تھا چنانچہ جب وہ پھر کر واپس آیا اور بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ سچ کہنا تمھارے علم مین کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جو مابدولت سے زیادہ شادمان وبامراد ہو؟ تو سولن نے جواب دیا کہ ہان۔ ہمارے شہر مین ٹیلس Tellus نام ایک شخص ایسا گذرا ہے، پھر کہنے لگا "یہ ٹیلس نہایت نیک کردار اور دیانت دار آدمی تھا اسکے بچے بھی بہت اچھے تھے اور اسکی جائداد بھی اس کی معمولی ضرورتون کے عین مناسب تھی۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ موت بھی اُس کو اُس وقت آئی جبکہ وہ اپنے ملک کے واسطے لڑ رہا تھا"

یہ جواب سنکر کریسس بہت بیزار ہوا اور سولن کو سمجھنے لگا کہ بالکل گنوار اور بے وقوف ہے جو ایسے معمولی آدمی کا مقابلہ بادشاہون سے اور زروجواہر قوت وسلطنت کی اس طرح ناقدری کرتا ہے۔ تاہم اُس نے دوبارہ دریافت کیا کہ اُس کے سوا کوئی اور شخص بھی اُس کے نزدیک بہتر حالت مین ہے؟ سولن نے کہا۔ ہان۔ کلیوبس Cleobis اور بیٹن Biton بھی (ٹیلس سے اچھے) تھے یہ دونون بھائی ایک دوسرے سے اور محبت کرتے تھے اور اپنی مان کے آداب واحترام کرنے مین انکی

شہرت تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب بیلوں کے آنے مین دیر ہوئی تو یہ دونون بھائی خود اپنی مان کی گاڑی مین جت گئے اور اُسے جونو* کے مندر تک اسی طرح لائے۔ یہ دیکھکر اُنکے ہمسائے تک کہنے لگے کہ انکی مان حقیقت مین تقدیر والی اور بڑی خوش نصیب بیوی ہے جسے ایسے بچے ملے اور خود کلیوبس اور بیٹن کی مان بھی اُس وقت خوشی کے مارے پھولے نہ سماتی تھی۔" اسکے بعد جب وہ مذہبی مراسم کے مطابق قربانیان چڑھا چکے اور تہوار مناکر آرام سے سو رہے تو اسی نیند کے عالم مین اُن کی روح خوشی اور عزت اور اطمینان کے مزے لیتی ہوئی ملک جاودان کو سدھا گئی۔"

تب کریسس نے خفا ہو کر کہا "اور کیا تیرے نزدیک ہم بالکل بدبخت اور ناشاد لوگ ہین؟"

سولن نے، جو نہ تو اُس کی دل شکنی کرنی چاہتا تھا اور نہ چاپلوسی، اس سوال کا جواب یہ دیا کہ "اے بادشاہ، دیوتاؤن نے یونان والون کو ہر نعمت بحد اوسط و اعتدال عنایت کی ہے اور اُن کی ذہانت و دانائی کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بادشاہون یا بڑے آدمیون کی سی نہین بلکہ متوسط درجے کے خوش وقت و شادکام لوگون کے مناسب حال ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم ثروت و اقبال کو دیکھکر فلاکت و ادبار کو نظر سے ہٹنے نہین دیتے اور نہ تو اپنی خوشیون کے سامان پر زیادہ مغرور ہوتے ہین اور نہ دوسرون کی بامرادی و شادمانی کی زیادہ ستائش کرتے ہین کہ یہ آنی جانی حالتین ہین اور ممکن ہے تھوڑے ہی دن بعد بدل جائین۔ مستقبل کی خبر کس کو ہے اور کون بتا سکتا ہے کہ اُس مین کیا کیا تبدیلیان اور گردشین چھپی ہوئی ہین۔ بس ہم صرف اُس کو بامراد اور اقبال مند کہتے ہین جو آخر تک خدا کی مہربانی سے ایسا ہی رہے"۔ خوش حال کہنا، اُس کو، جو ابھی تک فانی اور تغیر پذیر دنیا مین موجود ہے، ہم احتیاط اور سچائی کے خلاف سمجھتے ہین اسی طرح جس طرح کسی پہلوان کو غالب و فتحمند پکار دینا جو ابھی تک اکھاڑے مین ہو۔"

اسکے بعد سولن دربار سے رخصت کر دیا گیا اُس سے علم یا فائدے کے بجائے کریسس کو ہوئی تو کچھ کوفت ہوئی ایسوپ[1] جس نے کہانیان لکھی ہین اُس زمانے مین وہین سارڈیس[2] مین کریسس کا بلایا ہوا

[1] مشہور مصنف، جس نے محاضرات اور حکایات یونانی مین لکھی ہین اور اب تک ترجمہ ہو کر سارے یورپ مین مقبول ہین۔ مترجم [2] کریسس کا پایہ تخت۔ م

مہمان تھا۔ اور اس کی بڑی آو بھگت وہان ہوتی تھی۔ اس نے جو سولن کے ساتھ یہ بے لطفی کا برتاو دیکھا تو دل مین رنجیدہ ہوا ؟ اور سولن کو اس نے نصیحت کی کہ بادشاہون کے ساتھ کم باتین کرنی چاہیین اور ایسی جو بے محل اور ان پر گران نہ ہون ؟ سولن نے کہا نہین یون کہو کہ کم ہونی چاہیین یا معقول ہونی چاہیین ؟

المختصر اس ملاقات سے تو کریسس کچھ خوش نہوا بلکہ سولن سے بیزار ہو گیا لیکن جب کورش[1] نے اسکو شکست دیکر سلطنت چھین لی اور گرفتار کر کے زندہ جلوانے کا حکم دیا تو چتا پر پہونچ کر شاہ موصوف اور ایرانیون کے سامنے وہ تین دفعہ پوری قوت سے چلایا "او سولن !"

یہ کیفیت دیکھ کے کورش نہایت حیران ہوا اور اس نے آدمی کو بھیجکر دریافت کرایا کہ یہ کس شخص یا دیوتا کا نام ہے جسے تو اس عالم یاس مین پکارتا ہے ؟ کریسس نے اپنی ملاقات کے تمام قصے سے اس کو آگاہ کیا اور کہا "سولن یونان کے حکما مین سے تھا۔ مین نے اسکو اپنے دربار مین طلب کیا استفادے یا تدریس کی غرض سے نہین بلکہ اپنی دولت و شان دکھانے کے لیے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ ان چیزون کی مسرت ایسی خوشگوار نہ تھی جتنی کہ ان کے تلف ہو جانے کی تکلیف تلخ ہے کیونکہ جب تک وہ میرے پاس تھین تو یہ صرف ایک راے تھی کہ وہ اچھی ہین لیکن انکے چلے جانیکے بعد جو الم و اذیت آج ہے وہ حقیقی ہے۔ یہی نکتہ تھا جو سولن نے مجھے بتانا چاہا تھا۔ یعنی وہ پہلے شوکت دیکھکر اس نے اس نکبت پر بھی نظر ڈال لی تھی اور مجھے سمجھایا تھا کہ متزلزل و متغیر اشیا پر غرور و تکیہ کرنے کے بجاے زندگی کے انجام و خاتمے تک کا فکر کرون ؟"

کورش نے جو کریسس سے زیادہ دانشمند تھا جب یہ سنا اور سولن کے قول کو اس معاملے مین کرسی نشین ہوتے دیکھا تو کریسس کو معاف ہی نہین کیا بلکہ جیتے جی نہایت آبرو کرتا رہا۔ اور اس طرح سولن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اسکی ایک ہی بات نے ایک بادشاہ کی جان بچائی اور دوسرے بادشاہ کو سبق دیا۔

سولن کے ایتھنز سے چلے جانے کے بعد لوگون مین جھگڑا شروع ہوا الکمیان Alcmaeon

[1] انگریزی ترجمے مین یہ لفظ Cyrus ہے۔ مترجم

کا بیٹا مگاکلیز Megacles ساحل والون کا سردار تھا۔ میدانیون مین لگرگس کی چلتی تھی اور پی سس ٹرالس (جو ابھی بادشاہ نہین ہوا تھا م) پہاڑی جتھے کا رہ نما تھا۔ اس مین زیادہ تر غریب نادار (تھیٹس) لوگ شامل تھے جنھین دولتمندون سے سخت عداوت تھی۔ اس دھڑے بندی نے نوبت یہان تک پونہچادی تھی کہ گو شہر مین نئے قوانین پر عمل ہوتا تھا لیکن دلون مین ہر پارٹی کے یہ تھا کہ حکومت مین انقلاب ہو اور کسی طرح ہم باقی حریفون سے بڑھ جائین۔ اس متلاطم زمانے مین سولن اپنے سفر سے واپس وطن آیا اور سب نے یکسان اسکی عزت و توقیر کی۔ اگرچہ ضعیفی کی وجہ سے وہ پہلی سی محنت اور تقریرین نہین کرسکتا تھا تاہم اُس نے ہر گروہ کے سرگروہون کو بلا کے ان کے اختلافات رفع کرنیکی کوشش کی۔ ان تینون مین سب سے زیادہ آمادگی صلح و صفائی پر پی سس ٹرالس نے ظاہر کی۔ بحث مباحثے مین وہ نہایت نرمی برتتا تھا غریبون کی وہی حمایت لیتا تھا اور اختلاف کرنے مین بڑی معقولیت اور اعتدال دکھاتا۔ اور جو شے قدرت نے اسے دی بھی نہ تھی اُس کی وہ نقالی ہو بہو کرلیتا۔ مختصر یہ کہ سب مین زیادہ بھروسے کا آدمی وہی معلوم ہوتا تھا اسکی عقلمندی اور عدل پسندی پر یقین تھا کہ جو کچھ طے ہو جائیگا اُسکے خلاف نہ خود کریگا نہ بخوشی کسی اور کو کرنے دیگا۔ اس کے متعلق یہ دھوکا تھا جس مین کثیر التعداد لوگ پڑے ہوے تھے مگر سولن بہت جلد اسکی طبیعت کو سمجھ گیا اور سب سے پہلے اسی نے پی سس ٹرالس کے خودغرضانہ مقصد کو تاڑا۔ پھر بھی اُس نے تنفر کرنے کے بجاے چاہا کہ اُسے اپنے دسایس پر شرمائے اور ہوس پرستی کی اصلاح کراے۔ پس وہ پی سس ٹرالس اور دوسرون کے سامنے اکثر کہا کرتا کہ جو شخص سب سے زیادہ قوی ہوجانے کی خواہش کو اپنے دل سے نکال دے اور انانیت و مطلق العنانی کے وسوسون کا قرار واقعی علاج کردے اس سے بڑھکر شریف و خیر خواہ وطن کوئی شہری نہین ہوسکتا۔

اسی زمانے مین تھس پس Thespis شاعر نے نئے ناٹک غم انجام قصون[1] کے دکھانے شروع

---

[1] "غم انجام قصہ" ترجمہ ہے ٹریجڈی Tragedy کا اسکے مقابلے مین کومیڈی Comedy کو خوش انجام یا نیک انجام کہین گے یعنی وہ قصے جن کا اختتام خوشی پر ہو۔ مترجم

کیے تھے اور خلقت ان کے دیکھنے کی بے انتہا شائق تھی گو شاعر مذکور اس میدان مین صرف اکیلے ہونے کے سبب مشہور ہوگیا تھا تاہم سولن کو نئی شے دیکھنے اور سننے کا اشتیاق کشان کشان تھس پس کا سوانگ دیکھنے وہان لیگیا۔ (پرانے رواج کے مطابق خود ناٹک نویس بھی سوانگ کیا کرتے تھے) کیونکہ بڑھاپے اور بیکاری مین سولن قدرتًا ناچ رنگ اور شراب کباب ہی کا زیادہ مائل ہوگیا تھا۔ جب تماشا ختم ہوا تو سولن شاعر مذکور کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم کو اتنے سارے آدمیون کے مجمع مین اس قدر جھوٹ کا پل باندھتے شرم نہین آئی؟ اور جب تھس پس نے عذر کیا کہ تماشون مین ایسا مبالغہ کرنے کا چندان مضایقہ نہین تو سولن اپنی جریب زمین پر مار کر بولا "واللہ اگر ہم ایسے تماشے دیکھتے اور پسند کرتے رہے تو یہی مبالغے اور غلط بیانیان ہماری گفتار و کردار مین پیدا ہو جائینگی"۔

تھوڑے دن بعد جب پی سس ٹراٹس نے فریب کھیلا اور اپنے آپ کو خود زخمی کر کے جرٹ پر بازار مین نکلا اور لوگون کو اُبھارا کہ مین محض تمھاری حمایت لینے کے سبب اپنے ملکی دشمنون کے ہاتھ سے اس طرح مجروح کیا گیا ہون تو بہتون کو جوش آگیا اور اسکے لیے رونے لگے، اُس وقت سولن نے پی سس ٹراٹس کے قریب آکر کہا "ادلقراط کے بیٹے! تو نے ہومر کے اُلی سس[1] کی نقل تو کی مگر بہت بُری طرح کی! جو کام اُس نے دشمن کو دھوکا دینے کے لیے کیا تھا، وہی فریب تو اپنے دوستون کو بے وقوف بنانے کے لیے کر رہا ہے"۔

اس کے بعد لوگ مکّار پی سس کی حفاظت و حمایت پر تیار ہوے اور ایک بڑا اجتماع کیا۔ اس جلسے مین ارسٹن Ariston نام ایک شہری نے تجویز کی کہ پی سس کو اپنے ہمراہ پچاس برقنداز رکھنے کی اجازت دی جاے جو اس کی جان کی حفاظت کرین۔ اس تجویز کی سولن نے مخالفت کی اور جو کچھ اُس نے کہا وہ قریب قریب بجنسہ ہمارے لیے اپنی نظمون مین چھوڑ گیا ہے۔

[1] Ulysses یہ ایک جرنیل کا نام ہے جسکا ہومر نے اپنے قصے مین ذکر کیا ہے - مترجم

مثلاً لکھتا ہے: "تم اسکے فقرے مین کیون آ گئے ہواے لوگو؟
محض وہ لفظ ہین، جنکی ہے یہ خلش تم کو!"

یا دوسری جگہ ہے کہ: "سہی کہ منفرداً تم مین ہے ہراک چالاک،
یہ سب نے جوڑکے سرکوئی ایک راے دی
تو وہ صدا کسی بے عقل سادہ لوح کی تھی!"

لیکن جب اسے یہ نظر آیا کہ نادار لوگ پی سس کی خواہش پوری کرنے پر تلے ہوے ہین اور سخت ہنگامہ برپا کر رہے ہین نیز مالدار لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے کو جوکھون مین ڈالنا نہین چاہتے، تو وہ بھی اُس جلسے سے یہ کہکر چل دیا کہ: "مین بہتون سے زیادہ سمجھدار ہون اور باقیون سے بڑھکر دلیر،" مطلب یہ کہ عوام الناس سے جو پی سس کے فریب مین آ گئے تھے وہ زیادہ اسکے مکر کو سمجھتا تھا اور رءابقی سے جو اس مکاری کو جاننے کے باوجود، استبداد کی بنیادون کے خلاف آواز بلند کرتے ڈرتے تھے، وہی زیادہ دلیر تھا کہ اُس نے اپنی صداے اختلاف بلند تو کی؛

غرض لوگون نے پی سس کو برقندازون کی اجازت تو قانونی طور پر دیدی مگر پھر پلٹ کر نہ پوچھا کہ اُن کی تعداد کس قدر اُس نے رکھی؟ حالانکہ اُس نے پچاس سے کہین زیادہ جتنے چاہے آدمی رکھ لیے اور لوگون کو ہوش آیا تو اُس وقت جبکہ وہ اکروپولس Acropolis کے قلعے پر زبردستی قابض ہو گیا؛ تب تو شہر مین کھلبلی مچ گئی۔ مگا کلیز اپنے خاندان سمیت اُسی وقت بھاگ گیا۔ لیکن سولن اس ضعیفی کے عالم مین بھی جب کہ اس کا کوئی رفیق اور پشتی لینے والا نہ تھا خاموش نہ رہا بلکہ بیچ بازار مین کھڑے ہو کے اُس نے ایک زبردست تقریر لوگون کے آگے کی، ایک طرف تو ان کی دنارت اور غفلت پر اس نے سخت اعتراض کیے اور دوسری طرف للکارا کہ خبردار اپنی آزادی کو ایسا سستا نہ بیچو؛

اس کا یہ شہرۂ آفاق مقولہ بھی اس تقریر مین تھا کہ ابتدا ہی مین مطلق العنانی اور شخصیت کا تدارک کرنا بے شک بہت آسان کام تھا لیکن اب، جب کہ اس کی کوشش آغاز ہو چکی ہے اور اُس نے

قوت حاصل کر لی ہے، اس کا استیصال کہین زیادہ شاندار اور شریفانہ کام ہے!"
لیکن جب اُس نے دیکھا کہ کوئی ڈر کے مارے اُس کا ساتھ نہین دیتا تو وہ گھر لوٹ آیا اور اپنے
تمام ہتھیار گھر مین سے لاکر اس نے ڈیوڑھی کے اگلے برآمدے مین رکھدیے اور یہ کہکر کہ :-

"مین اپنے ملک اور قوانین کے قائم رکھنے
کے لیے جو کچھ کر سکتا تھا، کر چکا"

اُس نے آیندہ سے معاملات مین دخل دینا ترک کر دیا ؎
اُس کے یار دوستون نے ہر چند کہا کہ یہان سے چلے جاؤ، پر اُس نے انکار کیا اور برابر شعر
لکھ لکھ کر ایتھنز یون کو لعنت ملامت کرتا رہا۔ اس طرح :-

"نصیبون کو نہ رونا آفتین گر تم پہ اب آئین
کہ وہ اچھے ہین، اور ساری خطائین خود تمھاری ہین
قلعے خود دیدیے جب ایک غاصب شخص کو تم نے
تو اب اپنے غلامون سے وہ جو چاہے کرا ڈالے"

اکثر دوستون نے اس سے کہا کہ ایسی باتون سے وہ مارا جائیگا۔ اور وہ کون سی شے ہے جس کے
بل بوتے پر وہ غاصب ملک کے خلاف ایسی سخت سخت نظمین لکھتا ہے؟ سولن نے جواب دیا
"میرا بڑھاپا"

مگر جب پی سس ٹراٹس نے مطلق العنانی اور بادشاہت حاصل کر لی تو سولن کو آزار
پہونچانے کے بجاے نہایت محبت اور احترام سے بار بار اپنے پاس بلایا اور اس قدر اُس کی عزت
آبرو کی کہ وہ اس کا شرمندۂ احسان ہو گیا اور اس کے کاروبار مین کبھی کبھی صلاح مشورہ دینے لگا
اس کے بعض اچھے کامون کو سولن پسند بھی کرتا تھا۔ کیونکہ پی سس ٹراٹس نے قوانین سولن کا
بہت بڑا حصہ جون کا تون قائم رکھا خود اس کی پابندی کی اور دوسرون سے بزور کرائی۔ یہانتک
کہ جب ایک مرتبہ اس پر الزام قتل عمد کا لگایا گیا تو مطلق العنان بادشاہ ہونے کے باوجود وہ حسب ضابطہ

خود عدالت مین جوابدہی کے واسطے حاضر ہوا مگر مدعی نے گریز کی اور سامنے نہ آیا ؎
اس کے سوا اُس نے کئی قانون خود اضافہ کیے۔ ایک انمین سے یہ تھا کہ لڑائی
مین جو لوگ اپاہج اور لنگڑے لولے ہوجائین اُن کی معاش کا سلطنت انتظام کرے ؎
پوٹن ٹی ٹکس کا بیان ہے کہ اس قانون مین بھی پی سس نے سولن کی پیروی کی ہے کیونکہ
تھرسِتِپس Thersippus کے معاملے مین جو لڑائی مین نکما ہوگیا تھا سولن نے ایسا ہی
کیا تھا ؎ سفراسطس نے لکھا ہے کہ کاہلی اور نکمے پن کے روکنے کا جو قانون سولن سے
منسوب ہے وہ بھی درحقیقت پی سس ہی کا وضع کردہ ہے۔ اس قانون کا یہ فائدہ ہوا کہ ملک
مین پیداوار اور شہر مین خوش حالی بڑھ گئی ؎

سولن نے اٹلانٹک جزیرے کی جو داستان یا تاریخ حکمائے سیس سے سنکر اپنے ہموطنون
کے لیے، نظم کرنی شروع کی تھی، وہ چھوڑ دی ؎ وقت کی کوتاہی سے نہین بلکہ بقول افلاطون
ضعیف العمری کی وجہ سے اور مضمون کی وسعت وطوالت کے باعث ؎ یہ بات کہ اُسے فرصت
کافی تھی خود اُس کے شعرون سے ثابت ہے۔ مثلاً لکھتا ہے

"بڑھتی ہے روز روز زیان بیری کے ساتھ آگہی"

یا دوسری جگہ ہے کہ:

"مشغلۂ سُرور زا اورون کی طرح ہے مرا
شعر و شراب وحُسن کی خوب بہار لوٹنا" ؎

جزیرۂ اٹلانٹک کی داستان کو افلاطون نے سولن کا ترکہ سمجھ کر دعوے وراثت کے ساتھ
چاہا تھا کہ ترقی دے اور پورا کردے چنانچہ اس مین جابجا ایسے خوش نما گل بوٹے لگائے جو
کسی اور کہانی، کتھا یا مثنوی مین نہین مل سکتے لیکن آخر عمر مین شروع کرنے کے باعث وہ بھی
اسکو ناتمام ہی چھوڑ کر مر گیا۔ اور پڑھنے والون کو جو حصہ موجود ہے وہ پڑھکر اس قدر غیر معمولی
لطف وکیفیت آتی ہے کہ اُنھین اُس کے ناتمام رہ جانے کا قلق چوگنا بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح

ایتھنز میں صرف جوپٹر اولمپس Jupiter Olympus کا شاندار مندر غیر مکمل رہ گیا اسی طرح افلاطون کے تمام علمی کارناموں میں ادھوری رہی تو یہی جزیرہ اٹلانٹک کی نظم ہے۔

سولن کے متعلق پون ٹی کس کے بیان سے یقین ہوتا ہے کہ وہ پی سس ٹرٹس کے غصب بادشاہت کے بعد عرصے تک زندہ رہا لیکن فے نیاس ریشی Phanias the Gresian کہتا ہے کہ اس واقعے کے بعد دو سال بھی وہ نہیں جیا۔ بلکہ ہے جی ٹرالٹس Hegeatratus کے زمانۂ آرکنی میں مرگیا۔ یہ شخص کومیس Comius آرکن کا جانشین تھا اور کولیس کا زمانہ عین پی سس کی دست درازی کا زمانہ ہے۔

یہ روایت کہ سولن کی ارتھی پھونک کر اس کی خاکستر سلامیس کے اردگرد بکھیر دی گئی تھی غلط معلوم ہوتی ہے لیکن اس کو علاوہ دیگر ثقات کے حکیم ارسطو تک نے نقل کیا ہے۔

ویلریس پبلی کولا

سولن کا ذکر تم سن چکے - اب اسکے مقابلے مین ہم پبلی کولا کا حال لکھتے ہین جس کی خدمات اور قابلیت کے صلے مین رومی قوم نے اُسے اصلی نام پبلیس ویلریس کے بجاے اس معزز خطاب (پبلی کولا) سے مشہور کیا ہے - وہ اُس ویلریس کی اولاد مین تھا جو شہر رومہ کے پہلے باشندون مین ایک نامور شخص گذرا ہے کیونکہ اسی نے رومی اور سبائنی لوگون کے اختلافات رفع کیے تھے اور اُن مین باہم اتحاد کرا دینے والون مین سب سے بڑا حصہ لیا اور طرفین کے بادشاہون کو امن و مصالحت پر آمادہ کر دیا تھا - اُسی کی نسل مین پبلیس ویلریس ہے - وہ رومہ کی پہلی بادشاہت کے آخری ایام مین پیدا ہوا اور اپنی فصاحت اور دولت سے بڑی شہرت حاصل کی کیونکہ دولت کو وہ ہمیشہ غربا کی فیاضانہ امداد مین، اور فصاحت کو نہایت دیانتداری اور آزادی کے ساتھ، عدل و انصاف کی راہ مین خرچ کرتا تھا اور اس طرز عمل سے گویا اس توقع کو مستحکم کرتا تھا کہ اگر نظام بادشاہت بدلا اور جمہوری حکومت قائم ہوئی تو قوم مین سب سے سربرآوردہ آدمی وہی ہوگا - جب تخت شاہی پر ٹارکوائی نس سُپربس نے ناجایز طور سے قبضہ پایا اور اس منصب کو شاہانہ دادگستری کے بجاے ظلم و سرکشی کا آلہ بنایا تو لوگون مین اسکی حکومت سے سخت نفرت پیدا ہوگئی اور لُس رشیا کی موت کو جس نے اپنی عصمت دری کے بعد اپنے تئین ہلاک

کر لیا تھا) بہترین موقع سمجھکر وہ اُس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے - اور اس تحریک میں شریک ہوکر سب سے پہلے لوسیس بروٹس ویلریس کے پاس پہونچا اور اسی کی پر جوش مدد سے بادشاہت کا زور توڑا - اور جب لوگون کو معزول بادشاہ کی جگہہ اپنا ایک سردار منتخب کرنے کا خیال ہوا تو ویلریس نے مان لیا کہ جمہوریت کا بانی بروٹس ہے اور منصب سرداری اسی کا حق ہے لیکن جبوقت جمہور الناس نے شخصیت سے کمال نفرت کا اظہار کیا اور انکے لیے مشترکہ حکومت کا قیام اور دو قنصلون کا انتخاب زیادہ پسندیدہ نظر آیا تو ویلریس کو اپنی ان امیدون مین کہ وہ بروٹس کا شریک حکومت اور قنصل مقرر کیا جائیگا ، کامیابی نہ ہوئی - کیونکہ بروٹس کی کوششون کے باوجود لوگون نے ویلریس کے بجاے ٹارکواے نس کولاٹی نس کو قنصل منتخب کیا جو لُسرشیا کا شوہر تھا اور ذاتی قابلیتون مین کسی طرح ویلریس پر قابل ترجیح نہ تھا - مگر امرا کو بڑا خوف اس بات کا تھا کہ مبادا معزول بادشاہ جو برابر رومہ مین اور اُسکے باہر مصروف سعی تھا دوبارہ دخل پالے پس انھون نے ایسے سردار کو قنصل بنانا پسند کیا تھا جو بادشاہون سے شدید ترین نفرت رکھتا ہو اور کبھی اُن سے صلح پر مائل نہ ہو سکے ؛

اب ویلریس کو اس بات کا ملال ہوا کہ قومی خدمت کرنیکی جو تمنّا اُسے تھی وہ محض اس بنا پر مشتبہ سمجھی گئی کہ اُسے ذاتی طور پر مطلق العنان جابرون کی زیادتی سے کوئی ضرر نہین پہونچا تھا پس وہ مجلس ملکی اور وکالت قانونی سے کنارہ کش ہوگیا اور لوگون کے معاملات سے اپنے تئین علیحدہ کر لیا - اس علٰحدگی نے لوگون مین بڑا چرچا اور اندیشہ پھیلایا کہ کہین غصے مین ویلریس بادشاہون کی جانب نہ مائل ہو جاے اور سلطنت کو ، جو جدید انقلاب کی وجہ سے ہنوز غیر مستقل حالت مین تھی ، تباہ کرادے ؛ بروٹس کو بھی اس قسم کے تشکک چند اور آدمیون کی طرف سے تھے اور اس نے مجلس کے سامنے قربان گاہ پر انکا امتحان کرنا چاہا - حلف لینے کے لیے جو دن مقرر ہوا تھا ویلریس بھی نہایت خوشی سے اُس روز مجلس مین آیا اور سب سے پہلا شخص جس نے حلف اُٹھایا کہ ہم کبھی ٹارکوان کی شرائط نہ مانین گے اور کبھی اسکی اطاعت نہ قبول کرینگے بلکہ آخر دم تک اپنی

آزادی قائم رکھیں گے، وہی تھا - اس واقعے سے اہل مجلس اور قنفلوں کو بڑا اطمینان ہوگیا اور ویلیریس نے بھی اپنی آیندہ کوشش وکارگزاری سے اس عہد کی صداقت ثابت کردی کیونکہ جب معزول بادشاہ کے پاس سے ایلچی تجاویز مصالحت لے کر آئے جنھیں لوگون کو رجھانے کے لیے بڑے بڑے وعدے تھے کہ گویا آیندہ وہ تمام زیادتیان اور جبر چھوڑ دے گا اور صرف انصاف واعتدال کو اپنا دستور العمل بنائیگا تو قنفل آمادہ ہوگئے تھے کہ جلسہ عام مین اس سفارت سے گفتگو کی جائے لیکن ویلیریس نے سخت مخالفت کی اور کسی طرح اجازت نہ دی کہ ادنے درجے کے لوگ جنھیں جبر و استبداد سے زیادہ جنگ وخونریزی کا خوف تھا ایسی ترغیبات اور نئے نئے اقرار سننے کا موقع پائین - اسکے بعد دوبارہ سفیر آئے جنھون نے ظاہر کیا کہ (معزول) بادشاہ تخت سے دست کش ہوجانے پر آمادہ ہے اور اگر اسکی اور اسکے رفقا واحباب کی جائدادین اور روپیہ واپس دیدیا جائے کہ جلاوطنی مین وہ بسر اوقات کرسکین تو اس صورت مین وہ اہل رومہ سے جنگ نہ کرینگے ؛ اس درخواست کو اکثر لوگ قبول کرلینے پر مائل تھے خصوصًا کولاٹنس بہت چاہتا تھا کہ یہ معاملہ اسی طرح طے پاجائے لیکن تندخو بروٹس ایسی باتون کو ماننے والا نہ تھا وہ عدالت عام مین گھس آیا اور چلایا کہ میرا اہم منصب قنفل غداری پر کمر بستہ ہے اور ان ظالمون کو جنھین جلاوطنی مین اسباب معاش فراہم کردینا بھی شدید جرم ہے، جنگی تیاریون کے لیے مالی امداد پہونچانے پر تیار ہے !

اس واقعے پر اہل شہر نے ایک جلسہ منعقد کیا اور اس مین سب سے پہلے جس نے تقریر کی وہ کے اس منوکیس، ایک غیر سرکاری آدمی تھا - اس نے اہل رومہ سے التجا کی اور بروٹس کو بھی یہی صلاح دی کہ ٹارکوان کی تمام املاک وجائداد ضبط کرلینی چاہیے اور بجائے اس کے کہ وہ اور اس کے رفقا اس روپیے کو ہمارے خلاف استعمال کرسکین خود ہم کو ان ظالمون کے خلاف اس سے کام لینا چاہیے ؛ لیکن شہر والون نے متفقہ طور پر یہی فیصلہ کیا کہ جب تک ہماری وہ محبوب آزادی برقرار ہے جسکے لیے ہم نے ہتیار اٹھائے تھے اس وقت تک روپے کو امن پر ترجیح دینا کسی طرح درست نہین

بلکہ مناسب یہی ہے کہ جلاوطن شخصیت لپسندون کے مال متاع انھین واپس دیدیے جائین ۔ مگر یہ املاک کا سوال درحقیقت ٹارکوآن کے منصوبے کا محض ایک جزو تھا اور اس مطالبے سے اصلی مقصود لوگون کے خیالات کا جانچنا تھا چنانچہ اس تمہید کے بعد اُسکے سفرا نے ایک سازش کی بنیاد ڈالی اور اُسکے اسباب واملاک کو کچھ لو لیجانے اور کچھ فروخت کر دینے کے بہانے اپنا جانا ملتوی کرتے رہے یہانتک کہ آخر مین انھون نے روما کے دو ممتاز ترین خاندانون کو ملا لیا ۔ انمین ایک تواکوِلی تھا جسکے تین افراد ارکان مجلس تھے اور دوسرا وِٹلی جسکے دو آدمیون کو یہ فخر حاصل تھا ۔ یہ سب کے سب خود کولاٹی نس فضل کے بھانجے ہوتے تھے اسکے علاوہ خاندان وٹلی سے بروٹس کا بھی قریبی رشتہ تھا کیونکہ انکی بہن اُسکو بیاہی ہوئی تھی اور اسی بیوی سے اُس کے کئی بچے تھے ۔ انھین مین سے دو کو جو ہمعمری اور رشتے داری کی وجہ سے انکے بے تکلف دوست اور ہمنشین تھے وٹلی والون نے اپنے ساتھ مِل جانے کی ترغیب دی اور اغوا کیا کہ اپنے باپ (بروٹس) کی بے رحمی اور دیوانگی سے رہائی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ عالی خاندان ٹارکوآن کی شاہانہ امیدون مین شرکت کر لی جائے ۔ واضح رہے کہ بروٹس کے مجرمون کے ساتھ مطلق رعایت ورحم نہ کرنے کا نام انھون نے بے رحمی رکھا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ دور استبداد مین جابر بادشاہون سے محفوظ رہنے کے لیے جو مجنونانہ طرز اُس نے بنائی تھی اُسکی وجہ سے ابتک گویا اے نام دیوانگی بھی اُس سے منسوب کیجاتی تھی ۔ بہرحال بروٹس کے لڑکے ان باتون مین آگئے اور اکوِلی کے ساتھ مشورہ کرنے آئے جہان انھون نے باہم ایک خوفناک قسم کا عہد وپیمان کرنا طے کیا تھا جسمین ایک مقتول شخص کا خون چکھ کر اور انتڑیان چھوکر حلف اُٹھائے جانے کی تجویز تھی ۔ اس مقصد کے لیے اکوِلی کے مکان مین جمع ہونا قرار پایا تھا اور خاص وہ عمارت بھی قدرتی طور پر ایسی ہی انتخاب کی گئی تھی کہ جس مین روشنی کم آتی ہو اور لوگون کی آمد ورفت وہان نہو ۔ اسی جگہ وِنڈی سیس نام ایک غلام نے اپنے تئین چھپا رکھا تھا اور اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُسے سازش کا علم ہوگیا تھا یا خاص اسی غرض سے وہ وہان موجود تھا بلکہ محض اتفاقیہ طور پر وہ اس مکان کے اندر تھا کہ دفعتًہ یہ سازشی اس مین داخل ہوے اور

انکی عجلت اور دھن دیکھکر وہ سامنے آنے سے ڈر گیا اور ایک بڑے صندوق کے پیچھے چھپ رہا جہان سے وہ انکی کارروائیان اور تمام گفتگو سمجھ سکتا تھا؛ اہل سازش کی تجویز یہ تھی کہ قفصلون کو مارڈالا جاے اور یہی انھون نے ٹارکوان کو خطون مین لکھا تھا اور یہ خطوط اُسکے سفرا کو دیے گئے تھے جو وہین اکوتی کے مکانون مین مقیم اور اس گفتگو کے وقت موجود تھے ؛

اہل سازش کے رخصت ہونے کے بعد ونڈی سلیس بھی پوشیدہ پوشیدہ مکان سے باہر نکل آیا، لیکن نہایت حیران تھا کہ اس معاملے مین کیا کرے؟ کیونکہ بروٹس کے سامنے اس کے بیٹون پر سازش کا الزام لگانا یا کولاٹنس کے آگے اسکے بھانجے بھتیجون کو ایسے قبیح جرم کا مجرم بنانا نہایت دشواریات معلوم ہوتی تھی اور فی الحقیقت تھی بھی - مگر دقت یہ تھی کہ ان دونون شخصون کے علاوہ وہ کسی ایسے رومی سے واقف نہ تھا جسے اس قدر نازک اور اہم راز سناتا - باین ہمہ اس اتفاقیہ علم ہوجانے کا اُسکے دل پر ایک بھاری بوجھ تھا اور وہ خاموش بھی نہ رہ سکتا تھا پس ویلیریس کی خدمت مین حاضر ہوا جسکی مشہور آزاد خیالی اور تحمل مزاجی نے اسکی ہمت بندھا دی تھی، اور شہر بھر مین وہی ایسا شخص تھا جس تک ہر ایک حاجتمند کی بآسانی رسائی ہوسکتی تھی اور جسکے دروازے کبھی کم حیثیت اور غریب لوگون پر بند نہ ہوتے تھے ؛ جس وقت ونڈی سلیس اُسکے پاس پہونچا اور اُسکی بیوی اور بھائی مارکس کی موجودگی مین اس خوفناک سازش کا حال کھولا تو ویلیریس ششدر رہ گیا اور ونڈی سلیس کو اُس نے اپنے گھر سے جانے کی اجازت نہ دی بلکہ ایک کمرے مین بند کرکے اپنی بیوی کو اُسکی نگہبانی سپرد کی اور ایک طرف تو اپنے بھائی کو شاہ معزول کے محلات کی جانب روانہ کیا کہ اُسکے سامان مین جو کچھ تحریرین مل سکین اُن پر قبضہ اور اُسکے سفرا کے نوکرون کو گرفتار کرلے، ادھر خود رفقا اور دوستون اور نوکرون کا ایک گروہ ہمراہ لیکر اکوتی کے مکانات پر جا پہونچا کہ اس خاندان کے جو لوگ شریک سازش تھے اُنکی تلاشی لے - اتفاق سے یہ اشخاص اُس وقت گھر پر نہ تھے لہذا ویلیریس کو زبردستی اُن کے مکانات مین گھسنا پڑا اور وہان اُس نے وہ خط پکڑ لیے جو ابھی تک سفرا کی اقامت گاہ مین پڑے تھے - اسی وقت اکوتی بھی نہایت

عجلت کے ساتھ واپس لوٹے اور مکان کے پھاٹک پر خطوط چھین لینے کی کوشش مین زدوکوب پر اُتر آئے - ویلیرئیس کی جماعت نے بھی مقابلہ کیا اور اپنی عباؤن سے مخالفین کے گلے پھانس لیے پھر طرفین کی سخت جدوجہد کے بعد آخر کار اپنے قیدیون سمیت گلیون مین سے نکل کر عدالت عام تک آئے ۔ اسی قسم کی لڑائی بادشاہ کے محل پر واقع ہوئی جہان مارکس کے چند دیگر خطوط پر قبضہ کرلیا جو اہل سازش اسباب کے ساتھ بھیجدینا چاہتے تھے - اسکے علاوہ جلتے ہاتھ اسکے شاہ معزول کے ملازم بھی اُس نے گرفتار کیے اور انھین گھسیٹتا ہوا چوک (کی عدالت عام) تک لے آیا، جب قنصلون نے وہ ہنگامہ جو ان واقعات سے پیدا ہو گیا تھا فرو کر دیا تو ویلیرئیس کے حکم سے ونڈی سیس غلام بلوایا گیا اور الزامات سنائے گئے اور خط کھولے گئے جنکا غداراہل سازش کوئی جواب نہ دے سکے - اسوقت حاضرین مین سے اکثر رنج و غم کی تصویر بنے خاموش کھڑے تھے اور بعض بعض محض بروٹس کی محبت کے اقتضا سے (مجرمون کے لیے) جلاوطنی کا لفظ کہہ اُٹھتے تھے - کولاٹی نس قنصل کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور ویلیرئیس سکوت مین کھڑا تھا اوران باتون سے کچھ رحم کی امید بندھتی تھی - اتنے مین بروٹس نے اپنے بیٹون کو نام لے کے پکارا کہ "او ٹیٹس تو، یا او ٹائی بیریس تو، کیا تم دونون اپنی برات کے لیے کوئی صفائی اس الزام سے نہین پیش کر سکتے ہو" یہی سوال اُس نے تین مرتبہ اپنے بیٹون سے کیا اور جب تینون دفعہ کوئی جواب نہ ملا تو وہ عدالت کے فوجدارون (لکٹرز)[۱] کی طرف مڑا اور چلایا کہ اب صرف یہ باقی ہے کہ تم اپنا فرض پورا کرو!" اس حکم کے ملتے ہی انھون نے ٹیٹس اور ٹائبیریس دونون لڑکون کو پکڑ لیا اور کپڑے اُتار کے مشکین باندھ دین پھر اپنے درون سے انکے جسم کی کھال اودھیڑ دی یہ ایسا منظر تھا کہ حاضرین اسکے دیکھنے کی تاب نہ لا سکے لیکن خود بروٹس کی نسبت مشہور ہے کہ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا نہ اُس نے نظر اُدھر سے ہٹائی نہ اپنے چشم آلود چہرے پر کوئی ملامت یا رحم آمیز

[۱] لکٹر (Lictor) کی خدمت رفتہ رفتہ رومہ مین ایک معزز عہدہ بن گئی تھی تاہم اسکا ابتدا سے کام یہ تھا کہ سرکاری مجرمون کو سزا دے اور کشتنی اشخاص بھی اسی عہدے دار کے ہاتھون قتل ہوتے تھے ؛

تبدیلی پیدا ہونے دی بلکہ اُنھین تیز تیز نگاہون سے بیٹون کو تکتا دیکھتا رہا یہانتک کہ جلادون نے ان بدنصیب مجرمون کو زمین پر لٹا دیا اور تبر سے ان کے سر کاٹ ڈالے - اُس وقت بروٹس، باقی ماندہ معاملات کا فیصلہ اپنے شریک کے سپرد کرکے، بہ اطمینان رخصت ہوگیا فی الحقیقت بروٹس کا یہ فعل ایسا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اعلیٰ ترین تعریف یا سخت ترین مذمت دونون کا مستوجب ٹھیر سکتا ہے - کیونکہ یا تو اُسکی انتہاے عدالت نے اُسے معمولی اور انفرادی جذبات غم وافسوس سے ارفع اور مافوق کردیا تھا اور یا انتہاے قساوت نے اسکے یہ احساسات مٹا دیے تھے مگر ان دونون اسباب مین سے جو سبب بھی ہو بہرحال وہ خلاف معمول وعادت ضرور تھا یعنی یا وہ صفت ملکوتی کا کرشمہ تھا یا جذبۂ بہیمیت کا - لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اپنی کمزوری راے سے اُسکو قصوروار ٹھیرانے کے بجاے زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہم اُس کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرلین - اہل رومہ کی دانست مین بھی بروٹس نے قیام سلطنت کے واسطے یہ اتنا بڑا کام کیا کہ بانی شہر رومیولس سے بھی نہ بن پڑتا ؛

بروٹس کے چوک سے جانے کے بعد بڑی دیر تک سناٹا چھایا رہا جب لوگ اس واقعہ پر جو اُنکے سامنے گذرا تھا غور کرتے تو اُن کا دل کانپ جاتا اور خوف وہیبت سے مبہوت رہ جاتے - لیکن کولاٹی نس کی سہل پسندی اور بے پروائی نے دوسرے ملزمون اکوّلی کی ہمت بندھا دی اور انھون نے جواب دہی کے واسطے کچھ مہلت کی درخواست کے ساتھ ہی یہ مطالبہ کیا کہ ہمارا غلام وِنڈی سیس ہمارے مخالفین کے پاس نہ رہے بلکہ ہمارے حوالے کردیا جاے - کولاٹی نس اسکو مان لینے پر مائل معلوم ہوتا تھا اور مجلس برخواست کردینی چاہتا تھا مگر ولیریس نے کسی طرح گوارا نہین کیا کہ ونڈی سیس کو جو اُسکے آدمیون کے بیچ مین کھڑا تھا اکوّلی کے حوالے کردیا جاے یا مجلس بغیر غدارون کو سزا دیے برخواست ہوجاے - پس اُس نے ملزمون پر دست سیاست بڑھایا اور بروٹس کو اُنکے لیے بُلایا - پھر بہ آواز بلند کولاٹی نس کے طرز عمل پر اعتراض کیا کہ ہرچند یہ شخص اپنے شریک منصب کو دیکھ چکا ہے کہ مجبور ہوکر اُسے اپنے بیٹون کی جانین لینی پڑین مگر خود دو چار عورتون کو خوش کرنیکے

لیے آمادہ ہے کہ ایسے قوم فروش غدّاروں کو زندہ چھوڑ دے"۔ اس بات نے کولاٹی ٹس کو سخت غصہ دلایا اور اُس نے حکم دیا کہ ونڈی سیس کو چھین لیا جائے، جسکی تعمیل مین سرکاری فوجدار ہجوم مین آگے بڑھے اور جنھون نے روکنا چاہا انھین ڈنڈون سے مارا۔ انکے مقابلے مین ویلیریس کے رفقا اڑے ہوے تھے اور لوگ بروٹس کی دُہائیان دے رہے تھے کہ وہ آگیا اور جب ہر طرف خاموشی ہو گئی تو کہنے لگا کہ اپنے بیٹون کے متعلق فیصلہ کرنا تو میرے لیے ٹھیک اور مناسب تھا لیکن باقی کارروائی مین نے آزاد شہریون پر اور کثرت رائے پر چھوڑ دی تھی اب ہر شخص جو چاہتا ہے تقریر کرے اور مجمع کو اپنا ہم خیال بنائے"۔ لیکن تقریر کی وہان کچھ ضرورت نہ تھی کیونکہ جب رائے لیگئی تو ملزمون کو سب نے بالاتفاق مستوجب سزا قرار دیا چنانچہ وہ قتل کر دیے گئے۔

اس مین شک نہین کہ کولاٹی ٹس پہلے سے لوگون مین شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا تھا جسکی وجہ ایک تو شاہ معزول سے اسکی قرابت داری تھی دوسرے اسکے نام کا جزو اول بھی اتفاق سے ٹارکوان تھا اور لوگون کو اس لفظ سے اتنی نفرت تھی کہ وہ اسکا سننا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ اب جب یہ واقعہ گذرا اور اُسے ہر شخص اپنے سے بیزار نظر آیا تو اُس نے قنصلی سے دست برداری کر لی اور شہر سے باہر چلا گیا۔ نئے انتخابات پر اسکا عہدہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ویلیریس کو ملا جو گویا اُسکی قوم پرستی کا ایک واجبی انعام تھا۔ اور چونکہ اپنی آخری کارگذاری مین وہ ونڈی سیس غلام کو بھی حصے دار سمجھتا تھا لہٰذا اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ اسے آزاد شہری بناکر راے دینے کا حق بھی عنایت کیا کہ جس قبیلے یا گروہ مین چاہے اپنا نام درج کرالے۔ واضح رہے کہ پہلے یہ حق تمام احرار کو حاصل نہ تھا اور عرصۂ دراز کے بعد صرف اپیس نے جسے ہر دلعزیزی کی بہت تلاش تھی، ایسا قاعدہ جاری کیا تھا۔ یہ لکھنا بھی فائدے سے خالی نہین کہ اسی ونڈی سیس کو آزادی ملنے کی یادگار مین ابتک کامل آزادی دیے جانے کو اصطلاحاً ونڈکٹا کہتے ہین۔

بر ہو چکا تو شاہی مال واسباب کو لوٹنے کی اور محلات کو برباد کر دینے کی اجازت دیدی گئی

وہ خوش منظر مقام جسے میدان مریخ کہتے ہین اور جو تارکوان کی ملکیت تھا دیوتا کے نام پر وقف کر دیا گیا تھا۔ مگر چونکہ اس وقت فصل تیار کھڑی تھی اور بالین ابھی تک کھلیان مین نہین اٹھائی گئی تھین انھون نے انھین استعمال کرنا یا گیہون نکالنا خلاف تقدیس تصور کیا اور جون کا تون نالیون[1] سمیت کاٹ کر دریا مین بہا دیا اور اسی دن سے زمین مریخ دیوتا کا وقف لاینفک قرار دیدی گئی۔ اب جو شاخین دریا مین اس طرح ڈالی گئی تھین انکا اتنا ڈھیر لگ گیا تھا کہ وہان سے پانی کا بہاؤ انھین نہ بہا سکا اور وہ ایک دوسری مین الجھ کر ایسا بند بن گئین کہ کثرت مٹی اور کوڑا وہان جمع ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ یہ سب چیزین پانی کے زور سے دب کر مضبوط اور وزنی ہوگئین اور دریا مین ایک ٹاپو سا بن گیا جو آج کل شہر کے قریب ایک مقدس مقام سمجھا جاتا ہے اور جسپر متعدد دیول اور سیر کے لیے روشین بنائی گئی ہین۔ لاطینی زبان مین اسکو انتر دو پانٹی کہتے ہین :۔ بعضون کا یہ بھی خیال ہے کہ ٹاپو تارکوان شاہ معزول کے کھیتون کی وجہ سے نہین بنا بلکہ اس وقت پیدا ہوا تھا جب کہ تارکوانیہ نام ایک مرلی نے اپنے کھیت لوگون کے لیے وقف کر دیے تھے اور اس فیاضی کے صلے مین بڑا اعزاز حاصل کیا تھا۔ چنانچہ منجملہ اور رعایتون کے اسے یہ بھی شرف دیا گیا تھا کہ جنس اناث مین صرف اسکی شہادت قانونًا جائز سمجھی گئی تھی۔ نیز اسے شادی کرنے کی آزادی بھی مل گئی تھی لیکن اس نے اس رعایت سے عملًا فائدہ اٹھانا پسند نہین کیا۔ یہ ہے وہ کہانی جو بعض لوگ تارکوانیہ کے بارے مین بیان کرتے ہین :۔

بادشاہ معزول کو جب سازش کے وسیلے سے سلطنت حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی تو ڈ قوم لسکن سے طالب امداد ہوا۔ ان لوگون نے اسکی بڑی خاطر تواضع کی اور ایک لشکر کثیر کے ساتھ اسے دوبارہ بادشاہت دلانے چلے۔ ادھر سے اہل رومہ اپنے قنصلون کی ماتحتی مین مقابلے کو نکلے اور بعض مقدس مقامات مین (جنمین ایک ارسین کنج اور ایک ای سودین چراگاہ کہلاتی ہے) پڑاؤ ڈالا۔ دوسرے دن جب لڑائی شروع ہوئی تو تارکوان کے بیٹے آرون Aruns اور رومی

---

[1] گیہون کے اس تنے یا شاخ کو جس پر بال آتی ہے نالی کہتے ہین۔ م۔

فصل بروٹس کا مقابلہ ہوا۔ وہ محض اتفاقیہ آمنے سامنے نہ ہو گئے تھے بلکہ طیش و نفرت کی وجہ سے عمداً ایک دوسرے کی تلاش مین تھے اور اگر ایک اپنے ملک سے دشمنی کا اور جابرانہ شخصیت کا بدلہ لینا چاہتا تھا تو دوسرا اپنی جلا وطنی کے جوش انتقام سے بھرا ہوا تھا غرض دونون نے گھوڑون کو سرپٹ دوڑایا اور انتہائے غیض و غضب کے عالم مین، اپنی جان کا خیال یا کوئی احتیاط کیے بغیر ایسے زور سے باہم ٹکرائے کہ دونون مر کر گر پڑے۔ اور یہ خوفناک مقابلہ دوسرون کے لیے بھی کچھ اچھی نظیر نہوا یعنی اسی قسم کی ازخود رفتگی مین دونون فوجین ایک دوسری سے ٹکرائین اور دشمن کو نقصان پونچانے کے ساتھ خود بھی شدید نقصان اوٹھاتی رہین حتی کہ ایک طوفان نے انھین الگ کر دیا۔ اس وقت ویلیرس اسلیے زیادہ متفکر تھا کہ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ وہ نہ معلوم کر سکا ساتھ ہی اپنے ساتھیون کو اُس نے دیکھا کہ دشمن کے نقصانات کثیر پر جس قدر خوش ہین اُسی قدر اپنے مقتولین کی تعداد سے افسردہ ہوے جاتے ہین۔ کیونکہ فی الواقع دونون طرف کا نقصان بالکل مساوی نظر آتا تھا۔ البتہ اس تذبذب مین ہر فریق اپنی جگہ پر زیادہ اپنے تئین شکست خوردہ سمجھتا تھا کہ دشمن کی ہزیمت یقینی نہ تھی اور اپنی فتح کی کوئی دلیل قوی دکھائی دیتی تھی۔ بہرحال جب رات ہوئی (اور ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ اس خونریزی کے بعد جو رات آئی ہو گی وہ کیسی ہو گی) اور فریقین آرام کرنے لیٹے تو مشہور ہے کہ وہ کنج لرزا اور یہ آواز کہ یقیناً ندائے آسمانی تھی، پیدا ہوئی کہ رومیون کی نسبت ٹسکنون کا ایک آدمی زیادہ مارا گیا ہے"۔ یہ اعلان غیب سنتے ہی رومیون نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور اُدھر ٹسکنون پر ایسی ہیبت اور سراسیمگی چھائی کہ خیمے چھوڑ چھوڑ کے جانے لگے اور قریب قریب بالکل تتر بتر ہو گئے۔ پانچ ہزار کی تعداد مین جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان پر رومیون نے حملہ کیا اور سب کو قید کر کے ان کا ڈیرا لوٹ لیا۔ پھر انھون نے مقتولین کا شمار کیا تو گیارہ ہزار تین سو ٹسکن مردہ پائے گئے اور یہ تعداد رومی مقتولون سے بقدر ایک کے زیادہ تھی۔ یہ لڑائی فروری کے آخری دنون مین واقع ہوئی اور اسکے اعزاز مین ویلیرس نے جلوس فتح نکالا۔ اور وہی پہلا سردار ہے جو اس موقع پر چار گھوڑون کی رتھ مین بیٹھکر نکلا۔ بعض کا گمان ہے کہ

اس جدّت سے لوگون نے بُرا مانا ہوگا یا حسد کیا ہوگا۔ حالانکہ وہ نظارہ نہایت شاندار تھا اور تماشائیون نے دل سے پسند کیا ورنہ اس کا رواج زمانۂ مابعد مین اس شوق و جوشِ مسابقت کے ساتھ قائم نہ رہ سکتا تھا۔ اسی طرح ویلیریس نے جو احترام اپنے مردہ ساتھی بروٹس کا کیا اور جنازے پر تقریر کرنے کی رسم نکالی وہ بھی لوگون نے پسند کی۔ کیونکہ اس موقع پر جو خطبہ اُس نے بروٹس کی یادگار مین پڑھا وہ رومیون کو اس قدر اچھا معلوم ہوا اور اُسکی اتنی قدر ہوئی کہ آیندہ سے بڑے بڑے آدمیون کا یہ معمول ہوگیا کہ اپنے نامور ہموطنون کی تجہیز و تکفین کے وقت تقریرون مین اُن کی خوبیان بیان کرتے تھے۔ اسی بنا پر رومیون کا دعوےٰ ہے کہ یہ دستور یونانیون سے بھی پہلے ان کے ہان جاری ہوا لیکن اگر انکسامنس Anaximenes خطیب کا قول مانا جاے تو یہ بات درست نہین نکلتی اور سولن اس رسم کا بانی قرار پاتا ہے۔

لیکن اس مین شبہہ نہین کہ ان پسندیدہ باتون کے علاوہ ویلیریس کے بعض طریقے لوگون پر شاق بھی گذرے۔ مثلاً ایک یہی امر انھین ناگوار رہا کہ بروٹس بھی جسے اُن کی آزادی کا بانی کہنا چاہیے، جب تک رہا شرکت مین حکومت کرتا رہا اور کبھی اُس نے ساری ذمہ داری اپنے ہاتھون مین نہین لے لی۔ بلکہ پہلے ایک شخص کو پھر دوسرے کو شریک حکومت بنائے رکھا۔ حالانکہ ویلیریس نے (مشہور تھا کہ) تمام اقتدار اپنی ذات مین مرتکز کرلیا ہے اور وہ بروٹس کے بجائے زیادہ طارکوان کا جانشین معلوم ہوتا ہے۔ اکثر لوگون کا قول تھا کہ بروٹس کی یادگار مین وہ چاہے جتنی تقریرین کرے لیکن اصل یہ ہے کہ جب چوبدارون اور تبر برداروں کے جھرمٹ مین وہ اپنے اس محل سے نکلتا ہے جو شاہ معزول کے منہدم قصر سے بھی زیادہ شاندار ہے، تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ طارکوان کا مقلد ہے۔ اور اسمین کلام نہین کہ ویلیریس کا مکان جو چوک مین سب سے اونچا بنا ہوا تھا، اور جسپر سے چوک کی پوری سیر ہو سکتی تھی، نہایت رفیع الشان نظر آتا تھا اس کی ڈیوڑھی بڑی لمبی اور پیچیدہ بنی ہوئی تھی اور ویلیریس کا اُسپر سے اُتر کے نیچے آنا ایک شاہانہ نظارہ ہوتا تھا۔

لیکن اس موقع پر اُس نے دنیا کو یہ اخلاقی سبق دیا کہ صاحبان قوت و اقتدار کے واسطے احسن
یہی ہے کہ وہ اپنے کان خوشامد کے بجاے "سچی" بات سننے کے لیے کھلے رکھین۔ چنانچہ جب اُسے
اپنے ہوا خواہون سے معلوم ہوا کہ لوگ اُس سے ناراض ہین تو ویلیریس نے حجتین نہین نکالین
نہ اسکا برا مانا بلکہ ابھی کہ رات باقی تھی بہت سے مزدورون کو بلوا کر اُس نے حکم دیا کہ ہمارا مکان
توڑ کر زمین کی برابر کر دیا جاے۔ جب صبح ہوئی اور ایک مجمع کثیر نے آکر یہ حال دیکھا تو وہ حیران
رہ گئے اور ویلیریس کی عالی ظرفی پر عش عش کرنے لگے انھین اس بات کا بھی کسی آدمی کے ضائع
ہو جانے کی طرح نہایت ملال ہوا کہ ایسا وسیع اور خوب صورت مکان محض اُن کے بے بنیاد
شکوک کی بدولت غارت ہو گیا اور صاحب مکان یعنی اُن کے قنصل کو خانہ بربادون کے مانند
اپنے دوستون سے رہنے کے لیے جگہ مانگنی پڑی، کیونکہ واقعی جب تک لوگون نے دوسرا مقام اُسے
نہ دیا اور وہان دوسرا مکان، جسے رفعت و شان مین پہلے سے کچھ نسبت نہ تھی، تیار نہ ہو گیا،
ویلیریس کو انھین مانگے تانگے کے مکانون مین گذارہ کرنا پڑا۔ اُسکا یہ دوسرا مکان اس جگہ پر تھا
جہان اب ویکا پوٹا کے نام کا مندر واقع ہے۔

اِس کے بعد اُس نے کوشش کی کہ اپنے تئین اور حکومت کو پُر رعب و خوفناک کے بجاے
جمہور کے لیے مانوس و خوشگوار بناے چنانچہ تبر کو موقوف کیا اور اپنے جلو کے سپاہیون کے پاس
صرف عصے رہنے دیے۔ یہ بھی، جس وقت وہ جلسے مین آتا تو لوگون کے سامنے تعظیماً جھکا دیے
جاتے تھے، تاکہ بہتر سے بہتر طریقے پر معلوم ہو جاے کہ حکومت جمہوری ہے۔ اُسکے اس قاعدے
کی ابتک قنصل پیروی کرتے ہین۔ لیکن اسپر بھی اکثر اشخاص یہی سمجھتے رہے کہ اپنے انکسار کو وہ صرف
ایک ذریعہ بدنامی سے بچنے کا بناتا ہے ورنہ جتنا اپنی ظاہری شان و شوکت کو گھٹا رہا ہے اُتنا ہی
اصلی قوت کو زیادہ حاصل کرتا جاتا ہے۔ باین ہمہ جمہور الناس اس کی بڑی خوشی سے اطاعت کرتے
رہے جس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ انھون نے اُسے پبلی کولا کا لقب دیا تھا (جسکے معنے محبِّ قوم کے
ہین) اور آخر مین وہ اسی لقب سے مشہور ہوا اور اس لیے ہم بھی باقی ماندہ سوانح عمری مین اس کے

سوا دوسرا نام نہین استعمال کرین گے ؛

پبلی کولا نے پوری آزادی دی تھی کہ قنصلی کے انتخاب کے واسطے جو شخص چاہے کوشش کرے ، لیکن اس خوف سے کہ مبادا اُسکا ساتھی بحالت یا رقابت کی وجہ سے اُس کے بعض ضروری منصوبون کے پورا ہونے مین حارج آئے ، اُس نے شریک حکومت بنانے سے قبل اپنے ذاتی حکم سے چند نہایت اہم اور کارآمد قوانین رائج کیے ؛ سب سے اول تو اس نے اعضاے مجلس کی کمی پوری کی یعنی جن اراکین کو شاہ معزول نے مروا دیا تھا یا جو پچھلی لڑائی مین کام آگئے تھے اُن کی خالی اسامیون کو پُر کیا اور لکھا ہے کہ ایک سو چونسٹھ ممبر اپنے ہاتھ سے فہرست اراکین مین درج کیے ۔ بعد ازان اُس نے کئی قوانین بنائے جنسے جمہور کی آزادی مین اضافہ ہو خصوصاً ایک وہ تھا جسکے رو سے ملزم قنصلون کے فیصلے کا لوگون سے مرافعہ کرسکتا تھا اور دوسرے نے جمہور کی اجازت بغیر کوئی سرکاری عہدہ (یا مجسٹریٹی) حاصل کرنے کا قطعی سدّباب کر دیا تھا تیسرے مین غریب شہریون پر سے محصول کم کرکے انکی مزدوری مین ہمت افزائی کی گئی تھی ۔ ایک اور قنصلون کی نافرمانی کے متعلق تھا اور یہ بھی پہلون سے کم عام پسند نہ تھا کہ آئین امرا کا زور توڑ کر عوام کی آسانی کے لیے یہ قاعدہ بنایا گیا تھا کہ جو شخص قنصلون کا کہنا نہ مانے اُسپر زیادہ سے زیادہ دس بیل اور دو بکریان جرمانہ کیا جاے اور بکری کی قیمت اون دنون دس روبل اور بیل کی سو روبل مقرر تھی ؛ واضح رہے کہ اس زمانے مین رومیون کی بڑی دولت یہی مویشی تھی اور روپیہ انکے ہان اس قدر رائج نہ تھا ۔ اسی باعث اب تک بھی املاک کے لیے پیکولیا کا لفظ بولتے ہین جو پیکوس معنی مویشی سے مشتق ہے ۔ انکے قدیم سکّون پر بھی بیل ، بکری ، اور سوٗر کی تصویر ٹھپّہ کی جاتی تھی اور اُن دنون اپنے بچون کے نام بھی وہ اسی قسم کے رکھتے تھے جیسے سولی ، بیولکی ، کپ راری (کپری بمعنے بکری سے) پورسکی (پورس بمعنی سوٗر سے) ؛

اس اعتدال اور نرمی کے باوجود ایک سخت جرم ایسا تھا جسکی سزا بھی اس نے بہت سخت مقرر کی ۔ یعنی اُس نے جایز قرار دیا کہ جو شخص چاہے ایسے آدمی کو جو استبداد و شخصی سلطنت کی ہوس کرے

قتل کر دے اور بعد مین مقتول کے جرم کا ثبوت دے کر قصاص سے محفوظ ہو جاے۔ ضرورت اس اجازت کی یہ تھی کہ ہر چند ایسا جرم بالعموم مخفی نہین رکھا جا سکتا تاہم ممکن ہے کہ کوئی شخص علانیہ مطلق العنانی کے لیے کوشان ہو اور یہ سمجھکر کہ کامیابی پالینے کے بعد بزور مخالفت کو دبا دیگا ارتکاب کی تیاریان کرتا رہے۔ پس ایسی صورت مین غاصب کی جان لینا، قبل اسکے کہ وہ صحیح معنون مین ارتکاب جرم کرے، اُس نے مباح کر دیا تھا؛

ایک اور ضابطے کی وجہ سے بھی پبلی کولا کا بڑا نام ہوا، جو سرکاری خزانے کے بارے مین تھا۔ اصل یہ ہے کہ وہ رقم جو اہل ملک غیر معمولی مصارف جنگ کے لئے جمع کرتے تھے پبلی کولا خود رکھنی نہ چاہتا تھا نہ اُسے یہ پسند تھا کہ وہ کسی اپنے اوسکے معتمد علیہ یا دوست کی تحویل مین رکھی جاے۔ پس اُس نے زحل دیوتا کا مندر اس بیت المال کے لیے مخصوص کر دیا اور اسی مقام پر آج کے دن تک اہل رومہ اپنا سرکاری روپیہ رکھتے ہین، ساتھ ہی اُس نے یہ حق بھی جمہور کو دیا کہ وہ جن دو آدمیون کو چاہین اپنا امین یا بخشی (کواسٹر) منتخب کرین۔ چنانچہ پبلیس وٹوریس، اور مرقس منوکیس اس منصب پر سب سے اول مرتبہ منتخب ہوے۔ اور ایک رقم کثیر انکی نگرانی مین جمع ہوگئی کیونکہ ان دونون نے یتیم و بیوگان کو مستثنےٰ کرنے کے بعد جو محصول تشخیص کیا تھا اسکی مقدار ایک لاکھ تیس ہزار تک پہونچتی تھی؛ جب یہ انتظامات مکمل ہو چکے تو پبلی کولا نے لسرشیاس کے باپ لس رشییس کو اپنا شریک قنصلی بننے کی اجازت دیدی اور نیز معمرّ ہونے کی وجہ سے اُس کو حکومت مین اپنے اوپر تفوق دیا یعنی قنصلی برفنداز اور راہی مراتب اُسی کو دیدیے۔ چنانچہ معمری کا یہ لحاظ ہمارے عہد تک قائم اور باقی ہے۔ لیکن تھوڑے دن کے بعد جب لس رشییس مرگیا تو نئے انتخاب کے مطابق مرقس ہورشییس اس منصب پر سرفراز ہوا اور اختتام سال تک وہی پبلی کولا کی شرکت مین کام کرتا رہا؛

اب، اس وقت کہ شاہ معزول دوسری مرتبہ رومہ کے خلاف تسکنی مین جنگ کی تیاریان کر رہا تھا، کہتے ہین ایک حیرت انگیز شگون دیکھنے مین آیا؛ واضح ہو کہ جب اپنی بادشاہت کے

زمانے مین ٹارکوان قلعۂ معلّٰی (کیپی ٹال) کی عمارات تیار کرا رہا تھا تو اُس کی تکمیل سے
کچھ پہلے اُسے یہ خیال (خواہ کسی الہامی پیغام کے ذریعے یا محض اپنی راے سے) پیدا ہوا کہ اسکے
برج کے سرے پر ایک مٹی کی رتھ کھڑی کی جاے - چنانچہ شہر وی آے کے لسٹکن کاریگر دن
کو اُس کے بنانے کا حکم دیا لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد اسکی سلطنت چھن گئی اور وہ رومہ سے
نکال دیا گیا - ادھر جب لسٹکنون نے اس رتھ کو بھٹی مین ڈالا تو بجاے اسکے کہ اُس کی مٹی اپنی
جگہ پر گرمی سے خشک اور معمول کے مطابق منجمد ہو جاے وہ خود بخود پھولنی شروع ہوئی اور خشک
ہوتے ہوتے اس قدر پھیل گئی کہ سخت ہو جانے کے بعد بھٹی کی دیوارین اور چھت توڑنے کے
باوجود بڑی دقتون سے باہر آئی اور وہان کے رمالون نے اس کی یہ تعبیر کی کہ جن کے قبضے مین
یہ رتھ رہیگی وہ امداد آسمانی سے نہایت کامیاب اور مقتدر ہو جائینگے - اسی بنا پر لسٹکنون نے
ارادہ کر لیا کہ اُسے رومیون کے حوالے نہ کیا جاے، چنانچہ جب انھون نے مطالبہ کیا تو کہلا بھیجا
کہ اسکا حقدار ہو سکتا ہے تو ٹارکوان ہو سکتا ہے نہ کہ وہ لوگ جنھون نے اُسے خارج البلد کر دیا
ہے؛ اس واقعے کے تھوڑے دن بعد شہر وی آے مین معمول کے موافق بڑے تزک و احتشام
کے ساتھ ایک گھڑ دوڑ ہوئی، اور جب وہ رتھ والا جس نے بازی جیتی تھی پھولون کا سہرا پہنے
اطمینان کے ساتھ اپنی رتھ کو حلقے سے باہر لیجا رہا تھا، اس وقت اسکے گھوڑے بغیر کسی ظاہری
سبب کے یکایک چمکے اور اتفاقاً یا بہ ایماے خداوندی رومہ کی سمت پوری طاقت سے، رتھ
اور رتھ بان کو لیکے بھاگے - نہ رتھ بان کا کچھ زور چلا نہ اسکی آوازین اور غل شور کام آیا،
گھوڑے اپنے زور مین اُسے رومہ تک لے آے اور قلعے ہی کے سامنے لاکے اُسے اُس دروازے
کے قریب گرایا جسے راٹومینا کہتے ہین؛ اس وقوعے نے اہل وی آے کو سخت متحیر اور خوف زدہ
کیا اور اب انھین یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ مٹی کی رتھ اہل رومہ کے حوالے کر دین؛
قلعے مین برجلیس (جوپٹر) دیوتا کا وہ عالی شان مندر جسکے بنانے کی نذر مارطوس کے
بیٹے ٹارکوان نے سبانی قومون سے لڑتے وقت مان مانی تھی، اسکے پوتے یا بیٹے ٹارکوان سپربس

کے عہد مین قریب قریب اتمام کو پونہچ گیا تھا، لیکن اُسے دیوتا کی خدمت مین پیش کیے جانے کی رسم ہنوز ادا نہین ہوئی تھی کہ اُس کی بادشاہت جاتی رہی - اور اب اُس کی تعمیر اور آراستگی کامل ہو جانے کے بعد پبلی کولا کو بڑی آرزو تھی کہ اس شاندار نذرانے کی رسم اُس کے ہاتھون ادا ہو - لیکن امرا کو اس اعزاز کا رشک ہوا اور حالانکہ پبلی کولا، کیا بلحاظ اپنے جنگی کارنامون کے اور کیا نہایت مفید قوانین بنانے کی وجہ سے، ایک حد تک اس عزت کا مستحق تھا، تاہم اسکے ہموطنون کو ناگوار ہوا کہ تمام عزتین اُسکے حصے مین آ جائین چنانچہ انھون نے ہورشییس کو ادائگی رسم کی اجازت لینے پر اُبھارا اور پبلی کولا کی عدم موجودگی مین، جبکہ وہ کسی فوجی مہم پر گیا ہوا تھا، یہ کام بالاتفاق ہورشییس کے سپرد کر دیا اور ساتھ ہی اُسے رسم ادا کرنے کے لیے قلعے مین لے آئے گویا پبلی کولا کی موجودگی مین انھین خوف تھا کہ یہ کارروائی نہ کر سکینگے، مگر بعض مصنفین لکھتے ہین کہ اس واقعے کی یہ صورت نہ تھی بلکہ غالباً انھون نے جس وقت پبلی کولا کا اُس کے خلاف منشا مہم لیجانا تجویز کیا تھا اُسی وقت رسم کی ادائگی ہورشییس کے لیے منظور کر دی تھی - اس قیاس کی تائید کسی قدر اُس واقعے سے بھی ہوتی ہے جو ادائگی رسم کے وقت پیش آیا - یعنی جب ستمبر کی تیرھوین تاریخ (جو تکت نیان بھینے مین ماہ کامل کے دن آتی ہے) لوگ قلعے مین جمع ہوے اور خاموشی ہو جانے کے بعد ہورشییس ابتدائی رسمین ادا کر چکا اور پھر دستور کے موافق (عمارت کے) دروازے تھام کر وہ الفاظ کہنے شروع کیے جو ایسے نذرانے کے وقت کہے جاتے ہین، تو پبلی کولا کا بھائی مرقس، کہ اسی مقصد کے لیے پہلے سے دروازون کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا، موقع پاکر چلایا کہ "اے قنصل تیرے بیٹے کی لاش پڑاؤ مین پڑی ہے!" یہ سنتے ہی تمام حاضرین سناٹے مین آ گئے لیکن ہورشییس ذرا بھی ہراسان نہوا بلکہ یہ مختصر جواب دیکر کہ لاش کو جدھر تمھارا جی چاہے پھینک دو، مین سوگ کرنے والون مین نہین ہون" وہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا اور رسم نذرانہ پوری کی - واضح رہے کہ یہ خبر سچی نہ تھی اور مرقس کو امید تھی کہ اس فریب سے شاید اس تقریب مین کھنڈت پڑ جائیگی - لیکن ہورشییس نے، خواہ اس فریب کو فوراً تاڑ کر خواہ سچ سمجھنے کے

باوجود، کسی قسم کا اضطراب جو نہین ظاہر کیا اُس سے ثابت ہے کہ وہ اپنے نفس پر کیسی حیرت انگیز قدرت رکھتا تھا۔

یہ لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ تعمیر مین جو کچھ اس مندر پر گذری تھی وہی اس نام کے دوسرے مندر پر گذری۔ یعنی اس کو جیسا کہ ہم نے بیان کیا، ٹارکوان نے بنایا تھا اور ہوریشیس نے دیوتا پر چڑھایا۔ پھر خانہ جنگی کے زمانے مین یہ جل گیا تو سلاؔ نے دوسرا بنوایا مگر وہ بھی تکمیل سے پہلے مرگیا اور رسم نذرانہ کی عزت کیٹولس کے واسطے چھوڑ گیا۔ یہ دوسرا مندر وٹیلی کی شورش کے وقت مسمار کرادیا گیا اور پھر وسپیشین نے، اُسی کامیابی کے ساتھ جو اُسے اور کامون مین نصیب ہوئی تھی، تیسری مرتبہ تعمیر کرایا اور اس کی تکمیل تک زندہ بھی رہا اور خوش قسمتی سے اُسکا تلف ہونا نہ دیکھنے پایا جو تھوڑے ہی دن بعد واقع ہوا۔ اس معاملے مین سلاؔ سے اس کا نصیب بہر حال اچھا ہے کہ اُس نے جو شئے بنوائی تھی اُسے پروان نہ چڑھا سکا اور اس نے جو کچھ بنوایا اس کی تکمیل دیکھی اور خرابی نہ دیکھی جو بہت جلد آگئی تھی کیونکہ وسپیشین کے مرتے ہی اُس مندر مین آگ لگ گئی اور وہ بالکل برباد ہوگیا۔ چوتھی مرتبہ شاہنشاہ ڈومیشین نے اسکی تعمیر کرائی اور جیسا بنوایا تھا اب تک موجود ہے۔ کہتے ہین ٹارکوان کے عہد مین اسپر چالیس ہزار نقرئی پونڈ لاگت آئی تھی۔ لیکن آج کل تو محال ہے کہ رومہ کا کوئی دولت مند شہری محض اُس سونے کے پانی کی قیمت بھی ادا کرسکے جو اُسپر پھیرا ہوا ہے اور جس کا خرچ بارہ ہزار ٹیلینٹ[1] تک پہونچتا ہے۔ اسکے ستون پن ٹلیقی Pentelican سنگ مرمر سے بنائے گئے تھے اور اُنکی مُٹائی اُنکی لمبائی کے بنایت موزون تھی اور ہم نے اُنھین ایتھنز مین دیکھا تھا لیکن وہان سے جب رومہ آئے اور انھیں از سر نو تراش کر یہان لگایا گیا تو انکے بیل بوٹون نے انکی زیبایش کو اتنا نہین بڑھایا جتنا کہ جسامت کم ہوجانے کی وجہ سے اُن کی مناسبت غارت ہوئی، اور وہ پتلے پتلے بدنما ہوگئے ہیں۔ ان مصارف کثیر پر اگر کسی کو تعجب ہو اور وہ خود ڈومیشین کے محل کی کسی غلام گردش یا

[1] ٹیلنٹ Talent ایک قدیم سکہ جسکا ایک ہمارے ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) روپے کے برابر ہوتا ہے۔

ایوان یا حمام یا حرم سرا کو دیکھنے جاے تو یقین ہے کہ ڈومیشین کی نسبت ایپی کارمس کا یہ شعر بے ساختہ اس کی زبان پر جاری ہو جائیگا کہ :-

جو سچ پوچھو تو فیاضی نہ یہ کوئی سخاوت ہے
خدا کی نعمتیں ، بلکہ اُڑا دینے کی ایک لت ہے ،،

اور وہ کہیگا کہ یہ بڑا تحمل ہے اور نہ کچھ شان بزرگی بلکہ محض عمارتیں بناتے چلے جانے کا ایک جنون ہے اور مایڈاس کی طرح ، ہر شے کو سونے اور پتھر میں بدل دینے کی ہوس ، لیکن بس اس مضمون پر اتنا ہی کافی ہے ۔

پچھلے معرکے میں جب ٹارکوان کو شکست ہوئی اور بروٹس سے لڑائی میں اسکا بیٹا بھی مارا گیا تو وہ بھاگ کر کلوسیم چلا آیا اور لارس پرسینا سے امداد چاہی جو اُن دنوں اطالیہ کے قوی ترین بادشاہوں میں ایک قابل اور فیاض بادشاہ تھا - اُس نے ٹارکوان کو مدد دینے کا اقرار کیا اور فوراً رومہ کو سفیر بھیجے کہ اپنے بادشاہ کو وہاں کے لوگ دوبارہ بلاکر سلطنت حوالے کر دیں - رومیوں کے جواب صاف دینے پر شاہ موصوف نے بلا توقف اعلان جنگ کر دیا اور فریق مخالف کو اپنے حملے کے وقت اور مقام سے اطلاع دیکر ایک فوج کثیر لیے ہوے رومہ کی طرف بڑھا - پبلی کولا اپنے غیاب میں دوبارہ قنصل مقرر کیا جا چکا تھا اور ٹیٹس لسرشییس اس کا شریک حکومت منتخب ہوا تھا - رومہ میں واپس آنے کے بعد یہ دکھانے کو کہ اہل رومہ پرسینا سے بھی زیادہ اولوالعزم ہیں اُس نے عین دشمن کے قریب آجانے کے وقت ایک قصبہ کی بنیاد ڈالی جسکا نام سگلوریا تھا اور اس کی فصیلیں بڑے خرچ سے تیار کرا کے وہاں سات سو آباد کار آباد کرا دے - گویا انھیں لڑائی کے متعلق کوئی فکر و تردد ہی نہیں تھا ! لیکن دشمن نے پہلے ہی تیز و تند حملے میں نو آباد مدافعین کے پاؤں اُکھاڑ دیے اور انھیں سگلوریا سے رومہ بھاگنا پڑا - اور بے شبہ حملہ آور انھیں مفرورین کے تعقب میں خود بھی رومہ میں داخل ہو جاتے اگر پبلی کولا پھاٹک سے نکل کر نہ جا پڑتا - اُسی نے جا کر لڑائی کو کچھ دیر کے لیے تھام لیا اور دریاے ٹیبر کے کنارے دشمن کے بے شمار سپاہیوں کو روکا - لیکن

جب اسکے کئی شدید زخم آئے اور سنبھالا نہ جاسکا تو لوگ اُسے میدان سے ہٹا لائے۔ یہی حال تقدیر سے لسرشیس کا ہوگیا اور ان دونوں کی عدم موجودگی نے رومیوں کو ایسا بیدل کیا کہ وہ پناہ لینے کے لیے شہر کی طرف ہٹنے لگے۔ اُس وقت رومۃ الکبریٰ کی حالت کمال نازک ہو گئی تھی۔ دریا تک دشمن آپہونچا تھا اور شہر میں پہونچنے کے لیے صرف ایک کاٹھ کا پل اُسے عبور کرنا باقی تھا۔ اس حال میں ہوریشیس کاکلس نے نکل کر اُسے روکا اور صرف ہرمی نس اور لارٹیس دو ساتھیوں سمیت جو روما کے معزز ترین شہریوں میں تھے، وہ حملہ آوروں کے مقابلے میں جم گیا۔ ہوریشیس کو کاکلس اس لیے کہتے ہیں کہ لڑائیوں میں اس کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی مگر ایک روایت یہ ہے کہ اسکی ناک اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ بیچ میں فصل نہ رہنے کی وجہ سے دونوں آنکھیں ایک نظر آتی تھیں اسی وجہ سے لوگ اُسے کاکلوپس (غیر معمولی انسان یا جن) کا لقب دینا چاہتے تھے جو بگڑ کر کاکلس رہ گیا۔ بہرحال یہ شخص پل پر قائم رہا اور اس وقت تک کہ پیچھے سے پل توڑ دیا گیا، اُس نے دشمنوں کو روکے رکھا اور جب پل ٹوٹ گیا تو زرہ بکتر سمیت دریا میں کود کر دوسری جانب تیر آیا حالانکہ ایک ٹسکن برچھے سے اسکا بازو بھی مجروح ہو گیا تھا۔ اس شجاعت کے صلے میں پبلی کولا نے تجویز کی کہ ہر شہری اُسے اپنا ایک دن کا کھانا نذر دے اور پھر اتنی زمین جتنی کے گرد وہ ایک دن میں ہل پھیر دے۔ اسکے علاوہ اُسکے اعزاز میں اور زخم سے لولے ہو جانے کی یادگار میں ایک برنجی مجسمہ بھی ولکن کے مندر میں قائم کرا دیا۔

لیکن اب پرسینا کے محاصرہ کر لینے کی وجہ سے شہر میں قحط شروع ہو گیا تھا۔ ادھر ٹسکنوں کی ایک تازہ دم فوج مضافات پر تاخت کر رہی تھی۔ اس وقت پبلی کولا جو تیسری مرتبہ قنصل منتخب کیا گیا تھا، پرسینا کی فوجوں سے صرف قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرتا رہا، لیکن ٹسکنوں کی نئی فوج سے لڑنے وہ چھپ کر شہر سے نکلا اور ایک ہی حملے میں انکے پانچ ہزار آدمی قتل کیے اور بھاگنے پر مجبور کیا۔

اب ہم موتیس کا قصہ لکھتے ہیں جسے مختلف طریق سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہم انھیں روایتوں کی پیروی کریں گے جو عام طور پر صحیح تسلیم کی جاتی ہیں۔ یہ شخص بہت سے عمدہ اوصاف سے

متصف اور شجاعت مین خصوصاً مشہور تھا۔ اُس نے پرسینا کے قتل کا عزم مصمم کیا اور ٹسکینون کا بھیس بدل کے اُنھین کی زبان بولتا ہوا محاصرین کے لشکر مین اُس مقام تک آپہنچا جہان بادشاہ اپنے سرداروں سمیت دربار کیا کرتا تھا۔ لیکن پرسینا کی اُسے شناخت نہ تھی اور گرفتار ہو جانے کے خوف سے کسی سے دریافت بھی نہ کر سکتا تھا۔ پس اُس نے تلوار میان سے نکالی اور ایک شخص پر، جو اُسکے خیال مین سب سے زیادہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا، حربہ کیا۔ وار کرتے ہی مین اُسے لوگون نے گرفتار کر لیا اور جب اُس سے سوالات کیے جا رہے تھے اُس وقت بادشاہ کے سامنے ایک بہت بڑے کھنچے مین آگ لائی گئی جو کوئی قربانی کرنی چاہتا تھا؛ اس جلتی آگ مین موقیس نے ازخود اپنا ہاتھ گھسا دیا اور اُسکے جلنے مین کمال اطمینان و دلیری کے ساتھ پرسینا کی آنکھون مین آنکھین ڈالے، کھڑا رہا۔ یہ حیرت انگیز دلاوری بادشاہ کو متاثر کیے بغیر نہ رہی اُس نے خوش ہو کر اُسے معاف کر دیا اور اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے اُسکی تلوار اُسے واپس دینے لگا یہ تلوار موقیس نے اپنے بائین ہاتھ سے لی (اور اسی واقعہ سے اسکی و ولا یعنی ذوالیسار کے نام سے موسوم ہوا) اور کہنے لگا کہ پرسینا کے خوف رعب کو مین نے مغلوب کر لیا ہے لیکن اسکی عالی ہمتی سے ہارجانے کا مجھے اعتراف ہے اور شکر گزاری مجھے مجبور کرتی ہے کہ وہ راز اُسپر کھول دون جو کوئی عقوبت یا سزا نہ کھلوا سکتی تھی؛؛ پھر اُس نے یقین دلایا کہ تین سو آدمی بادشاہ کی جان لینے ہی کے ارادے سے اُس کی اُردو کے آس پاس موجود ہین اور موقع کی تاک مین لگے ہوئے ہین سب سے پہلے "بردے قرعہ" مین اس کام کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور اب مجھے اپنی ناکامی کی مطلق پشیمانی نہین ہے کیونکہ پرسینا جیسا عمدہ اور بہادر شخص اس لایق ہے کہ رومیون کا دوست بنایا جائے نہ کہ دشمن؛ موقیس کی اس بات کو پرسینا نے باور کر لیا اور پھر صلح کی طرف بھی اپنا میلان ظاہر کیا، جسکی وجہ کچھ میرے نزدیک یہ نہ تھی کہ وہ ان تین سو رومیون سے خوف زدہ ہو گیا تھا بلکہ غالباً وہ اپنے دشمنون کی شجاعت کا گرویدہ ہوتا جاتا تھا (اور اس وصف کی عملی قدر دانی پر آمادہ تھا)؛ اس شخص کا نام تمام مصنفین نے موقیس اسکی وولا ہی لکھا ہے لیکن آتھن ودرش ابن سندان

Athenodorus son of Sandon اپنی ایک کتاب مین جو سیزر کی بہن آکٹیویا کے نام اُس نے تحریر کی ہے دعوے کرتا ہے کہ موقیس، پوسٹومس بھی کہلاتا تھا ؎

ادھر پبلی کولا جسے پرسینا کی دشمنی کا اتنا خوف نہ تھا جتنی کہ اسکے ساتھ اتحاد ہو جانے سے خوشی ہوئی، اس بات پر تیار ہو گیا کہ ٹارکوان شاہ معزول کے جھگڑے مین پرسینا ہی کو پنچ بنائے۔ اور کئی مرتبہ اُسکی ظالمانہ کارروائیان دکھانے پر اور اُسکی معزولی کو حق بجانب ثابت کرنے پر آمادگی بھی ظاہر کی۔ لیکن ٹارکوان نے نہایت نخوت سے اس قرارداد کو رد کر دیا اور کہا کہ مین کسی کو اپنے معاملے مین حکم تسلیم نہین کرتا، خصوصاً پرسینا تو اس منصب کا مستحق ہو ہی نہین سکتا کہ اُس نے اپنے عہد سے انحراف کیا ہے (یعنی رومیون سے صلح کرنی چاہتا ہے) یہ جواب سُنکر پرسینا ناراض اور اسکے دعاوی بادشاہت کے حق بجانب ہونے سے بدگمان ہو گیا نیز اپنے بیٹے آرون Aruns کی کوششون سے جو رومیون کا سرگرم طرفدار تھا اُس نے ان شرائط پر اُن سے صلح کر لی کہ تمام زمین جو اہل رومہ نے ٹسکنون سے حاصل کر لی تھی واپس دیدی جائیگی، ان کے قیدی چھوڑ دیے جائینگے اور اسکے مقابلے مین رومیون کے جو مفرورین پرسینا کے ساتھ تھے وہ اپنے وطن کو واپس ہو جائینگے ۔ اس معاہدے کی ضمانت مین رومیون نے اپنے امرا کے دس لڑکے اور دس لڑکیان بطور یرغمال ٹسکنون کے پاس بھجوا دیے اور انھین مین پبلی کولا کی بیٹی ویلریا بھی تھی ۔ یرغمالون کے پونہچنے کے بعد پرسینا نے جنگی کارروائیون سے ہاتھ اوٹھا لیا اور یہ رومی لڑکیان (اُسکے پڑاؤ سے) دریا مین اس مقام پر نہانے آئین جہان موڑ کی وجہ سے کھاڑی سی بن گئی ہے اور پانی نسبتاً ساکن ہو گیا ہے۔ جب انھون نے دیکھا کہ اُن کے ساتھ کوئی نگہبان نہین ہے اور نہ کوئی آدمی اُدھر آجا رہا ہے تو انھین باوجود دریا کی گہرائی اور تیز بہاؤ کے، یہ جسارت ہوئی کہ اُسے تیر کر پار ہو جائین۔ بعضون کا قول ہے کہ اُن مین ایک لڑکی کلیلیہ گھوڑے پر سوار تھی اور اُسی نے پہلے گھوڑا ڈال کر اورون کو اپنے پیچھے آنے کی ترغیب دی تھی۔ لیکن بخیریت عبور کر آنے کے بعد جب یہ لڑکیان پبلی کولا کے سامنے آئین تو نہ اُس نے انکی تعریف کی نہ اس طرح چلا آنا

پسند کیا۔ بلکہ اس کو تردد ہوا کہ ان لڑکیون کی یہ دلیری رومیون کی غداری پر نہ محمول کی جائے اور وہ پرسینا کے مقابلے مین بے وفا نہ سمجھا جاے۔ چنانچہ اُس نے انھین حراست مین لیکر دوبارہ پرسینا کے پاس بھجوادیا۔ لیکن اس واقعے کی اطلاع ٹارکوان کے آدمیون کو بھی ہوگئی۔ وہ دریا کے پار گھات مین چھپ کر بیٹھ گئے اور جب یہ لڑکیان اور ان کا بدرقہ وہان سے گذرا اُس وقت اُنھون نے اپنی کمینگاہ سے نکل کر حملہ کیا اور سب کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ البتہ لڑائی چھڑتے ہی ہیلی کولا کی بیٹی ولیریا اپنے تین نوکرون کی مدد سے دشمنون پر جھپٹی اور بچکر صحیح سلامت بھاگ گئی۔ مگر اسکے ہمراہیون کے گھر جانے کی خبر سنتے ہی آرون انکو بچانے کے لیے لپکا اور دشمن کو بھگا کر رومیون کو بچا لایا۔ مراجعت کے بعد جب پرسینا کے آگے یہ لڑکیان لائی گئین اور دریافت کرنے پر اُسے معلوم ہوا کہ اس فعل کی اصل بانی کلیلیہ تھی، تو وہ خوش ہوا اور اسکی طرف دیکھکر مسکرایا پھر خاص اپنا ایک گھوڑا منگایا اور اُسے نہایت تکلف سے سجا کر کلیلیہ کو تحفۃً عنایت کیا اسی بات کو وہ لوگ، جو کہتے ہین کہ کلیلیہ گھوڑے پر سوار دریا اُتری تھی، شہادت مین پیش کرتے ہین، لیکن فریق ثانی کہتا ہے کہ یہ محض بہادری کے صلے مین ٹسکن بادشاہ نے اسکی عزت بڑھائی تھی۔ مگر ساکرا نام سڑک پر پلاٹیم کے راستے مین ایک اسپ سوار مورت بھی کھڑی ہے جسے بعض لوگ کلیلیہ کا بُت بتاتے ہین اور بعض ویلریا کا۔ القصہ جب پرسینا کی رومیون سے اس طرح صفائی ہوگئی تو اُس نے ایک اور طریق سے اُن پر اپنی فیاضی کا اظہار کیا یعنی سپاہیون کو حکم دیا کہ اپنے تمام خیمے جن مین غلّہ اور دوسری اجناس بھری ہوئی تھین، رومیون کے لیے بجنسہ چھوڑ کر گھرون کو لوٹ جائین اور سواے ہتیارون کے کوئی شے اپنے ساتھ نہ لین۔ یہی واقعہ ہے جسکی بنا پر آج تک جب اسباب کا نیلام ہوتا ہے تو پہلی بولی پرسینا کی بولی جاتی ہے جس سے اُسکی مہربانی کی ایک دوامی یادگار قائم رکھنی مقصود ہے۔ نیز ایوان مجلس مین، سادہ اور قدیم طرز پر بنا ہوا ایک برنجی مجسمہ بھی اس کا نصب ہے۔

اس کے بعد سابینی قوم کے لوگون نے رومی علاقون پر تاخت لانی شروع کی اور ہیلی کولا

کا بھائی مرقس ویلیریس اور سٹبرنٹس اُس سال قنصل منتخب ہوئے - محض اپنے بھائی ہی کی امداد اور مشورے سے مرقس نے دو معرکہ آرا لڑائیاں جیتین اور انمین سے آخری میدان داری مین، بغیر ایک رومی کا نقصان اُٹھائے، اس نے تیرہ ہزار دشمنون کو قتل کیا! اسس واقعے نے اس کو نہایت نامآور بنا دیا اور علاوہ دو جلوس فتح کے اُسکے اعزاز مین اہل رومہ نے سرکاری خرچ سے پلاٹیم مین ایک مکان اُسکے لیے بنوا دیا، اور دستورِ عام کے خلاف اس مکان کے دروازے باہر بازار کے رخ کھلتے ہوئے رکھے، تاکہ جب وہ کھلوائے جائین، تو بازار کے آنے جانے والون کو راستہ دینا پڑے اور وہ ایک طرف ہٹ جائین، اور اس سے مرقس کی ایک دائمی تعظیم کا اظہار ہو اور دکھا دیا جائے کہ اسکے ہموطن اسکی خدمات کی کیسی قدر کرتے ہین!؛ دروازون کے باہر کی طرف کھلنے کا رواج، مشہور ہے کہ قدیم یونانیون مین بھی نہایت عام تھا اور اسکا ثبوت ڈرامون سے ملتا ہے جنمین گھر سے باہر جانے والے دروازون کے اندر شور کرتے دکھائے جاتے ہین، تاکہ رہ گیرون کو دروازہ کھلنے کی خبر ہو جائے اور وہ ادھر اُدھر رُک کر کھڑے ہو جائین، اور کواڑون کے ایکا ایکی بازار مین کھلنے سے لوگون کے چوٹ چپیٹ نہ آجائے؛

اس سے ایک سال بعد، جب سابینی اور لاطینی قومین متحد ہو کر رومیون سے جنگ پہ آمادہ معلوم ہوتی تھین، پبلی کولا چوتھی مرتبہ قنصل مقرر ہوا۔ شہر مین ان دنون ایک عام مرض اسقاط حمل کا پھیل گیا تھا اور کوئی ولادت بھی صحیح وقت پر نہین ہوئی تھی، جس سے اوہام پرست مخلوق مین سخت انتشار اور خوف طاری ہو گیا تھا - مگر پبلی کولا نے اپنی قدیم نبیہ عورتون (سِبل) کی کتابون سے مدد لی، پلوٹو دیوتا کے نام قربانیان چڑھائین اور اپالو کے بعض بعض کھیلون کی تجدید کر کے اہل شہر کو دیوتاؤن کی طرف سے مطمئن کر دیا اور جب اس سے فراغت ہوئی تو انسانون کے لائے ہوئے خطرات کی جانب متوجہ ہوا - بااحوال ظاہر اس مرتبہ رومیون کے خلاف بڑے پیمانے پر تیاریان کی جا رہی تھین - لیکن سابینون مین اپیس کلاسس نام ایک نہایت دولت مند اور قوی ہیکل شخص تھا اور خصوصیت کے ساتھ وہ اُسے اپنی فصاحت اور شریفانہ عادات

سے ناموری حاصل تھی - ساتھ ہی، جیسا کہ بالعموم بڑے آدمیوں کا مقدر ہوتا ہے، وہ حاسدوں
کے حسد سے بھی محفوظ نہ تھا - بالخصوص جب اس لڑائی سے اس نے مخالفت کی اور بظاہر
رومیوں کی طرفداری میں حصہ لیا تو دشمنوں کو بدنام کرنے کا بڑا موقع ہاتھ آیا اور بہت لوگ یہ
خیال کرنے لگے کہ وہ ان کوششوں کے ذریعے مطلق العنانی اور اپنے ملک کی بادشاہت حاصل کرنا
چاہتا ہے - اس وقت کلاسس جوان الزامات کا ملزم بنکر عدالت میں جانے سے خائف تھا،
اپنی بھلائی اسی میں سمجھا کہ جنگ روکنے کے لیے اپنے طرفداروں سمیت اُٹھ کھڑا ہو اور ایک خانگی
ہنگامہ مچا دے - اس قسم کے اندرونی جھگڑوں سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں، کلاسس ان سے
بے خبر نہ تھا اور ادھر پبلی کولا کی نگاہیں بھی اپنے مخالفوں پر لگی ہوئی تھیں - نہ صرف کمال ہوشیاری
کے ساتھ اس نے اسباب شورش معلوم کر لیے تھے بلکہ ان کو ترقی اور تقویت دینے میں بھی وہ
نہ چوکا اور کلاسس کے پاس ایلچیوں کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ پبلی کولا کو تمہاری حق پسندی اور
انصاف کا کامل یقین ہے اور ہر چند وہ اس بات کو انسانیت اور شرافت کے خلاف سمجھتا ہے کہ
کوئی شخص خواہ کتنا ہی ضرر رسیدہ کیوں نہو، اپنے ہم وطنوں سے انتقام لینے کی کوشش کرے
تاہم اگر محض حفاظت خود اختیاری کے لیے تم پسند کرو تو اپنے مخالفین کا ساتھ چھوڑ کر رومہ چلے آؤ
جہاں رسمی اور غیر رسمی طور پر تمہاری وہی مدارات کیجائیگی جو تمہارے معزز رتبے اور اہل روم کی
حیثیت کے لائق ہے "۔

جب اپیس کو یہ پیغام ملا اور غور کرنے کے بعد اپنی مجبوریوں کے لحاظ سے بہترین طریق
عمل یہی نظر آیا تو اُس نے اپنے دوستوں کو بھی ساتھ دینے کی صلاح دی اور اسی طریقے سے
انھوں نے دوسروں کو اپنا شریک بنایا یہانتک کہ جب وہ رومہ چلا تو سبا ینی قوم کے پانچ ہزار سب
سے زیادہ معقول اور اعتدال پسند گھر اہل وعیال سمیت اُسکے ہمراہ تھے - انکے آنے کی خبر سنکر پبلی کولا
فوراً استقبال کے لیے آیا اور بڑے لطف و مدارات کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ شہر میں لیگیا جہاں انھیں
تمام حقوق شہریت دیے گئے اور فی کس دو ایکڑ زمین دریائے اینو کے کنارے ملی لیکن کلاسس کو

پچیس ایکڑ زمین کے علاوہ مجلس کی رکنیت سے بھی سر بلند کیا گیا - یہ گویا اُس ملکی اقتدار کی ابتدا تھی جسے آیندہ نہایت دانشمندی کے ساتھ کام مین لانیکی وجہ سے وہ بلند ترین مدارج شہرت ورسوخ پر پہنچا اور اپنے بعد اپنا خاندان (کلاڈین) یادگار چھوڑ گیا جو رومہ بھر مین کسی خاندان سے کم درجے نہ تھا؛

ان لوگون کے چلے آنے کے سبب سے سابینی قوم کے اختلافات رفع اور انمین امن و سکون پیدا ہو گئے تھے لیکن انکا سردار اس بات کا روادار نہ ہوا کہ اُس کی قوم لڑائی اور رومیون سے انتقام لینے کا خیال چھوڑ دے اور اس طرح کلاسس کا جلا وطنی کے ذریعے وہ مقصد حاصل ہو جاے جو وطن مین رہ کر مخالفت کرنے سے اُسے حاصل نہ ہو سکتا تھا - اسی غصے مین وہ ایک فوج عظیم لیکر روانہ ہوا اور قصبہ فدینی کے سامنے خیمے ڈالے - پھر دو ہزار آدمیون کو رومہ کے قریب گھنے جنگلون کی کمین مین بٹھادیا اور یہ منصوبہ باندھا کہ دن ہوتے ہی سوارون کی ایک مختصر جماعت مضافات کو تاراج کرنے نکلے اور شہر کے قریب تک پہنچکر واپس ہو جاے اور دشمن کو اپنے تعقب مین کمین گاہ تک لگا لاے؛ لیکن حملہ آورون کے لشکر سے جو لوگ بھاگ بھاگ کر رومیون مین جا ملے تھے اُنکے ذریعے پبلی کولا کو بہت جلد اُن تمام ارادون کا علم ہو گیا اور اسی لحاظ سے اُس نے اپنی فوجین تقسیم کین - اپنے داماد بالبش کو اُس نے حکم دیا کہ تین ہزار سپاہی لیجا کر شام کو اُن پہاڑیون پر قابض ہو جاے جنکے نیچے دشمن گھات مین چھپکر بیٹھے تھے، اور اُنکی نقل و حرکت سے خبردار رہے - پھر سابینی سوارون کے مقابلے کے واسطے اُس نے اپنے شریک عہدہ لُکرشیس کو مقرر کیا اور نہایت تیز پا اور دلیر سوار اُسکی ماتحتی مین دیے اور باقی ماندہ فوج لیکر وہ خود بڑھا اور دشمن کے پڑاؤ کو گھیر لیا - اس تدبیر سے تمام حملہ آور مصیبت مین گرفتار ہو گئے، رومیون نے انکے بھاگتے مین بلا دقت ہزارون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا اور خود انکی فراری اور امید اُن پر تباہی لائی، کیونکہ ہر حصۂ لشکر نے دوسرون کو محفوظ سمجھکر، خود جم کر لڑنے کا خیال چھوڑ دیا اور پڑاؤ والے کمینگاہ کی طرف چلے اور کمینگاہ کے لوگ بھاگ بھاگ کر پڑاؤ کی جانب آنے لگے، اس طرح مفرورین سے مفرورین دوچار ہوے اور اب کھلا کہ جن سے مدد ملنے کی

توقع تھی وہ خود مدد کے محتاج بھاگے آرہے ہین! باین ہمہ فدینی کے قریب ہونے کی وجہ سے انکے اکثر آدمی بچ گئے، خصوصاً وہ جو پڑاؤ مین تھے، ورنہ جو اس بستی کی پناہ نہ لے سکا اور نہ پہنچا وہ یا میدان مین مارا گیا اور یا گرفتار ہوگیا؛ اگرچہ رومی اس قسم کی کامیابیان بالعموم کسی دیوتا کے نام سے منسوب کر دیا کرتے تھے لیکن اس فتح کو انھون نے خاص اپنے فوجی سردار کی لیاقت پر محمول کیا اور لوگون نے سپاہیون کو کہتے سنا کہ اگرچہ ہمارے دشمن دست و پابستہ نہ تھے پھر بھی پبلی کولا نے گویا انھین اندھا اور لنگڑا کرکے ہمارے حوالے کر دیا تھا کہ جس طرح چاہین مار ڈالین؛ مزید برآن جو مال غنیمت اور قیدی لوگون کے ہاتھ اس لڑائی مین آئے اُس نے انکو بڑا مالدار کر دیا۔

ان فتحمندیون کی تکمیل کے بعد، شہر کو اپنے جانشین قصلون کی حفاظت مین سونپ کر پبلی کولا نے وفات پائی، اور ایک ایسی زندگی کا دور ختم کیا جو حیات انسانی کی تمام ممکن خوبیون کا اور بہترین شریفانہ افعال کا، مجموعہ تھی۔ لوگون نے اس جوش کے ساتھ گویا جیتے جی اُسے کوئی صلہ اُسکی وطن پرستیون کا نہین ملا اور اب تک اُن پر قرض ہے، بالاتفاق طے کیا کہ اُسکی تجہیز و تکفین قوم کی طرف سے ہو اور ہر شخص اپنی (روزانہ ؟) آمدنی کا ایک ربع اسکے مصارف کے لیے ادا کرے۔ اسکے علاوہ عورتون نے اپنے آپس مین یہ قرارداد علٰحدہ کرلی کہ اُس کا سوگ پورے ایک سال تک قائم رکھین گے، جو اس کے اظہار احترام کی ایک نمایان یادگار رہے۔

لوگون کی خواہش کے بموجب وہ شہر ہی کے اندر اُس حصے مین دفن کیا گیا جسے ویلیا کہتے ہین اور وہان اس کی اولاد کے لیے بھی اپنے مُردے دفن کرنے کا استحقاق مرعی رکھا گیا تھا۔ مگر اب اُنکے خاندان کا کوئی شخص وہان نہین رکھا جاتا بلکہ صرف نعش کو لیجاکے وہان دھر دیتے ہین اور تھوڑی دیر مین کوئی اُسکے نیچے مشعل روشن کرتا ہے اور پھر فوراً اٹھا لیتا ہے جس سے متوفی کے وہان دفن ہونے کا استحقاق رکھنے اور پھر اس عزت سے دست کش ہو جانے کا اظہار مقصود ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میت کو وہان سے اُٹھا کر لیجاتے ہین۔

سولن اور پبلی کولا کا موازنہ

اس موازنے مین یہ بات، جو اور سوانح عمریون مین نہین نظر آئیگی، خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ ان دونون مین ایک اپنے مقابل کا مقلد معلوم ہوتا ہے اور وہ اسکی بہترین نظیر۔ چنانچہ سولن نے جو فقرہ شاہ کریسس کے سامنے ٹلیس کی خوش نصیبی کے بارے مین کہا تھا، وہ پبلی کولا کے حال پر بہت صادق آتا ہے (گویا پبلی کولا کی زندگی سولن کے عین منشا اور معیار کے مطابق تھی) فی الحقیقت اگر غور سے دیکھو تو گو ٹلیس اپنی نیک زندگی اور شریفانہ موت کی وجہ سے (سولن کے قول کے موافق) سب سے اقبال مند شخص تھا، تاہم نہ تو خود سولن نے اپنی نظمون مین اسکی مدح و ستائش یادگار چھوڑی ہے، نہ اسکے اہل وطن مین کوئی اقتدار اسکو یا اسکی اولاد کو ایسا حاصل ہوا کہ جو کسی خاص شہرت و یادگار کا مستحق ہوتا۔ حالانکہ پبلی کولا کی زندگی، کیا بلحاظ اُسکی صفات کے اور کیا بلحاظ اُس اقتدار کے جو اُسے حاصل تھا، رومیون مین سب سے ممتاز اور مشہور تھی، اور مرنے کے بعد آج بھی کہ اُسے وفات پائے چھ سو برس ہو چکے ہین، رومہ کے تین نامور خاندان یعنی پبلی کولی، مسلی اور ولیری اُس کے نام کو اپنے مراتب و اعزاز کا سرچشمہ مانتے ہین۔ اسکے علاوہ اگر ٹلیس لڑائی مین اپنی جگہ پر جما رہا اور ایک بہادر سپاہی کی طرح لڑکر دشمن کے ہاتھ سے مارا گیا تو پبلی کولا اس معاملے مین بھی اُس سے زیادہ خوش قسمت ہے کہ خود مرنے کے بجائے دشمنون کو اُس نے مارا اور اپنی سرداری مین اپنے وطن کو مظفر و منصور دیکھا۔ پھر ان عزتون اور فتحمندیون ہی کے باعث اس کا انجام بھی سولن کی دلی تمنا کے موافق، بہت اچھا ہوا، کیونکہ ممنارمس نے حیات انسانی کے دوامی ہونے کی جو حسرت کی تھی اُسکے جواب مین سولن اپنے اشعار مین ایک جگہ بے اختیار ہو کر کہتا ہے :۔

"نہین نہین مجھے اس طرح مرنے دو کہ میرا سوگ کیا جائے اور خدا

کرے کہ میری زندگی کا خاتمہ آہ سرد اور دوستوں کے نالہ و ماتم کا محل ہو"

تو اس قسم کی اقبال مندی بھی پبلی کولا ہی کے حصے مین پوری طرح آئی، کیونکہ اسکی موت نے نہ صرف دوست آشناؤن کو رلایا بلکہ شہر بھر سے ایک عام رنج و ماتم کرایا، خصوصاً عورتون نے اُسکے مرنے کا ایسا ہی سوگ کیا جیسا کہ باپ یا بھائی یا بیٹے کی موت پر کیا جاتا ہے ؛

ایک اور جگہ سولن کہتا ہے کہ "دولت، بے شبہ مجھے پسند ہے، پر نہ وہ دولت جو بُرے ذریعوں سے حاصل کی گئی ہو"، اسلیے کہ اُس کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ اب پبلی کولا کی دولت پر خیال کرو تو وہ نہ صرف جائز طریقے سے اُس نے پائی تھی بلکہ ہمیشہ غریبون اور حاجتمندون کے فائدے کے لیے فیاضانہ طور پر صرف کی جاتی تھی۔ پس اگر سولن اپنے حکیمانہ اقوال ہی کی بدولت دانشمند ترین آدمی مانا جاتا ہے تو پبلی کولا کے اقبالمند ترین شخص ہونے مین شبہ نہین۔ کیونکہ سولن کے تصور مین جو سب سے بڑی اور کامل صفت یا خوبی ہے وہ پوری طرح پبلی کولا کو حاصل ہوئی، اُس نے اُس سے کام لیا اور مرتے دم تک اس کا فایدہ اُٹھایا ؛

لیکن اگر اِس طرح، سولن نے پبلی کولا کی ناموری مین اضافہ کیا ہے تو پبلی کولا نے بھی اپنے جمہوری آئین وضوابط بنانے میں سولن کو نمونہ بنا کر اُسکی شہرت بڑھا دی ہے۔ مثلاً عہدۂ قنصلی کے اختیارات اور دعوے محدود کرنے میں اس نے جو کچھ قواعد جاری کیے ہین وہ تمام و کمال سولن کے قوانین کا چربہ ہین اسکے علاوہ بعض قوانین اس نے بجنسہ رومہ کو نقل کر دیے ہین، جیسے لوگونکو اپنے عہدے دار انتخاب کرنے کا حق دینا یا مجرمون کو جمہور کے سامنے مرافعہ پیش کرنیکی اجازت جس کو سولن نے اپنے ہان جوری کی صورت مین قائم کیا تھا۔ سولن کی طرح پبلی کولا نے اپنے ہان کسی نئی مجلس ملکی کی بنیاد نہین ڈالی تاہم قدیم مجلس کے اعضا کی تقریباً دُگنی تعداد کر دینے سے اسے مزید تقویت ضرور دی۔ عہدۂ بخشی یا کوایسٹر کے قائم کرنیکی بنیاد بھی اسی قسم کی ہے۔ مقصود یہ تھا کہ حاکم اعلےٰ اگر اچھی نیت کا شخص ہو تو مالی کامون مین اُسکی توجہ نہ بٹے اور وہ زیادہ ضروری کاروبار مین مصروف رہ سکے" یا اگر کوئی بُرا شخص اس عہدے پر آجائے تو بھی مالیے پر اختیار نہ ہونیکی وجہ سے اُسے بے انصافی کرنے کا دیا دہ لالچ نہ پیدا ہو"؛ واضح رہے کہ پبلی کولا مین استبداد و بادشاہت سے نفرت کا مادہ نسبتاً بہت

زیادہ تھا۔ قانون سولن کی رو سے ایسے مجرم کو جو بادشاہ بننے کی کوشش کرے صرف جرم ثابت ہونے کے بعد سزا دی جا سکتی تھی، لیکن پبلی کولا نے عدالتی تحقیقات سے پہلے ایسی کوشش کرنے والے کے واسطے موت کا فتویٰ دیدیا تھا۔ سولن کی ایک بڑی وجہ عظمت یہ بھی ہے کہ جب اُسے اختیاراتِ مطلق حاصل کرنے کا پورا موقع مل گیا تھا اُس وقت اُس نے انھیں لینا پسند نہ کیا مگر پبلی کولا بھی اس معاملے میں کم تعریف کا مستحق نہین کہ مطلق العنانی پا جانے کے بعد اُس نے اپنے منصب کو ایک جمہوری عہدہ بنا دیا اور اپنی قوتون سے جو اُسے حاصل تھین کوئی اور کام نہ لیا۔ باین ہمہ یہ شرف سولن ہی کو دینا چاہئیے کہ اُس نے پبلی کولا سے بہت پہلے لکھ دیا تھا کہ :

لوگون کی نگاہ مین ہمیشہ سب سے اچھے حاکم وہ ہوتے ہین
جو نہ اُن کی خوشامد کرین نہ اُن پر بیجا جبر

قرضون کی تنسیخ صرف سولن کا حصہ تھی اور اس تدبیر کو اُس نے لوگون کی آزادی قائم کرنے کا ایک بڑا ذریعہ بنایا تھا۔ کیونکہ تمام قوانینِ مساوات بنانے بیکار ہین اگر لوگ ناداری اور قرض کے دباؤ سے اپنے حقوق کا فائدہ نہ اُٹھا سکین اور حاکمون کے انتخاب یا عدالت کے انصاف مین بھی (جو درحقیقت مساوات اور آزادی کی مقدس درگاہین ہین) وہ دولت مندون کے اشارے پر چلین اور اُن کا کہنا ماننے پر مجبور ہون ۔ اس قانون کے نفاذ مین ایک اور غیر معمولی کامیابی یہ ہوئی کہ گو ایسے قرض بالعموم بغیر سرکاری زبردستی کئیے منسوخ نہین ہوتے تاہم اس موقع پر جب یہ خطرناک اور قوی علاج تجویز کیا گیا تو اس پر عمل کرنے مین کوئی بھی دقت پیش نہ آئی بلکہ جو زیادتیان پہلے سے ہو رہی تھین اُن کا اس قانون نے انسداد کر دیا۔ قاعدۂ عام کے بموجب جو بددلی یا بیزاری ایسی تبدیلیون سے پیدا ہوتی ہے وہ اس قانون سے بھی اگر ہوئی ہو تو سولن کی ذاتی لیاقت اور بزرگی کے آگے ہیچ ہو کر رہ گئی ۔ اس مین شبہ نہین کہ سولن کی حکومت کا آغاز بہت زیادہ تعریف اور ناموری پانے کا مستحق ہے کیونکہ اُس نے جو کچھ کیا وہ بالکل

نیا اور بدیع تھا اور اس مین نہ کسی کی تقلید اُس نے کی تھی نہ کسی دوست یا رفیق کی مدد
لی تھی بلکہ اپنے تمام جلیل الشان کارنامون کو تن تنہا درجۂ اتمام کو پھونچایا تھا - بایں ہمہ
خاتمہ پبلی کولا کی زندگی کا اُس سے خوشتر اور بہتر رہے اس لیے کہ سولن کی جمہوری حکومت
خود اُس کی زندگی مین تارتار ہو گئی حالانکہ پبلی کولا نے جو نظام قائم کیا تھا وہ خانہ جنگیون
تک برقرار رہا - سولن نے جب اپنے قوانین بنا لیے اور تختون پر انھین کندہ کرا دیا تو وہ
انھین ایسی حالت مین چھوڑ کر ایتھنز سے رخصت ہوا کہ اُن قوانین کا کوئی محافظ موجود
نہ تھا اس کے برخلاف پبلی کولا عہدے یا بے عہدے ہر حال مین حکومت کے قیام
کے واسطے سعی و مشقت کرتا رہا، اسکے علاوہ سولن، پی سس ٹراٹس کے غاصبانہ ارادون کا علم
رکھنے کے باوجود اسکا کوئی انسداد نہ کرسکا بلکہ مطلق العنانی کے ابتدائی مدارج مین دب جانے
پر مجبور ہو گیا، بحالیکہ پبلی کولا نے اُس شخصی بادشاہت کے قدم اُکھاڑے جو عرصۂ دراز سے
قائم اور بہ استحکام جمی ہوئی تھی - گویا سولن جیسے صفات اور بلند نظری رکھنے کے علاوہ خدا نے
اُسے وہ اقبال اور قوت بھی عنایت کی تھی جو انھین عملی شکل مین متشکل کر سکے ؛؛

اب جنگی کارنامون کو دیکھا جاے تو ہر چند سولن کی نسبت ہم لکھ چکے ہین کہ صرف ایک
مرتبہ اہل مگارا کی لڑائی مین فوج کی کمان اُسکے سپرد تھی، لیکن دیماچس Daimachus
متوطن پلاٹیہ اس کے تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے، حالانکہ پبلی کولا متعدد معرکون مین، کیا
سپاہی اور کیا سردار دونون حیثیتون سے لڑا اور فتحمند ہوا، ملکی سیاسات مین بھی بچارے
سولن کو جو اپنے ہموطنون کو سلامیس کے برخلاف اُبھارنا چاہتا تھا، سواے اس کے کچھ
چارۂ کار نہین نظر آیا کہ بناوٹ سے دیوانہ بن جاے اور گویا ایک سُوانگ سا بنا کے لانے
برعکس اس کے پبلی کولا نے ابتدا ہی سے اپنے تئین بڑے سے بڑے خطرے مین ڈالا، تارکوان
کی مخالفت مین ہتیار اُٹھائے، سازش کا حال معلوم کیا اور پھر اس لحاظ سے کہ غدارون کی
گرفتاری اور سزا دہانی مین شریک غالب وہی تھا اُس نے نہ صرف اہل استبداد کو شہر سے دفع

کرایا بلکہ فی الحقیقت انکی تمام امیدین بھی خاک مین ملا دین ،؛ اور جس طرح جنگ و قتال ، جانبازی اور دلیرانہ مخالفت کے موقعون پر اُس نے نہایت مضبوطی اور دلیری کا اظہار کیا اسی طرح ایسے پُر امن موقعون پر جہان شیرین زبانی ، فہمایش یا رواداری ضروری ہے اُس نے جو لیاقت دکھائی وہ اور بھی قابل تعریف ہے اور اسی کی بدولت اُس نے پرسینا جیسے خطرناک اور زبردست دشمن کے ساتھ اُس نے ازسرنو اتحاد و مصالحت قائم کی ۔

ممکن ہے بعض لوگ یہ اعتراض کرین کہ سلامیس جو اہل ایتھنز کے ہاتھون سے نکل گیا تھا سولن نے اپنی کوششون سے پھر تسخیر کرایا حالانکہ پبلی کولا نے خود اُس علاقے کا ایک حصہ جسپر رومی اُس وقت قابض تھے دشمنون کے حوالے کر دیا ، لیکن اس قسم کی کارروائیون پر جو کچھ رائے لگائی جاے وہ انکا محل و موقع نظر مین رکھکر لگانی چاہیے ۔ ایک کامیاب مدبر کا فعل ہمیشہ وقتی اور موجودحالات کے اعتبار سے موزون ترین طرز عمل ہوتا ہے ، کبھی وہ ایک جزو دیکر کل کو بچاتا ہے اور کبھی ایک چھوٹے معاملے مین دب کر بڑے معاملے کو اپنے موافق مطلب بنا لیتا ہے اس اعتبار سے پبلی کولا نے وہ علاقہ دیکر جو تھوڑے ہی دن پہلے رومیون نے زبردستی قبضے مین کر لیا تھا ، اپنے اصلی ترکے کو چھینے جانے سے بچا لیا اور مزید برآن انکے لیے جو اپنے شہر ہی کا بچ جانا بہت غنیمت سمجھے تھے دشمن کے کثیر ذخایر بھی حاصل کر لیے ، اور جنگ کے فیصلے کا اختیار خود پرسینا کو دیکر اُس نے نہ صرف ایک قسم کی فتح حاصل کی بلکہ وہ (مال یا سامان) بھی پا لیا جو وہ فتح مول لینے کی خاطر بخوشی دیدیتا ۔ یعنی خود ان کے دشمن نے لڑائی ختم کر دی اور رومیون کی شرافت پسندی اور شجاعانہ طرز عمل سے ، جسکا نقش رومی قنصل نے اُس کے دل پر بٹھا دیا تھا ، اتنا متاثر ہوا کہ اہل شہر کے لیے بخوشی اپنا تمام غلہ اور سامان چھوڑ گیا ؛؛

؛؛

مدینۃ الحکما ایتھنز کا مشہور مدبّر

ثمس طاکلس

(Themistocles)

ثمس طاکلس، کسی قدر مجہول النسب ہونے کی وجہ سے کوئی معزز خاندانی شخص نہیں ہے۔ اس کا باپ نیوکلس Neocles شرفاے ایتھنز مین سے نہ تھا بلکہ لیونٹس Leontie قوم سے افری رہی Phrearrhi کا قصباتی تھا۔ اسکی ماں بھی سُنا ہے نہایت ادنے درجہ کی عورت تھی۔ قطعہ:

غریب ابرٹنان ہون، تھریس کی بیٹی
مجھے نہین ہے شرف نسل پاک یونان سے
یہان کی عورتین جو چاہین مجھ کو طعنے دین
بلا سے - میرا ثمس طاکلس تو بیٹا ہے!

مگر فی نیس نے لکھا ہے کہ نہ اسکی ماں تھریس کی تھی نہ اسکا نام ابرٹنان تھا درحقیقت وہ کیریا Caria کی رہنے والی تھی اور اسکا نام یوٹرپی Euterpe تھا۔ اسی قول کی تائید مین نی آن تھس Neanthes نے تو یہان تک صراحت کی ہے کہ وہ علاقہ کیریا مین قصبہ ہالی کرناسس Halicarnassus کی پیدایش ہے۔

یہ واقعہ بھی لکھنے کے لائق ہے کہ ایتھنز کے ایک خاص اکھاڑے

سی نوشتار جس[1] مین تمام حرامی اور ایسے لڑکے حکماً جمع ہوا کرتے تھے جن کے والدین مین سے ایک ایتھنز کا ہو اور ایک کسی اور مقام کا۔ تھمسٹاکلس نے اس مقصد کو اولٹ پلٹ کردینے کے لیے یہ ترکیب نکالی کہ ایتھنز کے چند صاحب نسب امیرزادون کو ترغیب دے دلا کے اپنے ساتھ اس اکھاڑے مین لیگیا کہ آؤ وہان تیل کی مالش اور کسرت کرینگے۔ اس طریق سے اس نے کمال چالاکی کے ساتھ وہ امتیاز اور شرط مٹادی جس سے وہان کے آنیوالے مخصوص ہو جاتے تھے ٭

لیکن اس مین شبہ نہین کہ تھمسٹاکلس لی سو میڈی Lycomedae خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کیونکہ یہ محقق ہے کہ اسی نے فلیہ Phlya کا مندر ایرانیون کے جلانے کے بعد از سر نو تعمیر کیا اور طرح طرح کی تصاویر و نفائس سے اسکی شان و خوبی بڑھائی۔ اب یہ مندر خاندان مذکور ہی کی ملکیت مین تھا (پس اگر تھمس اس خاندان سے نہوتا تو اسے کیون بناتا)

اس کی بنسبت یہ قول متفق علیہ ہے کہ لڑکپن مین وہ مزاج کا جھلا، نہایت بیباک، کمال ذہین اور عالی ہمت تھا۔ اسے بڑے کام کرنیکا اس قدر شوق تھا کہ مدرسے کی چھٹیون مین گھر پہ بھی کھیل کود مین اور بچون کی طرح وقت رائگان نہ کھوتا بلکہ ہمیشہ نئی نئی باتین نکالتا رہتا اور بڑی بڑی تقریرین مرتب کرتا جن کا مضمون عام طور پر اپنے ساتھیون کی حمایت ہوتی تھی یا مخالفت۔ اسی غیر معمولی میلان پر اس کا استاد اکثر کہا کرتا کہ "تو بھئی لڑکے تو معمولی شخص بنکر نہین رہ سکتا۔ تو ضرور نامور ہوگا۔ بھلائی مین ہو یا برائی مین، ہوگا نامور!" جب اسے رکھ رکھاؤ یا ادب آداب کے طریقے سنوارنے کی تعلیم دی جاتی یا اخلاق پسندیدہ اور اطوار حمیدہ سکھائے جاتے تو وہ اسے بہت بے پروائی اور بے دلی کے ساتھ سنتا مگر انتظام معاملات یا عقل و فہم کی کوئی بات ہوتی تو اس پر اقتضائے سن کے خلاف پوری پوری توجہ کرتا اور انھی چیزون سے ذوق طبعی رکھنے کے سبب اس مین ایک بھاری بھرکم پن پیدا ہو گیا تھا۔ یہی اسباب تھے کہ جب وہ بڑا ہوا اور ان لوگون کے ساتھ اسے ملنے جلنے کا اتفاق

[1] Cynosarges یہ اکھاڑہ شہر کے باہر ہرقل اون کی یادگار مین بنایا گیا تھا کیونکہ ہرقل بھی دیوتاؤن مین کم نسب تھا۔ اس لیئے کہ اس کی مان آدم زاد تھی باپ دیوتا، پس وہ دوغلا ہوا ۔ م

ہوا جو اپنے تئیں بڑا صاحب ذوق سمجھتے اور ایسے لہو ولعب مین مشغول رکھتے تھے جنھین عام طور پر
شریفانہ اور مہذب سمجھا جاتا ہے، تو اُسے بڑی مشکل پیش آنے لگی - وہ اسکی خشک مزاجی پر طعن
تشنیع کرتے - اور اس وقت شمس طالکس کو اس بے باکانہ جواب کے سوا کچھ کہتے نہ بن پڑتا کہ بے شک
مین ستارے دوتارے اور ستار کو نہین بجا سکتا پر کسی ذلیل اور گمنام کھیڑے کی مجھے حکومت مل جائے
تو دیکھو کہ کس طرح اُس کو بام رفعت وعظمت پر پہونچا دیتا ہون ؛

ٹیسیم بروٹس نے لکھا ہے کہ وہ مشہور خطیب انکشاغورث کو سننے والون مین تھا - اور فلسفۂ
طبعی کی تعلیم اُس نے ملی سس Damanslinus سے پائی تھی حالانکہ یہ قول سنین کے لحاظ سے
درست نہین معلوم ہوتا - ملی سس وہ شخص ہے جو فارقلیس کے محاصرے کے وقت سمین محصورین
کا کمانیر تھا - اسی طرح انکشاغورث بھی فارقلیس کا بہت گہرا دوست تھا - جو طالکس سے بہت بعد کا
آدمی ہے - پس اوپر کا بیان کسی طرح ٹھیک نہین بیٹھتا اور تاویل اُس کی نظر نہین آتی مگر یہ کہ ملی سس
کو سفیلس سمجھا جاے - جو خطیب یا فلسفۂ طبعی کا ماہر تو نہ تھا مگر حکمت کا معلم تھا اور طالکس اس کے
مداحون مین تھا ؛ حکمت اُس زمانے مین سیاست اور عملی کاروبار مین خاص درک رکھنے کو کہتے
تھے - یہی دونون چیزین ملکر فلسفے کی ایک خاص شاخ بن گئی تھین جس کی بنیاد سولن کے زمانے
مین پڑی اور پھر اس کا ایک علحدہ گروہ قائم ہوگیا ؛ لیکن جو لوگ بعد مین آئے انھون نے اسی مین
وکالت اور قانونی اینچ پینچ کو بھی شامل کر لیا - اور اسکا عملی حصہ محض بحث بحث اور لفاظی سے بدل گیا
یہی متاخرین ہین جو سوفسطائی Sophists کے نام سے مشہور ہوے ؛

طالکس نے سفیلس کے پاس اس وقت جانا شروع کیا ہے جب کہ وہ سیاسی میدان مین
داخل ہو چکا تھا +

اوائل شباب مین وہ نہ صالح تھا نہ محتاط - وہ محض فطری جذبات کی پیروی کرتا تھا جو عقل و
تربیت کے بغیر اکثر ایسے خراب و پرخار رستون مین اچانک لا پھنساتے ہین کہ پھر نکلنا دشوار ہو جاتا ہے ؛
چنانچہ خود طالکس جب ہوش مین آیا تو اقرار کیا کرتا تھا کہ بے تربیت وحشی بچھیرے صرف اسی وقت عمدہ گھوڑے

بن سکتے ہین جب کہ انھین اڑگھڑے ہین نکال کے خوب اچھی طرح سدھایا جائے - مگر ان بنیادون پر جن لوگون نے اس کی بدکرداریون کے افسانے گھڑ لیے ہین اور جو بیان کرتے ہین کہ باپ نے طاکلس کو عاق کر دیا تھا اور اسکی مان بیٹے کی رسوائیون کے غم مین گھل گھل کے مرگئی، یہ سب اتہام محض ہے۔

اس جماعت کے علاوہ ایک گروہ کی روایت یہ ہے کہ اس کے باپ نے اُسے مُلکی کاروبار مین پڑنے سے بہت بہت طرح روکا تھا اور یہ دکھاتے کو کہ عوام الناس کام نکل جانے کے بعد اپنے لیڈرون کی کیسی ناقدری کرتے ہین، اُس نے دو کشتیان بیٹے کو لیجا کر دکھلائی تھین جو ساحل پر خالی اور خراب خستہ کس میرسی کی حالت مین پڑی ہوئی تھین۔

جو کچھ بھی ہو، اسمین شک نہین کہ تمس طاکلس کو اول سے ملکی معاملات مین نہایت شغف تھا اور نام آوری کی دلی تمنا تھی، سب سے بڑے بن جانے کی آرزو کی بدولت ہی شہر کے بڑے بڑے بارسوخ آدمیون کو اس سے بیر پڑ گیا تھا خصوصًا لسی مچس Lysimachus کے بیٹے ارسطیدس Aristides کو جس نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔ حالانکہ اس کی وجہ سنا ہے اول اول محض جوانی کی ترنگ تھی، یعنی ارسٹن Ariston فلسفی کی روایت کے بموجب وہ دونون حسین سٹےسی لوس Stesilaus پر فریفتہ تھے اور اسی رقابت نے انھین معاملات سیاسی مین بھی آخر تک ایک دوسرے کا حریف بنائے رکھا۔ عجب نہین اس مخالفت کی ایک وجہ انکی مختلف المذاقی اور اخلاق وطبیعت کا فرق بھی ہو - کیونکہ ارسطیدس نرم مزاج اور نہایت شریف سیرت شخص تھا - وہ قومی معاملات مین کبھی ذاتی ہر دلعزیزی یا شہرت حاصل کرنے کی غرض سے حصہ نہ لیتا بلکہ سدا کمال دیانت واحتیاط کے ساتھ لوگون کی بھلائی اور سلطنت کی بہبود کے واسطے کام کرتا - پس جب تمس طاکلس کو وہ دیکھتا کہ لوگون کو نئی نئی بدعتون کی طرف مائل کر رہا ہے اور اپنے ذاتی رسوخ کو بڑھا رہا ہے تو مجبورًا بھی اس کی مخالفت کرتا تھا - واقعی، کہتے ہین، تمس طاکلس تو، عزت وجلال کا شوق مجسم بن گیا تھا اُسے بڑے بڑے کام کرنے کا اس درجے جنون تھا کہ جب میراتھان Marathon کی شہرۂ آفاق لڑائی مین مل تیاڈس Miltiades کی حیرت انگیز ہوشیاری اور کارگزاری کا

ہر جگہ چرچا ہوا تو صرف نوجوان طاکلس تھا جو ہر وقت متفکر اور خاموش نظر آتا تھا۔ اُس نے یار دوستوں کی صحبت مین آنا جانا بھی چھوڑ دیا تھا اور راتوں کو نیند اپنے اوپر حرام کر لی تھی؛ پھر جب لوگوں کو اس کے بدل جانے پر تعجب ہوا اور اس کی وجہ دو ایک نے پوچھی تو طاکلس نے صرف یہ جواب دیا کہ ملٹیاڈس کی فتحمندیون نے میری نیند اوڑادی ہے؛

میراتھان کے بعد عام طور پر لوگ تو یہ سمجھنے لگے تھے کہ اب جنگ ختم ہو جائیگی مگر طاکلس کے نزدیک وہ محاربۂ عظیمہ کی محض ابتدا تھی؛ اور یونان کی خوش نصیبی سے طاکلس برابر اپنے تئین آئندہ مصائب کے لئے تیار کرتا رہا۔ جو کچھ آنے والا تھا اسے وہ پہلے سے سمجھ گیا تھا اور اپنے شہر کو بھی اُس وقت کے لیے اس نے مستعد کر لیا تھا؛

اُس زمانے مین اہل ایتھنز، لوریم Laurium کی کانون سے جو چاندی نکلتی تھی اُسے آپس مین تقسیم کر لیا کرتے تھے طاکلس نے پہلا کام یہ کیا کہ لوگون کو اس تقسیم سے روکا اور اس تجویز کی جسارت کی کہ یہ روپیہ جہاز سازی اور جزائر ایجین Aegean سے لڑائی لڑنے مین لگایا جائے؛ یہ جزائر والے سارے یونان مین مرفہ الحال اور اپنے جہازون کی کثرت سے سمندر کے بادشاہ تھے؛ طاکلس نے انھین کو حریف بنایا؛ اسطرح اسے ایران یا دارا ے ایران کا خوف دلانے کی ضرورت بھی نہین پڑی۔ کیونکہ یہ بہت دور کی بات تھی اور ایرانی حملے کا اسوقت لوگون کو نہ زیادہ یقین تھا نہ خطرہ۔ لیکن ایجین والون کے خلاف طیش و رقابت کی آگ بھڑکانے مین اسے خاطر خواہ کامیابی ہو گئی چنانچہ اس روپے سے سو جہاز تیار ہوے اور یہی وہ بیڑا تھا جو بعد مین زرکسیز Xerxes کی فوج سے لڑا؛ اسی ابتدا سے رفتہ رفتہ اس نے شہر کی بحری فوج بڑھائی؛ برّی قوت مین اسے یقین تھا کہ اپنے اسپارٹی ہمسایون سے کسی طرح، ایتھنز نہ بڑھ سکے گا۔ البتہ جہازون سے ایرانی حملے کو روکنا اور یونان پر اپنا تفوّق قائم کر دینا ممکن تھا۔ بس، افلاطون کے الفاظ مین، اُس نے بتدریج اپنے سپاہیون کو جہازی اور ملاح بنا کے سمندر مین بکھیر دیا۔ اور اسی پر یہ طعنہ سنا کہ آپ کی بدولت ایتھنز کے نیزہ و سپر ٹوٹے اور وہ پتوار و تختۂ جہاز پر اُتر آئے؛؛ طاکلس نے یہ تجویزین مجلس ملکی مین ملٹیاڈس

کے علی الرغم پاس کرالین۔ جیسا کہ ٹیسم بروٹس نے بیان کیا ہے اب رہا یہ کہ یہ تبدیلی اچھی تھی یا بُری اور اس سے سلطنت کو فائدہ پہونچا یا نقصان، یہ صاحبان بصیرت کے طے کرنیکی بات ہے مگر اسمین شبہ نہین کہ اُس وقت یونان کی نجات سمندر ہی کی طرف سے آئی اور ایتھنز تباہی کے بعد دوبارہ آباد ہوا تو وہ بھی انھین کشتیون کی بدولت۔ اور اس کی شہادت کوئی اور دے نہ دے خود زرکسیز کی گواہی کافی ہے جو زمین پر فتح کامل حاصل کرنیکے بعد اپنی بحری شکست سے گھبرا کے بھاگا اور یونان سے لڑنے کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور مین تو جانتا ہون کہ اُس نے جو اپنے جرنیل مردانوش کو اپنے پیچھے یونان مین چھوڑا اسکی وجہ بھی کچھ یہ امید نہ تھی کہ دشمن مغلوب و مفتوح ہو جائیگا بلکہ یہ غرض تھی کہ وہ اس کا تعاقب کرنے سے مانع آئے۔

کہتے ہین تمس طاکلس روپیہ جوڑنے کا بہت شوقین تھا۔ اسکی وجہ بعضون نے یہ بتائی ہے کہ عالی شان پیمانے پر مسافر نوازی اور قربانیان وغیرہ چڑھانے مین فیاضی دکھانے کے لیے اس نے اتنی کثیر دولت وجائداد فراہم کی تھی۔ لیکن اور لوگ اُسے حریص اور سخت کنجوس بتاتے ہین بلکہ یہان تک الزام لگاتے ہین کہ اُسے جو اجناس ہدیۃً بھی ملتی تھین وہ انھین فروخت کر دیا کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ ڈفی لیڈس Diphilides سے جو گھوڑے پالتا تھا، ایک بچھیرا مانگا۔ اور اُس نے نہین دیا تو طاکلس نے یہ دھمکی دی کہ اپنے عزیزون سے تجھ پر دیوانی مقدمات دائر کرا کے اس قدر پریشان کرونگا کہ تھوڑے دن مین تیرا سارا گھر بار کاٹھ کا گھوڑا بن جائیگا (یعنی کوڑیون کے مول بکتا پھریگا)

شہرت حاصل کرنے کے خبط مین تو تمس طاکلس کی کوئی شخص برابری نہین کر سکتا۔ لڑکپن کے زمانے سے، جب اسے دنیا مین کوئی نہ جانتا تھا، اس کی یہ حالت تھی کہ اپس کلیز Episcles سرنگیمی کی خوشامد کرتا تھا کہ میرے گھر آکر سارنگی بجایا کر۔ کیونکہ اُس زمانے مین وہ بہت مقبول گویّا تھا اور اُسکے مشتاق سارنگی سننے بکثرت آتے تھے۔ طاکلس کا مطلب اسے اپنے گھر بلانے سے صرف یہی ہوتا تھا کہ اسکے سبب سے لوگ طاکلس کا نام جان جائین اور پتہ پوچھتے اسکے گھر آیا کرین!

اولمپیا کی نمایش مین جب وہ آیا تو اتنے نوکر چاکر ڈیرے خیمے لایا کہ وہان کے بڑے بڑے امرا کے پاس بھی نہ ہونگے۔ چنانچہ اسی دولت نمائی اور شیخی کی وجہ سے تمام یونانی اُس سے ناراض ہو گئے کہ ایسا ٹھاٹ اور خدم وحشم خاندانی امیرزادون کو تو خیر زیب بھی دیتا ہے لیکن ایسے گمنام و نشان کم وجاہت لوگون کا یہ شان شوکت دکھانا بالکل چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے کیونکہ اُس زمانے مین ناٹک والون کے مقابلے اپنے اپنے امرا کی سرپرستی مین بڑے زور کے ہوتے تھے۔ ایک بار طاکلس کا ناٹک جیت گیا۔ اُس نے اسکی یادگار مین ایک تختی پر یہ کتبہ کرایا۔ اس ناٹک کا انصرام کرنے والا تمس طاکلس باشندہ فریری تھا۔ فری نکیس Phrynichus نے اسکو لکھا اور حاکم شہر اُن دنون اڈی مان ٹس Adimantus تھا۔"

عوام الناس طاکلس کے بہت گرویدہ تھے۔ وہ ہر شخص کا نام لیکر اُسے سلام کرنے مین سبقت کرتا اور ہمیشہ لوگونکے خانگی معاملات مین انصاف پسندی دکھاتا۔ اسکی کمانیری کے زمانے مین بھی جب سمونیڈس Simonides شاعر نے کوئی نا واجب رعایت اس سے چاہی تو طاکلس نے جواب دیا "سمونیڈس! اگر تمھارے اشعار کی تقطیع درست نہ نکلی تو تم اچھے شاعر نہین کہلا سکتے اسی طرح کسی کی خاطر سے مین ضابطے غلط بنادون تو مین اچھا افسر نہین ہوسکتا۔" پھر ایک اور موقع پر ہنسی ہنسی مین کہنے لگا کہ تم سے کورنتھ Corinthians جیسے شہر والونکی بھد اڑانے مین بڑی حماقت ظاہر ہوئی کیونکہ اُنپر تمھاری کہی ہوئی پھبتیان خود تمھارے چہرے پر زیادہ پھبتی ہین۔

تدریجی ترقی کرکے اور لوگون مین اثر بڑھا کے آخر وہ اس لایق ہو گیا کہ اپنے جتھے سے فریق مقابل کو شکست دے اور فتوائے عام[ل] کے قاعدے سے ارسطیدس کو جلاوطن کرا دے۔ یہ اُس زمانے کا

ل ایتھنز مین یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص سلطنت کے لیے مخدوش سمجھا جاتا تو تمام خاص و عام سے اس بارے مین راے لی جاتی اگر چھ ہزار رائین خلاف مین ہوتین تو وہ شخص جلاوطن کر دیا جاتا تھا۔ اس طریق کو وہ لوگ آسٹرے سزم (Ostracism) کہتے تھے۔ ہمین فتواے عام سے بہتر اسکا ترجمہ معنوی نہ مل سکا۔ کیونکہ لفظاً تو اُسکے معنے گھونگے کے ہین۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ گھونگے پہلے ووٹ یا راے کے لیے مقرر کیے جاتے تھے + مترجم

ذکر ہے جب دارائے عجم یونان پر چڑھائی کر رہا تھا اور ایتھنز مین کھچڑیان پک رہی تھین کہ اسکے مقابلے مین اپنی فوج کی کمان کس کو دی جائے ؛ آنے والے خطرے کی ہیبت دلون پر ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کئی اشخاص نے اپنے نام امیدواری سے ہٹا لیے تھے صرف ایک شخص اے پی کاڈیس (Epicydes) سپہ سالاری کا البتہ خواہش مند تھا - وہ ایک خوش گفتار باپ یونی میڈس کا بیٹا اور خود ایک عام پسند مقرر تھا لیکن دل کا بودا اور روپیے کا غلام تھا، اسی کی نسبت امید تھی کہ کثرت رائے سے بازی لیجائیگا - مگر کہتے ہین تمس طاکلس نے اس ڈر سے کہ اگر وہ کامیاب ہوگیا تو بنا بنایا منصوبہ بگڑ جائیگا اس کو روپیہ دے دلا کر دست کش ہوجانے پر راضی کر لیا ؛

جب شاہ ایران نے یونان مین اپنے قاصد ایک ترجمان کے ہمراہ بھیجکر مٹی اور پانی بطور نشان اطاعت کے طلب کیا تو تمس طاکلس نے لوگون کی رضامندی سے ترجمان کو پکڑوا کے اس جرم مین مروا دیا کہ اُس نے ملیچھون[1] کے احکام واقوال یونانی زبان مین شائع کیے تھے ؛ طاکلس کی اس کارگزاری کو یونان مین بہت سراہا گیا اور اسی طرح جب اُس نے ارتھمیس کو جو یونانیون کو ملانے کے لیے شاہ ایران سے سونا لایا تھا نسلاً بعد نسلٍ حقوق شہریت سے محروم اور سخت ذلیل و خوار کیا تو اُس کی بڑی تعریفین ہوئین ؛ لیکن واقعی سب سے بڑھکر قابل ستایش کام جو اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ یونانیون کی خانہ جنگی مٹا دی اوران کے اختلافات رفع کر کے عہد کرایا کہ جب تک ایرانیون سے لڑائی رہیگی باہمی نفاق و عداوت کو قطعاً راہ نہ دینگے ؛ اُس کے اس معرکہ آرا کام مین جیلوس ارکیڈی نے بھی کہتے ہین اُس کی بڑی مدد کی ؛

جب ایتھنزی فوج کی کمان تمس طاکلس کو مل گئی تو اُس نے شہر والون کو اس بات پر

---

[1] ملیچھ - یہان ترجمہ ہے باربے رین (Barbarian) کا - یونانی اس لفظ کو غیر زبان (اور غیر ملکیون) کے لیے از راہ تذلیل بولتے تھے قریب قریب اسی طرح جس طرح عرب تمام باہر والون کو عجمی (گونگا) اور یہودی ہیدن Heathen یعنی ناپاک کہتے تھے ؛ مترجم

آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ شہر چھوڑ کر جہازون مین آجائین اور یونان سے بہت آگے بڑھکر دشمن کا بحری مقابلہ کرین - لیکن جب کثرت راے اس کے خلاف نکلی تو طاکلس لے سی ڈی مونی (یعنی اسپارٹی) افواج کے ساتھ لشکر کثیر لیکر درۂ ٹمپ Tempe پر جا پہونچا تا کہ ایرانی حملہ آورون کو یہین کے یہین روک کر ساری تھسلی کو محفوظ کر لے - جو ادھر سے ٹوٹ کر اُس وقت تک شاہ ایران کے ساتھ نہین ہوئی تھی ؛ مگر اس ارادے مین کچھ کامیابی نہین ہوئی یونانی فوجون کو واپس لوٹنا پڑا اور جب معلوم ہو گیا کہ نہ صرف تھسلی بلکہ جزیرہ بیوشیہ Baeotia بھی داراے عجم سے مل گیا ہے تو اہالیان ایتھنز نے طاکلس کی پہلی صلاح بحری لڑائی کی مان لی اور ایک بیڑا خلیج ارتی کی نگہبانی کے لیے روانہ کیا ؛ اس مقام پر تمام یونانی ریاستون کی (کنفڈرنٹ) امدادی فوجین جمع ہوئین - افواج برّی کی سپہ سالاری اسپارٹہ والون کو ملی اور امیر البحری کے لیے بھی انھین کا آدمی یوری بیاڈیش تجویز ہوا ؛ اس فیصلے کو ایتھنز والون نے جنکے جہاز سب سے زیادہ تھے نہ مانا مگر جب بات زیادہ بڑھ چلی تو تمس طاکلس نے موقع کی نازکی سمجھکر خود اپنی سرداری یوری بیاڈیش کے حوالے کر دی اور اپنے ہم وطنون کو سمجھایا کہ اگر اس موقع پر بہادری اور مردانگی دکھائی تو اس بات کا مین ذمہ لیتا ہون کہ آیندہ سارے یونانی از خود تمھاری سرداری قبول کر لین گے ؛ اور اسی اعتدال سے ثابت ہے کہ یونان کو بچانے مین طاکلس ہی ذریعہ قوی تھا اور اسی کی بدولت ایتھنز کو یہ شرف حاصل ہوا کہ شجاعت و دانائی دونون مین اُس کا نقش تفوق سارے یونان والون کے دلون پر بیٹھ گیا ؛

جس وقت کہ ایرانیون کا مہیب جنگی بیڑا مقام افیٹا پر پہونچا تو یوری بیاڈیش جہازون کی تعداد کثیر دیکھکر ششدر رہگیا ، پھر جب اُس نے سنا کہ دو سو جہاز اور جزیرہ سکیتھس کے پیچھے سے چکر کاٹ کر آرہے ہین تو اُس نے فوراً اندرون یونان کے رخ (پے لوپونیسس) یا پونیشیہ تک ہٹ جانے کا عزم مصمم کرلیا ، تاکہ وہان ان کی بحری فوج کو برّی لشکر سے بھی مدد مل سکے - کیونکہ اس کے نزدیک ایرانیون پر سمندر مین کامیاب حملہ کرنا محال قطعی تھا ؛ اُس کا یہ ارادہ سُنکر یوبیہ والے

بہت ڈرے کہ کہین وہ ہمارے (شمالی) علاقے کو دشمن کے ہاتھ مین خدا کے بھروسے چھوڑ کر نہ چل دے
انھون نے پلاگن کو طاکلس کے پاس علیحدگی مین گفتگو کرنے کے لیے بھیجا اور بہت کافی مقدار روپیہ
کی بھیجی جسے ہیروڈوٹس کے قول کے مطابق طاکلس نے قبول کرلیا اور لے جاکر یوری بیاڈیس کے
حوالے کردیا۔ اس معاملے مین سب سے زیادہ مخالفت اسکے ہم وطنون مین ارکی ٹلس نے کی۔
یہ شخص متبرک (؟) کشتیون کا کپتان تھا اور جہازیون کی تنخواہون کا روپیہ کم ہوجانے کے سبب
واپس لوٹنے کا بہت خواہان تھا۔ لیکن تمس طاکلس نے اسکے ہمراہیون کے خلاف ایسا جوش
ایتھنز والون کو دلایا کہ انھون نے گھس کے اسکی ساری کشتیان لوٹ لین اور ایک وقت کی خوراک
بھی اس کے پاس باقی نہ چھوڑی۔ اسکا ارکی ٹلس نے بہت بُرا مانا۔ تھوڑی ہی دیر مین طاکلس نے
اسکے پاس اس وقت کا کھانا ایک صندوق مین جس کے نیچے چاندی کے کچھ سکے بھی تھے، بھجوادیا۔ اور
یہ پیغام دیا کہ اس رات کو تو یہ کھانا کھاؤ اور صبح کو، جو رقم بھیجی جاتی ہے اُس سے کام نکالو۔ اگر اسکے
خلاف کیا تو مین مشہور کردونگا کہ تم دشمن سے مل گئے ہو اور اسی نے یہ خوراک ورقم تمھارے پاس
بھجوائی ہے۔ یہ حکایت فےنیس لسبی Lesbian نے اسی طرح بیان کی ہے +

یوبیہ کی کھائیون مین جو لڑائیان ایرانیون سے ہوئین اگرچہ وہ فیصلہ کن اور بہت معرکہ کی
نہ تھین تاہم یونانیون کو جو تجربہ ان مین حاصل ہوا وہ بہت بیش قیمت اور کارآمد تھا کیونکہ حقیقی خطرے
کی عملی آزمایش کرنے کے بعد وہ سمجھ گئے کہ جہازون کی کثرت دشمن کے زیور وجواہرات، نعرہاے رجز
یا فتح مندی کے وحشیانہ گیت اُن کے لیے کوئی خوفناک شے نہین جو لڑنا جانتے ہون اور بھڑبھڑ کے
کٹ مرنے پر تلے ہوے ہون۔ اُن کے دلون سے ان سب چیزون کا ڈر نکل گیا اور وہ دشمن سے
لیٹ لیٹ کے لڑنے پر اور زیادہ آمادہ ہوگئے۔ معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت کو دیکھکر پنڈار Pindar
نے جنگ ارٹمی کے بارے مین لکھا ہے اور بہت سچ لکھا ہے کہ :-

"سپوتون نے رکھا، ایتھنز کے، وہ سنگ بنیادی
یہین، جس پر کھڑی ہے آج تک محبوب آزادی"

اور اسمین کیا شک ہے کہ فتح و نصرت کی پہلی سیڑھی ہمت بڑھ جانا ہے ؛

ارتی شہر ہس ٹیہ سے پرے یوبیہ کے علاقے مین ایک خلیج ہے اور اسکے تقریبًا بالکل مقابل اولی زن اس حصۂ ملک کی بستی ہے جو قانونًا فلاک تے ٹس کے تحت مین تھا ؛ وہان ڈے آنا دیوی کے نام کا ایک مندر ڈان (طلوع الشمس) بنا ہوا ہے گرداگرد بہت سے درخت اور سنگ مرمر کے ستون لگے ہوے ہین جنھین ہاتھ سے ملو تو زعفرانی رنگت اور خوشبو نکلتی ہے - انھین مین سے ایک ستون پر یہ اشعار کندہ ہین :-

"قبیلے کے قبیلے ایشیا سے جب کہ چڑھ آئے

ہوے انسے مقابل اس جگہ ایتھنز کے جائے

وہ سرکش میدیون کو کر چکے جب زیر تب گاڑا

یہ کتبہ ارتی پر اپنے اس کارِ نمایان کا ؛"

اسی ساحل پر اب تک ایک مقام نظر آتا ہے جہان ریت کے ایک ٹیلے کے وسط سے لوگ نیچے کی سیاہ سیاہ مٹی نکال لیتے ہین جو راکھ یا کسی آتش زدہ شے کی باقیات معلوم ہوتی ہے - اسی جگہ لوگو نکا گمان ہے کہ شکستہ جہاز اور مُردے جلے تھے ؛

لیکن جب ارتی پر تھرموپلی[۵۱] سے خبر آئی کہ شاہ لیونی داس مارا گیا اور ایرانیون نے تمام خشکی کے راستون پر قبضہ پا لیا تو اس وقت انھون نے اپنی فوجین اندرون یونان کی طرف ہٹا لین - اور ہٹتے مین سب سے معزز اور مخدوش جگہ یعنی عقب کی کمان ایتھنز والون کو ملی جو پچھلی لڑائی مین بہت سے کارنمایان کر کے پھولے نہین سماتے تھے ؛

جہازون کے لوٹتے وقت راستے مین جو جو بندر اور لنگر اندازی کے مقامات آئے اُن کا

---

۵۱ Thermopylae یہی وہ مشہور درہ ہے جہان شاہ اسپارٹا لیونی داس (Leonidas) نے ہزار بارہ سو آدمیون سے ایران کے انبوہ عظیم کو روکا تھا - اور ان مین سے ایک ایک شخص جب تک نہ مر لیا ایرانی لشکر آگے نہ بڑھ سکا - م

طا کلس نے خاص طور پر دھیان رکھا اور تمام اُترنے کے موقعے دیکھ کے پتھرون پر، جو وہان ملے یا نہ ملے تو اُس نے خود رکھوا دیے، بڑے بڑے حروف کھُدوا دیے - اور مقامات آب کشتی پر بھی ایسا ہی کیا ؛ ان کتبون مین اُس نے اہل آئی اونیہ کو خطاب کرکے مرقوم کرایا تھا کہ وہ میدیون کا ساتھ چھوڑ دین اور ممکن ہو تو اپنے ہم قوم یونانیون سے آملین جنھون نے اپنی آزادی کی خاطر جان ومال ہر شے کی بازی لگا دی ہے - آخر تو وہ انکی نسل سے ہین، اور انکی نوآبادیان یونانیون ہی نے بسائین اور پھیلائی تھین - لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکین تب بھی ایرانیون کی لڑائیون مین کم سے کم رکاوٹین اور خلل تو ضرور ڈالین ؛ ان کتبون سے تمس طاکلس کو امید تھی کہ ای اونیہ والے ایرانیون سے بگڑ جائینگے - ورنہ کچھہ تھوڑا بہت فساد کھڑا کر دینگے جس سے ان کی وفاداری اہل ایران کی نگاہ مین مشتبہ ضرور ہو جائیگی ؛

اس اثنا مین زرکسیز ڈورس سے گذر کر علاقہ فوکیس پر حملہ آور ہوا - اور گو وہ آگ لگا لگا کے فوکیسیون کی بستیان تباہ وبرباد کر رہا تھا، لیکن یونانیون نے انکی کوئی دست گیری نہ کی اور ہر چند اہل ایتھنز نے انکی بہت منت سماجت کی کہ ایرانیون کے اٹی کا* مین داخل ہونے سے پہلے بیوشیہ مین ان سے مقابلہ کیا جاے اور جس طرح وہ خود اپنے علاقے سے بڑھکر ارٹمی پر لڑے تھے (انکے ملک کو بچانے کی بھی اسی طرح دوسری کوشش کرین) مگر کوئی سنوائی نہین ہوئی - ان کے حلیف صرف پولپونیشیہ کو بچانے کی فکر مین تھے اور اسکی (گذرگاہ) خاکناے پر تمام فوجین جمع کرکے اُس پتلے راستے کو سمندر سے سمندر تک دیوار کھینچ کر بند کرنا چاہتے تھے، یہ ایسی بے وفائی تھی جس نے ایتھنز والون کو سخت رنج وغصہ دلایا اسکے ساتھ ہی وہ اپنی بےکسی سے نہایت دل شکستہ اور مغموم ہوے کیونکہ اتنی کثیر فوج سے تنہا لڑنا بیکار تھا اور اس کے سوا کوئی سبیل نجات کی نہ تھی کہ شہر چھوڑ کر سب کے سب جہازون مین پناہ لین - لیکن اس پر یہ سمجھکر لوگ نہین جمتے تھے کہ شہر کی بربادی کے بعد اگر کوئی فتح بھی حاصل کر لی تو کیا نتیجہ ہوگا - ساتھ ہی انھین یہ وہم تھا کہ اپنے دیوتاؤن کے مقدس استھان

* یعنی ایتھنز کا علاقہ (Attica)

اور بزرگون کی قبرین اور یادگارین اس طرح اپنے غضبناک دشمنون کے حوالے کردین تو پھر نجات کیونکر ہو سکے گی ؟

اس تذبذب کے عالم مین جب طاکلس کسی عقلی دلیل سے خلقت کو رستے پر نہ لاسکا تو اُس نے دوسری تدبیر اختیار کی اور خرق عادت کراماتین دکھا کر ناٹک والون کی سی شعبدہ بازی شروع کی : منروا کا سانپ مندر کے اندرونی حصّے مین رکھا رہتا تھا، غایب ہو گیا جو چڑھاوے اس کے لیے آئے تھے، پجاریون نے بیان کیا کہ یون ہی بے چھوے پڑے رہے - ساتھ ہی - طاکلس کے اشارے سے انھون نے یہ کہنا شروع کیا کہ دیوی نے شہر چھوڑ دیا اور اُن سے پہلے سمندر کی طرف اُڑ گئی - اسکے علاوہ طاکلس نے وہ قدیم کہن[1] بار بار یاد دلانی شروع کی جسمین ایتھنزوالونکو "دو کاٹھ کی دیوارون پر بھروسہ" کرنے کی ہدایت کی گئی تھی - اُس کا قول تھا کہ کاٹھ کی دیوارون سے سوا جہازون کے اور کوئی مطلب نہین ہو سکتا ؛ اسی کہن یا الہامی پیشین گوئی مین جزیرہ سلامیس کو "ربانی"، کا خطاب دیا گیا تھا، اوراس سے بھی طاکلس کہتا تھا کہ یہی مراد تھی کہ کسی دن یونانیون کی خوش نصیبی اور اقبال مندی اسی جزیرے سے منسوب کی جائیگی - اگر یہ نہوتا تو اسکا نام اچھا ہونے کے بجاے اسکی شومی اور نحوست کا اظہار کیون نہ کیا جاتا ؟ آخر اُس کی بات وریڑی - منروا ملکہ ایتھنز کی حفاظت مین شہر خالی کر دینے کا فرمان اس نے جاری کرا لیا - جو لڑ سکتے تھے انھین جہازون مین بیٹھ جانے کا حکم نافذ ہوا اور ہر شخص کو ہدایت کی گئی کہ جس جگہ کو محفوظ سمجھے اپنی عورتون بچون اور غلامون کو بھیجدے ؛ اس فرمان کی باضابطہ تصدیق ہوتے ہی اکثر ایتھنزیون نے اپنے والدین اور بیوی بچون کو ٹریزن بھیجدیا جہان لوگون نے ان کی بڑی آؤبھگت کی اور بستی کی طرف سے ان کی مہمانی کرنے کی تحریک منظور ہوئی جس کے بموجب دو سکّے (روبل) فی کس روزینہ مقرر کیا گیا ؛ بچون کو اجازت تھی کہ جہان سے چاہین میوے توڑین نیز اُن کی تعلیم کا بلا معاوضہ الگ انتظام تھا ؛ یہ تحریک نکاغورث Nicagoras نے پیش کی تھی ؛

[1] ملاحظہ ہو پچھلا نوٹ اس لفظ پر سولن کے بیان مین - م

ایتھنز میں اس وقت کوئی بیت المال یا خزانۂ مشترکہ نہ تھا، لیکن جیسا کہ ارسطو نے لکھا ہے مجلس اریوپیگس نے فی کس آٹھ درہم تقسیم کیے تھے جس سے بیڑے کے لیے خوب آدمی فراہم ہو گئے۔ مگر کلی دیموش Clidemus اسکو بھی تھمس طاکلس کی چال بتاتا ہے۔

تشریح اسکی یہ ہے کہ جب ایتھنزی بندرگاہ پیروز Piraeus کو چلے تو مڈوزا Medusa دیوی کے سر کی ڈھال کہیں کھو گئی اور طاکلس نے اس کو ڈھونڈھنے کے بہانے سب کے گھروں کی تلاشی لی اور جو معقول تعداد میں مخفی روپیہ لوگوں کے اسباب میں اس کے ہاتھ پڑا وہ سب اس نے سلطنت کے کاموں میں لگا دیا۔ یہی روپیہ تھا جس سے اس سمندری سفر میں ملاح اور سپاہیوں کا خرچ چلا۔

شہر ایتھنز کے خالی ہونے کا نظارہ بھی دیکھنے کے لائق تھا۔ انھیں اپنے بچے اور بوڑھے والدین پہلے روانہ کرتے دیکھکر، اُن کی گریۂ وزاری پر ترس بھی آتا تھا اور جوان و قوی لوگوں کے ضبط و سکون کے ساتھ اُنھیں سوار کرا کے جہازوں میں بیٹھنے پر آفرین و صد رحمت کہنے کو بھی جی چاہتا تھا۔ لیکن سب سے زیادہ دل کڑھنے کی بات یہ بھی کہ بعض ضعیف العمر لوگ مجبوراً شہر ہی میں چھوڑ دیے گئے تھے۔ اور علیٰ ہذا پالتو جانور (کُتّے، بلّی) بھی ساتھ نہ لیجا سکے تھے۔ یہ وفا کے مارے اپنے مالکوں کو بچھڑتے دیکھکر بیتاب ہوے جاتے تھے اور طرح طرح سے چیخنے چلاتے تھے کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو۔ بلکہ کہتے ہیں زن طنفیس Xanthippus (فارقلیس کے باپ) پاس ایک کُتا تھا جو کسی طرح اپنے مالک سے جدا نہ کیا جا سکا۔ اور آخر جب وہ جہاز میں بیٹھ گیا تو کُتا بھی سمندر میں کود پڑا اور تیرتا ہوا جزیرۂ سلامیس تک آپہونچا اور یہیں غش کھا کے گرا اور مر گیا۔ اسی واقعے سے یہ مقام "کتے کی قبر" مشہور ہے۔

اس نازک موقع پر دوسری کارگزاریوں کے علاوہ طاکلس کا یہ کام بھی کچھ چھوٹی بات نہ تھی کہ اس نے ارسطی وش کو واپس بلوا لیا۔ نکلوایا بھی خود اسی نے (یا اس کے گروہ نے) تھا اور اب یہ تجویز بھی اسی نے کی کہ جو لوگ جلا وطن کیے گئے ہیں وہ اس وقت اپنے قول و فعل سے یونان اور اپنے

ہم وطنون کی اعانت کرنے کے واسطے بلا لیے جائین ۔، درحقیقت لوگون کو ارسطی دس کے نہ ہونے کا قلق تھا اور یہ اندیشہ بھی لگا ہوا تھا کہین وہ ایرانیون سے نہ جا ملے ۔ اور اپنا بدلہ لینے کے لیے سارے یونان کو نہ نقصان پہونچا دے ۔،

یونانی بیڑے کا امیر البحر، اسپارٹہ کی عظمت کی وجہ سے یوری بیاڈیش ہوتے تو ہو گیا تھا لیکن دل کا کمزور تھا اور خاکناے کو رنتھ مین جہان بڑی فوج پڑی تھی، جہازون کو لیجانا چاہتا تھا ۔ اس سے طاکلس مانع آیا ۔ اور جب یوری بیاڈیش نے اس کی بے صبری پر ڈانٹا کہ ”جو لوگ اولمپی دوڑ مین (وقت سے) پہلے بھاگ پڑتے ہین اُن کی چابکون سے خبر لی جاتی ہے “، تو طاکلس نے وہ جواب دیا جو اب زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے ۔ اس نے کہا ”اور وہ جو پیچھے رہ جاتے ہین انعام نہین پاتے “، پھر جب بیاڈیش نے لکڑی اس طرح اُٹھائی جیسے اُسے مارنے والا ہے تو طاکلس نے کہا ”جی چاہے تو مارنا مگر پہلے میری بات سُن لو “، اس حلم و اعتدال پر بیاڈیش کو بہت تعجب ہوا اور جب اُس نے توجہ کے ساتھ طاکلس کا کہنا سنا تو ایک حد تک اس کی بات مان لی پھر جب ایک اور شخص نے جو پاس ہی کھڑا تھا کہا کہ ”جن کو اب شہر جانے کا خطرہ ہے نہ گھر کھونے کا، انھین نہین پھبتا کہ دوسرون کو بھی اپنے دیار و وطن چھوڑ بیٹھنے کی ترغیب دین “، تو ثمسٹاکلس نے یہ جواب دیا کہ ”اے فرومایہ ہم نے بے شک اپنے گھر اور دیوارین چھوڑ دین اور بے جان و بے حس چیزون کے کارن غلام بننا پسند نہ کیا، لیکن اب بھی ہمارا شہر جسمین دو سو جہاز ہین، یونان مین سب سے بڑا ہے اور تمھاری مدافعت کے لیے یہان موجود ہے “، اگر تم نے دغا دی اور اب کی بھی پہلے کی طرح بھاگ گئے تو بہت جلد یونانی سن لینگے کہ ایتھنز والون کے پاس اتنا ہی بڑا اور عمدہ علاقہ اور ویسا ہی آزاد شہر آ گیا جیسا کہ ان کے پاس سے گیا تھا “، یہ فقرے سنکر بیاڈیش کو بھی شک پیدا ہو گیا کہ اگر اب اُلٹے پھرے تو ایتھنز والے ضرور ہم سے الگ ہو جائینگے اور اریٹریا کے ایک شخص نے مخالفت کرنی شروع کی تو طاکلس اسپر پلٹ پڑا اور کہنے لگا ”تم بھی لڑائی پر راے زنی کرتے ہو؟ تم؟ جھینگا مچھلی جیسی تو تمھاری حالت ہے، ہاتھ مین تلوار مگر دل مین قوت نہین، تم کیا راے دو گے؟ “، بعض لوگ کہتے مین

جب تمس طاکلس تختہ جہاز پر کھڑا یہ تقریرین کر رہا تھا ایک اُلّو وہین جانب سے اڑتا ہوا آیا اور مستول کے سرے پر بیٹھ گیا؛ یہ ایسا شگون نیک تھا جس نے سب کو اس کا ہمرلے بنا دیا اور اُنھون نے اس کی کہن کے مطابق فوراً لڑائی کی تیاریان شروع کر دین؛ لیکن جس وقت دشمن کا بیڑا فیلرم Phalerum کے بندرگاہ پر (اٹی کا کے ساحلی علاقے مین) نظر آیا اور اس کے جہازون کی کثرت نے سارے کنارے کو نظر سے چھپا دیا نیز جب انھین بادشاہ اپنی پوری بڑی فوج سمیت آتا دکھائی دیا اور ایرانیون کی کل قوت وہان مجتمع نظر آئی تو تمس طاکلس کے صلاح مشورے سب فراموش ہو گئے؛ پونیشیہ والون کو وہی خاکنائے کی سُدھ بندھ گئی اس کے خلاف کسی نے کہا بھی تو انھون نے بہت بُرا مانا اور جہاز رانون کو ہدایتین بھیج گیئن کہ راتون رات فلان فلان راستے سے روانہ ہو جائین۔

تمس طاکلس یہ دیکھکر کہ یونانی ایسا عمدہ موقع تنگ سمندر اور کھاڑیون کا چھوڑے دیتے ہین، اور یہان سے جا کر غالبًا اپنے اپنے گھرون کو بھاگ جائین گے، نہایت پریشان ہوا؛ اور اس عالم مین اُس نے وہ چال اچھی طرح سے سوچی جو سکینوس کی معرفت بعد مین چلی؛ سکینوس ایک ایرانی اسیر جنگ تھا مگر تمس طاکلس سے اسے بہت ارادت و موانست ہو گئی تھی اور اسکے بچون کو پالا کرتا تھا۔ اس موقع پر اسی شخص کو اس نے اپنے طور پر زرکسیز کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تمس طاکلس ایتھنز کا امیر البحر تمھارا طرفدار ہو گیا ہے اور اسی لیے سب سے پہلے یہ اطلاع دینی چاہتا ہے کہ یونانی آج رات کو بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہین پس اُس کی راے ہے کہ ان کا آگا روک کر بھاگنے کی گھبراہٹ مین ان پر حملہ کیا جاے اور انھین بڑی کمک ملنے سے پہلے یہین سمندر مین تباہ کر دیا جاے۔ زرکسیز یہ پیغام سن کر اس قدر خوش ہوا گویا وہ کسی خالص خیر خواہ نے بھیجا ہو۔ اور اُسی وقت اپنے سردارون کو احکام بھیجدیے کہ دو سو جہازون سے تمام جزائر اور خلیجون کے راستے روک کر فورًا یونانیون کو محاصرے مین کر لیا جاے۔ بعد ازان باقی بیڑا اطمینان سے ان پر حملہ کرے؛ جب اس کی تعمیل ہو گئی تو سب سے پہلے ارسٹی دیش نے ایرانی جہازون کا حصار کرنا معلوم کیا اور سیدھا طاکلس کے ڈیرے مین پہونچا۔

پاس دوستداری سے نہین، کیونکہ اسی کی بدولت ارسطی ویش کو جلا وطنی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ بلکہ محض آگاہ کرنے کہ دشمن ان کو گھیر رہا ہے ؛ تمس طاکلس بھی اس کے اس طرح آنے سے بہت متاثر ہوا اور اُس نے سارا راز سکینوس کے بھیجنے کا اس سے کہ دیا، اور التجا کی کہ چونکہ اسکی رائے کا یونانی بہت لحاظ کرتے ہین، بس وہ بھی انھین دشمن سے ان تنگ کھاڑیون ہین لڑنے کی ترغیب دیکر طاکلس کی تائید کیے ؛ ارسطی ویش نے اپنے سیاسی حریف کی چالاکی پر تحسین و آفرین کی اور دوسرے جہازون کے افسرون پاس جاجاکے انھین لڑائی پر آمادہ کرنے لگا۔ لیکن ابھی تک نہ انھین یقین تھا نہ وہ آمادۂ جنگ ہوئے تھے کہ اتنے مین ٹینس کا ایک جہاز، جس کا کپتان ہین ٹیس تھا، ایرانیون کا ساتھ چھوڑکر یونانیون سے آملا۔ اور اس نے بھی تصدیق کی کہ تمام راستے اور خلیجین دشمن نے روک لی ہین ؛ تب تو انھین سخت غصہ آیا اور ضرورت نے لڑنے کا اور بھی اشتعال دلادیا ؛

پو پھٹتے ہی زرکسیز ایک اونچی جگہہ پر اپنے بیڑے کی ترتیب وصف بندی دیکھنے چڑھا۔ فنوڈیس *Phanodemus* کہتا ہے کہ وہ ہرقل کے دیول پر، جو پہاڑی راس پر بنا ہوا تھا، آکے بیٹھا تھا، عین اس جگہہ جہان جزیرۂ سلامیس کو ایک پتلے دھارے نے اِٹی کا کے ساحل سے جدا کیا ہے ؛ مگر ایسس تو ڈرس *Acestodorus* کا بیان ہے کہ اس کی نشست مکاری علاقے مین اُن پہاڑیون پر تھی جو سینگون، (*Horns*) کے نام سے مشہور ہین ؛ انھی پر سونے کی کرسی بچھائے دارائے عجم متمکن تھا اور ارد گرد بہت سے میر منشی تمام لڑائی کے واقعات لکھنے کے لیے بیٹھے تھے ؛

جس وقت، جہاز امیر البحری کے قریب، طاکلس بھینٹ چڑھانے والا تھا، تین قیدی اسکے سامنے لائے گئے، یہ نہایت خوش رُو، بیش قیمت لباس زرین پہنے ہوئے تھے اور معلوم ہوا کہ سندوس ہمشیرۂ زرکسیز کے بچے ہین ؛ جو نہین کہ ان کو یوفرین ٹی ڈس کاہن نے دیکھا، اور اس کے ساتھ ہی قربان گاہ کی آگ سے غیر معمولی لپٹ نکلتی مشاہدہ کی، نیز داہنے پر کوئی چھینک پڑا جو ایک فال نیک سمجھی جاتی تھی، تو اُس نے تمس طاکلس کا ہاتھ پکڑکے ہدایت کی کہ انھین تینون قیدیون کی

قربانی چڑھادے اور انھین باکوس دیوتا (یعنی کُشندہ) کی درگاہ مین پُوجتے[۷۵] وقت فتح و نصرت کی دعا مانگے تاکہ مدافعت کے علاوہ یونانی اپنے دشمنون سے لڑائی بھی جیت سکین ؛ طاکلس اس ظالم کی یہ عجیب پیشین گوئی سنکر نہایت پریشان ہوا، لیکن عوام الناس، جو خطرات و مہالک مین معقول ذرائع کے بجاے ، ہمیشہ خلاف عقل و عادت چیزون پر عقیدہ اور بھروسہ کرلیا کرتے ہین، ایک آواز ہوکر باکوس باکوس پکارے اور قیدیون کو قربان گاہ کے سامنے لیجاکے زبردستی بھینٹ اسُی طرح چڑھوائی جس طرح کہ کاہن مذکور نے بتائی تھی ؛؛

یہ روایت فی نیس کیسی کی ہے جو فلسفے اور تاریخ کا بڑا ماہر گذرا ہے ؛؛

دشمن کے جہازون[۷۶] کی تعداد اس کای کس شاعر نے اپنے غم انجام (ناٹک) داہل عجم ہین بہ تیقن اس طرح لکھی ہے :-

"ہمارے علم مین اس معرکے مین زرکسیز ہزار جنگی جہاز لے کر آیا تھا -
اور ان مین دوسو سات جہاز سب سے تیز اور اعلےٰ درجے کے تھے "

ایتھنز والون کے ایک سو[۱۸۰] اسی جہاز تھے - ہر ایک پر چار تیر انداز چودہ[۱۴] تیغ آزما، کل اٹھارہ اٹھارہ لڑنے والے تھے ؛؛

تمس طاکلس نے جس دانشمندی سے لڑائی کا مقام پسند کیا تھا وہی دانائی اس نے آغاز جنگ کا وقت انتخاب کرنے مین دکھائی - یعنی نہ تو خود بڑھکر ایرانیون پر حملہ کیا نہ دن چڑھے تک لڑائی شروع کی کیونکہ اسی وقت سمندری ہوامین تیزی پیدا ہوتی تھی اور خلیج مین موجون کا زور بڑھ جاتا تھا - یہ بات یونانی کشتیون کے لیے جو نیچی نیچی اور سطح سمندر سے بہت کم اُٹھی ہوئی تھین، چندان تکلیف دہ نہ تھی، مگر ایرانیون کو اس سے بہت نقصان پہونچا ؛. اُن کے جہاز بھاری بھاری اور اونچے بنے ہوے تھے ، موجین ان کی چلت پھرت مین حارج ہوتی تھین - اور یونانیون کے پلٹ پلٹ کے

---

۷۵ نوٹ - پوجنے سے مراد یہان نذر چڑھانا ہین - مترجم

جہازون سے مراد - جسکو پرانی قسم کے ایسے جہاز سمجھنا چاہیین جو آج کل کی چھوٹی کشتیون کے برابر ہوتے تھے - مترجم

حملے کرنا انھین پریشان کیے دیتا تھا، ان حملون مین سب یونانی طاکلس کے جہاز اور حرکات کی تقلید کر رہے تھے - ایک تو انھین اس کی مہارت کاملہ پر بھروسہ تھا دوسرے بڑی وجہ یہ تھی کہ سکے مقابلے مین خود امیرالبحر اریامینس زرکسیز کا قابل ترین اور شجاع بھائی، اپنے جہاز پر کھڑا تیر باران کر رہا تھا اور اس کے مستحکم و عظیم جہاز کے تیر کسی قلعے کی فصیلون سے آتے معلوم ہوتے تھے، جس وقت کہ جہاز سے جہاز ٹکرایا اور دونون کے برنجی سرے مل گئے تو ان کے باہم جڑتے ہی اریامینس یونانی جہاز مین گھسنے لگا، اسی وقت امی نیاس اور سوسکلیز کہ دونون ایک ہی جگہ تھے برچھیان لے کے اُس پر لپکے اور مار کے سمندر مین پھینک دیا، اس کی لاش شکستہ جہازون مین بہتی، ارٹمیزیا Artemisia نے پہچانی اور وہان سے زرکسیز کے پاس لگیا،

روایت ہے کہ عین لڑائی مین شہر الیوسس پر ایک آگ کا شعلہ ہوا مین نمودار ہوا، اور بہت سی صدائین میدان تریاسیہ سے سمندر تک بلند ہوئین، یہ غل ایسا تھا جیسے بہت سے جنگ آزما نادیدہ ای آکس Iacchus دیوتا کے ساتھ آ رہے ہون، پھر اسی مقام پر دھندسی اُٹھتی اور بڑھتی معلوم ہوئی جو آگے پھیل کر جہازون پر آگری،

بعض لوگون کو یقین ہے کہ اُنھون نے جنّات کو انسانون کی صورت مین، مسلّح دیکھا، جن کے ہاتھ جزیرۂ ایجینا سے بڑھکر ایرانی جہازون کی خبر لانے تھے، ان کا خیال ہے یہ قوم ایسیڈی کے لوگ تھے جنھین لڑائی سے پہلے یونانیون نے مدد کے لیے پکارا تھا،

پہلا شخص جس نے دشمن کا جہاز پکڑا، ایتھنز کی کپتان لائے سومیڈی Lycomedes تھا، اس نے فورًا اُس کا جھنڈا کاٹ کے اُسے اپالو کے نام پر پیش کر دیا،

چونکہ ایرانی پتلے دھارے مین لڑائی لڑ رہے تھے اس لیے مقابلے مین ان کا سارا بیڑا ایک ہی دفعہ مین نہین آسکتا تھا- اور انتظام بھی اس کا درہم برہم ہوگیا تھا- پس یونانی درحقیقت برابر ہی کی قوت سے اُن کے ساتھ لڑتے رہے یہان تک کہ شام کے قریب انھون نے بزور دشمن کو پسپا کر دیا اور سائے مونی ڈیش Simonides کے لفظون مین، وہ شہرۂ آفاق فتح جلیلہ حاصل کی، جو

یونانی یا غیر یونانی، کسی نے اب تک سمندر کی لڑائی مین نہ پائی تھی؛ یہ بے شبہ لڑنے والون کے جوش، متحدہ شجاعت، اور سب سے بڑھ کے تمس طاکلس کی لیاقت و ہوشمندی کا کرشمہ تھا۔

اس بحری معرکے نے زرکسیز کو سخت برافروختہ کیا اور اُس نے اس بدبختی کی جھنجھلاہٹ مین، ارادہ کیا کہ مٹی اور بڑی بڑی چٹانون سے خلیج کو پاٹ کر جزیرۂ سلامیس تک پشتہ باندھ دے اور اس پر سے بڑی فوج کو لیجا کے یونانیون سے لڑائے۔

ادھر تمس طاکلس ایک اور ہی فکر مین تھا۔ اُس نے ارسطی وس کی راے آزمانے کے لیے اُس کو بُلا کے پوچھا کہ "یہان سے ہلس پونٹ[۵۱] تک بذریعۂ جہاز جا کر وہ پُل جو زرکسیز نے باندھا ہے توڑ دیا جائے، تو کیسا؟ اس طرح کہ ایشیا یورپ مین قید ہو کے رہ جائے!"

ارسطی وس نے اس خیال کو ناپسند کیا۔ وہ کہنے لگا کہ "اس وقت تک ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے ہوا ہے جو فتح اور لڑائی سے زیادہ اپنے سیر تماشے اور تفریح کا شایق ہے، لیکن اگر اسکو یونان مین بند کر کے ہم نے لڑنے مرنے پر مجبور کر دیا، تو وہ جسکے پاس اتنی بے تعداد فوجین ہین، پھر آرام سے سونے کا چھتر لگا کے لڑائی کی سیر دیکھتا نہ بیٹھے گا۔ بلکہ ضرورت اُسے ہر کام کرنے پر آمادہ کر دیگی۔ وہ جان دینے اور جان لینے پر تُل جائیگا، وہ اپنی پچھلی غلطیون کی اصلاح کر لیگا اور آیندہ میدان جنگ مین خود آنکر سپاہیون کو لڑائیگا تاکہ جو اُس نے بے پروائی سے پہلے کھو دیا، اُسے مستعدی سے اب پھر حاصل کر لے۔ نظر برین، طاکلس! کسی طرح ہمارے مفید نہین کہ اُسکا پُل توڑ دین۔ بلکہ ہمین تو اُلٹا بن پڑے تو، ایک اور پُل اُسے بنا دینا چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ یہان سے دفع ہو جاے۔"

اس تقریر کو سُنکر طاکلس بولا "اگر یہ ہے تو ہمین بے تامل و تاخیر اپنی تمام لیاقت و چالاکی اس سے پیچھا چھڑانے مین صرف کر دینی چاہیے۔" اس مطلب کے لیے اس نے ایرانی اسیران جنگ مین ارناسس [illegible] نام ایک شاہی خواجہ سرا کو چھانٹا اور دارائے عجم کی خدمت مین اسکی معرفت کہلا بھیجا

[۵۱] جسے آبناے مارمورہ بھی کہتے ہین دردانیال کی شمالی انتہا ہے۔ پانی کی یہی پتلی لکیر یورپ کو ایشیا سے جدا کرتی ہے اور اسی پر دارائے عجم نے چڑھائی کرتے وقت کشتیون کا پل باندھکر اپنی فوج تراقیہ (تھریس) کے میدانون مین اُتاری تھی۔

کہ یونانی بحری فتح پاکر اب آبنائے مرمرا جانے کی سوچ رہے ہین تاکہ وہان کا (کشتیون کا) پل توڑ ڈالین
لیکن طاکلس شاہی خیر خواہ ہے اسی لیے وہ اُس پہ یہ راز کھولے دیتا ہے تاکہ وہ بغیر تاخیر ایشیا کی
سمت روانہ ہو جائے اور بخیریت اپنی مملکت مین جا پہونچے۔ ساتھ ہی اُسکو چاہیے کہ یونانی افواج
متحدہ کو تعاقب سے روکنے اور یہین اُلجھائے رکھنے کا بھی انتظام کرتا جائے ؛؛

جب یہ پیغام زرکسیز نے سنا تو سخت خوف زدہ ہوا اور یونان کو جلد سے جلد خیرباد کہکے الٹا وہا گا
اس معاملے مین جو عاقبت اندیشی طاکلس اور ارسطی دش نے دکھائی اسکی تصدیق مزید پلیٹیہ
Plattaea کی لڑائی مین ہو گئی، جہان مردانوش Mardonius نے ایرانی افواج
کے ایک بہت چھوٹے حصے سے سارے یونان کو ہلاکت کے قریب پہونچا دیا تھا ؛؛

ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ یونان کی تمام بستیون مین اجینا کے سر لڑائی مین اولیت کا سہرا رہا
اور انفرادی لحاظ سے تمس طاکلس کی کارگزاری سب سے بڑھکر سمجھی گئی اگرچہ اسکا اعتراف حسد
کی وجہ سے کسی نے بخوشی نہ کیا ہوگا۔ بہرحال جب وہ واپسی مین پوسیڈیہ کے علاقے مین داخل ہوے
تو بہت سے سردارون کی رائے، قربانگاہ کے آگے کھڑا کرکے لی گئی کہ سب سے لائق کون شخص ہے
اس وقت ہر ایک نے پہلی رائے تو اپنی نسبت دی اور دوسرا بہترین سپہ سالار تمس طاکلس کو تسلیم کیا
لس ڈی مونی اُسے اپنے ہمراہ اسپارٹہ لے گئے اور یہان شجاعت کا انعام تو یوری بیادیس کو ملا
مگر عقل و تدبیر کی قدردانی مین تمس طاکلس کو انھون نے زیتون کا تاج دیا اور شہر کی بہترین رتھ
(چرٹھ) اُسے نذر دیکر، تین سو نوجوانون کو اپنے ملک کی حدود تک اسکے ساتھ مشایعت کے لیے بھیجا
اس کے بعد جب المپیہ کی نمایش مین اس سال تمس طاکلس گھُڑ دوڑ کے میدان مین داخل ہوا تو تماشائیون
نے باقی تمام مقابلہ کرنے والون کو چھوڑ دیا، اور صرف طاکلس کے پیچھے ہو لیے ؛؛ اُنھین دن بھر سوائے
اسکے کوئی شغل نہ تھا کہ اُسے خود دیکھتے اجنبی لوگون کو دکھاتے، تعریفین کرتے تالیان پیٹتے اور طرح
طرح سے اپنی مسرت کا اظہار کرتے تھے ؛؛ یہان تک کہ خود طاکلس اس قدرشناسی سے نہایت مسرور
ہوا اور اپنے دوستون سے کہنے لگا کہ آج یونان کی خاطر جو کام ہم نے کیے تھے اُنکا پورا صلہ مل گیا ؛؛

حقیقت مین اعزاز و امتیاز کا اسے بدرجۂ غایت شوق تھا اور یہ بات اس کے سوانح سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے: جن دنون وہ ایتھنز کا امیرالبحر منتخب ہوا تو یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی کام الگ الگ اور اپنے اپنے وقت پر انجام نہ دیتا خواہ وہ سلطنت کا ہو خواہ اسکے نج کا۔ بلکہ ان سب کو شام تک ملتوی رکھتا اور شام کو جب جہاز روانہ ہونے کا وقت آتا اور لوگ اسکے پاس آتے جاتے تو اس وقت اپنی شان اور مصروفیت اور اعلیٰ ذمہ داری دکھانے کے لیے سارا کام اکھٹا لے کر بیٹھتا تاکہ رعب پڑے اور لوگون مین اُس کا چرچا ہو۔ اسی طرح سمندر کے کنارے لاشون کو پڑا دیکھکر جو اکثر زیور پہنے ہوے تھین، خود تو بے پروائی سے گذرا چلا گیا مگر اپنے ایک دوست سے کہنے لگا "تم ان زیورات کو لے لو، کیونکہ تم تمس طاکلس نہین ہو"۔

ایک خوبصورت جوان انٹی فان ٹیس Antiphates سے بھی جو پہلے اس سے الگ الگ رہتا تھا مگر جب وہ بڑا آدمی ہو گیا تو اُس کی خوشامد درآمد کرنے لگا، طاکلس نے اس طرح اظہار تبختر کیا کہ "میان صاحبزادے! زمانے نے تم کو بھی کچھ سکھا دیا اور مجھ کو بھی"۔

اس کا قول تھا کہ ایتھنز کے لوگ نہ میری قدر پہچانتے ہین نہ سچی عزت کرتے ہین بلکہ سایہ دار درخت کی طرح مجھ سے یہ کام لیتے ہین کہ جب موسم خراب ہوا تو اُس کے نیچے آرام لے لیا اور جب بارش یا دھوپ نکل گئی تو پتّے نوچے اور شاخین کاٹ ڈالین۔

قصبۂ سریفس کے کسی شخص نے ایک بار اس سے یہ کہدیا کہ تم نے جو بزرگی اور عزت پائی ہے وہ محض ذاتی لیاقت سے نہین بلکہ اپنے وطن کے نامور ہونے کی وجہ سے ہے! طاکلس نے اس کا یہ جواب دیا کہ "بے شک آپ سچ فرماتے ہین۔ مین سریفس کا ہوتا تو مجھے یہ عزت نہ ملتی مگر آپ بھی اگر ایتھنز کے ہوتے تو یہ عزت نہ پاتے!"

فوجی سردارون مین ایک شخص اپنے کو سمجھتا تھا کہ مین نے ایتھنز کی بڑی بڑی خدمتین انجام دی ہین۔ اور از راہ شیخت تمس طاکلس سے اپنے کامون کا مقابلہ کیا کرتا تھا۔ طاکلس نے اسکو یہ نقل سنائی کہ ایک مرتبہ عید اور ٹرمین کچھ چشمک ہو گئی۔ ٹر نے عید پر یہ الزام لگایا کہ تجھ مین ہنگامہ گھبراہٹ

جلدی جلدی کپڑے بدلنے کے سوا کیا رکھا ہے۔ مجھے دیکھ جب آتی ہون تو ہر شخص کس اطمینان سے خوشبون کے مزے لیتا ہے؟" عید نے جواب دیا "بات تو ٹھیک ہے مگر مین پہلے نہ آیا کرتی تو تمھارا تو وجود بھی دنیا مین نہ ہوتا!"۔ "اسی طرح" طاکلس کہنے لگا "تمس طاکلس تم سے اول نہ ہوتا تو تم بتاؤ کہ تم کہان ہوتے؟"

اپنے بیٹے سے جو اپنے خرچ کے لیے مان سے اور اُس کے ذریعے اپنے باپ سے ہمیشہ روپے اینٹھ لیا کرتا تھا، تمس طاکلس ایک دن ہنس کے کہنے لگا کہ یونان مین سب سے زیادہ قوت تیری ہے "کیونکہ یونان پر ایتھنز کا حکم چلتا ہے اور ایتھنز پر میری حکومت ہے، مین تیری مان کا تابع ہون اور وہ تیرے قبضے مین ہے!"

اس کی جدت پسندیون کی یہ کیفیت تھی کہ جب کچھ زمین فروخت کرنے کی اُسے ضرورت ہوئی تو ڈھنڈورے والے کو حکم دیا کہ وہ اس اطلاع کے ساتھ یہ بھی پکار دے کہ بکنے والی زمین کے ہمسائے مین بھی بہت اچھے لوگ رہتے ہین۔

اپنی بیٹی کے دو منگیترون مین اُس نے دولت مند پر صاحب لیاقت شخص کو ترجیح دی اور کہا کہ میرے نزدیک بے دولت آدمی، خالی دولت سے بہتر ہے۔

تمس طاکلس کے مقولے اس قسم کے ہوتے تھے۔

ان واقعات کے بعد جو پہلے بیان ہوے، طاکلس نے ایتھنز کو تمام مخالفین کے علی الرغم ازسرِنو تعمیر و مستحکم کرنا شروع کیا۔ تھیوفوس Theophomus کا بیان ہے کہ اس نے مخالفت روکنے کے لیے اسپارٹہ کے حکام کو رشوت دیدی تھی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ اُس نے یہ مطلب انھین فریب دیکے، نکال لیا تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ سفارت کے بہانے خود اسپارٹہ گیا اور جب وہان والون نے الزام لگایا کہ ایتھنزی (خلاف معاہدۂ قدیم) نئی فصیلین بنا رہے ہین، نیز پولی آرچس Poliarchus اجینا سے صرف اسی بدعہدی پر سب و شتم کرنے اسپارٹہ آیا، تو طاکلس نے واقعے کی صحت ہی سے انکار کیا اور کہا یقین نہ آئے تو وہ اپنے آدمیون کو بھیج کے صحت

کرالین! اس جھوٹ سے اسکا مطلب یہ تھا کہ دیر لگے اور ایتھنز کو زیادہ وقفہ فصیل کی تیاری کا مل جاے - نیز اس کے قبضے مین اسپارٹہ کے آدمی بھی بطور یرغمال پہونچ جائین تاکہ خود طاکلس ان کی زیادتی سے محفوظ ہوجاے ؛ چنانچہ جب لیسی ڈیمونیون کو حقیقت حال سے آگہی ہوئی تو انھون نے طاکلس کو کسی قسم کی ایذا نہ پہونچائی بلکہ اُس وقت اپنے غصے کو ضبط کرکے اُس کو واپس بھجوادیا ؛

اس کے بعد اُس نے پیرِوز کو عمدہ بندرگاہ بنانے کی طرف توجہ کی - اس مقام کے قدرتی مواقع اور فوائد اس کی نگاہ مین تھے - اس کے علاوہ وہ شہر کو براہ راست سمندر سے ملادینا چاہتا تھا - یہ گویا پرانے ایتھنزی بادشاہون کے بالکل برعکس کارروائی تھی ؛ کیونکہ انھون نے اپنی رعایا کو سمندر سے علیحدہ رکھنا چاہا تھا اور جہازرانی کے بجاے سارا دارومدار کاشتکاری اور زمینداری پر رکھا تھا اور اسی غرض سے یہ کہانی مشہور کردی تھی کہ سمندر کے دیوتا نیپچون اور منروا دیوی مین ایتھنز کی حکومت پر جھگڑا ہوا جس مین منروا نیپچون کے روبرو زیتون کا درخت پیش کرکے مقدمہ جیت گئی ؛ مسٹر طاکلس نے اس کے خلاف، ارسطوفان کے الفاظ مین، نہ صرف شہر کو سمندر سے ملادیا بلکہ اس کو بالکل بندرگاہ کا جزو اور محتاج کردیا - اور اس طرح خشکی کا مدار پانی پر رکھا جس سے عوام الناس کا زور اور طاقت، امرا کے خلاف بہت زیادہ بڑھ گئی ؛ اور حکومت کی باگ ان کے ہاتھ سے نکل کر ملاحون اور جہازرانون کے قبضے مین چلی گئی ؛ یہی وجہ تھی کہ جب "تیس جابرون[1]" نے ایتھنز پر قابو پایا تو مجلس کی نشستون کا رخ سمندر کی طرف سے پھروا کر خشکی کی جانب کرادیا - اس مین یہی نکتہ تھا، کہ ان کے نزدیک جمہوریت کی بنیاد بحری سلطنت بننے سے پڑی حالانکہ مزارعین کی جماعت حکومت[*] خواص کی مخالف نہ تھی ؛

---

[1] Thirty Tyrants ان کا مفصل ذکر کہ کس طرح ساری حکومت پر حاوی ہوگیے تھے آگے آئیگا - Tyrant کے اصلی معنی خودمختار بادشاہ کے ہین ؛

[*] حکومت خواص Oligarchy یعنی صرف چند صاحب اثر لوگون کی حکومت +

لیکن تھمس طاکلس تفوق بحری کے حصول مین ابھی اور نہ معلوم کیا کیا ترکیبین سوچ رہا تھا
اس نے زرکسیز کے جانے کے بعد، جب یونان کا متحدہ بیڑا پگاسی Pagasae پر سرما گذا
تھا، ایک عام تقریر مین ایتھنز والون سے بیان کیا کہ مین نے ان کے فائدے اور سلامتی کے
لیے ایک ایسے کام کرنے کا ارادہ کیا ہے جسے مین عام طور پر ظاہر نہین کر سکتا ؛ اس پر لوگون نے
فرمایش کی کہ وہ صرف ارسطی وش کو اپنا ارادہ بتا دے اور وہ بھی اس کو پسند کرلے تو عمل مین
لے آئے ؛ (یہ ارادہ تھمس طاکلس نے ارسطی وش پر ظاہر کر دیا کہ مین یونانی بیڑے کو جلا دینا چاہتا
ہون (تاکہ یونان بھر مین سوائے ایتھنز کے اور کسی ریاست پاس جہاز نہ رہین) ارسطی وش نے
باہر آکر لوگون سے طاکلس کی عیاری ان الفاظ مین ظاہر کی کہ اس کی تجویز مصلحت کے
لحاظ سے تو بہترین کام ہے لیکن اس سے بڑھکر موجب ننگ فعل بھی کوئی نہ ہوگا ؛ یہ سنکر ایتھنز
والون نے تھمس طاکلس کو روک دیا کہ آیندہ ایسی بات کا خیال دل مین نہ لائے ؛

اسپارٹہ والون نے تمام ریاست ہاے یونان کی مجلس عام مین اسی سال ایک تجویز پیش
کی تھی کہ اُن ریاستون کے نمایندے جو نہ اتحاد مین شریک ہوے نہ ایرانیون کے خلاف لڑائی
لڑے اس مجلس سے خارج کر دیے جائین ؛ اس پر طاکلس کو اندیشہ ہوا کہ اگر ساری تھسلی اور
تھیبہ، آرگس وغیرہ ریاستین اس تجویز کے بموجب نکال دی گئین تو پھر اسپارٹہ کے لوگ ساری
مجلس پر کثرت آرا حاصل کرکے چھا جائین گے اور جو کچھ جی مین آئیگا کرا لین گے لہذا اس نے
ان کی مخالفت کی اور زیر بحث ریاستون کے نائبون کی حمایت مین اراکین مجلس پر زور دیا کہ وہ
ایسی تجویز کو قبول نہ کرین کہ جس کے رو سے سارا یونان مجلس سے خارج ہوا جاتا ہے اور صرف
اکتیس ریاستین جنھون نے جنگ مین حصہ لیا، باقی رہ جاتی ہین - ان مین بھی بہت سی بالکل
چھوٹی چھوٹی ہین - پس نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف دو تین بڑے بڑے شہرون کی راے مجلس مین
حاوی آ جائیگی اور وہی جو چاہین گے پاس کرا لیا کرین گے ؛ اس واقعے نے لسڈی مونیون
کو طاکلس سے بہت زیادہ ناراض کر دیا اور انھون نے سائمن کو اعزاز اور اپنی عنایات کا مورد

بنا کے تقویت پہونچانی شروع کی تاکہ معاملات ملکی مین وہ طاکلس کا حریف قوی ہوجائے کئی جزائر ایتھنز کے حلیف تھے ۔ طاکلس ان مین بھی جا جا کے (سرکاری) روپیہ تحصیل کرنے کی وجہ سے سخت تکلیف رسان شخص سمجھا جاتا تھا، ہیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ جزیرہ انڈروس سے تحصیل زر کے وقت اس نے یہ بات کہی تھی کہ "مین اپنے ہمراہ دو دیویان لایا ہون! ترغیب اور زبردستی" اس کا جواب انھون نے یہ دیا کہ ہمین بھی روپیہ دینے سے مانع دو دیویان ہین افلاس اور غیر امکانی" ٹموک رین باشندہ روڈس نے اس حرکت پر طاکلس کی بڑی بُری طرح ہجو کی ہے کہ اس نے روپیہ لے کر جو جلا وطن کیے گئے تھے انھین تو واپس بلا لیا مگر خود شاعر مذکور کو دھتا بتادی حالانکہ وہ طاکلس کا دوست بھی تھا اور مہمان بھی۔ وہ ہجویہ شعر یہ ہین :—

"لوگو! مشاہیر قدیم کی چاہے جتنی مدحت سرائی کرو، مین تو یہی کہونگا کہ ان مین سب سے صادق القول شخص مین نے ارسطی دش کو پایا جو بابرکت مدینۃ الحکما سے آیا تھا"، رہا مش طاکلس وہ تو ایک قابل نفرت جھوٹا، دغاباز اور فریبی شخص ہے جس نے چند ناپاک سکّون کے کارن، اپنے دوست ٹموک رین سے بے مروّتی کی اور گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے وطن، سرزمین روڈس پر قدم دھر سکے!

تین ٹیلنٹ چاندی وصول کرتے ہی وہ (مخلوق کی لعنتین لیے) واپس ہوگیا۔ مگر اس طرح کہ راستے مین کسی کو یہان چھوڑا کسی کو وہان مارا اور کسی کو نکال دیا اور اپنی ہمیانی کو روپے سے اور زیادہ بھر لیا—

پھر خاکنا ئے (ایتھنز) پر پہونچ کے خوشی مین ایک بڑی
مسخر انگیز ضیافت دی جس مین باسی گوشت کے
سوا کچھ نہ تھا، اسی کو لوگون نے (مجبورًا ، اسکی ہنسی اڑانے
کے باوجود) زہر مار کیا اور دعائین مانگین کہ خدایا اب
سال آیندہ اُسے ایسی دعوت دینی نہ نصیب ہو۔"
لیکن جب تمس طاکلس کو حکم جلاوطنی دیا گیا تو اس وقت تموکرین نے اسکی مذمت مین
اور زیادہ غلو کیا اور ایک نہایت وحشیانہ اور نامناسب ہجو لکھی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :
"او شاعری کی دیوی یونان مین گشت کر کے
ہر ہر جگہ پہ جا کے ، اس نظم کو سنا دے
یہ حسب حال بھی ہے یہ راست راست بھی ہے"
مشہور یہ ہے کہ تموکرین کے بارے مین یہ سوال اُٹھایا گیا تھا کہ آیا اُسے ایرانیون کی طرفداری
کے جرم مین جلاوطن کر دیا جائے یا نہین ؟ اس وقت تمس طاکلس نے اُس کے خلاف رائے دی
تھی، پس جب خود تمس طاکلس پر، اہل عجم سے ساز باز رکھنے کا ، الزام قائم ہوا، تو تموکرین نے
اس پر یہ شعر لکھے :-
"عجم کا خیر طلب اب تموکرین ہی نہین
بہت سے اور بھی عیار چھپ رہے ہین یہین
ہزار شکر لنڈورا نہین ہون مین ہی یہان
ہین بلکہ اور بھی کچھ دُم کٹائی لومڑیان"
جب ایتھنز مین لوگ اس کی برائی زیادہ شوق کے ساتھ سننے لگے اور یہ چرچا بڑھ چلا تو
تمس طاکلس مجبور ہوا کہ بار بار انھین اپنی خدمات یاد دلائے اور اپنے مخالفین سے پوچھے کہ کیا ایک
ہی شخص سے اتنے کثیر فائدے اُٹھاتے اُٹھاتے وہ بالکل تھک گئے ؟ لیکن ان خود ستائیون نے

لوگون کو اور زیادہ بیزار کر دیا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ اُس نے ڈی آنا دیوی کا مندر تعمیر کرایا اور اسکا
عرف ارسطوبل Aristobule (یعنی ناصح مشفق) تجویز کیا۔ اس سے لوگون نے نہایت
بُرا مانا کیونکہ اس مین یہ اشارہ تھا کہ طا کلس نہ صرف ایتھنز کا بلکہ سارے یونان کا بہترین مشیر
اور ناصح مشفق ہے ؛ مندر مذکور تمس طاکلس کے مکان پاس میلٹ Melite کے
علاقے مین بنا ہوا ہے، جہان اب تک سزاے موت پانے والون کی لاشین لیجاتے ہین اور جن
مجرمون کو پھانسی یا سولی پر چڑھایا جاتا ہے ان کے کپڑے وغیرہ اسی مقام پر اُتارتے ہین۔
اسی مندر مین تمس طاکلس کی چھوٹی سی مورت بھی رکھی ہے اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
نہ صرف نہایت اعلےٰ صفات سے متصف تھا بلکہ صورت بھی بڑی بارعب و دلیرانہ رکھتا تھا ؛

آخر تمس ایتھنزیون نے اس کو جلا وطن کر دیا۔ حسب معمول اس کی عزت اور وقعت
خاک مین ملانے کے لیے بھی، اسی فتوے عام کا ہتھیار استعمال کیا گیا جس سے وہ اُن مشاہیر کو
ذلیل و پست کر سکتے تھے جو ایک مساوات پسند آبادی مین غیر معمولی قوت حاصل کر لین، کیونکہ
درحقیقت اس طریقے کا مطلب مجرمون کو سزا دینا نہ تھا بلکہ زیادہ تر اُن حاسدون کے ارمان
نکالنا تھا جو ممتاز و معزز افراد کی ذلت سے خوش ہوا کرتے ہین اور جن کی غضبناکی ایک حد تک
اُن معززین کو خوار دیکھکر فرو ہو جاتی ہے ؛

تمس طاکلس ایتھنز سے نکل کر ارگس Argos ہی مین مقیم تھا کہ پاسے نیس
Pausanias کا مشہور قضیہ پیش آیا اور اُس کے دشمنون کو موقع ملا کہ اس پر سازش
وطن فروشی کا الزام لگائین اہل اسپارٹہ اس مین اُن کے مددگار تھے ؛

واضح رہے کہ پاسے نیس نے اول اوّل دوستی کے باوجود اپنے ارادۂ غدر کا ذکر بھی تمس طاکلس
سے نہین کیا تھا۔ لیکن جب جلاوطنی کا معاملہ پیش آیا اور اسیر طاکلس کو اس نے نہایت مضطر
پایا تو یہ جسارت کی کہ اپنی سازش کا احوال اُس سے کہے اور شاہ ایران کے خطوط دکھا کر،
اُسے یونانیون کے خلاف، (جنھین اُس نے نہایت بدمعاش اور ناشکری قوم ثابت کیا) کارروائی

کرنے پر آمادہ کرے ؛ مگر طاکلس نے اس تجویز کو فوراً مسترد کردیا اور اس کام مین شرکت سے قطعاً انکار کر دیا۔ اگرچہ اس نے یہ راز بھی کسی اور سے نہ کہا نہ سازش مذکور کی کسی کو اطلاع دی جس کی وجہ یا تو یہ امید تھی کہ پاسے نیس اپنے نالائق ارادے سے باز آجائیگا یا یہ گمان کہ ایسی بے تکی سازش کسی نہ کسی ذریعے سے ضرور کھل جائیگی ؛

تھوڑے دن بعد پاسے نیس کے پاس سے خطوط وغیرہ سازش کے متعلق پکڑے گئے اور اسی جرم مین سزاے موت کا حکم صادر ہوا۔ نیز تمس طاکلس پر بھی وجہ اشتباہ پیدا ہوئی اور لس ڈیمونیون نے اس کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا، خود ایتھنز مین اسکے دشمنون نے ایسے الزام لگانے شروع کیے؛ چنانچہ ان تہمتون کے جواب مین طاکلس نے خطوط کے ذریعے اپنی براءت کی کوشش کی، وہ ایتھنز مین موجود نہ تھا اس لیے تحریری صفائی اپنے الزامات کے خلاف پیش کی اور اپنے ہم وطنون کو صرف اتنا یاد دلایا کہ وہ جو ہمیشہ حکومت کرنے کا تشنہ تھا اور ننگ خدمت یا کسی کی حکومت اٹھانے سے بالطبع متنفر تھا، کبھی اپنے آپ کو یا اپنے ملک کو ناپاک اعدا کے ہاتھ غلامی مین فروخت کردینا پسند نہ کریگا ؛ باوجود اس کے لوگون نے اس کے مخالفین کے اکسانے سے چند افسرون کو بھیجدیا کہ سارے یونان کی عدالت مشترکہ مین اس پر مقدمہ چلانے کے واسطے اُس کو لے آئین ؛ مگر طاکلس کو یہ خبر بر وقت پہونچ گئی اور وہ جزیرہ کرکایرا Corcyra چل دیا۔ جہان کی ریاست اس کی زیر بار احسان تھی، کیونکہ کورنتھ والون سے اسکے تنازعے مین تمس طاکلس ہی حکم منتخب ہوا تھا اور اسی نے کورنتھ سے بیس ٹیلنٹ تاوان دلواکر جزیرہ متنازعہ فیہ کو فریقین کی مشترک نوآبادی قرار دیا تھا، کرکایرا سے وہ ایپرس بھاگ گیا اور جب یہان بھی ایتھنز اور اسپارٹہ کے لوگون نے تعاقب نہ چھوڑا تو مایوسی کے عالم مین اُس نے جان بچانے کے لیے ایک نہایت مخدوش راستہ اختیار کیا۔ یعنی ایپرس سے بھاگ کر شاہ اڈمیٹس Admetus کے پاس اس نے پناہ لی۔ وہ قوم مولاسی Molossian کا بادشاہ تھا اور تمس طاکلس نے اپنے عہد حکومت ایتھنز مین اس کی کسی درخواست کو نہایت حقارت

و اہانت آمیز طریق پر مسترد کر دیا تھا جس پر شاہ موصوف نے کبھی نہ کبھی بدلہ لینے کا علانیہ ارادہ
کر لیا تھا - اُسی کے پاس مجبور و مایوس پناہ لینے وہ چلا - شاہ موصوف کی پُرانی دشمنی سے
کہین زیادہ خطرناک اُسے اپنے پُرانے دوستون کی خفگی نظر آئی، اور اُس نے رحم و کرم کی التجا
کے ساتھ، ایک بے کس کی حیثیت سے اپنے کو اڈمیٹس کے حضور مین پہونچایا - اور اس استجار
کی صورت بھی اور ممالک سے بالکل مختلف اور عجیب تھی ؛ یعنی بادشاہ کے بچے کو گود مین لیکر
وہ شاہی آتشدان کے سامنے زمین پر لیٹ گیا - یہ مولاسیون کے ہان کا طریق فریاد تھا اور
ایسے فریادی کبھی بادشاہی درگاہ سے مایوس نہ پھرتے تھے - بعضون کا بیان ہے کہ یہ ترکیب خود
بادشاہ کی بیوی ملکہ فتیہ نے طاکلس کو بتائی تھی اور خود ہی اُس نے اپنے بچے کو آتش دان کے
سامنے اُس کے آگے بٹھا دیا تھا ؛ ایک اور قول یہ ہے کہ خود شاہ موصوف کے اشارے سے طاکلس
نے جھوٹ موٹ یہ طریقہ اختیار کیا تھا تاکہ اُسے ایک قانونی اور شرعی عذر پناہ دینے کا مل جائے
اور اسی کی بنا پر وہ طاکلس کو اُس کے تعاقب کرنے والون کے حوالے کر دینے سے انکار کر دے
اسی زمانے مین ایکرا ٹیس اکارنی نے طاکلس کے اہل و عیال کو اتھنز سے نکال کے چپکے سے اُسکے
پاس پہونچوا دیا اور اسی پر اُس غریب کو سائمن نے مجرم بنا کے سزائے موت دی ؛ یہ ٹیسیم بروسٹس
کی روایت ہے مگر اس کے بعد ہی اس نے لکھا ہے کہ طاکلس سسلی پہونچا اور وہان کے خودمختار
بادشاہ ہایرو سے بیٹی بیاہ مین مانگی اور وعدہ کیا کہ سارے یونان پر تجھکو قابض کرا دونگا
مگر اُس نے انکار کر دیا اور وہ ایشیا روانہ ہو گیا ؛ یہ یا تو مصنف کی بھول ہے اور یا اس نے طاکلس کو
اپنے اہل و عیال سے بہت بے پروا ظاہر کیا ہے - بہرحال یہ آخری جزو روایت کچھ زیادہ قرین
قیاس نہین ہے - کیونکہ تھیوفراسٹس نے اپنی کتاب "حکومت شخصی" مین تحریر کیا ہے کہ جب ہایرو نے
اپنے گھوڑے اولمپیہ کی نمایش مین گھڑ دوڑ کے لیے بھیجے اور وہان شامیانے لگا کے ایک نہایت
آراستہ پیراستہ تنبو چھایا تو تمس طاکلس نے ایک زبردست تقریر مین یونانیون کو ابھارا کہ اس جابر کے
خیمے لوٹ لین اور اس کے گھوڑون کو بھی گھڑ دوڑ مین داخل نہ ہونے دین ؛

طوسی دیدش راوی ہے کہ بحر ایجین کو پار کرتے وقت وہ بندرگاہ پڈنہ Pydna واقع خلیج ترم سے بیٹھا تھا اور جہازیون مین کسی کو اس کے نام سے آگہی نہ تھی ۔ سوے اتفاق سے اس جہاز کو باد مخالف نے جزیرہ ناکسس Naxos کی سمت بہا دیا جہان اتھنز والے اس جزیرے کو اس زمانے مین گھیرے پڑے تھے ۔ تمس طاکلس یہ دیکھکر نہایت خوف زدہ ہوا اس نے ناخدا سے جا کے صاف صاف اپنا حال کہ دیا اور کچھ منت خوشامد سے کچھ ڈرا دھمکا کے (کہ اگر جہاز کو ساحل پر لے گئے تو مین اتھنز والون سے کہدونگا کہ یہ جہاز والے جان بوجھکر اور مجھ سے رشوت لیکر فراری مین مدد دے رہے ہین) اس نے انھین مجبور کر دیا کہ یہان لنگر انداز ہونے کے بجاے سمندر ہی سمندر مین سیدھے ایشیا کی جانب ہو لین اور جزیرہ مذکور پر ایک منٹ کے واسطے بھی قیام نہ کرین ۔

طاکلس کی جائداد اور مال متاع کا حصۂ کثیر اس کے دوستون نے خفیہ طور پر بیچ کر روپیہ اُسے ایشیا مین سمندر پار بھجوا دیا تھا ۔ مگر اس کے علاوہ جو باقی رہ گیا اور ضبطی مین آیا اسکی مالیت سفراسطس کے لکھنے کے بموجب اسّی ٹیلنٹ تھی ۔ مگر تھیوفرسطس نے اس کو سَو ٹیلنٹ کا بتایا ہے ۔ بہر کیف اس مین شبہ نہین کہ یہ ساری کمائی بعد کی تھی کیونکہ معاملات ملکی مین قدم رکھنے سے پہلے اس کی جمع جتھا تین ٹیلنٹ سے کسی طرح زیادہ نہ تھی ۔

جب طاکلس کیتم Cyme پہونچا اور اسے معلوم ہوا کہ سارے ساحل پر لوگ اسکی تاک مین بیٹھے ہین ، خصوصاً ارگوٹی لس Ergoteles اور پی تھوڈورس Pythodorus کو بہت زیادہ فکر اس کے گرفتار کرنے کی ہے (کیونکہ شاہ ایران نے اعلان کر دیا تھا کہ طاکلس کو پکڑ کے لانے والے کو ۲۰۰ ٹیلنٹ انعام دیا جائیگا جو بڑی معقول اور خدا داد بڑ دا ایسے لوگون کے لیے تھی ، جنھین کسی وسیلے سے ہو ، روپیہ کمانا مقصود ہوتا ہے) تو وہ اولیہ کی چھوٹی سی بستی ایگی Egae کو بھاگ گیا ۔ جہان اس کے میزبان نکوجنیز Nicogenes کے سوا کوئی اسے نہ جانتا تھا ۔ شخص مذکور اولیہ کا سب سے بڑا دولت مند تھا ۔ اور اندرون ایشیا مین تمام بڑے بڑے آدمی اسکو خوب

جانتے تھے ؛ کئی روز تک طاکلس اس کے گھر میں چھپا رہا مگر ایک دن قربانی چڑھانے کے بعد جب سب لوگ شام کا کھانا کھا رہے تھے نکوجینی کے بچوں کے کھلائے اور بلی سن رسیدہ ملازم پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور اسی جوش میں یہ الہامی الفاظ شعر بن کر با آواز بلند اس کے منہ سے نکلنے لگے :-

"سن کہ ہاتف کی صدا کہتی ہے کچھ ہنگام شب
اپنا تعویذ ہدایت جان وہ پیغام شب"

اسی رات مسٹر طاکلس نے خواب دیکھا کہ ایک سانپ گنڈلی مارے اس کے پیٹ پر بیٹھا ہے اور آہستہ آہستہ گردن کی طرف بڑھ رہا ہے پھر جونہیں کہ اس نے طاکلس کے چہرے کو چھوا وہ ایک عقاب کی شکل بن گیا جس نے اپنے بازو اس پر پھیلا کر اس سمیت آسمان کی طرف پرواز کی اور بڑی دور تک لیے چلا گیا۔ آخر کار ایک نقیب کا سنہری عصا سامنے آیا اور اسے دیکھتے ہی عقاب نے اسے بحفاظت زمین پر رکھدیا۔ اور اس وقت طاکلس کو ایک ناقابل بیان وحشت وعقوبت سے نجات ملی ؛

اس کے بعد ہی طاکلس یہاں سے روانہ ہوگیا۔ نکوجینی نے اس کے بچ نکلنے کی ایک بڑی عمدہ تدبیر کی تھی : واضح رہے کہ غیر قومیں، خصوصاً ایرانی اپنی عورتوں کے متعلق نہایت سخت اور شکی ہوتے ہیں۔ انکا رشک صرف بیویوں تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اپنی لونڈیوں اور حرموں کو بھی وہ ایسی شدید نگرانی میں رکھتے ہیں کہ کوئی غیر شخص ان کی صورت نہیں دیکھ سکتا ؛ ان سب عورتوں کی عمریں، گھروں میں بند رہ کر گذرتی ہیں، اور جب سفر کا موقع آتا ہے تو انکی گاڑیوں پر چھولداریاں یا سرکیاں کھڑی کر دی جاتی ہیں ؛ مسٹر طاکلس کے واسطے بھی اسی قسم کی پردہ دار سواری تیار کی گئی اور اس میں بیٹھکر اس نے سفر قطع کیا ؛ راستے میں کوئی پوچھتا تو اس سے گاڑی والے کہدیتے کہ اس میں اونیہ کی ایک یونانی جاریہ ہے جسے کسی درباری امیر کے واسطے دارالحکومت کو لیجا رہے ہیں ؛

تھوسی ڈیڈیش اور چارن کا بیان ہے کہ اس وقت زرکسیز فوت ہوچکا تھا اور تمس طاکلس کی ملاقات اس کے بیٹے سے ہوئی تھی، مگر افورس، ڈی نن، کلی ٹارجس، ہراکلیدیش وغیرہ بہت سے مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ زرکسیز ہی کے عہد مین آیا۔ سنین کے لحاظ سے تو تھوسی ڈیڈس یا (طوسی دیدیش) کا قول زیادہ قرین صحت نظر آتا ہے، پھر بھی کوئی قطعی اور یقینی نتیجہ اس مطابقت سے نہین نکلتا ؛

جب تمس طاکلس خود شیر کے مُنہ تک (یعنی خاص دارالحکومت مین) پھونچ گیا تو وہ اردبان[۱] یک ہزاری (یعنی ایک ہزار سپاہیون کا افسر) کی خدمت مین حاضر ہوا اور اس سے بیان کیا کہ مین یونانی باشندہ ہون اور بادشاہ سے ایسے اہم معاملات کے بارے مین گفتگو کرنا چاہتا ہون جن کا اُسے بہت زیادہ خیال ہے ؛ اردبان نے جواب دیا "اے پردیسی، دنیا کے قانون الگ الگ ہین، ہر ملک کے دہر رسمے، ایک شخص جس شے کو معزز جانتا ہے اُسی کو دوسرا باعث ننگ سمجھتا ہے لیکن اپنے اپنے قانون کی پابندی ہر قوم پر فرض ہے۔ یونانیون کی نسبت ہم نے سنا ہے کہ وہ سب سے بڑھکر آزادی اور مساوات کی قدر کرتے ہین۔ مگر ہم اپنے اچھے قوانین مین سب سے اچھا قانون اس کو سمجھتے ہین کہ اپنے بادشاہ کی تکریم و پرستش کی جائے کہ وہ خلاق عالم کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے ؛ لہذا اگر تم بھی اُس کے سامنے زمین بوسی اور سجدہ کرنا منظور کرو تو اس سے مل بھی سکتے ہو اور باتین بھی کر سکتے ہو، لیکن اگر اس بات پر تمھارا دل نہین جمتا تو کسی اور پاس جاؤ کہ وہ تمھین بادشاہ تک پھونچا دے۔ دراصل ہمارے ہان یہ رسم ہی نہین ہے کہ بادشاہ کسی ایسے شخص کو جو اُسے سجدہ نہ کرے، ملاقات کی عزت دے" ؛ یہ سنکر تمس طاکلس نے کہا "اردبان! اُسی خدا کی مرضی

---

[۱] (ارتا بانس) Artabanus یہ اور اسی قسم کے بیسیون ایرانی نام ہین جنھین یونانیون نے توڑ مروڑ کے کچھ سے کچھ کر لیا ہے خود ایرانی تاریخین ان تفصیلی حالات کے متعلق ساکت ہین پس محض اپنی راے سے جو اصلی نام قرین قیاس معلوم ہوا، ہم نے تحریر کیا۔ حاشیے پر یونانی نام بھی انگریزی تحریر مین اور اردو مین ہم نے لکھ دیے ہین تاکہ ناظرین بطور خود غور کر سکین۔ واضح رہے کہ (اس) یا (اوس) اکثر یونانی اسمار کے آخر مین زائد بڑھا دیا جاتا ہے۔ مترجم

سے جس نے دولت عجم کو یہ شرف عظمت و بزرگی بخشا ہے، مین جو بادشاہ کی قوت و شوکت
مین اضافہ کرنے آیا ہون، نہ صرف اس کے قوانین کا اپنے کو پابند کرونگا، بلکہ اور بہت سے
عبادت گزاران شاہی کا اضافہ کرا دونگا۔ بس یہ شرط میری ملاقات اور گفتگو مین سد راہ
نہین ہونی چاہیے ؛؛

اردیان: ۔" مگر تمھارا نام نشان ہم بادشاہ کو کیا بتائین؟ تمھاری باتون سے تو بے شبہہ یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ تم معمولی آدمی نہین ہو؟ "

تمش طاکلس: ۔" اس بات کی، اے اردیان! کسی شخص کو بادشاہ سے پہلے آگہی نہین ہونی چاہیے"
یہ ہے تھیس کی روایت۔ اور اسی پر اراطوس تمفصمس Eratosthenes نے اپنے
رسالے "در تمول" مین یہ اضافہ کیا ہے کہ اردبان سے اس کی ملاقات اور اس گفتگو کا ذریعہ
امیر مذکور کی ایک داشتہ مسماۃ آردرہ Eretrea ہوئی تھی؛

القصہ جب تمش طاکلس بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوا تو شرائط عبودیت بجالانے کے
بعد خاموش کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ بادشاہ نے ترجمان کو حکم دیا کہ اس سے نام و نشان دریافت کرے۔
تب تمش طاکلس نے یہ جواب دیا:

"اے بادشاہ! مین مدینۃ الحکما ایتھنز کا رہنے والا تمش طاکلس ہون۔ مجھے
یونانیون نے اپنے وطن سے نکال دیا ہے۔ میری ذات سے جو نقصان ایرانیون
کو پہونچے وہ بے تعداد ہین۔ لیکن فائدے اس سے بھی بڑھکر ہین۔ کیونکہ مین نے
ہی یونانیون کو ان کا تعاقب کرنے سے روکا۔ اور اس طرح جون ہی اپنے وطن
کی حفاظت کی طرف سے اطمینان ہو گیا، مین نے تمھارے حق مین بھی بھلائی کرنے سے
پہلو تہی نہ کی۔ آج، جب کہ مین مصائب زدہ تمھارے سامنے کھڑا ہون میرے
دل کی حالت میرے مناسب حال ہے یعنی تمھارے مہر و غضب دونون کے واسطے
مین یکسان تیار ہون۔ لطف و عفو کرو تو عنایت اور اپنا قہر نازل کرو تو افسوس۔

ان دونون کے لیے مین پہلے سے آمادہ ہو کر آیا ہون "، اب تم چاہو تو خود میرے ہم وطنون کی گواہی لے لو کہ مین نے ایران کی کیا کیا خیرخواہیان کی ہین، اور اس موقع پر دنیا کو انتقام لینے کے بجاے اپنے خلق وسیع کا نمونہ دکھا دو۔ کیونکہ اس وقت اگر مجھے تم نے چھوڑ دیا تو گویا ایک فریادی کو چھوڑا، اور نہ چھوڑا تو یونانیون کے ایک دشمن قوی کو ہلاک کیا"؛

اس کے علاوہ اُس نے بعض ربانی اشارون کا بھی ذکر کیا، جیسے وہ خواب جو اس نے نکوجنی کے ہان دیکھا تھا، یا ڈڈونا Dodona کے مندر کی وہ کہن جس مین عطارد دیوتا نے اسے حکم دیا تھا کہ "اس کے پاس جا جو میرا جیسا نام رکھتا ہو"، اور اس کا مطلب اس نے شاہ ایران ہی کے پاس جانے کی ہدایت سمجھا کیونکہ وہ دونون بزرگ اور عظمت والے تھے اور دونون کے نامون مین بادشاہ کا لفظ مشترک تھا؛

خسرو عجم یہ سب باتین خاموش بیٹھا غور سے سنتا رہا۔ دل مین اُس نے طاکلس کی ہمت اور طرز کی بہت تعریف کی مگر زبان سے اس وقت کچھ نہ کہا۔ البتہ خلوت مین اپنے ہمراز دوستون کے آگے اُس نے اس واقعے پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اور اپنی اقبال مندی پر نہایت مسرور ہوا اور اپنے دیوتا اہرمن ایری مانیس Arimanius سے دعائین کرنے لگا کہ وہ اُس کے تمام دشمنون کو یونانیون کے مثل اس مزاج کا بنا دے کہ وہ (یعنی اُس کے دشمن) اپنے ہان کے بڑے اور دلیرترین آدمیون کے ساتھ یہی سلوک کرین جو تمس طاکلس کے ساتھ اُس کے ہم وطنون نے کیا ہے یعنی اُن کو سب وشتم کرنے لگین اور دیس نکالے دیا کرین۔ پھر اُس نے دیوتاؤن کے نام کی قربانیان چڑھائین اور اسی خوشی مین قدح کے قدح شراب کے لنڈھانے لگا۔ اس کے انبساط کا یہ عالم تھا کہ رات کو سوتے مین بھی تین بار خوشی مین آ کے چلّایا کہ مین نے تمس طاکلس ایتھنزی کو پا لیا، "مین نے تمس طاکلس ایتھنزی کو پا لیا"؛

صبح کو خاصان دربار کو جمع کر کے اُس نے تمس طاکلس کو بلوا بھیجا۔ طاکلس کی حالت یہ تھی کہ

اُسے کسی بھلائی کی امید بادشاہ سے نہ رہی تھی کیونکہ اُس نے دیکھا کہ اس کا نام سنتے ہی دربان تک دانت پیسنے لگے تھے اور اُسے گالیاں دے رہے تھے ،، اسی طرح دربار میں جب پہونچا تو وزن (روکزانس یا روژنس Roxanes) یکہزاری کے قریب سے گذرتے وقت اُس نے ایک نیچی غراہٹ کے ساتھ اُسے بغیر اپنی جاے سے ہلے یہ کہتے سنا کہ "او مکار یونانی ناگ، بادشاہ کا اقبال تجھے کشاں کشاں یہاں لے کر آیا ہے "؛ لیکن جب وہ بادشاہ کے قریب پہونچا جو بیچ میں بیٹھا تھا اور حسب معمول زمین بوس ہوا تو بادشاہ نے اس کو سلام کیا اور نہایت ملاطفت کے ساتھ باتیں کیں، اور کہا کہ حسب اعلان شاہی میں تمھارے دو سو ٹیلنٹ کا مقروض ہوں کیونکہ اتفاقاً یہ انعام اس کو ملنا چاہیے جو تمسٹاکلس کو لایا ہو،، پھر اُس نے اپنی عنایات مزید کا اُسے امیدوار بنایا اور حکم دیا کہ یونان کے متعلق جو کچھ کہنا چاہتے ہو آزادی کے ساتھ کہو،، طاکلس نے جواب دیا آدمی کی مکالمت ایک گران بہا ایرانی قالین کے مثل ہے جس کے خوبصورت بیل بوٹے اور کاریگری اُسی وقت نظر آسکتی ہے جب کہ وہ پوری طرح پھیلا کے بچھا دی جائے ،، اگر لپٹی اور سکڑی رہیگی تو اُس کی خوبی بخوبی ظاہر نہیں ہوگی ،، اس لیے میں کچھ مہلت چاہتا ہوں ،،

یہ تشبیہ بادشاہ کو بہت بھائی ۔ پوچھنے لگا کتنا وقت تمھیں درکار ہے ۔ طاکلس نے کہا ایک سال اور فی الواقع اس مدت میں وہ اتنی کافی ایرانی زبان سیکھ گیا کہ بادشاہ سے بغیر ترجمان کی مدد کے گفتگو کیا کرتا تھا،، یہ گفتگو عام گمان تھا کہ معاملات یونان ہی تک محدود رہتی ہوگی ۔ مگر اتفاق سے اس زمانے میں دربار میں بہت سے تغیر تبدل عمل میں آئے اور بعض مُنہ چڑھے مصاحب دربار سے ہٹا دیے گئے جس سے امرا کو طاکلس پر یہ شبہہ ہو گیا کہ وہ ہمارے متعلق بھی بادشاہ کو بہکانے سکھانے لگا ہے کیونکہ اور پردیسیوں کے ساتھ جو مدارات ہوتی وہ ان اعزازات کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی جو بادشاہ نے طاکلس کو عطا کیے تھے ۔ گھر میں یا باہر وہ بادشاہ کی بے تکلف اور عیش و نشاط کی صحبتوں میں بلایا جاتا تھا ۔ شکار میں ساتھ رہتا اور اس قدر ہمراز و دمساز ہو گیا تھا کہ اُسے بادشاہ کی ماں کے سامنے جانے اور اکثر گفتگو کرنے تک کی اجازت تھی ،، بادشاہ کے حکم سے اس نے

مذہب زرتشتی سے بھی واقفیت پیدا کرنی شروع کی تھی؛ ۂ
جب ڈماراطوس Demaratus لس ڈی موئی سے بادشاہ نے ایک موقع پر
خوش ہوکے کہا مانگ کیا مانگتا ہے؟ تاکہ اسکی جو مراد ہو وہ فوراً پوری کر دی جائے
اور اُس نے خواہش کی کہ مجھے دارالحکومت میں سرپر درفش شاہی اور جلوس سلطنت کے ساتھ
اپنا داخلہ کرنے کی اجازت دی جائے تو بادشاہ کے چچیرے بھائی مدروبزطوس متھروپاس لٹس
Mitropaustes نے اس کی پیشانی کو ہاتھ لگا کے کہا کہ بادشاہی چھتر سر پر لگانے کے
لیئے تمھارے پاس دماغ نہین ہے اور اگر خود عطارد دیتا تمھین اپنی رعد و برق مانگے دیدے تب
بھی تم عطارد نہین ہو جاوگے ؛! خود بادشاہ کو بھی اس کی یہ فرمایش بُری معلوم ہوئی اور اس نے
ارادہ کر لیا کہ اب عمر بھر اس شخص کو معاف نہ کرونگا نہ کسی کی سفارش اس کے حق مین سنونگا ؛ ۂ
اس کے باوجود تھمس طاکلس نے اس کو منا لیا اور ڈماراطوس کی خطا بخشوا دی اور کہتے ہین بعد
مین بھی ایک عرصے تک جب کہ کورش کے جانشینون کے عہد مین ایرانیون اور یونانیون مین
آمدرفت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، کبھی کوئی ایرانی بادشاہ کسی یونانی کو اپنے ہان ملازم رکھنے کے
لیے بلاتا تو اس کی حوصلہ افزائی کے واسطے خود یہ وعدہ تحریر کرتا کہ تم ہمارے ہان اسی طرح اعزاز
و احترام کے ساتھ رکھے جاؤگے جس طرح کہ تھمس طاکلس پہلے رہ چکا ہے ؛ یہ بھی سننے مین آیا ہے
کہ جب طاکلس اس قدر دولت مند اور صاحب ثروت ہو گیا کہ بڑے بڑے امرا اسکی خوشنودی
کے جویا رہنے لگے، تو اپنے دسترخوان پر امیرانہ تزک و احتشام دیکھ کر وہ اکثر اپنے بیٹون کی طرف
مخاطب ہوتا اور کہتا ”بچو! اگر ہم پر وہ مصیبتین نہ پڑتین تو ہم حقیقت مین گئے گذرے تھے!“ ؛
اکثر مصنفین کا بیان ہے کہ اس کو روٹی گوشت اور شراب کے اخراجات کے نام سے تین شہر
جاگیر مین عطا کیے گئے تھے: مگنیشیہ Magnesia میوس Myus اور لیمپاکوس
Lampsacus ؛ فنیس اور نِنطس Neanthes نے ان مین دو شہرون کا اور
اضافہ کیا ہے جنمین ایک تو مکان کے ساز و سامان کے لیے ملا تھا اور ایک مصارف پوشاک کے نام سے

جب تھمسٹاکلس یونان کے خلاف کارروائی کرنے ساحل کی جانب روانہ ہوا تو راستے
مین ایرانی صوبے دار فرغیہ Phrygia الموسوم بہ ایکشوبس نے اس کی جان لینے کا ارادہ
کیا اور چند اہل قسیدیہ Pisidians کو جنھین بہت پہلے سے اس کام کے لیے اُس نے
رکھ چھوڑا تھا، گھات مین لگا دیے کہ جب طاکلس درسر بیر Leontocephalus نام بستی مین
آ کے ٹھیرے تو وہ اچانک اسپر جا پڑین، مگر اس دوپہر کو تھمسٹاکلس نے سوتے مین دیوتاؤن کی مان
کو خواب مین یہ کہتے سنا کہ "دمسٹاکلس! خبردار سر بیر کے پاس نہ پھٹکنا مبادا تم شیر کے مُنہ مین
چلے جاؤ۔ اس نصیحت کے صلے مین مجھے امید ہے تم اپنی بیٹی نےسی لطالمہ Mnesiptolema
کو میری خدمتگزاری مین نذر کر دو گے"۔ اس واقعے نے اُسے نہایت حیران کیا۔ دیوی کے حسب ارشاد
اُس نے منّت مانی اور شاہ راہ کو چھوڑ کر دو چکر سے اس طرح گیا کہ مقام مذکور ایک طرف بچ گیا۔ اور رات
جنگل مین گذاری۔ اتفاق سے ایک لدو گھوڑا جس پر اسکا خیمے کا فرش لدا ہوا تھا اُس روز دریا مین
گر پڑا تھا اور اس کے نوکرون نے اُسے سکھانے کے واسطے میدان مین لٹکا دیا تھا۔ انھین پر
رات کے وقت فسیدی ننگی تلوارین لیے حملہ آور ہوے اور دھندلی چاندنی مین یہ سمجھے
کہ طاکلس کا خیمہ یہی ہے اور اسی مین خود وہ سو رہا ہو گا۔ لیکن جب انھون نے قریب آ کے اُو فرش
فرش کو اُٹھایا تو وہان کے چوکیدار یکبارگی اُن پر ٹوٹ پڑے اور انھین حراست مین لے لیا۔
اس خطرۂ عظیم سے بچ جانے کے بعد، طاکلس نے دیوی کے مہر و کرم کی یادگار شکرگزاری مین ایک
مندر مگنیشیہ مین تعمیر کیا اور دیوتاؤن کی مان دندی مان Dindymene ہی کے
نام پر اس کو ارپن (یعنی چڑھاوے کے طور پر پیشکش) کر دیا۔ اس کی خدمت کے لیے اُس نے
اپنی بیٹی نیسی لطالمہ کو بھی اسی مندر کی مُرلی یا مجاورہ بنا دیا۔
شہر سارڈس مین تھمسٹاکلس نے تمام مندر اور دیولون کی سیر اور اطمینان کے ساتھ انکی
طرز عمارت سامان زیبایش اور چڑھاوون کی تعداد وغیرہ سے واقفیت پیدا کی تھی۔ دیوتاؤن
کی مان کے مندر مین اُس نے دو ہاتھ اونچی وہ برنجی مورتی بھی دیکھی جسے پنہاری کہتے تھے۔

یہ ایتھنز کی لوٹ مین آئی تھی اور خود طاکلس نے جب وہ شہر مذکور مین باقی کا نگران کار تھا، اُسی روپیہ سے بنوایا تھا، جو سرکاری پانی کا ناجایز اور خانگی استعمال کرنے والون پر جرمانے سے وصول ہوا تھا ؛ ایرانی دارالحکومت مین اسکو قید دیکھکر خدا جانے اُسے اُس کی گرفتاری پر رنج ہوا یا ایتھنز والون پر ایران مین اپنا رسوخ جتانے کا خیال آیا کہ حاکم شہر سے ساز باز کر کے اُس بت کو ایتھنز واپس بھجوانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس بات سے وہ ایرانی عہدے دار اس قدر برافروختہ ہوا کہ کہنے لگا مین بادشاہ کو اس کی شکایت لکھونگا ؛ تب طاکلس بہت ڈرا اور اُس نے حاکم مذکور کی بیویون اور حرمون کو کچھ روپیہ نذرانہ دیکر بہ مشکل اس کا غصہ ٹھنڈا کرایا ؛ اس کے بعد سے تمس طاکلس بہت زیادہ احتیاط اور ہوشیاری کرنے لگا اور ایرانیون کے رشک سے کمال خائف ہو گیا۔ اس نے جیسا کہ خود تحریر کیا ہے ایشیا مین سیاحت کرنی بھی چھوڑ دی بلکہ خموشی کے ساتھ اپنے مکان مگنیشیہ مین وقت گذارنے لگا۔

یہان ایک عرصے تک اپنی زندگی اُس نے امن و اطمینان کے ساتھ گذاری۔ سب لوگ اسکی دربارداری کرتے اور قیمتی قیمتی تحایف اسکو لا کے دیتے تھے اور خود ارکین و عمائد دولت ایران بھی اس کی تکریم و تعظیم مین کمی نہ کرتے ؛ ادھر بادشاہ کو بھی اس زمانے مین یونانی معاملات سے بے توجہی ہو گئی تھی اور صرف اندرون ایشیا کے جھگڑون مین مصروف رہتا تھا ؛

مگر جس وقت کہ ایتھنز کی اعانت سے مصر مین بغاوت ہوئی اور یونانی جہاز بڑھ بڑھ کے قبرس اور سلشیہ کے ساحلون تک آنے لگے اور سائمن سارے سمندرون پر حاوی ہو گیا تو پھر بادشاہ کو اس طرف کی فکر پیدا ہوئی؛ اس نے خاص طور پر یونانی قوت کو اپنے خلاف بڑھتے دیکھکر ان کی مدافعت کا عزم مصمم کیا اور بڑی بڑی فوجین بھرتی کر کے سپہ سالارون کو بھیجنا شروع کیا، نیز تمس طاکلس کے پاس مگنیشیہ مین قاصد پر قاصد بھیجے کہ یہ وقت وعدہ پورا کرنے کا ہے وہ آئے اور اب یونانیون کی مخالفت مین حصہ لے ؛ مگر طاکلس کی نفرت و بیزاری ایتھنز کے خلاف کچھ زیادہ نہ بڑھی نہ اُسے کچھ بہت طمع اس عزت و سپہ سالاری کی ہوئی جو جنگ مین مل جانی

متوقع تھی،؛ بلکہ ایک طرف تو اس خیال سے کہ جو مقصد پیش نظر ہے اس مین کامیابی نہ ہوگی اور یونان کے امیرالبحرون کے مقابلے مین، خصوصًا سایمن کے آگے، جو اس زمانے مین حیرت انگیز جنگی فتوحات حاصل کر رہا تھا، ایرانیون کی کچھ پیش نہ جایگی؛ دوسرے زیادہ تر اس وجہ سے کہ پہلی قومی خدمات اور فتوحات کو اب دشمن کی طرف ہو کے لڑنا بٹہ لگا دیگا، تمس طاکلس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا، تا کہ اپنی زندگی ہی کو، اپنی قدیم روش بدلے بغیر، ختم کر دے؛ اس نے دیوتاؤن کے نام قربانیان چڑھائین اور اپنے تمام دوستون کو جمع کیا، پھر ان کی خاطر مدارات کرنے کے بعد سب سے مصافحہ کر کے روایت عام کے بموجب بنجار کا خون پی لیا جسے اکثر لوگ نہایت سریع التاثیر زہر قاتل بتاتے ہین؛ اس طرح پینسٹھ برس کی عمر مین جس کا بڑا حصہ جنگ و سپہ سالاری حکومت و معاملات ملکداری مین گذرا تھا، شہر مگنیشیہ مین اس نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی؛ اور جب بادشاہ کو اس خودکشی کی وجہ اور طریقہ معلوم ہوا تو پہلے سے زیادہ تمس طاکلس کا ثناخوان ہو گیا اور اس کے احباب و اقارب کے ساتھ آیندہ بھی ہمیشہ مہربانی کے ساتھ پیش آتا رہا؛

تمس طاکلس کے ارشب Archippe کی بیٹی سے تین بیٹے، ارشب طولس بلیوسطوس اور کلیوفنطوس، ہوے - آخرالذکر کو حکیم افلاطون نے شہسواری کا بہترین ماہر، مگر اور لحاظ سے بالکل معمولی شخص بیان کیا ہے؛ ان تینون سے دو بڑے بیٹے اور بھی تھے - ایک تو گھوڑے کے کاٹ لینے سے جوان مر گیا دوسرے کو اس کے نانا (طاکلس کے خسر) لای سنڈر Lysander نے گود لیا تھا؛ بیٹیان اس کے کئی تھین - ان مین نیسی لطالمہ کا جو دوسری بیوی سے تھی، اپنے سوتیلے بھائی ارشب طولس سے بیاہ ہوا، اور اطالیہ Italia جزیرۂ چی اس کے ایک شخص پان تھوای ڈس سے بیاہی، اور سباریس Sybaris کی شادی نکومیہ ایتھنزی سے ہوئی؛ طاکلس کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا فراس قلیس مگنیشیہ آیا اور اس کی ایک اور بیٹی نکوماش Nicomache سے نکاح کر لیا - نیز ایشیا

جو اپنے بہن بھائیون مین سب سے چھوٹی تھی، اس کے بھائیون کی رضامندی سے، پرورش اور تربیت کے لیے وہ اپنے ساتھ ہی لے گیا ؛

مگنیشیہ کے چوک مین تھمس طاکلس کا شاندار مقبرہ اب تک قائم ہے۔ اندوسی دس Andocides کی یہ روایت کہ ایتھنزیون نے اس کو لوٹ کھسوٹ کے اس کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا، ذرا بھی لحاظ کے لائق نہین۔ یہ اس نے اپنی کتاب "خطاب بہ دوستان" مین اس لیے گھڑکے لگا دی ہے کہ حکومت خواص کے طرفدارون کو جمہور الناس کے خلاف بھڑکائے ؛ اسی طرح ہر متنفس واقف ہے کہ فیلارخس Phylarchus نے اپنی تاریخ مین تھمس طاکلس کے بیٹون کا ذکر محض لوگون کو رحم دلانے کی نیت سے تصنیف کر دیا ہے گویا تاریخ کے بجاے کوئی غم انجام ناٹک لکھا ہے ؛

دیودورس، Diodorus ماہر علم الارض[1] نے اپنی تصنیف "مقابر" مین محض قیاسی طور پر لکھ دیا ہے کہ لنگرگاہ پیروز کے پاس کی زمین اسکی مس راس سے شروع ہو کر بھون کی شکل بناتی چلی جاتی ہے اور اندر کی سمت آگے بڑھو تو ایک جگہ آتی ہے جہان سمندر ہمیشہ سکون کے عالم مین غیر متلاطم رہتا ہے، اسی مقام پر ایک بڑی وسیع عمارت بنی ہوئی ہے جس پر تھمس طاکلس کا مقبرہ قربانگاہ کی شکل مین واقع ہے ؛ اس بیان کی تصدیق مین وہ افلاطون ناٹک نویس کے اشعار ذیل بھی بطور سند پیش کرتا ہے :۔

"سمندر کے کنارے جس جگہ ہے مقبرہ تیرا
وہ موقع ہے بہت موزون بہت دلکش بہت اچھا
اسے جب دیکھتے ہین آنیوالے ساتھ خشکی کے
تو تیری یاد تازہ کرتے ہین اپنے سلامون سے"

---

[1] Cosmography کس موگرافی جغرافیے کے ہم اصل علم ہے جس مین سارے عالم کے اجزا اور ترکیب کے متعلق بحث ہوتی ہے۔ مترجم

تواب تک دیکھتا رہتا ہے آنے جانے والون کو
سمندر کو اور اس مین دوڑتے پھرتے جہازون کو"

تمسٹاکلس کے اہل خاندان کے ساتھ مگنیشیہ مین خاص خاص مراعات ملحوظ رکھی جاتی تھین اور ان کی بڑی عزت آبرو ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ امتیازات اب تک قائم ہین اور تمسٹاکلس ثانی جس کی ملاقات اور دوستی کا شرف راقم کو بھی امونیس Ammonius فلسفی کے مکان مین حاصل ہوا، اب اپنے جد امجد کا جانشین اور اس کے تمام اعزازات سے سربلند ہے ؛

کامی لس

فیوریس کامی لس کی سوانح عمری مین جہان اور بہت سے قابل ذکر واقعات منقول ہین، وہان سب سے عجیب اور نئی بات یہ نظر آتی ہے کہ اگرچہ اُس نے بارہا فتوحات عظیمہ پائین اور اعلیٰ سے اعلیٰ جنگی عہدے حاصل کیے اور پانچ مرتبہ مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) منتخب کیا گیا اور چار دفعہ جلوس ہاے فتح کی عزت ملی، نیز رومہ کا "دوسرا بانی" کہلایا، باین ہمہ ایک بار بھی اتنا نہ ہوا کہ وہ قنصل مقرر ہوتا۔ سبب اس کا وہ حالات خاص ہین جو اُن دنون جمہوریہ رومہ مین پیدا ہو گئے تھے یعنی مجلس مُلکی اور جمہور کے تنازعات، جن کی وجہ سے لوگون نے قنصل منتخب کرنے سے انکار کر دیا تھا اور ان کے بجاے دوسری قسم کے حکّام (یا مجسٹریٹ) بذریعہ انتخاب مقرر کیئے تھے، جنھین فوجی ٹریبون کہتے ہین۔ ان عہدے دارون کے مشترکہ اختیارات و فرائض قنصلون ہی کے مانند تھے لیکن فرق یہ تھا کہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور لوگون کے نزدیک ان کی حکومت اتنی ناگوار نہ ہو سکتی تھی جتنی کہ قنصلون کی تھی، کیونکہ معاملات سلطنت کا دو کی بہ نسبت چھ[6] آدمیون کے ہاتھ مین رہنا، (اولی گارکی یا) حکومت خواص کے مخالفین کے واسطے زیادہ قابل اطمینان تھا۔ کامی لس کے عروج اور کارہاے نمایان کے وقت سلطنت کا یہ رنگ تھا اور اسی لیے اُس زمانے مین حکومت نے قنصلی انتخابات کی کوشش بھی کی تو کامیلس نے اپنے تئین بچایا اور اپنے ہم وطنون کے عام میلان کے خلاف خود قنصل بننا پسند نہ کیا۔ لیکن اور مختلف و متعدد عہدے جو اُس نے پائے ان مین ایسا طرز عمل رکھا کہ مختار مطلق ہونے کی صورت مین تو اس کے کامون سے

ہمیشہ جمہوریت مترشح ہوتی تھی، اور اگر کوئی ذمے داری دوسرون کی شرکت مین اُسے دی جاتی تو تمام کامون کا سہرا اسی کے سر رہتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اختیارات کامل رکھنے کی صورت مین تو کامیلس کبھی اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا اور ثانی الذکر (یعنی مل کر کام کرنے کی) حالت مین خود اس کی دانائی اور اعلےٰ تدبر اس بات کا کفیل تھا کہ بلا وقت اُسے سب سے ممتاز کر دے۔

اُس کا خاندان فیورِی اُس زمانے مین کوئی خاص شہرت نہ رکھتا تھا اور جب اکوی اور والشی قومون سے رومیون کی جنگ عظیم ہوئی تو اپنے مختار السلطنت ٹیرٹس کی ماتحتی مین پہلی مرتبہ کامیلس نے درجۂ امتیاز پایا اور محض اپنی قوت بازو سے عزت و ناموری حاصل کی لڑائی مین سب سے پہلے جس نے اپنا گھوڑا بڑھایا وہ کامیلس ہی تھا اور ہر چند حملہ کرتے وقت اُس کی ران مین زخم کاری لگا تاہم اُس نے میدان کو چھوڑنا گوارا نہین کیا اور اس حال مین کہ تیر اُسکی ران مین گھسا ہوا تھا وہ دشمن کے شجاع ترین دستے ہر جا گرا اور اُنہین مار کر بھگا دیا۔ اسی کارنمایان کے صلے مین اور انعامون کے علاوہ اُسے منصب احتساب بھی دیا گیا جو اُن دنون بڑی عزت اور اختیارات کا عہدہ تھا۔ محتسبی کے زمانے مین اُس سے جو سب سے نمایان اور مفید کام منسوب ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کی وجہ سے جو کثیر تعداد عورتون کی بیوہ ہو گئی تھی ان کی شادی اُن سے کرا دی جو بیویان نہ رکھتے تھے اور اس مین جب کبھی فہمایش و ترغیب سے کام نہ چلا تو اس نے یہ دھمکی دی کہ جو لوگ شادیان نہ کرین گے اُن پر جرمانہ کیا جائیگا۔ اُس کا دوسرا کام یتیمون کو جو اب تک محصولات سے مستثنےٰ تھے، ٹیکس دینے والون مین شامل کرتا تھا کیونکہ مسلسل لڑائیون کی وجہ سے سلطنت کے مصارف بہت بڑھ گئے تھے اور ان کا پورا کرنا بہت ضروری تھا لیکن ان لڑائیون مین سب سے زیادہ جس چیز نے رومیون کو عاجز کر رکھا تھا وہ قوم وی آئی کا محاصرہ تھا جنہین بعض لوگ وی آن تائی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہین۔ انھین کا شہر ٹسکنی کے علاقے بھر مین سب سے زیادہ آباد تھا اور خود روما کے کثرت اسلحہ یا تعداد افواج کسی بات مین

کم نہ تھا اور وہان کے لوگ اپنی دولت و ثروت اور تہذیب و عظمت کے بل پر بار ہا اہل رومہ سے عزت اور نمود اور سلطنت کی خاطر دلیرانہ معرکہ آرائیان کرتے رہے تھے مگر اب اپنی آخری ہزیمتون سے کمزور ہو کر ان مین پہلی سی بلند پروازیان اور حوصلے نہین رہے تھے اور انھون نے مضبوط و بلند فصیلون کے اندر قلعہ بند ہو کر لڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس غرض کے لیے انھون نے ہر قسم کے جارحانہ اور مدافعانہ اسباب جنگ فراہم کیے تھے اور اسی افراط کے ساتھ غلہ اور دیگر اجناس خوردنی شہر مین جمع کی تھین اور پورے اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ محاصرہ برداشت کرنے پر آمادہ تھے جو اگرچہ اُن کے لیے باعث زحمت و پریشانی تھا لیکن اُن سے زیادہ محاصرہ کرنے والون کے لیے موجب تکلیف و مصیبت ثابت ہوا۔ کیونکہ رومیون کو وطن سے باہر سوائے گرمیون کے (وہ بھی تھوڑے عرصے) ٹھیرنے کی عادت نہ تھی اور جاڑا وہ ہمیشہ اپنے گھرون پر آ کر گذارا کرتے تھے مگر اب کے پہلی مرتبہ انھین جنگی حاکمون نے مجبور کیا کہ دشمن کے ملک مین قلعے بنائین اور اپنے لشکر گاہون کو مستحکم کر کے دونون موسم وہین گذارین۔ اس حال مین بھی انھین چھ سال گذر گئے اور ساتوان ختم ہونے کو آیا۔ اس وقت سپہ سالارون سے لوگون کو سوء ظن پیدا ہوا کہ وہ جس مستعدی سے چاہیے کام نہین کر رہے اور محاصرے کو طول دیے جاتے ہین۔ چنانچہ آخر مین اُن سب کو علیحدہ کر دیا گیا اور دوسرے افسران کی جگہ مقرر ہوے جن مین کامی لس کا بھی کہ اُس دفعہ دوبارہ ٹریبون منتخب ہوا تھا، نام شامل تھا۔ لیکن محاصرے سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اور قرعہ اندازی کے رو سے اُس کے سپرد یہ کام ہوا تھا کہ کپی ناٹ اور فلس کن قومون سے جنگ کرے جنھون نے رومیون کو ادھر مصروف دیکھ کر ان کے علاقون مین تاخت و تاراج شروع کر دی تھی اور تمام محاربات مین جو وہ ٹسکنون کے ساتھ لڑ رہے تھے، طرح طرح سے انھین پریشان کیا تھا۔ کامی لس نے اُن پر فوج کشی کی اور ہر طرف سے ایسا دبایا کہ بہت سے نقصانات اُٹھانے کے بعد وہ اپنے اپنے شہرون مین محصور ہونے پر مجبور ہو گئے۔

اور اب جبکہ لڑائی پورے زور شور سے جاری تھی البن جھیل کا وہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا

جو اس لیے کہ اُس کی کوئی عقلی توجیہ و تشریح نہ ہو سکی نہ اس کے قدرتی اسباب معلوم ہوئے،
دنیا کے اُن عجیب و غریب منقول خوارق مین شامل ہے جو کسی طرح آدمی کی سمجھ مین نہین آتے۔
تفصیل اس واقعے کی یہ ہے کہ موسم خزان کا آغاز تھا، گرمی ختم ہونے والی تھی اور بااحوال ظاہر
کوئی علامت بارش کی موجود نہ تھی نہ جنوبی ہواون سے موسم مین کوئی خلل پڑا تھا۔ بہت سے
ندّی نالے جھیلین اور چشمے جن کی اطالیہ مین اس قدر کثرت ہے یا بالکل سوکھ گئے تھے یا کسی کسی
مین پانی باقی تھا تو بہت کم اور تمام دریا جیسا کہ گرمی مین قاعدہ ہے بہت نیچے اور تنگ دھارے
مین ہو کر بہ رہے تھے۔ اس حال مین البن جھیل جس مین سوائے اپنے پانی کے اور کہین سے
پانی نہین آتا، اور جو چارون طرف سے زرخیز پہاڑیون سے محصور ہے، بغیر کسی سبب کے (یہ
اور بات ہے کہ کوئی نامعلوم غیبی سبب پیدا ہو گیا ہو) چڑھنی اور بلند ہونی شروع ہوئی اور
پہاڑیون کے دامن سے بڑھتے بڑھتے اس کا پانی بتدریج ان کی چوٹیون تک آگیا اور اس تمام عرصے
مین کوئی خاص تموج و تلاطم بھی اس مین پیدا نہین ہوا۔ اوّل اوّل اس واقعے کا چرچا گلّے بانون
اور چرواہون مین ہوتا رہا لیکن جب اردگرد کی مٹی جو پشتے کی طرح پانی کو نکلنے سے روکے ہوے
تھی اس کی ضخامت اور وزن کی تاب نہ لا سکی اور ٹوٹ گئی اور ساتھ ہی جھیل مین سے ایک
زبردست رَو نیچے کے میدانون اور کھیتون کو پایاب کرتی ہوئی سمندر کی طرف گرنے چلی تو
اس وقت نہ صرف اہل رومہ نہایت وحشت زدہ ہوے بلکہ تمام اطالیہ والے کہنے لگے کہ یہ ضرور
کسی غیر معمولی واقعے کا پیش خیمہ ہے۔ مگر اس کا سب سے زیادہ چرچا اُن لشکریون مین ہوا جو وی آئی
کو گھیرے پڑے تھے اور انھین کے ذریعے یہ بات شدہ شدہ محصورین اہل شہر تک بھی پہونچ گئی۔
طویل محاصرون مین اکثر یہ اتفاق ہوتا ہے کہ فریقین کے بعض سپاہی ایک دوسرے سے واقف
ہو جاتے ہین اور آپس مین بات چیت کرنے لگتے ہین، یہی صورت وی آئی کے محاصرین و محصورین
کی بھی ہو گئی تھی خصوصًا ایک رومی لشکری کا محصورین مین سے ایک شخص کے ساتھ، جو غیبی
اسرار سمجھنے مین بڑی شہرت اور قدیم پیشین گوئیون کے علم مین مہارت رکھتا تھا، بہت کچھ ربط ضبط

بڑھ گیا تھا۔ جب اُس نے البن جھیل کا قصہ سنا تو خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اپنے رومی دوست
کے سامنے اُن کے محاصرے اور امید کامیابی پر ہنسی اوڑانے لگا۔ یہ دیکھکر رومی نے اُس سے
کہا کہ صرف یہی غیر معمولی واردات نہین ہے جس سے ہمین ان دنون سابقہ پڑا، فی الحقیقت ایسے
ایسے کئی عجیب و غریب واقعے اور بھی گذر چکے ہین اور اگر تم کہو تو وہ بھی مین تمھین سنا دون تاکہ
ان کا مطلب معلوم ہونے کے بعد ان ملکی جھگڑون مین اگر ممکن ہو تو کم سے کم اپنے ذاتی آرام
و عافیت کا پہلے سے کچھ انتظام کر سکون"۔ وی آی والے نے اس امید مین کہ ضرور کچھ اور دلچسپ
اور نئے بھید معلوم ہونگے اس تجویز کو بخوشی منظور کیا لیکن جب وہ اپنے دوست کی باتون مین محو ہوکر
آہستہ آہستہ شہر پناہ کے دروازے سے کچھ دور تک چلا آیا تو یکایک رومی نے جو اُس سے زیادہ
طاقتور تھا اُس کی کولی بھر لی پھر دوسرے اہل لشکر کی مدد سے جو خیمہ گاہ سے دوڑ دوڑ کے آپہونچے
تھے، شخص مذکور کو پکڑ لایا اور اپنے افسرون کے سامنے پیش کر دیا۔ وی آی کے آدمی نے اپنے
تئین اس طرح گرفتار و مجبور پایا تو لاچار ہو کے وہ تمام مخفی پیغام بیان کر دیے جو اہل وی آی کو
دیوتاؤن سے پہونچے تھے جنمین ایک کہن یہ بھی تھا کہ جب تک البن جھیل جو اس طرح بلند ہو کے
اپنی حدون مین سے نکل جائیگی، سمندر مین گرنے سے پہلے نہ روک دی جائے اور دوسری طرف
اسکا پانی نہ پھیر دیا جائے اس وقت تک شہر کی تسخیر ناممکن ہے"۔ اس معاملے کی خبر مجلس ملکی کو
ہوئی اور جب انھون نے اپنا اطمینان کر لیا تو باتفاق آرا چند آدمیون کو مقرر کیا کہ وہ ڈلفی کے
مندر جائین اور دیوتا سے اس معاملے مین استشارہ کرین۔ جو لوگ وہان جانے کے لیے منتخب کیے
گئے تھے وہ رومہ کے نہایت مشہور و متدین اشخاص تھے اور ان کے نام یہ ہین: لی نیس کاس
ولیریس پوٹی ٹس اور فلیریس امبس ٹس۔ یہ لوگ سمندر کے راستے ڈلفی پہونچے اور وہان دیوتا
سے مشورہ کرنے کے بعد بہت سے مختلف جوابات لے کر لوٹے جن مین سے ایک خصوصیت
کے ساتھ ان کی مذہبی لاپروائی کے متعلق تھا کہ انھون نے اپنے لاطینی تہوارون مین بہت سی
قومی رسمین چھوڑ دی تھین۔ البن جھیل کے بارے مین دیوتا کا یہ فرمان تھا کہ اُسے اپنی اصلی حدود

مین بند کر دیا جاے اور اس کا پانی سمندر مین نہ جانے پائے ۔ لیکن اگر پہلی بات ممکن ہو تو کھائیون کے ذریعے اسکی رو کو وہین نشیبی زمینون مین منتشر کر دیا جاے ۔ چنانچہ جب رومیون کو یہ پیغام ملا تو انھون نے فوراً کھائیان کھود کھود کے اُس کی تعمیل کر دی اور قربانیون کے متعلق جو احکام تھے انھین وہان کے پجاریون نے پورا کیا ؛

اس اثنا مین جنگ کو دس سال گذر گئے تھے اور وہ کسی طرح ختم ہونے مین نہ آتی تھی لہذا مجلس ملکی نے تمام اور افسرون کو ہٹا کر کامی لس کو مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) مقرر کیا جس نے اپنے سوارون کی سپہ سالاری کرنیلیس اسکیپو Cornelius Scipio کے سپرد کی اور پھر دیوتاؤن سے منت مانی کہ اگر ان کی امداد سے لڑائی حسب دلخواہ اتمام کو پہونچی تو وہ ان کے نام پر کھیلون کی عظیم الشان نمایش قائم کریگا اور ایک مندر اُس دیوی کے نام پہ وقف بنائیگا جسے رومی متوتا (Matuta) یعنی ماما کہتے تھے اگرچہ اُن رسمون سے جو اُسکے مندر مین ادا کی جاتی ہین ایسا خیال ہوتا ہے کہ وہ لیو کوتھیا تھی ۔ کیونکہ آج کل وہ ایک نوعمر ماما کو مندر کے ایک مخفی حصے مین لے جاتے ہین اور وہان اس کے ہاتھ باندھکر پھر باہر نکالتے ہین نیز اپنے بچون کے بجاے اپنے بھتیجون کو گلے لگاتے ہین ، اسی طرح قربانی کی رسمین بھی باکوس دیوتا کی ابتدائی پرورش یاد دلاتی ہین جو اینو نے کی تھی ساتھ ہی بعض اُن مصائب کو بھی تازہ کیا جاتا ہے جو اینو کے خاوند کی حرم کے سبب پیش آئی تھین ؛ بہرحال کامی لس یہ منتین مان کر فلسکن قوم کے علاقے مین فوج لے گیا اور اُنھین اور انکے حلیف کپی ناٹون کو ایسی سخت شکست دی کہ وہ پھر سر نہ اُٹھا سکے ۔ اسکے بعد وہ وی آئی کے محاصرے کی طرف متوجہ ہوا اور یہ دیکھکر کہ قلعے کو حملہ کر کے لینا دشوار اور خطرناک ہے اُس نے اندر ہی اندر سرنگین تیار کرنی شروع کین ۔ شہر کے ارد گرد کی زمین چونکہ نرم تھی اس لیے انھین زیادہ دقت نہ پیش آئی اور سرنگین اسقدر گہری بنائی گئین کہ دشمن کو آخر تک انکا علم نہ ہوسکا ۔ ساتھ ہی کامی لس نے باہر کے رُخ سے دو بدو حملے کرنے شروع کیے تاکہ دشمن کو فصیلون پر مصروف رکھے ۔ چنانچہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سرنگ بنانے والے

نیچے ہی نیچے خاص قلعے کے اندر جونو کے مندر تک آ پہونچے جو شہر کا سب سے بڑا اور مقدس معبد تھا۔ کہتے ہین کہ عین اس وقت جب سرنگ اس مقام تک آ گئی تسکنون کا بادشاہ مندر مین قربانیان چڑھا رہا تھا اور اُس کا پُجاری مذبوح کی آنتڑیان دیکھکر بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ دیوتاؤن کے ہان فتح انھین کے نام لکھی ہے جو اس نذرانہ کو اتمام کو پہونچائین۔ یہ سنتے ہی رومیون نے جو سرنگون کے اندر موجود تھے تو فرش کو توڑ دیا اور اپنے اسلحہ کھڑکاتے ہوے ایسے شور وغل کے ساتھ اوپر چڑھے کہ دشمن خوف زدہ ہو کے بھاگ گئے اور رومی سپاہی وہ انتڑیان چھین کر کامی لس کے پاس لے آئے لیکن یہ روایت افسانے کی شان لیے ہوے ہے۔ بہرکیف جب شہر کو ہلّہ کر کے انھون نے تسخیر کر لیا تو وہ لوٹ پر گرے اور ایک ایک سپاہی نے بے شمار مال وجواہر پر قبضہ کیا۔ اس لوٹ مار کو دیکھکر کامی لس جو ایک بلند برج پر کھڑا تھا اول اول از راہ ترحم رو دیا۔ پھر جب پاس والون نے اس کو فتح کی مبارکباد دی تو اُس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور بکمال خلوص کے ساتھ یہ دعا مانگی کہ دواے سب سے طاقتور برھسپت اور اے نیک و بد کامون کے پرکھا دیوتاؤ، تم جانتے ہو کہ اپنے شریر اور بے انصاف ہمسایون کے شہر سے جو انتقام ہم نے لیا وہ بے وجہ نہین ہے اور نہ بے انصافی پر مبنی ہے بلکہ اشد مجبوری کا فعل ہے۔ باین ہمہ اگر گردش روزگار کا اقتضا یہ ہے کہ اس عظیم الشان خوشی کے بدلے ہمین کوئی مصیبت بھی بعد مین اُٹھانی پڑے تو مین یہ عجز التجا کرتا ہون کہ وہ اس شہر یا رومی فوجون پر نازل نہو بلکہ جس قدر ممکن ہو خفیف سے خفیف حیثیت صورت مین خود میری ذات پر پڑے!۔" ان الفاظ کے کہنے کے بعد وہ دہنی طرف مڑنے ہی کو تھا (جیسا کہ رومیون کا دستور ہے کہ وہ دعا یا عبادت کے بعد دہنی طرف کو مڑتے ہین) کہ دفعۃً ٹھوکر کھائی اور گر پڑا جس سے تمام حاضرین حیران وسراسیمہ ہو گئے۔ لیکن اس صدمے کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ ہوش مین آ گیا اور حاضرین سے کہنے لگا کہ میری دعا دیوتاؤن نے قبول کر لی اور اس مسرت عظیمہ کے معاوضے مین یہ معمولی صدمہ مجھے پہونچا دیا گیا۔

شہر کی تاراجی کے بعد اس نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے جُونو دیوی کی مورتی روما لیجانی

چاہی اور جب مزدور اور کاریگر اس کام کے لیے تیار ہو گئے تو دیوی کے نام بھینٹ چڑھائی اور
بہ عاجزی التجا کی کہ وہ ان کی عبودیت سے خوشنود ہو اور رضامندی کے ساتھ شہر رومہ کے
سرپرست دیوتاؤن مین شریک ہو جاے،، اس موقع پر مشہور ہے کہ بت نے نیچی آواز مین رومہ
جانے کی رضامندی ظاہر کی۔لیکن لوی لکھتا ہے کہ دعا مانگتے مین جب کامی لس نے مورتی
پر ہاتھ رکھکر یہ التجا کی تو اس وقت جو لوگ آس پاس کھڑے تھے وہ چلائے کہ ماتا رضامند ہے
اور بخوشی رومہ مین آجائیگی،، جو لوگ اس معجزے کو ماننے اور منوانا چاہتے ہین ان کی بڑی حجت یہ
ہے کہ اگر دیوتاؤن کی ایسی غیر معمولی امدادین شامل حال نہ ہوتین تو ردمتہ الکبرے اپنے حقیر و
ضعیف آغاز کے بعد اس قدر مرفہ الحال اور مالک عظمت واقتدار نہ ہوسکتا تھا، پس یہ بالکل
قدرتی اور ضروری تھا ایسی ربانی عنایت کا اظہار بھی ربانی اور خرق عادت واقعات سے ہوتا،، اس
قسم کے اور عجائبات بھی قدیم مؤرخون نے نقل کیے ہین مثلاً بتون کا پسینے پسینے ہو جانا یا کراہنا
یا رخ بدل کر آنکھین بند کر لینا، اور خود ہمارے زمانے مین بہت سی عجیب و غریب باتین لوگ بیان
کرتے ہین جنھین جھٹلا دینا آسان نہین ہے لیکن جس طرح انھین جھٹلا دینا دشوار ہے اسی طرح
اُن پر یقین لے آنا بھی مخدوش ہے کیونکہ بشریت اور انسانی کمزوری، جو کبھی تو مافوق الفطرت
امور سے آدمی کو منکر و بیزار کر دیتی ہے اور کبھی بڑھتے بڑھتے اُسے وہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی
تک لے جاتی ہے، اس بات کی قابلیت نہین رکھتی کہ ہمیشہ حد و اعتدال کو نگاہ مین رکھے حالانکہ
انتہاپسندی سے بچنا اور ان حدون سے آگے نہ جانا ہی بہترین طریق عمل ہے ؏

مگر اس فتح کے بعد جو طرز کامی لس نے اختیار کی وہ کسی طرح ایک قانونی عہدہ دار یا ملکی
حاکم کو زیبا نہ تھی جس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ ایک ایسے شہر کو، جو رومہ کا مدمقابل سمجھا جاتا تھا اور
دس سال تک قلعہ بندی کی حالت مین اُس سے لڑتا رہا تھا تسخیر کرنے سے اسے اپنی شجاعت و
قابلیت کا غرور ہو گیا تھا اور یا یہ کہ اس کے ہمنشینون نے بڑھاوے دے دیکے اُسے پھلا دیا تھا
بہرحال اس تکبر اور خودپسندی کا اسوقت اظہار ہوا جب چار سفید گھوڑون کی رتھ مین بیٹھکر اس نے

اپنا جلوس فتح نکالا جو نہ اس سے پہلے کسی رومی سپہ سالار نے جایز رکھا تھا اور نہ اسکے بعد کبھی دیکھنے مین آیا - کیونکہ اس قسم کی سواری کو اہل رومہ مذہبًا مقدس جانتے ہین اور وہ دیوتاؤن کے بادشاہ یا باپ کے لیے مخصوص مانی گئی ہے - اسی بنا پر کامی لس کے اہل وطن جنھون نے کبھی ایسا تجمل واحتشام نہ دیکھا تھا دل ہی دل مین اُس سے ناراض ہو گئے ٭

عوام الناس مین اسکی غیر ہر دلعزیزی کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ جب لوگون کے نایبین (ٹریبونون) نے شہر کی آبادی کو تقسیم کر دینے کی تجویز پیش کی تو کامی لس نے انکی مخالفت کی مجوزین کا منشا یہ تھا کہ مجلس ملکی اور اہل شہر کے دو حصے کر دیے جائین جنمین سے بروے قرعہ اندازی ایک حصہ تو رومہ مین رہے اور دوسرا نو تسخیر شہر مین بسا دیا جاے - اسمین علاوہ لوگون کی گنجایش سکونت نکل آنے کے ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ اس طرح منقسم ہو کر وہ اپنے دونون بڑے اور شاندار شہرون کی زیادہ عمدہ طور پر حفاظت کر سکتے تھے نیز بیرونی علاقے اور دیگر سیاسی فوائد کی بھی بہتر نگرانی متوقع تھی - جمہور اہل رومہ جو کثرت آبادی اور کچھ تہی دستی کی بدولت ان دنون پریشان تھے اس تجویز سے بہت خوش ہوے اور انھون نے ایوان عام مین جمع ہو ہو کر مجلس سے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس تجویز پر رائین لی جائین اور اُسے پاس کیا جائے - لیکن اہل مجلس اور بڑے بڑے عمائدین شہر ٹریبونون کی اس کارروائی کے بالکل خلاف تھے اور انکے نزدیک آبادی کی تضعیف و تقسیم رومہ کے لیے سخت مضرت رسان اور بربادکن تھی - پس جب انھون نے عوام کی شورش اس کے متعلق دیکھی تو وہ کامی لس کے پاس گئے اور اُس سے مدد چاہی - کامی لس کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر لوگون کے مطالبات کو صریحًا رد کر دیا گیا تو ممکن ہے معاملہ بڑھے اور جھگڑا ہو جاے لہذا اُس نے یہ چال چلی کہ اور اور مسائل مین لوگون کو اُلجھا لیا اور تجویز مذکور کو التوا مین ڈالتا رہا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہور کے دلون سے اسکی محبت گھٹ گئی اور وہ غیر ہر دلعزیز ہو گیا - لیکن بہ احوال ظاہر ان سب باتون سے بڑھکر جو وجہ شکایت اس کے خلاف پیدا ہوئی وہ مال غنیمت کے دسوین حصے (عشر) کے متعلق تھی اس کی

تفصیل یہ ہے کہ وی آی کے محاصرے پر جاتے وقت معلوم ہوتا ہے اُس نے اپالو دیوتا سے یہ منت بھی مانی تھی کہ اگر شہر فتح ہوگیا تو اُس کی لوٹ کا دسوان حصہ وہ دیوتا کی نذر چڑھائیگا اب شہر تسخیر ہوا تو یا سپاہیون کو تکلیف دینا اور اس وقت منت کے مطابق دسوان حصہ اُن سے طلب کرنا اُسے نامناسب معلوم ہوا اور یا فی الحقیقت کثرت کاروبار مین یہ منت ہی اُسے یاد نہ آئی، بہرحال اسوقت یہ بات یونہی رہی اور اُس نے سپاہیون کو اُس حصہ غنیمت سے بھی متمتع ہونے دیا۔ مگر جب وقت وہ اپنے عہدے سے دست کش ہوا تو اُس نے مجلس مُلکی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا، ساتھ ہی پُجاریون نے اُس موقع پر اطلاع دی کہ اُنھین قربانیان کرتے مین دیوتاؤن کی ناخوشی کی علامتین نظر آئی ہین جنکا نذر و نیاز کے ذریعے دفعیہ کرنا ضروری ہے پس مجلس نے حکم دیا کہ کامی لس کی منت پوری کرنے کا انتظام کیا جاے ؞

اس حکم کے نفاذ مین بڑی دقت یہ پیش آئی کہ اتنے دن کے بعد لوگون کا بجنسہ وہ چیزین تقسیم کے لیے حکام کے پاس لانا جو انھون نے لوٹ مین پائی تھین، محال تھا۔ لہذا مجلس نے فرمان جاری کیا کہ ہر شخص حلف کے رُو سے اپنی غنیمت کا دسوان حصہ بیت المال مین داخل کردے ؞ غریب اور مفلس سپاہیون پر یہ بار نہایت شاق گذرا اور اُس رقم کا جو انھون نے ہزارہا مصیبتین اُٹھا کے حاصل کی تھی اتنا معقول حصہ ہاتھ سے نکل جانا بے حد ناگوار تھا خصوصاً اتنے عرصے بعد جبکہ وہ اس مین سے بہت کچھ اپنے صرف مین لاچکے تھے ؞ جب انکے اعتراض اور شکایات کی چارون طرف سے بوچھار ہوئی تو کوئی اور بہانہ نہ ملنے کی صورت مین کامی لس نے یہ عذر لنگ کیا کہ وہ اپنی منّت کو بھول گیا تھا۔ جسکے جواب مین سپاہیون نے فریاد کی کہ پہلے بھول گئے تھے تو اب اُسکا پورا کرنا کسی طرح پسندیدہ نہین کیونکہ اسکے معنے یہ ہین کہ دشمنون کے بجاے اپنے ہم وطن شہریون کی مقبوضہ املاک سے وہ رقم وصول کی جاے ؞

بااین ہمہ ہر شخص نے اپنے حصّے کا روپیہ لادیا اور اب مجلس نے تجویز کی کہ اس رقم سے اپالو کے نام پر ٹھوس سونے کا ایک مٹکا تیار کرا کے ڈیلفی کے مندر مین چڑھایا جاے۔ لیکن اس کام

کے لیے جو مقدار سونے کی درکار تھی وہ شہر مین میسر نہ آئی اور جب رومی عمّال اُسکے متعلق سوچ رہے تھے کہ باقی سونا کس طرح فراہم کیا جاے، وہان کی خواتین نے جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور اپنے پہننے کے زیورات مین سے جتنی ضرورت تھی اتنا سونا پورا کر دیا، اور اس طرح وہ چڑھاوے کا مٹکا جس کا وزن آٹھ ٹیلنٹ[۱] تھا تیار ہو گیا، اس ایثار کے صلے مین مجلس مُلکی نے بہ اتفاق فیصلہ کیا کہ آیندہ سے رومی خواتین کے جنازون پر بھی یادگاری تقریرین کی جایا کرین (یہ رسم صرف مردون کے لیے مخصوص تھی اور اب تک کوئی عورت مرنے کے بعد اس عزت کی مستحق نہ سمجھی جاتی تھی) اس کے بعد شہر کے تین معزز ترین شرفا کا ایک منتخب وفد اس نذرانے کو لیکر ڈیلفی روانہ ہوا۔ سفر کے لیے انھین ایک جنگی کشتی بڑے تکلف سے آراستہ کر کے دی گئی تھی اور اسپر نہایت ہوشیار ملاّح متعین کیے گئے تھے۔ لیکن وہ جو لوگ کہتے ہین کہ سمندر کا تلاطم و سکون دونون خطرے سے خالی نہین تو واقعی اس وفد کا تجربہ اس کا گواہ ہے، سمندر کے سکون ہی نے ان لوگونکو مصیبت مین پھنسایا اور وہ بالکل خلاف توقع، تباہی سے بال بال بچے۔ شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ان کی کشتی جزایر ایلوس کے پاس پہونچی تو بحری ہوائین بالکل تھم پڑ گئین اور اسی حال مین سپاریہ والون کے کچھ جہازون نے انھین بحری قزّاق سمجھکر آگھیرا۔ اور جب ان لوگون نے ہاتھ بلند کر کے امان مانگی تو ہر چند وہ تشدد سے باز رہے تاہم ان کی کشتی کو اٹھا کے اپنے ساتھ بندرگاہ مین لے گئے اور وہان نہ صرف ان کے مال و اسباب کو بلکہ خود انھین بازار مین فروخت کرنا چاہا کیونکہ اب تک اُن کے نزدیک یہ قیدی بحری قزاق تھے اور انھین اس طرح بیچ دینا جایز تھا اس جانفرسا عذاب سے انھین بہ مشکل رہائی ملی اور وہ صرف ایک شخص کی مہربانی اور کوشش سے جسکا نام ٹماسی تھیس تھا اور جو وہان سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا تھا۔ ٹماسی تھیس نے کوئی دقیقہ اپنے ہموطنون کو سمجھانے اور بہلانے کا باقی نہ رکھا اور بڑے شور و غل کے بعد رومیون کو نجات دلوائی پھر ان کی کشتی کے ساتھ اپنے جہاز بھیجے کہ ڈیلفی تک ان کی معیت و حفاظت کرین اور

[۱] (Talent) ایک ٹیلنٹ وزن مین ہمارے ستائیس سیر کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم۔

چڑھاوے کی رسم مین بھی امداد دین - انھین عنایتون کی وجہ سے رومہ مین اسکا بڑا اعزاز اور تعریفین ہوئین جن کا یقیناً وہ حقدار تھا؛؛

اسی زمانے مین لوگون کے نائبین (ٹریبونون) نے پھر شہر کی تقسیم آبادی کا مسئلہ چھیڑا تھا کہ حسن اتفاق سے فلسکن قوم کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہو گئی اور عمائدین شہر کو موقع مل گیا کہ اس موقعے کے لیے جن نئے عمال کو چاہین منتخب کرین اور کامی لس کو پانچ ساتھیون کے ساتھ جنگی ٹریبون بنائین - کیونکہ حالات اسی بات کے مقتضی تھے کہ کسی زوردار اور مشہور سپہ سالار کے ہاتھون مین زمام اختیارات دی جاے؛؛ چنانچہ اس انتخاب کو لوگون نے منظور کیا اور کامی لس اپنی فوجین لے کے فلسکنون کے علاقے مین گھس گیا اور جاتے ہی شہر فلیری کو گھیر لیا - یہ شہر نہایت مستحکم تھا اور اسمین اجناس خوراک بھی بہ افراط موجود تھین اور کامی لس خوب جانتا تھا کہ اُسکی تسخیر چند روز کا کام نہین ہے پھر بھی محاصرہ کرنے سے اسکا مقصد یہ تھا کہ رومی لوگ گھر دن مین وقت ضائع کرنے اور آپسمین جھگڑنے کے بجاے بہتر ہے کہ باہر کچھ نہ کچھ مشقت مین لگے رہین اور ٹریبونون کی پیروی مین فرقہ بندی اور شورش انگیزی نہ کرسکین؛؛ یہی وہ علاج ہے جو عام طور پر رومی مدبّر اپنے ہان کے شورش پسندون کا تجویز کرتے تھے اور عمدہ طبیبون کے مانند اسی طریقے سے اپنی قوم کے امراض مفاسد کی اصلاح کر دیتے تھے - ادھر محصورین کو محاصرے کا اسقدر کم خیال اور شہر کی مضبوطی پر جو ہر طرف سے نہایت مستحکم کر لیا گیا تھا، اتنا بھروسہ تھا کہ سواے فصیل کے پہرہ دارون کے سب لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار مین مصروف اور حالت امن ہی کے لباس مین بازارون مین گھومتے ہوے نظر آتے تھے - انکے بچے بھی حسب معمول مدرسے جاتے اور مدرسے کا استاد اپنے شاگردون کو کھیل کود کے واسطے شہر پناہ کے باہر تک لیجاتا - واضح رہے کہ تعلیم کے معاملے مین اہل فلیری یونانیون کے مقلد تھے اور سب طالب علمون کے لیے ایک ہی مدرس کا ہونا قابل ترجیح سمجھتے تھے - اسمین انکے نزدیک یہ فائدہ تھا کہ بچون کو ابتدا سے اپنے تمام ہم مکتبون کے ساتھ رہنے بسنے کی عادت پڑجاتی تھی اور وہ باہمی شرکت مین تعلیم و تربیت پاتے تھے؛؛

اب اسی مُدرس نے اپنے شاگردون کے ذریعے شہر کو بہ کمال غداری فتح کرا دینے کا ارادہ کیا۔
اور روز شہر پناہ سے باہر زیادہ دور تک لڑکون کو لے جاتا اور شام کے وقت گھر لوٹ آتا۔
یہان تک کہ رفتہ رفتہ وہ محاصرین کے قریب تک انھین لگا لاتا جہان چند روز کھیلنے کے بعد
اُن کے دلون سے بالکل خوف جاتا رہا اور وہ زیادہ بیباک ہوتے گئے اور آخرکار ایک روز اپنے
اُستاد کے ساتھ ساتھ رومی چوکیون تک آگئے جہان اُس نے ان سب کو دشمن کے ہاتھون مین گرفتار
کرا دیا اور کامی لس کے سامنے پہونچائے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ جب یہ سب اُسکے سامنے
لائے گئے تو اُس نے وسط مین کھڑے ہو کے بیان کیا کہ مین طالب علمون کا اتالیق اور معلم ہون اور
اپنے تمام فرائض منصبی کو قربان کر کے صرف کامی لس کی خوشنودی کا خواہان ہوا اور اسی لیے اپنے
سب شاگردون کو اسکے حوالے کرنے یہان لے آیا جو ایک طرح تمام شہر حوالے کر دینے کا ہم معنی ہے۔"
جب کامی لس نے یہ گفتگو سنی تو وہ اس غدارانہ فعل پر سناٹے مین آگیا اور حاضرین کی طرف مڑ کے
کہنے لگا کہ ہرچند جنگ مین لازمی طور پر خونریزی اور اکثر ظلم و زیادتی ہوتی ہے، تاہم اس حال مین
بھی شریف لوگ خاص خاص قوانین کی پابندی کرتے ہین۔ اور فی الواقع فتح آنا بڑا مقصد نہین ہے
کہ محض اُس کے حصول کی خاطر ہم کمینہ اور ناپاک کام کرنے پر آمادہ ہو جائین۔ ایک بڑے سپہ سالار
کو ہمیشہ اپنی قوت بازو اور اوصاف پر بھروسہ ہونا چاہیے نہ کہ دوسرون کی کمزوری اور فرومائگی پر۔"
یہ فرمانے کے بعد اُس نے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ اُس مدرس کے کپڑے پھاڑ کے مشکین باندھ لین
اور لڑکون کے ہاتھون مین چابک اور ڈنڈے دیدین کہ وہ اُس وطن فروش کمینے کو مارتے ہوے
واپس شہر تک لیجائین۔ اس اثنا مین اہل فلیری کو اپنے ہان کے مدرس کی غداری کا حال معلوم
ہو گیا تھا اور اس اندوہناک مصیبت پر سارے شہر مین رونا پڑ گیا تھا۔ بڑے بڑے عزت دار مرد و
عورت سراسیمگی کے عالم مین دوڑ دوڑ کر فصیلون اور شہر کے دروازون تک آرہے تھے اور عجیب رنج و ہراس
اُن کے دلون پر چھایا ہوا تھا کہ یکایک انھین سامنے سے لڑکے آتے نظر آئے جو اپنے برہنہ اور بندھے
ہوے استاد کو چابک مارتے لا رہے تھے اور کامی لس کو اپنے محافظ اور دیوتا اور باپ کے برابر احترام

خطابات سے پکارتے جاتے تھے - اس حیرت انگیز واقعے نے اہل فلیری پر بڑا اثر کیا اور نہ صرف اُن بچون کے والدین کے بلکہ تمام شہریون کے دل کامی لس کی عدل گستری نے موہ لیے اور انمین اسکی طرف سے ایسا ولولۂ سپاس و محبت پیدا ہوا کہ اسی وقت جلسہ کر کے انھون نے کامی لس کے پاس سفیر روانہ کیے اور جن شرائط پر وہ چاہے صلح کی آمادگی ظاہر کی ؀ تب کامی لس نے ان سفیرون کو روما بھیجدیا جہان مجلس ملکی کے سامنے انھون نے ایک تقریر کی جسکا مفہوم یہ تھا کہ رومیون نے انصاف کو فتح پر مقدم رکھ کر ہمین یہ سبق دیا کہ اپنی آزادی کے بجاے اُن کی اطاعت کو ترجیح دین - اور ہم قوت مین اپنی کمتری کے اتنے معترف نہین ہین جتنے کہ اُن کی اخلاقی برتری اور فوقیت کے قائل ہو گئے ہین ؀ رومی مجلس نے یہ باتین سنکر دوبارہ اس معاملے کا تمام و کمال فیصلہ کامی لس پر چھوڑ دیا اور اب اُس نے اہل فلیری سے روپے کی ایک رقم لیکر تمام فلسکن قوم سے صلح کر لی اور وطن کو لُوٹ کیا ؀

لیکن سپاہی جنھین شہر لوٹنے کی امیدین لگی ہوئی تھین اسکے اس طرح خالی ہاتھ چلے آنے پر بہت ناراض تھے اور اپنے ہم وطنون مین بیٹھ بیٹھ کے اسکی برائیان کرتے تھے کہ وہ جمہور کا دشمن ہے اور غریبون کا بھلا ہونا نہین چاہتا بلکہ انکے نفع سے حسد کرتا ہے ؀ اسکے بعد ہی لوگون کے نائبین نے دوبارہ آبادی کی تقسیم کا مسئلہ پیش کر دیا اور اس مرتبہ ہر دلعزیزی کی پروا کیے بغیر کامی لس نے علانیہ اس کی مخالفت کی، تجویز کے حامیون پر بڑی بیباکی سے حملے کیے اور لوگونکو اس خوبی کے ساتھ قابو مین کیا اور فہمایش کی کہ انھون نے اپنے رجحان کے خلاف تجویز مذکور مسترد کر دی، مگر کامی لس کی طرف سے پھر بھی انکے دل مین نفرت بیٹھ گئی - اور اگرچہ انھین دنون اسپر ایک خانگی غم کا بوجھ آپڑا تھا (یعنی اسکے دو بیٹون مین سے ایک بیمار ہو کر مر گیا تھا) باین ہمہ کوئی جذبۂ رحم و ہمدردی اُس بغض کو نہ گھٹا سکا جو عوام الناس کو اُس سے پیدا ہو گیا تھا - انھون نے اُسی زمانے مین اُسپر (تغلب) کا الزام لگایا اور باضابطہ مقدمہ دایر کیا - کامی لس جو فطرةً رقیق القلب اور نرم مزاج تھا اور جسے پہلے ہی بیٹے کی موت کا غیر معمولی صدمہ تھا مقدمہ قائم

ہونے کے وقت اپنے گھر سے نہ نکلا اور گھر کی عورتون کے ساتھ سوگ مین بیٹھا رہا —

اس پر الزام لگانے والا لوسیس اپولیس تھا اور الزام شہر وی آئی کے مال غنیمت مین تغلب کرنے کے متعلق تھا جس مین سے بعض برنجی کوار لوگ کہتے تھے کہ اب تک اس کے قبضے مین موجود ہین - بہر حال یون بھی اہل شہر اس سے اتنے جھلائے ہوے تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آتے ہی ان کا اُسے بے سزا دیے نہ چھوڑنا ایک یقینی بات معلوم ہوتی تھی - پس کامی لس نے اپنے تمام احباب اور فوجی ساتھیون کو جنکی تعداد معقول تھی جمع کیا اور اُن سے التجا کی کہ کسی طرح ان شرمناک اتہامات سے جو اسپر ناحق و ناروا لگائے گئے ہین، اور دشمنون کی طعن و تذلیل سے اُسے بچائین - یہ سنکر اُسکے دوستون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہ جواب دیا کہ مقدمے کا فیصلہ تو کسی کے اختیار کی بات نہین اور اس معاملے مین وہ سب بالکل بےبس ہین، البتہ جو کچھ جرمانہ اُسپر کیا جائے اُسے وہ مشترکہ طور پر ادا کرنے کے واسطے تیار ہین ؛ مگر جرمانہ کامی لس کی نگاہ مین بالکل ناقابل برداشت بےآبروئی تھی اور اس لیے اُس نے طیش و غضب کے عالم مین شہر سے نکل جانے اور ترک وطن کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اپنی بیوی اور بچے سے رخصت ہوکے خاموشی کے ساتھ شہر کے دروازے تک آیا اور وہان ٹھیرکر اور قلعے کی طرف مڑکر اُس نے اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا مانگی کہ اگر وہ فی الواقع بلا کسی قصور کے محض اپنے ہم وطنون کی عداوت و زیادتی کے باعث وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا ہے تو خدا کرے کہ اہل رومہ کو اپنی اس ناانصافی پر جلد پشیمان ہونا پڑے اور تمام دنیا کو معلوم ہو جائے کہ وہ کامی لس کی اعانت کے کتنے محتاج اور اس کی واپسی کے کس قدر خواہان ہین ؛؛

اس طرح، اکی لس کے مثل، اپنے ہم وطنون کو سراپ دے کے وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا ادھر عدالت مین حاضر نہ ہونے اور صفائی نہ کرنے کی وجہ سے مقدمہ کا یک طرفہ فیصلہ کر دیا گیا اور اُس پر پندرہ ہزار ایس (پیسے) یعنی پندرہ سو نقرئی (درہم) کا جرمانہ ہوا - معلوم رہے کہ ایس ان دنون مین تانبے کا سکہ تھا اور ایسے ایسے دس سکّون کا ایک دینار ایس (یا دینار)

ہوتا تھا جسکے معنی دس (سپیون) والے کے ہین ؛ کامی لس کو یہ سزا ملنے کو تو مل گئی لیکن اس
ناانصافی کا اُسکے ہموطنون کو فوری مواخذہ بھی دینا پڑا اور کوئی رومی ایسا نہین جو یہ عقیدہ
نہ رکھتا ہو کہ اسی کی بددعاؤن نے رومہ پر وہ عذاب نازل کیا جو ہم سمجھتے ہین کہ اگرچہ خود
کامی لس کو بھی خوشگوار کے بجاے تکلیف دہ اور اندوہناک محسوس ہوا ہوگا تاہم جیسی کہ اُس نے
دعا کی تھی اسکے مطابق ایسا ہی سخت تھا کہ ساری دنیا مین اُسکا غلغلہ پڑ گیا اور شہر رومہ پر ایسا
دور بلا آیا کہ جس مین اسے پے بہ پے نقصانات، خطرات اور ذلتون سے دوچار ہونا پڑا اب اسکا
علم خدا کو ہے کہ آیا یہ سزائین محض اتفاقی اور تقدیری تھین یا یہ کسی دیوتا کا کام تھا کہ جب ایک
ضرر رسیدہ بیگناہ کا بے انتقام رہنا گوارا نہوا ؛

غالباً آنے والی خرابیون کی سب سے پہلی علامت جولیس محتسب کی موت تھی۔ واضح ہو
کہ اس عہدے کو اہل رومہ ہمیشہ سے مقدس سمجھتے تھے اور اسکے ساتھ ایک مذہبی عقیدت رکھتے
تھے۔ پس اس عہدے دار کا مرنا انکے نزدیک نہایت بدشگونی کی بات تھی۔ دوسری علامت بد
جو کامی لس کی جلاوطنی سے کچھ ہی دن قبل واقع ہوئی وہ آواز غیب تھی جسے مرقس سدیقیس
نے سنا اور اپنے حکام سے بیان کیا۔ یہ شخص کسی بڑے مرتبے کا آدمی نہ تھا نہ مجلس ملکی کا رکن تھا
تاہم اپنے ہمعصرون مین ایک شریف اور عزت دار آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اسکا بیان تھا کہ رات
کے وقت اس بازار مین سے جاتے ہوے، جسے نئی سڑک کہتے تھے، کسی نے اُسکو زور سے آواز دی
اور جب وہ اُدھر مڑا تو کوئی پکارنے والا نظر نہ آیا لیکن وہ آواز انسانی آواز سے بڑی تھی اور یہ الفاظ
کہتے سنائی دیے کہ ”جاؤ مرقس سدیقیس اپنے جنگی ٹریبونون سے کہدو کہ عنقریب اہل غالیہ
ان پر یورش کرین گے“

مگر جب سدیقیس نے یہ واردات اپنے حکام سے بیان کی تو انھون نے اس کا تمسخر اڑا دیا
اسکے تھوڑے ہی دن بعد کامی لس کے وطن سے نکل جانے کا واقعہ پیش آیا ؛

غال یا اہل غالیہ (مغربی یورپ کی) قلطی (Celtic) نسل سے ہین اور جب

کثرت آبادی کے باعث اپنے ملک کی زمینیں کافی نہ ہوئیں تو وہ مجبور ہوئے کہ اپنا وطن چھوڑیں اور رہنے کے لیے دوسرے مقامات کی تلاش کریں۔ پس وہ ایک بڑی تعداد میں نکل کھڑے ہوئے جس میں ہزارہا قابل جنگ نوجوان مرد شامل تھے اور بچوں اور عورتوں کی تعداد اُن سے بھی زیادہ تھی۔ سب سے اول وہ کوہ رفای سے گذرتے ہوئے بحر شمال تک آئے اور یورپ کے انتہائی حصوں پر قابض ہو گئے۔ ان کی ایک جماعت کوہ ہای ری نیز اور الفس کے درمیان رک گئی اور عرصے تک شمالی اطالیہ کے ہمسائے میں رہتی سہتی رہی۔ لیکن بعد میں اس شراب انگوری کا جو پہلی مرتبہ اطالیہ سے لائی گئی تھی، مزا چکھکر وہ اُس کے ایسے والہ و شیدا ہوئے اور اس نئے سرور نے انھیں اس درجے بیخود کیا کہ فوراً اہل و عیال سمیت اپنے اپنے ہتھیار سنبھال وہ کوہ الفس کی جانب دوڑ پڑے تاکہ اس سرزمین کا پتہ لگائیں جہاں ایسے میوے پیدا ہوتے ہیں اور جس کے مقابلے میں، وہ کہنے لگے کہ، ساری دنیا کے ملک ہیچ اور بنجر ہیں۔ سب سے اول جس شخص نے انھیں یہ انگوری شراب پلائی اور اطالیہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی، مشہور ہے کہ وہ ٹسکنی کا باشندہ آرون ایک شریف النسب آدمی تھا جو اگرچہ بالطبع بُرا نہ تھا لیکن ایک افسوسناک مصیبت میں جس کی تفصیل آگے آتی ہے پھنس گیا تھا:۔ آرون اپنے وطن میں ایک دولتمند ترین یتیم لکمو نام کا نگران تھا جو ثروت کے علاوہ حسن میں بھی اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ یہ لڑکا بچپن سے آرون کے گھر میں پلا اور جوان ہونے کے بعد بھی اپنے سرپرست کی صحبت سے مستفید ہونے کے بہانے اُسی کے پاس رہا کیا مگر دراصل اس کی آرون کی بیوی سے آشنائی ہو گئی تھی اور لکمو نے خود خراب ہو کر اس عورت کو بھی خراب کر دیا تھا۔ اس کے بعد جب ان دونوں کے جذبات نفس پرستی اس قدر زور پا گئے کہ اُن سے بچنا یا انھیں چھپانا غیر ممکن ہو گیا تو نوجوان لکمو نے عورت کو پکڑ لیا اور علانیہ گھر سے نکال لے جانے کی کوشش کی۔ اس زیادتی پر شوہر نے قانون کی دستگیری چاہی لیکن جب اپنے حریف کے اقتدار اور روپے کے آگے اپنے تئیں بالکل مغلوب و مجبور پایا تو ناچار اپنے وطن کو خیرباد کہی اور غالوں کی کیفیت سنکر ان میں چلا گیا اور اطالوی مہم میں اُسی نے اُن کی رہنمائی کی۔

اپنی پہلی یورش مین غالون نے آتے ہی اس تمام علاقے پر قبضہ کرلیا جس مین قدیم ٹسکن لوگ آباد تھے اور جو سمندر سے سمندر تک پھیلا ہوا تھا۔ خود سمندرون کے نام انکی قدیم آبادی کی گواہی دیتے ہین۔ چنانچہ بحیرۂ اڈریاٹک کا نام ٹسکنون کے شہر اڈریا پر رکھا گیا تھا اور جنوبی پانی، بحیرۂ ٹسکن کہلاتا تھا۔ یہ تمام علاقہ میوہ دار درختون کی افراط سے زرخیز اور دریاؤن سے خوب سیراب ہے اور اس مین نہایت عمدہ چرا گاہین ہین۔ غالون کی آمد کے وقت اس مین اٹھارہ نہایت خوبصورت اور بڑے شہر آباد تھے جنمین صنعت و حرفت اور دولت کے تمام وسائل مہیا تھے اور اسباب آسایش و تعیش کی کچھ کمی نہ تھی۔ غالون نے آتے ہی ٹسکنون کو وہان سے نکال دیا اور خود انکی جگہہ لے لی تھی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ واقعات (کامی لس کے عہد سے) بہت پہلے کے ہین ؎

جس زمانے کا ذکر ہم کر رہے ہین اس وقت غالون نے کلوسیم کا محاصرہ شروع کیا تھا جو ایک ٹسکن آبادی ہے۔ اس حال مین اہل کلوسیم نے رومیون کی دستگیری چاہی اور درخواست کی کہ اپنے سفیرون کے ذریعے وہ انکے بیچ مین پڑین۔ چنانچہ یہان سے خاندان فیبی کے تین آدمی بھیجے گئے جو مرتبے اور عزت مین رومہ کے نہایت ممتاز افراد تھے۔ غالون نے بھی انھین رومۃ الکبرٰے کا سفیر جانکر بڑی تکریم و مدارات کی اور اس حملے کو چھوڑکر جو وہ شہر پناہ پر اس وقت کر رہے تھے، گفتگو کرنے اُن کے پاس چلے آئے۔ تب رومی سفیرون مین سے ایک نے سوال کیا کہ کلوسیم کے لوگون نے تمھین کیا نقصان پہونچایا ہے جسکے بدلے تم اس طرح اُن پر حملہ کر رہے ہو؟

اس کے جواب مین غالون کا بادشاہ برینوس ہنسا اور کہنے لگا "کلوسیم کے لوگون نے ہمین یہ نقصان پہونچایا ہے کہ حالانکہ وہ زمین کا صرف تھوڑا سا حصہ کاشت کرنے کی قوت رکھتے ہین مگر خواہش ان کی یہ ہے کہ ایک بڑے علاقے پر قابض و متصرف رہین اور ہمین جو غریب الوطن کثیر العیال اور مفلس لوگ ہین ذرا سا بھی ٹکڑا نہ لینے دین! اور اے رومہ کے لوگو، یہ اسی قسم کا نقصان ہے جو تمھین اول اول البا، فدینہ اور ارڈیہ کے باشندون نے پہونچایا تھا اور آج کل

فلسکی، والسکن اور کپی ناٹ بھونچار ہے ہین - تم بھی تو اسی لیے کہ وہ اپنے مقبوضات مین تھین شریک نہین بناتے، اُن پر چڑھائیان کر کے، اُن کے ملک کو تاخت تاراج، شہرون کو برباد کرتے ہو اور انھین اپنا غلام بنا لیتے ہو - اور یہ کچھ ظلم یا بے انصافی سے نہین بلکہ اُس سب سے قدیم قانون کی تعمیل مین جو کمزورون کی چیز کا طاقتورون کو مالک بنا دیتا ہے - یہ وہ قانون ازلی ہے جو خدا سے شروع ہو کر حیوانات پر ختم ہوتا ہے کیونکہ یہ سب فطرتاً، زبردست کو کمزور پر غلبہ دلاتے ہین - بس لوگو، ان پر جنھین ہم نے محصور کر رکھا ہے ترس نہ کھاؤ کہ مبادا غال اُن کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرنے کا سبق سیکھ جائین جنھین تم نے ستایا اور برباد کیا ہے!"

یہ جواب سُنکر رومی سفیر سمجھ گئے کہ برنوس صلح کرنے والا شخص نہین ہے - لہٰذا وہان سے رخصت ہو کے وہ کلوسیم مین گئے اور باشندون کو جوش و اشتعال دلایا کہ آؤ ہمارے ساتھ نکل کے ان وحشیون پر حملہ کرو، جس سے یا تو وہ محصورین کی قوت کا اندازہ دیکھنا چاہتے تھے اور یا شاید خود اپنی بہادری دکھانی مقصود تھی - بہرحال حملہ ہوا اور فصیلون کے قریب نہایت زور شور سے لڑائی ہونے لگی - اس حال مین ایک رومی، کوان ٹس ابیس ٹس جو عمدہ شہسوار تھا اپنے گھوڑے کو مہیز مار کے سرپٹ دوڑاتا ہوا نکلا اور ایک عظیم الجثہ دیو قامت غال پر جا پڑا جو اُسے اورون سے کسی قدر علحدہ گھوڑے پر آتا نظر آرہا تھا - اوّل اوّل زرہ بکتر کی چمک اور مقابلے مین کمال پھرتی کی وجہ سے کوئی اسے نہ پہچان سکا لیکن اپنے حریف کو مار کے گرا دینے کے بعد جب وہ مال غنیمت سمیٹنے لگا تو برنوس نے اسے شناخت کر لیا اور بے اختیار چلا اُٹھا کہ اے دیوتاؤ تم گواہ رہنا کہ اُس مسلّمہ قانون اقوام کے خلاف جسکی تمام بنی انسان بہ احترام پابندی کرتے رہے، اس شخص نے جو ایلچی بنکر آیا تھا ہمارے اوپر ہتھیار اوٹھائے ہین"، ساتھ ہی اُس نے اپنے آدمیون کو واپس ہونے کا حکم دیا اور کلوسیم کو الوداع کہ کے بالراست رومہ کی جانب گھوڑے اُٹھا دیے۔ پھر بھی اس خیال سے کہ لوگ اُسے الزام دین گے کہ وہ جھگڑا مول لینے کی فکر مین تھا اور اس معمولی زیادتی کو حیلہ بنا کے فساد اُٹھانا چاہتا ہے، اُس نے ایک ہرکارا بھیجکر اُس خطاکار شخص کے حوالے کر دیے جانے کا مطالبہ کیا اور جواب

آسنے تک فوج کی رفتار آہستہ کر دی ۔

جب رومہ مین یہ پیغام پھونچا اور مجلس ملکی منعقد ہوئی تو اس مین اور لوگون کے علاوہ سب سے زیادہ جن لوگون نے رومی سفیرون کو قصور وار ٹھیرایا وہ مذہبی علما کی وہ جماعت تھی جسے فی کیال کہتے ہین ۔ انکی راے دوٹوک تھی اور دینی دلائل کی بنیاد پر وہ مُصر تھے کہ اس فعل کی تمام ذمہ داری اور سزا کا بار اُسی پر ڈالا جاے جو اُس کا مرتکب ہوا ، تاکہ اسکے ہم قوم اس گناہ کے وبال مین گرفتار ہونے سے بچ جائین ۔ اس موقع پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فی کیال وہ گروہ علما ہے جسے رومہ کے سب سے عادل اور کریم النفس بادشاہ نیوما نے امن کا نگران مقرر کیا تھا اور انکا کام تھا کہ تمام اسباب پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرین کہ کن صورتون مین رومیون کا لڑائی لڑنا جائز اور واجب ہے ۔ لیکن جب ارکان مجلس نے اس مسئلہ کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور وہان بھی علماے موصوف نے اپنے ہموطن فیبیون کے خلاف تقریر کی تو مجمع پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور ان کی راے پر کوئی التفات نہ کی گئی بلکہ انھون نے حقارت آمیز ضد کے ساتھ اُلٹا اسی شخص کو مع اُسکے سب بھائیون کے جنگی ٹربیون منتخب کیا جس سے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی ۔ غالون نے جب یہ واقعہ سنا تو غصے سے بیتاب ہوگئے اور تاخیر کو بالاے طاق رکھ کے جس قدر جلد ہوسکا رومہ کی طرف روانہ ہوے ۔ راستے مین جن جن مقامات سے گذرے وہان کے باشندے انکی فوجی شان و شوکت اور تعداد سے اس قدر ڈرے کہ انھین اپنے علاقون کے چھن جانے کا پورا یقین ہوگیا اور ان کی زبردستی کے مقابلے مین اپنے شہر بچا سکنے کی بھی کوئی امید نہ رہی ۔ لیکن ان ہیبت زدون کی توقع کے خلاف غالون نے رستے مین کسی کو نہ چھیڑا اور نہ اُنکی کھیتیون کو کسی قسم کا نقصان پھونچایا ۔ بلکہ جب وہ کسی آبادی کے قریب سے گذرتے تو پکار پکار کے کہتے کہ ہم رومہ جا رہے ہین ، اہل رومہ سے ہی ہماری لڑائی ہے اور باقی سب کو ہم اپنا دوست سمجھتے ہین ۔

ادھر رومی بھی جنگ کی تیاریون مین مصروف تھے اور وحشی حملہ آورون کے بہ سُرعت آپھونچنے سے پہلے مقابلے کا سامان کر رہے تھے ۔ اور جو لشکر ان کے جنگی ٹربیونون نے مجتمع کر لیا تھا

اسکی تعداد غالون سے گھٹی ہوئی نہ تھی (چنانچہ چالیس ہزار پیادون سے کم فوج نہ ہوگی) لیکن اسمین بہت سے ایسے نوعمر سپاہی تھے کہ جنھون نے پہلے کبھی لڑائی مین ہتھیار نہ چلائے تھے، علاوہ ازین اس مرتبہ انھون نے تمام مذہبی مراسم سے بے پروائی کی تھی اور نہ قربانیون کے ذریعے اچھی فالین حاصل کی تھین نہ اپنے کاہنون سے رجوع لائے تھے جو خطرے مین اور لڑائی سے پہلے بالکل قدرتی اور ضروری ہین۔ مزید برآن ان کے فوجی سردارون کا گروہ کثیر بھی اپنے اختلافات سے تمام کارروائیون مین بڑا خلل اور انتشار پیدا کر رہا تھا۔ حالانکہ اس سے قبل معمولی موقعون کے لیے بھی وہ اکثر ایک شخص کو افسر اعلےٰ انتخاب کر لیا کرتے تھے جس کا نام ڈکٹیٹر (مختار السلطنت) ہوتا تھا، کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ایسے نازک وقت مین تمام سپاہیون کا بالکلیۃً فرد واحد کے زیر حکم ہونا کس قدر ضروری اور مفید ہے۔ اس دفعہ یہ انتظام بھی انھون نے نہین کیا تھا۔ ان سب دقتون مین یہ امر اور اضافہ کرو کہ سپاہیون کو کامی لس کا طرز عمل یاد تھا اور اس وجہ سے اب افسرون کا اُن سے، اسی قدر خوش رکھے بغیر، کام لینا نہایت دشوار و مشکوک نظر آتا تھا۔ بہرکیف اسی حال مین وہ شہر سے نکلے اور رومہ سے دس میل پر ایلیا ندی کے کنارے خیمہ زن ہوے۔ (اس مقام سے تھوڑے ہی فاصلے پر یہ ندی دریاے ٹیبر مین جا گری ہے) یہین غالون نے اُن پر حملہ کیا اور یہین نہایت بزدلانہ مدافعت کے بعد، جو سپاہی فوجی باقاعدگی اور ترتیب سے مُعرّا تھی، انھون نے ہزیمت کامل پائی۔ چھوٹتے ہی تو رومیون کا میسرہ دشمن نے ندی مین ریل دیا جہان وہ بالکل فنا ہو گیا۔ میمنہ کو البتہ کم نقصان پہونچا کہ حملے کا دھکا برداشت کرنے سے پیشتر ہی وہ پسپا ہو گیا۔ اسکے سپاہی میدان چھوڑ چھوڑ کے پہاڑیون کے اوپر چڑھ گئے اور وہان سے بہت سے تو بعد مین گر پڑ کے رومہ پہونچ گئے اور باقیماندہ جو قتل ہونے سے بچے، کیونکہ دشمن انھین مارتے مارتے تھک گئے تھے، انھون نے رات کے وقت، رومہ کی اور جو کچھ رومہ مین تھا اس سب کی طرف سے قطعی ناامید ہو کے، وی آئی کا رستہ لیا۔

یہ لڑائی تقریباً وسط گرما مین واقع ہوئی تھی، اس رات پورا چاند تھا، اور دن خاص وہ تھا

کہ جس دن اس سے پہلے بھی خاندان فیبی پر تباہی نازل ہوئی تھی اور اس نام کے تین سو
آدمی ایک ہی وقت میں سکنون نے کاٹ دیے تھے۔ لیکن اس دوسری ہزیمت کے باعث
اس دن کا نام ایلیا ندی کے نام پر ایلی ان سس (یوم ایلیا) پڑگیا اور آج تک برقرار ہے۔
دنون کے منحوس ہونے کے متعلق خواہ ہم اسے مانین یا نہ مانین اور خواہ ہراکلی ٹس کا ہیسیڈ کی خبر
لینا بالکل واجبی ہو، مین نے علیٰحدہ مقام پر بحث کی ہے۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ بہ لحاظ مضمون اس
جگہ دو چار مثالین ایزاد کر دینا خالی از دلچسپی نہو گا :-

واضح ہو کہ اہل بیوشیہ (یونان ہیوڈرومیس) مہینے کی پانچوین تاریخ کو مبارک تصور کرتے
ہین۔ یہ مہینا ایتھنزیون کے ماہ ہکاتومبیان سے تطابق رکھتا ہے، اور اسی کی پانچوین کو بیوشیہ
والون نے دو جلیل الشان معرکے جیتے تھے جنمین پہلا لٹامیاس کے ساتھ لکٹرا مین اور دوسرا اہل
تھسلی سے سریشوس کے میدان مین تین سو برس پہلے واقع ہوا تھا۔ اور ان دونون فتوحات نے
یونان کی آزادی بچالی تھی۔ اسی طرح بودرمیان مہینے مین چھٹی تاریخ کو تو یونانیون نے عجمی لشکر
کو میراتھان مین شکست دی اور تیسری کو پلیٹیا اور میکالی مین۔ اسی مہینے کی پچیسوین کو (سکندر
کے زیر کمان) وہ اربیلا مین دارا پر غالب آئے۔ ایتھنز والون نے اور بحری لڑائیان بھی اسی
مہینے کی تیرھوین اور بیسوین تاریخ جیتین! ایک نکساس پر جہان شب ریاس امیر البحر تھا
اور دوسری سلامیس پر جسکا ذکر ہم اپنے رسالے متعلق یہ ایام مین کر چکے ہین ؎

ملکتون (یعنی غیر یونانی لوگون) کے لیے تھرگیلیان کا مہینہ بھی بہت ناساز گار تھا کیونکہ اسی
مین گرانی کس کی لڑائی ہوئی اور سکندر نے ایرانی جرنیلون کو مغلوب و منکوب کیا۔ اسی مہینے کی
چوبیسوین کو قرطاجنہ والون نے جزیرۂ صقلیہ مین ٹمولین کے ہاتھون شکست کھائی اور بقرینۂ غالب

ـــــــــــ

۱؎ مصنف کا بیان ہے کہ ہیسیڈ نے سعد و نحس دنون مین امتیاز قائم کیا تھا اور اسی پر ہراکلی ٹس نے
اس کی گرفت کی ہے اور لکھا ہے کہ دن تو سب قدرتی طور پر ایک سے ہوتے ہین ان مین فرق کرنا ہیسیڈ
کی اوہام پرستی اور جہالت ہے۔ انتہا۔ م

اسی دن اور مہینے مین ٹروا سے تسخیر ہوا، جیسا کہ افورس، کلیس تن، ڈکسٹس اور فیلارچس کا بیان ہے ؛

اس کے برعکس مٹاگٹ نیان کا مہینہ جسے بیوشیہ والے بانی مس کہتے ہین، یونانیون کے لیے کچھ مبارک نہ تھا۔ کیونکہ اسی مہینے کی ساتوین کو جنگ کرانن واقع ہوئی جسمین مقدونوی سپہ سالار انٹی پاٹر نے یونانیون کو تباہ کردیا۔ اس سے قبل شیرونیہ مین فیلقوس کے ہاتھون بھی وہ اسی مہینے مین منہزم ہوے تھے اور خاص اسی روز اور اسی سال اطالیہ مین ملکتون نے آرکی ڈاموس اور اسکے ساتھیون کو کاٹ دیا تھا ؛ اس مہینے کی اکیسوین کو قرطاجنہ کے لوگ بھی اپنے لیے منحوس ترین بتاتے ہین کہ اس دن جس قدر نقصانات انھون نے بار بار اٹھائے اور کسی دن نہین اٹھائے تھے ؛

مین اس بات سے ناواقف نہین ہون کہ سکندر نے تھیبہ کو دوبارہ برباد کیا ہے تو وہ تھیبہ والون کا ایک مبارک اور تہوار کا دن تھا یا ایتھنز پہ مقدونوی فوج نے قبضہ کیا تو بو دردمیان مہینے کی بیسوین تھی اور اسی دن وہ اپنے اوتار ایاکوس کا جلوس نکالا کرتے ہین۔ یا مثلاً رومیون نے بھی ایک تاریخ مین توسمبری قوم سے ہزیمت کھائی اور ان کا سردار سیپو اپنی فوج سمیت وہین کام آیا، مگر دوسرے سال خاص اسی دن ان کے جرنیل لوکلس نے آرمینیہ اور دجلستان کے لوگون پر غلبہ کامل حاصل کیا۔ یا پمپی اور شاہ اٹالس عین اسی دن مرے جس دن کہ وہ پیدا ہوے تھے اور اسی طرح بہت سے دن جنمین متضاد نوعیت کے واقعات ظہور مین آئے گنائے جا سکتے ہین لیکن بہر تقدیر یہ دن (یوم ایلیا) تو رومیون کے ہان ہمیشہ نامبارک شمار ہوا اور جب حسب دستور بزدلی اور توہم پرستی بڑھتی گئی تو ہر مہینے کے اور دو دن بھی منحوس سمجھے جانے لگے مگر اس مضمون پر مین اپنی تصنیف رومی مسائل Roman questions مین زیادہ شرح وبسط کے ساتھ بحث کر چکا ہون ؛

اب ہم پھر اصل قصے کی طرف رجوع کرتے ہین کہ اگر دشمن لڑائی جیتنے کے بعد فوراً ہی مفرورین

کا تعاقب کرتا تو روما الکبراے کا تباہ ہو جانا ناگزیر تھا اور بے شبہ جو لوگ وہان تھے اُنمین سے
کوئی زندہ نہ بچ سکتا - کیونکہ میدان جنگ سے بھاگ کر آنے والون نے شہر مین ایسا خوف و ہراس
پیدا کر دیا تھا کہ ہر طرف ایک طوفانِ بے تمیزی برپا تھا اور ہر ایک کو بے حواسی مین بھاگنے کے
سوا کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ سوجھتی تھی ؛ لیکن غالون کو خبر نہ تھی کہ انھون نے ایسی فتح
کامل پائی ہے - وہ محض اُس وقتی کامیابی کی خوشی مین از خود رفتہ ہوے جاتے تھے اور لوٹ کا
مال جمع کرنے اور جشن منانے مین مصروف تھے - ان کی اسی غفلت نے جو رومی بھاگنا چاہتے تھے
انھین بھاگنے کا اور جو رہ گئے تھے انھین تیاریان کرنے کا موقع دیدیا - چنانچہ باقی شہر کو چھوڑ کر
انھون نے صرف قلعہ کی عمارت کو بچانے کا تہیّہ کیا اور وہان بعض نئے استحکامات بنا کے اور مدافعانہ
اسلحہ جمع کر کے اُسے خوب مضبوط کر لیا - اپنی متبرک چیزون کا انھین سب سے زیادہ خیال تھا لہذا
انمین سے اکثر قلعے مین پھونچا دین مگر مقدس آتش کدہ کی آگ کو مقدس کنواریان متبرک اشیا سمیت
اپنے ساتھ لے کے فرار ہو گئین - بعضون نے لکھا ہے کہ اور کوئی چیز انکی تحویل مین سوا اُس سدا
روشن و زندہ آگ کے نہ تھی جسکی پرستش کو نیوما نے اصل شے ہونے کی حیثیت سے شعارِ دینی قرار
دیا تھا - کیونکہ کائنات مین سب سے زیادہ مستعد یعنی حرکت کرنے والی شے آگ ہے اور دنیا کی تمام
تبدیلیان اور پیداوارین یا خود حرکت ہین یا وابستۂ حرکت - مادّے کے تمام عناصر جب تک ان مین
گرمی نہو بے حس اور بے جان پڑے رہتے ہین اور جوہر حرارت کی شکل مین ایک قسم کی روح یا
توانائی ملنے کے محتاج ہوتے ہین اور جونہین اُنھین یہ روح ملتی ہے انھین فوراً فاعلی یا انفعالی
قوت آ جاتی ہے ؛؛ غرض آگ کا احترام نیوما نے قائم کیا - اُسے ایسی عبادات اور مذہبی باتون
سے خاص لگاؤ تھا اور یہ یقین بھی ہو گیا تھا کہ مجھے الٰہی قوتون سے (جنھین مجسم صورت مین میوز
کہتے ہین عزت ہمکلامی حاصل ہے - چنانچہ اسی نے اس متبرک آگ کو اس بنا پر ہمیشہ روشن رکھنے کا
حکم دیا تھا کہ اس مین اس قوت ازلی کا جلوہ نظر آتا ہے جو ساری کائنات کو ترتیب و تحریک
بخش رہی ہے ؛؛ ایک قول یہ ہے کہ یونانی دستور کے مثل یہان بھی یہ آگ تطہیر کی غرض سے

متبرک اشیا کے سامنے ہر وقت روشن رکھی جاتی تھی اور اصلی چیزین مندر کے نہایت مخفی حصہ ون
مین چھپی ہوئی تھین تاکہ اُن کنواریون کے سوا جنھین مرلیان (ویسٹل) کہتے ہین کسی کی
نگاہ اُن پر نہ پڑ سکے ٭ ایک عام خیال یہ تھا کہ اس مندر مین پیلاس کی مورتی گڑی ہوئی ہے
جسے اینیاس اطالیہ مین لایا تھا مگر بعض لوگ کہتے ہین کہ وہ پیلاس کی مورتی نہ تھی بلکہ سامو تھریسی
بت تھے جنھین شاہ دردانوس اپنے ساتھ ٹروا سے لے گیا تھا اور جب وہان اُس نے شہر مذکور
بسایا تو ان بتون کو وہان مندرون کی نذر کر دیا اور انکی متعلقہ رسوم عبادات جاری کین۔ اس کے
بعد ٹروا کو یونانیون نے فتح کر لیا تو یہ بت اینیاس نے اُڑا لیے اور اطالیہ آنے تک اپنے پاس
چھپائے رہا۔ جن لوگون کو اس معاملے مین زیادہ واقفیت کا دعوےٰ ہے وہ ایک اور ہی روایت
سناتے ہین اور بہ وثوق بیان کرتے ہین کہ وہ معمولی جسامت کے دو پیپے تھے جن مین ایک خالی مُنہ
کھلا رکھا رہتا تھا اور دوسرے مین تبرکات بھرے ہوے تھے اور اسکا منہ خام کر دیا گیا تھا اور ان
دونون کو سوا خاص خاص مقدس کنواریون کے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن بعض اشخاص اس
قول کو نادرست خیال کرتے ہین اور مغالطے کی وجہ یہ بتاتے ہین کہ غالوی حملے کے وقت مرلیون نے
اپنے تبرکات دو پیپون مین بند کر دیے تھے اور انھین کورینس کے مندر مین ایک مخفی جگہ دفن
کر دیا تھا۔ چنانچہ وہی جگہ آج کے دن تک پیپیون کے نام سے موسوم ہے ٭

مذکورہ بالا واقعے کی اصلیت جو کچھ بھی ہو، مرلیون کے فرار ہونے مین شبہ نہین۔ اور جب وہ اپنے
منتخب اور نادر تبرکات لے کے دریا کے کنارے کنارے بھاگی جا رہی تھین اسوقت لوسیس البی نیس
ان کے پاس سے گذرا۔ یہ شخص رومہ کا ایک معمولی شہری تھا اور دوسرے مفرورین کے مثل اپنے
اسباب اور بیوی بچون سمیت ایک گاڑی مین شہر سے نکل کھڑا ہوا تھا۔ اُس نے جو دیکھا کہ غریب
مرلیان قطع مسافت اور تبرکات کے بوجھ سے جنھین وہ گود مین لیے ہوے تھین، ایسی تھکی ماندی
ہو رہی ہین کہ اُن سے چلا تک نہین جاتا، تو فوراً گاڑی روک کر اپنے بیوی بچون اور اسباب کو اُتار لیا
اور مقدس کنواریون کو سوار کرا دیا کہ وہ یونانیون کے کسی شہر (نوآبادی) مین جا کر پناہ لے سکین۔

ایسی سخت مصیبت کے وقت مین البی نس کا یہ فعل، دیوتاؤن سے سچی عقیدت اور دینداری کی بے نظیر مثال ہے اور اس بات کا مستحق نہ تھا کہ اُسے قلم انداز کردیا جاتا؛
لیکن ان مرلیون کے سواے اور کسی مندر کے پجاری نے اپنے دیوتاؤن کے پاس سے جانا پسند نہ کیا اور بہت سے ضعیف العمر ارکان مجلس کو بھی جنمین سے اکثر قنصل رہ چکے تھے اور بعضون نے اسی شہر کی گلیون مین فتح کے جلوس نکالے تھے، رومہ کو چھوڑنا گوارا نہوا بلکہ اپنی قابل احترام اور شاندار عبائین پہن پہن کے پہلے تو انھون نے دیوتاؤن کے آگے سر ارادت رگڑے اور انکے اعلیٰ پروہت فے بیس نے انھین پوجا کرائی، پھر اپنے وطن پر سے گویا قربان ہو جانے کے ارادے سے، وہ ایوان عام مین اپنی اپنی جگہ ہاتھی دانت کی کرسیون پر آ بیٹھے اور اس طرز نشست کے ساتھ آنے والے حادثے کا انتظار کرنے لگے!
جنگ کے تیسرے دن برنّوس اپنی فوج سمیت شہر کے قریب آیا اور یہ دیکھکر کہ شہر کے پھاٹک کھلے ہوے ہین اور فصیلون پر کوئی محافظ یا چوکیدار نظر نہین آتا، اُسے اوّل اوّل شبہ ہوا کہ اس مین کوئی دھوکا یا پیچ ہے، کیونکہ فے الحقیقت اس کے وہم مین بھی نہ تھا کہ رومی ایسی بُری اور یاس کی حالت مین ہین۔ بہرحال جب اس پر اصلیت کھل گئی تو وہ کولاین دروازے سے داخل ہوا اور بنیاد پڑنے کے تین سو ساٹھ یا کچھ زیادہ سال کے بعد رومۃ الکبرے اسکے قبضے مین آگیا؛ یہان یہ لکھ دینا ضروری ہے کہ انھین واقعات کے تعین سال نے بعد مین اور سنین کے متعلق سخت دشواریان پیدا کی ہین لہذا قطعی طور پر نہین کہا جاسکتا کہ تسخیر رومہ کا سال بصحت یقینی محفوظ ہے باقی اس حادثے اور غالوی فتح کی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض کمزور افواہین اسی وقت یونان تک پہونچ گئی تھین۔ ہرکلیڈس پانٹکس جو اس عہد کے تھوڑے ہی دن بعد کا آدمی ہے اپنی کتاب روح مین بیان کرتا ہے کہ مغرب سے اطلاع ملی ہے کہ اقصاے شمال کی ایک فوج نے رومہ نام کسی یونانی شہر کو، جو بڑے سمندر کے ساحل پر کہین واقع ہے، تسخیر کرلیا ہے؛ لیکن مجھے ہرکلیڈس جیسے بلند پرواز اور افسانہ پسند مصنف سے یہ امر بعید نہین معلوم ہوتا کہ اس نے اصل واقعے

اقصائے شمال اور بڑے سمندر کے فقرے خود اپنی طرف سے تزئین کے لیے اضافہ کر دیے ہون"
یہ احوال ظاہر متقدمین اہل یونان مین حکیم ارسطو نے رومہ کی تسخیر کا حال سب سے زیادہ صحیح سنا
تھا۔ لیکن غالون کے پنجے سے اُسے رہائی دلانے والے کا نام ارسطو نے بھی غلطی سے لوسیس لکھا
ہے حالانکہ کامی لس کے نام کا جزو اوّل لوسیس نہ تھا مرقس تھا؛ مگر اب ان قیاسی باتون کو
چھوڑ کر ہم نفس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین :-
برنوس نے شہر پر قبضہ کرتے ہی ایک مضبوط دستہ قلعے کے گرد متعین کیا اور خود ایوان عام
مین گیا جہان رومۃ الکبرے کے سن رسیدہ بزرگ تہذیب و ترتیب کے ساتھ خاموش بیٹھے تھے
اور یہ دیکھکر کہ نہ اسکے آنے پر اُنھون نے تعظیم دی نہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا بلکہ جس طرح بے خوفی
اور شان استغنا سے وہ اپنے عصون پر جھکے ہوے تھے اسی طرح ساکت بیٹھے ہوے آپس مین ایک
دوسرے کو دیکھتے رہے ۔ برنوس حیران و ششدر رہگیا۔ اسکے اور ساتھی بھی دیر تک اس
حیرت انگیز منظر کو مبہوت کھڑے دیکھتے رہے۔ انھین جرات نہ ہوتی تھی کہ اُنمین سے کسی کے پاس
جائین یا ہاتھ لگائین کہ انھین وہ جلسہ انسان سے برتر ہستیون کا مجمع معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آخر ایک
شخص جو اور ون سے زیادہ جری تھا آگے بڑھا اور مرقس پیپریس کے قریب آکے اپنا ہاتھ بڑھایا
اور ٹھوڑی کو آہستہ سے چھوکر اس کی لمبی ڈاڑھی کو جنبش دی۔ اس پر پیپریس نے زور سے عصا
اُسکے سر پر مارا جسکے جواب مین وحشی غال نے تلوار سونت کر ایک ہی وار مین اُس کا کام تمام کر دیا
یہ قتل و خونریزی کا گویا آغاز تھا کیونکہ اُس کی تقلید مین دوسرے ملیچھون نے بھی تلوارین کھینچ
لین اور نہ صرف اُن رومی بزرگون کو بلکہ ہر ایک کو جو انھین ملا قتل کر ڈالا۔ پھر ایک ایک گھر کو
لوٹنا اور غارت کرنا شروع کیا اور کئی دن تک اس مشغلے مین لگے رہے۔ بعد مین جب قلعے کے
لوگون نے ان کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور جتنے حملے اُن کے استحکامات پر کیے گئے
انھین نقصان کے ساتھ رد کر دیا تو غالون کے غصے کی انتہا نہ رہی انھون نے سارے شہر
کو تباہ کرنے کی ٹھان لی، وہ مکانات کو جلا جلا کے مسمار کرنے لگے اور بوڑھا بچہ عورت مرد جو اُن کے

ہاتھ پڑا اُسے مارڈالا ٭

اور اب قلعۂ رومہ (کیپی ٹال) کے محاصرے نے اتنا طول کھینچا کہ غالون کو سامان خوراک کی کمی محسوس ہونے لگی۔تب انھون نے اپنی فوج کے دو حصّے کیے جسمین سے ایک تو بادشاہ کے ساتھ محاصرے مین رہا اور دوسرا دیہات کو تاراج کرنے باہر نکلا اور جو قصبہ یا گانون اسے ملا لوٹ لیا۔لیکن اس حصّۂ فوج کے افسرون نے الگ الگ دستے کرلیے تھے اور ان کو مسلسل کامیابیون نے اب ایسا بے پروا بنا دیا تھا کہ ان کی چھوٹی چھوٹی جماعتین بھی ادھر اودھر جہان چاہتین بے خوف وخطر پڑی پھرتین۔مگر ان کی سب سے بڑی اور منتظم جمعیت وہ تھی جس نے شہر ارڈیہ کا رخ کیا جہان کامی لس رومہ چھوڑنے کے بعد سے آرہا تھا اور تمام سیاسی معاملات سے دست کش ہوکر ایک خاموش زندگی گذار رہا تھا۔لیکن واقعات مذکورہ نے اُسے چونکا دیا تھا اور دشمن کا ارڈیہ کی طرف آنا سنکر، بچنے اور لڑائی سے ٹل جانے کے بجاے اسے یہ فکر تھی کہ کوئی موقع ملے تو غالون سے انتقام لے۔اہل ارڈیہ، وہ جانتا تھا کہ تعداد مین کچھ کم نہین ہین اور لڑنے سے ہچکچاتے ہین تو اس کی وجہ محض اُن کے افسرون کی ناتجربہ کاری اور پست ہمتی ہے۔پس پہلے اُس نے وہان کے نوجوانون سے سلسلہ جنبانی کی اور یہ ان کے ذہن نشین کر دیا کہ رومیون کی پچھلی ہزیمت کا باعث غالون کی شجاعت نہین ہے اور نہ وہ نقصانات کثیر جو اہل رومہ کو محض اپنے افسرون کی نالایقی سے برداشت کرنے پڑے، غالون کی جنگی فوقیت کے دلیل ہین۔فی الحقیقت یہ تمام حادثات تقدیری قوت کا ایک ثبوت تھے۔اور اگرچہ ان ملیچھون کو (جنکا مقصد، آگ کی طرح، سواے اسکے کچھ نہین کہ جہان جائین تباہی اور بربادی پھیلا دین) نقصان اٹھا کے بھی اپنے ملک سے دفع کرنا عین شجاعت ہے تاہم مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر ارڈیہ کے لوگ ذرا بھی استقلال وہمت سے کام لین تو بغیر کسی جوکھون کے فتح انکی ہے! کامی لس کی یہ باتین سنکر نوجوان اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہوگئے اور انھین رضامند دیکھ کے وہ شہر کے حکام اور اہل مجلس کے پاس گیا اور جب انھون نے بھی یہ تجویز مان لی تو اُس نے تمام قابل جنگ لوگونکو مجتمع کیا

اور شہر پناہ کے اندر صف بندی کی تا کہ دشمن انھین نہ دیکھ سکے - کیونکہ اُس وقت غال سارے نواح مین غارت گری کرنے کے بعد قریب ہی میدانون مین خیمہ زن تھے - لوٹ کے مال سے ان کی گٹھریان بھری ہوئی تھین اور رات ہوگئی تو شراب خواری سے بدمست ہو ہو کے وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ ادھر اُدھر پڑے رہے تھے - کامی لس کے جاسوسون سے یہ خبرین اسکو پہونچائین اور یہ سنکر کہ اب انکے لشکر مین بالکل سناٹا ہوگیا ہے ، اس نے اپنی فوج شہر کے باہر نکالی بیچ کا میدان خاموشی کے ساتھ طے کیا اور ٹھیک آدھی رات مین انکے پڑاؤ کی بارون پر پہونچ کر اس نے اپنے لشکریون کو قرنا بجانے اور خوب شور و غل کرنے کا حکم دیا - اس کا نتیجہ ہوا کہ ان مین ہر طرف کمال دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی ساتھ ہی شراب کے نشے نے بے قابو کرکے اور نیند نے سست بنا کے انھین جلدی سے اُٹھ بیٹھنے یا تیار ہو جانے کا موقع نہ دیا - صرف چند آدمی جن کے نشے خوف نے ہرن کر دیے تھے کسی قدر ترتیب سے کچھ دیر مدافعت کر سکے اور اسلحہ بدست مرے ورنہ تعداد کثیر جو کہ پہلے ہی خواب و شراب کی بدولت نیم مردہ ہو رہی تھی اس بے خبری مین حملہ ہوا اور وہ بے ہتیار اوٹھائے قتل کر دیے گئے - رات کی تاریکی نے جن کو بچا دیا تھا اور وہ پڑاؤ سے زندہ نکل گئے تھے صبح ہوتے ہی وہ بھی ادھر اُدھر کھیتون مین منتشر بھٹکتے ہوے پائے گئے اور تعاقب کرنے والے سوارون نے انھین بہ آسانی گرفتار کر لیا ؛

اس شبخون کی شہرت بہت جلد قرب و جوار مین پھیل گئی اور جگہ جگہ نوجوانون کے دل مین کامی لس کے زیر علم جمع ہو کر لڑنے کا جوش پیدا ہوگیا - مگر اس کا سب سے زیادہ اثر اون رومیون پر ہوا جو جنگ ایلیا سے جان بچا کے شہر وی آئی مین آرہے تھے اور وہ کف افسوس مل مل کر کہنے لگے کہ اے خدا کیسی بدقسمتی ہے کہ ایسا بے عدیل سپہ سالار روما سے چھین کر ارڈیہ کو دیدیا جائے کہ اپنے کارنامون سے اسکی عزت دوبالا کرے - بجالیکہ وہ شہر جس نے اس نامور شخص کو جنا اور پرورش کیا دشمنون کے قبضے مین جا چکا ہو اور مٹ گیا ہو اور ہم بغیر کسی سردار کے اجنبی فصیلون مین بند، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے ہون اور اطالیہ ہماری آنکھون کے سامنے تاراج و برباد ہو رہی ہو!

پھر وہ آپس مین کہنے لگے کہ جب وہ وطن اور شہر ہی دشمن کے قبضے مین چلا گیا تو نہ ہم وہان کے شہری رہے نہ کامی لس جلاوطن رہا، پس آؤ ارڈیہ والون کے پاس پیغام بھیجین کہ وہ ہمارے جرنیل کو ہمین واپس دیدین اور اگر یہ نہو تو پھر ہم خود ہتیار لے کے اُس کے پاس پھونچ جائین ؛؛
اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور کامی لس کو سپہ سالاری کرنے کے واسطے بلوایا لیکن کامی لس نے جواب دیا کہ مین اُس وقت تک یہ منصب قبول نہین کر سکتا جب تک کہ وہ لوگ جو ہنوز قلعۂ رومہ مین موجود ہین مجھے باضابطہ نہ مقرر کر دین۔ کیونکہ جب تک وہ لوگ زندہ ہین مین اُن کو اپنا ملک سمجھتا ہون اور جو وہ حکم دین اُس کی تعمیل کو دل و جان سے حاضر ہون لیکن بے انکی رضامندی کے مین کسی کام مین دخل نہ دونگا ؛؛
رومی مفرورین کو یہ جواب پھونچا تو انھون نے کامی لس کی منکسر مزاجی کو بہت سراہا مگر وہ حیران تھے کہ قلعے والون کو یہ اطلاع کیونکر پھونچائین۔ دشمن کا شہر پر کامل قبضہ تھا اور ایسی حالت مین قلعے کی بیرونی دیوارون تک پھونچنا بھی محال نظر آتا تھا۔ اس عالم تردد مین پونٹی کوئی یس نے ان کی دستگیری کی اور قلعے مین جانے کا بیڑا اُٹھایا۔ یہ بخوشی جوکھون مین پڑنے والا نوجوان رومہ کے کسی ممتاز خاندان سے تعلق نہ رکھتا تھا مگر ناموری حاصل کرنے کی اُسے بڑی تمنا تھی اور اب بغیر کوئی خط یا تحریر لیے وہ قلعے مین جانے پر آمادہ ہوگیا تا کہ گرفتار ہو جانے کی صورت مین بھی کامی لس کی تجویز کا حال دشمن پر منکشف نہو۔ پھر اُس نے غریبانہ کپڑے پہنے اُن کے نیچے کچھ کاک رکھا اور کمال دلیری سے روز روشن ہی مین روانہ ہوگیا۔ شام ہوتے وہ رومہ پھونچا مگر پل پر دشمن کا پہرہ تھا اس لیے وہان سے گذرنا محال تھا، پس کومی لس نے اپنے کپڑے اُتارے، وہ نہ تعداد مین زیادہ تھے نہ وزن مین بھاری۔ انھین اپنے سر پر باندھا اور کاک کو پھیلا کے بدن کے نیچے رکھا اور اسکی مدد سے خندق شہر کو تیر کے پار اُتر گیا۔ پھر اُن مقامات سے بچا بچاتا (جہان دشمن کے سپاہی جاگ رہے تھے اور اس کا اندازہ روشنی یا ان کی آوازون سے ہو سکتا تھا) وہ کارمنٹل دروازے تک چلا آیا۔ یہان سب سے زیادہ خاموشی چھائی ہوئی تھی اور یہین قلعے کی پہاڑی بالکل سیدھی اُٹھی چلی گئی تھی اور

اُس کی ناہموار چٹانین جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی اور دندانے دار تھین - انھین دندانون کے سہارے بہ ہزار دقت و خرابی، کومی نس اوپر چڑھا اور قلعے کے چوکیدارون کے سامنے جا کے سلام کیا اور اپنا نام بتایا۔ اس پر وہ اندر لے لیا گیا اور افسرون کے سامنے پیش ہوا۔ اسی وقت مجلس منعقد کی گئی اور کومی نس نے انھین سرے سے کامی لس کی کوششون اور فتح کا حال سنایا جس کی یہان والون کو کوئی خبر نہ ملی تھی پھر اُس نے رومی مفرورین کی استدعا سے انھین مطلع کیا اور التجا کی کہ کامی لس کو سپہ سالار مقرر کر دیا جائے کیونکہ صرف وہی ایسا شخص ہے جس پر باہر والے رومی پورا اعتماد کر سکتے ہین ؛ ان تمام باتون کو اہل مجلس نے سنا اور پھر غور و مشورہ کے بعد یہ اتفاق کامی لس کو مختار السلطنت مقرر کرنے کا اعلان کیا اور کومی نس کو اُسی راستے جس سے وہ آیا تھا واپس بھیجدیا اور وہ پھر اُسی کامیابی کے ساتھ، دشمن کے ہاتھ پڑے بغیر، شہر سے بخیر و عافیت نکل گیا اور ویآئی پہونچ کر رومیون کو مجلس کے فیصلے سے اطلاع دی جسے انھون نے کمال مسرت و شادمانی کے ساتھ سُنا۔ کامی لس کو اسی وقت یہ خبر پھونچا دی گئی اور اُسے ویآئی آنے پر بیس ہزار مسلح سپاہی تیار ملے اور اب اس فوج مین اپنے دوسرے رفقا کو شامل کر کے وہ غالون پر حملہ کرنے کا سامان کرنے لگا ؛

اس اثنا مین یہ تازہ واقعہ رومہ مین اور پیش آیا کہ کچھ ملیچھ اتفاقاً ادھر سے گذرے جہان سے کومی نس رات کے وقت قلعے پر چڑھا تھا۔ اور ان کی نظر اُن نشانات پر پڑی جو کومی نس کے چڑھتے مین اس کے قدمون سے پڑ گئے تھے۔ کسی کسی جگہہ وہ پودے جو چٹان مین سے اُگ آئے تھے ملے دلے معلوم ہوتے تھے اور مٹی بھی کھرچی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر وہ فوراً اپنے بادشاہ کے پاس گئے اور اس واقعے کی اطلاع دی۔ سنتے ہی برنوس بذات خود وہان آیا اور نشانات کو دیکھ کر اس وقت تو کچھ نہ بولا لیکن شام کو اُس نے اپنے چند سپاہیون کو منتخب کیا جو کوہستان کے رہنے والے، پہاڑون پر چڑھنے کے عادی اور بدن کے نہایت پھرتیلے تھے اور اُن سے کہا کہ دیکھو دشمن نے خود ہمین حملے کا راستہ بتا دیا ہے جس سے پہلے ہم ناواقف تھے، اور یہ سبق دیدیا ہے کہ یہ کام نہ ایسا دشوار ہے نہ

محال کہ آدمی اسپر قادر نہ آسکے - فی الحقیقت ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہوگی اگر ایسے اچھے آغاز کے بعد آخر مین ناکام رہ جائین اور اس مقام کو ناممکن التسخیر سمجھ کے چھوڑ دین جسے دشمن خود دکھا رہا ہے کہ کیونکر فتح کیا جا سکتا ہے - اور اگر ایک آدمی بہ آسانی اوپر چڑھ سکتا ہے تو زیادہ تعداد کے واسطے چڑھ جانا یقیناً دشوار نہ ہوگا بلکہ وہ باہم ایک دوسرے کو بڑا سہارا اور تقویت پھونچائین گے ؛؛ اب تم مین سے ہر شخص کو جو اس کام مین حصہ لے ۔ مین بڑے سے بڑا انعام واکرام دینے کا وعدہ کرتا ہون ؛؛

برنّوس تقریر کر چکا تو اسکے سپاہی آگے بڑھے اور انھون نے خوشی خوشی اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور ٹھیک آدھی رات کو ان کی ایک جماعت نے پہاڑی پر چڑھائی شروع کی اور نہایت خاموشی اور احتیاط سے اُسی خوفناک ڈھلان کو اپنا راستہ بنایا جسپر سے کومی نس چڑھا اُترا تھا - اور تھوڑی دیر مین انھین معلوم ہو گیا کہ وہان خود بہ خود چڑھائی کی گنجایش ملتی چلی جاتی ہے اور ان قدرتی کھنڈون کے باعث دراصل وہ مقام اتنا دشوار گذار نہین جتنا کہ وہ سمجھ رہے تھے ؛؛ غرض اس طرح ان کے اگلے آدمی چوٹی پر پھونچ گئے تو انھون نے باقاعدہ صف کی صورت مین بیرونی استحکامات پر حملہ کیا اور چوکیدارون کو آسانی سے مغلوب کر لیا جو کہ بےخبر پڑے سو رہے تھے کیونکہ غالون کی آمد ایسے اخفا کے ساتھ ہوئی تھی کہ نہ انھین کسی آدمی نے آتے دیکھا تھا نہ کسی کتّے نے - لیکن جونو کے مندر کے پاس ہی مقدس بطخین پلی ہوئی تھین جنھین حالت امن مین تو بہت کچھ کھلایا پلایا جاتا تھا پر آج کل غلّہ اور سامان خوراک مین کمی پڑجانے کی وجہ سے انکی حالت سقیم ہو رہی تھی - چونکہ یہ جانور بالطبع بھی زود حس ہے اور ذراسی آہٹ سے ہشیار ہو جاتا ہے ، اور ان دنون تو بھوک کی وجہ سے وہ اور زیادہ بےچین اور چوکنّی رہتی تھین ، لہذا انھون نے اُسی وقت غالون کا آنا معلوم کر لیا اور ادھر سے اُدھر دوڑ دوڑ کے اپنی قِل قِل قِل قِل کی آوازون سے سارا قلعہ سر پر اُٹھا لیا - ادھر غالون نے یہ سمجھکر کہ لوگون نے ہمین دیکھ لیا ہوگا اب اپنے تئین چھپانے کی کوشش چھوڑ دی اور نعرے لگاتے ہوے زور شور سے آگے بڑھے ؛؛ اس وقت رومیون مین سے بھی ہر شخص نے جلدی مین

جو ہتھیار ہاتھ پڑا، اُٹھالیا اور مدافعت کے لیے دوڑ پڑا؛ سب سے اول حملہ آورون کے مقابلے مین مان لیس پہونچا۔ وہ فصلی مرتبے کا نہایت قوی الجسم اور دلیر آدمی تھا اور آتے ہی اُس نے ایک ساتھ دو غالون پر حربہ کیا اور پہلے کا، جو تلوار علم کرکے وار کیا ہی چاہتا تھا، اس نے دہنا ہاتھ اُڑا دیا پھر اسی کرچ کی نوک دوسرے کے مُنہ مین بھونک دی اور اُسے ڈھکیل کے بلند پہاڑی پر سے نیچے لڑھکا دیا۔ اس کے بعد مان لیس گڑگچ پر چڑھ گیا اور دوسرے لوگون کی مدد سے جو دوڑ دوڑ کے آ پہونچے تھے اُس نے باقیماندہ حملہ آورون کو پسپا کر دیا جنکی، اول تو جمعیت کچھ زیادہ نہ تھی اور دوسرے انھون نے اس دلیرانہ جسارت کے مناسب بہادری بھی نہ دکھلائی غرض رومی خطرۂ مذکور سے بچ گئے اور صبح ہوتے ہی انھون نے چوکیدارون کے افسر اعلیٰ کو سزاے موت دی یعنی قلعے کی بلندی سے اُسے اپنے دشمنون کے اوپر پھینکو دیا اور مان لیس کو فتح کے صلے مین یہ انعام دینا تجویز کیا کہ ہر شخص نے اپنی ایک ایک دن کی خوراک اُسے لا دی۔ اُن دنون انھین روزانہ خوراک مین پاؤ بھر روٹی اور تھوڑی سی شراب ملا کرتی تھی لہذا یہ انعام کچھ مالی نفع کے واسطے نہ تھا بلکہ محض مان لیس کے اظہار اعزاز کے لیے ؛

اس کے بعد سے غالون کی حالت مین روز بروز بدتری آتی گئی ؛ دانہ چارا ان کے پاس کم ہو گیا تھا اور کامی لس کے خوف سے باہر جا کے اُس کی فراہمی بھی نہ کر سکتے تھے۔ علاوہ ازین ہزارون لاشون کے غیر مدفون پڑے رہنے کی وجہ سے انکے آدمیون مین وبا پھوٹ پڑی تھی اور یون بھی جن کھنڈرون مین اور جلے ہوے مکانات کے قرب مین وہ رہتے تھے وہان کی خشک و ناگوار ہوائین سانس کے ساتھ پھیپڑے مین گھُستین اور ان کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالتی تھین۔ لیکن فتور صحت کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ سایہ دار پہاڑیون کے رہنے والے تھے جہان گرمی کے بہت بچاؤ ہوتے ہین، حالانکہ یہان وہ نشیبی زمینون مین رہنے پر مجبور تھے جنکی آب و ہوا گرمی کے موسم مین انکے لیے نہایت خراب تھی اور طرّہ ان سب باتون پر یہ تھا کہ محاصرے کی طوالت انھین بالکل مضمحل کیے دیتی تھی کیونکہ قلعے کے سامنے پڑے پڑے اب انھین پورے سات مہینے گذر گئے تھے ؛ غرض انکے

آدمی بہ کثرت مرنے شروع ہوے اور آخر مین یہ نوبت پہونچی کہ زندون نے اپنے مردے دفن کرنے چھوڑ دیے لیکن واضح رہے کہ اس محاصرے کی طوالت کے باعث محصورین کی حالت بھی ناگفتنی ہو گئی تھی۔ اجناس کا اُن کے پاس دن بہ دن قحط بڑھ رہا تھا اور باہر کی کوئی خبر نہ ملنے کی وجہ سے وہ کامی لس کی متوقع امداد سے مایوس ہوتے جاتے تھے اور شہر پر غالون نے پہرے ایسے قائم کر دیے تھے کہ اب قلعے سے کسی کو کامی لس کے پاس بھیجنا بھی محال تھا۔ مگر اب، دونون طرف ایسی نازک حالت ہو جانے پر، فریقین مین صلح کی کچھ سلسلہ جنبانی شروع ہوئی اور اسکا آغاز اُن بیرونی چوکیون سے ہوا جنکے پہرے دار آپس مین ایک دوسرے سے باتین کر سکتے تھے۔ طرفین کے بڑے بڑے سردارون نے جب اس تحریک کو پسند کر لیا تو اسکے بعد رومی ٹربیون سل پی سیس نے دور سے کھڑے ہو کے برنوس کے ساتھ باضابطہ گفتگو کی اور اس مین یہ طے پایا کہ رومی ایک ہزار بار[1] سونا تاوان مین ادا کرین جسکے لیتے ہی غال بلا تاخیر رومی علاقے کو خالی کر دینگے۔ پھر فریقین نے بروے حلف اس قرارداد کی پختگی کی اور رومی سونا تولنے کے لیے لائے۔ لیکن تولتے مین غالون نے بد دیانتی کرنی شروع کی اور اول چھپے چوری بعد ازان علانیہ ترازو کے پلڑے جھکا کے توازن بگاڑنے لگے۔ جب رومیون نے ناراض ہو کر اس حرکت کا شکوہ کیا تو برنوس نے تضحیک آمیز حقارت کے ساتھ اپنی تلوار اور پیٹی کمر سے کھول کے پلڑے مین ڈال دی اور جب سل پی سیس نے دریافت کیا کہ اسکے کیا معنے ہین؟ تو کہنے لگا "اسکے معنے ہین کمزور کی موت!" جو بعد مین ضرب المثل کے طور پر استعمال ہونے لگا۔ اس واقعے نے بعض رومیون کو ایسا برآشفتہ کیا کہ وہ اپنا سونا واپس لے جانے اور محاصرہ برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن دوسرون کے نزدیک اس معمولی نقصان کو گوارا کر لینا ہی مناسب تھا اور وہ اس کو کوئی بڑی توہین نہ تصور کرتے تھے کہ جتنا ٹھیرا تھا اُس سے زیادہ سونا دینا پڑے کیونکہ خود تاوان کا ادا کرنا ہی ایک ذلت تھا

[1] غالباً انگریزی مترجم اصل لفظ کو نہین سمجھ سکا اور اس نے ایک عام لفظ Weight بار یا بوجھ کے معنے مین لکھدیا۔ مترجم

جو مجبوریون کی وجہ سے انھین اُٹھانی پڑی تھی ؎

عین اُس وقت کہ غالون کے ساتھ اور خود آپس مین وہ اس معاملے پر بحث کر رہے تھے اور کوئی تصفیہ نہ ہوا تھا، کامی لس اپنی فوج سمیت دروازہ شہر پر آ پہونچا اور جب اُسے اس مصالحت اور لین دین کا حال معلوم ہوا تو فوج کے بڑے حصّے کو تو اُس نے ترتیب کے ساتھ اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا اور خود چیدہ سپاہیون کی ایک جمعیت لے کے بہ تعجیل وہان آیا جہان رومی تھے اور جہان اُن سب نے مختار السلطنت کی حیثیت سے اس کی تعظیم کی اور خاموشی اور ادب کے ساتھ ایک طرف ہٹ ہٹ کے کھڑے ہو گئے۔ اُس نے آتے ہی ترازو کے پلڑون مین سے سونا نکال کے اپنے افسرون کے حوالے کیا اور غالون کو حکم دیا کہ اپنی ترازو اور بانٹ لے کے فوراً رخصت ہو جائین رو کیونکہ " وہ کہنے لگا رومیون کا دستور ہے کہ وہ اپنے ملک کو لوہے کے وسیلے سے مخلصی دلاتے ہین نہ کہ سونے سے!" پھر جب برنوس نے بگڑنا شروع کیا کہ یہ عہد شکنی کمال ناانصافی کی بات ہے تو کامی لس نے جواب دیا کہ یہ قرارداد ہی قانونی نہین ہے اور محض آپس کی رضامندی سے کر لی گئی تھی نہ کہ مجبوری سے اور اس کے خلاف قانون ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مین جو باضابطہ حاکم بنایا گیا ہون شریک معاہدہ نہ تھا اور بغیر میرے جن لوگون نے معاہدہ کیا وہ قانوناً اسکا کوئی اختیار نہ رکھتے تھے۔ البتہ اب میرے سامنے جو کچھ آپ کو (یعنی غالون کو) کہنا ہو وہ کہین۔ مین پورے اختیارات قانونی کے ساتھ آگیا ہون کہ جو معافی مانگین انھین معافی دون اور جو خطاکار ایسا نہ کرین انھین سزا دون ؎

ان باتون نے برنوس کو بہت غضبناک کیا اور ان مین سخت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ طرفین سے تلوارین کھنچ گئین اور وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اگرچہ نہایت بے ترتیبی کے ساتھ، کیونکہ ایسی تنگ گلیون مین مکانات کے درمیان جہان باقاعدہ لڑائی ناممکن ہو بدنظمی اور گڑبڑ کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا تھا؟ لیکن فوراً ہی برنوس نے اپنے تئین قابو مین کیا اور غالون کو جنھین سے صرف چند ضائع ہوے تھے پکار پکار کے اپنے ہمراہ خیمہ گاہ مین لے آیا، اور رات کے وقت

تمام اہل لشکر سمیت شہر سے نکل گیا اور آٹھ میل کے فاصلے سے گیبی کی سڑک پر خیمے ڈالے۔
صبح ہوتے ہی کامی لس بھی شان و شوکت کے ساتھ فوج لے کے جو ہمت و جوش سے بھری
ہوئی تھی، اسی مقام پر آ پہونچا اور ایک تیز و تند لڑائی ہین کہ خاصی دیر تک ہوتی رہی دشمن کو
شکست فاحش دی اور ان کے ہزارون آدمی قتل کرنے کے علاوہ خیمہ گاہ کو بھی چھین لیا۔ جو
لوگ بچ کر بھاگے ان مین سے کچھ تو تعاقب کرنے والون کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے
ادھر ادھر تتر بتر ہو گئے جنھین اہل دیہات نے ہر طرف سے نکل نکل کے کاٹ ڈالا۔
اس طرح رومۃ الکبرے نے کسی قدر عجیب طور پر مفتوح ہو کر اسی طرح عجیب طور پر دشمنون سے
رستگاری پائی۔ جولائی کی ماوس (یعنی پندرھوین) کے کچھ دن بعد غالون کا اس پر قبضہ ہوا
تھا اور دوسرے سال فروری کی ماوس کے قریب گویا سات مہینے کے بعد، وہ وہان سے نکالے
گئے۔ نکلا ہوا ملک ہاتھ آیا اور کہنا چاہیے کہ خاص شہر نے دوبارہ زندگی پائی۔ اس احیاے ملک و
وطن کے صلے مین کامی لس کا شاندار جلوس فتح نکلا جس کا وہ فی الحقیقت مستحق تھا، اور جب وہ
گھوڑے پر سوار شہر مین داخل ہوا تو سیکڑون مفرورین اپنے بال بچون سمیت اسکے جلو مین تھے اور
ادھر سے قلعے کے محصور (جو فاقہ کشی سے ہلاکت کے بالکل قریب پہونچ چکے تھے) نکل نکل کے
اس کے استقبال کو آرہے تھے اور آپس مین ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو ہو کر خوشی کا رونا
روتے تھے اور فرط مسرت سے ان تازہ اندوہ کشون کو اعتبار نہ آتا تھا کہ فی الحقیقت جو کچھ ہم
دیکھ رہے ہین وہ سچ ہے۔ پھر ان کے پروہتون اور پجاریون نے آن آن کے وہ تبرکات نکالے
جنھین بھاگتے وقت دفن کر گئے تھے یا اپنے ساتھ لے گئے تھے، اور کھول کھول کے محفوظ حالت
مین دکھایا تو اس وقت جن لوگون نے یہ مبارک منظر دیکھا ان کے دل جوش مسرت و عقیدت
سے ایسے بے تاب ہو گئے کہ گویا ان تبرکات کے ساتھ خود دیوتا رومہ مین واپس لوٹ آئے ہین
بعد ازان کامی لس نے دیوتاؤن پر قربانیان چڑھائین اور شہر کو علما کی ہدایت کے موافق
مطہر و پاک کر کے پہلے مندر از سر نو قائم کیے اور اس مقام کو ڈھونڈ کر جہان اول مرتبہ مرقس سدیقیس

نے پلیچیون کے آنے کی پیشین گوئی ہاتف غیب سے سنی تھی، اُس نے ایک نیا مندر آواز غیب کے نام پر بھی تعمیر کیا۔

بے شبہ کھنڈرون مین اور خاک تودون کے ڈھیر مین تمام مقدس معابد کے مقامات ڈھونڈ نکالنا نہایت دشوار کام تھا لیکن کامی لس کی پرجوش سرگرمی اور پجاریون کی لگاتار محنت سے آخر کار اس مین خاطر خواہ کامیابی ہوگئی۔ اس کے بعد شہر کی از سر نو تعمیر کا مسئلہ پیش آیا اور چونکہ وہ قریب قریب بالکل منہدم اور خراب ہوگیا تھا اور اسکی نئی تعمیر کے لیے مصالا جمع کرنا کمال دقت طلب نظر آتا تھا، لہذا شہریون کی ہمتین پست ہوگئین۔ کیونکہ اس قدر مصائب و آلام اُٹھانے کے بعد ان کو قدرتی طور پر آرام لینے کی چاہت تھی اور ایسی خستہ حالی اور تہی دستی مین تعمیر شہر کی مشقتین اُٹھانے سے وہ گریز کرتے تھے اور ان کے دلون مین روما کو چھوڑ کر کے شہر وی آی چلے جانے کا خیال پھر عود کر آیا تھا جہان ہر قسم کا سامان زیست بافراط موجود تھا اور جہان کسی مکان یا عمارت بنانے کی انھین ضرورت نہ پڑ سکتی تھی۔ خود غرض خوشامدیون نے بھی انکے اس خیال کو تقویت دی اور اسی ضمن مین اُن معاندانہ شبہات پر بھی، جو کامی لس کے خلاف اس کے دشمن پیدا کرتے تھے، وہ دوبارہ توجہ مبذول کرنے لگے۔ مثلاً اس بات پر کہ کامی لس خود غرض ہے اور ایک بنے بنائے شہر مین جانے سے محض اپنی ذاتی نمود کے لیے انھین روکتا ہے اور مجبور کرتا ہے کہ وہ اسی منہدم شہر کو جسے غالون نے جلا کر خاک کا ڈھیر کر دیا ہے نئے سرے سے تعمیر کرے تا کہ اُسکی ناموری ہو اور وہ نہ صرف ایک سپہ سالار یا حاکم بلکہ رومیولس کی جگہ روما الکبرٰے کا قابل احترام بانی بھی سمجھا جاے۔ مجلس ملکی نے یہ چرچے سنے تو پھر بد امنی کا خوف ہوا اور اسکے ارکان نے کامی لس کو عہدۂ مختار السلطنتی سے ایک سال تک دست کش نہ ہونے دیا حالانکہ نہ تو پہلے کبھی یہ عہدہ چھ مہینے سے زیادہ کسی کے پاس رہا تھا اور نہ خود کامی لس اپنی میعاد بڑھانے کا خواہان تھا۔ ساتھ ہی انھون نے عوام الناس کی دلبری اور ہمت افزائی مین کوئی دقیقۂ کوشش باقی نہ چھوڑا اور طرح طرح سے انھین روما کو دوبارہ بسانے کی ترغیبین دین مثلاً کبھی

انکے بزرگون کے مقابر اور درگاہون کا واسطہ دیا کبھی اُن مقدس معابد کو یاد دلایا جنکی نگرانی رومیولس، نیوما پا اور شاہان قدیم نے انکے سپرد کی تھی اور دلائل مذہبی مین سب سے بڑھکر اُس سر کی دلیل پیش کی جو قلعہ شہر کی بنیاد ڈالتے وقت جسم سے تازہ علیحدہ کیا ہوا پایا گیا تھا اور جو ایک ربانی اشارہ تھا اس امر پر کہ یہی قلعۂ رومہ سارے ملک اطالیہ کا سر یعنی سردار ہوگا — پھر انھون نے وہ مقدس آگ جسے لڑائی کے بعد دوبارہ ورلیون نے روشن کیا تھا یاد دلائی اور جتایا کہ اب اس شہر کو چھوڑنا اور یہان کی آگ کو بجھنے دینا بڑی شرم کی بات ہوگی خصوصاً اس طرح پر کہ ہم لوگ کہین اور اٹھ جائین اور اس مقام پر جہبی آن بسین یا ویران ہوتے ہوتے وہ مویشیون کی چراگاہ کا میدان بن جائے" اس قسم کی حجتین تھین جو رومہ کے مقتدر باشندے کبھی ناصحانہ پیرائے مین، کبھی بگڑ بگڑ کے اور کبھی عاجزی کے ساتھ اپنے ہموطنون کے سامنے پیش کرتے اور کیا گھر مین اور کیا باہر جلسون مین ہر جگہ انھین دُہراتے تھے۔ اُدھر سے جواب مین اہل شہر اپنی بے کسی اور درماندگی کی فریاد بلند کرتے اور ملتجی ہوتے کہ ہمین، جو شکستہ جہاز کے مسافرون کی طرح پہلے ہی مبتلائے آلام و پریشانی ہین، ایک تاراج و برباد شہر کی پُر مشقت مرمت پر مجبور نہ کرو خصوصاً اس حالت مین کہ ایک پہلے سے بنا ہوا شہر آباد ہونے کے لیے موجود اور ہمارے سامنے ہے ؛

انھین اختلافات کے خیال سے کامی لس نے اس مسئلے کو جلسۂ عام مین پیش کرنا مناسب سمجھا اور خود اس مین ایک طویل تقریر کی اور نہ صرف اپنے وطن بلکہ بہت سے اہل وطن کی مخلصانہ وکالت و نیابت کا حق ادا کیا۔ اس کارروائی کے بعد آخر مین رائین طلب کرنے کی نوبت آئی اور لوسیس لسرشییس کی پکار ہوئی جسکا نام سب سے اوّل تھا اور جسکے بعد، کامی لس نے حکم دیا کہ، ہر شخص ترتیب سے اپنی اپنی راے دے ؛ جب خاموشی ہوگئی اور لوسیس نے سامنے آکے اپنا خیال بیان کرنا چاہا تو عین اُسی وقت اتفاقاً ایک یکصدی افسر ایوانِ جلسہ کے باہر پہرہ داروں کی جمعیت لیکے گذرا اور علم بردار سے بہ آواز بلند کہنے لگا کہ "بس اسی مقام پر ٹھیر جاؤ اور اپنا جھنڈا گاڑ دو یہی جاے سب سے اچھی ہے!" اس برمحل آواز کا، اُس تذبذب و انتشار کے عالم مین بہت اثر ہوا اور

سب نے اُسے مشورۂ غیبی تصوّر کیا اور لوسییس نے عقیدت مندانہ شان سے، بقول خود، دیوتاؤن کے حسب ایا فیصلہ دیا (یعنی رومہ ہی مین رہ جانے کی راے دی) اور اُسی کی اورون نے بھی تقلید کی۔ اس فال گوش نے عوام الناس کے خیالات مین بڑی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی۔ وہ ایک دوسرے کو جوش وحوصلہ دلانے لگے اور پوری سرگرمی سے کام پر لگ گئے۔ لیکن اس گرمجوشی مین انھون نے گلی کوچون کی ترتیب وگنجایش کا مطلق خیال نہ رکھا اور ہر شخص نے جو جگہ قریب ہاتھ لگی یا پسند آئی وہین مکان بنا لیا اور چونکہ مشہور ہے کہ پورا شہر ذاتی جائداد اور سرکاری فصیلون سمیت ایک سال کے اندر اندر انھون نے ازسرنو تعمیر کر لیا تھا، لہذا اس جلدبازی کی وجہ سے گلیان اور مکانات بہت تنگ، پیچ پیچ اور بدصورت رہ گئے۔ اس بدنظمی کی حالت مین بھی کامی لس کے مقرر کردہ لوگ مقدس مقامات کی سراغ رسانی مین مصروف تھے اور جب پلاٹیم کے گرد پھر کر انھین مریخ دیوتا کی دیول کا پتہ چل گیا تو ہرچند وہ غالون کی تاراجی اور آتش زنی سے محفوظ نہ رہا تھا پھر بھی اس جگہ کو صاف کیا گیا اور آتش زدہ ملبا ہٹ گیا تو راکھ کے ڈھیر مین رومیولس کے فال دیکھنے کا عصا دبا ہوا ملا۔ اس قسم کے عصے ایک سرے پر سے مڑے ہوے اور لی تُوس کے نام سے موسوم ہوتے ہین اور پرندون کی اُڑان سے جب فال دیکھی جاتی ہے تو بروج آسمانی کی تقسیم انھی عصون کے ذریعے کرتے ہین اور رومیولس کہ فال کھولنے مین بڑا ماہر تھا، اسی عصے سے کام لیتا تھا، اور جب وہ دنیا سے غائب ہوا تو پجاریون نے یہ عصا دیگر تبرکات کے مانند لوگون کی دسترس سے بچا کے مریخ کے دیول مین رکھ دیا تھا۔ اب جو انھون نے دیکھا کہ اور سب چیزین جل جانے کے باوجود یہ عصا آگ سے محفوظ اور جون کا تون سلامت رہا تو انھین بڑی خوشی ہوئی اور وہ اسے رومتہ الکبریٰ کی خوش بختی اور دوامی سلامتی کی فال سمجھے۔ لیکن رومیون کو بہ مشکل اپنی مشقتون سے مہلت ملی تھی کہ ایک نئی جنگ چھڑ گئی اور ایک طرف تو ایکوئی، والسکی اور لاطینی قومون نے انکے علاقون پر حملہ کیا اور دوسری طرف ٹسکنون نے انکے حلیف شہر سٹریم کو گھیر لیا۔ ابتدا مین رومی فوجون کی کمان جنگی ٹربیونون کے ہاتھ مین تھی لیکن وہ چارون طرف سے ایسے

محصور ہوے کہ خود خیمہ گاہ کی حالت مخدوش ہوگئی اور انھین رومہ سے فوری امداد مانگنی پڑی اس وقت پھر کامی لَس تیسری مرتبہ ڈک ٹیٹر منتخب ہوا اور تمام جنگی انتظامات اس کی ماتحتی مین دیدیے گئے ؛؛

اس محاربے کے متعلق دو بیان ہین - مین پہلے اُس کو نقل کرتا ہون جو زیادہ تر افسانے کی شان لیے ہے :-

کہتے ہین کہ لاطینیون نے (خواہ محض حیلے سے خواہ فی الواقعی دونون قومون کی قدیم رشتہ داری تازہ کرنے کے خیال سے) اہل رومہ سے چند آزاد لڑکیان (شادی مین) دینے کی درخواست کی رومی لوگ کمال متردد ہوے کہ اس پیغام کا کیا جواب دین (کیونکہ ابھی پچھلی مصیبت و پریشانی سے انھین پوری طرح نجات نہ ملی تھی اور وہ اس حال مین لڑائی مول لیتے ڈرتے تھے اور دوسری طرف انھین شبہ تھا کہ لاطینیون کا یہ مطالبہ جسے انھون نے قیام اتحاد اور تمنائے قرابت کا رنگ دیا تھا، سیدھی لفظون مین، چند یرغمال حاصل کرنے کی ترکیب تھی اور بس) اس وقت ایک جوان ملازمہ نے جس کا نام ٹوٹولا، یا دوسرے قول کے مطابق، فلوطیس تھا، حکام شہر کو آمادہ کر لیا کہ اسکے ہمراہ چند اور قبول صورت ماماؤن کو شریف خواتین کا سا لباس عروسی پہنا کر دشمنون کے پاس پہونچا دیا جائے اور باقی سب انتظام وہ اُس پر چھوڑ دین - مجسٹریٹون نے یہ بات منظور کر لی اور جتنی عورتین اُس نے اپنے مطلب کے لیے ضروری بتائین، انھین بیش قیمت لباس اور زیورات سے آراستہ کرکے لاطینیون مین بھجوا دیا جو کہ شہر سے قریب ہی خیمہ زن تھے - جب رات ہوئی تو باقی عورتون نے تو لاطینی سپاہیون کی تلوارین چھپا دین اور خود ٹوٹولا یا فلوطیس ایک جنگلی انجیر پر چڑھ گئی اور وہان سے ایک موٹا اونی کپڑا لٹکا کر مشعل دکھائی جو امین اور رومی سپہ سالارون مین حملہ کرنے کی ایک علامت قرار پاگئی تھی - ان سپہ سالارون کے سوا کسی شہری کو اس سازش کا علم نہ تھا اور اسی لیے جب وہ افسرون کے حکم سے شہر کے باہر نکلے تو انمین کوئی ترتیب و باقاعدگی نہ تھی اور وہ بڑی دھکا پیل کرتے اور اپنے اپنے ساتھیون کو پکارتے ہوے جا رہے تھے - وہ دشمن کے پڑاؤ پر پہونچے تو پا اسکے سپاہی

سوئے پڑے تھے یا بے خبری کی وجہ سے کچھ نہ کر سکتے تھے چنانچہ رومیون کا بہ آسانی ان کے خیمہ گاہ پر قبضہ ہوگیا اور بہت کم لاطینی زندہ بچ کر بھاگ سکے۔ یہ واقعہ جولائی کی نومی (نوین تاریخ) کو گذرا ہے جو پہلے کوان ٹلس کہلاتی تھی۔ بعد ازان اسی دن ایک تہوار منایا جانے لگا جسمین مذکورۂ بالا واقعے کی نقل کی جاتی ہے اور اوّل اوّل ایک ہجوم شہر سے دوڑتا ہوا نکلتا ہے اور لوگ آپس مین بعض عام اور مشہور نام، مثلاً کے اس، مرقس، لوسیس وغیرہ پکارتے جاتے ہین۔ پھر کچھ چھوکریان، اچھے اچھے لباسون مین، کھیلتی کودتی چہلین کرتی آتی ہین اور آپس مین یا جو لوگ آتے ہین انکے ساتھ نقلی لڑائی بھی لڑتی ہین یہ دکھانے کو کہ انھون نے بھی لاطینیون کے خلاف جنگ مین حصہ لیا تھا۔ اس کے علاوہ جنگلی انجیر کی ٹہنیون کی سائے مین اس روز سب لوگ بیٹھ کے کھاتے پیتے اور وقت گذارتے ہین اور تہوار کو بھی نونی کپ روٹنی کہتے ہین جسکی اصل رومی لفظ کپ ری فی کس (بمعنی جنگلی انجیر) سے بتائی جاتی ہے کہ جنگلی انجیر پر ہی چڑھکر فلوطیس نے مشعل دکھلائی تھی۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ اس میلے کی اکثر باتین شاہ رومیولس کے غائب ہونے کی یادگار ہین کیونکہ اسی تاریخ وہ ایک ناگہانی طوفان اور تاریکی مین (بعض لوگ اسے سورج گہن خیال کرتے ہین) شہر کے باہر "بکریون کی منڈی" نام مقام سے غائب ہوگیا تھا، بکری کو لاطینی زبان مین کپرا کہتے ہین اور اسی سے تہوار کا نام کپ روٹنی پڑا جیسا کہ رومیولس کی سوانح عمری مین ہم بیان کر آئے ہین ؎

لیکن لاطینی لڑائی کے بارے مین اکثر مصنفین دوسرے بیان کو ترجیح دیتے ہین جو حسب ذیل ہے جب کامی لس سہ بارہ مختار السلطنت منتخب ہوا اور خبر ملی کہ رومی فوج کو ولسکی اور لاطینی لشکرون نے گھیر لیا ہے تو وہ نہ صرف کم سنون کو بلکہ معمرون کو جن کی عمر سن جنگ سے تجاوز کر چکی تھی فوج مین بھرتی کرنے پر مجبور ہوا اور پھر کوہ می سیس کے گرد ایک لمبا چکر کاٹ کے، بغیر معلوم ہوئے دشمن کی پشت پر اپنے سپاہی جما دیے اور اس مقام سے بہت سے الاؤ جلا کے اپنے آپہونچنے کی اطلاع دی۔ یہ دیکھ کے رومی محصورین کی ہمت بندھ گئی اور وہ اپنے پڑاؤ سے نکل کے حملے کی تیاریان

کرنے لگے۔ لیکن فریق مقابل نے دونون طرف سے رومیون کی زد مین آجانا مخدوش سمجھا اور اپنے تئین ہٹا کر عارضی استحکامات مین محفوظ کرلیا اور پڑاؤ کے چارون طرف درخت کاٹ کاٹ کے نہایت مضبوط حصار بنالیا اور ارادہ کیا کہ مزید کمک آنے تک اسی مقام مین رہ کر جنگ کرتے رہین، نیز انھین اپنے حلیف ٹسکنون سے بھی اعانت کی توقع تھی۔ کامی لس انکا مطلب سمجھ گیا اور اس اندیشے سے کہ جس طرح اس کے دشمن گھیرے مین آگئے تھے کہین خود اس کی فوج دونون جانب سے زد مین نہ آجاے اس نے ارادہ کیا کہ جو کچھ کرنا ہے دشمن کی کمک آنے سے پہلے فوراً کرلے۔ انکے پڑاؤ کی گرد کچ اسے معلوم تھا کہ شہتیرون سے بنی ہوئی ہین اور یہ دیکھکر کہ سورج نکلتے ہی پہاڑون کی طرف سے برابر ایک تیز ہوا چلتی رہتی ہے اس نے ان کے پڑاؤ مین آگ لگادینے کی تجویز سوچی اور بہت سی آتش گیر اشیا فراہم کرنے کے بعد علی الصباح ایک حصہ فوج کو دوسری طرف بھیجدیا اور حکم دیا کہ حملے کے وقت جس قدر ممکن ہو سپاہی شور وغل مچائین اور دشمن کو اپنی طرف متوجہ رکھین۔ پھر خود اُس جماعت کو، جسکے پاس آگ لگانے کا سامان تھا، دوسری سمت لے آیا جدھر کہ ہوا چلتی تھی اور موقع کا انتظار کرنے لگا۔ سورج بلند ہوتے ہی حملہ شروع ہوا اور ساتھ ہی پہاڑون کی طرف سے ہوا کے جھکڑ چلے، اس وقت کامی لس نے اپنے دستے کو ہلے کا اشارہ کیا اور سپاہیون نے بڑھ بڑھ کر اس کثرت سے جلتی ہوئی چیزین اور آگ پھینکی کہ اس جانب تمام گرد کچون مین شعلے بھر گئے اور ملے ہوے شہتیرون اور لکڑی کے کٹہرون نے آگ لیتے ہی سارے پڑاؤ کو دائرۂ آتش بنادیا، پھر تو ہر سمت آگ ہی آگ پھیل گئی اور لاطینی، جو اس بلاے ناگہانی کے لیے مطلق تیار نہ تھے اور نہ آگ بجھانے کا کوئی سامان رکھتے تھے خود بخود گھبرا کر ایک چھوٹے سے حلقے مین جمع ہو گئے اور آخر کار مجبور ہو کر دشمنون کے مقابلے مین نکلے جو ہر طرف گھیرا دیے انکے استقبال کے واسطے تلوارین کھینچے تیار کھڑے تھے۔ ان مقابلہ کرنے والون مین سے بہت کم اشخاص بچ کے نکل سکے باقی جو پڑاؤ مین ٹھیرے رہے وہ آگ کا شکار ہوے جو اس وقت تک کہ خود رومیون نے لوٹ مار کے خیال سے نہ بجھایا، فرو نہ ہوئی۔

اس کارروائی کے بعد کامی لس نے قیدیوں اور مال غنیمت کی نگرانی پر تو اپنے بیٹے لوسیس کو چھوڑا اور خود دشمن کے علاقے مین گھس کر شہر ایکوی کو تسخیر اور وال سکن قوم کے باقی ماندہ لوگون کو اطاعت پر مجبور کیا پھر بہ تعجیل شہر سٹریم کی طرف مڑ کہ اپنے حلیفون کو امداد پھونچائے - اُسے یہ خبر نہ تھی کہ وہ شہر اُسی زمانے مین مسخر ہو چکا ہے اور وہ ان کا محاصرہ اٹھانے کے خیال سے تیزی کے ساتھ فوج کو لیے جا رہا تھا کہ راستے مین اہل سٹریم ملے جو اپنے شہر کو دشمن کے حوالے کر آئے تھے اور تن کے کپڑون کے سوائے کوئی شے انکے پاس فاتحین نے نہ چھوڑی تھی - ایسی حالت مجبوری مین وہ خانمان خراب اپنی بیوی بچون کو لیے، تقدیر کو روتے جا رہے تھے، کہ کامی لس پر بڑا اثر پڑا اور جب اُس نے اپنے سپاہیون کو بھی اُن سے گلے مل مل کے روتے دیکھا تو ارادہ کر لیا کہ جو کچھ ہو آج ہی سٹریم پھونچے گا اور اپنے بدنصیب حلیفون کا انتقام لینے مین تاخیر کو راہ نہ دیگا - اس کے علاوہ یہ بھی اُسے امید تھی کہ دشمن کو اس موقع پر بالکل غافل اور عیش و آرام کرتا ہوا پائیگا کیونکہ ابھی اُس نے اتنا بڑا اور دولت مند شہر حاصل کیا تھا اور اندر باہر اُسے کسی حریف کا خطرہ نہ تھا؛ چنانچہ یہ قیاس مِن وعَن درست نکلا اور کامی لس نہ صرف مضافات کو بے خبر ہوے طے کر آیا بلکہ بلا دقت شہر پناہ اور دروازون پر قابض ہو گیا کہ اُن پر کوئی محافظ اور نگرانی کرنے والا نہ تھا اور تمام ٹسکن سپاہی فتحمندی کی خوشی مین بے غل وغش ادھر اُدھر مکانون مین بیٹھے جشن اُڑا رہے تھے - یہی نہین بلکہ جب انھین نے الواقعی بھی علم ہو گیا کہ دشمن شہر پر قبضہ کر چکا ہے (تو انھون نے اس قدر کھایا اور شرابین پی تھین) کہ صرف چند آدمی ایسے تھے جنھون نے بچ کر بھاگ جانے کی کوشش کی ورنہ باقی سب نے یا اپنے تئین مظفر و منصور رومیون کے حوالے کر دیا اور یا گھرون مین بیٹھے کمال بزدلی کے ساتھ موت کا انتظار کرنے لگے؛

اس طرح شہر سٹریم ایک ہی دن مین دو مرتبہ مسخر و مفتوح ہوا اور پہلے اگر کامی لس ہی کے بر وقت نہ پھونچنے سے چھنا تھا تو اب چھیننے والون سے بھی محض اُسی کی شجاعت و مستعدی نے واپس لیا - ان کارنامون کے صلے مین، جو اسکی پچھلی فتوحات سے کچھ کم باعث فخر و امتیاز نہ تھے

اسے پھر جلوس فتح نکالنے کی عزت حاصل ہوئی اور وہ شہری بھی کہ پہلے اس کو اچھا نہ جانتے تھے اور ازراہ تحقیر اس کی کامیابیون کو ذاتی قابلیت کے بجاے محض اتفاق اور خوش قسمتی سے منسوب کرتے تھے، اب مجبور ہوگئے کہ ان آخری کامون کو اسی کی غیر معمولی محنت وکاردانی کا نتیجہ تسلیم کرین ؛

کامی لس کے مخالفین اور حاسدان شہرت مین سب سے نمایان مرقس مان لیس تھا - یہ وہی شخص ہے جس نے غالون کا شبخون قلعہ رومہ پر دفع کیا اور اسکے صلے مین (کیپی ٹلی نس، قلعے والا) یا صاحب قلعہ کا خطاب پایا تھا؛ جمہوریہ رومہ مین اولیت اور تفوق حاصل کرلینے کی اُسے بڑی ہوس تھی اور جب وہ شریفانہ کامون مین نامور کامی لس سے بازی نہ لے جاسکا تو اُس نے مطلق العنانی حاصل کرنے کا بُرا نا طریقہ اختیار کیا (جس سے عوام الناس، خصوصاً مقروضین، کو ملا نا مراد ہے) بہت سے قرض دارون کی عدالت مین قرضخواہون کے خلاف اُس نے وکالت کی، بعضون کو قانونی احکام کے علے الرغم اُس نے زبردستی واجبی مواخذہ ہونے سے بچالیا اور اس طرح تھوڑے دن مین مفلس قلاشون کے ایک گروہ کثیر کو اپنا طرفدار بنالیا جنکے ایوان عام مین، شورش اور ہنگامے بپا کرنے سے تمام معززین شہر خوف زدہ اور متوہم ہوگئے ؛ انھین بدعنوانیون کے انسداد کے واسطے کوان ٹِس کو مختار السلطنت مقرر کیا گیا اور جب اُس نے مان لیس کو شورش انگیزی کے جرم مین گرفتار کردیا تو اکثر عوام الناس نے اپنے لباس بدل دیے اور یہ وہ اظہار الم کی صورت ہے جو صرف بڑی بڑی قومی مصیبتون کے موقعے پر جایز رکھی جاتی ہے - لہذا مجلس ملکی کو فساد کا اندیشہ ہوا اور اُس نے مان لیس کو رہا کرا دیا - لیکن رہائی پانے کے بعد اپنا طرز بدلنے کے بجاے وہ اور سرکش ہوگیا اور سارے شہر مین فرقہ بندی اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دی - اسی بنا پر کامی لس کو پھر جنگی ٹربیون منتخب کیا گیا اور مان لیس کی طلبی عدالت مین ہوئی کہ الزامات شورش کی جواب دہی کرے - مگر جس مقام پر تحقیقات کی جارہی تھی اُس نے مان لیس کے فریق مقابل کے راستے مین بڑی رکاوٹ پیدا کی

کیونکہ اتفاقاً یہ جگہ عین قلعہ رومہ کے نیچے تھی اور وہان سے قلعے کا وہ حصہ صاف نظر آتا تھا
جہان مان لیس نے غالون کا مقابلہ کیا تھا لہذا جونہی ملزم آب دیدہ ہوکر اپنے ہاتھ اُدھر بلند کرتا،
تمام حاضرین کو اسکا پچھلا کارنامہ یاد آجاتا اور ترس کھانے لگتے۔ اس حال مین جج حیران تھے کہ کیا
کرین اور بار بار اسکے مقدمے کو ملتوی کر دیتے تھے کہ جرم بخوبی ثابت ہوگیا تھا اور اُسے چھوڑنا تو
انھین گوارا نہ تھا، لیکن اس حال مین کہ اسکا شجاعانہ کام گویا نگاہ کے سامنے تھا، وہ سزا بھی تجویز نہ
کرسکتے تھے:۔ نظر براین کامی لس نے مقام تحقیقات بدل دینا ہی مناسب سمجھا اور عدالت کو
وہان سے ہٹا کے شہر کے باہر پاٹلی کی بغیچی مین لے گیا جہان سے قلعے کا کوئی حصہ بھی نظر نہین آسکتا
یہان اسکے مخالف (مستغیث) نے پوری طرح اپنا استغاثہ پیش کیا اور جج اس قابل ہوے کہ
اُسکے مجرمانہ افعال کو ذہن نشین رکھ سکین آخر مین وہ مجرم ثابت ہوا اور قلعہ پر لیجا کر سر کے
بل پہاڑی کے اوپر سے گرا دیا گیا۔ گویا وہی جگہ کہ اسکے بہترین کارنامے کی گواہ عادل تھی اُس کے
افسوسناک ترین انجام کی یادگار بنی۔ علاوہ ازین رومیون نے اسکا مکان گرا کے زمین کی برابر
کر دیا اور وہان موتی ٹا دیوی کے نام پر ایک مندر بنایا۔ نیز آئندہ کے لیے یہ آئین وضع کیا کہ
طبقۂ اُمرا کا کوئی فرد بازار قلعہ پر آن کر آباد نہ ہو:۔

اسکے بعد کامی لس کو چھٹی مرتبہ عہدۂ ٹریبیونی پیش کیا گیا اور اُس نے بڑھاپے کی وجہ سے
چاہا کہ معذور رکھا جاے۔ لیکن کچھ عجب نہین جو وہ گردش روزگار سے اندیشہ مند ہوا ہو اور اُس
زوال و ادبار سے ڈرتا ہو جو معلوم ہوتا ہے کہ اقبال مندی کے بعد ضرور آجاتا ہے۔ بہرحال ظاہری
عذر جو اُس نے کیا وہ جسمانی کمزوری ہی کا تھا کہ ان دنون وہ اتفاق سے علیل بھی تھا اور کسی محنت طلب
عہدے کی ذمہ داریان نہ اُٹھا سکتا تھا۔ لیکن اُسکے ہموطنون نے کسی عذر معذرت کو نہ سنا اور شور مچایا کہ
ہمین کامی لس سے کوئی سواری یا پیادہ پائی کی مشقت لینی نہین ہے بلکہ صرف اسکی مشورت اور
ہدایت درکار ہے:۔ چنانچہ آخر مین کامی لس کو انکی بات ماننی پڑی اور فوجی کمان لینے ہی، دوسرے
ٹریبیونون کے ساتھ میدان جنگ مین جانا پڑا:۔ یہ میدان داری پری نس ٹی اور والسکی قومون سے تھی

جنھون نے رومیون کے حلیف شہرون مین سخت مصیبت وتاراجی پھیلا رکھی تھی - جب رومی فوجین دشمن کے قریب پھونچین تو کامی لس نے ، اس وقت کہ اس کی قوت عود کر آئی ، وہین پڑاو ڈالے رکھنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ لڑائی زیادہ طول کھینچ جاے لیکن اُس کا ایک ہم عہدہ لوسیس فوریس کو جنگ اور حصول ناموری کی بڑی بیتابی تھی اور یہی جوش اُس نے فوج کے ادنی چھوٹے افسرون مین بھی پیدا کر دیا تھا، یہانتک کہ کامی لس انھین لڑائی کے ارادے سے باز نہ رکھ سکا اور اس ڈر سے کہ کہین اُسکی مخالفت نوجوان افسرون کے حسد پر مبنی سمجھی جاے، بادل ناخواستہ رضامند ہو گیا کہ خود بسبب ناطاقتی چند آدمیون کے ساتھ پڑاو مین ٹھہرا رہے اور اسکا ساتھی لوسیس میدان مین نکل کے مقابلہ کرے *

لوسیس نے فوج کو اندھا دُھند لڑایا اور شکست کھائی لیکن جب کامی لس نے رومیون کو پسپا ہو کے بھاگتے دیکھا تو اُس سے نہ رہا گیا وہ بے قرار ہو کے بچھونے پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے باقی ماندہ رفقا کو لے کر دوڑا کہ بن پڑے تو لڑائی کو تھامے اور دشمن کو پڑاو مین نہ گھسنے دے -

کامی لس کے آتے آتے رومی مفرورین پڑاو کے دروازون تک پھونچ گئے تھے پھر بھی جب انھون نے اپنے بڑھے سپہ سالار کو صف مفرورین چیر کر دشمن کے مقابلے مین سینہ سپر ہوتے دیکھا تو جو خیمہ گاہ مین پھونچ گئے تھے مڑ کر اُسکے ساتھ ہوے اور جو باہر سے بھاگے آرہے تھے وہ بھی رُک کر اسکے گرد جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے کہ خبردار اپنے سپہ سالار کا ساتھ نہ چھوڑنا اس طرح جم کر مقابلہ ہوا تو متعاقبین رُک گئے اور اُس دن لڑائی یہین تک پھونچ کے ختم ہو گئی لیکن دوسرے دن کامی لس نے اپنے ہاتھ مین کمان لی اور بزور وزبردستی غلبہ کامل پایا اور دشمن کو ریلا دیتا ہوا ساتھ ہی ساتھ اُنکے پڑاو مین داخل ہو گیا جہان اُن کی تعداد کثیر کام آئی اور خیمہ گاہ پر رومیون کا قبضہ ہو گیا * اسکے بعد یہ سنکر کہ شہر سٹریکم کو ٹسکنون نے فتح کر لیا ہے اور وہان کے تمام رومی باشندون کو مار ڈالا ہے، کامی لس اُدھر متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے بہت سے سپاہیونکو جو بھاری زرہ بکتر پہنے ہوے تھے واپس روانہ کیا اور صرف نہایت چالاک اور طاقتور جوانون کو

جنگر اپنے ساتھ رکھا پھر یلغار کرتا ہوا ایکایک لسکنون پر جا پڑا (جو شہر پر قابض تھے) اور ایک فیصلہ کن فتح پائی جسمین ہزارون لسکن قتل ہوے در جو بچے انھون نے بہ مشکل بھاگ کر جان بچائی یہ کامیابیان پا کے وہ بہت سے مال غنیمت کے ساتھ روسہ لوٹا اور ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہی لوگ زیادہ دانش مند تھے جنھون نے اسکی ضیعفی اور علالت کا لحاظ نہ کیا تھا بلکہ شجاعت و کاروائی کی بنا پر اُسے اُن تمام جوشیلے نوجوانون پر ترجیح دی تھی جو ناموری کی ہوس مین بڑھ بڑھ کے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ فوج کی سپہ سالاری انھین دیدی جائے ؛

اسی اثنا مین ٹسکلا نون کی بغاوت کی خبر آئی اور انھین مغلوب و مطیع کرنے کا اہم کام بھی کامی لس کے سپرد کیا گیا اور اُسے اجازت دی گئی کہ اپنے ہم عہدہ ٹربیونون مین سے جس ایک شخص کو چاہے ہمراہی کے لیے منتخب کر لے۔ انھین سے ہر ایک مشتاق تھا کہ یہ عزت مجھے ملجائے لیکن تمام امیدون کے خلاف، کامی لس نے سب کو چھوڑ کر اسی لوسیس فیوریس کا انتخاب کیا جس نے چند ہی روز پہلے کامی لس کی بات نہ سنی تھی اور جوش تہور مین لڑائی لڑ کر رومیون کو قریب قریب مغلوب کرا دیا تھا۔ اسکے معنے یہ ہین کہ وہ لوسیس کی غلطی پر پردہ ڈالنا چاہتا تھا تاکہ وہ اُس کے بار ندامت سے نجات پا جائے ؛ جب کامی لس کے فوج لیکر آنے کی اطلاع ہوئی تو سرکش اسکلانون کو سوا اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اپنی بغاوت چھپانے کی کوشش کرین۔ چنانچہ رومی انکے علاقے مین پہونچے تو کسان بالکل اطمینان کے ساتھ اپنے کھیتون مین ہل چلا رہے تھے، شہر پناہ کے دروازے کھلے ہوے تھے، مکتبون مین بچے پڑھ رہے تھے اور کیا تجارت پیشہ اور کیا کاریگر اہل حرفہ سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف تھے اور معزز لوگ معمولی لباس پہنے ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ ہی نہین پیش آیا ہے اور گویا ان کا کسی سے لڑائی جھگڑا ہی نہین ہے! اور جونہی رومی شہر کے پاس آئے ان کے حکام دوڑے ہوے استقبال کو گئے اور ان کے ٹھیرانے کا انتظام کرنے لگے۔ گویا نہ انھین اپنے کسی قصور کا علم ہے نہ اسکی سزا کا کوئی خوف! یہ عیاریان اگرچہ کامی لس کو دھوکے مین ڈالنے کے لیے کافی نہ تھین پھر بھی ظاہر کرتی تھین کہ وہ اپنے کیے پر پشیمان اور تلافی مافات پر آمادہ ہین

پس کامی لس کو اونیز ترس آیا۔ اُس نے انھین ہدایت کی کہ مجلس رومہ سے اپنا قصور معاف کرائین اور خود بھی انکے لیے سعی وسفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے شہر کو معافی دیدیگئی اور دوبارہ رومی شہریت کے حقوق عطا ہوے۔ کامی لس کی چھٹی ٹریبیونی کے مشہور مشہور واقعات یہ تھے جو مین نے اوپر بیان کیے ہیں۔

اس کے بعد لسی نیس سٹولو نے شہر مین بڑا ہنگامہ اُٹھایا اور عوام الناس کی طرف سے مطالبہ کیا کہ دو قنصلون مین سے ایک طبقۂ عوام مین سے انتخاب کیا جاے۔ (اب تک دونون قنصل طبقۂ امرا مین سے منتخب کیے جاتے تھے) ارکان مجلس اسکے خلاف تھے اور اس وجہ سے انمین اور لوگون مین علانیہ مخالفت پیدا ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ جب عہدہ دارون کے انتخابات کا وقت آیا تو ٹریبیون لوگون نے مقرر کر لیے لیکن قنصلون کے تعین وانتخاب مین بڑی گڑبڑ مچائی اور کوئی کارروائی نہ ہونے دی۔ اب چونکہ کسی اعلیٰ حاکم کے نہ ہونے سے نہایت بدانتظامی پھیلی جاتی تھی لہذا مجلس نے پھر اپنا قانونی حق استعمال کیا اور کامی لس کو چوتھی مرتبہ مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) بنایا حالانکہ اس انتظام سے تصرف عوام الناس نہایت ناراض تھے بلکہ خود کامی لس بھی نہ چاہتا تھا کہ امرا کی وجہ سے (جو محض اپنا مطلب نکالنے کے لیے اُسے بڑھا رہے تھے اور خدا سے چاہتے تھے کہ یا وہ لوگون کو کچل دے یا لوگ اُسے ذلیل و برباد کر دین) طبقۂ عوام کی ناراضی مول لے جس نے ہمیشہ لڑائیون مین اسکا ساتھ دیا تھا اور جس کی جانبازی کی بدولت ہی کامی لس کو وہ جلیل الشان کامیابیان اور یہ تمام ناموری حاصل ہوئی تھی۔ بایں ہمہ مختار السلطنت بننے کے بعد اُس نے ارادہ کیا کہ بہترین طریقے سے اس شورش کا دفعیہ کرے اور اس غرض سے خاص اُس دن جس دن کہ ٹریبیون مذکورہ مطالبہ قانونی طور پر پیش کرنے والے تھے، اُس نے ایک جلسۂ عام قرار دیا اور ایوان شہر کے بجاے حکم دیا کہ سب لوگ شہر کے باہر کیمپس (یعنی پڑاؤ) کے میدان مین جمع ہون، ساتھ ہی عدول حکمی کرنیوالون پر بھاری جرمانہ کرنیکی دھمکی دی۔ ان دھمکیون کے جواب مین ٹریبیونون نے بالاتفاق یہ معاہدہ کیا کہ اگر کامی لس اسی طرح لوگونکو قانون جدید کے واسطے راے دینے سے روکتا اور ٹلاتا رہا تو وہ خود اُس پر پچاس ہزار درہم جرمانہ کرینگے! اب نہ معلوم

اس جرمانے کے خوف سے یا بصورت دیگر جلا وطنی اختیار کرنیکے اندیشے سے جو پچھلے کارناموں کے بعد
اس ضعیفی مین یقیناً سخت ناگوار ہوتی، اور یا اس وجہ سے کہ جمہور الناس کی روز افزون شورش روکنے کی
اُس نے اپنے مین قوت و استطاعت نہ دیکھی، وہ اُس وقت تو اپنے گھر مین چلا گیا اور پھر کچھ دن علالت
کے عذر سے خانہ نشین رہنے کے بعد آخر کار اُس نے اپنے عہدے سے استعفا دیدیا۔ اور اب مجلس نے اسکا
ایک اور جانشین مقرر کیا جس نے اہل شورش کے سردار اسٹولو کو اپنا افسر رسالہ بنا کے اُس قانون کے
پاس ہو جانیکی اجازت بھی دیدی جو طبقۂ امرا کے لیے سراسر نقصان رسان تھی اور جسکے رو سے کوئی شخص
پانچ سو ایکڑ زمین سے زیادہ اپنے قبضے مین نہ رکھ سکتا۔ اس کامیابی نے اسٹولو کو بہت نامور کر دیا تھا
لیکن چند روز بعد ثابت ہوا کہ اورونکے لیے جتنی زمین رکھنی اُسنے جایز قرار دی تھی خود اُس سے زیادہ پر قابض ہے
لہذا اُس پر مقدمہ قایم ہوا اور جو سزا اپنے قانون کی خلاف ورزی کے لیے اُس نے مقرر کی تھی وہ سب
سے پہلے خود اُسی کو بھگتنی پڑی۔

اس عرصے مین قنصلون کے انتخاب کا زمانہ پھر قریب آیا اور اصلی بنا سے فساد پھر تازہ ہونے لگی
تھی (کیونکہ اصل شے جس نے عوام اور خواص مین تفرقہ ڈالا یہی نزاع تھی) کہ اتنے مین خبر ملی کہ غال بحیرۂ
اڈریاٹک سے چل چکے ہین اور انکا ٹڈی دل دوبارہ رومہ پر یورش لا رہا ہے۔ اس خبر کے بعد ہی اُنکی ترکتازیون
کی اور اطلاعین بھی پہونچین۔ یعنی یہ کہ تمام علاقہ جس سے وہ گذر رہے ہین انھون نے تاراج و تباہ کر دیا ہے اور
جو اطالوی اُنسے بھاگ کر رومہ نہ آسکے وہ پریشان و منتشر ہو کر پہاڑونمین چھپ رہے ہین۔ ان خبرون نے
رومہ مین بڑا اثر کیا۔ آنے والی لڑائی کے خوف نے سارے اندرونی جھگڑے بھلا دیے اور عوام و خواص اہل بازار
و مجلس سب نے متفق ہو کر پانچوین مرتبہ کامی لس کو مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) منتخب کیا جو اگرچہ بہت سن رسیدہ
اور اسّی کے پیٹے مین تھا، تاہم ملک و ملت کی نازک حالت کا خیال کر کے فوراً سینہ سپر ہونے پر آمادہ ہو گیا اور
اس موقع پر ضعیفی یا علالت کا عذر کیے بغیر فوج بھرتی کرنیکی کارروائی شروع کر دی۔ اُسے علم تھا کہ لڑائی مین
غالون کا سارا انحصار تلوار پر ہوتا ہے جسے وہ غیر مصنوعی اور وحشیانہ طریق سے چار دن طرف چلاتے ہین اور دشمن
کا شانہ و سر کاٹ دینے کی کوشش کرتے ہین۔ لہذا اس حربے کے دفیعے کے واسطے اُس نے لوہے کے خود تیار کرائے

اور باہر کا رخ چکنا اور چمکدار رکھا کہ تلوار اُس پر پڑے تو پھسل جاے یا ٹوٹ جاے۔ ساتھ ہی ڈھالون مین بھی پیتل کے کنارے جڑوا دیے کیونکہ محض چوبی ڈھالین ضربون کی سہار نہ لا سکتی تھین اور اکثر ٹوٹ جاتی تھین۔ اس کے علاوہ کامی لس نے اپنے سپاہیون کو دست بدست مقابلے مین برچھی سے کام لینا سکھایا اور اُسی کی چھڑ پر تلوار کا وار روکنے کی تعلیم دی ؛

جس وقت غال غنایم سے لدے پھندے اور اپنا بھاری اٹالا لیے قریب پہونچے اور انیو ندی پر پڑاؤ ڈالا تو کامی لس نے اپنی فوج باہر نکالی اور ایک اونچی ٹیکری پر خیمے لگائے۔ یہ بلندی زیادہ دشوار گذار نہ تھی لیکن اوپر جا بجا گڑھے پڑے ہوے تھے جنمین کامی لس نے بہت سے آدمیونکو چھپا دیا تھا کہ دشمن انکی تعداد کا صحیح اندازہ نہ کر سکے اور یہ سمجھ لے کہ رومیون نے ڈر کر اونچی جگہہ پڑاؤ کیا ہے۔ پھر انکے اسی قیاس کو تقویت دینے کے لیے اُس نے انھین اپنی خندقون کے پاس تک بلا روک ٹوک لوٹ مچانے دی اور سپاہیونکو اپنے مضبوط استحکامات مین خاموش بٹھائے رکھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کا ایک حصہ تو دانہ چارا فراہم کرنیکی فکر مین ادھر اُدھر پھیل گیا اور جو یہان باقی رہے انھون نے بے غل و غش دن رات عیش و شراب خواری مین وقت گذارنا شروع کیا۔ یہ کیفیت دیکھکر کامی لس نے رات کے وقت اپنے سب سے ہلکے اسلحہ پوشون کو پہلے سے بھیجدیا کہ دشمن کے خیمہ گاہ سے نکلتے ہی اُس پر جا پڑین اور اُسے اسطرح لڑائی مین اُلجھائے رکھین کہ وہ باقاعدہ صف بندی نہ کر سکے۔ اسکے بعد علی الصباح اپنی باقی اور بڑی جمعیت کو صفِ جنگ کی صورت مین آراستہ کیا اور نیچے کے میدان مین اُتر کے لڑائی مانگی۔ اور سب سے پہلی بات جسنے غالونکی ہمت کو کسی قدر پست کیا یہی تھی کہ انکے دشمن نے توقع کے خلاف جارحانہ روش اختیار کی اور پیش قدمی کا سہرا اُسی کے سر رہا۔ اسکے علاوہ رومی فوج تعداد مین بہت معقول سامنے آئی اور یہ بات بھی غالون کے تمام قیاسات کے برعکس تھی کہ انھین میدان مین نکلتے نکلتے رومیون کے ہلکے اسلحہ پوشون نے آلیا اور قبل اسکے کہ وہ کوئی فوجی ترتیب قائم کر سکین انھین ایسا پریشان کیا کہ وہ اندھا دُھند ہو کے چارون طرف لڑائی لڑنے لگے اور انمین مطلق کوئی نظم و ضابطہ نہ رہا۔ لیکن آخر مین جب کامی لس کے بھاری اسلحہ پوش آگئے تو وحشیون نے انکا مقابلہ پوری قوت سے کیا اور تلوارین علم کر کرکے رومی صفون پر جا پڑے۔ اس حملے کو رومیون نے برچھیون پر روکا ادھر

غالوی تلوارین انکے آہنی خود ون کا کچھ نہ بگاڑ سکین اور نہ صرف انکی دھارین جھیٹی پڑگئین بلکہ نرم اور
بُرے پھل ہونیکی وجہ سے وہ اکثر مُڑ گئین اور ضاربون کے ہاتھ مین دُہری ہو ہوکے رہ گئین۔ ساتھ ہی
رومی برچھون نے اُنکی ڈھالون کو چھلنی کردیا اور یا تہمین یہ برچھے اُلجھے رہ گئے وہ بھاری ہو کر بیکار ہوگئین
اسوقت غالون نے مجبوراً اپنی ڈھالین اور تلوارین پھینک کے دشمن کے برچھے لینے کی کوشش کی اور
ہاتھون سے پکڑ پکڑ کے انھین چھیننے لگے۔ لیکن اُنھین نہتا اور بے پناہ دیکھ کے اب رومیون نے اپنی
تلوارین سنبھالین اور اُنھین ایسی خوبی سے استعمال کیا کہ تھوڑی سی دیر مین غالون کے سینکڑون آگے
بڑھے ہوے سپاہی کام آئے اور باقیماندہ ہموار میدان مین جدھر مُنہ اُٹھا بھاگے کیونکہ اونچے مقامات
اور پہاڑیون پر کامی لس نے پہلے سے قبضہ کر رکھا تھا اور بڑا اوپر وہ جانتے تھے کہ دشمن کا قبضہ بہ آسانی
ہو جائیگا جسکا سبب یہ تھا کہ اپنی فتح کے یقین پر اُسکو اُنھون نے بغیر کسی پہرے چوکی کے خالی چھوڑ دیا تھا
بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لڑائی رومہ کی پچھلی تباہی کے تیرہ برس بعد وقوع مین آئی اور اس سے رومیون کا
حوصلہ بہت بڑھ گیا اور غالون کا جو خوف اُنکے دلون پر بیٹھا ہوا تھا زائل ہو گیا، کیونکہ اسوقت تک وہ اُنکی
پہلی شکست کو اپنی شجاعت پر محمول نہ کرتے تھے بلکہ اُسکی وجہ غالون کا کچھ وبا اور کچھ دیگر اتفاقات سے
پریشان ہو جانا سمجھتے تھے۔ اسی لیے پہلے ان وحشیون کی بڑی دہشت اُنپر چھائی ہوئی تھی کہ انھون نے
ایک قانون وضع کیا تھا کہ مذہبی علما اور پجاری فوجی خدمت سے مستثنیٰ رہینگے لیکن اگر غالون نے حملہ کیا
تو یہ استثنا ٹوٹ جائیگا اور اس وقت اُنھین بھی فوج مین بھرتی کیا جا سکے گا!

کامی لس کا یہ آخری جنگی کارنامہ ہے، باقی شہر ویلی ٹرائی کا از خود اطاعت قبول کرلینا اسی فتح کا ایک
نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ لیکن مُلکی معاملات مین ابھی اُسکو سب سے پیچیدہ اور خاردار مسئلہ سلجھانا باقی تھا جس سے
عوام کا مطالبہ قنصلی مراد ہے کیونکہ مظفر و منصور لوٹنے کے بعد اہل شہر مُصر تھے کہ قانون وقت کی ترمیم کیجائے
اور ایک قنصل انکے طبقے سے لیا جایا کرے۔ ارکان مجلس اسکے سخت مخالف تھے اور یہی سوچ کر انھون نے
کامی لس کو مختار سلطنتی سے علیحدہ نہ ہونے دیا کہ اُسکی قوت و ناموری کی آڑ مین وہ اپنے حقوق امارت کا
بہت عمدہ استحفاظ کر سکتے تھے، لیکن نائبین جمہور یعنی ٹریبیونون نے کامی لس کی مطلق پروانہ کی اور ایک

دن جب وہ اپنے دفتر مین بیٹھا سرکاری معاملات طے کر رہا تھا اُنکا ایک فرستادہ افسر اسکے پاس پہونچا اور
اُسے حکم دیا کہ جسطرح بیٹھا ہے اُٹھ کھڑا ہو اور اسکے ہمراہ (عدالت ٹریبیونی مین) چلے۔ ساتھ ہی اپنا ہاتھ کامی لس
کی طرف بڑھایا گویا زبردستی لیجانے پر آمادہ ہے! اس حرکت پر سارے ایوان مین وہ شور و ہنگامہ مچا کہ پہلے
کبھی سننے مین نہ آیا تھا: کامی لس کے اردگرد جتنے آدمی تھے وہ اُس گستاخ افسر کو چبوترے سے نیچے دھکیل رہے
تھے لیکن نیچے جو مجمع عام تھا وہ چلا رہا تھا کہ "نیچے اُتار لاؤ، کامی لس کو نیچے اُتار لاؤ"۔ اس کشمکش مین کامی لس اگرچہ
سخت پریشان تھا کہ کیا کرے تاہم اُس نے اپنے عہدے سے دست کشی نہ کی بلکہ اہل مجلس کو ساتھ لے کے
ایوان مجلس مین چلا گیا اور اندر داخل ہونے سے پہلے یہ الحاح مراد مانگی کہ اگر یہ ہنگامہ فرو ہو گیا تو اتحاد
کے نام پر ایک مندر تعمیر کراؤنگا۔ اب گو مجلس مین اول اول سخت اختلاف آرا تھا مگر آخر مین اُنھین کی
رائے غالب آئی جو سب سے زیادہ معتدل اور عوام الناس کے ہم خیال تھے اور اس بات کی منظوری
دیدی گئی کہ آیندہ دو مین سے ایک قنصل طبقۂ عوام سے انتخاب کیا جایا کرے۔ جب اس فیصلۂ مجلس کا کامی لس
نے لوگون مین اعلان کیا تو انکی خوشی کی کوئی حد نہ رہی مجلس کے ساتھ بھی اُنھین جو کاوش تھی وہ حسب توقع
زائل ہو گئی اور اپنے مختار السلطنت کو تو وہ بڑے شادیانے بجاتے اُسکے گھر تک پہونچانے آئے۔ دوسرے دن
جلسۂ عام مین اُنھون نے کامی لس کی منت کے موافق بالاتفاق طے کیا کہ ایوان شہر اور چوک کے مقابل اتحاد کا
مندر تعمیر کیا جائے۔ نیز اپنے خاص تہوارون مین، جو تعطیلات لاطینی کہلاتی ہین ایک دن اور بڑھا کے انکی تعداد
چار کر دے۔ اور بروقت اظہار شادمانی کے واسطے حکم دیا کہ ہر شخص آج کے دن سہرے باندھ باندھ کے قربانیان کرے۔
اس کے بعد کامی لس ہی کی نگرانی مین قنصلون کا انتخاب ہوا جس مین مرقس امی لیس طبقۂ خواص مین
کامیاب ہوا اور لوسیس سکٹیس پہلی مرتبہ طبقۂ عوام سے منتخب ہوا۔ یہ کامی لیس کا سب سے آخری کام تھا۔ دوسرے
ہی سال شہر مین ایسی وبا پھیلی کہ ہزارون بندگان خدا اور بہت سے حکام اور ذی مرتبہ اشخاص فنا
ہو گئے۔ انھین مین کامی لس بھی تھا کہ جسکی موت اگرچہ بڑی عمر اور اس سے بھی بڑے کارنامون کی وجہ
سے بے وقت نہین کہی جا سکتی، تاہم اُس اکیلے کا رومیون نے اس قدر سوگ کیا کہ باقی جو لوگ وبا مین
مرے تھے ان سب کا بھی مجموعی طور پر اتنا نہ کیا تھا۔

فارقلیس کے یادگار کارنامے بیان کر دینے کے بعد ہماری تاریخ فے بیس کا تذکرہ چھیڑتی ہے: کہتے ہین کہ اس نام کے ممتاز اور کثیر الافراد خاندان کا مورث اعلی فے بیس اول ہرقل کا بیٹا تھا اور اُس کی مان کوئی جنگل کی پری یا دیہاتی عورت تھی اور وہ ٹیبر کے کنارے پیدا ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس خاندان کا اصلی نام فوڈی تھا اور اُس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ لوگ پہلے درندون کے (شکار کے) لیے گڑھے کھودنے کے بہت شائق تھے۔ فوڈری اب تک لاطینی مین کھودنے کے معنون مین آتا ہے اور اُسی سے فوسا (بمعنی خندق) مشتق ہے رفتہ رفتہ لفظ مذکور کے دو حرفون مین تبدیلی ہوگئی اور وہ خاندان فوڈی کے بجاے فینی کہلانے لگا؛ مگر یہ باتین صحیح ہون یا غلط اس مین شبہہ نہین کہ قدیم سے اس خاندان مین بڑے بڑے نامور لوگ پیدا ہوے اور ان مین سب سے پہلے جسے فے بیس میکسی مس (یعنی فے بیس الاعظم) کا معزز لقب ملا وہ ہمارے فے بیس کا پردادا ہوتا ہے۔ اور اُس کا پورا نام فے بیس رولس تھا؛ فے بیس کو ازراہ تمسخر وریوکوس بھی کہتے تھے کیونکہ اُس کے بالائی ہونٹ پر ایک مسا تھا۔ نیز مسکین مزاجی کی وجہ سے بچپن مین وہ اووی کولا (یعنی بھیڑبچی) کہلاتا تھا۔ گفتگو مین اُسکا اٹکنا اور آہستگی؛ پڑھنے مین اس کی سست روی اور دماغ سوزی؛ بچون کے ساتھ کھیلنے مین اس کا وہم اور کمال بے نفسی سے ہر ایک کے سامنے دب جانا، یہ سب ایسی چیزین تھین کہ سطحی راے لگانے والے اُسے بے وقوف اور بھدا سمجھنے لگے تھے اور بہت کم اشخاص ہونگے جنھون نے اُس کی سست روی مین ایک غیر معمولی مستقل مزاجی کا جلوہ دیکھا یا اس کی حیرت انگیز شیرانہ خوبی اور عالی ظرفی کا صحیح اندازہ کیا تھا لیکن

جب اُس نے قومی معاملات مین حصہ لینا شروع کیا تو اُس کے جوہر کُھلے اور اس کی خوبیان خود بخود ظاہر ہونے لگین جسے لوگ اول اول نقدان سرگرمی تصور کرتے تھے معلوم ہوا کہ وہ فی الحقیقت اُس کے جذبۂ وقتی سے مغلوب نہ ہونے کا نتیجہ تھی اور کلام اور کام مین آہستگی سچی عاقبت اندیشی کا۔ اسی طرح اُس کا ٹھنڈا پن اور عاجلانہ کارروائیون سے احتراز کرنا بھی ثابت ہوا کہ دراصل عین استقلال و پختہ کاری کی علامت ہے ×

فےبیس جانتا تھا کہ وہ ایسی قوم کا فرد ہے جو ہر طرف سے جنگجو دشمنون مین گھری ہوئی ہے پس اُس نے ابتدا سے اپنے جسم کو (جو کہنا چاہیے کہ خاص قدرت کا عطا کردہ سلاح ہے) سخت سے سخت ریاضتون کا عادی بنایا تھا اور فنون سپاہگری مین بڑی مہارت بہم پہونچائی تھی اس کے علاوہ اُس نے اُسی سنجیدگی کے ساتھ تقریر کرنے کی بھی مشق کی تھی جو اس کے عام طرز طبیعت کے مناسب حال ہو۔ بے شبہ اُس کی تقریرین عامیانہ صنائع بدائع سے بالکل عاری ہین لیکن اُن مین ایک خاص وزن پایا جاتا ہے۔ اُس کی زوردار اور پرمغز فصاحت بہت کچھ طوسی دیدس کے طرز سے مشابہ ہے اور اس کا اندازہ ہم اس کے ایک خطبے سے کرسکتے ہین جو آب تک محفوظ ہے۔ یہ تقریر فےبیس نے اپنے بیٹے کے جنازے پر (جو قنصل ہو کے فوت ہوا) مجمع عام مین کی تھی ×

فےبیس پانچ دفعہ عہدۂ قنصلی پر منتخب ہوا اور پہلی قنصلی مین اہل لگوریہ کو ایک فیصلہ کن شکست دی اور اُسی کے صلے مین جلوس فتح نکالنے کی عزت پائی۔ اپنے ہزیمت یافتہ دشمن کو اُس نے کوہ الپس تک دھکیل کر اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ پھر کبھی وہ اپنے ہمسایون کو دق کرنے کی جرأت نہ کرسکا ×اس کے بعد (سلطنت قرطاجنہ کا سب سے نامور جرنیل) ہنی بال، اندلس کے راستے، خاص اطالیہ پر حملہ آور ہوا اور دریائے ٹربیا کی جنگ عظیم مین فتح کامل پائی۔ اس کامیابی نے شکنی کا راستہ صاف کر دیا اور جب اُس کی مظفر و منصور فوجین تمام نواحی علاقون کو روندتی ہوئی آگے بڑھین تو خود روما مین کمال ہیبت و سراسیگی پھیل گئی ×کڑک چمک کی معمولی

بدشگونیون کے علاوہ بعض نہایت عجیب و غریب اور ہوش ربا حادثات کی خبرون نے لوگون کو اور زیادہ بے حواس کر دیا۔ مثلاً مشہور ہو گیا کہ کلزری سے خون کا پسینہ ٹپکا۔ یا شہر اقیم مین جب غلّہ اُٹھا تو بہت سی بالین خون سے بھری ہوئی پائی گئین۔ یا آسمان سے دہکتے ہوے پتھر برسے۔ یا مثلاً اہل فلیری نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ آسمان کھُل گیا اور بعض کاغذ کے پرچے زمین پر گرے جن مین سے ایک پر صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ "خود (جلاّد فلک) مرّیخ اپنے اسلحہ کو حرکت دے رہا ہے!" لیکن یہ خوارق آتش مزاج فلے می نیس پر کوئی اثر نہ کر سکے۔ وہ بڑا جلد باز قنصل تھا اور اس قدرتی جوشیلے پن کو اس کی پچھلی فتح نے اور بڑھا دیا تھا کیونکہ اُنھین دنون اپنے شریک عہدہ قنصل کی راے اور مجلس ملکی کے حکم کے خلاف اُس نے غالون سے لڑائی لڑی اور بالکل غیر متوقع کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے برعکس فے بیس کے خیال مین ہنی بال سے لڑنا مناسب وقت نہ تھا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ وہ اُن بدشگونیون سے (جن کا مطلب سمجھنا، اس کے نزدیک محال تھا) خائف تھا جو اس کے اکثر ہم وطنون کو دہشت زدہ بنائے دیتی تھین۔ بلکہ دراصل اس کی دانست مین لڑائی کو ملتوی کیے جانا اس لیے مفید تھا کہ قرطاجنی فوج تعداد مین تھوڑی تھی اور اس کے پاس روپیہ اور سامان رسد بھی کافی نہ تھا اور اس کی بڑی کوشش یہ تھی کہ جلد سے جلد رومیون سے لڑ کر فیصلہ کر لے۔ پس فے بیس کو یقین تھا کہ اگر صرف مدافعت پر اور اپنے حلیفون کو ضروری امداد پہونچا دینے پر اکتفا کیا گیا اور کوئی میدانی لڑائی ہنی بال جیسے آزمودہ کار سپہ سالار سے نہ لڑی گئی تو اُس کی طاقت رفتہ رفتہ گھٹ جائیگی اور وہ آگ کے شعلے کی طرح ایندھن نہ ہونے کی وجہ سے، خود ہی بھڑک بھڑک کر جل بجھیگا۔

ان وزنی دلائل کو بھی فلے می نیس نے نہ سنا اور کہنے لگا کہ مین کسی طرح دشمن کا ملک مین بڑھے چلے آنا گوارا نہین کر سکتا۔ اور یہ ہرگز پسندیدہ نہین کہ ہم پہلے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہین اور کامی لس کے مانند، جب شہر تسخیر ہو جائے تو پھر لڑنے نکلین۔ چنانچہ اس نے عمّال شہر کو فوج کے اجتماع کا حکم دیا اور ہرچند سوار ہوتے وقت اس کے گھوڑے کے بدن مین بغیر کسی ظاہری

سب کے، تھرتھری سی پڑ گئی تھی اور وہ اس طرح اُچھل پڑا تھا کہ فلے می نیس چڑھتے ہی سر کے بل زمین پر گرا، پھر بھی اُس نے پروانہ کی، نہ اپنی روانگی ملتوی ہونے دی بلکہ کوچ جاری رکھا اور چند روز بعد ہنی بال کے مقابلے مین جا پہونچا جوان دنون تھرسی من جھیل کے کنارے نشیبی مین خیمہ زن تھا، عین لڑائی کے وقت ایک زلزلہ بھی ایسا سخت اٹھا کہ مین آیا تھا کہ کئی قصبات تباہ و منہدم ہو گئے، اونچی اونچی چوٹیان نیچے آ پڑین اور دریاؤن کے بہاؤ کا رخ بدل گیا مگر اس پر بھی فریقین جنگ کچھ ایسے دُھن کے پکے تھے کہ خبر نہ ہوے اور میدان قتال اُسی طرح گرم رہا۔

اس لڑائی مین، اپنی قوت و شجاعت کے جوہر دکھا کر فلے می نیس مارا گیا اور فوج کے منتخب سرفروش بھی اسی کے گرد لڑتے ہوے کام آئے۔ باقی مقتولین کی تعداد کُل پندرہ ہزار تھی اور اسی قدر گرفتار بھی ہوے تھے۔ لیکن جب ہنی بال نے فلے می نیس کی لاش تلاش کرائی کہ عزت کے ساتھ اُس کی تجہیز و تدفین کرے، تو بڑی جستجو کے باوجود اُس کا پتہ نہ لگا اور نہ اب تک یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہان غائب ہو گئی تھی۔

رومیون کو پہلی جنگ ٹریبیا کے موقع پر اپنی شکست کا علم نہ ہوا تھا اور نہ ان کے سپہ سالار نے اسکی اطلاع دی تھی نہ خبر لانے والے ہرکارے نے سوا اس کے کوئی بات کہی تھی کہ لڑائی غیر فیصل اور برابر رہی اور طرفین کو مساوی نقصان پہونچا، لیکن اس مرتبہ جونہی قاضی وقت پمپونیس کو یہ خبر ملی اُس نے فوراً اہل شہر کو جمع کرایا اور بلا کذب و تصنع جو بات تھی سچ سچ ان سے کہدی کہ "اے اہل روما، ہمین ایک بڑی لڑائی مین شکست ہوئی، قنصل فلے می نیس کام آیا، اور اس لیے اب جو کچھ تمھین اپنی حفاظت کا سامان کرنا ہے اُسپر غور کر لو"۔

اس خبر کا یکایک اعلان ہونا گویا سمندر مین طوفانی ہواؤن کا چھٹنا تھا کہ جس نے ہر طرف تہلکہ ڈالدیا اور خوف و دہشت سے لوگون کے حواس ایسے بگڑے کہ اوّل اوّل انھین کوئی چارہ کار نہ سجھائی دیا۔ آخر کچھ عرصے کے بعد ان کے ہوش درست ہوے اور انھون نے اس نازک حالت مین

عنان حکومت شخص واحد (ڈکٹیٹر) کے تفویض کر دینے کا فیصلہ کیا کہ وہ اختیارات کامل مل جانے کی صورت میں اپنی ذاتی عقل و ہمت سے خاطر خواہ کام لے سکے اور کوئی عمدہ انتظام قائم کرنے کے قابل ہو۔ اس عہدے کے لیے سب کا اتفاق نفے بیس کے انتخاب پر ہوا جس کی فطری قابلیت یہ اہم ذمہ داریاں اُٹھانے کی پوری اہل نظر آتی تھی۔ وہ سن میں اتنا کم بھی نہ تھا کہ ناتجربہ کار سمجھا جاتا اور نہ اتنا سن رسیدہ ہو گیا تھا کہ محنت کی برداشت نہ کر سکے یا اس کا جسم اس کے حسب منشا کام نہ دے۔ ساتھ ہی اس کا مزاج خود اعتمادی اور احتیاط دونوں کا نہایت مناسب مجموعہ تھا۔

الغرض عہدۂ مختار السلطنت پر مقرر ہونے کے بعد نفے بیس نے سواروں کی سپہ سالاری تو سیس منوکیس کے سپرد کی مگر اپنے لیے بھی مجلس ملکی سے اجازت طلب کی کہ اگر لڑائی میں ضرورت ہو تو سوار ہو کر کام کر سکے جس کی رومیوں کے ایک قدیم آئین کے رو سے سپہ سالار لشکر کو ممانعت تھی۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ جنگ کا زیادہ تر دارو مدار وہ پیادہ فوج پر رکھتے تھے اور اسی جگہ افسر اعلیٰ کا موجود رہنا چاہتے تھے اور یا اس ممانعت کا منشا یہ جتانا تھا کہ بڑے سے بڑے اختیارات رکھنے کے باوجود ہر عہدے دار قوم اور مجلس ملکی کا ماتحت نوکر ہے اور ان کی بغیر اجازت سوار نہیں ہو سکتا۔ بہر حال نفے بیس نے یہ اجازت حاصل کر لی اور یوں بھی لوگوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے اس نے حکم دیا کہ پوری چوبیس برقندازوں کی جمعیت اس کے ہمرکاب چلا کرے۔ مطلب تھا کہ عوام و خواص اس کا مرتبہ سمجھیں اور بے چون و چرا اس کی مرضی کے مطابق کام دیں۔ اور جب فلے می نیس مقتول کے ساتھ کا دوسرا قنصل نفے بیس کی ملاقات کو آیا تو اُسے بھی نفے بیس نے کہلا بھیجا کہ اپنے برقندازوں کو نشان و اعلام حکومت سمیت علیحدہ کر دے اور ایک غیر سرکاری آدمی کی طرح اس سے ملنے آئے!

اُس کی مختار السلطنتی کا پہلا کام بجا طور پر ایک مذہبی کام تھا جس میں لوگوں کے لیے یہ تنبیہ مضمر تھی کہ ان کی پہلی ہزیمت کچھ سپاہیوں کی بزدلی کے باعث وقوع میں نہیں آئی بلکہ اس کا بڑا سبب سپہ سالار کا شعائر مذہبی سے بے پروائی برتنا تھا۔ اسی بنا پر نفے بیس بار بار تاکید

کرتا تھا کہ رومی لوگ دشمن سے خوف زدہ نہ ہون بلکہ اپنی تمام کوشش اور غیر معمولی تکریم سے دیوتاؤن کو رضامند بنائین۔ اس مقصد کے لیے اُس نے کسی قسم کی اوہام پرستی جایز نہ رکھی مگر ایک جوش مذہبی اُن کے دلون مین پیدا کرنا چاہا کہ دشمن کا ڈر نکل جائے اور انھین اس بات کا بھی یقین ہو جائے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے؛ چنانچہ قدیم تیبیہ عورتون کی کتابین نکالی گئین اور ان کی پیشین گوئیان کہین کہین حسب حال بھی مل گئین۔ تاہم فےبیس کے سوا کسی کو ان کی اطلاع نہ دی گئی اور اُس نے مجمع عام مین سب کی طرف سے یہ منت مانی کہ اگر خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی تو اگلے موسم مین جتنے بچے مویشیون سے ہونگے وہ کل اطالیہ کے تمام پہاڑی یا نشیبی علاقون سے جمع کرکے دیوتاؤن پر سے قربان کر دیے جائینگے اور انھین کی شکرگزاری مین رقص و سرود کی مجلسین منعقد کی جائینگی جنکا مجموعی خرچ ٹھیک ۳۳۳ سس ٹرشیا (ایک سکہ) اور ۳۳۳ دینار ہوگا۔ ہمارے (یونانی) حساب سے یہ کل رقم ۸۳۵۸۳ درہم اور ۲ اوبل کے برابر ہوتی ہے۔ اب اس تعین مین جو خاص مصلحتین ہون ان کا صحیح علم تو کسی کو نہین البتہ ممکن ہے کہ اس مین ۳ کے عدد کی بزرگی دکھانی مقصود ہو کیونکہ یہی وہ پہلا طاق عدد ہے جو ضرب کھا کے اورون کی قوت بڑھا دیتا ہے نیز دیگر اعداد کی تمام خصوصیات اس مین موجود ہین؛

غرض ان تدبیرون سے فےبیس نے اہل شہر کی ہمت بندھائی اور یقین دلایا کہ خدا اُن کی جانب ہے۔ لیکن بذات خود اُس کا بھروسہ صرف اپنی قوت بازو پر تھا اور وہ جانتا تھا کہ دیوتاؤن کے ہان سے اقبال و کامیابی محض شجاعت و دانائی کے توسل سے ملا کرتی ہے پس اُس نے پوری کوشش جنگی تیاریون مین صرف کی اور ہنی بال کے مقابلے کی جد و جہد کا سامان کرنے لگا۔ لیکن اُس کا ارادہ کھلے میدان مین لڑنے کا نہ تھا بلکہ وہ دشمن کی فوجی قوت کو زیادہ تر وقت گھلا کے توڑنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس جمعیت اور وسائل رسد کی کچھ کمی نہ تھی حالانکہ (جتنی دیر لگتی جاتی تھی) اہل قرطاجنہ تعداد مین بھی گھٹتے جاتے تھے اور رسد رسانی کی دقتین بھی ان کے لیے بڑھ رہی تھین؛ اسی خیال کو ذہن مین رکھکر فےبیس شہر سے نکلا اور یہ طریقہ اختیار کیا

کہ دشمن سے تھوڑی دور اونچی سے اونچی زمین پر پڑاؤ ڈالتا کہ رسالے کے حملون سے محفوظ رہے اور قرطاجنی سوار اُس تک نہ پہونچ سکین۔ ساتھ ہی جدھر ہنی بال کی فوج چلتی وہ بھی اس کے پیچھے ہولیتا اور جب وہ ٹھیرتے فےبیس بھی ٹھیر جاتا مگر اتنے فاصلے پر کہ جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جاسکے، اور ہمیشہ ایسے ٹیکرون پر کہ دشمن کے سوار کوئی آزار نہ دے سکین۔ اس ترکیب سے قرطاجنیون کو بڑی تکلیف ہوئی۔ خواب و خور اور چین کم ہوگیا اور وہ ہر وقت خوف زدہ رہنے لگے۔

لیکن اس طرح لڑائی سے پہلو بچانے کا یہ اس قدر لازمی نتیجہ نکلا کہ خود رومی سپاہی فےبیس سے بدظن ہوگئے اور اُسے پست حوصلہ سمجھنے لگے۔ ہنی بال کی فوج مین بھی عام طور پر اہل قرطاجنہ کا یہی خیال تھا مگر ایک ہنی بال ایسا شخص تھا جو اس دھوکے مین نہ تھا اور فےبیس کی چالون کا بخوبی مطلب سمجھ گیا تھا۔ اُسے صاف نظر آرہا تھا کہ اگر لڑائی (جس مین اہل قرطاجنہ رومیون پر فوقیت رکھتے تھے) اسی طرح ٹلتی رہی اور کسی فریب یا زبردستی سے دشمن لڑنے پر مجبور نہ کیا جاسکا، تو انجام یہ ہوگا کہ آدمی اور روپیہ گھٹتے گھٹتے (جن کی پہلے ہی اُن کے پاس کمی تھی) قرطاجنی فوج آخر مین بالکل تباہ و برباد ہوجائیگی۔ نظر براین اُس نے ارادہ کرلیا کہ فن حرب کی جس عیاری یا داؤن پیچ سے ممکن ہو فےبیس کی تدبیر کو بگاڑے اور لڑنے کے لیے اُسے میدان مین لگا لائے۔ اور اب ایک بیچیت پہلوان کی طرح اُس نے تاک لگانی شروع کی کہ موقع پاتے ہی دشمن کو پکڑ لائے اور لپٹ پڑے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے ہنی بال نے طرح طرح کی چالین چلین، کبھی رومیون کے سامنے سے حملہ کیا کبھی پہلوون پر۔ کبھی پشت پر گھات کرتا نظر آیا کبھی ایک ہی وقت مین مختلف حصون پر حملہ آور ہوا۔ غرض حریف کو لڑائی پر اُبھارنے کی کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو اُس نے اُٹھا رکھی ہو۔ اور اگرچہ راسخ العزم اور صائب الرائے فےبیس پر یہ چالاکیان مطلق کارگر نہ ہوئین، تاہم سپاہیون پر ان کا بڑا اثر ہوا اور خود رومی سوارون کا جرنیل منوکیس ہنی بال کے دھوکے مین آگیا۔ منوکیس ایک منچلا سپاہی تھا اور موقع اور محل کے خلاف لڑائی کے جوش مین بیتاب ہوا جاتا تھا۔ کامیابی کا اُسے پورا یقین

تھا اور اسی قسم کی موہوم امیدین دلا دلا کر تمام سپاہیون کو بھی اُس نے اس قدر مشتعل کر دیا تھا
کہ وہ فے بیس کو طرح طرح کے نام دھرتے اور کہتے کہ اُس نے تو معلوم ہوتا ہے ہنی بال کی نوکری
دیا اتالیقی ؟ اختیار کر لی ہے کہ جہان جہان ہنی بال جاتا ہے وہ اُس کے ساتھ جاتا ہے اور جہان
ہنی بال ٹھیرتا ہے وہ بھی حاضری دینے کے لیے وہین ٹھیر جاتا ہے !
اس کے برعکس منوکیس کی سپاہیون مین بڑی تعریفین ہوتین کہ فقط یہ شخص اس لائق ہے
کہ رومیون کی سرداری کرے "۔ یہ باتین سُن سُن کر منوکیس بھی رفتہ رفتہ ایسا پھول گیا کہ فے بیس
کے بلندی پر پڑاؤ ڈالنے کی گستاخانہ الفاظ مین یہ کہہ کر ہنسی اُڑانے لگا کہ وہ تو پہاڑون پر اس
طرح چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے جیسے کوئی اپنے ملک کی آتش زدگی اور تاراجی کا تماشا دیکھنے تھیٹر مین جا
بیٹھے "۔ اور کبھی فے بیس کے دوستون سے بطور استہزا پوچھتا کہ کیا ہمارے مختار السلطنت کا یہ مطلب
ہے کہ اسی طرح رفتہ رفتہ پہاڑون سے بھی اوپر ہمین بادلوں مین لے جا کے چھپا دے جہان ہنی بال
کا ہاتھ ہم تک نہ پہونچ سکے ؟ کیونکہ اس کے طرز سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ اُس کے نزدیک جب تک
قرطاجنی فوج موجود ہے ، زمین پر رومی نہین ٹھیر سکتے "۔
جب فے بیس کے احباب نے یہ خبرین اُسے پہونچائین اور اصرار کیا کہ اس عام بدنامی سے
بچنے کے لیے ہنی بال کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہے تو اُس نے جواب دیا کہ اگر محض ان لغو
اعتراضات کے خوف سے مین اپنی اصلی رائے کے خلاف کوئی کام کر گذرون تو فی الحقیقت جتنا
بودا وہ مجھے سمجھتے ہین مین اس سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہونگا "۔ اپنے ملک کی حفاظت کے خیال
سے خوف زدہ ہونا کوئی شرمناک بات نہین۔ لیکن اگر صرف لومۃ اللائم یا لوگون کی غلط بیانیون
سے ڈر کر کوئی شخص اپنا طرز عمل بدل دے تو یقیناً وہ ایک ایسے عہدے کی اہلیت نہین رکھتا
جیسا کہ میرا عہدہ ہے۔ کیونکہ اس تلوّن کے معنے تو یہ ہونگے کہ آدمی اپنے تئین اُن کا محکوم کر دے
جن کی غلطیون کی اصلاح کے واسطے اُسے مختار السلطنت یا حاکم اعلیٰ بنایا گیا تھا ! "
جن دنون رومیون مین یہ چرچے ہو رہے تھے ہنی بال سے ایک بڑی بے احتیاطی ہوئی

وہ ایک عمدہ چراگاہ کی تلاش میں تھا کہ فوج کو وہاں ٹھیرا کر اپنے گھوڑوں کو چند روز آرام دے سکے
اس غرض کے لیے اس نے اپنے رہبروں کو بلا کے حکم دیا کہ کاسی نم کی سمت اس کی رہنمائی کریں
مگر وہ اُس کے بُرے تلفظ کی وجہ سے کاسی نم کو کاسلی نم سمجھے اور اسی قصبے کی طرف علاقہ
کمپانیہ کی سرحد پر قرطاجنی فوج کو لے آئے۔ یہ وہ ضلع ہے جسے دریاے لتھرونس (رومی اسے
ولٹرنس کہتے ہیں) دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے اور جس کے ہر طرف پہاڑ ہیں۔ صرف سمندر کی طرف
میدان کشادہ ہوتا جاتا ہے لیکن وہاں بھی دریا اس قدر پھیل کر سمندر میں گرا ہے کہ ساری زمین
دلدلی اور گڑھیلی ہو گئی ہے اور کسی فوج کا وہاں قیام کرنا نہایت مخدوش ہے۔ اسی خطرناک
مقام کی طرف ہنی بال کوچ کر رہا تھا اور اسی جگہ فے بیس نے اس کو گھیرنے کی تدبیر کی۔ وہاں کے
تمام راستوں سے وہ واقف تھا لہذا حملہ آور کے پہلے سے اپنی فوج کو اندر کے رخ لے آیا اور
تمام اچھے موقع کی پہاڑیوں پر قابض ہو گیا اور اس کارروائی سے پہلے چار ہزار چیدہ سپاہیوں
کو اس نے واپسی کے راستے پر متعین کر دیا کہ اُس تنگ وادی سے اہل قرطاجنہ کو نہ نکلنے دیں
جس سے کہ وہ اندر داخل ہو رہے تھے۔ اس کے بعد فے بیس نے قرطاجنی فوج کے عقب پر
حملے کرنے کی غرض سے اپنے سب سے ہلکے اسلحہ پوشوں کی جماعت بھیجی اور انھوں نے بھی یہ کام
ایسی کامیابی سے انجام دیا کہ دشمن کے آٹھ سو آدمی مارے گئے اور ساری فوج میں کھلبلی پڑ گئی۔
اب ہنی بال کو اپنی غلطی اور خطرناک حالت کا علم ہوا اور اگرچہ رہبروں کو اسی وقت اُس نے
سولی دے دی تاہم جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور فے بیس کی فوج ایسے عمدہ موقع پر جمی ہوئی تھی کہ
بظاہر اب اُسے ہٹانا اور جبر کر راستہ نکالنا غیر ممکن تھا۔ بڑی خرابی یہ ہوئی کہ خود اُس کے
سپاہیوں میں مایوسی پھیلنے لگی اور دشمن کا خوف اور یہ خیال اُن کے دل میں بیٹھ گیا کہ ہم
اب ایسی مشکلات میں پھنس گئے ہیں جن کو مغلوب کرنا محال ہے۔

جب ہنی بال اس طرح مجبور ہوا تو اُس نے مکر و خدع پر کمر باندھی۔ اس کی فوج کے ساتھ
بہت سے بیل تھے انھیں میں سے دو ہزار بیلوں کے سینگوں پر اس نے مشعلیں یا اس قسم کی

خشک لکڑیاں مضبوط بندھوا دیں کہ جنھیں آگ دیدی جائے تو آہستہ آہستہ جلتی اور لو دیتی رہیں۔ اس کے بعد جب شام ہوئی تو ان مشعلوں کو روشن کرکے حکم دیا کہ بیل دشمن کی اُن بیرونی چوکیوں کی جانب ہانک دیے جائیں جو عین واپسی کے راستے پر فے بیس نے پہاڑوں کے اوپر قائم کی تھیں۔ یہ ہو چکا تو ہنی بال بیلوں کے پیچھے اندھیرے میں فوج لے کے آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ اول اول بیل بھی قدم قدم ترتیب کے ساتھ چلتے رہے اور دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی فوج مشعلوں کی روشنی میں رات کو کوچ کر رہی ہے جس نے آس پاس کی کوہی آبادیوں پر جو چڑھ رہے تھے انھیں بہت حیران و متعجب کیا۔ لیکن جس وقت آگ جلتے جلتے سینگوں کی جڑ تک پہونچی تو بیل ساری آہستہ خرامی بھول گئے اور سوزش کی تکلیف سے غضب ناک ہو کر جدھر منہ اُٹھا بے تحاشا دوڑنے لگے اور سروں کو جھٹکے دے دے کے ہر طرف انھوں نے آگ ہی آگ پھیلا دی جس کی چنگاریاں نہ صرف خود اُن پر جھڑتی تھیں بلکہ درختوں کو بھی گر گر کر مشتعل کر دیتی تھیں۔ جو رومی سپاہی پہاڑی چوکیوں پر بیٹھے تھے وہ یہ کیفیت دیکھ کے نہایت حیران ہوے اور یہ سمجھکر کہ یہ روشنیاں دشمن کے سپاہی لیے ہوئے ہیں انھیں یقین ہو گیا کہ وہ ہر طرف سے اُن پر حملہ کر رہا ہے اور انھیں گھیر لینے کی کوشش میں ہے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ اپنی اپنی جگہ سے پڑاؤ کی طرف بھاگ کھڑے ہوے اور وادی کا راستہ خالی چھوڑ گئے۔ ان کا بھاگنا تھا کہ ہنی بال کے حکم کے موافق اُن پہاڑی چوکیوں پر فوراً قرطاجنی سپاہی آ جمے اور تھوڑی ہی دیر میں باقی ماندہ فوج اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت دروں میں سے بخیریت باہر نکل آئی۔

فے بیس پر رات ختم ہونے سے پہلے یہ عیاری ظاہر ہو گئی تھی کیونکہ کچھ بیل اس کے آدمیوں نے پکڑ لیے تھے لیکن اس خوف سے کہ شاید دشمن اندھیرے میں جگہ جگہ گھات لگائے بیٹھا ہو وہ اُس وقت خیمہ گاہ سے نہ نکلا مگر فوج کو رات بھر اُس نے مسلح اور تیار رکھا اور دن نکلتے ہی ہنی بال پر عقب سے حملہ کیا۔ اس مقام پر کچھ عرصے لڑائی ہوتی رہی اور زمین کے ناہموار

ہونے کی وجہ سے ممکن ہے قرطاجنی فوج کی ساری ترتیب مین خلل پڑگیا ہو لیکن جس وقت ہنی بال نے اپنے ہراول سے ہسپانوی سپاہیون کو جدا کیا جو نہایت مستعد، چالاک اور پہاڑون پر چڑھنے کے خوب مشاق تھے، تو جنگ کی صورت بدل گئی۔ رومی سوار بھاری زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے اور جب یہ تیز دست ہسپانوی اُن پر ٹوٹ کر گرے تو ان کے بہت آدمی مارے گئے اور پھر فے بیس اس قابل نہ رہا کہ ہنی بال کا تعقب کامیابی کے ساتھ جاری رکھ سکتا۔ اہل رومہ کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو فے بیس اور بھی بدنام ہوا لوگ اُسے پہلے سے زیادہ نالایق سمجھنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمین یہ خیال تو اوّل سے تھا کہ شجاعت مین وہ اپنے حریف سے گھٹا ہوا ہے لیکن اب ثابت ہوا کہ اس کمی کے علاوہ اُس مین وہ عاقبت اندیشی اور سپہ سالاری کی لیاقت بھی نہین ہے جن کے ذریعے وہ لڑائی کو کامیابی سے ختم کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔

ادھر ہنی بال نے انھین اُس کے خلاف بھڑکانے کی ایک اور چال چلی، وہ یہ کہ جب قرطاجنی فوج کوچ کرتی ہوئی اُس علاقے سے گذری جس مین فے بیس کی زمینین اور جائدادین تھین تو ہنی بال نے حکم دیا کہ اور سب کا مال متاع لوٹ لیا جائے لیکن فے بیس کی املاک کو کوئی قرطاجنی سپاہی نظر بھر کر بھی نہ دیکھے، بلکہ اُن کی حفاظت و نگرانی کی غرض سے اُن پر پہرہ بٹھا دیا جائے! یہ خبرین رومہ مین پہونچین تو ان کا ہنی بال کے موافق منشا اثر ہوا، ٹریبیونون نے فے بیس کے خلاف ہزارون افسانے تراش لیے اور اس پر طرح طرح کے الزام لگانے لگے جنکا اصلی محرّک متی لیس نام ایک منوکیس کا رشتہ دار تھا جو فے بیس کا بغنسہ دشمن نہ تھا مگر اپنے عزیز کی محبت مین اُسے نگاہون سے گرانا چاہتا تھا کہ فے بیس کو نقصان پہونچے تو اُسکا نائب، افسر رسالہ یعنی) منوکیس فائدہ اُٹھائے اور کوئی زیادہ بڑا مرتبہ حاصل کر لے۔

ان طوفان اُٹھانے والون کے علاوہ خود مجلس ملکی فے بیس سے خوش نہ تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے ہنی بال سے اسیران جنگ کے مبادلے کا ایک عہد کر لیا تھا اور اس مین طے

پایا تھا کہ فے بیس تمام قرطاجنی قیدیوں کو چھوڑ دے اور ہنی بال اسکے بدلے مین اتنی ہی تعداد رومی اسیران جنگ کی رہا کردے مگر اس لین دین کے بعد جو قیدی جس طرف بچ رہین اُن کی رہائی کے واسطے بھی فی کس ڈھائی سو درہم فدیے کی رقم ادا کی جاے۔ اِس قرارداد کے بموجب جب حساب ہوا تو دوسو چالیس رومی زیادہ قید نکلے اور فے بیس کو ان کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہوا۔ لیکن اس رقم کے دینے سے مجلس ملکی نے نہ صرف صاف انکار کیا بلکہ سرے سے اس معاہدے ہی پر اظہار ناپسندیدگی کیا اور اُن سپاہیون کو (جو اپنی بزدلی سے دشمن کے ہاتھون مین گرفتار ہوگئے تھے) رہائی دلانا، رومۃ الکبریٰ کی عزت و شرافت کے منافی ٹھیرایا۔ فے بیس نے اس عتاب آمیز سلوک کو بھی کمال صبر کے ساتھ برداشت کرلیا اور چونکہ وہ اپنے عہد پر جما ہوا تھا لہٰذا مجلس کا انکار سنکر اُس نے اپنے بیٹے کو رومہ بھیجا کہ اُس کی ذاتی جائداد بیچ کر اتنی قیمت وصول کرلائے جو کل فدیہ کی رقم کے لیے کافی ہو۔ اس کے بیٹے نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی اور روپیہ آتے ہی حسب معاہدہ ہنی بال کو ادا کردیا گیا۔ جو رومی قیدی اس طرح چھٹے ان مین سے بعض نے یہ خواہش بھی بعد مین کی کہ فے بیس اُنکے ادا کردہ فدیے کی رقم خود انھین سے وصول کرلے، لیکن فے بیس نے اسے منظور نہ کیا اور جس کسی نے یہ استدعا کی وہ بلا استثنا اُس نے رد کردی۔

اسی زمانے مین رومی پروہتون نے فے بیس کو بعض مذہبی مراسم مین شرکت کی غرض سے طلب کیا کہ اعلےٰ عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے خاص خاص قربانیاں اُس کی موجودگی کے بغیر نہ ہوسکتی تھین۔ تب فے بیس نے بدرجۂ مجبوری چند روز کے واسطے منوکیس کو اپنی جگہ سپہ سالاری پر چھوڑا لیکن چلتے وقت بڑی تاکید اور التجائین کرگیا کہ وہ فے بیس کی عدم موجودگی مین ہنی بال سے کوئی میدانی لڑائی نہ لڑے۔ مگر یہ ساری نصیحتین، منت سماجت اور احکام فضول ثابت ہوے اور اس کے رومہ روانہ ہوتے ہی نئے سپہ سالار نے حملے کی تیاریان شروع کردین اور جونہین اُسے اطلاع ملی کہ قرطاجنی فوج کا ایک بڑا حصہ سامان رسد کی فراہمی کو باہر بھیجدیا گیا ہے

اس نے باقی ماندہ سپاہ پر حملہ کیا اور نہ صرف بہت سے آدمی قتل کیے بلکہ اہل قرطاجنہ کی جمعیت کثیر کو پڑاؤ تک ڈھکیل دیا اور ان کی ساری فوج میں سخت دہشت پھیلا دی کہ کہین رومی ان کے پڑاؤ مین نہ گھس آئین۔ لیکن جب ہنی بال نے اپنے منتشر دستون کو اکٹھا کر لیا تو اس وقت بھی منوکیس زیادہ نقصان اٹھائے بغیر بہ کامیابی واپس ہو گیا اور اس معرکے مین فتح اسی کے نام لکھی گئی، جس نے منوکیس کے جوش تہور اور خود پسندی کو اور زیادہ بڑھا دیا اور رومی لشکری بھی اپنی بہادری کے آگے دشمن کو ہیچ سمجھنے لگے۔

اس لڑائی کی خبر جلد ہی رومہ پہونچ گئی اور جب فے بیس کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ مین سب سے زیادہ جس شے سے ڈرتا ہون وہ منوکیس کی کامیابی ہے! لیکن لوگ خوشی سے پھولے ہوئے تھے اور دوڑ دوڑ کے اس جلسۂ عام مین شریک ہوے جہان مٹی لیس ٹریبون اسی واقعے کے متعلق تقریر کرنے والا تھا، اور تقریر شروع ہوئی تو مقرر نے منوکیس کی مدح د ستایش پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ فے بیس کی بھی سخت مذمت کی اور اسے نہ صرف کم ہمت بلکہ وطن فروش اور نمک حرام قرار دیا۔ اور اسی کے ساتھ اکثر نامور رومیون کو بھی سان لیا کہ انھین غدارون نے اہل قرطاجنہ کو اطالیہ مین بلایا ہے تاکہ لوگون کی آزادیان سلب کر لین اور اسی ارادے کی تکمیل کے لیے انھون نے اختیارات کامل ایسے شخص کے ہاتھ مین دیدیے ہین کہ جسکی کاہلی اور نکمے پن سے ہنی بال کو اطالیہ مین قائم ہو جانے کی فرصت مل سکے اور اہل قرطاجنہ کو بھی اس بات کا کافی وقت اور موقع ہو کہ وہ تازہ فوجین اور سامان جنگ بھیج کر اپنی فتوحات درجۂ اتمام کو پہونچا دین!

اس تقریر کا فے بیس نے کوئی جواب دینا نہ پسند کیا مگر درخواست کی کہ مراسم مذہبی کو جلدی ادا کر دیا جائے تاکہ مین فوراً میدان جنگ کو پلٹ جاؤن اور منوکیس کو جس نے میرے احکام کے خلاف لڑائی کی جرأت کی ہے قرار واقعی سزا اس عدول حکمی کی دون"! ان الفاظ کے سنتے ہی لوگون کو یقین ہو گیا کہ اب منوکیس کا زندہ بچنا دشوار ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مختار السلطنت

کو قید اور سزا سے موت دینے کا پورا اختیار رہے اور یہ بھی انھین معلوم تھا کہ اگرچہ فے بیس کو دیر مین غصہ آتا ہے مگر جب آجاتا ہے تو پھر بہ آسانی ٹھنڈا بھی نہین ہوتا ؛ اس دھمکی کے خلاف کسی کو آواز بلند کرنے کی جرأت نہ ہو سکی لیکن مٹی لیس ذرا نہ ڈرا۔ ٹربیون ہونے کی وجہ سے اُسے آزادی بھی کہ جو چاہے کہے اور مختار السلطنت کو بھی اختیار نہ تھا کہ لوگون کے نائب سے کسی قسم کا مواخذہ کر سکے ؛ اسی اطمینان پر مٹی لیس نے بڑی دلیری سے منوکیس کی وکالت کی اور لوگون کو ابھارا کہ وہ ایسے بہادر سردار کو فے بیس کی غضب ناکی پر سے قربان نہ ہونے دین اور اُس ہلاکت سے اُسے بچائین جس کا مان لیس شکار ہوا (مان لیس ٹارکوٹس حکم کے خلاف ایک لڑائی لڑا اور فتحیاب ہوا تھا مگر محض عدول حکمی کے جرم مین خود اُس کے باپ نے اُس کا سر قلم کرا دیا تھا!) آخر مین اُس نے اہل رومہ کو اشتعال دلایا کہ اختیارات مطلق فے بیس کے قبضے سے چھین کر ایسے ہاتھون مین دیے جائین جو ان کے زیادہ اہل ہون اور اسی کے ساتھ خدمت قوم کی آمادگی کا جوش بھی زیادہ رکھتے ہون ؛؛

ان تجویزون کا جمہور پر بہت اثر ہوا اور ہرچند انھون نے فے بیس کے سارے اختیارات نہین لیے پھر بھی حکم دیا کہ جنگی معاملات مین منوکیس مختار السلطنت کے برابر کا شریک سمجھا جائے مختار السلطنت کے ساتھ ایسا اشتراک پیشتر کبھی جائز نہ رکھا گیا تھا البتہ اس پہلی نظیر کے تھوڑے ہی دن بعد جب کینئی Cannae کی سخت ہزیمت رومیون کو نصیب ہوئی تو مذکورہ ضابطے کا اعادہ کرنا پڑا اور چونکہ مختار السلطنت مرقس جونیس فوج کے ہمراہ گیا ہوا تھا لہذا بوٹیو کو انھون نے رومہ کے واسطے حاکم اول منتخب کیا تا کہ جو ارکان مجلس لڑائی مین کام آئے تھے ان کی خالی اسامیون پر نئے ممبر مقرر کر دے ؛ لیکن بوٹیو صرف ایک مرتبہ سرکاری حیثیت سے جلسۂ عام مین آیا اور نئے ارکان کی مطلوبہ تعداد پوری کرنے کے بعد ہی اس نے اپنے برقندازون کو رخصت کر دیا اور تمام اعلام حکومت الگ کر کے ایک معمولی آدمی کی طرح لوگون مین رل مل گیا اور اپنے اور کاروبار کے لیئے بازارون مین ادھر اُدھر پھرنے لگا ؛؛

منوکیس کو اس طرح برابر کے اختیارات مل گئے تو فےبیس کے دشمن بہت خوش ہوے کہ اس مغرور کا سر نیچا ہوا اور منوکیس کے مقابلے مین اس کو ذلت اٹھانی پڑی لیکن فی الحقیقت وہ فےبیس کی طبیعت سے آگاہ نہ تھے جوان کی حماقت کو اپنا کچھ نقصان نہ سمجھتا تھا بلکہ دیوجانس کی طرح، جس نے یہ سنکر کہ "لوگ تمھاری بہت تضحیک اور تذلیل کرتے ہین،" جواب دیا تھا کہ "مگر میری تو کچھ تذلیل نہین کرتے!" فےبیس کو بھی نئے ضابطے کا مطلق کچھ ملال یا خیال نہ ہوا۔ اسی متانت کے ساتھ جو اس کی خصوصیت تھی اس نے اس فیصلہ کے سامنے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور اہل فلسفہ کے اس قول کا، کہ نیک اور سچے آدمی کی کبھی بے آبروئی نہین ہوسکتی،" گویا ایک بیش بہا عملی ثبوت دنیا کو دیا۔ البتہ اسے کچھ تشویش تھی تو اس بات کی تھی کہ مبادا اس کا شہرت پسند ماتحت یہ بے محل حوصلہ افزائی پاکر اور زیادہ خودسر ہوجائے اور مادر وطن کے مقاصد کو اپنے تہور سے نقصان پھونچا دے۔ اسی اندیشے سے وہ بہت جلد اطلاع عام کے بغیر لشکر گاہ کو چلا گیا کہ جہان تک ممکن ہو اپنے شریک سپہ سالاری کے کوئی اندھا دھند کارروائی کر بیٹھنے سے پہلے پھونچ جاے۔ لیکن پڑاؤ پر آکے اس نے دیکھا کہ منوکیس اپنی نئی ترقی سے ایسا پھول گیا ہے کہ مشترک سپہ سالاری کے بجاے، ایک دن بیچ پورے اختیارات اپنے ہاتھ مین لینا چاہتا ہے۔ اس طرح باری باری سے کمان کرنے کی تدبیر فےبیس نے ناپسند کی مگر یہ سمجھکر کہ ایک دن بیچ پوری فوج پر کمان کرنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ ہر شخص آدھی آدھی فوج پر مستقل سپہ سالاری کرے، وہ تقسیم سپاہ پر رضامند ہوگیا اور دوسرا اور تیسرا جیش منوکیس کے تفویض کرکے صرف پہلے اور چوتھے کی کمان اپنے ہاتھ مین رکھی اور اسی طرح امدادی دستون کی بھی برابر برابر تقسیم کر دی گئی۔

اس مرتبۂ اعلے پر پھونچ کر مشیخت پسند منوکیس سے ممکن نہوا کہ اپنی زبان قابو مین رکھتا وہ تکبر کے ساتھ اپنی کامیابی کا ذکر کرنے لگا کہ آخر میری ہی بات وربڑی اور مختار السلطنت ہونے کے باوجود فےبیس کو مغلوب و شرمسار ہونا پڑا۔ اس کے جواب مین فےبیس نے بڑی نرمی سے اسے یاد دلایا کہ بیقین جس سے مقابلہ کرنا ہے وہ فےبیس نہین، ہنی بال ہے اور اس وقت سب سے

بڑی کارگزاری اُسی کو مغلوب کرنا ہے نہ کہ اپنے رومی شریک عہدہ کو۔ لیکن اگر اسیر بھی بعین اپنے ہم عہدہ سے مقابلہ منظور ہے تو اُس مین جیت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دشمن وطن سے زیادہ سرگرمی اور احتیاط کے ساتھ مقابلہ کرتا کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ وہ شخص جسے قوم نے اس قدر بڑھایا اور عزت دی، اُس کے برابر بھی کام نہ دکھا سکا جس کے ساتھ قوم حقارت و بدسلوکی سے پیش آئی تھی!

مگر حزم و احتیاط برتنے کی ہدایت، نوجوان منوکیس کی نگاہ مین، بڑھاپے کی کمزوری اور پست ہمتی کا نتیجہ تھی۔ فےبیس کی فہمایش کا اسیر کچھ بھی اثر نہ ہوا اور وہ اسی وقت اپنی فوج آگے بڑھا کے علحدہ خیمہ زن ہوگیا۔ ان تمام واقعات سے، جو رومی کیمپ مین گذر رہے تھے، ھنی بال بےخبر نہ تھا اور تاک مین تھا کہ جس طرح بنے ان اختلافات سے خود فائدہ اُٹھائے۔ اتفاقاً اُس کے پڑاؤ اور منوکیس کے خیمہ گاہ کے درمیان ایک بلندی تھی جس پر پڑاؤ قائم کرنا ہر فریق کے لیے مفید اور نیز سہل نظر آتا تھا۔ اور اردگرد کا میدان اگرچہ جابجا کھڈ اور نالیان تھین لیکن دور سے اس کی سطح بالکل صاف اور ہموار دکھائی دیتی تھی۔ ہنی بال چاہتا تو اس قطعے پر بہ آسانی قابض ہو جاتا مگر اس نے جانکر اُسے خالی اور طمعے کے طور پر رہنے دیا تھا کہ اس کے لالچ مین رومی اپنی مستحکم خیام گاہ سے نکل آئین اور وہین قرطاجنی سپاہ سے ان کا مقابلہ ہو جائے۔ جب منوکیس اور فےبیس الگ ہوگئے تو ھنی بال کو موقع ہاتھ آیا اور رات کے وقت گڑھے اور نالیون مین ایک معقول تعداد اپنے سپاہیون کی اس نے بٹھادی اور دن نکلتے ہی ایک چھوٹی جمعیت بلندی کی طرف روانہ کی۔ منوکیس نے اس دستے کو بڑھتے دیکھکر یقین کرلیا کہ قرطاجنی مذکورہ بالا بلندی پر قبضہ کرنا چاہتے ہین اور اس نے ٹھیک وہی دھوکا کھایا جس کے لیے ہنی بال نے یہ جال بچھایا تھا۔ اب سب سے پہلے ہم ہلکے رومی سوارون کو بڑھتا دیکھتے ہین پھر منوکیس کے حکم سے اور سوار بھی سامنے نکلتے ہین جن کا مقصد دشمن کو اس بلندی سے مار کے ہٹا دینا ہے۔ آخر مین جب خود ہنی بال اپنے سپاہیون کی مدد کو بڑی جمعیت سمیت آتا ہے تو منوکیس کی بھی پوری فوج اس کے مقابلے مین

صف آرا نظر آتی ہے ؛

لڑائی کے شروع مین قرطاجنی سپاہیون نے بلندی سے تیر اور پتھر برسائے اس کے بعد برابر کا مقابلہ تل گیا اور اب ہنی بال نے اندازہ کر لیا کہ دشمن کی ساری فوج مقررہ حدود سے آگے بڑھ آئی ہے اور اس کے چھپے ہوے سپاہیون کی طرف اُس کی پشت ہوگئی ہے۔ پس اُس نے انھین اشارہ دیا اور ساتھ ہی ایک پوری جمعیت کمین گاہون سے نکل کر منوکیس کے عقب سے حملہ آور ہوئی اور ایسا شور مچا مچا کے رومیون کو قتل کرنا شروع کیا کہ ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ فی الواقع حملا ایسا اچانک اور ایسے زور کے ساتھ کیا گیا تھا کہ خود منوکیس فوجی ترتیب بگڑتے ہی مایوس ہو گیا۔ وہ ایک ایک افسر کا مُنہ دیکھتا تھا مگر جس کی طرف جاتا وہی خطرے مین پڑنے سے گریز کرتا اور بھاگنے پر آمادہ نظر آتا، حالانکہ اس تدبیر مین بھی سلامتی کی شکل نظر نہ آتی تھی۔ نومیڈی شہسوار فاتحانہ شان سے گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے اور ابھی سے ہر بھاگنے والے کو، قضائے مبرم کی طرح پہونچکر، کاٹ ڈالتے تھے ؛

نفے بیس اپنے ہم وطنون کی خطرناک حالت سے بے خبر نہ تھا وہ پہلے سے سمجھ چکا تھا کہ منوکیس کے جوش تہور اور ہنی بال کی عیاری کا نتیجہ رومیون کے واسطے کیسا مضر ہوگا اور اسی خیال سے اُس نے اپنے آدمیون کو بھی لڑائی کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ دوسرون کی اطلاعون پر بھروسہ کرنے کے بجائے وہ خود اس موقع پر اپنے پڑاؤ کے آگے کھڑا لڑائی کا رنگ دیکھ رہا تھا اور جب اُسے منوکیس کی فوج گھرتی اور دب دب کر بھاگنے پر مائل ہوتی نظر آئی تو اُس نے ایک لمبا سانس کھینچا اور ران پر ہاتھ مارکے اُن لوگون سے جو قریب کھڑے تھے، کہنے لگا ”ادہر قل! مجھے اتنے جلد منوکیس کے تباہ ہونے کی توقع نہ تھی اگرچہ بظاہر وہ اس سے بھی پہلے اپنی ہلاکت کا خواہان تھا!“ پھر اُس نے علم برداروں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اُنھین کے پیچھے یہ کہتا ہوا فوج کو بھی لے چلا کہ ”دوستو، منوکیس ایک محب وطن اور جان فروش سردار ہے ہمین اُس کے چھڑانے مین بہت جلدی کرنی چاہیے۔ اور گر اس نے دشمن سے لڑنے مین جلد بازی سے کام لیا ہے تو اس

بات کا ذکر بھی ہم اس سے بعد مین ہی کرین گے "۔

اس طرح فےبیس اپنی فوج لے کے آگے بڑھا اور پہلے نومیڈی سوارون کو میدان سے ہٹایا، اور پھر اُن پر حملہ کیا جو عقب سے منوکیس پر آن گرے تھے۔ اس جگہ بہت سے قرطاجنی مارے گئے اور باقی ماندہ کو بہ عجلت پسپا ہونا پڑا کہ جس طرح رومی گھر گئے تھے کہین خود وہ نہ گھر جائین "۔ ادھر ہنی بال نے جب یہ ناگہانی تبدیلی دیکھی اور خود معمّر فےبیس اقتضاے سن کے خلاف دشمن کی صفین چیر چیر کر بلندی پر چڑھتا نظر آیا کہ جس طرح ممکن ہو منوکیس سے آملے، تو عاقلانہ احتیاط سے کام لیا اور فوج کو ہٹنے کا حکم دے کے تمام سپاہی اپنی خیمہ گاہ کے قریب جمع کر لیے۔ رومیون کے حق مین بھی یہ کارروائی اچھی تھی اور اُنھین بھی سلامتی کے ساتھ اپنے پڑاؤ کو لوٹ جانا غنیمت معلوم ہوا۔ بیان کرتے ہین کہ اس موقع پر ہنی بال نے اپنے دوستون سے ہنسی مین یہ بات کہی تھی کہ "کیون؟ مین نہ کہتا تھا کہ یہ بادل (یعنے فےبیس) جو ہمیشہ پہاڑون پر منڈلاتا رہتا ہے کبھی نہ کبھی طوفانی مینہ کی طرح ہم پر برس پڑیگا؟"

سپاہیون نے مال غنیمت میدان سے اُٹھا لیا تو فےبیس اُنھین لیے ہوے خاموشی کے ساتھ اپنے خیمہ گاہ کو لوٹ گیا اور ایک لفظ بھی منوکیس کے سامنے زبان سے ایسا نہ نکالا جو اُسے ناگوار گذرتا۔ لیکن خود منوکیس اس قدر متاثر ہوا تھا کہ فےبیس کے جانے کے بعد اپنے آدمیون کو جمع کر کے کہنے لگا "بے شبہ خطا سے کوئی شخص مُنزّہ نہین اور بڑے بڑے کامون مین ہاتھ ڈالنا اور غلطی نہ کرنا آدمی کی قوّت سے ماورا ہے مگر اس کے ساتھ ایک صاحب ہوش آدمی کا اقتضاے انسانیت یہ ہے کہ اپنی خطا سے نقصان اُٹھا کے سبق حاصل کرے اور آیندہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ اب ہر چند مین قسمت کی بے وفائی کا گلہ کرون تو ایک حد تک بجا ہوگا لیکن اُس کی شکرگزاری کے اس سے بھی قوی اسباب ہین کہ اُسی نے مدتون کی غلطی نکالی اور چند ہی گھنٹے مین مجھے سکھا دیا کہ مین اورون پر کمان و حکومت کرنے کے لیے نہین بنا بلکہ محتاج ہون کہ مجھپر کوئی اور شخص حکومت کرے، نیز یہ کہ ہمین تفوّق حاصل کرنے کے لیے اُن سے نہ جھگڑنا

چاہیے جن کی اطاعت کرنا ہمارے واسطے زیادہ مفید ہے۔ نظر برایں آیندہ سے تمھین مختار السلطنت ہی کو اپنا سپہ سالار سمجھنا چاہیے اور مین صرف اُس کی شکرگزاری مین تمھارا افسر رہونگا کہ سب سے پہلے اُس کے احکام بجا لاؤن اور ہمیشہ مستعدی سے اُس کی خدمتگزاری کرسکون ؟؟

اس تقریر کے بعد اُس نے رومہ کے عقابی پرچم کو بڑھانے کا اور فوج کو اپنے ساتھ ساتھ فےبیس کے خیمہ گاہ مین آنے کا حکم دیا۔ اس طرح جنگی باقاعدگی کے ساتھ وہ وہان پھونچا تو وہان کے سپاہیون کو یہ نظارہ دیکھکر حیرت سی ہوگئی اور وہ کسی قدر پریشان اور مشوش ہوے کہ اس آمد کا کیا مطلب ہے ؟ اُس کو اپنے خیمے کے قریب آتے دیکھکر خود فےبیس استقبال کرنے باہر نکل آیا لیکن منوکیس نے نزدیک پھونچتے ہی اپنے علم اُس کے قدمون مین ڈال دیے اور بہ آواز بلند "باپ" کے نام سے اُسے خطاب کیا اور اُس کے ہمراہیون نے بھی فےبیس کے سپاہیونکو اپنا "سرپرست" خطاب کرکے سلام کیا، اور یہ وہ اصطلاحی لقب ہے جس سے آزاد شدہ غلام اپنے آزادی دلانے والون کو یاد کرتے ہین۔ پھر ہر طرف سکوت ہوگیا تو منوکیس نے اس طرح کہنا شروع کیا کہ اے مختار السلطنت، آج کے دن تم نے دو معرکے جیتے۔ ایک بزور قابلیت وشجاعت ہنی بال سے۔ اور دوسرا کریم النفسی اور دانائی کے وسیلے، اپنے ہم وطن ساتھی سے! پہلی فتح سے تم نے ہماری جان بچائی اور دوسری سے ہمین سبق دیا جسے ہم کبھی نہ بھولین گے۔ اور جب کہ ہم ہنی بال سے پہلی شرمناک شکست کھاکے ذلیل وسرنگون ہورہے تھے، دوسری مبارک شکست تمھارے ہاتھون ہمین ملی جس نے ازسرنو ہمین زندہ اور سربلند کردیا؛ تمھین خطاب کرنے کے لیے باپ کے پُرمحبت لقب سے بہتر کوئی نام مجھے یاد نہین آتا اگرچہ تمھاری مہربانیان باپ کی تمام شفقتون سے زیادہ ہین۔ اور اگر مجھے نعمت زندگی اپنے باپ سے ملی ہے تو نہ صرف اُس کا بلکہ میرے سارے لشکرون کی زندگی کا باقی اور سلامت رہنا محض تمھاری بدولت ہے!" یہ کہنے کے بعد وہ بڑھا اور فےبیس کے گلے مین باہین ڈال دین۔ اسی کی تقلید دونون طرف کے سپاہیون نے کی اور فرط مسرت سے

آبدیدہ ہو ہو کے باہم بغل گیر ہوگئے؛

اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ فےبیس کی میعاد عہدہ پوری ہوگئی؛ اس کے بجائے پھر حسب معمول دو قنصلوں کا انتخاب عمل میں آیا۔ لیکن فےبیس کے ان پہلے جانشینوں نے طرز جنگ بالکل وہی رکھا جو اس کا تھا یعنی ھنی بال سے کبھی دو ٹوک لڑائی نہ لڑی بلکہ صرف اپنے حلیف شہروں کو اتنی کافی امداد پہونچاتے رہے کہ دشمن اُنھیں نتیجہ نہ کر سکے؛ مگر ان کے بعد جب ٹارنٹیس وارو قنصلی انتخابات میں کامیاب ہوا تو صاف نظر آنے لگا کہ وہ سلطنت کو ضرور جوکھوں میں ڈالیگا اور اپنی خودسری اور جہالت سے کُل قوم کی بازی لگائے بغیر نہ مانیگا۔ وہ ایک مجہول النسب مگر نہایت جری اور ہر دلعزیز آدمی تھا اور بہت دن سے ہر جلسے میں چلا چلا کے رومیوں کو یقین دلاتا رہا تھا کہ جب تک فےبیس جیسے سپہ سالار بھیجے رہو گے لڑائی کبھی ختم نہ ہوگی؛ اُس کا دعوی تھا کہ میں میدان جنگ میں پہونچ گیا تو جس دن دشمن سے سامنا ہو جائیگا اُسی دن سمجھ لینا کہ اطالیہ آزاد اور تمام حملہ آوروں سے پاک ہے؛ قنصل ہوتے ہی اس قسم کی امیدیں دلا دلا کے اُس نے ایک اتنی بڑی فوج بھرتی کر لی جس کے برابر پہلے کبھی رومہ سے لڑنے نہ نکلی تھی، چنانچہ فہرست میں اٹھاسی ہزار جنگ آزما داخل تھے۔ لیکن ان کارروائیوں سے جتنا عوام میں اعتماد فتح بڑھتا جاتا تھا اسی قدر شہر کے تجربہ کار اہل الرائے (خصوصًا فےبیس) خوف زدہ ہو رہے تھے کہ اگر یہ کثیر التعداد فوج جس میں رومۃ الکبرے کے تمام جوانان منتخب چن لیے گئے ہیں لڑائی میں برباد ہوگئی تو پھر کوئی ذریعہ رومہ کی سلامتی اور حفاظت کا نہ رہیگا؛ اسی بنا پر ان لوگوں نے دوسرے قنصل امی لیس پالوس Aemilius Paulus کا سہارا ڈھونڈا جو فن جنگ کا بڑا آزمودہ کار ماہر تھا لیکن غیر ہر دلعزیز ہونے کی وجہ سے عوام سے ڈرتا تھا جنھوں نے پہلے بھی کسی الزام میں اس کو مجرم قرار دیدیا تھا۔ اس لیے اُس کو بھی مدد کی ضرورت تھی کہ اپنے شریک عہدہ وارو کی حیرہ دستیوں کا مقابلہ کر سکے؛ فےبیس نے اس کو جتایا کہ اگر ملک کی نفع رسانی اور سچی خدمت منظور ہے تو واقف کار ھنی بال کی عیارانہ تیاریوں کا جس سرگرمی سے مقابلہ کیا جائے اُسی کے برابر سرگرمی

خود اپنے ہم وطن وارو کا جاہلانہ جوش دبانے مین کی جاے کہ یہ دونون رومہ کی قسمت کا
ایک ہی میدان مین فیصلہ کر دینے کی خطرناک کوشش مین مصروف ہین۔ پھر وہ پالوس سے کہنے
لگا کہ ہنی بال کے معاملے مین تھین وارو کی نسبت میری بات کا زیادہ اعتبار کرنا چاہیے اور مین
یقین دلاتا ہون کہ اگر اس سال بھی تم جنگ سے پہلو بچاتے رہے تو یا ہنی بال کی فوج خود برباد و
خراب ہو جائیگی اور یا وہ اپنی مرضی سے بخوشی واپس لوٹ جائیگا اور اس کا ایک کھلا ہوا ثبوت
یہ ہے کہ تمام فتوحات کے باوجود وہ اطالیہ کے کسی شہر یا علاقے پر مستقل قبضہ نہین کر سکا اور اب
اُس کی فوج پہلے کی نسبت صرف ایک تہائی باقی رہ گئی ہے۔ اس کے جواب مین سنا ہے
پالوس نے فے بیس سے یہ کہا کہ اگر مین صرف اپنی ذاتی راے پر عمل کرون تو اپنے ہموطنون
کے طعنے سہنے کے بجاے (کیونکہ وہ تمھاری راے کو مطلق پسند نہین کرتے) مین ہنی بال کی
تلوارون کے مُنہ چڑھنے کو زیادہ ترجیح دیتا ہون۔ لیکن یہ معاملہ قوم کی مرگ و زیست کا ہے اور
اسی لیے خواہ ساری دنیا مخالف ہو جاے مین وہی کرونگا جو فے بیس کا حکم ہو اور جسمین وہ خوش ہو۔
مگر یہ تمام نیک تدبیرین اور ارادے وارو کی ہٹ نے خاک مین ملا دیے اور جب دونون
قنصل میدانِ جنگ مین پہونچے تو اس فیصلے کے سواے کہ ایک دن بیچ ہر قنصل پوری فوج کی
سپہ سالاری کریگا، وہ کسی بات پر رضامند نہ ہوا، اور جب اُس کی باری آئی تو اس نے آفی دس
ندی پر اپنی فوج دشمن سے متصل موضع کینئی Cannae مین اُتار دی اور صبح ہوتے ہی اپنے
خیمے سے قرمزی کوٹ اُڑایا جو لڑائی شروع کرنے کی علامت تھی۔ اُس کی یہ جسارت اور اس کے
سپاہیون کی کثرت دیکھکر (جو اُن سے دُگنے تھے) اہل قرطاجنہ چونک پڑے۔ مگر ہنی بال نے
انھین ہتیار لگانے کا حکم دیا اور خود مختصر جمعیت لیے ہوے قریب ہی ایک ٹیکری پر چڑھ گیا کہ
صفین جمتے مین رومیون کی تعداد کا صحیح اندازہ کر سکے۔ اُس کے ہمراہیون مین گِس کو نامی ایک
قرطاجنی امیر بھی تھا جسے علو مرتبت مین خود ہنی بال کا ہمپایہ کہنا چاہیے۔ رومی فوج کو دیکھتے
دیکھتے اُس کی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ نکل گیا کہ دشمن کی تعداد تو بڑی حیرت انگیز ہے؟ اس پر

ہنی بال نے سنجیدہ صورت بنا کے کہا ”گسگو، تم نے ایک اور بات کا خیال نہین کیا جو اس تعداد سے بھی سوا حیرت انگیز ہے“! اور جب گسگو نے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے تو کہنے لگا ”یہ کہ اس تمام لشکر کثیر مین ایک شخص بھی ایسا نہین جو گسگو کہلاتا ہو!“ سپہ سالار کے اس غیر متوقع اور طنز آمیز مذاق نے اُس کے تمام ساتھیون کو ہنسا دیا اور جب یہ لوگ ٹیکرے سے آ رہے تھے تو جو شخص ملتا اُس کے سامنے یہ لطیفہ دُہراتے اور ضبط کے باوجود ہنستے ہنستے بے قابو ہوے جاتے تھے۔ قرطاجنی سپاہیون نے بھی جب انھین دشمن کا معاینہ کرکے اس حالت مین واپس ہوتے دیکھا تو بالطبع یہ نتیجہ نکالا کہ ضرور مدمقابل کو نہایت کمزور پایا ہے جو ہمارا سپہ سالار عین اس وقت تمسخر و مزاح مین مصروف ہے۔

اس لڑائی مین بھی ہنی بال نے حسب عادت فائدہ اُٹھانے کے لیے جنگی چالون سے کام لیا۔ اوّل تو اُس نے اپنی صفین اس طرح جمائین کہ جدھر سے ہوا آ رہی تھی اُدھر ان کی پشت رہے۔ اور واقعی اُس وقت اس بلا کے جھکڑ چل رہے تھے کہ ریتیلے میدانون مین سے گرد و غبار کے دل بادل بلند ہوتے اور اہل قرطاجنہ پر سے گذر کے ساری خاک رومیون کے چہرون پر پڑتی تھی جس نے اُنھین لڑائی مین بہت عاجز و پریشان کیا۔ ہنی بال نے دوسری تدبیر یہ کی کہ اپنے بہترین آدمیون کو بازوون مین قائم کیا اور جتنے کمزور، خراب لڑنے والے تھے اُنھین قلب لشکر مین رہنے دیا اور میمنہ و میسرہ کے افسرون کو ہدایت کر دی کہ جس وقت رومی قلب پر حملہ آور ہون (جو اُسے یقین تھا کہ پہلے ہی صدمے مین پیچھے ہٹ جائیگا) اور دباتے ہوے دور تک بڑھ جائین تو دونون طرف سے یکبارگی اُن پر حملہ کیا جاے اور اُنھین گھیر کر دونون بازوون کے بیچ مین لے آنے کی کوشش کی جاے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ تدبیر تھی جو سب سے بڑھکر کارگر ہوئی اور جسکی بدولت رومیون کو بے انتہا نقصان اُٹھانا پڑا۔ انھون نے پہلی ہی ٹکر مین قرطاجنی قلب کو مغلوب کر لیا تھا اور ڈھکیلتے ہوے اس قدر اندر تک گھس آئے کہ قرطاجنی صفون کی شکل بالکل ہلال سے مشابہ ہو گئی۔ اس طرح ہنی بال کے سب سے اچھے سوارون کو حملے کا بہترین موقع مل گیا اور دونون

بازوؤن سے وہ ایسی تندی کے ساتھ آن کر گرے کہ جو بیچ مین آیا اُسے کاٹ دیا حتیٰ کہ ان کا میمنہ
اور میسرہ رومیون کے عقب مین آملا اور تمام رومی فوج ایک حلقے مین پھنس کے رہ گئی ؛ مشہور ہے
کہ ایک اور افسوس ناک غلطی بھی اس مصیبت انگیز ہزیمت کا سبب قوی ہوئی - وہ یہ کہ پالوس کے
گھوڑے نے زخم کھا کے اُسے زمین پر گرا دیا اور اُسی کو مدد دینے کے واسطے جو لوگ آس پاس تھے
وہ فوراً اپنے گھوڑون پر سے اُتر پڑے - رومی سوارون نے جو اپنے افسرون کو اس طرح گھوڑون
سے اُترتے دیکھا تو سمجھے کہ یہ سب کو پیادہ ہو کر لڑنے کا اشارہ ہے، چنانچہ اسی خیال سے وہ بھی
اُتر اُتر کے لڑنے لگے - یہی کیفیت دیکھ کر سنا ہے کہ ہنی بال نے کہا تھا کہ مجھے اُن کی (یعنی رومی
سوارون کی) اس بات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ اگر کوئی ان کے ہاتھ پانون باندھکر بھی میرے
حوالے کر دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی ؛؛ اس لڑائی کی دیگر تفصیلات ہم قلم انداز کرتے ہین اگر ناظرین
اُنھین مطالعہ کرنا چاہین تو اُن مصنفین کی کتابین پڑھین جنھون نے اس مضمون پر بہت شرح و
بسط کے ساتھ لکھا ہے ؛؛
تقُصل وارو ، ایک مختصر سی جمعیت کے ساتھ ، وینوزیا کو بھاگ گیا - مگر امی لیس پالوس ،
جس کا سینہ غم سے اور جسم زخمون سے فگار ہو رہا تھا جب اپنے سپاہیون کی فراری اور دشمن کا
تعقب نہ روک سکا ، تو زندگی سے بیزار ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہ کوئی خدا کا بندہ ایک ہی بھرپور وار
مین اُسے قید حیات سے آزاد کر دے ؛ وہ سر سے پاؤن تک خون مین لتھڑا ہوا تھا اور اس کے
چہرے پر اتنے زخم آئے تھے کہ خود اس کے نوکر اور احباب بغیر پہچانے قریب سے گذر جاتے تھے -
آخر کرنی لیس لن ٹولس نے ، کہ ایک خاندانی امیر زادہ تھا ، اُسے پہچان لیا اور خود اُتر کے اپنا گھوڑا
اس کے آگے پیش کیا اور استدعا کی کہ وہ اپنی قیمتی جان کو جس طرح ہو سکے بچا لے ورنہ ایسی نازک
حالت مین ، اُس جیسے جلیل المرتبہ سردارون کے بغیر ، ملت رومہ کی سلامتی دشوار ہو جائیگی ؛ لیکن
پالوس نے کوئی بات نہ مانی اور لن ٹولس کو جس کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا رہے تھے ، باصرار پھر
گھوڑے پر سوار کرا دیا - اس کے بعد کھڑے ہو کے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دیا اور فےبیس کے پاس

یہ پیام لے جانے کی وصیت کی کہ امی لیس پالوس نے آخر دم تک تمھاری ہدایتون پر عمل کیا اور
تم سے جو اقرار کیا تھا اس مین حتی المقدور سرِ مو تبدیلی نہ ہونے دی لیکن اس کی بدنصیبی تھی کہ
پہلے وہ وارو سے مجبور و مغلوب ہوا اور پھر ہنی بال سے شکست کھائی ؛؛ اس پیام کے ساتھ
لن ٹولس کو روانہ کر کے اُس نے چارون طرف نظر دوڑائی اور جہان کشت وخون کا بازار سب
سے زیادہ گرم ہو رہا تھا اُسی حصہ میدان مین گھس کر اپنے تئین دشمن کی تلوارون سے ہلاک
کرا دیا ؛ رومی مقتولین کی کُل تعداد اس جنگ مین پچاس ہزار بیان کی گئی ہے۔ چار ہزار آدمی
میدان مین گرفتار ہوے اور دونون قنصلون کے خیمہ گاہ سے اور بھی دس ہزار اسیران جنگ
قرطاجنی سپاہ کے ہاتھ آئے ؛

اس موقع پر ہنی بال کے اکثر دوستون نے بڑی منت کی کہ مفرورین کا خاص رومہ تک
تعقب کیا جاے۔ اور اُسے یقین دلایا کہ اگر ایسا کیا تو آج کے پانچوین دن شہر کیا خاص قلعۂ رومہ
مین بیٹھکر کھانا کھانا ، مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیون ہنی بال نے اس راے پر عمل نہ کیا۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ کوئی آسمانی قوت ہی اس کو روک رہی تھی جو وہ اس قدر متامل اور متردد ہوا جاتا تھا۔
چنانچہ اسی پست ہمتی پر اُس کے ایک ہم وطن برکاس نے خفا ہو کے یہان تک کہہ دیا کہ ہنی بال
تمھین لڑائی جیتنا آتا ہے مگر فتح سے فائدہ اُٹھانا تم نہین جانتے ؛؛ باین ہمہ اس ایک کامیابی نے
صورت حالات مین حیرت انگیز تغیر پیدا کر دیا۔ وہ جس کے قبضے مین آج تک ایک آبادی ، ایک
منڈی اور یا ایک بندرگاہ نہ تھی جس کے سپاہیون کو روز کے روز لوٹ مار کیے بغیر ایک دن کی
رسد بھی میسر نہ آتی تھی ، جس کا نہ کوئی مرکزی مستقر جنگ تھا نہ پناہ لینے کا کوئی ٹھکانا اور جو کہنا چاہیے
کہ ڈاکوون کی ایک جماعت عظیم لیے چارون طرف دیوانہ وار بھٹکتا پھرتا تھا ، ایک دن جیتتے
ہی دفعۃً اطالیہ کے بہترین بلاد و امصار کا مالک ہو گیا اور خود کاپوا کہ رومہ کے بعد سب سے
آباد اور مرفہ الحال شہر تھا ، اُس کے قبضے مین آ گیا اور ان سب مقامات نے خود بخود اس کی
اطاعت قبول کر لی ؛

یوری بیدش کا قول کہ جس شخص کو اپنے دوست کی دوستی آزمانی پڑے، سمجھو کہ وہ مصیبت مین گرفتار ہے،، سلطنتون کے حال پر بھی بعینہٖ چسپان نظر آتا ہے اور سلطنت اگر امن و اطمینان کی حالت مین ہو تو واقعی اُسے لایق سپہ سالار کی کچھ احتیاج نہین ہوتی۔ مگر صورت حال برعکس ہو تو سب سے زیادہ مانگ ایک اچھے حاکم اور جرنیل کی ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ رومہ مین بھی آج اسی قسم کا خیالات مین تغیر ہوا۔ وہ جو لڑائی سے پہلے نفے بیس کے ہر مشورے اور ہر کارروائی کو انتہائی خوف و نامردی سے تعبیر کرتے تھے اب اس قدر بڑھے کہ اس کی عقل کو انسانی عقل سے ماوراکوئی ربانی قوت سمجھنے لگے، گویا ان کے نزدیک تمام لوگون کی راے کے خلاف ایک ایسے نتیجے کی حرف بہ حرف صحیح پیشین گوئی کر دینا، جو واقع ہونے کے بعد بھی، ناقابل یقین نظر آتا تھا، معمولی آدمی کا کام نہ تھا بلکہ ضرور وہ کسی مافوق الفطرت دماغ کا کرشمۂ فکر تھا۔ غرض انہی وجوہ سے اب نفے بیس سے بڑھکر کوئی قابل اعتماد رومی نہ تھا اور جو کچھ رہی سہی امیدین اُس کے ہموطنون کو تھین وہ اسی کی ذات سے وابستہ تھین۔ اُس کی دانائی وہ مقدس مندر تھا جس کی پناہ مین آنے وہ ہر طرف سے دوڑے اور فی الحقیقت انھین کسی نے تتر بتر ہونے سے بچایا تو وہ نفے بیس ہی کے مشورے تھے ورنہ غالوی حملہ ان کی آنکھون مین پھرنے لگا تھا اور اُسی وقت کی طرح وہ شہر چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے پر آمادہ تھے۔ اکیلا وہی شخص جسے فراغ و اطمینان کے زمانے میں وہ سب سے زیادہ ڈرپوک جانتے تھے، آج مایوسی اور مصائب کے اگھٹ طوفان مین نڈر نظر آتا تھا۔ اُس کے متین چہرے پر کوئی علامت خوف کی نہ پائی جاتی تھی۔ وہ اُسی وقار و دلجمعی کے ساتھ گلی کوچون مین اپنے ہموطنون کی دلدہی کرتا پھرتا تھا۔ کبھی عورتون کا نالہ و بکا روکتا اور کبھی ان کے مجمعے منتشر کرتا جو اظہار غم کے لیے مل مل کے بازارون مین آبیٹھتے تھے۔ اُسی نے عمال شہر کی ہمتین بندھائین۔ مجلس ملکی کو منعقد کرایا اور وہی سارے سرکاری کاروبار کی صحیح معنون مین روح رواں تھا۔

شہر کے دروازون پر نفے بیس نے پہرہ بٹھا دیا تھا کہ جہان تک ہو دہشت زدہ مخلوق کو بھاگنے سے روکا جاے۔ مقتولین کے سوگ کے متعلق اُس نے علیحدہ ضوابط بنا دیے تھے اور ایکین

تعین کر دیا تھا کہ جن کے عزیز و اقارب مارے گئے ہیں وہ صرف اپنے گھروں کے اندر اظہار رنج اور ماتم کریں اور ایک مہینہ سے زیادہ سوگ کو قائم بھی نہ رکھیں جس کے بعد سارے شہر کی تطہیر (مذہبی شعایر کے بموجب) کی جانی مقصود تھی۔ اسی زمانے میں سیرس دیوتا کا تہوار بھی آ گیا تھا لیکن حکم دیا گیا کہ اس مرتبہ اُسے نہ منایا جائے جس میں مصلحت یہ تھی کہ اپنی قلت تعداد اور ایک دوسرے کی غمزدہ صورتیں دیکھکر، لوگ ہراسان نہ ہو جائیں اور اپنی قومی مصیبت کو زیادہ یاس انگیز اور بڑا نہ تصور کرنے لگیں۔ اس کے علاوہ دیوتاؤں کے ہاں بھی وہی عبادت مقبول ہوتی ہے جو اطمینان اور خوش دلی کے ساتھ کی جائے۔ البتہ اس موقع پر وہ تمام رسمیں جن سے دیوتاؤں کا غصہ فرو ہوتا ہے علی وجہ الکمال انجام دی گئیں اور نیک ساعتیں یا اچھے اچھے شگون حاصل کرنے کے واسطے بھی جو کچھ کاہنوں نے بتایا اُس پر عمل کیا گیا۔ فے بیس کے ایک عزیز قریب فے بیس پکٹر کو استخارہ لینے ڈیلفی بھیجا گیا اور اسی زمانے میں جب دو مُرلیوں کی خراب کاری پکڑی گئی تو ایک نے تو خودکشی کر لی مگر دوسری دستور کے مطابق زندہ دفن کر دی گئی۔

کچھ ہو، جمہوریہ رومیہ کی یہ عالی حوصلگی اور ضبط نفس تو فی الواقع کمال تعریف کا مستحق ہے کہ جب وہی شکست خوردہ قنصل جس نے ایسی نالایقی اور نقصان رسان حماقت سے ملک کو تباہی میں ڈال دیا تھا، شرمندہ اور سرنگون واپس پھرا تو تمام اہل شہر اور ارکان مجلس اُس کے استقبال کو شہر پناہ کے دروازوں تک آئے اور جب خاموشی ہو گئی تو اسی موقع پر اکثر عمال اور مقتدر ارکان نے جنمیں فے بیس بھی شامل تھا اُس کی تعریف میں تقریریں کیں اور اس کی اس حب وطن کو بہت سراہا کہ ایسی نازک حالت میں بھی وہ خدمت قوم سے پہلو بچانا نہیں چاہتا بلکہ واپس آ گیا ہے کہ پھر تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے اور جہاں تک ہو سکے روما کے آیندہ تحفظ میں مدد دے۔

اس اثنا میں خبر آئی کہ ہنی بال لڑائی کے بعد اطالیہ کے دوسرے علاقوں میں چلا گیا اور روما نہ آئیگا۔ یہ سنکر رومیوں کو بڑی ڈھارس ہوئی اور انھوں نے ازسرنو مقابلے کے واسطے فوجیں ترتیب دیں اور فے بیس اور کلاڈیس مرسی لس Marcellus کو سپہ سالار بنا کے

میدان میں بھیجا - یہ دونوں اپنے عہد کے بہترین جرنیل سمجھے جاتے تھے مگر اسباب شہرت دونوں کے علیحدہ اور مختلف تھے - چنانچہ مرسی لس، جیسا کہ ہم نے اس کے سوانح عمری میں تحریر کیا ہے بڑا بے جھجک اور اولوالعزم سپاہی تھا - وہ اپنی آتش مزاجی اور قتال پسندی میں اُن سورماؤں سے بہت ملتا ہے جن کی تصویر ہومر نے اپنی رزمیہ نظم میں دکھائی ہے اور حقیقت میں اسی ہمت شیرانہ اور جانبازی کی وجہ سے اُس نے تمام لڑائیاں ایسی عمدگی کے ساتھ لڑیں کہ خود ہنی بال کا مثیل وہم پلہ سمجھا جانے لگا - اس کے برعکس فےبیس اپنے پہلے اصول پر قائم تھا اور ابھی تک یہی یقین رکھتا تھا کہ اگر لڑائی بجائے بچائے ہنی بال کا پیچھا کیا گیا تو آخر میں اُس کی فوج تھک کر کمزور اور برباد ہو جائیگی - جس طرح ایک طاقتور پہلوان پورے زور پر ہو تو عین اس کے انتہائی طاقت صرف کرتے وقت یہ رائے لگائی جاسکتی ہے کہ غالباً اُس کا عنقریب دم ٹوٹ جائیگا اور وہ ایکا ایکی شل ہو کے بیکار رہ جائیگا - مزاج کے اس اختلاف کی بنا پر، پوسی ڈونیس لکھتا ہے کہ مرسی لس کو اہل رومہ اپنی تلوار کہتے تھے اور فےبیس کو اپنی ڈھال - اور بے شبہ اول الذکر کی دلیری اور دوسرے کے استقلال نے امتزاج پا کر ایک ایسا اچھا مرکب تیار کر دیا تھا کہ جس نے ملت رومہ کو تباہ ہونے سے بچالیا - ہنی بال کو بھی تجربے سے معلوم ہو گیا کہ ایک کے ساتھ مقابلہ کرنا گویا کسی تیز و تند دریا سے ٹکرانا ہے جو جگہ جگہ سے اُس کی فوج کو پھاڑ دیتا تھا اور دوسرے کی مثال اُس دریا کی سی تھی جو خاموشی اور متانت کے ساتھ قریب سے بہے جاتا ہو مگر جس کی موجیں اندر ہی اندر حریف مقابل کی جڑیں کمزور اور آہستہ آہستہ اُس کا کام تمام کیے دیتی ہوں حتیٰ کہ آخر آخر میں یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ فوج کے حرکت کرتے وقت تو ہنی بال پر مرسی لس کی دہشت طاری رہتی اور جب کہیں پڑاؤ کرتا تو فےبیس کے خوف سے خواب و خور اسپر حرام ہو جاتا تھا - مزید برآں جب تک ان محاربات کا سلسلہ قائم رہا، اِن سپہ سالاروں میں سے ایک نہ ایک ضرور اُس کے مقابلے میں رہتا تھا کیونکہ دونوں پانچ پانچ مرتبہ قنصل مقرر ہوے اور جب قنصل نہ ہوتے تب بھی کسی نہ کسی عہدے دار کی حیثیت سے جنگی معاملات میں ان کا ہمیشہ دخل ہوتا تھا

یہانتک کہ انہین سے ایک (یعنی مرسی لس) انجام کار اُس جال مین ایک مرتبہ پھنس گیا جو منی بال نے اس کے لیے بچھایا تھا اور اپنی پانچوین قنصلی کے زمانے مین مارا گیا۔ لیکن فے بیس پر اُسکی کوئی عیاری اور فن فریب کارگر نہ ہوے البتہ ایک دفعہ وہ اُس کے دھوکے مین آگیا تھا اور بال بال خطرے مین پڑنے سے بچا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ نئے بیس کو اہلِ مٹاپن ٹم کے جعلی خطوط اس مضمون کے ملے کہ اگر تم اپنی فوج سمیت ہمارے شہر کے سامنے آجاؤ تو ہم شہر کو بخوشی حوالے کر دین گے، نیز لکھا تھا کہ فلان وقت سے فلان وقت تک ہم تمھارے آنے کے منتظر رہین گے"۔ اس جال مین فے بیس بالکل آہی گیا تھا اور سفر کے لیے تیار تھا کہ بعض بدشگونیون نے (جو پرندون سے فال لینے مین ظاہر ہوئین) اس کا ارادہ ملتوی کرا دیا، پھر زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ ہنی بال کی عیاری بھی کھل گئی اور معلوم ہوگیا کہ جعلی خطوط بھیجکر وہ خود کمین مین بیٹھا تھا کہ فے بیس اُدھر سے گذرے تو اچانک اس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر غالباً اس بچ نکلنے کو فے بیس کی عقلمندی پر محمول کرنا درست نہوگا بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ محض تائید ایزدی تھی۔

فے بیس نے اس پرآشوب زمانے مین جس خوبی کے ساتھ حلیف شہرون کو باغی ہونے سے بچایا اور رومہ کے اتحادیون کی تالیف قلوب کی وہ کمال ستایش کی مستحق ہے۔ غیر شہرون کے جتنے سپاہی یا افسر اُس کے لشکر مین تھے اُن سے وہ نہایت نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور معمولی خطاؤن پر کبھی اس قسم کی سختی اُن کے ساتھ روا نہ رکھتا جو انھین رومیون سے بددل کر دے۔ اس ضمن مین یہ روایت لکھنے کے قابل ہے کہ ایک مرتبہ شہر مرسیہ کے کسی دلیر امیرزادے کے متعلق اُسے اطلاع ملی کہ وہ اندر ہی اندر بعض سپاہیون کو اپنے ساتھ لیکر دشمن سے جا ملنے کا ساز باز کر رہا ہے۔ فے بیس نے اس کو اپنے پاس بلایا اور کوئی غصہ یا مواخذہ کرنے کے بجاے کہنے لگا مین خوب جانتا ہون کہ ہمارے فوجی افسر قابل اور مستعد آدمی کی جیسی چاہیے قدر نہین کرتے اور اکثر اوقات ترقیان اور انعام دینے مین بلحاظ طرفداری سے کام لیتے ہین، لیکن آیندہ اگر تمھین

کوئی شکایت ہو اور تم مجھے چھوڑ کر اوروں کے پاس جاؤ تو اسے مین خود تمھارا قصور تصور کرونگا
اور یہ کہکے اُس نے ایک اعلے درجے کا گھوڑا اور کئی اور چیزین اس شخص کو عنایت کین
جس کے بعد وہ ایسا نفے بیس کا وفادار دوست اور ماتحت ہوگیا کہ اُس سے بڑھکر فوج بھر
مین شاید کوئی قابل اعتبار آدمی نہ ہوگا ؛ فی الحقیقت نفے بیس کا بہت بجا طور پر یہ خیال تھا
کہ اگر وہ لوگ جو گھوڑون یا کتّون کو سدھانے پر مقرر کیے جاتے ہین، ظلم و مار پیٹ کو پسند نہین
کرتے بلکہ پیار اخلاص سے ان جانورون کے مزاج کی تیزی اور وحشت کھونے کی تدبیر کرتے
ہین، تو کیا وجہ کہ جن لوگون کے سپرد آدمیون کی افسری ہو وہ اپنے ماتحتون کو بہتر رفق و ملاطفت
کے ساتھ فرمان برداری اور ضابطے کی پابندی نہ سکھا سکین ؟ بے شبہ ان کا سلوک اُن باغبانون
سے تو بدتر نہ ہونا چاہیے جو کمال توجہ اور دیکھ بھال سے جنگلی درختون کی اصلاح کرتے ہین اور رفتہ
رفتہ اُنھین باغ کا ایک عمدہ اور میوے دار درخت بنا دیتے ہین ؛

ایک اور موقع پر بعض افسرون نے نفے بیس کو اطلاع دی کہ فلان سپاہی اکثر غیر حاضر
اور راتون کو ڈیرے سے غائب رہتا ہے - نفے بیس نے پوچھا وہ کس قسم کا آدمی ہے انھون نے
بیان کیا کہ وہ شہر لوکانیہ کا رہنے والا ہے اور اُس سے بہتر شاید فوج بھر مین کوئی سپاہی نہ ملے گا
پھر اُس کی بہادری کے چند چشم دید واقعات بھی انھون نے سنائے - یہ تمام باتین سُن کر نفے بیس نے
اُس کے سبب غیر حاضری کا خاص توجہ سے سراغ چلایا اور آخر مین یہ معلوم کر لیا کہ دراصل وہ کسی نوجوان
لڑکی پر عاشق ہے اور اُسی سے ملنے راتون کو لشکر سے نکل نکل بھاگتا ہے ؛ اس پر نفے بیس نے
اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو فوراً تلاش کیا جائے اور خفیہ طور پر میرے خیمے مین پہونچا دیا جائے
پھر اُس سپاہی کو طلب کیا اور علحدہ لے جا کے کہنے لگا کہ تمھارا راتون کو لشکر سے غائب ہو جانا ہمین
اچھی طرح معلوم ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہین کہ تم ایک بہادر آدمی ہو اور بہت سے کارنمایان کر چکے ہو
انھین خدمات کے خیال سے ہم اس مرتبہ اُس خلاف ورزی کو معاف کیے دیتے ہین جو رومی
قوانین اور فوجی ضوابط کی تم نے کی ہے - لیکن اسی کے ساتھ ہم ایک نگران تم پر مقرر کرنا چاہتے ہین جو

تمھارے آیندہ افعال کا ذمّہ دار اور جواب دہ ہوگا؟ یہ کہ کے اُس نے حکم دیا کہ وہ عورت سامنے بلالی جائے۔ سپہ سالار کے خیمے مین اُس کو یکایک نمودار ہوتا دیکھکر خوف زدہ سپاہی کے ہوش اُڑ گئے لیکن فےبیس اُس کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا دیکھو وہ نگران ہے جسے ہم تمھارا ضامن بناتے ہین۔ اور آیندہ کے طرز عمل سے دیکھین گے کہ آیا تمھاری شب گردیان عشق و محبت کی وجہ سے تھین یا کسی اور اس سے بھی بدتر مقصد کے لیے!"

اس کے بعد ایک اور واقعہ اسی قسم کا گذرا جس کی بدولت شہر ٹارنٹم کی تسخیر عمل مین آئی تفصیل اس کی یہ ہے کہ رومی فوج مین ایک نوجوان ٹارنٹمی سپاہی تھا اور اُس کی صرف ایک بہن تھی۔ جسے وہ گھر پر چھوڑ آیا تھا۔ یہ بہن کہ جس کی معاش کا دار و مدار بھی اسی (بھائی) پر تھا اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتی تھی۔ اب جس وقت کہ ہنی بال نے شہر ٹارنٹم کو فتح کیا اور وہان اپنی فوجین متعین کین تو اس ٹارنٹمی کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہوگئی کہ وہان شہر بریٹیہ کا ایک باشندہ فوجی دستہ کا افسر اعلےٰ مقرر کیا گیا ہے اور وہ اُس کی بہن پر دل و جان سے فریفتہ ہے۔ یہ سنکر جوان مذکور کو خیال ہوا کہ اس فریفتگی سے فائدہ اُٹھائے اور رومیون کو شہر کا قبضہ دلانے کی کوئی راہ نکالے۔ اس منصوبے کا اُس نے پہلے فےبیس سے ذکر کیا اور پھر رومی لشکر سے اس طرح ٹارنٹم چلا آیا گویا فی الواقع وہان سے بھاگ کر دشمن سے آملا ہے۔ لیکن اُس کے وطن لوٹ آنے پر بریٹوی سردار نے اس کی بہن پاس آنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ ان دونون کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ اُن کے عشق و محبت سے آگاہ ہے۔ جب چند روز اس طرح گذر گئے تو خود نوجوان ٹارنٹمی نے یہ ذکر چھیڑا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ مین نے سنا ہے کوئی ذی مرتبہ شخص تمھارے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ مجھے تم اُس کے حالات اور نام و نشان بتاؤ کیونکہ اگر وہ کوئی دلیر اور نامور آدمی ہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہین کرنا چاہیے کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے اس لیے کہ تلوار سب کو ہم مرتبہ کردیتی ہے، مجبوری مین بُری چیزین بھی اچھی ہوجاتی ہین اور اگر زبردست، حق پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد لطف و آشتی پر مائل ہو تو اس کو بہت غنیمت تصور کرنا چاہیے!" بھائی کی یہ

تقریرسنی تو بہن نے اُسی وقت آدمی بھیجکر اپنے عاشق کو بلوالیا اور بھائی سے اس کا تعارف کرایا۔ پھر یہ دونوں پہلے کی نسبت زیادہ آزادی سے ملنے جلنے لگے اور جتنی اُن مین باہم محبت بڑھتی گئی اُسی قدر افسر مذکور اُس کے بھائی سے بھی زیادہ مانوس اور بے تکلف ہوگیا۔ یہانتک کہ اب ٹارنٹم کے نزدیک اُسے لالچ دے کے اپنے سے ملا لینا مخدوش اور ناممکن نہ رہا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک غیر قوم کے آدمی کا جو محض پیٹ کی خاطر نوکری کر رہا ہو، دشمن سے مل جانا کچھ بھی قابل حیرت نہین خصوصاً جب کہ محبت کی لاگ اور بڑے بڑے انعامون کی طمع ہو۔ چنانچہ یہ برٹوی افسر بھی آخرکار ٹارنٹم کے حلقۂ اغوا مین آگیا اور بہت سے انعامات کی امید پر اُس نے اقرار کرلیا کہ شہر کو نفے بیس کے حوالے کردیگا۔ ٹارنٹم کی تسخیر کے متعلق یہ عام روایت ہے جو ہم نے اوپر نقل کی۔ بعض لوگ اس کو دوسری طرح بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس برٹوی افسر کو جس عورت نے رومیون سے مل جانے پر آمادہ کیا وہ ٹارنٹم کی نہ تھی بلکہ خود اُس کے وطن برٹیہ کی پیدایش، اور خاص نفے بیس کی جاریہ تھی۔ اور چونکہ ہم وطن ہونے کے علاوہ وہ ذاتی طور پر اُس سے واقف بھی تھا لہذا نفے بیس نے اسی عورت کو بہ اخفا ٹارنٹم بھیجا تھا کہ رشوتین دیکر اُسے رومیون سے ملا لے؛

ادھر یہ بحث دیر ہو رہی تھی اور اُدھر نفے بیس ہنی بال کی توجہ دوسری طرف ہٹا دینے کی فکر مین تھا۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے ریجیم کے فوجی دستے کو حکم دیا کہ وہ مضافات برٹیہ کو تاراج کردین اور کولونیہ کو گھیر کے انتہائی قوت سے اسپر حملہ کرین؛ واضح ہو کہ یہ دستہ جو آٹھ ہزار سپاہیون پر مشتمل تھا رومی فوج کا بدترین حصہ شمار ہوتا تھا اور اس مین زیادہ تر وہ مفرور سپاہی تھے جنھین مرسی لس جزیرۂ صقلیہ سے گھیر گھونٹ کے لایا تھا اُن کے ضائع ہوجانے کا رومیون کو زیادہ خیال نہ تھا اور اسی لیے نفے بیس نے اس لاسے پر ہنی بال کو لگانا چاہا جو ریجیم کی فوج کے باہر نکلتے ہی حسب توقع اُدھر مڑ گیا اور اُس کی فوجون کے کولونیہ کی جانب کوچ کرتے ہی نفے بیس نے بڑھکر ٹارنٹم کو گھیر لیا۔ محاصرے کے چھٹے دن وہی ٹارنٹمی سپاہی رات کے وقت شہر سے خفیہ نکل آیا اور اپنی تمام کارگزاری کی نفے بیس کو اطلاع دی اور وہ جگہ بھی دکھائی جہان سے قرار پایا تھا

کہ وہ برٹوی سردار رومیون کو شہر کے اندر لے لیگا۔ ہر چند اس مقام کو یہ ٹارنٹی بخوبی دیکھ بھال آیا تھا اور قرار داد بھی پختہ تھی بایں ہمہ فے بیس نے کلیتہً سازش پر بھروسہ کرنا درست نہ سمجھا بلکہ چھپ کر مقام مذکور تک پہونچنے کے بعد، فوج کے بڑے حصے کو حکم دیا کہ وہ شہر کے دوسرے رخ پر خشکی اور سمندر دونون سے حملہ کرے۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ٹارنٹم کے لوگ اسی رخ مدافعت کے واسطے دوڑ پڑے تو اب برٹوی افسر کا اشارہ پاتے ہی فے بیس اور اس کے ساتھی کمندین ڈال ڈال کے فصیل پر چڑھے اور بلا کسی مزاحمت کے شہر مین داخل ہو گئے ۔

اس موقع پر ہمین اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ فے بیس کو ہوس ناموری نے بالکل بے قابو کر دیا۔ اور دنیا پر یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ شہر غداری اور سازشون سے فتح نہین ہوا بلکہ خود میری قوت و قابلیت نے مسخر کیا ہے، اُس نے حکم دیا کہ سب سے پہلے تمام برٹیہ والون کو قتل کر دیا جاے ۔ حالانکہ اس کارروائی سے اُلٹا دغاباز اور سفاک مشہور ہو جانے کے سواے جو مقصد اس کے مدنظر تھا اس مین مطلق کوئی کامیابی نہین ہوئی ۔

شہر تسخیر ہوتے مین خود ٹارنٹم والے بھی کچھ کم مقتول نہ ہوئے تھے اور تیس ۳۰ ہزار صرف اُن اسیرون کی تعداد تھی جنھین رومیون نے غلام بنا بنا کے فروخت کیا۔ اس کے علاوہ سپاہیون نے شہر کو جی کھول کے لوٹا اور تین ہزار ٹیلنٹ کی ایک رقم خزانۂ سلطنت کے بھی حصے مین آئی ۔ جس وقت یہ لوٹ مار ہو رہی تھی ایک افسر نے جو سرکاری عمارات اور سامان پر متعین کیا گیا تھا فے بیس سے دریافت کیا کہ اُن کے دیوتاؤن کا کیا کیا جائے ؟ جس سے اُن کے بت اور مورتین مراد تھین۔ فے بیس نے کہا "بہتر یہی ہے کہ ہم اُن کے ناراض دیوتاؤن کو یہین ٹارنٹم مین چھوڑ دین !" تاہم اُس نے حکم دیا کہ ہرقل کا عظیم الجثہ مجسمہ وہان سے اُٹھوا کے رومہ لیجائین، پھر اُس نے خود اپنا ایک برنجی بت گھوڑے پر سوار تیار کرا کے ان دونون کو قلعۂ رومہ مین نصب کرا دیا۔ حالانکہ مرسی لس نے ایک ایسے ہی موقع پر جس انسانیت اور رحم دلی کا اظہار کیا اور دنیا سے تعریفین حاصل کین وہ، جیسا کہ ہم اس کی سوانح عمری مین لکھ آئے ہین، فے بیس کی مذکورۂ بالا کارروائی

سے بالکل مختلف طرز عمل تھا؛؛

ٹارنٹم کی فتح کے وقت ھنی بال شہر سے صرف پانچ میل کی مسافت پر تھا اور جب یہ خبر ملی تو علانیہ طور پر اُس نے کہا کہ روتہ الکبریٰ کو بھی آخر کار ایک ہنی بال مل گیا۔ اور جس طرح ہم نے ٹارنٹم کو لیا تھا اُسی طرح اُسے کھو دیا؛؛ پھر خلوت مین اپنے خاص خاص ہمراز دوستون سے پہلی مرتبہ اُس نے یہ بات کہی کہ اپنی موجودہ فوجی جمعیت سے اطالیہ کی تسخیر، مین ہمیشہ دشوار کام سمجھتا تھا لیکن اب تو میرے نزدیک وہ بالکل ناممکن ہے؛؛

ادھر اس کامیابی پر فے بیس کو رومہ مین جلوس فتح نکالنے کی اجازت دی گئی جو اس کے پہلے جلوس سے کہین زیادہ شاندار تھا۔ نیز اب لوگ اُسے اپنا قومی سورما تصور کرنے لگے اور عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ اب فے بیس کو اپنے چالاک حریف سے خوب مقابلہ کرنا آگیا ہے اور وہ اسکی تمام استادیون کا دندان شکن جواب دیسکتا ہے؛ یہ راے صحیح ہو یا نہو اس مین شبہ نہین کہ خود ہنی بال کی فوج کو اتنے دن کی مسلسل لڑائیون نے سخت مضمحل اور کمزور کر دیا تھا اور کچھ پچھلے دنون سامان عیش بافراط میسر آنے کی وجہ سے بھی اسکے آدمی کاہل اور عیاش ہو گئے تھے؛

واضح رہے کہ اگرچہ شہر ٹارنٹم کو ہنی بال نے بھی اسی طرح بعض رومی افسرون کو ملا کر فتح کیا تھا مگر قلعہ شہر، فے بیس کے دوبارہ تسخیر کرتے وقت تک رومیون ہی کے قبضے مین تھا اور ٹارنٹم کا رومی عامل، مرقس لوی اس، ہنی بال سے مغلوب نہوا تھا بلکہ جب شہر نکل گیا تو قلعے کے اندر ہٹ آیا تھا۔ اب جو فے بیس کا اس قدر اعزاز اور تعریف توصیف ہوئی تو لوی اس بہت ناراض ہوا اور ایک مرتبہ علی الاعلان مجلس ملکی مین کہنے لگا کہ شہر کی فتح مین فے بیس کی قابلیت اور شجاعت کو بہت کم دخل ہے اور وہ فی الحقیقت میری مزاحمت اور کوششون کی بدولت عمل مین آئی ہے؛؛ اسکے جواب مین فے بیس نے ہنس کے کہا "مرقس تمھارا کہنا بالکل ٹھیک ہے اور اگر تم اُسے ایک دفعہ نہ ہار دیتے تو مجھے کبھی شہر کو دوبارہ تسخیر کرنا نصیب نہ ہوتا!" لیکن مرقس کو اگر مستثنٰے کر دیا جاے تو عام طور پر اہل رومہ نے فے بیس کی انتہائی قدر و منزلت کی اور دیگر ذاتی امتیازات کے علاوہ اُسکے

بیٹے کو بھی سال آیندہ اُنھون نے قنصل منتخب کیا۔ اس کی آغاز قنصلی مین بعض مسائل حرب زیر غور تھے اور اُنھین کے متعلق گفتگو کرنے فے بیس ایک مرتبہ اسکے پاس گیا اور خواہ اپنے بیٹے کی آزمایش کی غرض سے خواہ واقعی اپنی ضعیفی کی وجہ سے، وہ گھوڑے پر چڑھا چڑھا اپنے قنصل بیٹے کے سامنے چلا آیا۔ وہ ابھی کچھ فاصلے پر تھا کہ نوجوان قنصل کی نگاہ پڑی اور اُس نے ایک برقنداز کو بھیجا کہ ضعیف فے بیس کو گھوڑے پر سے اُتر جانے کا حکم دے اور کہدے کہ اگر قنصل سے کوئی کام ہے تو پیادہ پا ہو کر اُس سے ملنے آؤ!" ایسے عالی مرتبہ اور سن رسیدہ و معذور باپ کے ساتھ بیٹے کا یہ تحکّم، آس پاس جو لوگ کھڑے تھے اُنھین بھی ناگوار گذرا اور وہ سب کے سب سناٹے مین کھڑے فے بیس کو دیکھنے لگے کہ دیکھیے وہ اس نخوت آمیز حکم پر کیا کرتا ہے؟ مگر فے بیس اپنے بیٹے کا حکم سنتے ہی گھوڑے پر سے اُتر پڑا، اور آغوش کشادہ ایسے تیز تیز قدمون سے کہ معلوم ہوتا تھا وہ دوڑنے لگے گا، بڑھ کے اپنے بیٹے سے بغل گیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ واللہ، بیٹے جو کچھ تم نے کیا وہ بالکل بجا اور درست ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ تم اپنے عہدے کی منزلت اور اختیارات کا صحیح استعمال جانتے ہو۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے ہم نے اور ہمارے اجداد نے رومۃ الکبرٰے کی توقیر و عظمت بڑھائی ہے اور اسی طرح اُس کی عزت اور اس کی خدمت گزاری کو اپنے آبا اور اہل و عیال پر مقدم رکھا ہے!"

اور فے بیس کا یہ کہنا کچھ خلاف واقعہ نہ تھا فی الحقیقت خود اُس کا پردادا کہ اپنے عہد کا سب سے بڑا آدمی گذرا ہے اور پانچ مرتبہ قنصل بنایا گیا اور کئی بار فتوحات جلیلہ کے صلے مین اُسکے جلوس رومہ مین نکالے گئے، بڑھاپے مین خود اپنے بیٹے کا ماتحت بن گیا تھا اور جب اس کا بیٹا بہ حیثیت قنصل لڑائی پر چلا تو وہ بھی اس کی فوج مین ایک ادنے عہدہ دار بن کے ساتھ تھا پھر اعلے خدمات کے جلدو مین اُس کا جلوس فتح ترتیب دیا گیا تو ظفرمند بیٹے کی رتھ کے پیچھے پیچھے یہ ضعیف العمر باپ بھی اُس کے اور ماتحتون کے ہمراہ جلوس مین تھا اور بہت خوش تھا کہ اگرچہ وہ مسلّمہ طور پر رومہ مین سب سے عالی مرتبہ شخص ہے اور سعادت مند بیٹا بھی اُس کی پوری اطاعت و

تکریم کرتا ہے۔ بایں ہمہ اُس کی اصلی عظمت اور بزرگی اسی مین ہے کہ مادر وطن کے آئین وقوانین اور اس کے عمّال کی ادنے آدمی کی طرح تابعداری کر رہا ہے۔

لیکن ہمارے فے بیس کی خوبیان یہین تک محدود نہین ہین۔ تھوڑے ہی دن بعد اُسے جوان بیٹے کی موت کا صدمہ اُٹھانا پڑا اور اس کو اُس نے اُسی اعتدال کے ساتھ برداشت کیا جو ایک متدین باپ اور ایک دانشمند آدمی کا شیوہ ہونا چاہیے۔ روما مین رسم تھی کہ کوئی ممتاز شخص فوت ہو جاتا تو سب سے قریبی رشتہ دار متوفّی کے جنازے پر ایک تقریر کرتا۔ بیٹے کے مرنے پر یہ رسم خود فے بیس نے ادا کی اور ایوان عام مین ایک یادگار تقریر کی اور پھر اسی کو بعد ازان وہ قید تحریر مین بھی لے آیا۔

اس کے بعد کُرنیلیس اسکیپو کہ ہسپانیہ مین بھیجا گیا تھا، وہان قرطاجنی فوجون پر بہت سی فتوحات حاصل کرکے اور بہت سے خوشحال اور زرخیز علاقے جیت کر، روما کو واپس آیا جہان اُس کی مظفر و منصور مراجعت پر اتنی خوشی منائی گئی کہ پہلے کبھی نہ منائی گئی تھی، اور اسی اظہار قدردانی مین لوگون نے اُسے سال آیندہ کے لیے قنصل منتخب کیا۔ یہ دیکھکر کہ ہم وطنون کو اس سے بڑی بڑی امیدین ہین اسکیپو نے بھی اپنی اولوالعزمی دکھانے مین کمی نہ کی اور اطالیہ مین ہنی بال سے لڑنا محض بڈھون کا کام سمجھ کر، اُس نے افریقیہ مین فوجین اُتارنے اور خاص قرطاجنہ کو میدان جنگ و جدال بنا دینے کا منصوبہ باندھا۔ تاکہ ہنی بال کو اورون کے ممالک پامال کرنے کے بجاے خود اپنا گھر بچانے کے لیے واپس ہٹنا پڑے۔ اسی مقصد کو ذہن مین رکھکر اُس نے لوگون کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا لیکن فے بیس نے اُس کی سخت مخالفت کی اور پورا زور لگادیا کہ اسکیپو اپنے مقصد مین کامیاب نہ ہو۔ قول سے یا فعل سے جس جس طرح ممکن تھا اُس نے اہل شہر کو ڈرایا کہ ایسے خطرناک منصوبے صرف ایک پرجوش نوجوان ہی باندھ سکتا ہے اور اس پر عمل کیا جاے تو سواے ہلاکت و بربادی کے کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ ان کوششون مین فے بیس کو اس حد تک تو کامیابی ہوئی کہ ارکان مجلس اس کے ہم خیال ہوگئے لیکن عوام الناس مین اُلٹی اس کی طرف سے

بدگمانی پیدا ہوگئی اور وہ سمجھنے لگے کہ فے بیس کو اسکیپو کا حسد ہے اور وہ ڈرتا ہے کہیں یہ نوجوان خود اُس سے بڑھ کر کوئی فتح و نصرت نہ حاصل کرلے یا ہنی بال کو پوری شکست نہ دے سکے تو کم سے کم لڑائی ختم کرا دے جو فے بیس کے زیر انتظام سالہا سال سے اُلجھ رہی ہے اور کسی طرح طے ہوتی نہیں نظر آتی ہ؎

اصل یہ ہے کہ اول اول فے بیس کی مخالفت واقعی مخلصانا اور اس اندیشے پر مبنی تھی کہ اسکیپو کی تدابیر جنگ جمہوریہ روما کو نقصان شدید پہنچا دینگی اور قرطاجنہ پر حملہ کرنے سے خود اہل وطن معرض خطر مین پڑ جائینگے۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اسکیپو روز بروز جمہور کا محبوب اور زیادہ نامور ہوتا جاتا ہے تو اس وقت اُس کی مخالفت مین رقابت ذاتی کا اثر آگیا اور وہ مخلصانہ اختلاف حاسدانہ دشمنی سے مبدل ہوگیا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اُس نے نہ صرف ارکان مجلس کو مصارف جنگ اسکیپو کو نہ دینے دیے بلکہ اُس کے شریک عہدہ کراسوس کو بھی اُس سے لڑانے کی کوشش کی اور ترغیب دی کہ یا تو نوجوان کو قرطاجنہ ہی نہ جانے دو اور اگر اس مین کامیابی نہ ہو تو ان کی سپہ سالاری اسکیپو کو نہ لینے دو بلکہ جس طرح ہو سکے کمان خود اپنے ہاتھ مین رکھو، مگر اس مقصد مین فے بیس کچھ کامیاب نہ ہو سکا، کیونکہ ایک تو کراسوس بالطبع لڑائی جھگڑے کرنے سے متنفر تھا دوسرے اعلے پروہت ہونے کی حیثیت سے مذہبی فرائض بھی اُسے اطالیہ سے باہر جانے مین مانع تھے۔ ادھر جنگ کے واسطے مجلس نے روپیہ دینے مین تاخیر کی تو اسکیپو نے بدرجۂ مجبوری اپنے نام پر علاقہ اٹروریہ کے بعض شہرون سے جنمین وہ بہت ہردل عزیز تھا سودی روپیہ قرض لے لیا، جب یون بھی فے بیس کی مخالفت نہ چلی تو اُس نے فوجون کی بھرتی مین سخت دقتین پیدا کرنی چاہین اور جگہ جگہ تقریرین کرنی شروع کین کہ اسکیپو خود تو ہنی بال سے منہ چھپا کے افریقہ بھاگنا چاہتا ہے اور طرہ اسپر یہ ہے کہ اطالیہ سے فوجین بھی اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے کہ ملک مین جتنے قابل جنگ نوجوان ہین وہ تو پردیس مین ہون اور اُن کے اہل و عیال اور گھربار کی حفاظت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے حالانکہ فتح مند غنیم جس کی طاقت ابھی تک برقرار ہے

ہمارے دروازے پر دستک دے رہا ہے اور جس وقت چاہے خود روما کی ہستی کو خطرے میں ڈال سکتا ہے ۔

آخر یہ تقریریں اثر کیے بغیر نہ رہیں اور لوگوں کے دلوں میں ایسا خوف جاگزیں ہوا کہ انھوں نے اسکیپیو کو سوائے اُن فوجوں کے جو جزیرۂ صقلیہ میں موجود تھیں مزید سپاہ لیجانے کی اجازت نہ دی ۔ البتہ ہسپانیہ میں جو لوگ اُس کے ساتھ لڑتے تھے انہیں سے تین سو آدمی اُس نے اور منتخب کر لیے تھے اور خاص معتمد علیہ ہونے کی وجہ سے انھیں بھی اپنے ہمراہ قرطاجنہ لے گیا تھا۔ ان معاملات میں فنے بیس نے جتنی کوشش کی وہ تصنّع سے بری اور اس کی جبلّی احتیاط کا اقتضا معلوم ہوتی ہے ۔

لیکن جس وقت اسکیپیو نے اپنی فوجیں افریقہ میں اُتاریں اور اُترتے ہی کئی زبردست معرکے جیتے، شاہ نومیڈیہ کو گرفتار کیا، دشمن کے دو مستحکم مقام فتح کر کے جلا دیے اور ہزاروں آدمیوں کو قتل کرنے کے علاوہ کثیر تعداد میں اسلحہ اور گھوڑے چھین لیے اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ اہل قرطاجنہ کو مجبوراً ہنی بال کے پاس سفیر بھیجنے پڑے کہ وہ تسخیر اطالیہ کے خیال خام کو چھوڑے اور واپس آ کے اپنے گھر کی حفاظت کرے، تو ان خبروں نے اور اس وافر مال غنیمت نے جو اسکیپیو اپنی فتوحات کی تصدیق کے واسطے وطن بھیج رہا تھا، روما میں اس کی ناموری کو ہزار چند بڑھا دیا اور ہر شخص اس کی بہادری اور کارناموں کے گیت گانے لگا۔ لیکن فنے بیس اس وقت بھی اپنی ضد سے باز نہ آیا اور یہی بحث کرتا رہا کہ اسکیپیو کو افریقہ سے واپس بلا لینا چاہیے اور اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرنا چاہیے۔ جس کی فرسودہ دلیل وہ یہ پیش کرتا تھا کہ نیرنگیٔ قسمت سے خوف کھانا چاہیے ۔ گویا یہ ممکن نہ تھا کہ قسمت دیر تک ایک ہی شخص کا ساتھ دیتے دیتے نہ تھک جائے

اُس کی ان باتوں نے بہت لوگوں کو اُس سے ناراض کر دیا اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ یا تو ہنی بال کا رعب فنے بیس پر ایسا بیٹھ گیا ہے کہ بڑھاپے میں وہ اُسے ضرورت سے زیادہ مہیب نظر آتا ہے اور یا محض نفسانیت سے وہ نوجوان اسکیپیو کی مخالفت میں سرگرم ہے ۔ اور یہی نہیں بلکہ

جب ہنی بال جہاز مین بیٹھ گیا اور اطالیہ اس کی فوجون سے پاک ہوگئی اور شہر رومہ مین گھر گھر خوشیان منائی جانے لگین تب بھی فے بیس اپنے اوہام اور خدشات کے اظہار سے اس عالمگیر مسرت مین کھنڈت ڈالے گیا اور اپنے ہموطنون سے برابر یہی کہتا رہا کہ جمہوریہ روما اس وقت سے زیادہ معرض خطر مین کبھی نہ تھی۔ ہنی بال خاص قرطاجنہ کی دیوارون کے نیچے جتنا قوی دشمن ہے اطالیہ مین اُسکا عشر عشیر بھی نہ تھا اور اگر اسکے فتحمند سپاہیون سے جنکی تلوارین لاتعداد رومی جرنیلون اور قنصلون کے خون پی چکی ہین، اسکیپو نے مقابلہ کیا تو اہل رومہ کی خیر نہین،، یہ دلیلین سنتے سنتے اہل شہر بھی سراسیمہ ہوگئے اور انہین یقین ہوگیا کہ واقعی ہنی بال کا اطالیہ سے دور ہوتے جانا ایک مہلک خطرے کا قریب آتے جانا ہے،، مگر ان کے یہ اندیشے بہت جلد زائل ہوگئے اور اسکیپو نے ہنی بال سے لڑائی لڑکے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی اور قرطاجنہ کے سارے غرور کو خاک مین ملا دیا اور:

"نئے سرے سے کیا سلطنت کو مستحکم

لرزرہی تھین بہت دن سے جس کی بنیادین"

لیکن فے بیس، ہنی بال کے انہزام اور جنگ کے کامیاب خاتمے تک زندہ نہ رہا اور مادر وطن کی ازسرنو مضبوطی اور فراغ و دلجمعی کی خوشی مین شریک نہ ہوسکا بلکہ ہنی بال کے اطالیہ سے روانہ ہونیکے بعد ہی بیمار ہوکے انتقال کرگیا،، تھیبہ مین جب اپامنن ڈاس* مرا تو وہ اسقدر تہی دست تھا کہ اُسکے گھر مین ایک لوہے کے سکے کے سواے کچھ مال متاع نہ نکلی تھی اور اُسکی تجہیز تکفین قومی خرچ سے ہوئی تھی۔ لیکن فے بیس کو اگرچہ اسکی ضرورت نہ تھی تاہم لوگون نے اظہار محبت کے لیے اُسکی تدفین اپنے خرچ سے کی اور ہر شہری نے ایک چھوٹا سکہ چندے مین اپنے پاس سے دیا۔ گویا اُس کی موت اُسکی زندگی سے کم واجب التکریم نہ تھی اور ہر شخص کی آرزو تھی کہ اسکے پدرانہ احسانات کا اعتراف کرے،،

* Epaminondas شہر تھیبہ کا چوتھی صدی قبل مسیح مین ایک نامور جرنیل گذرا ہے،،

یُونان کا نامُور مدبّر

اسپری کلیس یا فاقلیس

Pericles

رومۃ الکبریٰ مین ایک مرتبہ جولیس سیزر نے چند مالدار پردیسیون کو دیکھا کہ کتّے کے پِلّون اور بندرون کو گود مین چڑہائے ہوئے ہین، کبھی سینے سے لپٹاتے ہین کبھی کندھون پر کداتے ہین کبھی گلے لگا کے پیار کرتے ہین غرض کوئی دقیقہ پیار اخلاص کا نہین جو اُٹھا رکھتے ہون! یہ دیکھکر سیزر کو خواہ مخواہ تعجب پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا ان کے ملک کی سب عورتین بانجھ ہوتی ہین ؟ اس شاہانہ طنز سے اس کا مطلب حقیقت مین اُن لوگون کی تنبیہ تھی جو منشاے فطرت کے خلاف، اپنے بنی نوع کی جگہ، وحوش و بہائم کو مرکز التفات و محبت بناتے ہین؛

بالکل اسی طرح وہ لوگ بھی قابل الزام ہین جو انسانی روح کے فطری شوق مشاہدہ و جستجو کا غلط استعمال کرتے ہین - اور اس خداداد خصوصیت کو اُن چیزون پر رائگان کھودیتے ہین جو نہ قابل التفات ہین نہ سماعت و مشاہدے کے لائق؛. اور غضب یہ ہے کہ جو مشغلے انکو فائدہ پہونچانے والے ہین اور جو چیزین حقیقت مین اچھی ہین، ان کی انھین ذرا پروا نہین ہوتی؛

بے شبہ حواس ظاہری مین تو امتیاز کی قدرت نظر نہین آتی اور غالبًا وہ مجبور ہین کہ جو شے اُن کے سامنے آئے اُس کا احساس و ادراک کرین ہی کرین، عام اس سے کہ وہ شے مفید ہو یا غیر مفید لیکن اس کے ساتھ ہر انسان مین قوت ممیزہ موجود ہے اور وہ پوری طرح قادر ہے کہ جس شی کو مناسب

سمجھے بلا دقت اپنے دماغ مین محفوظ رکھے ؛ اور اسی واسطے ہر شخص کا فریضۂ انسانی یہ ہونا چاہیے
کہ وہ صرف حسن و منتخب اشیا ڈھونڈے تاکہ اس کے قوائے فکر و تلاش نہ صرف مصروف کار
رہین بلکہ برابر ترقی بھی کرتے رہین، کیونکہ جیسے آنکھ کے لیے وہی رنگ سب سے موزون ہے
جس کی فرحت رسانی اور تازگی، بصارت کو تحریک و قوت بخشتی ہے ایسے ہی قوائے ذہنی
کی تقویت کے واسطے مناسب ہے کہ آدمی انھین چیزون پر دماغ لڑائے جن سے خوشی کے
ساتھ اُسے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہو اور اس کی مثال نکوکاری ہے کہ اس کے محض ذکر کا مطالعہ
کرنا دلون کو بھلائی کرنے پر ابھارتا ہے اور حرص دلاتا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی کوئی کام کرین ؛ اور
کامون مین یہ بات نہین کہ آدمی ان کی تقلید پر فوراً آمادہ ہو جائے اور بے اختیار ان کی تعریف و
تحسین دل مین مشتغل ہو ـ بلکہ اکثر اوقات تو اُلٹا یہ اثر ہوتا ہے کہ جس کام سے ہم خوش ہوتے ہین اسکے
کرنے والے کی کوئی توقیر دل مین نہین پیدا ہوتی جیسے عطر یا رنگ کہ انھین قرار واقعی ہم پسند کرتے
ہین مگر عطر ساز یا رنگریز کو کبھی ایسا نہین ہوتا کہ ان کی وجہ سے قابل وقعت تصور کرین ؛

جب آن ٹس تِن Antisthenes حکیم سے لوگون نے کہا کہ اسمے نیاس نام ایک
شخص بڑی عمدہ بانسری بجاتا ہے تو اُس نے یونہی نہین کہہ دیا تھا کہ "بجاتا ہوگا ! میرے نزدیک
تو وہ نہایت شوم انسان ہے کہ ایسا عمدہ بانسری بجانے والا ہوا" اور شاہ فیلقوس نے بھی ایک
تقریب مین جب سکندر کمال دل کشی اور ہنرمندی کے ساتھ رباب بجا رہا تھا، اسی قسم کا چبھتا
ہوا فقرہ کہا تھا کہ "بیٹے، تمھین شرم نہین آتی کہ ایسا اچھا رباب بجا رہے ہو؟" نکتہ اس مین یہی تھا کہ
شاہ و شاہزادون کے واسطے فرحت کے وقت دوسرون کو گاتے بجاتے سننا ہی کافی ہے اور ایسے
جلوون مین ان کی موجودگی ہی فن موسیقی کی عزت افزائی کو کم نہین ہے ؛

وہ جو اپنے کو ذلیل مشغلون مین مصروف رکھتا ہے خود اپنی نالایقی پر گواہ لاتا ہے یعنی
ادنے چیزون کی طرف اس کا متوجہ رہنا ہی اس بات کی دلیل قطعی ہے کہ اُسے اعلے اور اچھے
مشاغل سے رغبت نہین ؛ شاید ہی کوئی ذہین و صاحب ہمت نوجوان ایسا ہو جو پیزا مین (مشتری)

یا برجیس دیوتا کا نفیس بت [1] دیکھکر فی ویاس بننے کی خواہش کرے یا ارگس مین جونو دیوی کی مورت دیکھکر پولی کلیٹس Polycletus بن جانے کا آرزومند ہو یا اناک رین Anacreon ارشی لوکس Archilochus فلی لٹس Philetas وغیرہ کی مسرت بخش نظمین پڑھکر ان جیسا ہوجانا چاہے - کیونکہ مصنوعات کی خوبی سے یہ لازم نہین آتا کہ ان کا صنّاع بھی وصف و ثنا کا مستحق ہے ؛. بہین وجہ ان چیزون کے دیکھنے سے کوئی حقیقی نفع دیکھنے والے کو نہین پہونچتا - نہ اُسے شوق ویسے ہی کام کرنے کا ہوتا ہے نہ اس کے دل مین کوئی جوش و حرص و آمادگی تقلید کرنے کی پیدا ہوتی ہے ؛. البتہ اگر ہے تو بھلائی ایسی چیز ہے جس کا صرف بیان کر دینا لوگون پر تاثیر کیے بغیر نہین رہتا کہ ان کے دل اس بھلائی اور بھلائی کرنے والے دونون کے مداح ہوجائیں اور دونون کی ریس کرنے کی خواہش ان مین بھڑک اُٹھے ؛ مادی اسباب راحت کو تو آسودہ ہونے کی خاطر ہم ضرور فراہم کرنا چاہتے ہین لیکن نیکی وہ شے ہے کہ اسکے کام کرنے اور اسکے خرچ کرنے ہی پر جی لپکتا ہے - پہلی چیز ہم اورون سے حاصل کرتے ہین مگر ثانی الذکر کو چاہتے ہین کہ اور لوگ ہم مین دیکھین اور ہماری اپنی بھلائی سے متمتع ہون ؛. اخلاقی خوبی ایک عملی تحریک ہے کہ جس نے اُسے دیکھا، ویسا ہی کرنے کا آرزومند ہوگیا - اور سچ پوچھو تو اُسے دیکھنے کی بھی چندان ضرورت نہین بلکہ وہ ایسی قوی الاثر شے ہے کہ محض اس کا ذکر سننے سے بھلائی کرنے کی خواہش اُبھتی ہے ؛

اسی خیال سے ہم نے بھی اپنا وقت اور محنت مشاہیر کی سوانح عمریان لکھنے مین صرف کی اور اس مبحث پر یہ دسوین کتاب [2] (یا فصل) فارقلیس اور فے بیس مکسی مس Fabius Maximus (جو نامور قرطاجنی جرنیل ھنی بال سے لڑائیان لڑا تھا) کے بیان مین ہے ؛. یہ دونون جس طرح اپنی نکوکاری اور بھلائی مین ملتے جلتے ہین اسی طرح ان کی حلیم و شریف طبائع بھی بہت کچھ یکسان ہین ؛

---

[1] اُس بت کا بنانے والا Phidias تھا -

[2] مصنف نے اصل مین کتاب کو چھوٹی چھوٹی متعدد جلدون مین لکھا ہے اور ہر ایک کا نام کتاب اول کتاب دوم الخ رکھا ہے

اسی شرافت وحلم کی وجہ تھی کہ وہ دونون اپنے برابر کے عہدہ دارون اور ہم وطنون کی بدمزاجیان اُٹھاتے تھے۔ اور انھین اسی بے نفسی اور انکسار نے اس قدر نفع رسان خلائق اور وطن کا بہترین خادم بنا دیا تھا؛ جو کچھ آگے آتا ہے اس پر سے یہ فیصلہ کرنا کہ ہم نے اپنے مقصد کے لیے صحیح انتخاب کیا یا غلط، پڑھنے والے کا کام ہے؛

نسب کے لحاظ سے فارقلیس نجیب الطرفین امیرزادہ ہے اسکی شہریت کلارگس Cholargus کی اور قومیت قبیلۂ اکامن Acmanteis کی ہے۔ اسکے باپ زن طپس Xanthippus نے (جو ایرانیون کو جنگ مای کل مین شکست دینے کی وجہ سے مشہور ہے) اغارست Agariste سے شادی کی تھی۔ یہ خاتون کلیس تن Cleisthenes کی پوتی ہوتی ہے۔ اور کلیس تن وہ شخص ہے جس نے پی س ٹراٹس کی اولاد کو ملک سے نکالا، اُن کے غاصبانہ ارادون مین کھنڈت ڈالی اور اپنی شجاعانہ کوششون سے اس دورِ استبداد کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مجموعۂ قوانین ترتیب دیکر اس عمدہ طرز حکومت کی بنیاد قائم کی جو لوگون کی امن وحفاظت کا ذمہ دار ہو اور انھین باہم شیر وشکر کر دے؛

فارقلیس کے زمانۂ پیدایش کے قریب اس کی مان نے خواب مین دیکھا تھا کہ اس کے شیر ببر پیدا ہوا ہے۔ پھر جب تھوڑے دن بعد فارقلیس پیدا ہوا تو اور توسب طرح وہ ٹھیک تھا لیکن اس کا سر کسی قدر غیر معمولی لمبا اور غیر متناسب تھا؛ اور یہی سبب ہے کہ اس کی تمام مورتون اور مجسمون مین سر چھجے دار ٹوپی سے ڈھکا ہوا ہے۔ نظاہر سنگ تراش بھی اسے آشکار کرنا نہ چاہتے تھے؛ ایتھنز کے شعرا نے اس کا نام اس کی نوسی فالوس Chinocephalos یا کسن سرا رکھا تھا "اسکی نوسیہ یونانی مین کسن کو کہتے تھے"۔ ایک ظریف کراتی نس Cratinus (شاعر) اپنی نظم شیرون Chirons مین کہتا ہے:

"بڈھے مرزمن شاہ نے ایک دفعہ ملکۂ شورش سے

مرزمن شاہ ہم نے کرونس Chronus کا ترجمہ کیا ہے جس کے معنی پرانے زمانے والے کے بھی ہیں اور مرزمین کے بھی ہین۔ م

بیاہ کر لیا - اور انہی دونوں سے وہ مشہور نزدیک دُو

دجابہ، پیدا ہوا - جس کا نام دیوتاؤں نے

بہت بڑا "کھوپڑی بھنج" رکھا "

یہی شاعر اپنی دوسری نظم نے مِی سیس Nemesis مین فارقلیس کو یون مخاطب کرتا ہے

" اندر مہاراج ! ادھر آؤ، تم تو سارے دیوتاؤں کے سر ہو "

ایک اور شاعر ٹیلی سی ڈس نے بھی اس کا خاکہ اُڑایا ہے اور لکھا ہے کہ آج کل سیاسی مشکلات

مین گھر کر بچارے فارقلیس کا قافیہ اس بُری طرح تنگ ہوا ہے کہ اُسے شہر کے اندر تو

" خود اپنے سر کے بوجھ سے غش پہ غش

آتے ہین، مگر باہر جاتا ہے تو

اپنی جنگی کشتی نما کھوپڑی سے فتنہ و فساد

نکال نکال کے سلطنت پر پھینکتا ہے "

ایک تیسرے (یوپولس) Eupolis نے بھی اس بڑے سرے پن کی مٹی پلید کی ہے - اور

اپنے ناٹک ڈیمی مین جتنے شہرت طلب تقریر یئے ہو گذرے ہین - ان سب کو باری باری جہنم

سے طلب کیا ہے - اور جب سب سے آخر مین فارقلیس کی واری آتی ہے تو شاعر ایک ہی مرتبہ

چلا اُٹھتا ہے کہ :

" اے لو اب اسے دیکھو، جتنوں کو ہم دیکھ چکے ہین

یہ ان سب کا عطر مجموعہ ہے، اور اُن سبھوں کے سر

اکیلے کی کھوپڑی مین جمع ہین ! "

فارقلیس کو عام طور پر موسیقی مین دمن Damon کا شاگرد بتاتے ہین لیکن ارسطو

کو اس اجماعی قول سے اختلاف ہے اس کے نزدیک فتاکلید Pythoclides اسکا

استاد رہا ہے، یہ ممکن ہے کہ دمن نے جو سوفسطائی خیالات کا آدمی تھا مصلحت سے استاد موسیقی

کا بھیس بھر لیا ہوا ور اپنی دوسری قابلیتوں کو لوگوں سے چھپا کر اس بہانے فارقلیس کے پاس آمد و رفت نکالی ہو تاکہ سیاسی اکھاڑے کے اس نوخیز پٹھے کو اپنے رنگ پر سدھا لے ؛ مگر شناعت اعمال سے اس کا پردہ ساز لوگوں کی نظر سے زیادہ عرصے تک اصلیت کو مخفی نہ رکھ سکا اور دخل در معقولات اور شخصیت کی حمایت کے جرم میں فتواے عام نے دس سال کے لیے اسے جلاوطن کر دیا ؛ اور ناٹک والوں کو اس پر ہنسی اُڑانے کا موقع دیا۔ چنانچہ فلاطو نام مطائبہ نویس شاعر نے اس کی بے طرح خبر لی ہے ؛

فارقلیس ، حکیم زینو ، Zeno ایلیای Eleatic کے درس میں بھی شریک ہوا کرتا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے فلسفۂ طبعی میں حکیم فرمنیدس Parmenides کا اتباع کیا اور مخالف کو حجت سے ساکت کرنے کا ایک ڈھنگ خود نکالا جس میں اس کو کمال حاصل تھا ؛

تمن شاعر اسی کی ان الفاظ میں تعریف کرتا ہے :

"وہ صاحب قوت زینو بھی ، منہ میں تھی دو دھاری جسکے زبان
جو زور سے اپنی حجت کے ، ہر بات کا کرتا تھا بطلان"

لیکن جس نے فارقلیس کی سب سے زیادہ نگرانی کی اور اُس کے ذوق کو نفاست و متانت دیکر حصول ہر دلعزیزی کے بتذل فن سے بدارج بلند کر دیا ؛ اور جس نے علو ہمتی کے ساتھ ساتھ شرافت نفس میں بھی اس کو احسن المعاصرین بنا دیا ، وہ انکساغورث Anaxagoras باشندۂ کلاذومینی Clazomenae ہے۔ جو اپنے زمانے میں نوس Nous کے عرف سے معروف تھا۔ اس لفظ کے معنی طبیعت یا حکمت کے ہیں۔ اور اس کی وجہ تعریف یا تو یہ تھی کہ حکیم موصوف کو طبیعیات میں غیر معمولی بصیرت عطا ہوئی تھی اور یا یہ کہ حکماے یونان میں سب سے پہلا شخص وہی ہے جس نے تکوین عالم کو نہ تو اتفاقی بتایا اور نہ یہ کہا کہ وہ ضرورت یا مجبوری سے ہوئی تھی۔ بلکہ یہ اصول باندھا کہ وہ قوت کاملہ اور وہ حکمت بالغہ جو تمام اشیا سے مختلط و مرکبات میں توازن و ترتیب صحیح قائم رکھتی ہے ، وہی تکوین عالم کا باعث ہوئی ہے ؛

اسی شخص کے صدقے مین، جس کی فارقلیس غیر معمولی عظمت و محبت کرتا تھا، اُس کے دل مین وہ بلند حوصلے پیدا ہوے جنھین عوام الناس ہوائی اور خیالی کہتے ہین - اور جن کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ طبیعت مین بلند نظری اور گفتگو مین وقار آگیا اور اُسے اُن ذلیل خود غرض مقررون سے جو ضلع جگت اور پھکڑ کی مدد سے عوام الناس کی مجلسون کو گرماتے ہین، کوئی نسبت ہی نہ رہی علاوہ ازین اس کی صورت پر ایسا اطمینان اور تمام حرکات مین وہ سکون و متانت تھی کہ بولتے وقت کوئی شے اس کے سلسلۂ تقریر مین بے ربطی نہ پیدا کر سکتی تھی - اس کی آواز بالکل ہموار اور قائم رہتی تھی اور اس کے سوا بہت سی اور خوبیان تھین جو اسکے سامعین کو متاثر کیے بغیر نہ رہتین۔
ایک دن جب کہ فارقلیس کسی ضروری کام مین مصروف تھا، اسکے سامنے ایک آوارہ [illegible] نے ہو کر سر بازار اس کو سخت سست کہنا شروع کیا - لیکن فارقلیس نہایت خموشی [illegible] م تمام دن کام کرتا رہا اور شام کو کمال اطمینان و متانت کے ساتھ گھر لوٹا مگر اس شخص نے اب بھی پیچھا نہ چھوڑا اور گھر تک گالیون اور پھبتیون کی بوچھار کرتا ہوا اسکے ساتھ ساتھ آیا، جب فارقلیس مکان کے اندر داخل ہو لیا (اس وقت اندھیرا ہو گیا تھا) تو اس نے اپنے نوکر کو آواز دیکر کہا کہ روشنی لیکر ان صاحب کو ان کے گھر تک پہونچا آؤ"۔
ہاں کہ عیون Ion (ناٹک نویس) نے فارقلیس کو صحبت احباب مین درکسی قدر متنجتر اور خودنما بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی خودداری مین تمکنت اور دوسرون کی حقارت ٹپکتی تھی، شاعر مذکور نے اس معاملے مین کسی کی تعریف کی ہے تو وہ (کائمن) یا سائمن ہے جس کی لوگون مین بے تکلفی اور پسندیدہ سادگی ایک قدرتی حُسن پیدا کر دیتی تھی "
مگر عیون آخر شاعر ہے اور معمولی سے معمولی بات اور بھلائی مین بھی گل پھندنے لگانا اسکی عادت ہوا ہی چاہیے "۔ پس اس پر بھروسہ کرنے مین زیادہ احتیاط کرنی ضروری ہے "جو لوگ فارقلیس کی متانت و سنجیدگی کو محض شیخی اور بناوٹ بتاتے تھے اُن سے حکیم ذینو کہا کرتا تھا کہ "تم بھی بن پڑے تو ایسی ہی بناوٹ اختیار کر لو - کیا عجب ہے جو محض نقالی سے رفتہ رفتہ تم مین بھی اس کے

شریفانہ اوصاف اور علم و فضل کی طلب صادق پیدا ہو جائے ؎

اور انکساغورث کے فیضان صحبت سے صرف اتنا ہی نہ تھا جو فارقلیس کو حاصل ہوا۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے اسی کی تعلیم نے اُسے بند توہمات سے بھی رہائی دلائی جنہیں جُہال گرفتار رہتے ہیں اور طرح طرح کے بے بنیاد خطروں کی مصیبت سہتے ہیں۔ جب کبھی انھیں کوئی نئی چیز (مثلاً آسمان پر) نظر آتی ہے اور اس کا کوئی ظاہری سبب ان کوتاہ عقلوں کو معلوم نہیں ہوتا، تو اپنے واہمہ سے عجیب عجیب خرق عادت باتیں گھڑ لیتے ہیں۔ خود ہی اس خرافات پر ایمان لے آتے ہیں اور پھر کبھی بیہودہ امیدیں باندھتے ہیں اور کبھی بے معنے خوف کرنے لگتے ہیں ؎

نقل ہے کہ ایک مرتبہ فارقلیس اپنے گانوں کے کھیت سے ایک مینڈھے کی سری اُٹھا لایا۔ جس میں صرف ایک سینگ تھا۔ لامپن Lampon کاہن نے جو [illegible] بیچ سے سینگ ٹھوس اور سخت ہو کر نکلا ہے تو کہنے لگا کہ جس نے اپنے کھیت پر [illegible] معاملات ملکداری میں اپنے حریفوں پر بازی لیجائیگا۔ یہ سینگ اس کی اقبال مندی کی علامت ہے (واضح رہے کہ اُس زمانے میں دو گروہ سلطنت میں پیدا ہو گئے تھے ایک تو طوسی دیدس کا طرفدار تھا اور دوسرا فارقلیس کا۔ پس پیشین گوئی کا مطلب یہ تھا کہ فارقلیس کو اپنے حریف پر غلبہ حاصل ہوگا)

لیکن انکساغورث نے اُسی وقت کاہن کا ابطال کر دیا اور سری کو بیچ میں سے پھاڑ کر لوگوں کو دکھایا کہ درحقیقت مغز اپنی اصلی جگہ پر پھیلا ہوا نہیں بلکہ سمٹ کر بیضوی شکل ہو گیا ہے اور اسی جگہ جہاں اس کا سرا کھال سے ملا ہے، سینگ پھوٹا ہے۔ کیونکہ مغز کا سارا زور دو طرف ہونے کے بجائے بیچ میں اکٹھا ہو گیا تھا۔ یہ توجیہ سن کر لوگوں نے انکساغورث کی بہت داد دی اور اس وقت سب اس کو مان گئے۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد جب طوسی دیدس کا فریق ہار گیا اور ساری قوت و حکومت فارقلیس کے ہاتھ میں آگئی، تو پھر لامپن کاہن ہی کی سب نے تعریف کی اور کہنے لگے کہ اس نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ آخر صحیح ثابت ہو کے رہی ؎

مگر راقم کی راے مین یہ کہنا کہ وہ دونون سچے تھے غلط نہین - یعنی طبیعی اور کاہن ہرایک نے ٹھیک اور الگ الگ نتیجہ نکالا - ایک نے تو اس کا سبب بیان کیا اور دوسرے نے اس کا مدّعا کہ کس غرض سے اس طرح کا واقعہ ہوا؛ اُس کا کام صرف اس کی بناوٹ اور اس طرح چھوٹنے کی وجہ بیان کرنا تھا اور اس کا کام اس کی غایت اور اس ساخت کا رمز بتانا تھا؛ جو لوگ کہا کرتے ہین کہ کسی مافوق الفطرت وقوعے کے اسباب ڈھونڈ نکالنا اُس کی اہمیت کا ناس کر دیتا ہے، وہ اس بات کو بھول جاتے ہین کہ خوارق کے ساتھ ہی ساتھ انسانی علم وقیاس سے بھی انھین بدظنی ہے؛ کیونکہ نے الثل شہاب ثاقب، کرّون کا آپس مین ٹکرانا، اور سورج گہن کی تاریکی وغیرہ تمام غیر معمولی واقعات کا کوئی نہ کوئی سبب تو ضرور ہوتا ہے لیکن اُس سبب مین کچھ اور ... بھی مخفی رہتے ہین ؎

... یہ وہ مباحث ہین جو شاید اپنے علٰحدہ مقام ہی پر زیادہ موزون معلوم ہوتے ہین ؎

فارقلیس ابھی جوان ہی تھا کہ لوگون کو اس کی طرف سے طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے - کیونکہ قد وقامت چہرے مہرے مین اس کی وضع بہت کچھ پی سس ٹراٹس جابر سے ملتی تھی - اور اس شباہت سے اور اس کی شیرین آواز اور طرازی سے پرانے وقتون کے لوگ بالکل دنگ رہ جاتے تھے - خود فارقلیس کو ان بدگمانیون نے ہشیار کر دیا تھا - اور اسے خوف ہو گیا تھا کہ کہین یہ سوءظن اور اسکے ساتھ میری امارت اور کثیر الاحبابی، جلاوطنی کی کافی وجہ نہ ہو جاے اسی خیال سے ابتداءً اس نے معاملات سلطنت مین زیادہ دخل نہ دیا بلکہ فوجی خدمات مین اپنی دلیری اور پامردی کے جوہر دکھاتا رہا؛ لیکن جب ارسطی دیس فوت ہو گیا، تھمس طاکلس کو دیس نکالا ملا اور سائمن زیادہ تر بیرونی مہمات پر یونان سے باہر رہنے لگا، تو فارقلیس نے بھی حجرۂ خمول سے قدم نکالا اور اپنی طبیعت کے خلاف جس مین جمہوریت مطلق نہ تھی، اُس نے کم مایہ لوگون کا پہلو لیا - جو اپنے مالدار حریفون سے تعداد مین زیادہ تھے ؎ اس کی بڑی وجہ غالباً یہ تھی کہ ایک تو

سلہ یہ غالباً قدیم یونانی کھیل مین ہوتا تھا کہ کرّے ایک دوسرے پر مارتے تھے - اس قسم کے دوچکے کرّے بچّون پاس بھی رہتے ہین ۔م

اسے دولتمندون کے زمرے مین ملنے سے خوف تھا کہ لوگ اُسے شخصیت واستبداد کا حامی سمجھنے لگین، دوسرے ان معززین اور امرا کے گروہ کا سردار سائمین تھا اور اسکی ہر دل عزیزی کے آگے کسی اور کی چلنی مشکل تھی۔ پس فارقلیس غربا کے ساتھ ہوا تاکہ شبہات سے بھی محفوظ رہے اور سائمین کا مدمقابل بھی بن جائے ٭

اس کے بعد ہی فارقلیس نے اپنی زندگی اور وقت گذاری کے طرز کو بھی بالکل بدل دیا۔ وہ ملکی مجلس یا عام تقریبون مین شرکت کی غرض سے تو البتہ باہر نکلتا ورنہ کبھی گلی کوچون مین چلتا پھرتا نظر نہ آتا۔ دوستون کی دعوتون اور ملاقاتون سے دور بھاگتا، اور سارا وقت لوگون کے کاروبار مین جو کچھ کم نہ تھے صرف کرتا۔ اپنے عزیز یوری بطلیموس Euryptolemus کی شادی کے سوائے وہ کسی تقریب مین شریک نہین ہوا۔ اور اُس مین بھی شربت ... ختم ہوتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر لوٹ آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی دو... آدمی کی وقعت گھٹ جاتی ہے اور یار باشی مین اپنا ظاہری وقار قائم رکھنا محال ہو جاتا ہے ... آدمی کے حقیقی اوصاف اُسی وقت معلوم ہوتے ہین جب اُسے کوئی عرصے تک اور بہت پاس سے دیکھے ورنہ اچھون کی اچھائیاں جو انکے عزیز اقربا اُن مین (روزمرہ کے تجربے کے بعد) پاتے ہین غیر شخص کی نظر مین ذرا نہین کھُبتین اور وہ حقیقی خوبی کی ایک سرسری مشاہدے کے بعد کچھ قدر نہین کر سکتا ٭ فارقلیس نے یہی ہشیاری برتی کہ اپنی شرکت کو، کریٹو کے بقول، سلامتی جہاز کی طرح، خاص خاص موقعون کے لیے اُٹھا رکھا۔ تاکہ لوگون کو مساوات نہ ہو اور اس کے کامون سے ان کا دل نہ بھر جاسے۔ چنانچہ چھوٹے موٹے کام اپنی نگرانی مین وہ اپنے احباب یا دیگر مقررین کے سپرد کر دیتا تھا۔ اور خود صرف اہم اہم معاملات مین حصہ لیتا اور مجلس مین بھی روز کے بجاے ناغہ کر کر کے آتا ٭ سنا ہے انھین مین، جو اسکی زیر نگرانی کام کرتے تھے، ایفی الطوس Ephialtes بھی تھا جس نے اریوپیگس کی مجلس کا زور توڑا اور افلاطون کے الفاظ مین لوگون کو آزادی کا ایسا قوی الاثر جام پلا دیا کہ مُنہ زور گھوڑے کی

طرح وہ قابو سے نکل گئے"، اور، جیسا کہ مطائب نویسون نے لکھا ہے:-

"وہ آپے سے باھر ہوتے ہی،
(بے قابو گھوڑے کے مانند) وہ
کبھی یہان کودے کبھی وہان - کبھی
یوبہ مین ٹاپین مار رہے تھے، تو کبھی
جزائر مین پھلانگین لگا رہے تھے"

فارقلیس کا طرز تقریر بھی، جو اس کی عالی خیالی اور باوقار وضع کے عین مناسب حال تھا، انکسا غورث ہی کے طریق تعلیم کا نتیجہ سمجھنا چاہیے؛ معلم موصوف کے سکھائے سے وہ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا، اور اپنی سحر بیانی کو فلسفۂ طبعی کی رنگینی سے اور زیادہ پُرتاثیر بناتا؛ فیض یاب مبدء کائنات حکیم افلاطون یونانی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ خداداد ذکاوت و فراست نے فطرت کے علم کے ساتھ مل کر اس کو یہ لیاقت و قابلیت اور کامل قدرت دی تھی - اور انھین سے فن خطابت مین اس نے وہ استفادہ حاصل کیا تھا کہ کوئی شخص تقریر مین اسکا حریف نہ ہو سکتا تھا؛ بعض لوگ کہتے ہین کہ اسی لسانی پر اس کے مخالفون نے اولمپی[1] کی پھبتی اس پر کہی تھی، لیکن ایک خیال یہ ہے کہ اس کا یہ نام اُن زینت دہ عمارات قومی کی وجہ سے پڑا جو اُس نے شہر مین جا بہ جا تعمیر کرا دی تھین - اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ فارقلیس کو مسائل ملکی مین (خواہ وہ جنگ کے متعلق ہون خواہ زمانۂ امن کے) جو قوت عظیم حاصل ہو گئی تھی اُس کی بنا پر وہ اولمپی کے پر شکوہ عرف سے معروف ہوا؛ اس کی متعدد صفات دیکھتے ہوے یہ بات کچھ بھی عجیب اور بعید از قیاس نہین معلوم ہوتی کہ اُسے اچھے سے اچھے خطاب سے یاد کرنے لگے ہون - مگر مطائب نویس شعرا کے بیان سے جو کبھی ہنسی سے اور کبھی واقعی جل کر اُس کی طرح طرح سے ہجو کرتے ہین، معلوم ہوتا ہے

[1] یونانیون مین اپالو دیوتا اپنی زور و طاقت اور فنون لطیفہ کی سرپرستی کے سبب تمام دیوتاؤن سے زیادہ مشہور اور محبوب تھا اور پمپس پر اسکا شہرۂ آفاق مندر تھا اور اسی سے خود اس کو یا جیسے اس سے نسبت دینی ہو اسکو اولمپی بھی کہہ دیا کرتے تھے - م

کہ نام اس کی تقریر بازی ہی کی یادگار ہے- کیونکہ لوگون کو خطاب کرتے وقت وہ اس کی
تقریرون کو کڑک چمک سے اکثر تشبیہ دیتے ہین اور اس کی سحر بیانی کو لکھتے ہین کہ فارقلیس کے
منہ مین زبان نہ تھی ایک صاعقۂ جہان سوز تھی "

طوسی دیدش ابن میلی سس کا ایک فقرہ بھی جو اس نے فارقلیس کی چالاکی پر کسا تھا،
کتابون مین محفوظ رہ گیا ہے " طوسی دیدش ایک معزز اور صاحب ثروت شہری تھا اور معاملات
ملکی مین فارقلیس کا سب سے بڑا مقابل گذرا ہے- اس سے شاہ اسپارٹہ ارش داموس
Archidamas نے ایک مرتبہ پوچھا کہ تم اچھے پہلوان ہو یا تمھارا حریف فارقلیس؟
اس نے جواب دیا "جب کبھی مین اسے زیر کر لیتا ہون اور پوری طرح اس پر غالب آجاتا ہون
تب بھی وہ یہی کہے جاتا ہے کہ مین جیتا- اور لوگون کی آنکھون مین کچھ اس طرح
وہ بھی اسی کی جیت مان لیتے ہین "

حقیقت یہ ہے کہ فارقلیس بولنے مین بے حد محتاط تھا- جو کچھ اور جس طرح اسے کچھ کہنا ہوتا اس کا
بڑا خیال رکھتا حتے کہ تقریر گاہ پر جاتے وقت ہمیشہ دعا مانگ کے جاتا کہ الٰہی کوئی لفظ موقع اور محل
کے خلاف نادانستہ میری زبان سے نہ نکل جائے "

اس نے سوائے چند احکام کے کوئی یادگار تحریرین اپنی نہین چھوڑی اور اس کے اقوال
بھی بہت کم لکھنے مین آئے ہین- مثلاً ایک یہ ہے کہ اس نے کہا "ایجی نا کو اسی طرح پیریوز سے
ہٹا لینا چاہیے جس طرح آنکھ کی پتلی ہٹ جاتی ہے" یا یہ کہ "مجھے پونشیہ کی سمت سے لڑائی اپنی
طرف حرکت کرتی نظر آرہی ہے" یا ایک موقع پر جب جہاز پر جاتے وقت اس کے ساتھی سپہ سالار
سفاکلیس Sophocles نے کسی خوش رو نوجوان کی تعریف کی تو وہ کہنے لگا "سفاکلیس!
فوجی سردارون کی آنکھون مین بھی ایسی ہی بے لوثی ہونی چاہیے جیسی کہ دل مین اور ہاتھون مین"

ٹیسم بروٹس لکھتا ہے کہ جنگ ساموس کے مقتولین کی بڑائی مین اس نے کہا کہ وہ جو سامین
کام آئے دیوتاؤن کی طرح زندہ جاوید ہین- "کیونکہ" وہ کہنے لگا "ان کی توصیف و ثنا جو ہم

کرتے ہین اور وہ فائدے جو یہ ان دیکھے دیوتا ہمین پہونچاتے ہین، انھین سے ہم نے انھین
اَمَر جانا ہے۔ اور یہی خوبیان ہین جن سے اپنے ملک پر فدا ہونے والے بھی متصف ہین ؎

طوسی دیدیس نے فارقلیس کے طرز حکمرانی کو ایک شاہانہ حکومت بتایا ہے جو برائے نام تو مشروطہ[1] تھی مگر حقیقت مین فرد واحد اپنے رسوخ واثر سے سب پر حاوی ہو گیا تھا؛ لیکن اور لوگون نے فارقلیس کو یہ الزام دیا ہے کہ اُسی نے پرچیک دے دیکے عوام الناس کی عادتین بگاڑین۔ وہ اپنے محکوم طلا قون کا حق غصب کرنے لگے، اور کھیل تماشون مین عام طور پر جانے لگے اور قومی کام کرنے والون کی تنخواہین مقرر ہونے لگین ؎ ان تبدیلیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سنجیدہ کفایت شعار اور قوت بازو سے اپنی معاش پیدا کرنے والی قوم اسراف وعیاشی کی د . . . ۔ اور ان ساری خرابیون کا ذمہ دار فارقلیس ہے،

. . . تغیر کا سبب واقعات کی کسوٹی پر کسین ؟

ہم بیان کر چکے ہین کہ سائمن کا مد مقابل بننے کے لیے اُس نے ابتدا مین عوام کی پشتی لی تھی؛ مگر وہ اپنے حریف سے دولت و ثروت مین بہت کم تھا اور اسی لیے لوگون کو رجھانے کے جو ذرائع اُس کے قبضے مین تھے وہ فارقلیس کو حاصل نہ تھے۔ مثلاً نہ تو وہ سائمن کی طرح روز روز بھوکون کو کھانا کھلا سکتا تھا نہ کمزور بڈھون کو کپڑے بنا کے دے سکتا تھا اور نہ اپنے باغون کی باڑھین اور حاطے تڑوا کر انھین وقف عام کر سکتا تھا کہ جس کا جی چاہے آئے اور میوے کھائے۔ یہ کمی دیکھ کر وہ (ارسطو کے بقول) دامونی دس Domonides کی صلاح سے، بیت المال کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اور اسی کے مصارف مین ایسی مدات بڑھائین جن سے لوگ اس کے زرخرید

[1] ڈی ماک ریٹک Democratic جس مین لوگون کو قرار واقعی حقوق حکمرانی کے حاصل ہون۔ آئین اور پارلیمنٹری حکومت مین تھوڑا سا فرق ہے اور اسی لیے مؤخر الذکر کے لیے ہم دستوریت کا لفظ قابل ترجیح سمجھتے ہین۔ اسمین ایک موروثی بادشاہت تو رہتی ہے مگر جمہور کو حکومت مین پورا دخل ہوتا ہے۔ اور مشروطہ مین یہ جامعیت ہے کہ دستوری کو بھی مشروطہ کہہ سکتے ہین اور بادشاہ نہ ہو یعنی جمہوریت ہو، تب بھی اس کا اطلاق درست ہوگا — مترجم

غلام ہو گئے - مثلاً سرکاری خرچ سے نمائشون کا انتظام کرایا - جوری مین بیٹھنے والون کا معاوضہ مقرر کیا اور اسی طرح فائدہ رسانی کی بہت سی شکلین نکالین ؛ پھر جب عوام الناس اس کے قبضے مین آ گئے ، تو ان کو مجلس اریوپیگس کے خلاف اُبھارنا شروع کیا - وہ خود اس کا رکن نہ تھا اور قرعہ اندازی کے قاعدے سے نہ پہلے کبھی کپتان منتخب ہوا تھا نہ بادشاہ نہ مقنن نہ آرکن (حاکم) حالانکہ مجلس مذکور مین سوائے ان عہدے دارون کے جو قرعے سے مقرر ہوتے تھے اور آخر تک اپنے فرائض عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے ، کوئی اور شخص رکنیت سے سرفراز نہ ہو سکتا تھا ؛ اب ، لوگون کو ملا کر فارقلیس نے اس جماعت کے خلاف کوشش کی اور ایفی الطوس کی اعانت سے ، اُس کے بہت سے اختیارات سلب کرا دیے ؛ چند ہی روز بعد سائمن بھی فتوائے عام سے شہر بدر کر دیا گیا - اسپر اسپارٹہ کی دوستداری اور لوگون سے نفرت کا الزام [illegible] حالانکہ دولت و شرافت مین سب سے بڑھکر ہونے کے سوا اُس نے غیر ملکیون پر کئی [illegible] فتوحات حاصل کی تھین اور شہر کو زر و غنائم جنگ سے مالامال کر دیا تھا ؛ اس کے یہ کارنامے اس کی سوانح عمری مین تفصیل سے درج ہین ؛

اس کامیابی سے اندازہ لگا لینا چاہیے کہ فارقلیس کی قوت کس قدر بڑھ گئی تھی ؛

فتوائے عام سے جلاوطنی کی میعاد قانوناً دس سال کی تھی - لیکن اس مدت گذرنے سے پہلے اسپارٹہ والون نے فوج عظیم کے ساتھ ایتھنز پر چڑھائی کی اور تناگرا کی حدود تک عبور کر آئے - اُس وقت جب ایتھنز والے اُن کے مقابلے کو گئے تو سائمن میعاد جلاوطنی ختم ہونے سے پہلے مسلح ہو کر ان مین آملا اور اپنے ہم وطنون کے ساتھ شانہ بہ شانہ دشمن سے لڑنے کا خواہان ہوا تاکہ اپنے کو جوکھون مین ڈال کر اسپارٹہ کی طرفداری کے شبہات رفع کر دے ؛ مگر فارقلیس کے ساتھیون نے ہم آہنگ ہو کر اُسے اپنی صفون سے نکلوا دیا ؛ اور غالباً یہی سبب تھا کہ اس لڑائی مین فارقلیس سب لڑائیون سے زیادہ جان توڑ کے لڑا اور ہر خطرے کے مقام پر پیش پیش رہا ؛ سائمن کے تمام دوست بھی جنھین اُس نے اسپارٹہ کی دوستی سے متہم کیا

تھا۔اس لڑائی مین پہلو بہ پہلو لڑکر مارے گئے ؛

اس لڑائی مین جب ایتھنز والون کو خود اپنی حدود مین شکست فاحش نصیب ہوئی اور ساتھ ہی یہ اندیشہ ہوا کہ اگلے موسم بہار مین پھر ایک خوفناک حملہ ہوگا، تو اُس وقت اُنھین سایمن کے نکال دینے پر سخت پشیمانی ہوئی اور اس کے اپنے مین نہ ہونے پر دل شکستہ سے ہو گئے فارقلیس نے بھی ان کی رنجیدگی کو محسوس کیا اور جو وہ چاہتے تھے اس کے پورا کرنے مین مطلق تامل نہ کیا بلکہ خود سایمن کو واپس وطن بلوانے کی تحریک کی جس نے ایتھنز پہونچکر دونون شہرون مین صلح کرادی۔کیونکہ لس ڈی مونی جتنی کہ فارقلیس اور دوسرے رہنمایان عوام سے نفرت کرتے تھے اوتنی ہی ان کے دل مین سایمن کی وقعت اور مروت تھی۔بعض لوگون کا بیان ہے کہ [illegible] سایمن کو واپس بلانے کی تحریک کرنے سے پہلے اُس کی بہن اَل فینس Elpinice کی معرفت چند شرطین کرالی تھین اور وہ یہ کہ سایمن امیر البحری کے عہدے کو قبول کرے اور دوسو جہازون کا بیڑا لیکر ایرانی مقبوضات پر چڑھائی کرنے باہر چلا جاے اور وطن کی حکومت اکیلے فارقلیس کے ہاتھون مین رہے ؛

مشہور تھا کہ پہلے بھی ایک مرتبہ اَل فینس نے اپنے بھائی کے واسطے کوشش کی تھی اور فارقلیس کو آمادہ کیا تھا کہ سایمن کے مقدمے مین رحم و کرم کا برتاؤ کرے کیونکہ جو جماعت سایمن کے خلاف وکالت کرنے کے واسطے چھانٹی گئی تھی اس مین فارقلیس کو بھی لوگون نے پیروکار بنایا تھا۔کہتے ہین اَل فینس جب اپنے بھائی کے لیے اس پاس التجا لائی تو وہ مسکرا کے کہنے لگا "الفینس اب تمھاری عمر ایسی وکالتون کے لائق کہان رہی ہے ؟" مگر جب مقدمہ پیش ہوا تو محض سبکدوشی حاصل کرنے کے لیے اُس نے ایک مرتبہ اُٹھکر تھوڑی سی تقریر کی اور پھر عدالت سے باہر چلا آیا۔اور الزام دینے والون مین سایمن کی سب سے کم مخالفت اُسی نے کی ؛

جب حالات یہ ہون تو اڈمانیوس Idomeneus کی بات کا کسے یقین آیگا جس نے فارقلیس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اُس نے غداری کر کے اپنے دوست ایفی لطوس کو محض اس کی نامردی

کے رشک وحسد سے قتل کرادیا؟ (مقتول، لوگون کا نہایت محبوب مدبر تھا اور فارقلیس کے سیاسی جتھے کا بہت کارآمد رکن) بظاہر احوال اس مورخ نے نہ معلوم کہان سے اس قسم کی کہانیان جمع کر کرکے ایک ایسے شخص کو بدنام کیا ہے جو مانا کہ غلطی اور خطا سے مبّرا نہ تھا لیکن پھر بھی جوہر شرافت سے مزین تھا اور بالطبع دیانت واصالت کے کامون سے میل رکھتا تھا۔ اور جو دل ایسے اوصاف سے ممتاز ہو اُس مین اس قسم کے وحشیانہ جذبات کا کیا کام؟ ناممکن ہے کہ اس مین ایسی ناپاک اور قساوت نشان خواہش بارپا سکے۔ رہا ایفی الطوس کے قتل کا قصہ، سو اس کی اصلیت بقول حکیم ارسطو کے یہ ہے کہ: چونکہ ایفی الطوس حکومت خواص کے حامیون کا نہایت سخت اور بہت نقصان رسان دشمن ہوتا جاتا تھا۔ اور عوام الناس کے حقوق کا ایسا زبردست حامی تھا کہ جس نے ان کے ساتھ نامنصفی کی وہ اُس کی کوشش سے سزا پائے بغیر نہیں رہ سکے دشمن اس کی جان کے لاگو ہو گئے۔ اور موقع پا کے خفیہ طور پر اُسے تناگرا کے ایک ... ارستادوجس کے ہاتھون مروا ڈالا۔

سائمن امیرالبحری کی حالت مین جزیرۂ قبرص مین فوت ہو گیا اور اب اس کی طرفدار جماعت امرا کو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ واضح رہے کہ اگرچہ فارقلیس کی قوت سائمن کی موجودگی ہی مین بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور اس کے آگے شہر بھر مین کسی مخالف کو چون وچرا کی مجال باقی نہ تھی پھر بھی فریق مخالف اس کو بالکل مطلق العنان اور مخالفت کی طرف سے مطمئن چھوڑنا کسی طرح نہ چاہتا تھا کہ مبادا جمہوریت کے بجاے اتھنز مین واقعی شخصیت قائم ہو جاے۔ پس اس گروہ نے سائمن کے ایک دانشمند رشتہ دار طوسی دیدش متوطن الوپک کو چھانٹا کہ وہ مخالف جماعت کا سرگروہ بن کر فارقلیس کی تھوڑی بہت روک تھام کر سکے۔ نیا حریف اگرچہ متوفی سائمن کے مانند جنگی قابلیت نہ رکھتا تھا مگر سیاسی کاروبار، فن تقریر اور شہر کی دیکھ بھال کرنی اُسے خوب آتی تھی۔ چنانچہ تقریر گاہ پر فارقلیس سے لڑ لڑ کے اس نے تھوڑے ہی دن مین فریقین حکومت کو برابر اور تقریباً ہم وزن کر لیا۔ اصل یہ ہے کہ اس نے اپنی جماعت کے "نیک" اور "اچھے"

لوگون کو (جس سے امرا مراد ہین) متفرق الگ الگ بیٹھنے کے بجاے یکجا بٹھانا شروع کیا۔
پہلے وہ عوام الناس مین ملکر کچھ گم سے ہوجاتے تھے۔ اور ان کا جتھا منتشر منتشر کم قوت رہتا
تھا اب طوسی دیدیش نے ان کو بالکل علیحدہ کرکے ایک جماعت متحدہ کی صورت مین ترتیب
دیا اور ان کی مشترکہ طاقت سے گروہ مخالف کا ایک متوازن حریف پیدا کر لیا۔

اس مین شبہ نہین کہ اہالی ایتھنز ابتدا سے دو گروہون مین علیحدہ علیحدہ تھے اور ان کے
دولتمندون اور عوام الناس کے فرق نے انھین اسی طرح دو حصے کر دیا تھا جس طرح لوہے کو خفیف
سی چھری کھول دیتی ہے۔ لیکن اب علانیہ مخالفت نے اس چھری کو خوب چوڑا کر دیا اور شہر مین عوام
او[illegible]ص (یعنی چند صاحبان اثر) کے دو جتھے اٹھ کھڑے ہوے۔ اس وقت فارقلیس نے بھی
[illegible]لاف لوگون کو یکلخت چھوڑ دیا اور اپنی مصلحتون کو ان کی خوشی کے بالکل تابع کر دیا۔ او[ر]
[illegible]ہین بہلانے کے لیے عام دعوتین اور نمائشین اور کھیل تماشے کی تقریبین شہر مین
منانی شروع کین اور گو وہ فائدے سے خالی نہ ہوتی تھین تاہم ان کی اصلی غایت محض لوگون کی
خوشی کرنا تھی۔ اس کے علاوہ اُس نے کثیر التعداد لوگون کو ہر سال ساٹھ جہاز بھر کے بھیجنا شروع
کیا جنھین آٹھ مہینے تک سرکاری خزانے سے تنخواہ ملتی تھی اور ساتھ ہی فن جہاز رانی کی مشق بھی
کرائی جاتی تھی۔

فارقلیس نے ضرورت مندون کے استعمار کا بھی عمدہ انتظام کیا۔ ایک ہزار کسان تو
کرسونیس بھیجے کہ وہان کی زمین کو قرعہ اندازی سے آپس مین بانٹ لین۔ اور پانسو جزیرہ ناکسس
روانہ کیے۔ ڈھائی سو مہاجرین کو اندروس مین آباد کرایا ایک ہزار تراقیہ (تھریس) مین بسالٹی
Bisaltae قوم کے علاقے مین بسا دیے۔ اور کچھ تعداد اٹلی کے نئے شہر سبارس مین،
جسے یونانیون نے تُری Thurii کے نام سے بدل دیا تھا، از سر نو آباد کرنے کی
غرض سے بھیجی گئی۔ ان کارروائیون کا بڑا مقصد فارقلیس نے یہ سوچا تھا کہ شہر مین بے فکرون
کی جماعت کم ہو جائیگی تو باقی ماندون کو بھی سہولت اور اطمینان ملیگا اور حکومت کو بھی انتظام کرنے مین

دقتین پیش نہ آئینگی - نیز شہر مین ارزانی اور دولت بڑھ جائیگی ۔

فارقلیس کے وہ یادگار کارہاے نمایان جنھون نے مدینۃ الحکما کی حسن وزیبایش کو ہزار چند بڑھا دیا اور جو آج تک پردلسیون مین استعجاب وتحسین کا دلولہ پیدا کر دیتے ہین اور جو درحقیقت اس بات کے شاہد ہین کہ یونانی عظمت کی داستانین، محض کہانیان نہین، وہ ایتھنز کی قومی اور متبرک عمارتین ہین۔ لیکن انھی کی تعمیر کی بدولت وہ اپنے معاصرین مین سب سے زیادہ مورد اعتراض ہوا - اور اس کے حریفون نے ہر جلسے اور مجلس مین بآواز بلند اس پر لے دے کرنی شروع کی کہ سارے یونانیون کا مشترکہ سرمایہ جو پہلے ڈیلوس[1] مین جمع تھا اپنے گھر اٹھوا لانا اور پھر اس طرح عمارتون پر لٹانا ایتھنز کی سخت رسوائی کا باعث ہے - سارا یونان اسپر [illegible] ب وشتم کر رہا ہے - اور وہ عذر یاد دلا رہا ہے جو روپیہ لاتے وقت ہم نے کیا تھا کہ اس [illegible] انے کی حفاظت منظور ہے تاکہ ڈیلوس مین وہ کہین دشمنون کے ہاتھ نہ پڑ جائے ۔ د فار غضب ہی کر دیا کہ ان تمام معاہدون کو طاق نسیان پر رکھکر، ساری رقم پر قبضہ کر لیا - اس جابرانہ حرکت پر یونان جس قدر اظہار نفرت وناراضگی کرے بجا ہے - کیونکہ سارے ملک کا مشترکہ سرمایہ، جو محض مشترکہ ضرورتون کے واسطے جمع کیا گیا تھا، اس بے دردی سے شہر کی آرایش پر خرچ کرنا اور دلھنون کی طرح اس کی بناوٹ سجاوٹ مین اور زر وجواہرات اسے اس کے منادر واصنام کی تزئین مین، پانی کی مثل دولت کو بہا دینا کسی عنوان پسندیدہ نہین ہو سکتا ۔

دوسری طرف فارقلیس لوگون کے سامنے یہ حجت پیش کرتا تھا کہ جب تک سارے ملک کی مدافعت ہمارے ذمے ہے، ہمارے حلیفون کو اس روپے کی آمد خرچ سے کوئی واسطہ نہین ۔ دشمنون کے حملے روکنے کا بار تمام تر ایتھنز پر ہے دوسری ریاستین پیادہ سوار اور جہازون کے بجاے

---

[1] Delos یہ ایک جزیرہ تھا جہان ایتھنز کی سربراہی مین اسکے بہت سے حلیف شہرون نے ایک رقم جمع کر دی تھی تاکہ ملکی مدافعت یا جنگی ضرورتون کے کام آئے - فارقلیس کے زمانے مین یہ خزانہ ایتھنز مین منتقل ہو گیا اور اگرچہ ایک تو اسکا وہ پہلے بھی تھا لیکن اب ظاہری پردہ بھی اٹھ گیا اور سارا روپیہ علانیہ طور پر شہر مذکور کے قبضے مین چلا گیا - م

صرف روپیہ اپنے حصے کا دیتی ہین ۔ "اس صورت مین"، اس کا کہنا یہ تھا "روپیہ دینے والون کا نہین رہتا بلکہ اُن وصول کرنے والون کا ہوجاتا ہے جو مدافعت کی شرطین بجالائین! اور یہ بھی کوئی غیر معقول بات نہین کہ جب اسباب جنگ کی خاطر خواہ فراہمی ہوجائے تو بقایا رقم کو ایسے کامون مین لگایا جائے جو اثنائے تیاری مین تو لوگون کو مزدوری دین اور کاریگرون کو مالامال کردین۔ اور تیار ہوجانے کے بعد یونان کی شان و ناموری کا دامن قیامت کے دامن سے باندھ دین"۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ان کامون کی بدولت جنین قریب قریب ہر پیشہ ور حصہ لے سکتا ہے، سارا شہر سرکاری خزانے سے پل رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ا کے حسن و تجمل مین جو افزائش ہو رہی ہے وہ اسکے علاوہ۔ مزید بران اُنکو جو لڑائی کے لائق ہین ے سے تنخواہ ملتی ہے کہ بوقت جنگ کام دین، مگر وہ جو فوجیون مین شریک نہین رہین، ایسی کوئی رعایت حاصل نہ کرسکتے تھے۔ مین نے جو لوگون کی استرضا سے ان سی تعمیرت کا سلسلۂ عظیم شروع کیا ہے اس مین ایک بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ غیر فوجیون کو بھی سرکاری خزانے سے حصہ رسدی کچھ نہ کچھ مل جایا کرے۔ اور وطن کے مختلف صناعون کو بھی جو اکثر خالی بیٹھے رہتے ہین ان عمارتون کے اختتام تک اس قدر کام مل جائے کہ وہ بیکار بھی نہ رہین اور بیت المال مین (تنخواہ دار سپاہیون کی طرح) برابر کے شریک بھی ہوجائین"۔

عمارتون کے مصالح مین پتھر، پیتل، ہاتھی دانت، سونا، آبنوس، اور سرو، سبھی کچھ شامل تھا۔ کاریگر جو ان پر کام کرتے تھے لہار، بڑھئی، ڈھلیئے، منبت کار، سنگ تراش، راج مستری، سنہار، عاج کار، نقاش اور کیسرے وغیرہ تھے۔ ان کے سوا سامان کو شہر تک لانے والے بھی شمار کرلینے چاہیین۔ یعنی سوداگر جہازی اور ناخدا تو سمندر پر اور خشکی پر گاڑی والے، ٹھیلے والے، بیلون کے بیوپاری اور گڈریے، پھر حمال، حبال، سن بٹیئے۔ چمار، چمڑا کمانے والے اور سڑک بنانے والے مزدور وغیرہ شامل تھے۔ پھر ان سب پیشہ ورون کے ساتھ، جیسے فوج کے کپتان پاس بہت سے سپاہیون کا دستہ ہوتا ہے، دوسرے مزدورون اور مددگارون کی ایک جماعت ہوتی تھی جو سب کے

سب گنے جائیں تو خاصا بڑا لشکر کا لشکر بن جاتا ہے جو بالواسطہ یا بلا واسطہ شریک کار تھا۔ مختصر یہ ہے کہ تعمیرات عامّہ کے اس نئے سرشتے نے سبھی کے لیے مزدوری اور کمائی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ جب یہ عظیم الشان عمارتیں بن بن کے تیار ہونے لگیں تو خوبی فن اور اپنی شاہانہ وسعت و تناسب میں اپنی نظیر آپ تھیں۔ ہر کاریگر اور صنّاع نے دوسرے سے بڑھکر کچھ کر دکھانے کی کوشش کی تھی اور نئے نئے نمونے کی بہتر سے بہتر چیزیں تیار کی تھیں۔ مگر ان سب میں نہایت حیرت کے قابل ان کا کمال سرعت کے ساتھ تکمیل پا جانا تھا۔

عام خیال یہ تھا کہ ایک ایک عمارت کی تیاری میں مدت مدید اور نسلہا نسل کی کوشش درکار ہوگی۔ لیکن وہ سب کی سب ایک شخص واحد کے سیاسی عروج ہی کے زمانے میں مکمل ہو گئیں اگرچہ کہتے ہیں جب اغاترقس نقاش نے اپنی تیز دستی اور نہایت سرعت سے [illegible] کی بڑائیاں کیں تو زکسس [illegible] (یہ غالبًا کوئی بہت نامور صنّاع ہے۔) نے [illegible] دیا "مگر میں اپنے کام میں بہت دیر لگایا کرتا ہوں!" کیونکہ جلدی اور بے تردّدی سے کسی کام کو پورا کر دینا اس کے دائمی استحکام اور حسن کامل کے منافی ہے۔ اور آدمی کا عرصے تک جگر کاوی کرنا کبھی رائگاں نہیں جاتا بلکہ جو چیز وہ اس محنت شاقّہ کے بعد پیدا کرتا ہے اس کی پائداری ہی کافی (بلکہ سود سمیت) اس کا صلہ ہے۔ فارقلیس کے کاموں کی تعریف یہی ہے کہ اتنی جلدی بھی کرا دیے اور اس قدر مستحکم بھی کہ عرصۂ دراز تک قائم رہیں۔ چنانچہ اس کی ہر عمارت تیار ہوتے ہی، اپنی شان و خوبی کے لحاظ سے، ایسی پُر اثر معلوم ہوتی تھی جیسے کہ عرصے کی بنی ہوئی ہو۔ اور آج تک بھی سنگینی اور نزہت میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ ابھی بنا کر کھڑی کی گئی ہے۔ واقعی اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں اس قسم کی شگفتگی اور دستبرد زمانہ سے ایسا بالاتر ہونا ٹپکتا ہے کہ گویا ان کی ساخت اور اینٹ پتھر میں کوئی لازوال قوت اور غیر فانی روح پنہاں ہے۔

ساری عمارتوں کا مہتم اعلیٰ اور نگران کار فی دیاس [illegible] تھا اگرچہ مختلف حصّوں میں اور بھی استادان چابکدست اور نامی صنّاع مقرر تھے۔ چنانچہ

لیلی کریتیس Callicrates اور اک تینس Ictinus نے پرتھنان[1] کو تیار کیا تھا-
اور الیوس کی ہیکل کری بس نے شروع کی تھی مگر اسکے نچلے ستون اور ڈانٹین ہی تیار کرنے
پایا تھا کہ فوت ہو گیا۔ اور چھت کی بلین اور اوپر کے تھم متاجنی نے پورے کیے۔ اور کسٹرا اور
پولکس کے دیوارون کے بالائی گنبد محرابی لداؤ ڈاکر فریاکلس نے بنائے یا وہ لمبی فصیل جسکی
تجویز سقراط کہتا ہے کہ مین نے فارقلیس کو لوگون کے آگے کرتے سُنا، کالی کرٹیس ہی نے بنائی
شروع کی تھی- اسی کے عرصے تک پورے نہ ہونے پر کراتی نس نے ہنسی اڑائی ہے اور لکھا ہے کہ

"اگر باتون ہی سے عمارتین تیار ہو جاتی ہین
توکیا وجہ کہ فارقلیس اس فصیل پر اس قدر
عرصے سے زور فصاحت صرف کرتا رہا-مگر
اس مین ایک ردّے کا بھی اضافہ نہین ہوا"

کہتے ہیں، اوڈیم Odeum یا قصر موسیقی جس مین ستونون کی قطار اور بہت سی
نشستین بنی ہوئی ہین اور جس کی چھت باہر سے ایسی سلامی دار ہے کہ اوپر پہونچکر بالکل سیدھی
ہو جاتی ہے، شاہ ایران کے کوشک کی نقل ہے- یہ بھی فارقلیس کے حکم سے تیار ہوئی اور اسکو
بھی اُسی کراتی نس نے اپنے ناٹک "تھریسی عورات" مین اس طرح نشانۂ تضحیک بنایا ہے:

"لواب برجیس کے اوتار لم سرے فارقلیس کو نمودار
ہوتے دیکھو- اُس نے اپنا سر اُتار کے الگ
دھر دیا ہے اور اُسکے بجاے اوڈیم کو اوڑھے ہوئے ہے!"

پھر فارقلیس نے جو لوگون کے امتحان اور امتیاز کا بہت شائق تھا اوّل ہی اوّل یہ اجازت
حاصل کی کہ موسیقی کے سالانہ جلسے ہوا کرین اور اسی قصر مین مقابلہ کرنے والے جمع ہو کے
گائین بجائین تا کہ ان کے کمال کی آزمائش کا لوگون کو موقع ملے۔ چنانچہ پہلے جلسے مین وہ خود حکم

[1] Parthenon اس کے لفظی معنی تو دوشیزہ یا کنواری کے ہین مگر یہان عمارت کا نام ہے- مم

بنایا گیا اور اسی نے وہ طریقے اور قاعدے بھی ترتیب دیے جن کی گویّون اور بانسری اور سارنگی بجانے والون کو پابندی لازمی ہوتی تھی ؛ اس کے بعد سے یہ تماشہ اکثر ہر سال ہوتا اور اسی طرح لوگ قصر موسیقی مین بیٹھکر ارباب فن کے کمالات کی داد دیتے تھے

پروپای لی یعنی قلعۂ اکروپولس Acropolis ke کے دروازے پانچ سال مین تکمیل کو پھونچے ۔ اُن کا صدر معمار نے سک لس تھا انھین کی اثنائے تعمیر مین ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوا کہ خود دیوی اس کام کی مخالف نہین بلکہ مددگار اور شریک کار ہے ؛ واقعہ یہ ہوا کہ راجون مین سے ایک راج جو ان مین سب سے زیادہ چابک دست اور تیز تھا اتفاقاً پھسل کر بڑی اونچان پر سے نیچے آپڑا اور ایسی چوٹ کھائی کہ طبیبون کو کوئی امید اس کے جانبر ہونے کی نہ رہی ؛ فارقلیس کو اس واقعے کا اور راج کی تکلیف [illegible] قلق تھا مگر رات کو منروا دیوی اس کے خواب مین آئی اور ایک ایسا علاج بتا گئی جس [illegible] ہی مضروب بہت جلد بہ آسانی تندرست ہوگیا ؛ اسی واقعے پر فارقلیس نے، سنا ہے، وہ برنجی مورت منروا کی گھڑوائی تھی جو "تندرستی" کے نام سے نامزد ہو کر قلعے کی قربان گاہ پاس رکھی تھی ۔ مگر ایک روایت کے رو سے اس کی تکذیب ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مورت بہت پہلے سے اس جگہ پر رکھی ہوئی تھی ؛ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اس کے بیرونی خط و خال پر سونے سے کام فی دیاس کا کیا ہوا ہے ۔ اور سنگھاسن پر کے کتبے سے اس کی قطعی تصدیق ہوجاتی ہے کہ اس مین اصلی کاریگری فی دیاس ہی کی ہے ؛ یہ فی دیاس جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین فارقلیس کا آوردہ اور میر عمارت کے منصب پر سرفراز تھا ۔ اور فارقلیس کی دوستی اور اس عہدے کی بدولت بہتون کا محسود ہوگیا تھا چنانچہ حاسدون نے بہت سے افسانے اس کو بدنام کرنے کے لیے مشہور کر دیے تھے اور یہ تہمت بھی لگا دی تھی کہ نئی عمارتون کو دیکھنے جو شریف زادیان آتی ہین وہ اُسی کے کٹنا پے سے فارقلیس تک پھونچا دی جاتی ہین، شہر کے ہزل نویس تو ایسے مصالون کی تاک مین ہی رہتے تھے اُن کے کان تک اس افسانے کا پھونچنا تھا کہ ایک میدان ہجو و ہزلیات کا کھل گیا

پھر کوئی گندہ سے گندہ الزام نہ تھا جو فارقلیس اور اس کے دوستون کے سر انھون نے نہ تھوپا ہو اس کا ایک دوست نےپیس، جو اس کے ماتحت فوجی سردار رہ کر لڑائیان لڑ چکا تھا، خصوصًا بہت رسوا ہوا کہ اس کی بیوی کے فارقلیس سے ناجایز تعلقات ہین - اسی طرح انھون نے اس کے ایک شناسا پی رِی لامپیس meaumoahnos کو مفت مین سان لیا کہ اس کے پاس بہت سے جانور پلے ہوے تھے اور اتھام لگانے والون کا کہنا یہ تھا کہ وہ فارقلیس کی آشناؤن کو مور بطور تحفہ دیا کرتا ہے۔ ان لوگون کی خرافات پر جن کا کام ہی آبرو دارون کی عزت اُتارنا تھا، جو زندگی بھر سوا نہایت غلیظ بکواس کے دوسرا کام نہ کرتے تھے اور جو کبھی حسد سے بدنیتی اور ذاتی کاوش سے اور کبھی محض بغض للّٰہی سے اشرافون کی تضحیک اور رسوائی کو اپنی مسرت بخش کامیابی سمجھتے تھے، زیادہ تعجب نہین ہوتا جب کہ ہم ٹیسیم بروٹس جیسے مورخ سے یہ سراسیمہ کن اور دل لرزا دینے والا الزام لکھا دیکھتے ہین کہ فارقلیس خاص اپنی سگی بہو سے ملوث تھا۔

حقیقت مین تاریخ سے کسی سچائی کی تصدیق اور پرکھ نہایت دشوار کام ہے جبکہ بعد کے لکھنے والے ایک طرف تو سالہا سال کی خلیج اپنے اور زیر تحقیق زمانے کے درمیان حائل پاتے ہین اور دوسری جانب خود اس زمانے کے مصنفون کو دیکھتے ہین کہ کبھی حسد اور نفرت سے اور کبھی خوشامد اور طرفداری سے، واقعات کو اور لوگون کی سوانح عمری کو توڑ مروڑ کے انھون نے کچھ سے کچھ کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ، جب کہ حسب معمول طوسی دیدس کے ہم خیال فصیح گفتار دہائیان مچا رہے تھے کہ فارقلیس نے فضول خرچیون سے ملک و قوم کو تباہ کر ڈالا اور بیت المال کا روپیہ سخت بیدردی سے صرف کر دیا، فارقلیس اٹھ کھڑا ہوا اور بھری مجلس مین لوگون سے یہ سوال کیا کہ کیا حقیقت مین عمارتون پر روپیہ لگانا وہ بہت اسراف سمجھتے ہین؟ اور جب انھون نے جواب دیا کہ "ان کے اسراف تو اس مین بہت ہوا ہے"، تو فارقلیس نے اعلان کیا کہ "اچھی بات ہے ان پر جو کچھ لاگت

آئی ہے مین اپنی گرہ سے دونگا۔ البتہ تمام عمارتون پر بھی میرا ہی نام کتبہ ہونا چاہیے!،،
لوگون نے جو یہ سنا تو ایک زبان ہو کے چلائے کہ "نہین نہین ایسا نہ کرو۔ بلکہ ان کی تکمیل تک
جتنا تمھارا جی چاہے سرکاری روپیہ اور لگا دو۔ ہم رضامند ہین!،، اب نہین معلوم کہ ان کے
دل مین یہ جذبہ فارقلیس کی غیر متوقع اولوالعزمی سے پیدا ہوا یا رشک رقابت کا کرشمہ تھا کہ
ان کے دل نے ایسی شاندار یادگارین اس کے نام سے موسوم ہونا گوارا نہ کیا +

آخر اس چشمک بندی کی نوبت یہان تک پہونچی کہ دونون حریفون نے فیصلہ کر لیا کہ یا
ملک مین ہم رہین گے یا وہ، مگر اس آخری اور مخدوش زور آزمائی مین بھی پالا فارقلیس کے ہاتھ
رہا۔ طوسی دیدس فتواے عام سے جلاوطن کیا گیا اور اس کے ساتھ والون کا شیرازہ بکھر گیا
اس کے بعد ہی شہر سے نفاق و شقاق بھی دفع ہوا اور اس گرد و غبار سے [illegible] کے بعد
ایتھنز کے تمام معاملات سلطنت فارقلیس کے ہاتھ تلے آگئے۔ چنانچہ افواج [illegible]
جزیرے، اور تمام ایتھنز کے وسیع یونانی اور غیر یونانی مقبوضات، مالی اور انتظامی سررشتے سب
کے سب کلیتہ فارقلیس کے زیر اختیار تھے۔ اور اس سرے سے اُس سرے تک اُسی کا حکم چلتا تھا +

لیکن اس اقتدار کے ساتھ ہی اس کی طبیعت مین بھی فرق پڑ گیا۔ وہ لوگون کے ساتھ پہلی
سی نرم مزاجی تواضع اور انکسار، وہ عوام الناس کے اشارے پر یہ آمادگی اس طرح چلتا جس طرح
ملاح ہوا کو دیکھ کے اُسی کے رخ کشتی کو کھینے لگتا ہے، سب بدل گیا۔ عوام کی درباداری اور انکی
خواہشون کی غلامانہ متابعت جو حماقت اور کبھی کبھی بداخلاقی تک پہونچتی تھی، اس نے چھوڑ کر
شاہانہ ڈھنگ اور جابرانہ سختی اختیار کی۔ لیکن قومی منافع کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی وجہ سے وہ
عام طور پر لوگون کو سمجھا بجھا کر اپنے کامون مین ہم راے بنا لیتا تھا۔ اور اگر اس طرح بھی وہ اپنے
نفع کی بات نہ مانتے تو فارقلیس ان کی مرضی کے خلاف انھین اور سلطنت کو فائدہ پہونچانے
سے باز نہ رہتا بلکہ انھین مجبور کر کے اپنے کہنے پر چلاتا۔ سچ پوچھو تو اس کا یہ طریقہ حکمت سے خالی
نہ تھا بلکہ وہ ایک ہوشیار طبیب کے مانند کام کرتا تھا جو کسی مرض صعب و سخت مین ایک حد تک

اپنے مریض کو اسی کی رغبت کے مطابق دوا غذا دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ضرورت پڑتی ہے تو تلخ وناگوار ادویات کھلانے مین بھی کوئی رعایت پسند نہین کرتا۔ یہ یاد رہے کہ اس وقت ایتھنز مین بھی وہ تمام خرابیان رونما ہونے لگی تھین جو اتنی بڑی سلطنت اور قوت حاصل کرنے کے بعد قدرتاً پیدا ہو جایا کرتی ہین۔ اس حالت مین ان کا توازن اور انتظام قائم رکھنے والا درحقیقت فارقلیس ہی تھا جو ایک ماہر فن کی طرح میزان بیم ورجا کی ڈنڈی اپنے ہاتھ مین لیے دونون پلڑون کو اس خوبی سے برابر رکھتا تھا کہ نہ وہ سرمستی کے عالم مین اس سے بے خوف ہو جائین نہ رنج وغم کی حالت مین مایوس ہو۔ اس اقتدار سے، افلاطون کے الفاظ مین، اس نے بخوبی وضح [illegible] فصاحت یا فن تقریر، لوگون کے دلون پر حکمرانی کا آلہ ہے اور اس کا اصلی کام جذبات [illegible] صفات کھینچنا ہے جو روح انسانی مین ساز کی کھونٹی اور تارون کے مثل ہین اور [illegible] ال صحیح رکھنے کے لیے صرف کمان کو استادی سے چلانے کی ضرورت ہے۔

فارقلیس کا اس درجے لوگون پر حاوی آ جانا محض حسن خطابت سے ہی نہ تھا۔ بلکہ اس کی بڑی وجہ، جیسا کہ اس کے سیاسی حریف طوسی دیدیش نے جتایا ہے، اس کی پاک نفس زندگی اور اس کی شریفانہ سرشت پر لوگون کا اعتماد کامل رکھنا تھی اور انھین پورا بھروسہ تھا کہ وہ خیانت یا مالی غرض مندیون اور لالچ سے بہت ارفع ہے۔ اگرچہ ایتھنز کے غدار شہر کو اس نے نہایت مالدار اور بزرگترین امصار و بلاد بنا دیا اور خود اتنا اقتدار کامل حاصل کیا جو مطلق العنان بادشاہون کو بھی میسر نہین آتا مگر ان کی طرح فارقلیس نے اتنی قدرت واختیار کے باوجود اپنے اقتدارات اپنی اولاد پر منتقل کرنا تو درکنار ایسا کوئی ناپاک خیال اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دیا اور جب مرا تو اس کی آبائی جائداد مین صرف بقدر ایک درہم کے اضافہ ہوا تھا۔

اس کی قوت کا طوسی دیدیش نے بہت صاف صاف حال لکھا ہے اور مطائب نویس شعرا نے بھی اشارت وکنایے کی جگہ خوب صراحت سے اس کا بیان اپنے بدنام کن پیرائے مین کیا ہے وہ بار بار اس کے ساتھیون اور دوستون کو پی سس ٹراٹس کے مددگارون کے نام سے خطاب

کرتے ہین اور جگہ جگہ فارقلیس کو غصب و شخصیت کے ارادے ترک کرنے کی نصیحت کرتے ہین ۔ گویا درحقیقت اس کی قوت اتنی بڑھ چکی تھی کہ اتھنز کو جمہوریت یا مشروطہ کہنا بھی باطل ہوگیا تھا اور گویا فارقلیس اب قانونی نمایندۂ قوم ہونے کے بجاے سچ مچ بادشاہ بن بیٹھا تھا ؛

جو جو چیزین اور اختیارات اہل اتھنز نے فارقلیس کے تفویض کر دیے تھے انھین ٹیلی کلیڈس شاعر نے اس طرح گنوایا ہے :۔

"شہرون کے خراج (مالیے) اور ان کے ساتھ ہی
خود وہ شہر بھی ۔ کہ جو اسکا جی چاہے کرے اور
جو جی نہ چاہے نہ کرے ۔
اور اختیار ۔۔ کہ جن بستیون کے گرد چاہے پتھر
کی فصیلین کھینچ دے اور پھر، اگر ہٹرک اُٹھے،
تو انھین منہدم بھی کرا دے !
اور اپنے معاہدے اور محالفے اور قوت اور
سلطنت اور امن اور جنگ اور دولت اور
کامیابی ۔۔۔ اور اسی طرح جہان تک جی
چاہے شمار کیے جاؤ !"

اور فارقلیس کی یہ شاندار کامیابی محض قسمت کی خوش اتفاقی سے نہ تھی نہ کسی وقتی حکمت عملی پر مبنی تھی جو ایک ہی فصل تک شگفتہ اور دلکش رہتی ہو ۔ بلکہ اس نے اپنا تفوق اور امتیاز اوّلیت چالیس سال تک مسلسل ایسے مدبرون مین قائم رکھا جیسے کہ ایفی الطوس، لیوکریطیس *Leocrates* اور مای رونیدس *Myronides* سائمن، اور طول میدس *Tolmides* اور طوسی دیدس تھے ۔ پھر طوسی دیدس کی شکست اور جلاوطنی کے پندرہ

سال بعد تک بھی وہ اپنے منصب سپہ سالاری پر برابر ہر سال بغیر فصل منتخب ہوا۔ اور اس کا دامن شہرت ہمیشہ بے داغ رہا؛ مگر فارقلیس ذاتی آمد و خرچ کی جانب سے بھی بے پروانہ رہتا تھا بلکہ اپنی آبائی جائداد کی جو ورثے مین اس نے پائی تھی ایسی خوبی اور انتظام کے ساتھ نگرانی رکھتا تھا کہ نہ وہ غفلت و کس مپرسی کے ہاتھون خراب اور بدتر ہو سکے نہ اسکی آمدنی کے وسائل ایسے وسیع اور کثیر ہو جائین کہ جن کے اہتمام مین اس کو کچھ زیادہ دردسری اٹھانی پڑے۔ یا اس کا گران مایہ وقت بہت سا اسی کی دیکھ بھال مین صرف ہو جایا کرے؛ اپنی سالانہ پیداوار اور دیگر منافع وہ اکھٹے ایک ہی دفعہ فروخت کیا کرتا تھا۔ اور پھر اس روپے سے گھر کی ضروریات کی چیزین اور مایحتاج بازار سے حسب ضرورت خرید و آتا رہتا؛ مگر جب
انے ہو گئے تو انھین یہ ترکیب بہت بُری معلوم ہونے لگی اور اس کے گھر کی
ے شاکی تھین کہ فارقلیس مین کچھ گردانتا ہی نہین بلکہ سارے گھر بار کے آمد و خرچ مین جس حساب روزانہ لکھا جاتا تھا، ایسی ہندی کی چندی کرتا ہے کہ لگے بندھے سے نہ پیسہ زیادہ اُٹھے نہ کم؛ اور حقیقت مین فارقلیس کے ہان وہ بے حساب آمد و خرچ کا سلسلہ نہین تھا جو اونچے گھرانون مین اور بڑے بڑے صاحب جائداد خاندانون مین ہوتا ہے؛ جہان ذرا بھی پتہ نہین چل سکتا کہ کتنا روپیہ اس دفعہ آیا اور کتنا خرچ ہوا؛ اس کے ہان ہر چیز ایک مقررہ تعداد اور مقدار مین آتی اور اسکا مقررہ خرچ ہوتا اور اسی طرح آمدنی بھی جو کچھ ہوتی اس کا باقاعدہ حساب لکھا جاتا اس سب کاروبار مین اس کا داروغہ یا معتمد علیہ صرف ایک نوکر مسمّی بہ اِوَن جی لس Evangelus تھا اور یہ شخص یا تو بالطبع یا فارقلیس کی تربیت کے اثر سے، خانگی انتظام اور کفایت شعاری کرنے مین ایسا ہشیار تھا کہ اسکی نظیر ملنی دشوار تھی؛

اب اگر یہ روایت صحیح ہے کہ " اس نے ایک مرتبہ روحانی جذبے اور عالی ظرفی کے جوش مین آ کے گھر بار سب ترک کر دیا تھا اور اپنی زمینین بے وارثی چراگاہون کی طرح چھوڑ دی تھین " تب تو اور بات ہے ورنہ اس سے اوپر جو کچھ بیان ہوا (یعنی اس کی دنیاداری) وہ بے شبہ حکیم

انکشاغورث کی تعلیم کے منافی ہے "؛ لیکن میں سمجھتا ہوں ایک فلسفۂ نظری کے دلدادہ اور ایک سلطنت کے کارکن کی زندگی میں بہت کچھ فرق ہوتا ہے - کیونکہ وہ اپنی عقل کو محض بلند و اعلیٰ مسائل ذہنی پر صرف کرتا ہے جسکے لیے نہ اسباب ظاہری کی ضرورت ہے نہ اور کسی دنیوی ساز و سامان کی ؛ مگر اسے جو اپنی دانش و نکوئی کو لوگوں کی بھلائی کے لیے عمل میں لاتا ہے بالکل ممکن ہے کہ اپنی ضرورتوں کے لیے نہیں بلکہ شریفانہ مقاصد کے واسطے، دولت درکار ہو، چنانچہ فارقلیس جو بے شمار حاجت مندوں کی امداد کرتا تھا، اس کی نظیر ہے ؛

لیکن ایک قصہ یہ بھی مشہور ہے کہ جس زمانے میں فارقلیس سلطنت کے کاروبار میں مصروف تھا، خود انکشاغورث عالم کس مپرسی میں پڑا رہا اور چونکہ ضعیف العمر ہو گیا تھا اس لیے غذا نہ ملنے کے سبب سے اس نے کپڑے میں لپٹ کر ارادہ کیا کہ اپنی جان دیدے۔ اتفاق سے فارقلیس کو بھی پہنچ گئی اور وہ رنج کے مارے پہلے تو سکتے میں رہ گیا پھر دوڑا ہوا وہاں آیا اور خوشامد درامد دلیل و حجت کا کوئی دقیقہ اس کے منانے میں اٹھا نہ رکھا - زیادہ اظہار تاسف اس نے اس پر کیا کہ انکشاغورث نہ رہا تو وہ خود اس کے بزرگانہ اور حکیمانہ مشوروں سے کیسا محروم ہو جائیگا ؛ یہ بات سن کر انکشاغورث نے اپنے کپڑے ہٹائے اور چہرہ کھول کے یہ جواب دیا کہ " فارقلیس ! جو لوگ چراغ کے ضرورت مند ہوا کرتے ہیں وہ اسکے تیل کا بھی دھیان رکھتے ہیں ! "

ایتھنز کی روز افزوں قوت دیکھ دیکھ کر اسپارٹہ والے جل ہی رہے تھے کہ فارقلیس نے ایک اور تجویز انھیں جلانے کی اور اپنے شہر کو بڑھانے کی سوچی - اور اپنے ہم وطنوں کے دلوں میں ایتھنز کی بڑائی نقش کر دینے کی غرض سے یہ اولوالعزمانہ تحریک کی کہ ساری دنیائے یونانی سے منتخب لوگ مدینۃ الحکما میں جمع ہوں اور ایک جلسے میں بیٹھکر مشورہ کریں کہ یونانی منادر و معابد جنھیں ایرانی ملیچھوں نے جلا کے خراب یا مسمار کر دیا تھا کس طرح از سر نو تعمیر اور آباد کیے جائیں اور ان منتوں کے پورا کرنے کی کیا شکل ہو جو یونانیوں نے ایرانی حملوں کے وقت دیوتاؤں سے

مانی یقین کہ اگر ہمارا ملک محفوظ رہا تو فلان فلان صدقہ یا خیرات دین گے۔ مزید برآن اسی جلسے مین جہاز رانی اور سمندری تجارت کے متعلق بھی طے کیا جاے کہ کسی مشترکہ قرارداد کے بموجب بین القومی تجارت امن واطمینان کے ساتھ ہو سکے ؏

اس مقصد کے لیے بیس تجربہ کار آدمی جو پچاس سال سے متجاوز تھے سفارت پر بھیجے گئے۔ انمین پانچ تو ایشیا کے ساحلی جزائر (لیس بس سے رہوڈس تک) اور اندرونی علاقہاے آےاونیہ و ڈوریہ مین بلاوے دینے کے واسطے روانہ ہوئے پانچ شمالی یونان اور تھریس کے شہرون کو گئے اور پانچ ہی بیوشیہ فوکس اور پونیشیہ سے گذرتے ہوے مغربی یونان مین گشت لگانے کے لیے منتخب ہوے اور باقی ماندہ کو صقلیہ اطالیہ وغیرہ بیرونی ممالک کی یونانی نوآباد[illegible] [illegible]یض ہوا ؛۔ ان سفرا کے ذمے یہی کام تھا کہ وہ ہر ریاست مین جاکر لوگونکو اپنے [illegible] پر ابھارین اور ایتھنز مین ایک مین الیونانی مجلس کے فوائد ان کے ذہن نشین کرین ؏

لیکن ان کوششون کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل سپارٹہ نے اندر ہی اندر اس کے خلاف کام کرنا شروع کیا اور خود پونیشیہ مین ایتھنزی سفرا کو جو پہلی ناکامی ہوئی اسکی وجہ سے دوسری جگہ کا بھی کوئی وکیل یا نایب نہ آیا۔ اور وہ تجویز آخر کار بالکل ناکام رہی مگر مین نے اسکا ذکر کر دینا اسلیے مناسب سمجھا کہ فارقلیس کی بلند خیالی اور عظمت کا اس سے اندازہ ہوجاے

جنگی معاملات مین فارقلیس کی حزم واحتیاط مشہور تھی۔ وہ آپ سے کبھی لڑائی مین ابتدا نہ کرتا کیونکہ یہ بڑی جوکھون اور تقدیر کا کھیل ہے۔ نہ وہ ایسے سپاہ سالارون کی کامیابی پر رشک کرتا جو محض تہور اور بے موقع جوش مردانگی سے کبھی کبھی لڑائیان جیت لیتے۔ نہ لوگون کی طرح ان کی تعریف کرتا۔ اس کی مقدور بھر تلقین ، اپنے ہم وطنون کو یہ تھی کہ انھین ہمیشہ زندہ رہنا چاہیے اور حیات جاودان حاصل کرنی چاہیے ؛۔ ایک مرتبہ جب طولمیس کا بیٹا طول میدس اپنی پچھلی فتوحات اور اعزاز پر مغرور ہو کر اور اپنی جنگی قابلیت کے بھروسے بیوشیہ پر

حملے کی تیاریاں کررہا تھا اور از خود اس ریاست مین گھس کر لڑائی باندھنی چاہتا تھا نیز اُس نے
ایتھنز کے مشہور مشہور من چلون کو اپنے ساتھ ملا کے ایک ہزار سے اونچی فوج جمع کرلی تھی ،
فارقلیس نے اُسے روکنا چاہا اور مجلس عامہ مین اُس کو ان ارادون سے باز رہنے کی نصیحت
کی - اور اسی موقع پر وہ مشہور فقرہ جواب تک ضرب المثل چلا آتا ہے کہا کہ "اگر تم فارقلیس کی نہین
سنتے تو زمانے کی سنو اور مانو کہ وہ بہترین ناصح ہے !"

اس قول پر پہلے کسی نے زیادہ التفات نہین کیا مگر جب تھوڑے ہی دن بعد خبر آئی کہ
طول میدس، کرونیہ کے قریب، شکست کھا کے مارا گیا اور اس کے ساتھ ہی بہت سے شجاع
اہل شہر بھی کام آئے تو اس وقت لوگون کو فارقلیس کے کہنے کی قدر [illegible] اپنے اہل وطن
سے محبت اور دانائی کی شہرت نے اس کی ہر دلعزیزی اور عزت کو [illegible] کردیا ؛

لیکن اس کی تمام مہمات مین کرسونس Chersonese کی مہم سب سے زیادہ
کامیاب سمجھی جاتی ہے اور اس نے لوگون کو بہت خوش کیا - کیونکہ اس علاقے کے یونانی
باشندون کی اس خوبی سے اُس نے حفاظت کی کہ ہمیشہ یادگار رہیگی ؛ واضح رہے کہ اندرونی
ڈاکوون کے علاوہ اس علاقے کو سب سے زیادہ تکلیف جس شے سے پہونچتی تھی وہ تھریسی
قزاقون کے مسلسل حملے تھے - یہ وحشی ہمسائے وہان والون کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیتے اور
دھاڑے مار مار کے انھین سدا نقصان پہونچاتے رہتے - اب فارقلیس نے ایک ہزار تازہ ولایت
ایتھنزیون کو وہان بسا کر نہ صرف ان کی بستیون کو زیادہ قوی کردیا بلکہ اس کی سرحد پر ایک سلسلہ
استحکامات کا سمندر سے سمندر تک ایسا بنایا کہ تمام اس رو سے جزیرہ نما سرحد پار کے کافر تکارون
سے کلیۃً محفوظ و مامون ہوگیا ؛

اسی طرح دوسری مہم جس پر اس کی بڑی تعریفین ادھر جا ہوا پونٹیشیہ کا ساحلی گشت
ہے ؛ اسمین وہ میگارا کے بندر پیگی (یعنی فوارے) سے سو جہاز لیکر چلا تھا - اور جس طرح پہلے
طول میدس نے کیا تھا نہ صرف سارے ساحل کو تاخت تاراج کیا بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی

اپنے جہازی سپاہیون کو لیکر دور تک گھس گیا اور اپنی آمد کی دہشت سے لوگون کو اندر فصیلون مین بھگا دیا۔ صرف نیمیہ پر دشمن مقابلے پر تھوڑی دیر جما سو اس کو فارقلیس نے اپنی ساری فوج سے شکست دی اور اسی زمین پر نشان فتح قائم کیا؛ بعد ازان اسٹئیہ Achaia سے جو اس وقت ایتھنز کا حلیف تھا) چند جوانون کو ساتھ لیکر اس حصہ جزیرہ نما کو عبور کیا اور دریاے اسٹولس کے دہانے سے اندرون ملک مین گھس کر سارے اکرنانی* علاقے پر چھا گیا۔ اور اپنا سیوان کو اپنے قلعے مین ڈھکیل کر ان کے تمام ملک کو لوٹ کھسوٹ کے تباہ کر دیا اور پھر جہازون کا لنگر اٹھا کے ایتھنز کی طرف مراجعت کی۔ اس مہم مین دو عظیم فائدے حاصل ہوے اول تو دشمنون پر اس کی قوت کی بڑی ہیبت بیٹھ گئی دوسرے خاص اپنے وطن مین اس [illegible] اور احتیاط کی بہت شہرت ہوئی۔ کیونکہ اس سارے سفر مین کوئی نقصان رسان [illegible] کھائی اور اس کی ماتحت فوج کو کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑا ⁂

وہ ایک زبردست اور تمام ساز و سامان سے لیس بیڑا لیکر بحر انشین[1] مین بھی در آیا اور تمام یونانی نوآبادیون کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر کے جو مدد وہ چاہتے تھے انھین دی اور غیر اقوام کے ہمسایہ شاہ و شہریار پر ایتھنز کی سطوت کا سکہ بٹھا دیا کہ اس کا مضبوط بیڑا جہان چاہے پھونچ سکتا ہے اور ضرورت پڑے پر تمام سمندر پر اپنی حکومت قائم کرنے کی قابلیت رکھتا ہے ⁂ سنوفیون Sinopshians کو طم سی لوس جابر سے لڑنے مین مدد دینے کے لیے اس نے تیرہ ۱۳ جنگی جہاز دیے اور اس بحری دستے پر لماچس کو سردار بنا کے چھوڑ گیا۔ اور جب جابر مذکور اور اس کے طرفدار مقابلے سے بھاگ کھڑے ہوے تو فارقلیس نے چھ سو ایتھنزیون کے لیے اجازت لیلی کہ اس تعداد تک جو لوگ یہان سے چاہین سنوفے مین جا بسین اور وہان والون کے ساتھ طم سی لوس اور اسکے شرکا کے مکانات و اراضی پر قبضہ و تصرف کر لین ⁂

لیکن دیگر معاملات مین اس نے اپنے ہم وطنون کی پُر شتنت ترنگون کی مطلق تعمیل نہ کی

---

[1] Euxine Sea جسے اب بحر اسود یا بلیک سی کہتے ہین۔

* Acarnanian

اور جب اپنی بڑائی اور فتوحات کے بل پر وہ دوبارہ مصر کے معاملات مین دخل دینے پر مچلے یا شاہ ایران کے بحری مقبوضات سے چھیڑ کرنے پر اڑے تو فارقلیس نے ان کی خواہش کی پابندی مین اپنے عزم کو ہاتھ سے نہ دیا۔ ان مین سے بہتون کو صقلیہ ہضم کرنے کی ہوس تھی اور یہی منحوس اور تباہ کن جذبۂ حرص تھا جسے آگے چلکر القبادیش کے ساتھیون نے اپنی شر بیانیون سے بھڑکایا۔ اسی طرح بعض اہل ہوس قرطاجنہ Carthage اور ٹسکنی Tuscany لینے کے خواب دیکھتے تھے اور حقیقت مین اُس وقت اُن کی سلطنت اس قدر وسیع ہوگئی تھی اور ان کی خوش حالی کی یہ نوبت تھی کہ ان کی یہ بلند پروازیان بالکل ہی مہمل اور لایعنی بھی نتھین۔ مگر فارقلیس نے ممالک غیر پر قبضہ جمانے کی طمع سختی کے ساتھ دبائی اور بے شمار کام نکال نکال کے ان کے غیر محدود منصوبون مین بڑی بے دردی سے کاٹ چھانٹ [illegible] ساری قوت کو اُنھین مقبوضات کے استحکام پر مجتمع کیا جو وہ پہلے سے حاصل کر [illegible] کے نزدیک اگر وہ ایک لس ڈی مونیون کو قابو مین رکھنے پر قادر رہین تو سمجھو کہ بڑی کامیابی پائی اور جو کچھ پہلے سے حاصل کر چکے ہین وہی ان کے لیے کافی ہوا۔ اصل یہ ہے کہ لس ڈی مونیون کی مخالفت کا خطرہ اُسے ہمیشہ سے تھا۔ اور اس کا اظہار بھی اس نے بارہا کیا خصوصًا جب یونان مین خانہ جنگی (جنگ مقدس) شروع ہوئی اس وقت اُس کے افعال سے صاف مترشح ہو گیا کہ اسپارٹہ کی دشمنی کا اُسے کس درجہ وسواس تھا۔ چنانچہ لس ڈی مونیون نے فوج لیجا کے فوشیہ والون کے قبضے سے اپالو کا مندر چھین کر ڈیلفی والون کے حوالے کر دیا تو اُن کے ہٹتے ہی فارقلیس دوسری فوج لے کے وہان جا پہونچا اور ڈیلفی والون کے بجاے پھر اہل فوشیہ کو قایم کیا۔ اور جس طرح لس ڈی مونیون نے اہل ڈیلفی سے سند لے کر وہان کے برنجی بھیڑیے کی پیشانی پر کتبہ کرا دیا تھا کہ اپالو سے استھان (یا استخارہ کرنے) کا شرف اولیت اسپارٹہ کو حاصل ہے اسی طرح فارقلیس نے فوشیہ والون سے اُسی قسم کی سند ایتھنز کے لیے حاصل کر کے اسی برنجی مورت کے دہنے پہلو پر کندہ کرا دی۔

اس کی اس حکمت عملی کی، کہ ایتھنز کی کوششون کو خاص یونان ہی مین محدود و مرکوز رکھنا دانائی ہے، واقعات مابعد نے بہت جلد تصدیق کر دی۔ سب سے اول یوبیہ نے بغاوت کی اور جب وہان فوجین بھیجی گیئن تو یکایک خبر پہونچی کہ خود مگارا والے ان کے دشمن ہو گئے ہین۔ اور اسپارٹہ کی فوجین بھی شاہ پلس تونز Plistoanax کی سرداری مین اٹی کا (ایتھنز کا خاص فوجی علاقہ) کی سرحد تک بڑھ آئے ہین۔ یہ سنتے ہی فارقلیس یوبیہ سے لوٹا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے مگر دشمن کی کثرت تعداد اور مشہور جانبازی کی وجہ سے اس نے آتے ہی لڑائی شروع کر دینے کی جرات نہ کی۔ بلکہ یہ معلوم کر کے کہ پلس تونز بالکل نو عمر شخص ہے اور زیادہ تر کلین دریدس Cleandrides کے کہنے پر چلتا ہے (جسے [illegible] افوروں[1] نے ہی اس کا اتالیق اور مشیر بنا کے بھیجا تھا) فارقلیس نے خفیہ طور پر [illegible] کی دیانت آزمالی اور تھوڑے ہی دن کے بعد روپیہ دیکے اسے ملا لیا۔ اور پولیٹیکل [illegible] اٹی کا سے ہٹا لیجانے پر رضا مند کر لیا۔ جب اس خفیہ قرارداد کے بموجب ساری فوج واپس ہو گئی اور اپنے اپنے شہرون کو سپاہی چل دیے تو لس ڈی مونیون کو اس قدر غصہ آیا کہ انھون اپنے بادشاہ پر زر کثیر جرمانہ کیا جسے ادا نہ کر سکنے کے باعث اس غریب کو مجبورا وطن چھوڑنا پڑا۔ لیکن کلین دریدس چپکے سے پہلے ہی نکل گیا اور اپنی عدم موجودگی ہی مین سزائے موت کا مستوجب ٹھیرایا گیا۔ جالیپس جس نے صقلیہ مین ایتھنزیون کو مغلوب کیا تھا اسی شخص کا بیٹا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے لالچ کا مرض اس کو بھی اپنے باپ سے ورثے مین پہونچا تھا کیونکہ بعد مین اس کی خیانت اور تغلب بھی پکڑا گیا اور اسپارٹہ سے جلاوطنی کی سزا تجویز ہوئی۔ لیکن اس واقعے کی تفصیل ہم نے لای سنڈر Lysander کے حال مین بخوبی درج کر دی ہے۔

اس مہم کے مصارف کا جس وقت فارقلیس حساب دینے کھڑا ہوا تو اس نے دس ٹلینٹ وقتی ضرورتون کی مد مین شمار کیے اور لوگون نے اس کی شرح کرائے بغیر یہ رازجون کا تون رہنے دیا

---

[1] ایتھنز کے آرکنون کی طرح اسپارٹہ مین جو ہر سال حاکم یا مجسٹریٹ منتخب ہوتے تھے انکا نام افور Ephoroi تھا۔

اوراس سے رقم مذکور کا کوئی محاسبہ نہ کیا۔ اور بعض مورخون کا جن مین ثناوفراسطس فلسفی بھی شامل ہے بیان ہے کہ فی الواقع فارقلیس ہرسال دس ٹیلنٹ اسپارٹہ بھیجا کرتا تھا جو لڑائی ملتوی رکھنے کے صلے مین حاکمانِ وقت کو پیشکش کے بطور پہونچا دیے جاتے ۔ لیکن قیمت امن وامان کی نہ تھی بلکہ مہلت کی تھی، کہ وہ اطمینان سے آیندہ جنگ کی تیاریان اور کیل کانٹے سے اچھی طرح اپنی فوج کو لیس کرلے ۔

اس کے تھوڑی ہی مدت بعد فارقلیس باغیون کی سرکوبی پر متوجہ ہوا اور جزیرہ یوبیہ مین پانچ ہزار فوج اُتار کر وہان کی تمام بستیون کو تسخیر کرلیا۔ ان مین سب سے مالدار اور نامدار شل سیدی Chalcidian قوم کے لوگ تھے (ریپو بوٹ)، یعنی اسپ پرور" بھی انھین کو کہتے تھے) فارقلیس نے ان سب کو یوبیہ سے نکلوادیا اور وہان کے فلاحین سے [illegible] چھین کر اتھنز کے آبادکارون کے حوالے کردین ۔ یہ درشت اور عبرت ناک سلوک لیے اُن کے ساتھ روا رکھا کہ انھون نے ایک اٹیکائی جہاز کو گرفتار کرکے اس کے تمام [illegible]یون کو قتل کردیا تھا ۔

اس کے بعد اسپارٹہ سے تیس سالہ صلح کا معاہدہ کرکے اُس نے اجازت عام کے ساتھ ساموس پر فوج کشی کا حکم دیا اس بنیاد پر کہ جب انھین ملیشیہ والون سے لڑنے پر روکا گیا تو وہ باز نہ آئے تھے ۔ چونکہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کارروائیان جزیرہ ساموس کے خلاف محض اس اسپشیہ Aspasia کو خوش کرنے کے واسطے اُس نے کی تھین اس لیے مناسب ہے کہ ہم اس عورت کے حالات پر نظر ڈالین اور دیکھین کہ وہ کون سی قوت جذب اور کون ایسا کمال اس مین تھا کہ جس کی بدولت وہ بڑے بڑے مدبرین کو بآسانی اپنے پھندے مین پھانس لیتی تھی اور جس کی وجہ سے سب فلسفی اور حکما اس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور یہ ذکر کچھ اس کی برائی سے یا مذمت مین بھی نہین ہوتا، بلکہ تعریف کے ساتھ ۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ پیدایشاً ملیشی اور کسی اوکس Axiochus کی بیٹی ہے۔ اس کے

بڑے بڑے آدمیون پر اثر ڈالنے کے بارے مین کہتے ہین کہ یہ تھرغیلیہ کی رئیس تھی جو پرانے زمانے کی ڈیرہ دار رنڈی تھی اور حسن و دلبری کے ساتھ نہایت عقیل و لبیق بھی تھی اس کے بہت سے ذی وجاہت اور صاحبان اقتدار یونانی دل دادہ تھے جنھین اُس نے محض اپنی حسن سعی سے ایرانیون کا طرفدار بنالیا تھا اور اُنھین کے توسط سے کئی شہرون مین جتھے بندی کرادی تھی؛

اس بیشیہ پر فارقلیس کی شیفتگی، کہتے ہین، طوائف مذکور کی سیاسی قابلیت اور ہوش مندی کے سبب تھی۔۔ اور خود حکیم سقراطیس اپنے بعض دوستون سمیت اسکے ہان اکثر [illegible] سا۔ بلکہ جن کی زیادہ آمدرفت اس کے پاس تھی وہ اپنی گھر والیون تک کو اسکی [illegible] تھے؛ لیکن اس بیشیہ کا پیشہ کسی طرح مستحسن نہین کہا جاسکتا۔ کیونکہ [illegible] مروان رنڈیون کا اڈا تھا؛

اس کی نس Aeschines نے لکھا ہے کہ فارقلیس کی موت کے بعد اس بیشیہ کا تعلق ایک بداطوار اور کم ذات شخص لای سک لیس سے ہوگیا تھا جو مویشی کی تجارت کرتا تھا مگر محض طوائف مذکور کے رسوخ کی بدولت ایتھنز کا ایک بڑا آدمی گنا جانے لگا تھا؛ افلاطون کی کتاب منک سی نس menexenus مین اگرچہ اُس کا ذکر کسی قدر تمسخر کے پیرائے مین آیا ہے تاہم یہ امر تاریخی اور بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ اس بیشیہ کا گھر فن خطابت کی تعلیم کے لیے مشہور تھا۔ یعنی جو لوگ مقرر بننا چاہتے وہ اس کے ہان ازراہ استفادہ ضرور جاتے تھے؛

لیکن فارقلیس کا اس کی جانب رجحان غالباً جذبۂ محبت کا ظہور تھا؛ واضح رہے کہ فارقلیس کی شادی اپنے ہی گھرانے مین ہوئی تھی اور اُس کی بیوی پہلے ہفونی جس کی زوجہ تھی جس سے اس کے ایک بیٹا کیلاش المعروف بہ "دولتمند" Callias the Rich ہوا تھا نیز فارقلیس سے بھی اس کے دو لڑکے زن طپفس Zanthippus اور فرالوس Paralus نامی تھے؛ مگر بعد مین میان بیوی کی آپس مین نہ نبھی اور یکجا نہ رہ سکے تو فارقلیس نے اُسکی

حسب منشا اُس کو، دوسرے شخص سے بیاہ کر لینے کے لیے، چھوڑ دیا۔ اور خود اس پیشیہ کو رکھکر اسی کا ہوگیا اور عمر بھر اس کا سچا عاشق رہا۔ روزانہ جب وہ مجلس عوام مین آتا اور پھر وہان سے پلٹ کے واپس جاتا تو اس پیشیہ کو ضرور سلام کرتا اور بوسہ دیتا تھا ؛

ناٹکون مین اس پیشیہ کے عرفی نام اعقیل، دی نی را اور کہین کہین جو نو (خواہشات نفسانی کی دیوی) آئے ہین ؛ کراتی نس اس قدر بڑھا کہ صاف صاف اس کو بے سُوا کہتا ہے :-

"تاکہ دنیا دیکھ لے اوتار جونو مائی کا
شکم مادر سے برآمد ہوئی ہے وہ بے سُوا
جس کو چھو کے بھی نہ نکلی ہو کبھی شرم وحیا !"

معلوم ہوتا ہے کہ فارقلیس سے اس کا ایک بیٹا بھی تھا۔ یوفولیس اب [illegible] یہ فارقلیس سے اس کی خیر وعافیت کا استفسار کراتا ہے اور جواب مین مرونی دس سے کہوتا ہے کہ :

"ہمارا بیٹا؟ ہان وہ زندہ ہے — اور
اب تو بڑا ہو کے پورا آدمی بنے بھی اسے
مدت ہوئی —— پر اس مین شبہ نہین کہ
رنڈی (اس کی مان) نے اسے خراب کیا !"

کہتے ہین اس پیشیہ اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ کایردس نے جو ایران کی سلطنت کے لیے آرتازرکسیز سے لڑا تھا، اپنی سب سے زیادہ چاہیتی حرم کو جسے پہلے ملطو کہتے تھے اس پیشیہ کا نام (یا خطاب) دیا تھا۔ یہ عورت فوشین قوم کی تھی اور اس کے باپ کا نام ہرموتی مس تھا جب کایردس لڑائی مین مارا گیا تو ملطو آرتازرکسیز کے دربار مین آئی اور وہان بھی بڑا اثر پیدا کیا ؛

یہ باتین اس تحریر کے لکھتے وقت، میرے دھیان مین آگئین اور طبیعت کے خلاف تھا کہ انھین بے ذکر کیے مین چھوڑ دیتا ؛

فارقلیس پر سب سے سخت الزام یہی لگایا گیا تھا کہ اس نے ملیشیہ کی طرفداری اور محض اس سپشیہ کے کہنے سننے سے مجلس ملکی میں ساموس کے خلاف اشتہار جنگ کی تحریک کی ہے؛ کیونکہ یہ دونون ریاستین پرین کے قبضے کے لیے آپس مین لڑ رہی تھین اور ساموسیون نے اپنے حریفون کو دبا لینے کے بعد لڑائی روکنے اور ایتھنز کو حکم بنا کر باہمی فیصلہ کر لینے سے انکار کر دیا تھا؛ اب فارقلیس نے جنگی بیڑا تیار کر کے ساموس پر چڑھائی کی۔ وہان کی حکومت خواص کو اُلٹ دیا۔ اور شہر کے پچاس ذی وجاہت آدمیون کو اُن کے اتنے ہی بچّون سمیت بطور یرغمال پکڑ کر لمناس Lemnos بھجوا دیا۔ اگرچہ سنا ہے فی کس اُسے ایک ٹیلنٹ رہائی کے [illegible] ضے مین پیش کیا گیا تھا اور بہت سے تحفے تحایف اُن لوگون نے بھی دینے چاہے [illegible] ست کا قیام نہ پسند کرتے تھے۔ مزید برآن پشوتن Pisuthnes ایر[illegible] اے عجم کا نائب سالار تھا اور اہل ساموس سے کوئی خاص وجہ ہمدردی رکھتا تھا فارقلیس پاس دس ہزار اشرفیان، شہر کو معاف کر دینے کے واسطے علٰحدہ بھیجی تھین۔ مگر اس نے انمین سے کوئی شے بھی قبول نہ کی اور جو طریق عمل خود ساموسیون کے لیے مناسب سمجھا تھا اُسی پر عمل کیا اور وہان مشروطہ حکومت قائم کر کے ایتھنز لوٹ آیا؛

لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد انھون نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ پشوتن پہلے سے اُن کے یرغمال اُڑا لایا تھا اور اسی نے جنگی ساز و سامان بھی اُن کو مہیّا کر دیا؛ اس پر فارقلیس مکرر بیڑا لے کے پہونچا لیکن اس مرتبہ اُس نے انھین کاہل اور سست نہ پایا بلکہ دیکھا کہ وہ خود سمندری تفوق حاصل کرنے کے لیے قسمت آزمائی پر اڑے ہوئے ہین؛ لڑائی جزیرۂ ٹریگیا Tragia کے قریب شروع ہوئی اور تھوڑی دیر کی تیز و تند کشمکش کے بعد فارقلیس نے فتح کامل حاصل کی۔ اِس مین اُس نے اپنے چوالیس جہازون سے دشمن کے ستر جہازون کو بھگا دیا جنمین سے بیس سپاہیون سے معمور تھے؛

اس فتح اور تعاقب کے ساتھ ہی ساتھ اُس نے ساموس کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے شہر کو

بھی گھیر لیا مگر اس محاصرے کے باوجود شہر والے قلعہ بند ہو کے لڑتے رہے اور باہر نکل نکل کے
چھاپے مارنے کی ہمت بھی کر گذرتے تھے۔ لیکن جب ایتھنز سے ایک اور جنگی بیڑا پہلے سے زیادہ
بڑا آن پہونچا اور ساموسی ہر جانب سے ایک تنگ دائرے مین محصور کر لیے گئے تو فارقلیس
ساٹھ جہازون کو لیکر آگے سمندر مین بڑھ گیا۔ اس کی غرض کثیر مصنفین کے حسب روایت یہ تھی
کہ فونیقی جہازون کا جو ساموس کی مدد کو آرہے تھے، آگا روک لے اور جزیرۂ مذکور سے زیادہ
سے زیادہ فاصلے پر لڑائی ڈالے۔ لیکن ٹیسم برولس کا بیان ہے کہ وہ ان جہازون سے جزیرۂ
قبرس پر چڑھائی کرنے چلا تھا۔ سو یہ روایت کچھ زیادہ قرین قیاس نہین نظر آتی۔ بہر کیف اسکی
جو کچھ بھی غرض تھی، سخت یہ خطا نکلی۔ کیونکہ اس کے جاتے ہی عثاجانس Ithagenes
کے بیٹے مالی صوس [illegible] فلسفی نے جو اس وقت سپہ ... دشمن
کے کم ہو جانے کی وجہ سے یا حریف جرنیلون کی ناتجربہ کاری سے ... لوحملہ
کرنے پر آمادہ ابھارا۔ اور جب لڑائی مین ساموسیون کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور محاصرین کی معقول
تعداد قید کرنے کے علاوہ دشمن کے کئی جہاز بھی انھون نے بیکار کر دیے تو وہ سمندر کے مالک
ہو گئے اور اپنی بندرگاہ سے تمام سامان احتیاج جو پہلے ان پاس نہ تھا شہر مین لے آئے۔ ارسطو
کا بیان ہے کہ ایک بحری لڑائی مین اس سے پہلے بھی یہی مالی صوس، فارقلیس کو نیچا دکھا چکا تھا۔
اب ساموسیون نے پچھلی اہانتون کا ایتھنزی اسیرون سے بدلا اُتارا۔ اور انکی پیشانیون
پر اُلّو کی شکل گدوائی۔ کیونکہ ایتھنزی بھی ان کے قیدیون کے ماتھون پر سامونا کی تصویر بنوا چکے
تھے۔ سامونا ایک اندر سے بہت چوڑی کشتی ہوتی ہے جس کا سامنے کا رخ دھنسا دھنسا چپٹی
ناک والے کے مانند، بدنما معلوم ہوتا ہے۔ لیکن فراخی اور وسعت کے باعث اس مین سامان
بھی زیادہ آسکتا ہے اور چلتی بھی خوب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس قسم کی
کشتی پولی کرتس جابر کے حکم سے بنی اور ساموس ہی مین نظر آئی تھی۔
کہتے ہین ذیل کے مصرعے مین ارسطوفانس نے ساموسیون کے اسی نشان کی طرف

اشارہ کیا ہے :۔

"کیا کہنے ساموس والون کے، اے وہ تو لوگ ہین لکھے پڑھے!"

اپنی فوج کے انہزام کی خبر پہونچتے ہی فارقلیس بسرعت تمام مدد کے لیے لوٹا اور ملی صوس کو جو اس کے مقابلے پر آیا تھا شکست دیکر دشمن کو شہر مین بھگا دیا۔ اس کے بعد اُس نے ارادہ کیا کہ انھین ایک چار دیواری مین بالکل گھونٹ دے تاکہ اپنے ہموطنون کی جان جوکھون مین ڈالنے کے بجاے زیادہ وقت اور روپیہ صرف کرکے شہر مسخر کر سکے مگر ایتھنز یون کو قابو مین رکھنا بھی محال تھا۔ وہ اس تاخیر سے بہت جز بز ہو رہے تھے اور مرنے مارنے پر کمربستہ تھے پس فارقلیس [illegible] ج کو آٹھ حصون مین تقسیم کیا اور مٹر کے بیجون سے قرعہ اندازی کی کہ جس [illegible] اس دن وہ حصہ تو آرام لے اور ڈیرون مین بیٹھا کھائے پیے باقی سات [illegible] رہین" اور سنا ہے یہی وجہ ہے کہ اب تک جب لوگ خوش ہوتے ہین تو اپنے روز عیش کو سفید دن کے نام سے تعبیر کرتے ہین " یہ استعارہ اسی سفید مٹر کے دانے سے ان مین رائج ہوا ہے"

افورس Ephorus مورخ راوی ہے کہ اس محاصرے مین فارقلیس نے گولہ اندازی کی کلین بھی استعمال کرائی تھین ۔ وہ اس تعجب انگیز ایجاد کا بہت دلدادہ تھا اور اس نے انھین خاص طور پر ارتمن انجنیر سے تیار کرایا تھا۔ اور یہ شخص لنگڑا ہونے کی وجہ سے ڈولی مین بیٹھکر آیا کرتا تھا۔ تاکہ اپنی موجودگی اور نگرانی مین کلون کی تکمیل کرائے۔ اور اسی کے باعث اس کا عرف پےری فورتس Periphoretus پڑگیا تھا۔"

مگر ہر اکلید یون ٹیکس Heraclides Ponticus نے اس بیان کو انک ریّن شاعر کی نظمون سے غلط ثابت کیا ہے جن مین ساموس کی لڑائی وغیرہ ان تمام واقعات سے کئی نسل پہلے اس ارتمن پیری فورتس کا ذکر آیا ہے کہ وہ ایک آرام طلب اور اس طرح کا شیشہ باشہ آدمی تھا کہ حوادث کے خوف سے قدم گھر کے باہر نہ نکالتا تھا اور اندر بھی دو نوکر پیتل کی ڈھال اس کے سر پہ

لیے کھڑے رہتے تھے کہ کہیں اوپر سے کوئی شے نہ آن پڑے۔ یہ شخص اگر باہر جانے پر کبھی
بالکل ہی مجبور ہو جاتا تو آپ کے برآمد ہونے کی یہ قطع ہوتی کہ ایک چھوٹے سے بچھونے میں نوکر
ڈنڈا ڈولی کر کے لے چلتے تاکہ زمین سے بالکل ملوان ملوان سواری جا سکے ـــــ اور اسی
باعث اس کا نام بیری فورِتس پڑ گیا تھا۔

نوین مہینے جب ساموسیون نے ہتیار ڈالدیے اور شہر حوالے کر دیا تو فارقلیس نے انکی
فصیل زمین کے برابر کرادی اور سارے جہاز چھین کر رقم کثیر کا تاوان اُن کے ذمّے ڈالا۔
جس مین سے ایک حصّہ تو انھون نے اسی وقت ادا کر دیا اور باقی کو تھوڑے عرصے بعد دینے
کا وعدہ کیا۔ اس کی کفالت مین انھون نے اپنے آدمی اُول مین دیے۔ دورِس [illegible]
ساموسی نے ان واقعات کو غم انجام ناٹک کی صورت مین لکھا ہے اور اس [illegible] اور
اتھنزیون کے بہت سے مظالم کا بیان غالباً مبالغے کے ساتھ کیا ہے کیونکہ ان [illegible] ڈیڈیش
نے کیا ہے نہ افورس نے نہ ارسطو نے۔ مثلاً وہ بتاتا ہے کہ فارقلیس نے کس کس طرح جہازی
سپاہیون اور کپتانون پر ظلم توڑے اور کس طرح شہر ملطہ تک انھین جہاز پر دس روز کامل بندھوائے
ہوئے لایا اور وہان عین چوک مین جبکہ یہ لوگ پہلے ہی اَدھ مُوئے ہو چکے تھے اُس نے حکم دیا کہ
مُونڈے مار مار کر ان کا مغز پاش پاش کر دیا جائے اور ان کی لاشون کو بے کفن دفن گلی کوچون
اور کھیتون مین پھکوا دیا جائے۔

لیکن دورِس، جن افسانون مین اس کے ذاتی تعصبات کو دخل نہین ہوتا انمین بھی صداقت
کا ہمیشہ پابند نہین ہے اور اپنے ملکی مصائب پر لکھتے وقت تو گمان غالب ہے کہ اتھنزیون کی
مذمت مین اس نے غلو کیا ہو۔

ادھر فارقلیس جب ساموس کی تسخیر کے بعد وطن کو لوٹا تو سب سے اوّل اُس نے مقتولین
جنگ کی عزت آبرو کے ساتھ تجہیز تکفین کا بندوبست کیا اور اس موقع پر حسب دستور ایک ماتمی خطبہ
کہا جس پر اس کی بہت تعریفین ہوئین۔ اور خطبے گاہ سے نیچے اُترا تو عورتون کی ایک جماعت

اس کے پاس آئی اور اس کو اس پر اثر تقریر پر آفرین کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر اس طرح ہار اور جواہرات اس کے گلے مین ڈالے جس طرح کھیلون مین جیتنے والون کے ڈالے جاتے ہین، مگر الفی لنس آگے بڑھ کے کہنے لگی "فارقلیس! بس تمھارے یہی کارنامے ہین جن کی وجہ سے تم پھولون کے تاج کے مستحق ہوے۔ گو تمھاری بدولت ہمارے بے شمار اہل وطن تلف ہوے اور وہ بھی فنیشیہ یا ایران والون کے مقابلے مین اس طرح نہین جس طرح میرے بھائی سائمن نے کٹائے تھے بلکہ محض ایک حلیف اور ہم قوم شہر کے استیصال کے لیے!" یہ طعنہ سن کے وہ مسکرانے لگا اور شاید اس کے جواب مین صرف ایک مصرعہ پڑھا (جس کا مطلب اردو مین اس مثل سے بالکل مماثل ہے) کہ "بوڑھے منہ مہاسے۔ بڑھیا چلی تماشے"

[illegible] ہتا ہے کہ ساموسیون کی تسخیر پر فارقلیس کو بڑا ناز تھا اور وہ اس کارنامے کو [illegible] تھا کہ اغامینن[1] کو ایک غیر مہذب شہر کی فتح مین دس سال کا عرصہ لگا تھا حالانکہ اس نے صرف نو مہینے مین آئی اونیہ کا سب سے قوی اور بڑا شہر مغلوب کر لیا۔ اور اگر طوسی دیدش کا کہنا صحیح ہے کہ ساموسی قوت اس درجے بڑھ گئی تھی کہ اسکے ایتھنز کو نیچا دکھانے مین اور ساری بحری مقبوضات پر خود متصرف ہو جانے مین تھوڑی ہی کسر باقی رہ گئی تھی، تو بے شبہ فارقلیس کی نازش نازیبا نہین کہی جا سکتی۔

اس قضیے کے ختم ہوتے ہی جنگ پونیشیہ پورے زور کے ساتھ چھڑ گئی۔ اور کورنتھ والون نے کرکایرہ Corcyra پر حملہ کیا تو اس نے لوگون کو صلاح دی کہ آخر الذکر شہر کو مدد دین اور چونکہ پونیشیہ والون سے لڑائی چھڑنے مین کوئی شبہ باقی نہین رہا ہے اس لیے وہان کے ایک جزیرے پر قبضہ کر لین جو بحری لڑائی مین نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔ لوگون نے اس رائے کو اور مدد بھیجنے کی تحریک کو بخوشی منظور کر لیا تب فارقلیس نے سائمن کے بیٹے لس ڈی مونیس Lacedaemoneus کو ذلیل کرنے کے واسطے صرف دس جہاز

---

[1] Agamemnon ٹرائے کا فاتح جسے ہومر نے اپنی نظمون سے حیات جاودانی بخشی ہے۔ م

دیکر اس مہم پر روانہ کیا - بات یہ ہے کہ سائمن کے خاندان اور اہل اسپارٹہ مین ابھی تک دوستانہ روابط قائم تھے لہذا اس خیال سے کہ اگر لس ڈی مونیس ان کے خلاف کوئی کارنمایان نہ کرسکا تو اس پر شبہات اور اسپارٹہ کی دوستداری کا الزام لگانے مین زیادہ آسانی ہوگی ، اس نے یہ قلیل تعداد جہازون کی اسے دی اور مرضی کے خلاف زبردستی بھیجا - اس مین شک نہین کہ اسے سائمن کے بیٹون سے کچھ کد ضرور تھی - ملکی کاروبار مین ان کے زیادہ عروج پا جانے مین وہ سدراہ ہوتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ خود ان کے نامون سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ ایتھنز کے نہین ، جا ہتے ہین کہ یہان کے کہلائین چنانچہ ایک تو لس ڈی مونیس ہے دوسرا تھسلی کے نام پر تھسالوس Thessalus ہے تیسرا الیوس Eleus ہے ۔ ان کے علاوہ ان کی مان بھی ارکیڈیا کی عورت سمجھی جاتی تھی ۔ مگر جب ۔۔۔ ہون کی وجہ سے برائیان ہونے لگین کہ اس مختصر جمعیت سے مدد کا جو مقصد ۔۔۔ نہین البتہ کہنے والون کو ایتھنز کی زیادتی جتانے کا موقع ضرور مل جائیگا ، تب فارقلیس نے ایک بڑی فوج کرکایرہ بھیجی مگر یہ اس وقت پہونچی کہ لڑائی ختم ہوچکی تھی ، اب کورنتھ والون نے جو اس حرکت پر سخت پیچ و تاب کھا رہے تھے اسپارٹہ مین علانیہ ایتھنز کی شکایتین کرنی شروع کین اس وقت مگارا والے بھی ان کے ہم آہنگ ہوگئے کہ ہمین تمام حقوق امن اور معاہدون کے خلاف جن کے سب یونانی متفقہ قول و قسم کے ساتھ پابند ہین ، کسی منڈی یا لنگر گاہ مین جہان ایتھنز کی حکومت ہے ، گھسنا نہین ملتا بلکہ نکال دیے جاتے ہین ۔

ایجنٹا والون Aeginaians نے بھی اس موقع پر ایتھنز کی بدسلوکی اور ناگوار زیادتیون کا دکھڑا رویا اور اگرچہ علانیہ کہنے کی جراءت نہ کرسکے تاہم خفیہ طور پر لس ڈی مونیون کے پاس التجا لائے کہ ہمین اس ظلم سے مخلصی دلاؤ ۔

اسی اثنا مین قصبہ پوٹی ڈیہ Potidaea نے جو پہلے کورنتھ کی نوآبادی اور اب ایتھنز کے مقبوضات مین شامل تھا ، بغاوت کی اور اس کا باضابطہ محاصرہ شروع ہوگیا

اور یہ جنگ کو تیزی سے قریب لانے کا ایک سبب تازہ ہوگیا ؛
باوجود ان سب باتون کے بھی لڑائی کا رُک جانا ممکن تھا - ایتھنزلون اور شاہ اسپارٹہ
ارش داموس کے پاس جو سفارتین اس غرض سے آئی تھین کہ وجہی شکایتون کا انسداد
باہمی رضامندی سے کرلیا جاے، وہ یقینا کامیاب ہوجاتین اگر ایتھنز اہل مگارا سے صلح
صفائی پر اور معاندانہ طرزِ عمل چھوڑ دینے پر آمادہ ہوجاتا ؛ مگر یہی دقت تھی جو حل نہ ہوئی اور
چونکہ فارقلیس ہی وہ شخص تھا جو مگاریون کی دشمنی پر اڑا رہا اور لوگون کو ان کے خلاف طیش
دلاتا رہا اس لیے لڑائی کا اصلی سبب وہی سمجھا جاتا تھا ؛
کہتے ہین کہ اسی صلح کی غرض سے اہل اسپارٹہ نے ایلچی بھی ایتھنز کو بھیجے تھے اور یہ لوگ
... قلیس لوگون کو یہ قانون منظور کرنے پر آمادہ کر رہا تھا کہ جن تختون پر
... ہین ان کا ہٹا دینا یا اپنی جگہ سے اُتروا لینا خلاف قانون متصور
ہوے۔ یہ سن کر ایلچیون مین سے ایک شخص پولی الجبس نے کہا صحیح ہے انھین اپنی جگہ سے نہ
اُتارو مگر اُلٹ تو دو ! میرا گمان ہے کہ یہ فعل قانوناً ممنوع نہین ؛ اور اگرچہ اس موزون پیرایے
مین اس نے ایتھنز کو لڑائی سے روکنا چاہا تھا مگر فارقلیس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ مگارا
کی دشمنی پر اسی طرح اڑا رہا - ممکن ہے اس کی وجہ کوئی ذاتی کاوش ہو لیکن علی الاعلان جو کچھ
کارروائی اُس نے کی وہ کسی طرح ناواجب نہ تھی - اس نے مگارا والون پر الزام لگایا کہ انھون نے
اپنی سرحد سے آگے وقف شدہ زمین پر ناجائز تصرف کرلیا ہے اور تحریک کی کہ اس کی بازپرس
کے لیے ان کے پاس ایک نقیب بھیجا جاے جو مگارا سے ہوتا ہوا لس ڈی مونیون کے ہان
جاے ؛ ظاہر ہے کہ یہ طریق عمل بالکل انصافانہ اور دوستانہ تھا - مگر جب یہ نقیب مسمّی
ان تھمو کری ٹس جو مگارا بھیجا گیا تھا مر گیا اور لوگون کو یہ شبہ ہوا کہ مگاریون نے اس کا کام تمام
کرا دیا ہے اُس وقت شاری نوس Charinus نے ان کے خلاف تحریک پیش کی کہ
اب سے دونون سلطنتون مین ایک عداوت دائمی قائم ہوجانی چاہیے اور جو کوئی مگاری اٹیکا

کی سرحد مین قدم رکھے اُسے سزائے قتل دیجائے اور تمام سپہ سالار معمولی حلف اُٹھانے کے علاوہ قسم کھائین کہ وہ سال مین دو مرتبہ مگارا کے علاقے مین تاخت کرینگے! نیز ان عثمو کو تھریسی دروازے کے پاس دفن کیا جائے جواب ڈفلن Dipylon یا دوہرا دروازہ کہلاتا ہے"

اُدھر مگاری ان عثمو کے قتل سے قطعی انکاری تھے۔ وہ سارا الزام فارقلیس اور اسپیشیہ کے سر دھرتے تھے اور اس کی وجہ عداوت کی صراحت مین اکرنی آنز کی یہ مشہور بیتین سند لاتے :—

"ہمارے چند مست چھوکرے مگارا کو دوڑ گئے
اور وہان سے ان کی رنڈی سمیتا کو اُڑا لائے
اس کارروائی کا مگاریون نے یہ دندان
کہ اسپیشیہ کے گھر آکے دو (نوچیون) کو اُڑا"

اس جھگڑے کا اصلی سبب معلوم کرنا آسان نہین۔ البتہ یہ الزام سب فارقلیس کو دیتے ہین کہ اسی نے ستاری نوکس کی سخت تحریک منظور کر لینے پر لوگون کو اُبھارا۔ صلح کی سفارتون کو جواب صاف دینے کی وجہ بعض تو یہ بیان کرتے ہین کہ فارقلیس نے اسے ایتھنز کی عزت کے منافی سمجھا کہ ایلچیون کے مطالبات تسلیم کرلے اور کوئی ایسا موقع حریفون کو دیدے جسے وہ ایتھنز کی کمزوری کا اظہار سمجھین۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس انکار کا سبب صرف اس کی نخوت تھی۔ وہ جھگڑا مول لے کے اپنی قوت دکھانی چاہتا تھا لہذا لس ڈی مونیون کی تحقیر کا یہ موقع اس نے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

مگر ان سب مین بدترین سبب کاوش، جس کی گواہیان بہت زیادہ ہین، حسب ذیل ہے:۔ منروا کا مجسمہ تیار کرنے کا کام جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، فی دیاس بت ساز کو دیا گیا تھا۔ یہ شخص فارقلیس کا بہت عزیز دوست تھا اور کسی وجہ سے بہتون کا محسود تھا جو عداوت اور حسد سے طرح طرح کے اتہام لگا کے اسے بدنام کرتے تھے۔ انھین حاسدون نے ایک مرتبہ

فی دیاس کے شریک کار، منن کو گانٹھ کر اس سے علانیہ عرضی دلوا دی کہ مین نے فی دیاس کا غبن اور سرکاری مال مین تصرف بیجا پکڑا ہے۔ اس شرارت سے دشمنون کا مطلب یہ جانچنا تھا کہ اگر کسی موقع پر خود فارقلیس پر نالش کی جائے تو عوام الناس اس کو کس نظر سے دیکھیں گے بہرحال جب منن بازار مین حسب دستور آکے فریادی ہوا اور لوگون نے اُسے جو کچھ کہنا تھا کہنے کی اجازت دی اور مقدمہ باضابطہ مجلس ملکی مین چلایا گیا تو کوئی چوری یا خیانت ملزم پر ثابت نہ ہو سکی۔ دراصل فارقلیس کی صلاح کے بموجب جب فی دیاس نے ابتدا سے جو سونا مورت پر منڈھا یا استعمال کیا تھا اس مین یہ احتیاط کی تھی کہ جب ضرورت ہو اس کو بجنسہ اُتار کر تولا جا سکے۔ لیکن اب دعو... ہونے پر فارقلیس نے مخالفین کو اجازت نہ دی کہ اس کو اُتروا کے وزن کر لیں ... نہین کہ وہ ساری مخالفت محض حسد سے تھی۔ خصوصاً اس کی صناعیون مین ... جس تتے کا جلایا تھا وہ ایک بے نظیر تصویر تھی جس مین (امی زان) جنگی عورتین دیوی کی ڈھال کے واسطے لڑتی دکھائی گئی تھین اور اس مین فی دیاس نے اپنی شبیہ بھی اُتار دی تھی اس طور پر کہ ایک پتھر ہاتھون مین اُٹھائے وہ ایک صاف چندیا کا بڈھا معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی مین فارقلیس کی بہت نفیس تصویر ایک عورت سے لڑتی ہوئی بنائی تھی اس کا ہاتھ جس مین بھالا تھا چہرے کے آگے اس خوبی سے دکھایا تھا کہ کچھ حصہ شبیہ کا چھپ ... اور باقی صاف بھی نظر آ رہے تھے۔

... بعد فی دیاس قید خانے مین ڈالدیا گیا اور وہین بیمار ہو کے مر گیا۔ بعضون کا بیان ہے کہ اسے فارقلیس کے دشمنون نے زہر دیدیا تھا تاکہ لوگون کو اس پر شبہات کا موقع ملے۔ منن مخبر کو گلی کن Glycon کی تحریک پر تمام سرکاری محصول و رسوم سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور جرنیلون کو ہدایت کر دی گئی کہ اس کی جان مال کی حفاظت کرین۔ اسی زمانے مین اس پشیہ بھی فسق کے جرم مین پکڑی گئی، ہرمفس اسکا بانی مبانی تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپا تھا کہ وہ فارقلیس کے لیے شریفون کی بہو بیٹیان اپنے گھر مین بُلا بُلا کے رکھتی ہے۔

ساتھ ہی دیوپیتیس Diopeithes نے تجویز پیش کی کہ ان لوگوں پر جو مذہب سے
بے پروائی کرتے ہیں یا آسمانی باتوں کے متعلق نئے نئے مسئلے سکھاتے ہیں، علانیہ مقدمہ چلایا
جائے۔ اس ترکیب سے انکساغورث کے ساتھ وہ فارقلیس کو بھی لپیٹنا چاہتا تھا۔

آخر ان الزامات اور پے درپے شکایتوں کا لوگوں پر اثر ہوئے بغیر نہ رہا اور
دری کن طیدس Dracontides نے تحریک کی کہ فارقلیس سے تمام اخراجات کا محاسبہ
کیا جائے اور جج اکروپولس کی قربان گاہ پر بیٹھکر ان حسابات کا بھی امتحان کریں اور شہر کا بھی
اس عرصے میں انتظام رکھیں، لیکن اس آخری حصے کو ہگنن Hagnon نے حذف کرادیا
اور تحریک کی کہ یہ الزامات خواہ انھیں چوری کہا جائے یا رشوت ستانی یا تغلب پندرہ سو آدمی
کی جوری (پنچایت) کے سامنے طے ہونے چاہییں۔

اس کیتس کہتا ہے کہ اس شبیہ کو بچانے کے واسطے ف [illegible] پھیر لیا
اور ایک ایک جوری کے رکن پاس بذات خود التجا کرنے گیا، لیکن انکساغورث کو اس خوف
سے کہ خدا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک ہو، اس نے شہر کے باہر بھجوا دیا، وہ سمجھ گیا کہ فی دیاس
کے معاملے میں اس نے غلطی کھائی اور لوگوں کو اپنے سے بدظن کردیا پس اب اس ڈر سے کہ خود
اس پر مقدمہ نہ دائر کر دیا جائے اس نے پونیشی جنگ کو بھڑکانا شروع کیا اور وہ چنگاریاں جو ایک
مدت سے سلگ رہی تھیں اور اندر ہی اندر دھواں دے رہی تھیں اس کی پھونکوں سے [illegible] کر فروزاں
ہوگئیں مطلب یہ تھا کہ شہر جو تمام خطرات اور مہمات میں اس کی ذات خاص پر [illegible]
اس کے اقتدار شخصی نفوذ کی وجہ سے ہمیشہ اس کا سہارا تکتا تھا لڑائی کے طوفان میں تمام سوال
والزام بھول جائے اور اس ہنگامے میں لوگوں کے تمام حاسدانہ گلے شکوے بھی دب جائیں۔ بعض لوگ
کہتے ہیں یہ اسباب تھے جنھوں نے اسے مجبور کردیا کہ اتھنزیوں سے اہل اسپارٹہ کی تجاویز رد
کرادے۔ مگر اس قول کی صداقت متحقق نہیں ہے +

اُدھر طوسی دیدیس کی حسب روایت لس ڈی سونیون نے اس وثوق پر کہ اگر وہ نکالدیا گیا

تو ایتھنز یون سے من مانی شرطین کرالین گے۔ ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ فارقلیس کو ننھیال کی طرف سے جو داغ گنہگاری ورثہ ملا ہے وہ اس "دھبے" کو دھودین - (یعنی اُسے نکال باہر کرین)؛ لیکن اس کا اثر بالکل توقع کے خلاف پڑا یعنی فارقلیس کو مشتبہ یا موجب نفرت بنانے کے بجاے ان کے پیغام نے اُلٹا اس کی عزت کو بڑھا دیا - اور یہ سمجھکر کہ دشمنون کی نظر مین سب سے زیادہ کھٹکتا ہوا خار وہی ہے لوگ اس کی اور زیادہ وقعت کرنے لگے - اسی طرح ارشی داموس کے اٹی کا پر حملہ آور ہونے سے قبل اس نے اپنے ہم وطنون سے کہدیا تھا کہ اگر شاہ مذکور نے اپنی تاخت و تاراج مین میری املاک اور جائداد کو چھوڑ دیا اور خواہ کسی درستی یا باہمی میل ملا[illegible] وجہ سے یا اشتباہ پیدا کرنے کی غرض سے اس نے میری جاگیر کو نقصان پہونچانے [illegible] تمام زمین اور اس پر جو عمارتین وغیرہ ہین جمہور کے واسطے وقف کردونگا؛

[illegible] لسی ڈی مونیون نے اپنے حلیفون سمیت ایتھنزی علاقے پر چڑھائی کی اور شاہ ارشی داموس کی ماتحتی مین ایک لشکر کثیر لوٹتا کھسوٹتا اکارنی تک بڑھ آیا۔ یہان انھون نے خیمے ڈالدیے اور ایتھنز یون کے میدان مین نکلنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ ان کے نزدیک یقینی تھا کہ اتنے قریب آجانے پر ایتھنز والے کبھی ان کا قیام گوارا نہ کرین گے اور اپنی عزت اور اپنے ملک کے واسطے مجبوراً لڑنے نکلین گے - مگر فارقلیس ساٹھ ہزار پونیشی اور بیوشی سپاہیون سے [illegible] سخت مخدوش فعل جانتا تھا اور اس مین اُسے خود ایتھنز کے ہاتھ سے جاتے رہنے [illegible]تا تھا - پس اس نے جنگ کے آرزومندون کو جنھین صورت حالات بے چین کیے دیتی تھی، میٹھی میٹھی باتین کہکے تھپکا اور کہنے لگا کہ دیکھو تو درخت کاٹ چھانٹ دیے جاتے ہین تو تھوڑے عرصے مین پھر پھوٹ آتے ہین مگر انسان ایک دفعہ تلف ہوگیا تو اس کا معاوضہ ہونا آسان نہین ۔ فارقلیس نے مجلس ملکی کا انعقاد بھی اس زمانے مین اسی ڈر سے نہ کیا کہ کہین لوگ اُسے خلاف منشا کام کرنے پر مجبور نہ کردین - بلکہ ایک ہوشیار بیوپاری یا جہازران کی طرح جو سمندر مین تلاطم اور طوفان کی آمد آمد دیکھتے ہی پہلے اپنے انتظام کو دیکھتا ہے کہ ہر شے درست اور

مضبوط بھی ہے یا نہین اور پھر محض اپنی راے پر جہاز کی سلامتی کی تدبیرین کرتا ہے اور خوف زدہ یا سمندری بیمار مسافرون کی گریہ وزاری کی مطلق پروا نہین کرتا، اُس نے سب سے اوّل شہر کا بندوبست کیا - دروازے بند کرا کے تمام ضروری موقعون پر پہرہ چوکی قائم کر دیا اور سارے کام محض اپنی قوت فیصلہ اور عقل کی مدد سے انجام دیے - اگرچہ دوستون نے بہ منت کہا اور دشمنون نے فضیحت کرنے کی دھمکیان دین اور بہت سے ہزل نویسون نے ہجوین لکھ لکھ کر اس کی نامردی کے گیت بنائے اور دشمن کے ہاتھ مین اس طرح علاقہ رہنے دینے پر سخت اہانت آمیز اشعار لوگ گلی کوچون مین پڑھتے پھرتے تھے لیکن اس نے ان ناراضگیون اور مذمتون پر ذرا بھی خیال نہ کیا؛ اس کے حریف کلیان Cleon نے بھی لوگون کی ناراضگی [illegible] فائدہ اُٹھایا اور جیسا کہ ہرمفس کی نظم سے ظاہر ہوتا ہے، اس کی رسوائی کو اپنے حر[illegible] ہرمفس کہتا ہے :-

"باتون ہی باتون سے اے سایتر[1] شاہ کام کب تک لوگے تیغ و تیر کا ؟
"پر شکوہ بین ہم نے مانا وہ، مگر روح تیلس[2] کی ہے اینین مستتر
"باوجود اس ساری بے پروائی کے دانت، ہم نے تم کو دیکھا، پیستے
"ہر دفعہ — جب تازہ چھوائی ہوئی دھار چھوئی خنجر کلیان کی!"

لیکن فارقلیس نے ان حملون کا خیال نہ کیا بلکہ خموشی اور صبر کے ساتھ ا[illegible] آمیز برتاؤ کو برداشت کرتا رہا اور سو جہازون کا بیڑا اینا کے پونیشیہ پر بھیجا - وہ اس مہم [illegible] گیا تاکہ گھر کا انتظام رکھے اور جب تک پونیشی فوجین ڈیرے ڈنڈے اٹھا کے واپس نہ ہو جائین ایتھنز کے لوگون کو بے قابو نہ ہونے دے ۔ اس کے علاوہ لڑائی کا اثر جن پر زیادہ پڑا تھا انھین

---

[1] Satyr ایک یونانی دیوتا کا نام ہے جس کا آدھا جسم آدمی کا ہے آدھا بکرے کا اور جو اپنی خواہشات نفسانی کی زیادتی مین مشہور ہے — م -

[2] Teleas یہ غالباً کسی بھگوڑے اور ڈرپوک آدمی یا اوتار کا نام ہے — م -

تو ایتھنز یون سے من مانی شرطین کرالین گے۔ ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ فارقلیس کو ننھیال کی طرف سے جو داغ گنہگاری ورثہ ملا ہے وہ اس "دو دھبے" کو دھو دین۔ (یعنی اُسے نکال باہر کرین)۔ لیکن اس کا اثر بالکل توقع کے خلاف پڑا یعنی فارقلیس کو مشتبہ یا موجب نفرت بنانے کے بجاے ان کے پیغام نے اُلٹا اس کی عزت کو بڑھا دیا۔ اور یہ سمجھکر کہ دشمنون کی نظر مین سب سے زیادہ کھٹکتا ہوا خار وہی ہے لوگ اس کی اور زیادہ وقعت کرنے لگے۔ اسی طرح ارشی داموس کے اٹی کا پر حملہ آور ہونے سے قبل اس نے اپنے ہم وطنون سے کہدیا تھا کہ اگر شاہ مذکور نے اپنی تاخت و تاراج مین میری املاک اور جائداد کو چھوڑ دیا اور خواہ کسی دوستی یا باہمی میل ملاپ کی وجہ سے یا اشتباہ پیدا کرنے کی غرض سے اُس نے میری جاگیر کو نقصان پہونچانے [illegible] تمام زمین اور اس پر جو عمارتین وغیرہ ہین جمہور کے واسطے وقف کر دونگا۔

[illegible] موتیون نے اپنے حلیفون سمیت ایتھنز کے علاقے پر چڑھائی کی اور شاہ ارشی داموس کی ماتحتی مین ایک لشکر کثیر لوٹتا کھسوٹتا اکارنی تک بڑھ آیا۔ یہان انھون نے خیمے ڈالدیے اور ایتھنز یون کے میدان مین نکلنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ ان کے نزدیک یقینی تھا کہ اتنے قریب آجانے پر ایتھنز والے کبھی ان کا قیام گوارا نہ کرین گے اور اپنی عزت اور اپنے ملک کے واسطے مجبورًا لڑنے نکلین گے۔ مگر فارقلیس ساٹھ ہزار پونیشی اور بیوشی سپاہیون کے [illegible] سخت مخدوش فعل جانتا تھا اور اس مین اُسے خود ایتھنز کے ہاتھ سے جاتے رہنے [illegible] تھا۔ پس اس نے جنگ کے آرزومندون کو جنھین صورت حالات بے چین کیے دیتی تھی، میٹھی میٹھی باتین کہہ کے تھپکا اور کہنے لگا کہ دیکھو درخت کاٹ چھانٹ دیے جاتے ہین تو تھوڑے عرصے مین پھر پھوٹ آتے ہین مگر انسان ایک دفعہ تلف ہوگیا تو اس کا معاوضہ ہونا آسان نہین ہے۔ فارقلیس نے مجلس ملکی کا انعقاد بھی اس زمانے مین اسی ڈر سے نہ کیا کہ کہین لوگ اسے خلاف منشا کام کرنے پر مجبور نہ کردین۔ بلکہ ایک ہشیار ملاح یا جہازران کی طرح جو سمندر مین تلاطم اور طوفان کی آمد آمد دیکھتے ہی پہلے اپنے انتظام کو دیکھتا ہے کہ ہر شے درست اور

مضبوط بھی ہے یا نہین اور پھر محض اپنی رائے پر جہاز کی سلامتی کی تدبیرین کرتا ہے اور خوف زدہ یا سمندری بیمار مسافرون کی گریہ وزاری کی مطلق پروا نہین کرتا، اس نے سب سے اول شہر کا بندوبست کیا۔ دروازے بند کرا کے تمام ضروری موقعون پر پہرہ چوکی قائم کر دیا اور سارے کام محض اپنی قوت فیصلہ اور عقل کی مدد سے انجام دیے۔ اگرچہ دوستون نے بہت منت کہا اور دشمنون نے تفضیحت کرنے کی دھمکیان دین اور بہت سے ہزل نویسون نے ہجوین لکھ لکھ کر اس کی نامردی کے گیت بنائے اور دشمن کے ہاتھ مین اس طرح علاقہ رہنے دینے پر سخت اہانت آمیز اشعار لوگ گلی کوچون مین پڑھتے پھرتے تھے لیکن اس نے ان نارضگیون اور مذمتون پر ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اس کے حریف کلیان Cleon نے بھی لوگون کی نارض[illegible] فائدہ اٹھایا اور جیسا کہ ہرمفس کی نظم سے ظاہر ہوتا ہے، اس کی رسوائی کو اپنے حر[illegible]

ہرمفس کہتا ہے :—

"باتون ہی باتون سے اے ساٹیر[1] شاہ کام کب تک لوگے تیغ و تیر کا ؟
"پر شکوہ ہین ہم نے مانا وہ، مگر روح تیلس[2] کی ہے ان مین مستتر
"باوجود اس ساری بے پروائی کے تو دانت، ہم نے تم کو دیکھا، پیستے
"ہر دفعہ — جب تازہ چڑھائی ہوئی تو دھار چھوئی خنجر کلیان کی!"

لیکن فارقلیس نے ان حملون کا خیال نہ کیا بلکہ خموشی اور صبر کے ساتھ [illegible] آمیز برتاؤ کو برداشت کرتا رہا اور سو جہازون کا بیڑا لے کے پونشیہ پر بھیجا۔ وہ اس مہم [illegible] گیا تاکہ گھر کا انتظام رکھے اور جب تک پونیشی فوجین ڈیرے ڈنڈے اٹھا کے واپس نہ ہو جائین اتھینز کے لوگون کو بے قابو نہ ہونے دے۔ اس کے علاوہ لڑائی کا اثر جن پر زیادہ پڑا تھا انھین

---

[1] Satyr ایک یونانی دیوتا کا نام ہے جس کا آدھا جسم آدمی کا ہے آدھا بکرے کا اور جو اپنی خواہشات نفسانی کی زیادتی مین مشہور ہے — م۔

[2] Teleo یہ غالباً کسی بھگوڑے اور ڈرپوک آدمی یا اوتار کا نام ہے — م۔

اور مصیبت زدہ غربا کو سرکاری روپے سے اس نے امداد دلوائی اور اپنے مقبوضات کی نئی تقسیم
کر کے ان کی املاک مین بھی اضافہ کیا تاکہ لوگون کو کچھ تو صبر اور چین آجائے۔ چنانچہ ایجی نا کے
تمام باشندون کو نکلوا کے یہ جزیرہ اس نے ایتھنزیون پر بانٹ دیا۔ ان مصیبتون مین تھوڑی
بہت تسکین اُنھین اپنے دشمن کی پریشانیون سے بھی ہوئی کیونکہ ایتھنزی بیڑے نے پونیشیہ کے
گردہی گرد جا کے بہت سے قصبون اور چھوٹی بستیون کو تباہ و برباد کر دیا اور خاصہ بڑا علاقہ لوٹ کر
خراب کر ڈالا۔ خشکی پر بھی خود فارقلیس فوج لے کے مگارا پر چڑھ دوڑا اور ان کے علاقے بھر مین
تہلکہ ڈال دیا۔ [illegible] واقعات سے ظاہر ہے کہ اگرچہ پونیشی فوجون نے خشکی پر ایتھنز کو نقصان
پہونچانے [illegible] کی لیکن خود ان کو بھی ایتھنزی بیڑے سے کچھ کم نقصان نہ پہونچا اور
[illegible] تمام انسانی عزم و قیاس کو باطل نہ کر دین تو وہ فارقلیس کے اندازے
کے [illegible] جلد لڑائی ختم کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

سب سے پہلے تو وبائے طاعون شہر مین پھیلی اور اصلی قوت شباب یعنی اس کے تمام
نوجوان باشندون کو کھا گئی۔ اس واقعے پر لوگ جو پہلے ہی سخت مغموم اور پریشان ہو رہے تھے بالکل
مجنون اور فارقلیس کی جان کے دشمن ہو گئے اور ہذیانی مریضون کی طرح، خود حکیم شفیق یا اپنے
عزیز باپ کو مارنے کے واسطے مُکے تاننے لگے۔ اُس کے دشمنون نے ان کے دل مین یہ بٹھا دی
تھی کہ [illegible] شہر مین آدمیون کی کثرت ہے جو گرمی کی شدت سے مجبور تھے کہ چھوٹی چھوٹی
جھونپڑیون [illegible] کو ٹکیون مین بیکار پڑے وقت گذاری کرین حالانکہ پہلے وہ پاک صاف
اور کھلی ہوا مین رہنے کے عادی تھے۔ اب اس تمام مصیبت کا سبب اصلی وہی شخص ہے جس نے
لڑائی کی وجہ سے سارے علاقے کی بے تعداد مخلوق کو شہر پناہ کے اندر بھر لیا ہے۔ نہ انھین کوئی کام
دیتا ہے نہ رہنے کی اچھی جگہ۔ بلکہ بے کار مویشیون کے مانند حاطے مین بند کر رکھا ہے کہ امراض متعدی
کا شکار ہون۔

ان خرابیون کے دفیعے کے لیے اور دشمن کو ستانے کے واسطے فارقلیس نے ایک سو چالیس جہاز

کیے اور ان مین بہت سے آزمودہ کار پیادہ و سوار روانہ کرنے کو چھانٹے جس سے شہر والون
کی امید بندھی اور دشمن بھی کثرت فوج دیکھکر ہراسان ہوا۔ اور اب جب سفر کی سب تیاریان
مکمل ہو چکین، فارقلیس بھی اپنے جہاز پر چڑھ لیا، تو عین اسی وقت سورج گہن پڑ گیا اور اچانک
اندھیرا چھا گیا۔ جس نے ہر ایک کو ڈرا دیا کیونکہ یہ سخت بدفالی سمجھی جاتی تھی۔ جب فارقلیس نے
اپنے جہاز کھینے والے کو نہایت خوف زدہ اور دُگدا مین پایا کہ اب کیا کرے تو اس نے اپنا چغہ
اتار کے ملاح مذکور کے چہرے کے سامنے اس طرح کر دیا کہ وہ اس کی آڑ مین سے سامنے کی کوئی
شے نہ دیکھ سکے اور اس کے بعد پوچھنے لگا کہ کیا اس سے تمھین کچھ ضرر یا تکلیف پہونچنے کا اندیشہ
ہے؟ ملاح نے نفی مین جواب دیا کہ "نہین" تب اس نے کہا "پھر کھا ... وجہ تاریکی
مین فرق ہی کیا ہے؟ البتہ سورج کے سامنے جو شے ہے وہ اس چغے ... تو
یہ وہ کہانی ہے جو فلسفہ کے اساتذہ اب تک شاگردون کو سنا ... دیا تو
مگر فارقلیس سمندر مین کچھ بہت کار نمایان، جو اس زور شور کے شایان ہوتا، نہ دکھا سکا، اور
جب اس نے اپی دورس Epidaurus کے مقدس شہر کو گھیر لیا اور اس کے تسخیر
ہو جانے کی امید بھی بندھ گئی تو بیماری نے اس کے تمام منصوبون کو خاک مین ملا دیا۔ یہ بلا نہ صرف
اتھنزیون تک محدود رہی بلکہ جن جن مقامات کے لوگون کی فوج مین آمد رفت تھی وہ بھی اس کے
حملے سے نہ بچے۔ اس پر اتھنز کے لوگ اور زیادہ اس سے ناراض ہو گئے ... عدد
پھر اس نے انھین منانے کی اور از سر نو ہمت بندھانے کی کوشش کی، وہ ... ئے نہ
اُن کا طیش و غضب کم ہوا۔ یہان تک کہ کثرت رائے اس کے خلاف ہو گئی اور لوگون نے اس سے
تمام اختیارات لے کر اسیر جرمانہ کیا جس کی مقدار کم سے کم بیان کرنے والے پندرہ ٹیلنٹ بتاتے
ہین اور سب سے زیادہ جنھون نے بتائی ہے انھون نے پچاس ٹیلنٹ بتائی ہے۔ مخالفت مین
پیروی کرنے والا، ادومانوس Idomeneus نے کلیان، کو تھیو فراطس نے، سیمیاس
Simmias کو، اور پونٹکیس نے لکراتی داس Lacratides کو قرار دیا ہے۔

اِس کے بعد اُس کے خلاف جتنی شورش تھی ۔ سب ہمیشہ کے لیے دب گئی گویا لوگونکا تمام زور اس ایک ضرب پر صرف ہو گیا اور ان کا ڈنک زخم مین جھڑ کے رہ گیا ۔ لیکن فارقلیس کے خانگی حالات نہایت تکلیف دہ ہو گئے تھے ۔ اس کے بہت سے دوست وبا ے طاعون مین مر گئے تھے اور خاص اپنے گھر کے آدمی ایک مدت سے ناراض اور بے سرے ہو رہے تھے اس کا نکاحی بیوی سے بڑا بیٹا زن تھفس بالطبع مسرف تھا اور جوان بہو بھی (جو طسندر Tisander کی بیٹی تھی) فضول خرچ تھی ۔ باپ کی کفایت شعاری زن تھفس کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور اس کے ذاتی اخراجات کے لیے جو رقم تھوڑی تھوڑی کرکے ملتی تھی اس کے کم ہونے کا ... تھا ۔ اسی قسم کی لاچاریون سے عاجز آکے اُس نے ایک مرتبہ کچھ روپیہ منگا لیا اور اس پر یہ ظاہر کیا کہ فارقلیس کی اجازت اور کہے سے لیتا ہون ... جب یہ شخص روپیہ طلب کرنے آیا اور فارقلیس نے بالکل صاف جواب دیدیا تو اُس نے زن تھفس پر دعوے دائر کر دیا ۔ نوجوان بیٹے کو یہ بات نہایت ناگوار گذری اور اس نے علانیہ باپ کی مخالفت اور تضحیک کرنی شروع کی ۔ وہ اُس کے گھر کی باتین یا جو سوفسطائی اور علما اُس کے ان آتے اُن کے قصے سنا سنا کے باوا کی ہنسی اُڑاتا : مثلاً یہ کہ جب کسی مشہور کرتبی کے تیر سے فطموس فارسیلی نادانستہ مارا گیا تو اس کا باپ سارے دن تک حکیم فرو تاغورث Protagoras سے حیص بیص کرتا رہا کہ بہترین عقلی دلائل کے رو سے اس سوء اتفاق کا ... یا وہ شخص جس نے تیر پھینکا یا وہ لوگ جنھون نے کھیل دکھانے کی نمایش قائم کی تھی ۔ علاوہ ... ن ٹیسم بروتس کا بیان ہے کہ زن تھفس ہی نے وہ نامعقول افسانہ اپنی بیوی سے آشنگی کا لوگون مین مشہور کیا تھا ۔ اور انھی اختلافات کی وجہ سے بیٹا مرتے دم تک (کیونکہ وہ اسی طاعون مین مر گیا) باپ سے بیزار رہا ۔ اُس بیماری مین فارقلیس کی بہن اور دیگر احباب واعزا اور جو اس کی جائداد وغیرہ کے انتظام مین بڑی امداد دیا کرتے تھے فوت ہو گئے ۔ ہم اس نے ان مصیبتون کو مردانہ وار برداشت کیا اور نہایت سخت آزمایشون مین ایسی عالی حوصلگی

کی داد دیتا رہا کہ کبھی کسی نے اُسے روتے یا رنج کرتے نہ دیکھا نہ عزیز و احباب کے کفن دفن مین وہ شرکت کرتا یہان تک کہ اس کا دوسرا نکاحی بیٹا بھی جو اب اکیلا رہ گیا تھا، جاتا رہا یہ ایسا دھچکا تھا جس نے فارقلیس جیسے قوی دل کو بھی بٹھا دیا اور اگرچہ وہ اپنے اصولون اور کوہ وقار استقلال کو ہاتھ سے نہ دینے کی سخت کشمکش کرتا رہا تاہم جب رسم کے مطابق وہ لاش کے سر پر پھولون کا سہرا بیٹھانے آیا تو ضبط کا دامن چھوٹ گیا اور اس جگر شگاف نظارے پر جذبات نے اس درجہ مغلوب کیا کہ بے اختیار چیخین نکل گئین اور زندگی بھر مین پہلی مرتبہ آنسوؤن کا ایک دریا آنکھون سے بہ نکلا ۔

اس اثنا مین اتھنز نے تمام جرنیلون کی سپہ سالاری آزمائی اور سب ... کو سلطنت کے کام دے کے دیکھا لیکن کسی مین انتظام سنبھالنے کی طاقت ... بھاری بھرکم اور مقتدر ثابت ہوا جو اتنی بڑی ذمہ داری کا اہل ہوتا ... فارقلیس کے نکالنے پر پشیمانی ہوئی اور پھر اسے مہام سلطنت اپنے ہاتھ مین لینے کے لیے اور قوم کو اپنی صلاح مشورے سے فائدہ پہونچانے کے لیے دعوتین دینے لگے مگر وہ سوگ و افسردگی کے عالم مین خانہ نشین تھا اور باہر نکلنا نہ چاہتا تھا بارے القبادیس اور دیگر احباب کے مجبور کرنے سے اُٹھا اور لوگون کے سامنے آیا اور جب اُنھون نے اس کی بڑی تعظیم تکریم کی اور اپنی پہلی بدسلوکیون کی معافی مانگی تو فارقلیس نے پھر ایک مرتبہ عنان انتظ... لی اور جب اس کا سپہ سالاری پر انتخاب ہوا تو اس نے درخواست کی کہ ... متعلق قانون، جو پہلے خود اسی نے کوشش کر کے منظور کرایا تھا معطل کر دیا جائے تا کہ اس کی نام و نسل قانونی وارث نہ ہونے کے سبب سے بالکل ہی نیست نابود ہونے سے بچ جائے ۔

قصہ اس قانون کا یہ ہے کہ فارقلیس نے کبھی پہلے اپنے عروج کی حالت مین، جب قانون کے مطابق نکاحی بیوی سے اس کے بچے موجود تھے، یہ قانون پیش کیا تھا کہ آیندہ اتھنزی کے لقب سے صرف وہی لوگ ملقب ہو سکین جن کے ماں باپ دونون اتھنز کے

یون - چنانچہ اسی قانون کی وجہ سے، جب شاہ مصر نے کئی ہزار من گیہون شہریون مین تقسیم کرا دینے کے لیے ہدیۃً ایتھنز بھیجے، تو ایک طوفان بمقدمہ بازی کا بپا ہو گیا - بہت سے جن کی پہلے خبر بھی نہ تھی کم ذات ثابت ہوے اور شہریت سے خارج کیے گئے اور بہت سے بچارے بے جد مارے گئے - قریب قریب پانچ ہزار نفوس ہو نگے جن پر الزام ثابت ہوا اور غلام بنا کے فروخت کر دیے گئے - باقی جو لوگ اس بلا سے محفوظ رہے اور آخر تک سچے شہری بن کر سرخرو نکلے وہ کل ملا کے تعداد مین چودہ ہزار چالیس آدمی تھے ؎

یہ حقیقت مین نہایت حیرت انگیز بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا قانون جس نے اتنے آدمیون کو پریشان کیا، اب اُسی [illegible] واحد کے کہنے سے جس نے اُسے بنایا تھا، باطل کر دیا جاے — [illegible] مصیبت زدگی اور پریشان حالی نے معترضین کی زبان بند کر دی تھی [illegible] کہ اس کو پچھلی رعونت اور سخت گیری کی زمانے نے بہت کافی سزا دیدی ہے، اُس کو واجب الرحم جانتے تھے - اور ایک آفت زدہ اور دل شکستہ شخص کی اس قسم کی درخواست ان کے نزدیک قبول کرنی شیوۂ انسانیت تھی - چنانچہ انھون نے اجازت دیدی کہ فارقلیس اپنے غیر کفو بیٹے کو اپنا ہی نام دیدے اور برادری کے رجسٹر مین اس کا نام بھی داخل کر لے ؎

[illegible] بیٹے نے بعد مین پونیشیون کو ارجی نوسی Arginusae پر شکست دی [illegible] کے ہاتھون دوسرے جرنیلون کے ساتھ مقتول ہوا تھا ؎

بیٹے کو برادری مین شامل کرنے کے تھوڑے ہی دن بعد فارقلیس کو معلوم ہوتا ہے" اسی وبائی مرض نے آگھیرا - مگر اس پر اور ون کی طرح تیز و شدید دورے نہین پڑے بلکہ بظاہر بیماری اندر ہی اندر پلتی اور مختلف رنگ بدلتی رہی یہان تک کہ جسم کی طاقت سلب ہو چلی اور اس کے شریفانہ قواے روحانی کمزور پڑتے گئے ؎

اسی کے متعلق سقراطس نے اپنی کتاب اخلاق مین ایک تحریر چھوڑی ہے - یعنی

اس بحث مین کہ آیا آدمی کے اطوار حالات گرد و پیش سے متغیر ہو جاتے ہین یا اُس کی اخلاقی عادتین جسمانی بیماریون سے متاثر ہو کے صراطِ مستقیم پر قائم نہین رہتین ۔ اس نے لکھا ہے کہ فارقلیس جب بیمار پڑا تو جو یار آشنا مزاج پرسی کو جاتے، ان مین سے ایک کو اس نے ایک تعویذ یا جھاڑ پھونک کا گنڈا دکھایا جسے عورتون نے اس کے گلے مین لٹکا دیا تھا ۔ گویا بیماری نے اُس کو حقیقت مین اتنا ضعیف الراے اور وہمی کر دیا تھا کہ وہ اس خرافات کو گوارا کرنے لگا تھا ۔

جب وقت آخر آپہونچا تو بالین پر اس کے بچے کھچے دوست، اور شہر کے منتخب عمائدین بیٹھ کے اس کی خوبیان اور غیر معمولی قابلیت و اقتدار کی یاد اور اس [illegible] کارہاے نمایان اور فتوحات کا ذکر آپس مین کرنے لگے ۔ کیونکہ فتح و [illegible] سے اس کی سپاہ سالاری مین شہر نے زینت و آبرو پائی تھی [illegible] وہ اس طرح کر رہے تھے گویا وہ بے ہوشی یا ایسی حالت مین ہے کہ ہوش و حواس ساقط ہو چکے اور ان کی گفتگو سننے سمجھنے سے قاصر ہے ۔ حالانکہ اس نے بغور ان کی تمام باتین سنین اور زبان سے بھی بولا کہ تعجب ہے تم نے ہر ایسی شے کی تو تعریف کی جو زیادہ تر تقدیری یا اتفاقات پر منحصر ہوتی ہے اور دوسرے سپاہ سالارون کو بھی حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس چیز کا مطلق ذکر نہین کیا جو عظمت و خوبی مین سب سے بڑھکر ہے ۔ "کیونکہ" اس نے کہا "[illegible] ماتم پر کبھی اس طرح غالب نہ آیا تھا !"

بے شبہ وہ اپنی اعلے سیرت کی وجہ سے ہم سب کی توصیف و ثنا کا بدرجۂ اولیٰ مستحق ہے نہ صرف اپنی اُس نرم مزاجی اور تحمل کے سبب سے جس پر ہزار ہا دشنا گیون کے باوجود وہ مدت العمر قائم اور مستقل رہا، بلکہ اپنی بلند ہمتی پر اور عالی خیالی پر کہ قوت علے الاطلاق اور کامل اختیار کے ہوتے ساتھی اپنی سب سے بڑی شرافت اسی مین سمجھی کہ حسد اور دشمنی کے جذبات کو دبائے اور کسی کی طرف سے کینہ دل مین نہ پائے ۔ اور میرے نزدیک یہی شے ہے

جو اس کے خطاب اولمپی کی وقعت اور سجاوٹ کو بڑھا دیتی ہے۔ ایسا غیر معمولی ربط و ضبط
ایسی پاک صاف بے داغ زندگی اگر قوت و اقتدار کے ساتھ نہ ہو تو بے شبہ وہ لفظ مہمل
اور طفلانہ ہو جاتا ہے اور وہ شان ربّانیت کم ہو جاتی ہے جو اولمپی میں پنہان ہے۔ یعنی
ایسی قوت جو بُرائی سے ارفع اور صرف بھلائی کی مصدر ہے اور جو ہمارے نزدیک دنیا کا
انتظام چلانے والے دیوتاؤن کی صفت ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہم دیوتاؤن کو ایسا صفاتِ
متباین سے متصف نہین مانتے جیسا کہ شعرا نے انھین دکھلایا ہے اور اپنی جہالت سے خود
ہی اپنے لکھے کی تردیدین کی ہین مثلاً جیسا ان کے ذہنی مقام سکونت کا نقشہ کھینچا ہے
کہ وہ جہان رہتے ہین ... آب و باران کے طوفان آتے ہین نہ دنیا کے مخمصات اور
... سکتے ہین افکار و آلام سے وہان کلیتاً آزادی ہے اور ایک نور
... رکھے رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ
ان دیوتاؤن کے لڑائی جھگڑون کا اور طیش و کینہ وری کا بھی بیان کرتے ہین جو غیر فانی دیوتا
تو درکنار اُن آدمیون کے لیے بھی زیبا نہین جن مین کچھ تھوڑی سی عقل ہو۔ مگر غالباً یہ باتین
اس جگہ بے محل ہین اور اس بحث کو کسی اور ہی وقت کے لیے اُٹھا رکھنا چاہیے۔

فارقلیس کی موت کے بعد انتظامات سلطنت کی رفتار سے بہت جلد کھل گیا کہ اس کا
... تلافی نقصان ہے۔ وہ جو زندگی مین اس کے شخصی اقتدار اور اس کے
... بے پر گھٹاتے تھے اس کے گذرتے ہی دوسرے تمام آتش بیان تقریرون
کی آزمایش کر کے بہت جلد قائل ہو گئے کہ اتنی بلندی اور عروج پر پہنچنے کے بعد ایسی
معقول پسند اور معتدل طبیعت دوسرے شخص کی ہونی محال ہے نہ وہ تاثیر اور وزن کسی
اور کی منکسر مزاجی مین پیدا ہو سکتا ہے جس کا مرنے والا مالک تھا۔ اُس وقت ہی جا کر
انھین یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخصی اختیار کو وہ بادشاہت، جابرانہ شخصیت اور استبداد
کے مکروہ نامون سے یاد کرتے تھے وہی حقیقت مین امن کا مدار تھا۔ ظلم و خیانت ...

نالایقی اور بد معاشی کا اس کے ہٹتے ہی ایک سیلاب آگیا جسے فقط اسی کی قوت توازن و تمیز نے مسدود کر رکھا تھا اور جو محض اسی کی روک تھام سے بے باکانہ اونچا چڑھنے سے رُکا ہوا تھا ؛

فے بیس کا موازنہ فارقلیس کے ساتھ

یہ دو سوانح عمریان جنھین جنگی اور ملکی قابلیتون کی اعلیٰ مثالین کہنا چاہئے ہمارے سامنے ہین۔

آؤ اب سے پہلے ان دو نامور شخصون کے جنگی اوصاف کا موازنہ کرین:—

فارقلیس کے ہاتھ مین جب اپنی قوم کی عنان حکومت آئی تو سلطنت ایک سر سبز اور ترقی پذیر حالت مین تھی اور اسلیے کہہ سکتے ہین کہ اُسکا اس خوش حالی کو برقرار رکھنا یا وطن کو کسی مصیبت مین گرفتار ہونے [illegible] ایک معمولی خوش نصیبی اور کامیابی کی بات تھی۔ حالانکہ فے بیس کو جو نہایت نازک [illegible] بر اقتدار آیا محض ایک منتظم اور جمی جمائی حکومت کو چلانا اور اپنی حالت پر قائم [illegible] ایک گرتی عمارت کو تھامنے اور ایک ڈوبتی سلطنت کو ترا لے جانیکا دشوار مرحلہ درپیش تھا۔ علاوہ ازین کائمن (یا سائمن) کی فتوحات، میرونیدش اور لکاتس کے اموال غنیمت اور طول مدتش کی مشہور مہمات سے فارقلیس نے سلطنت کو وسیع یا محفوظ کرنے کا کام نہین لیا بلکہ اُن سے ایتھنز کی تزئین و آرایش کی اور نئے نئے مذہبی تہوار اور میلے تماشون کی بنیاد ڈالی۔ اسکے برعکس فے بیس مختار السلطنت بنایا گیا تو اطالیہ کے دشت و دریا اُسکے ہموطنون کے خون سے لال تھے۔ میدان رومی لاشون سے پٹے تھے اور اُنکے اسقدر سپاہی جرنیل و قنصل مارے گئے تھے کہ جدھر فے بیس نگاہ اُٹھا کر دیکھتا تھا سوا [illegible] و تباہی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس حال مین محض اسی کی اولوالعزمی تھی جس نے رومہ کو فنا ہو نے سے بچایا اور صرف اسی کی بلند حوصلگی اور عاقلانہ مشورون کی بدولت اہل رومہ اس چھت کو اڑا اُٹھا لگانے پر آمادہ ہوے جو اورون کی غلطی اور کمزوریون سے شق ہو کر اپنی جگہ چھوڑ چکی تھی۔

اگر کہا جاے کہ فارقلیس کا ایتھنز یون پر ایسے زمانے مین حکومت کرنا جبکہ عرصۂ دراز تک دولت و خوش حالی امن و اطمینان سے بہرہ مند رہنے کے باعث وہ کمال سرکش اور بیباک ہو گئے تھے، بہ نسبت فے بیس کے زیادہ دشوار کام تھا کہ اُسے جس شہر کی حکومت ملی اُسے پہلے ہی آفات و مصائب نے بھگی بلی

بنا دیا تھا اور بیرونی خطرات کے سبب سے وہان کے لوگ اسکے دانشمندانہ احکام کے خلاف دم نہ مار سکتے تھے۔ اور اس لیے ایسی شکستہ حال جماعت کو قابو مین رکھنا کوئی بڑی بات نہ تھی ۔ تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ ایسی ابتر حالت مین فیبیس کا مستقل رہنا اور اُن مسلسل ہزیمتون سے مایوس ہو جنھون نے رومیون کا فشار نکال دیا تھا ایک غیر معمولی عزم وہمت کی دلیل ہے ؛

جزیرۂ ساموس اور یوبیہ کی فتوحات کے مقابلے مین ہم ٹارنٹم کی دوبارہ تسخیر اور کمپانیہ کے شہرون کی فتح پیش کر سکتے ہین اگرچہ (کمپانیہ کا بڑا شہر) کاپوا فیبیس کے بعد کے قنصلون نے فتح کیا مگر اہل لگوریہ کو شکست دینے کے علاوہ کوئی میدانی فتح جو فیبیس نے حاصل کی ہو مجھے تاریخ مین نہین ملی ۔ حالانکہ فارقلیس نے برّی اور بحری نو لڑائیان جیتین اور ہر ایک کی یادگار [illegible] با این ہمہ فیبیس نے جس یادگار طریقے سے منوکیس اور اس کی فو[illegible] اس کام مین جو انسانیت اور جوانمردی اور دانائی دکھائی اسکی کوئی نظیر فار[illegible] نہین نظر آتی ؛ لیکن اس مین شبہ نہین کہ فارقلیس اپنے کسی حریف کی چال مین بھی اسطرح کبھی نہ آیا تھا جس طرح کہ فیبیس ہنی بال کے مشعل بردار بیلون سے دھوکے مین آگیا۔ اس موقع پر غنیم ایک اتفاقی فروگذاشت کی بدولت از خود رومیون کے قبضے مین آگیا تھا، اسکے باوجود فیبیس نے اُسے رات کے وقت نکل جانے دیا اور جب صبح ہوئی تو اُلٹا ایک دبے ہوے دشمن سے دبنا پڑا اور ذلت آمیز شکست کھائی ؛

اگر ایک عمدہ سردار کی خوبی یہ ہے کہ نہ صرف زمانۂ موجودہ بلکہ آیندہ کی ضرور[illegible] بھی اس کے پیش نظر ہون تو اسمین فارقلیس اپنے رومی ہمچشم سے فضل ہے ۔ فی حقیقت [illegible] بہت پہلے سے اپنے اہل وطن کو آنے والی لڑائیون کے خطرات سے آگاہ کر دیا تھا اور جتا دیا [illegible] وسعت و قابلیت سے زیادہ مقبوضات حاصل کرنے کی ہوس کا انجام تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا ؛ اسکے برعکس فیبیس کہ آخر تک اسکیپیو کی افریقی مہم کو رومہ کے لیے تباہ کُن بتاتا رہا، ایسا اچھا پیشین گو نہ تھا۔ گویا فارقلیس ایک بُرے مستقبل کا اچھا پیغمبر تھا اور فیبیس ایک اچھے مستقبل کا بُرا پیشین گو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اندیشۂ بیجا سے کسی ہاتھ آتے ہوے فائدے کو چھوڑ دینا ایک سپہ سالار کے واسطے اسی قدر

عیب کی بات ہے جس قدر کہ کم اندیشی سے کسی خطرے میں مبتلا ہو جانا، کیونکہ یہ دونوں نقص ہرچند باہم متضاد ہیں تاہم ان کی جڑ وہی ایک ہے یعنی اندازے کی غلطی اور تجربے کی کمی ؎

سیاسی معاملات میں فارقلیس پر عام طور سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے اہل اسپارٹہ کی کسی پیش کردہ شرط کو نہ مانا اور اس لیے وہی جنگ کا بانی مبانی ہے۔ لیکن میرے خیال میں فے بیس بھی اس معاملے میں اتنا ہی سخت تھا اور تلا ہوا تھا کہ اہل قرطاجنہ سے ذرا بھی دب کر صلح نہ کرے۔ اُسے ساری سلطنت جوکھوں میں ڈالنا منظور تھا مگر یہ کسی طرح پسند نہ تھا کہ اس کا تھوڑا سا حصہ دے کر دشمن سے مصالحت کر لی جائے ؎

[illegible] میں فے بیس کا منوکیس کے ساتھ ملاطفت آمیز برتاؤ بڑی تعریف کا مستحق [illegible] میں فارقلیس کی وہ کوشش یقیناً قابل نفرین نظر آتی ہیں جو اُس نے سائمن [illegible] صاحب اقتدار اشرافوں کو جلا وطن کرا دینے میں صرف کیں ؎ باقی عام انتظامات میں فارقلیس کے لیے یہ بات دشوار نہ تھی کہ اُن خرابیوں کو جو عمّال یا دوسرے افسروں کی غلطیوں سے پیدا ہوتی ہیں روک دے، کیونکہ ایتھنز میں وہ اپنے تمام ہم وطنوں پر اس قدر حاوی تھا کہ اُس کی منشا اور ہدایت کے خلاف کوئی شخص کچھ نہ کر سکتا تھا۔ صرف طول مو[illegible] نے ایک بار اس کی رائے سے انحراف کیا اور اس کی ممانعت کے باوجود اہل بیوشیہ [illegible] کیا اور نہ کوئی ایتھنزی کبھی اُس کے حکم سے باہر ہوا۔ حالانکہ فے بیس کو یہ قدرت [illegible] وہ اپنے ہم وطنوں پر اتنا اختیار نہ رکھتا تھا کہ ہمیشہ اپنی صحیح اور مضبوط رائے پر اُنھیں چلائے [illegible] اٹھانے سے روک دے۔ اور بے شبہ رومیوں کی بڑی خوش نصیبی ہوتی اگر وہ فے بیس کو زیادہ اختیارات دیدیتے اور جتنے اس کے اختیارات وسیع ہوتے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُتنی ہی رومہ کی مصیبتوں میں کمی آجاتی ؎

فیاضی اور بلند نظری کے اعتبار سے فارقلیس کی ناموری اس میں ہے کہ کبھی کوئی تحفہ یا ہدیہ اُس نے نہیں لیا، اور فے بیس اس لیے مشہور ہے کہ خود اپنے پاس سے فدیہ ادا کر کے سپاہیوں کو

چھوڑا یا اگرچہ یہ رقم چھ ٹیلنٹ (ٹیلنٹ = ساڑھے تین ہزار روپے) سے زیادہ تھی۔ لیکن فارقلیس چاہتا تو اپنے تئین دولتمند بنا لینے کے جو موقعے اُسے حاصل تھے وہ کبھی کسی کو نہ ملے ہونگے شاہ وشاہ زادے اور حلیف سلطنتین سب اُسے کچھ نہ کچھ پیش کرنے پر آمادہ تھے لیکن اس کا دامن ہمیشہ اس ناپاک بداخلاقی سے پاک رہا۔ رہین وہ مذہبی اور قومی عمارتین جن سے اُس نے اپنے وطن کی شان زیبایش مین اضافہ کیا، تو اس معاملے مین اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ رومہ مین بادشاہی زمانے تک جتنی عمارتین قصور ومحلات تعمیر ہوے، وہ سب کے سب کیا کثرت مصارف اور کیا بنانے والون کی بلند حوصلگی، کسی لحاظ سے بھی اُن بے بہا عمارتون کا مقابلہ نہین کر سکتے جو اکیلے فارقلیس نے ایتھنز مین تعمیر کر دی تھین ۔

تاریخ تمدن یعنی سر ہنری طامس بکل کی مشہور تصنیف "ہسٹری آف سویلزیشن" کا اُردو ترجمہ - فلسفۂ تاریخ کی یہ بہترین کتاب ہے جس مین تاریخ کے اصول اسی طرح مرتب کیے گئے ہین جیسے کہ طبعیات کے اصول مرتب ہو چکے ہین - مجلد - قیمت عہ

مطبوعات جدید

مبادی سائنس اس کتاب مین حیوانات - نباتات حجریات و معدنیات کے تمام ابتدائی مسائل نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہین - اور مولوی معشوق حسین خان بی-اے (علیگ) کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ کتاب کے مطالب نہایت آسانی کے ساتھ ذہن مین آجائین گے - مجلد - قیمت عامہ

[illegible] علم النفس کے مضمون پر اُردو کیا معنی - عربی - فارسی مین بھی کوئی کتاب موجود نہ تھی - حالانکہ معیشت کامل کے جتنے عناصر و شعبہ جات ہین سب [illegible]ازمی ہے - نیز رازِ ہستی کے انکشاف مین سب سے زیادہ اسی علم سے [illegible]ت ملک کے لائق انشا پرداز مسٹر عبد الماجد بی اے ہین آخر مین اس علم کے متعلق جس قدر اصطلاحات علمیہ بنائی گئی ہین اُن کی فرہنگ دے دی گئی ہے قیمت قسم اول عہ قسم دوم عہ

مقدمات الطبیعات مولفہ عالی جناب مرزا مہدی خان صاحب کوکب ایم آر-ایس-ایم ایم-آر-اے-ایس-ای، ایف-جی-ایس، سابق ناظم محکمہ مردم شماری ریاست حیدرآباد دکن - مرزا صاحب موصوف کو دولت آصفیہ نے خاص علوم طبیعیہ کی اعلیٰ تعلیم [illegible]پ بھیجا تھا - یہ لاجواب تالیف جو اُردو زبان مین اپنی صنف کی پہلی ہی [illegible]لے بعد عرصے تک اس فن کے مطالعہ اور کامل غور و خوض کا نتیجہ ہے، [illegible] کتاب [illegible] اعلیٰ درجے کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہین - اس سے پوری طرح استفادہ کرین - اصطلاحات کی ایک فرہنگ بھی کتاب کے آخر مین دے دی گئی ہے قیمت عہ مجلد عامہ

فلسفہ اجتماع مسٹر عبد الماجد بی - اے - مصنف فلسفۂ جذبات نے علم النفس کی یہ دوسری کتاب لکھی ہے - جس کا انگریزی ایڈیشن بعض تغیرات کے [illegible] پہلے فلسفۂ جذبات مین جہان افراد انسانی کی نفسیاتی ادراک اور حس کے زیر اثر

جو افعال سرزد ہوئے ہین، اُن سے بحث کی گئی تھی - وہان فلسفۂ اجتماع مین اُن کیفیات و حسیات نفس کا بیان ہے جو مجامع اور اُن کے اثرات سے پیدا ہوتی ہین - اس مین فاضل مصنف نے بڑی خوبی و امثال کے ساتھ اُن تعلقات کا ذکر کیا ہے جو لیڈرون اور عوام مین پایا جاتا ہے - قیمت غیر مجلد عہ، مجلد عہ

البیرونی

اس مین مسٹر سید حسن برنی - بی - اے (علیگ) نے بڑی کوشش و جستجو سے علامۂ ابوریحان بیرونی کے حالات جمع کیے ہین اور اس علامۂ اجل کی سوانحعمری مرتب کر کے اہل ملک کو کتاب الہند کے مصنف کی زندگی کے اہم واقعات اور اُس کے کمال و ذوق علمی اور طالب علمانہ تجسس و تلاش سے آشنا کرایا ہے جس کے مطالعے سے اس بات کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسی علم و فن کے حاصل کرنے کے لیے کس درجہ استقلال، ہمت اور جفاکشی کی ضرورت ہے - قیمت مجلد عہ

دریاے لطافت

سید انشاء اللہ خان انشا اور مرزا قتیل [illegible] کی [illegible] ہین - یہ کتاب انجمن [illegible] کا ترجمہ ہے جو جناب [illegible] مناسب اختصار اور ضروری تغیرات کے بعد دوسری [illegible]

طبقات الارض

مولفہ جناب مرزا مہدی خان صاحب کوکب - اس کتاب مین علم طبقات الارض کے بنیادی اصول اور اُس کے اجزا نہایت شرح و بسط [illegible] درج کیے گئے ہین اور اُس کی علمی اصطلاحات جو خاص طور پر وضع کی گئی ہین اُن کی [illegible] آخر مین شامل کر دی گئی ہے - [illegible]

ان مطبوعات انجمن کے علاوہ اگر شایقین علم ادب کو کسی دوسری کتاب [illegible] خرید کر شامل کر دی جا سکتی ہے - اور اس خدمت کے لیے خریدارون سے [illegible] نہین لیا جائے گا - لکھنؤ مین جو اُردو علم ادب کی اشاعت کا سب سے بڑا مرکز ہے تقریباً سب اعلے درجے کی مستند اور مشہور کتابین مل جاتی ہین جو کسی دوسرے مقام پر بہ وقت دستیاب ہوتی ہین اس لیے شایقین کو [illegible] ذریعے سے منگانے مین [illegible] ہوگی - (محصول ڈاک ہر صورت مین ذمۂ خریدار ہوگا)

مہتمم دارالاشاعت انجمن [illegible] اُردو - کٹرہ سید حسین خان - چوک